دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیر نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کے ساتھ
مع عنوانات
مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیرِ نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ

جلد ششم

کتاب الطلاق

دارالاشاعت اردو بازار کراچی
فون: 021-2213768

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء شکیل پریس کراچی۔
ضخامت : 3780 صفحات در ۹ جلد مکمل

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

نحمدالله العلی العظیم و نصلی علیٰ رسوله الکریم

امــابـعــد. یہ کفایت المفتی کی جلد ششم قارئین کے پیش نظر ہے۔ جلد اول کے دیباچے میں عرض کیا گیا تھا کہ جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ فتاویٰ جو مدرسہ امینیہ کے رجسٹروں سے لیے گئے ہیں۔ ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المستفتی پر نمبر بھی ہے اور مستفتی کا نام مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ جواب دیگر کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔ دوسرے وہ فتاویٰ جو سہ روزہ الجمعیۃ سے لیے گئے ہیں۔ ان میں لفظ سوال کے نیچے اخبار کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کیے گئے یا مطبوعہ کتب میں سے لیے گئے۔

لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے۔ یہ جلد ششم جو آپ کے پیش نظر ہے اس میں درج شدہ فتاویٰ کی اقسام کی تفصیل یہ ہے:

رجسٹروں سے ۳۱۸ الجمعیۃ سے ۷۱ متفرق ۸۳ کل ۴۷۲

کفایت المفتی جلد اول سے جلد ششم تک کے کل فتاویٰ کی تعداد تین ہزار سولہ (۳۰۱۶) ہوئی۔

اس کے بعد انشاء اللہ جلد ہفتم آئے گی جو کتاب الوقف سے شروع ہوتی ہے۔

والحمدللّٰہ اولاً و اٰخراً.

احقر حفیظ الرحمان واصف

فہرست عنوانات

کتاب الطلاق

پہلا باب ایقاع ووقوع طلاق

پہلی فصل تلفظ طلاق

دوسری فصل ۔ طلاق صریح

تیسری فصل ۔ کنایات

عنوان	صفحہ
نویں فصل - حاملہ کی طلاق	
(٦٤) حالت حمل میں بیوی پر طلاق واقع ہو جاتی ہے	٨٢
(٦٥) حالت حمل میں طلاق دینے کے بعد بیوی کے نان و نفقہ اور بچوں کی پرورش کا حکم	//
(٦٦) حمل کی حالت میں طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟	٨٣
دسویں فصل - عورت کا اخبار' یا انکار' یا لا علمی	
(٦٧) بیوی طلاق اور عدت گزارنے کا دعویٰ کرتی ہے' تو کیا وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟	٨٤
(٦٨) تین طلاق کے بعد شوہر کا انتقال ہو گیا اور بیوی تین طلاق کا انکار کرتی ہے' تو کیا کیا جائے گا؟	//
گیارہویں فصل	
انشاء اللہ کہہ کر طلاق دینا	
(٦٩) لفظ "انشاء اللہ" کے ساتھ دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی	٨٥
بارہویں فصل	
شہادت و ثبوت طلاق	
(٧٠) شوہر طلاق کا انکار کرتا ہے مگر گواہ نہیں تو کیا حکم ہے؟	٨٦
(٧١) کئی دفعہ طلاق دے چکا ہے مگر گواہوں نے انکار کیا' تو کیا حکم ہے؟	٨٧
(٧٢) میاں بیوی طلاق کے منکر ہیں اور گواہ تین طلاق کی گواہی دیں تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟	//
(٧٣) بیوی طلاق کا دعویٰ کرتی ہے' اور شوہر انکار کرتا ہے مگر گواہ موجود نہیں' تو کیا حکم ہے؟	٨٩
(٧٤) کسی دوسرے شخص سے ناجائز تعلق رکھنے کی بناء پر نکاح نہیں ٹوٹتا	٩٠
(٧٥) عورت کے اجنبی شخص کے ساتھ بھاگ جانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا	//
تیرہویں فصل - حالت نشہ کی طلاق	
(٧٦) نشہ کی حالت میں تین دفعہ کہا "اس حرام زادی کو طلاق دیتے ہیں' تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟	٩١
(٧٧) نشہ پلا کر جب ہوش نہ رہا' طلاق دلوائی تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟	٩٢
(٧٨) نشہ کی حالت میں طلاق دی' مگر شوہر کو خبر نہیں کہ کتنی طلاق دی تو کیا حکم ہے؟	٩٣
چودھویں فصل - طلاق کی اقسام	
(٧٩) طلاق بدعی کی آٹھ قسموں کا بیان	٩٤
پندرہویں فصل ایک مجلس کی تین طلاقیں	
(٨٠)(١) یکبارگی تین طلاق ایک مجلس میں دینے سے تین طلاق واقع ہو جائیں گی	٩٥
(٢) حالت حیض میں کہا "میں نے تجھے طلاق بدعی دی" تو کتنی طلاق واقع ہوئی؟	//
(٣) حالت غصہ میں طلاق دینے سے حنفیہ کے علاوہ اور اماموں کے نزدیک طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟	//

صفحہ	عنوان
	دوسرا باب۔ فسخ وانفساخ
	پہلی فصل۔ شوہر کو سزائے عمر قید ہونا
۱۱۰	(۹۸) شوہر بیس سال کے لئے قید ہو گیا تو عورت نکاح فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟
۱۱۱	(۹۹) قیدی کی بیوی کا کیا حکم ہے؟
//	(۱۰۰) شوہر طلاق نہ دیتا ہے نہ نان ونفقہ تو بیوی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟
	دوسری فصل۔ زوجہ کی نافرمانی
۱۱۲	(۱۰۱) عورت کے بھاگ جانے سے عورت اپنے شوہر کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہوتی
	تیسری فصل۔ عدم ادائیگی نان ونفقہ وغیرہ
۱۱۳	(۱۰۲) نان ونفقہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں؟
//	(۱۰۳) شوہر جب خبر نہ لے تو بیوی تفریق کے لئے کیا کرے؟
۱۱۴	(۱۰۴) شوہر نان ونفقہ نہ دے اور حقوق زوجیت ادا نہ کرے تو بیوی علیحدہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟
//	(۱۰۵) نان ونفقہ نہ ملنے کی وجہ سے تفریق کی کیا صورت ہو گی؟
۱۱۵	(۱۰۶) جو شوہر عرصہ نو سال تک عورت کی خبر گیری نہ کرے تو وہ عورت کیا کرے؟
//	(۱۰۷) شوہر جب نان ونفقہ نہ دے تو بیوی دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟
۱۱۶	(۱۰۸) نان ونفقہ اور حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی صورت میں تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں؟
۱۱۷	(۱۰۹) نو سال تک جس عورت کے شوہر نے خبر نہ لی اس کا کیا حکم ہے؟
//	(۱۱۰) کیا شافعی المذہب عورت نان ونفقہ نہ ملنے کی وجہ سے تفریق کرا سکتی ہے؟
۱۱۸	(۱۱۱) شوہر بیوی کو نان ونفقہ نہ دے تو اس کی شرعی تدبیر کیا ہے؟
//	(۱۱۲) شوہر نان ونفقہ نہ دے تو نکاح ثانی کا حکم
۱۱۹	(۱۱۳) نان ونفقہ نہ دینے کی صورت میں فسخ نکاح کا حکم
۱۲۰	(۱۱۴) اگر شوہر بیوی کو نان و نفقہ نہ دے اور حق زوجیت بھی ادا نہ کرے تو امام مالکؒ کے مذہب کے موافق نکاح فسخ کیا جا سکتا ہے
۱۲۱	(۱۱۵) نان ونفقہ اور حقوق زوجیت کی عدم ادائیگی کی صورت میں مسلمان حاکم کے ذریعہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟
//	(۱۱۶) غائب شوہر کی عورت کا حکم
	چوتھی فصل۔ نا اتفاقی زوجین
۱۲۲	(۱۱۷) زوجین کے درمیان ناچاقی اور نان ونفقہ نہ ملنے کی بناء پر نکاح فسخ ہو گا یا نہیں؟
۱۲۴	(۱۱۸) شوہر نہ بیوی کو اپنے پاس رکھتا ہے اور نہ اسے طلاق دیتا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

عنوان	صفحہ
گیارہویں فصل۔ حرمت مصاہرۃ	
(۱۶۳) بیوی شوہر کے بیٹے کے ساتھ زنا کا دعویٰ کرتی ہے اور لڑکا انکار کرتا ہے مگر شرعی گواہ نہیں تو کیا حکم ہے؟	۱۵۷
بارہویں فصل۔ ارتداد	
(۱۶۴) بیوی مرتد ہو کر پھر مسلمان ہو جائے تو کیا حکم ہے؟	۱۵۸
(۱۶۵) (۱) کلمات کفریہ سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے	۱۵۹
(۲) خدا اور رسول کو نہیں مانوں گی کہہ دینے سے نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟	"
(۳) دوبارہ مسلمان ہونے کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے یا نہیں؟	"
(۴) اب اگر شوہر بیوی کو رکھنا نہیں چاہتا تو طلاق دینا ضروری ہے یا نہیں کلمات کفریہ سے نکاح فسخ ہو گیا؟	"
(۱۶۶) شوہر قادیانی ہو گیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں؟	۱۶۱
(۱۶۷) کسی کو مرتد ہونے کا مشورہ دینا کفر میں داخل ہے یا نہیں؟	"
تیرہویں فصل ۔ ولی کا سوء اختیار	
(۱۶۸) چچازاد بھائی نے بحیثیت ولی نابالغہ کا نکاح کر دیا تو اس کے فسخ کا کیا طریقہ ہے؟	۱۶۲
چودہویں فصل۔ شوہر کا عنین ہونا	
(۱۶۹) نامرد کی بیوی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟	۱۶۳
پندرہویں فصل۔ اغواء	
(۱۷۰) طلاق یا مسلمان حاکم کے ذریعہ نکاح فسخ کرانے کے بعد عورت دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے ورنہ نہیں	۱۶۴
(۱۷۱) میاں بیوی علیحدہ علیحدہ ملک میں ہیں شوہر بیوی کو نہ طلاق دیتا ہے اور نہ ہی اپنے پاس رکھتا ہے تو تفریق کی کیا صورت ہو گی؟	۱۶۵
(۱۷۲) شوہر تین سال سے دوسرے ملک میں ہے خبر گیری نہیں کرتا تو اس کی بیوی کیا کرے؟	۱۶۶
سولہویں فصل تقسیم ہند	
سترہویں فصل۔ غیر مسلم حاکم کا فیصلہ	
(۱۷۳) موجودہ دور حکومت میں حاکم غیر مسلم کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟	"
تیسرا باب خلع	
(۱۷۴) خلع خاوند اور بیوی کی رضامندی کے بغیر نہیں ہو سکتا	۱۶۷
(۱۷۵) خلع سے عورت پر طلاق بائن واقع ہوتی ہے اس میں شوہر رجعت نہیں کر سکتا	۱۶۸

عنوان	صفحہ
چھٹا باب۔ عنین	
ساتواں باب۔ تحریری طلاق	
آٹھواں باب طلاق بالاکراہ	

گیارھواں باب تفویض

بارھواں باب طلاق مغلظہ اور حلالہ

صفحہ	عنوان
۳۸۷	(۳۶۸) تین مرتبہ لفظ حرام کہا' تو کتنی طلاق اور کون سی طلاق واقع ہوئی؟........
۳۸۸	(۳۶۹) شوہر نے بیوی سے مخاطب ہو کر کہا "آؤ اپنی طلاق لے لو" تو بیوی پر طلاق پڑی یا نہیں؟........
"	(۳۷۰) طلاق رجعی کے بعد جب بیوی سے صحبت کر لی' تو رجعت ہو گی یا نہیں؟........
۳۸۹	(۳۷۱) طلاق دیدوں گا "یاد بنا ہوں کہنے کے بعد دوبارہ طلاق طلاق کہا" تو کون سی طلاق واقع ہوئی؟........
"	(۳۷۲) تین بار طلاق دینے کے بعد شوہر کو حق رجعت نہیں رہتا........
۳۹۰	(۳۷۳) کسی نے اپنی بیوی سے کہا "میں نے تم کو طلاق دیدیا میرے گھر سے نکل جاؤ" تو بیوی پر کون سی طلاق واقع ہوئی؟........
"	(۳۷۴) شوہر نے بیوی سے کہا "میں نے تجھ کو طلاق دی' دی' دی" تو کتنی طلاق واقع ہوئی؟........
۳۹۱	(۳۷۵) جھگڑے کے دوران کہا "ہم اپنی عورت کو طلاق دیدیں گے والد نے کہا" دیدے شوہر نے کہا جاؤ دیدیا" تو کیا حکم ہے؟........
"	(۳۷۶) طلاق رجعی' طلاق بائن اور طلاق مغلظہ کے احکام........
	چودھواں باب مجنون اور طلاق مجنون
۳۹۲	(۳۷۷) جس عورت کا شوہر عرصہ چودہ سال سے دیوانہ ہے' وہ عورت کیا کرے؟........
۳۹۳	(۳۷۸) دیوانے کی بیوی نان و نفقہ نہ ملنے کی بناء پر شوہر سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے یا نہیں؟........
"	(۳۷۹) پاگل کی بیوی بغیر طلاق کے دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟........
۳۹۴	(۳۸۰) جس کا شوہر دیوانہ ہو جائے' اس کا نکاح فسخ ہو گا یا نہیں؟........
۳۹۵	(۳۸۱) جو مجنون پاگل خانہ میں ہے' اس کی بیوی کیا کرے؟........
	پندرھواں باب عدت اور نفقہ عدت
۳۹۶	(۳۸۴) زانی زانیہ سے فوراً نکاح کر سکتا ہے' اور زانیہ عورت پر عدت نہیں........
"	(۳۸۵) مطلقہ عورت کی عدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے........
۳۹۷	(۳۸۶) جہاں شوہر کا انتقال ہوا ہے' عورت کو وہیں عدت گزارنی چاہئے؟........
"	(۳۸۷) مجبوری اور خوف ہو تو شوہر کے گھر کے بجائے والدین کے یہاں عدت گزارے........
"	(۳۸۸) دوسرے شوہر نے عدت میں نکاح کیا' تو وہ نکاح فاسد ہے اور وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہو گی........
۳۹۸	(۳۸۹) ایام عدت میں کوئی عورت زنا سے حاملہ ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟........
۳۹۹	(۳۹۰) ایام عدت میں نکاح حرام ہے........
"	(۳۹۱) زمانہ عدت میں کیا گیا نکاح باطل ہے........

کتاب الطلاق

پہلا باب

فصل اول

طلاق دینا اور طلاق پڑنا

شوہر طلاق کا انکار کرے اور گواہ طلاق دینے کی گواہی دیں تو طلاق واقع ہو جائے گی

(سوال) زید نے اپنی منکوحہ کو اپنے مکان پر بیٹھ کر بوجہ ناراضگی تین طلاق شرعی دیکر حق زوجیت سے علیحدہ کردیا اور اپنے مکان سے نکال دیا اور مسماۃ مطلقہ اس وقت روبرو گواہان موجودہ اپنے والد کے مکان پر جو تقریباً پچیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے چلی گئی اور وہاں جاکر اس نے ایام عدت بموجب احکام شرع شریف پورے کئے چنانچہ جب والد مسماۃ مطلقہ کا انتقال ہو گیا تو کوئی وسیلہ نان و پارچہ کا نہ رہا اس وجہ سے مسماۃ مطلقہ جائے دیگر عقد کرنا چاہتی ہے اور زید طلاق دہندہ عقد نہیں کرنے دیتا اور کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی شرعاً ست طلاق ہوئی یا نہیں ؟ اور اس کو جائے دیگر نکاح ثانی کا حق ہے یا نہیں ؟ مگر وقت طلاق سوائے گواہوں کے کوئی تحریر نہیں ہوئی تھی۔

(جواب ۱) جب کہ زید نے اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں دیدیں تو اب زید کا اس سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ قال اللہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره (۱) رہی یہ بات کہ وہ طلاق دینے ہی سے انکار کرتا ہے تو اس کے ثبوت میں گواہوں کی شہادت کافی ہے ثبوت طلاق اور وقوع طلاق کے لئے تحریر کی ضرورت نہیں صرف تلفظ سے بھی طلاق پڑ جاتی ہے (۲) پس صورت مسئولہ میں جب کہ مسماۃ مطلقہ ثلثہ اپنی عدت پوری کر چکی ہے تو وہ جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

"تلاک" کے لفظ کے ساتھ طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے

(سوال) زید نے اپنی عورت کو بغیر الفاظ صاف تین طلاق دیا یعنی یوں کہا ایک تلاک دو تلاک تین تلاک یہ الفاظ کے کوئی معنی نہیں پھر طلاق کیونکر ہو سکتا ہے الطلاق کے معنی تفریق کے ہیں اب غلط لفظوں لینے سے طلاق کے کیا معنی ہوگا بعض کتب میں صاف لفظ کی قید ہے۔

---

(۱) البقرۃ : ۲۳۰

(۲) هو رفع قيد النكاح في الحال بالبائن او المآل بالرجعي بلفظ مخصوص هو ما اشتمل على الطلاق (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق ۳/۲۲۶/ ط - سعيد كراتشي (قوله وركنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية فخرج الفسوخ على ما مر واراد اللفظ لو حكما ليدخل الكتابة المستبينة واشارة الاخرس والاشارة الى العدد بالاصابع في قوله' انت طالق هكذا كما سياتي' و به ظهران من تشاجر مع زوجه واعطاها ثلاثة احجار ينوي الطلاق ولم يذكر لفظا لا صريحا ولا كناية لا يقع عليه كما افتى به الخير الرملي وغيره (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق ۳' ۲۳۰' ط - سعيد كراتشي)

المستفتی نمبر ۳۹۸ غلام الرحمٰن (رنگون-برما) ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۴ء
(جواب ۳) لفظ تلاک اگر کسی عالم کی زبان سے نکلا ہے جو طلاق کہنے پر بھی قادر تھا اور وہ دعویٰ کرے کہ میرا مقصود طلاق دینا نہیں تھا تو اس کی تصدیق کی جائے گی اور اگر وہ یہ دعویٰ نہ کرے یا کسی بے پڑھے آدمی کی زبان سے نکلا ہے تو طلاق واقع ہونے کا حکم دیا جائے گا (۱) کما هو رواية شمس الائمة الحلوانی — (۲)
واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کسی کے کہلوانے سے کہا "ایک دو تین طلاق دے دی" اور معنی نہ جانتا ہو، تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید کا اپنی بیوی سے کسی بات پر جھگڑا ہوا- خالد کو جب اطلاع ملی تو زید سے کہا کہ تو نے ایسی سرکش بیوی کو جو تجھ سے جھگڑتی ہے اب تک رکھا ہے زید نے کہا تو کیا کروں خالد نے کہا طلاق دے دو زید نے کہا میں تو جانتا نہیں ہوں کہ کس طرح طلاق دی جاتی ہے خالد نے کہا کہ اس طرح طلاق دی جاتی ہے کہ ایک دو تین طلاق دے دی خالد کے بتلانے پر زید نے بعینہ وہ الفاظ کہہ دیئے - اس صورت میں طلاق پڑی یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۳۷۹ مولوی کبڈ صاحب (ضلع نواکھالی)
۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۱۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۳) زید کی زبان سے جو الفاظ خالد نے ادا کرائے ان کے موافق طلاق پڑگئی کیونکہ زید نے یہ معلوم کرنے کے بعد کہ ان الفاظ سے اس کی بیوی پر طلاق پڑے گی ان الفاظ کا تلفظ کیا ہے (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) يقع بها اى بهذه الالفاظ وما بمعنا ها من الصريح ويدخل نحو طلاغ و تلاك و تلاك او ط' ل' ك او " طلاق باش" بلا فرق بين عالم و جاهل وان قال تعمدته تخويفالم يصدق قضاء الا اذا اشهد عليه قبله به يفتى(الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الصريح ۳/۲٤۸' ط - سعيد كراتشى)
(۲) و فى الهندية رجل قال لامرأته ترا تلاق ههنا خمسة الفاظ تلاق و تلاغ و طلاغ و طلاك و تلاك عن الشيخ الامام الجليل ابى بكر محمد بن الفضل رحمه الله تعالىٰ انه يقع وان تعمد وقصد ان لا يقع ولا يصدق قضاء و يصدق ديانة إلا اذا اشهد قبل ان يتلفظ به وقال ان امراتى تطلب منى الطلاق ولا ينبغى لى ان اطلقها فاتلفظ بها قطعا لقيلها و تلفظ بها وشهد وابذلك عند الحاكم لا يحكم بالطلاق بينهما وكان فى الابتداء يفرق بين العالم و الجاهل كما هو جواب شمس الائمة الحلوانى رحمه الله تعالىٰ ثم رجع إلى ما قلنا و عليه الفتوىٰ كذا فى الخلاصة (الفتاوىٰ الهندية كتاب الطلاق' الباب الثانى فى ايقاع الطلاق' الفصل الاول فى الطلاق الصريح ۳۵۷/۱ ط- ماجدية كوئته)
حضرت مفتی اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے شمس الائمہ الحلوانی کا جو قول عالم اور جاہل کے فرق میں نقل کیا ہے وہ ان کا مرجوع عنہ اور غیر مفتی بہ قول ہے' اور ان کا راجح' مرجوع الیہ اور مفتی بہ قول یہی ہے کہ عالم اور جاہل کے درمیان کوئی فرق نہیں' جیسا کہ عالمگیری کی عبارت سے مصرح ہے - فقط
(۳) صريحه مالم يستعمل الا فيه ولو بالفارسية كطلقتك وانت طالق و مطلقة --- و يقع بها اى بهذه الالفاظ وما بمعنا ها من الصريح واحدة رجعية وان نوى خلا فها او لم ينوشيئا (الدر المختار شرح تنوير الابصار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الصريح ۲٤۷/۳ ط- سعيد كراتشى)

محض دل میں خیال پیدا ہونے سے طلاق نہیں ہوتی (الجمعیۃ مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۳۱ء)

(سوال) ایک شخص نے اپنی عورت کو دل میں طلاق دی ہے کسی آدمی کے سامنے نہیں دی لوگوں نے کہا ہے کہ عورت نے نکاح کر لیا ہے بعد ازاں وہ اپنے خاوند کے گھر آگئی ہے۔

(جواب ٤) طلاق اگر صرف دل میں خیال کرنے کے طور پر دی ہے زبان سے تلفظ نہیں ادا کیا نہ آہستہ نہ زور سے تو طلاق نہیں ہوتی (۱) جب تک طلاق کے الفاظ زبان سے ادا نہ ہوں طلاق نہیں ہوتی عورت نے نکاح کر لیا ہے اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا یعنی اگر وہ منکوحہ تھی اور اس نے کسی دوسرے سے نکاح کر لیا تو یہ دوسرا نکاح ہی باطل ہے (۲) محمد کفایت اللہ غفر لہ

فصل دوم

طلاق صریح

میری اس عورت پر طلاق ہے' طلاق ہے' طلاق ہے کہنے سے عورت پر تین طلاق واقع ہو گئی

(سوال) ایک شخص کی عورت اپنے شوہر سے تکلیف پا کر بغیر اجازت اپنے شوہر کے اپنے والد کے گھر چلی گئی شوہر نے چند آدمیوں کے روبرو جو صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں یہ الفاظ کہے کہ وہ میری عورت بغیر میری اجازت اپنے میکے چلی گئی اب میرے نکاح سے باہر ہے اب اس کو جیسے گویا اپنی ماں بہن سے برتاؤ کیا اور میری اس عورت کو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے۔اب آپ سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

(جواب ٥) صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہو گئی اور وہ عورت اس شخص کے واسطے بغیر حلالہ جائز نہیں۔یقع طلاق کل زوج اذا کان بالغا عاقلا سواء کان حرا او عبد اطائعا او مکرھاً کذافی الجوھرۃ النیرہ (عالمگیری ص ۳۸۲ ج ۱) (۳)

---

(۱) عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ عزو جل تجاوز لامتی عما حدثت بہ انفسھا مالم تعمل او تتکلم بہ (رواہ مسلم فی صحیحہ' کتاب الایمان' باب بیان تجاوز اللہ تعالیٰ عن حدیث النفس ۱/۷۸ ط قدیمی) (ورکنہ لفظ مخصوص) ھو ما جعل دلالۃ علی معنی الطلاق من صریح او کنایۃ و بہ ظھر ان من تشا جر مع زوجتہ فاعطا ھا ثلاثۃ احجار ینوی الطلاق ولم یذکر لفظا لا صریحا ولا کنایۃ لا یقع علیہ کما افتی بہ الخیر الرملی (ھامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق ۳/۲۳۰ ط – سعید کراتشی)

(۲) کل صلح بعد صلح فالثانی باطل و کذا النکاح بعد النکاح – والا صل ان کل عقد اعید فالثانی باطل (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب الصلح ٥/٦٣٦ ط – سعید کراتشی)

(۳) الفتاوی الھندیۃ کتاب الطلاق' الباب الاول' فصل فیمن یقع طلاقہ و فیمن لا یقع طلاقہ ۱/۳٥۳ ط – ماجدیہ کوئٹہ و کذا فی الدر المختار مع ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ۳/۲۳٥ ط– سعید کراتشی)

فصل سوم
کنایات طلاق

اگر میرے بغیر تو اپنے باپ کے یہاں ایک روز بھی رہی تو میرے کام کی نہیں اور میں تیرا کچھ نہیں بغیر نیت طلاق کہا تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی سے کہا تو اپنے ماموں سے برا تعلق رکھتی ہے اس لئے تو اپنے باپ کے گھر جانے تو مجھ سے ہمراہ لے لیا کر جتنے روز تو اپنے باپ کے یہاں رہے گی میں تیرے ہمراہ رہوں گا اگر میرے بغیر تو اپنے باپ کے یہاں ایک روز بھی رہی تو تو میرے کام کی نہیں اور میں تیرے کچھ نہیں (زید کی بیوی کا ماموں زید کی بیوی کے باپ کے یہاں رہتا ہے) زید نے اپنی بیوی سے ایک بار یہ بھی کہا کہ تو قرآن شریف اٹھا کر قسم کھا کہ اس سے برے تعلقات سے بری ہوں زید کی بیوی نے قرآن شریف لیکر قسم کھائی کہ میرے ماموں سے میرا کوئی برا تعلق نہیں ہے کچھ عرصہ کے بعد زید کی بیوی اپنے والد کے گھر جانے لگی تو زید بھی ہمراہ گیا اور جتنے روز زید کی بیوی اپنے والد کے یہاں رہی زید بھی ہمراہ رہا پھر دوسری مرتبہ زید کی عورت اپنے والد کے گھر گئی اس وقت بھی زید اس کے ہمراہ گیا وہاں جاکر زید کی بیوی اپنے دوسرے ماموں کے یہاں جو دیہات میں رہتے ہیں جانے لگی زید نے اپنی بیوی کو وہاں جانے سے منع کیا مگر وہ نہ مانی اور چلی گئی اس کے جانے کے بعد زید اپنی سسرال سے اپنے گھر واپس آگیا اور زید کی بیوی اپنے دوسرے ماموں کے گھر رہ کر پھر اپنے والد کے گھر آگئی قریب دوماہ کا ہوا وہ اپنے والد کے مکان پر ہے عمرو کہتا ہے کہ زید نے جو الفاظ اپنی بیوی کو کہے تھے کہ "اگر میرے بغیر تو اپنے باپ کے یہاں ایک روز بھی رہی تو تو میرے کام کی نہیں اور میرے تیرے کچھ نہیں" تو زید کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی طلاق بائن پڑ گئی - زید اس کے جواب میں کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو نماز کی پابندی کے لئے بطور ڈرانے کے مذکورہ الفاظ کہے تھے طلاق کی نیت نہیں تھی - المستفتی نمبر ۱۲۹ عبدالرحیم صاحب موٹاوچھ ضلع سورت۔

۳ شعبان ۱۳۵۲ھ م ۲۲ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ٦) اگر زید ان الفاظ کو بہ نیت طلاق کہنے سے انکار کرتا ہے تو زید کا قول مع قسم کے معتبر ہوگا اور طلاق واقع نہ ہوئی - (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بیوی کو "جاؤ چلی جاؤ" کہنا

(سوال) زید نے بلا کسی نیت اور ارادہ مستقلہ اور تذکرہ کے اپنی اہلیہ سے لفظ "جاؤ چلی جاؤ" کہا مگر اس وقت

---

(۱) فالکنایات لا تطلق بها إلا بنية او دلالة الحال – فنحو اخرجي واذهبي و قومي يحتمل رداو نحو خلية برية حرام بائن يصلح سبا ونحو اعتدی – سرحتك فارقتك لا يحتمل السب والرد ففي حالة الرضا تتوقف الاقسام الثلاثة تاثيرا على نية للاحتمال والقول له بيمينه في عدم النية و يكفي تحليفها له في منزلة فان ابی رفعته للحاكم فان نكل فرق بينهما (تنوير الابصار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الكنايات ۲۹٦/۳ ط – سعيد كراتشی) وكذا فی الفتاوی الہندية كتاب الطلاق' الباب الثانی فی ايقاع الطلاق' الفصل الخامس فی الكنايات ۳۷٤/۱ ط – ماجديه كوئٹه)

طلاق کا تخیل یکایک آگیا زید نے ایسی حالت میں جب کہ نہ وہ غصہ تھا اور نہ طلاق کا ذکر تھا دوران گفتگو میں بلا ارادہ کے "دور ہو جاؤ" کہا اور اس وقت طلاق کا خیال اس طریقہ سے آگیا کہ اس سے اگر طلاق مراد لے لیں تو کیا حرج ہے یا یہ خیال میں آیا کہ اس سے طلاق مراد لے لینا چاہئیے ان دونوں طریقوں میں سے اگر دماغ میں یہ چیز آئی ہو تو طلاق واقع ہو گی یا نہیں ؟ زید بہت شکی واقع ہوا ہے جس سے خود نہایت پریشان ہے اور اب بیٹھے بیٹھے طلاق کا تخیل آجایا کرتا ہے ان صورتوں میں شریعت کا کیا حکم ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۰۷ معرفت ناظم دارالاشاعت مونگھیر - ۱۷ محرم ۱۳۵۳ھ ۲ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۷) اہلیہ سے یہ الفاظ " جاؤ چلی جاؤ" کہنے کے بعد یعنی ان الفاظ کا تلفظ ختم ہونے کے بعد اگر یکایک طلاق کا تصور آگیا خواہ اس طرح کہ "اگر اس سے طلاق مراد لے لیں تو کیا حرج ہے" یا اس طرح کہ "اس سے طلاق مراد لے لینا چاہئیے" تو یہ وقوع طلاق کے لئے کافی نہیں ہے جب کہ صورت یہ تھی کہ الفاظ کا تلفظ کرنے سے قبل نہ طلاق کا ارادہ تھا نہ ذکر - تلفظ ہو چکنے کے بعد کا مذکورہ بالا تصور مؤثر نہیں ہو سکتا - (۱) لان النية لا تعمل فيما مضى (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بیوی کو ماں کہنے سے طلاق نہیں ہوتی

(سوال) زید نے پنچوں کے روبرو یہ بیان دیا ہے کہ میں نے اپنے تنازعہ کی وجہ سے بیوی کو یہ کہا کہ کیا تجھ کو ماں کہنا پڑے گا ؟ اس کے جواب میں بیوی نے یہ کہا کہ میرا مہر دے دو اس پر میں نے کہا کہ مہر معاف کر دے تو میں طلاق دوں گا زید کی بیوی سے پوچھا گیا تو اس نے بھی یہی بیان دیا کہ زید کا بیان ٹھیک ہے اس کے بعد تین گواہوں نے یہ بیان دیا کہ زید نے ہمارے سامنے بیوی سے یہ کہا کہ میں تجھ کو ماں کہتا ہوں تو میرے گھر سے نکل جا - زید کی بیوی نے اس سے مہر طلب کیا اس نے کہا کہ اس وقت میرے پاس مہر نہیں ہے -

المستفتی نمبر ۶۶۸ حاجی عبدالقادر (ناگپور) ۵ شعبان ۱۳۵۴ھ م ۳ نومبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۸) گواہ اگر معتبر لوگ ہوں تو ان کی گواہی سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ مانی جائے گی اور زید کا بیان قابل سماعت نہ ہو گا لیکن گواہوں کے بیان میں بھی طلاق کا لفظ نہیں ہے اور جو الفاظ مذکور ہیں ان سے طلاق نہیں پڑتی (۱) اور زید چونکہ اس بیان سے منکر ہے اس لئے اس سے نیت کا استفسار نہیں ہو سکتا اس لئے مذکورہ صورت میں طلاق کا حکم نہیں دیا جا سکتا - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) ولو قال لها اذهبى اى طريق شئت لا يقع بدون النية وان كان فى حال مذاكرة الطلاق (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق' الباب الثانى فى ايقاع الطلاق' الفصل الخامس فى الكنايات ۱/۳۷۶ ط - ماجديه كوئته)

(۲) ولا عبرة بنية متاخرة عنها (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الصلاة' باب شروط الصلاة ۱/۴۱۷) و فى الاشباه والنظائر ولايكون شارعا بنية متأخرة لان ما مضى لم يقع عبادة لعدم النية (الاشباه والنظائر لابن نجيم الفن الاول فى القواعد الكلية النوع الاول' القاعدة الثانية الامور مقاصدها ۱/۱۵۰ ط -ادارة القرآن كراتشى)

بیوی کے متعلق یہ کہنا کہ ”اب اسے مجھ سے کچھ سروکار نہیں' مجھ سے کوئی واسطہ نہیں“

(سوال) جس شخص نے بر سر اجلاس حکومت انگریزیہ موجودہ اپنی زوجہ کے بارے میں یہ کہا کہ یہ میری عورت بد چلن وبد اطوار ہو گئی اب اس سے اور مجھ سے کچھ سروکار نہیں میں اس بد وضع عورت کو نہیں چاہتا حاکم نے بھی بہت کچھ شوہر سے کہا کہ اس عورت کو تم لے جاؤ مگر اس نے سخت انکار کیا آج عرصہ ایک برس کا ہوتا ہے کہ شوہر نے کوئی خبر گیری نہ کی بلکہ جس سے بھی کہا یہ کہا کہ مجھ سے کوئی واسطہ نہیں تو یہ کہنا شوہر کا طلاق بالکنایہ ہو گا یا نہیں ؟ خاص کر اس صورت میں جب کہ فتنہ پیدا ہونے کا خوف ہو اور زوجہ مذکورہ پر نان نفقہ کی تنگی ہے اور زوجہ نے بھی حاکم کے سامنے یہ کہا کہ میں ایسے شوہر سے پناہ مانگتی ہوں جو ظالم اور نشہ خوار ہے اس پر شوہر نے بھی مذکورہ بالا جملہ کہا تھا کہ مجھ سے اور عورت سے کوئی سروکار اور واسطہ نہیں۔
المستفتی نمبر ۷۸۸ سید اکرام حسین صاحب (سہسرام) ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ م ۲۹ فروری ۱۹۳۶ء
(جواب ۹) صورت مسئولہ میں قرائن ایسے ہیں کہ وقوع طلاق کا حکم راجح ہے عورت کو بد وضعی کے ساتھ متصف کرنا اور پھر اپنی بے تعلقی کو ان الفاظ سے ادا کرنا یہ سب قرائن ایسے ہیں کہ اس نے یہ الفاظ بہ نیت طلاق کہے اس لئے عورت کو طلاق ہو چکی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بیوی کو کہنا ”اپنے باپ کے گھر چلی جا“

(سوال) زید نے اپنی بیوی کو غصہ میں مار پیٹ کر مکان سے باہر کر دیا اور کہا تو اپنے باپ کے مکان پر چلی جا اور پھر چند گھنٹے کے بعد مکان میں داخل کر لیا اور مل بیٹھے اس کے بعد لڑکی کے والد کو خبر ہوئی کئی روز بعد وہ اس کو اپنے مکان میں لے گئے لڑکی کے والد کو بعض لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ اب لڑکی کو وہاں نہ بھیجو بلکہ اس کا نکاح دوسری جگہ کر دو اور کسی مولوی صاحب سے فتویٰ لے لو ایک مولوی صاحب اس پر تیار ہو گئے کہ میں فتویٰ دیتا ہوں طلاق ہو گئی ہے صورت مسئلہ مولوی صاحب نے یہ قائم کی کہ خاوند کو بلایا اور دو گواہ اس بات

---

(۱) وان نوی بانت علی مثل امی او کامی - برا اوظهارا او طلاقا صحت نیته ووقع ما نواه لانه کنایة والا ینو شیئا او حذف الکاف لغاو تعین الادنی ای البر یعنی الکرامة (درمختار) و فی الرد (قوله او حذف الکاف) بان قال انت امی - قلت ویدل علیه ما تذکره عن الفتح من انه لابد من التصریح بالا داة (قوله لغا) لانه مجمل فی حق التشبیه فما لم یتبین مراد مخصوص لا یحکم بشئی فتح (هامش رد المحتار ' کتاب الطلاق' باب الظهار ۳/ ٤٧٠ ط سعید)

(۲) ولو قال لم یبق بینی و بینك عمل ونوی یقع کذافی العتابیة (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الثانی فی ایقاع الطلاق' الفصل الخامس فی الکنایات ۱/ ۳۷٦ ط ماجدیه کوئٹه) یہ الفاظ کنایہ کے قسم ثانی میں داخل ہیں' جس کا حکم یہ ہے کہ نیت پر موقوف ہے اگر شوہر نے ان لفظوں سے طلاق کی نیت کی ہے جیسے قرائن سے یہی معلوم ہوتا ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہو گئی' اگر نیت نہیں کی تو طلاق واقع نہیں ہوتی-کما فی رد المحتار ' والحاصل ان الاول یتوقف علی النیة فی حالة الرضا والغضب والمذاکرة والثانی فی حالة الرضا والغضب فقط و یقع فی المذاکرة بلا نیة والثالث یتوقف علیها فی حالة الرضا فقط و یقع فی حالة الغضب والمذاکرة بلانیة (هامش رد المحتار ' کتاب الطلاق' باب الکنایات ۳/ ۳۰۱ ط سعید کراتشی)

کے کہ لڑائی ہوئی یا نہیں تم دونوں کے درمیان ؟ خاوند نے کہا کہ بے شک لڑائی ہوئی اور میں نے لڑائی میں ضرور یہ لفظ کہے کہ تو اپنے باپ کے گھر چلی جا کیونکہ میری ماں کے اور بیوی کے درمیان لڑائی تھی ماں کو میں کچھ نہیں کہہ سکتا تھا بیوی کو میں نے مارا بھی اور کہا تو اپنے باپ کے گھر چلی جا میں نے طلاق نہیں دی اور نہ طلاق کی نیت سے میں نے یہ کہا - بلکہ جس طرح لڑائی جھگڑے میں کہا کرتے ہیں اسی طرح کہا دونوں گواہوں نے بھی یہی کہا کہ ہم نے لفظ طلاق تو سنا نہیں ہے یہی لڑائی ہوتے ہوئے سنی ہے اور یہ بھی کہہ رہا تھا کہ اپنے باپ کے گھر چلی جا اس پر مولوی صاحب موصوف نے فتویٰ دیا کہ طلاق کے اردو میں یہی معنی ہوتے ہیں کہ چلی جا اب اس پر گواہوں کی کیا ضرورت ہے طلاق ہو گئی اور نکاح دوسری جگہ کر دیا گیا یہ صحیح ہوا یا غلط ؟

المستفتی نمبر ۸۲۹ محمد اسمعیل (ضلع مظفر نگر) ۱۲ محرم ۱۳۵۵ھ م ۵ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰) شوہر اگرچہ اقراری ہے کہ میں نے مار پیٹ کے بعد غصہ کی حالت میں کہہ دیا کہ باپ کے یہاں تو چلی جا لیکن طلاق کی نیت سے شوہر انکاری ہے لہذا اس صورت میں طلاق نہیں پڑی(۱) اور نکاح شوہر اول کا بدستور سابق قائم ہے تو باوجود قائم ہونے نکاح شوہر سابق کے دوسرا نکاح باطل و ناجائز ہو گا(۲) شوہر ثانی پر لازم ہے کہ اس عورت کو شوہر سابق کے سپرد کر دے ورنہ بذریعہ عدالت کے شوہر اوّل اپنی زوجہ کو لے سکے گا - والحاصل ان الاول یتوقف علی النیة فی حالة الرضا والغضب والمذاکرة الخ رد المحتار جلد ۲ ص: ۵۰۵ (۳) حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی

الجواب صحیح محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بیوی کو یہ کہنا" تجھ سے مجھے کچھ مطلب نہیں' یا تو ہماری کوئی نہیں

(سوال) اگر کسی نے اپنی بیوی کو کہا کہ تجھ سے مجھے کچھ مطلب نہیں یا تو ہماری کوئی نہیں اور نیت اس سے صرف ڈرانا مقصد ہے تو طلاق ہوئی یا نہیں - المستفتی نمبر ۱۰۰۷ عبدالستار (گیا)

۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۱) یہ الفاظ اگر طلاق کی نیت سے نہ کہے جائیں تو طلاق نہیں ہوتی - (۳) محمد کفایت اللہ

---

(۱) لوقال لها اذهبی ای طریق شئت لا یقع بدون النیة وأن کان فی حال مذاکرة الطلاق (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الثانی فی ایقاع الطلاق' الفصل الخامس فی الکنایات ۱/۳۷٦ ط ماجدیه کوئٹه)

(۲) قال الله تعالیٰ "حرمت علیکم امهاتکم — والمحصنات من النساء " (سورة النساء رقم الایة ۲۳'۲٤) قال فی الدر کل صلح بعد صلح فالثانی باطل وکذا النکاح بعد النکاح — والا صل ان کل عقد اعید فالثانی باطل (الدر المختار مع هامش رد المحتار ' کتاب الصلح ٥/٦٣٦ ط سعید کراتشی)

(۳) هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الکنایات ۳/۳۰۱ ط سعید کراتشی)

تین ماہ میں نے نفقہ وغیرہ نہ دیا تو ایسی عورت سے لادعوی رہوں گا

(سوال) ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور ساتھ ہی دستاویز لکھ دی جس میں مندرجہ ذیل عبارت ہے اگر اتفاقاً میں اپنی عورت کو بلا خوراک و پوشاک دیئے بلا حفاظت چلا گیا اور بھاگ جانے کی حالت میں تین ماہ میں نے نفقہ وغیرہ نہ دیا تو ایسی عورت سے لادعوی رہوں گا میرے نکاح کے عورت پر کوئی حق اور حقوق نہ رہیں گے میرے نکاح کے سب حق باطل اور رد سمجھے جائیں گے اب جواب طلب امر یہ ہے کہ لفظ لادعوی اور میرے نکاح کے حق اور حقوق نہ رہیں گے کنایات طلاق بکر طلاق واقع ہو گی یا نہیں بینوا توجروا- المستفتی نمبر ۱۰۱۸ مولانا فضل احمد صاحب مدرس مدرسہ مظاہر العلوم محلّہ کھڈہ کراچی ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲) ان الفاظ سے (عورت سے میں لادعوی رہوں گا میرے نکاح کے عورت پر کوئی حق حقوق نہیں رہیں گے میرے نکاح کے سب حق باطل اور رد سمجھے جائیں) یقیناً طلاق مراد ہے (۲) قطع تعلق کا مفہوم ادا کرنے میں یہ بالکل واضح اور صاف ہیں اس لئے خلاف ورزی شرائط کی صورت میں طلاق واقع ہونے کا حکم دیا جائے گا- (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اپنی بیوی کے متعلق یوں کہنا کہ "یہ عورت میرے لائق نہیں"

(سوال) کسی مقدمے کے دوران میں جب حاکم نے زید سے کہا کہ تو اپنی بیوی کو لے جا تو اس نے بر سر عدالت اپنی بیوی کے متعلق یوں کہا کہ یہ عورت میرے لائق نہیں ہے بس اس کو نہ لے جاؤں گا اس کے جو دل میں آئے کرے یہی اس کا فیصلہ ہے ایک مولوی صاحب سے استفسار کیا گیا جس پر مولوی صاحب موصوف نے جواباً تحریر فرمایا کہ یہ الفاظ خط کشیدہ عرفاً محتمل طلاق ہونے کی وجہ سے کنایات سے شمار ہوں گے لہذا مذاکرہ طلاق و حالت خصومت و غضب میں واقع ہونے کی وجہ سے طلاق بائنہ ہو گی دریافت طلب امر یہ ہے کیا واقعی طلاق ہو گئی اور ہو گئی تو ایک یا ایک سے زائد- المستفتی نمبر ۱۹۱۴ سید محمد افضال الحق صاحب (ٹاٹا نگر) ۱۸ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء

---

(۱) ولو قال لهالا نكاح بيني و بينك اوقال لم يبق بيني و بينك نكاح يقع الطلاق اذا نوى (الفتاوى الهندية) كتاب الطلاق' الباب الثاني في ايقاع الطلاق' الفصل الخامس فى الكنايات ۱/۳۷۵) ثم قال بعد صفحة ولو قال لم يبق بيني و بينك عمل ونوى يقع كذا في العتابية الفتاوى الهندية كتاب الطلاق الباب الثاني في ايقاع الطلاق' الفصل الخامس في الكنايات ۱/۳۷۶ ط - ماجديه كوئٹه)

(۲) فالكنايات لا تطلق بها قضاء إلا بنية اودلالة الحال و هر حالة مذاكرة الطلاق اوا لغضب فنحوا خرجي و اذهبي و قومي يحتمل رد او نحو خلية برية حرام بائن يصلح سبا و نحوا عتدي - سرحتك' فارقتك لا يحتمل السب والرد (تنوير الابصار مع هامش رد المحتار 'كتاب الطلاق' باب الكنايات ۳/۲۹۶ ط سعيد كراتشي)

(۳) واذا اضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لا مرأته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق الباب الرابع الفصل الثاني في تعليق الطلاق ۱/۴۲۰ ط ماجديه كوئٹه)

(جواب ۱۳) ان الفاظ میں فی الحقیقت طلاق کی تصریح نہیں ہے اس لئے زوج کی نیت دریافت کرنے کی ضرورت ہے اگر وہ کہے کہ میں نے طلاق دینے کی نیت سے ہی کہے تھے تو ایک طلاق بائن کا حکم دیا جائے گا(۱) اور اگر وہ نیت طلاق کا انکار کرے تو اس سے قسم لی جائے گی اور قسم کھالے تو اس کا قول معتبر ہوگا(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

لفظ چھوڑ دیا کہنے سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے یا صریح؟

(سوال) مسماۃ پیاری دختر شمشو کا عقد نکاح مسمی اسماعیل سے عرصہ دس بارہ سال ہوئے کہ ہوا تھالیکن اب عرصہ چھ سال سے مسمی مذکور بالکل لاپتہ ہے اور وہ بد چلن تھا ایک عورت کو اغوا کر کے لے گیا تھا اور جاتے وقت دس بارہ آدمیوں کے روبرو یہ بھی مسماۃ مذکورہ کو کہہ گیا تھا کہ جاؤ میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ اب میرا تمہارا کوئی تعلق نہیں رہا میرے پاس تمہارے لئے روٹی کپڑا دینے کے لئے کچھ نہیں ہے مسماۃ مذکورہ جوان العمر ہے۔ نان و نفقہ سے بھی تنگ رہتی ہے لہذا اس صورت میں کیا وہ عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۲۶ سمند خان نمبردار (رد ہتک) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴) اگر خاوند جاتے وقت یہ لفظ کہہ گیا تھا کہ جاؤ میں نے تمہیں چھوڑ دیا اب میرا تمہارا کوئی تعلق نہیں رہا اور یہ واقعہ بھی صحیح ہے کہ وہ کسی عورت کو اغوا کر کے لے گیا ہے تو اس عورت منکوحہ کو چھوڑ دینے کے معنی طلاق دینے کے ہی ہیں(۳) اور عورت کو حق ہے کہ وہ دوسرا نکاح کرے قانونی مواخذہ سے بچنے کے لئے لازم ہے کہ اس کے ان الفاظ کے سننے والے لوگوں کی شہادت پیش کر کے عدالت سے نکاح ثانی کی اجازت حاصل کر لے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی۔

---

(۱) فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنیة اودلالة الحال - فنحوا خرجي واذهبي -سرحتك فارقتك - ففي حالة الرضا تتوقف الاقسام الثلاثة تاثيراً على النية للاحتمال (تنوير الابصار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الكنايات ۳/۲۹۶ ط سعيد كراتشي)

(۲) والقول له بيمينه في عدم النية الخ (الدرالمختار مع هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق' باب الكنايات ۳/۳۰۰ ط سعيد كراتشي)

(۳) فالكنايات لا تطلق بها قضاء إلا بنية او دلالة الحال فنحوا خرجي واذهبي - سرحتك' فارقتك ففي حالة الرضا تتوقف الاقسام الثلاثة تاثيرا على النية للاحتمال (تنوير الابصار مع هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق' باب الكنايات ۳/۲۹۶ ط سعيد كراتشي) حضرت مفتی اعظمؒ نے جو یہاں قرائن سے ان الفاظ سے وقوع طلاق کا حکم لکھا ہے یہ اصل کے اعتبار سے ہے کہ اصل میں لفظ چھوڑ دیا (سرحتک) الفاظ کنایات میں سے ہیں جو کہ نیت کے محتاج ہیں اردو میں لفظ چھوڑ دیا جب بیوی کے متعلق استعمال کیا جائے تو اس مسئلہ میں فتاوی علماء عصر مختلف ہیں' عزیز الفتاوی اور فتاوی دار العلوم دیوبند میں اس کو کنایہ قرار دیکر محتاج نیت فرمایا ہے بشرط نیت وقوع بائن کا حکم دیا ہے' یہی رائے حضرت العلام (جاری ہے)

(جواب دیگر ۱۵) لفظ "چھوڑ دی" اگر طلاق کی نیت سے کہا ہے تو طلاق ہو گئی(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بیوی کے متعلق یہ کہنا کہ "میں اپنی عورت کو اپنی ماں کی جگہ سمجھتا ہوں اور میں نے اسے چھوڑ دیا" کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص کی عورت کو ایک دوسرا شخص بھگا کر لے گیا اور لے جانے کے بعد پھر وہی شخص جو عورت کو لے گیا ہے تین بار اس عورت کے زوج کے پاس آیا کہ تم اس معاملہ کا فیصلہ کر دو تو زوج نے جواب دیا کہ میں اپنی عورت کو اپنی ماں کی جگہ سمجھتا ہوں میں نے چھوڑ دیا ہے کیا عورت کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۵۰ غلام قادر (ضلع ہزارہ) ۵ ار مضان ۱۳۵۶ھ ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶) اگر عورت کے خاوند نے اس سوال پر کہ عورت کا فیصلہ کر دو یہ جواب دیا تھا کہ میں اس عورت کو ماں کی جگہ سمجھتا ہوں اور میں نے چھوڑ دیا تو عورت پر طلاق ہو گئی(۲) اس کے بعد زمانہ عدت کے اندر عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی لیکن عدت گزرنے کے بعد اس کو دوسرا نکاح کرنا جائز ہے(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) مفتی اعظمؒ کی ہے، اور بعض علماء نے حضرت فقیہ العصر مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے بھی یہی حکم نقل کیا ہے اور حضرت مولانا عبدالحئیؒ لکھنوی اور حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اس لفظ کو بوجہ عرف عام صریح قرار دیتے تھے' حکم اس کا یہی ہے کہ ایک طلاق رجعی ہو گی خواہ نیت ہو یا نہیں' حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے و کذا فیہ (امداد المفتین ۲' ۵۲۹' ۵۳۰ ط - ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی) قال فی رد المحتار فان سرحتك كناية لكنه فی عرف الفرس غلب استعمال فی الصریح فاذا قال " رها کردم" ای سرحتك يقع به الرجعی مع انه اصله کنایة ایضا،وما ذاك الا لانه غلب فی عرف الفرس استعماله فی الطلاق وقد مران الصريح مالم يستعمل إلا فی الطلاق من ای لغة كانت (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الكنايات ۳/۲۹۹ ط - سعيد كراتشی)

(۱) ایضاً

(۲) وان نوی بانت علی مثل امی او کامی - برا او ظهارا او طلاقا صحت نيته ووقع ما نواه لانه كناية والا ينو شيئا او حذف الكاف لغا و تعين الا دنی ای البر يعنی الكرامة (در مختار) قال فی الرد' قلت' و يدل عليه ما تذكره عن الفتح من أنه لا بد من التصريح بالأداة (قوله لغا) لا نه مجمل فی حق التشبيه فما لم يتبين مراد مخصوص لا يحكم بشئی فتح هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب الظهار ۳/۴۷۰ سعيد كراتشی) فالكنايات لا تطلق بها قضاء الا بنية او دلالة الحال فنحوا خرجی واذهبی - و نحوا عتدی - سرحتك ' فارقتك لا يحتمل السب والردففی حالة الرضا تتوقف الاقسام الثلاثة تاثيرا علی نية للاحتمال (تنوير الابصار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الكنايات ۳/۲۹۶ ط سعيد كراتشی)

(۳) اما نكاح منكوحة الغير و معتدة . فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق باب العدة' مطلب فی النكاح الفاسد و الباطل ۳/۵۱۶ ط سعيد كراتشی)

"میرے گھر سے چلی جا" طلاق کی نیت سے کہا، تو طلاق ہو گی ورنہ نہیں .

(سوال) ہمارا ایک بھائی ہے جس نے اپنی عورت کو بولا کہ جا تو ہمارے گھر سے چلی جا کہ تیرا فلاں آدمی کے ساتھ ناجائز تعلق ہے میرے گھر سے چلی جا نہیں تو میں تجھ کو ماروں گا پھر وہ لڑکی اپنی مائی کے پاس چلی گئی اور مائی کے آگے سب حال خاوند کا بیان کیا کہ وہ مجھ پر یہ الفاظ بولتا ہے اور گھر سے نکال دیا ہے۔

پھر اس لڑکی کی بڑی ہمشیرہ اس کو نال لے کر پھر وہ اس کے گھر آئی اور ہمشیرہ کو گھر چھوڑ دیا جب پھر اس خاوند نے دیکھا اور پھر وہی کلمات اس نے بولے بڑی سالی کے روبرو اور کہا کہ اپنی بہن کو لے جا اس کو میں ہر گز نہیں رکھتا کہ اس کا فلاں آدمی کے ساتھ تعلق ہے غرض کہ اس لڑکی کو بڑی بہن یعنی ہمشیرہ تین دفعہ اس کے گھر چھوڑنے کو گئی مگر اس لڑکی کو خاوند نے نہیں رکھا پھر وہ اپنی مائی کو چلی گئی لڑکی کی مائی بیوہ ہے اور پھر عرصہ ایک سال ہو گیا ہے جس میں اس لڑکی کے خاوند نے کوئی خبر نہیں لی ہے پھر ایک سال کے بعد اس لڑکی کے خاوند اپنی برادری کا میلہ اس لڑکی اور اس کی مائی کے پاس لائے ہیں کہ راضی نامہ کرلو اب لڑکی نہیں مانتی اور بولتی ہے کہ میرا اس کے ساتھ نکاح نہیں ہے اب اس جھگڑے میں چھ ماہ ہو گئے ہیں کہ جو آدمی راضی نامہ کے واسطے آتا ہے اس کو بولتی ہے کہ اس خاوند کا میرے ساتھ نکاح نہیں ہے اور اس بات کا کافی ثبوت بھی ہے اور گواہ بھی اس وقت ہیں کہ جب اس نے اپنی بیوی کو بولا کہ جا چلی جا تیرا فلاں کے ساتھ ناجائز تعلق ہے اس لڑکی کا قصور نہیں ہے اس کے خاوند کا قصور ہے اور اس کے ساتھ ایک تین سال کی لڑکی بھی اس خاوند سے ہے اور وہ اس عورت نے خاوند کو دیدی ہے اور کہتی ہے کہ تو لڑکی لے جا میں نہیں جاتی کہ سر مجلس تو نے ہم کو گھر سے نکال دیا اب میرا تیرا نکاح جاتا رہا ہے آیا اس لڑکی کا نکاح باقی ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۰۶۹ مستری فضل حسین صاحب (جہلم) ۲۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۷) اگر اس کا خاوند اقرار کرے کہ میں نے جو الزام ناجائز تعلق کا لگایا تھا وہ غلط تھا اور قسم کھائے کہ میں نے جو کہا تھا کہ چلی جا اس سے طلاق کی نیت نہیں کی تھی(۱) تو یہ عورت اس کے ساتھ جا کر رہ سکتی ہے نکاح باقی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) والقول له بيمينه فى عدم النية و يكفى تحليفها له فى منزله، فان ابى رفعته للحاكم فان نكل فرق بينهما (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الكنايات ۳/ ۳۰۰ ط سعيد كراتشى) باقی شوہر کا اقرار کرنا کہ میرا الزام غلط تھا رجوع کے لئے ضروری نہیں اگر یہ اقرار نہ کرے صرف طلاق کی نیت نہ ہونے پر قسم کھالے تو بھی عورت اس کے ساتھ رہ سکتی ہے۔ فقط

بیوی کو یہ کہا کہ ” میں تم سے بیزار ہوں‘ میں تم سے اسی وقت علیحدہ ہوتا ہوں “۔
(سوال) (۱) طلاق کے لئے آیا لفظ کا اظہار ضروری ہے یا مفہوم سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے آیا اشارہ یا کنایہ یا دلالت حال سے طلاق واقع ہوتی ہے ؟
(۲) اگر مرد اپنی عورت سے غصہ کی حالت میں چند دفعہ حسب ذیل کلمات کہے تو کیا طلاق پڑ جائے گی اور اگر ایسی صورت میں طلاق واقع ہو تو مرد کو اپنی عورت سے رجوع ہونے کی کیا صورت ہے ؟
مثلاً مرد اپنی عورت سے چندبار کہے میں تم سے بیزار ہوں‘ مجھے تم سے تکلیف ہے‘ میں تم سے اس وقت علیحدہ ہوتا ہوں تم سے میرا دل شکستہ ہے تم سے مایوسی ہے میں تمہارے لئے ایک بلا ہوں تم سے بعض وقت علیحدہ رہنے میں راحت ہے‘ تمہارے حق میں خرابی ہے‘ ایسی زندگی بیکار ہے‘ کیا بدقسمتی ہے‘ اب حد ہو گئی‘ کوئی راستہ معلوم نہیں ہوتا ہے‘ صفائی کی کوئی صورت معلوم نہیں ہوتی ہے‘ یا اللہ توبہ اور اسی قسم کے بعض کلمات ہوں اور اس وقت کبھی عورت بھی جواب دے کہ میری زندگی خود تلخ ہے اب کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بدقسمتی ہے اسی قسم کے بعض کلمات ہوں مذکورہ بالا کلمات نمبر ۲ کے اظہار کرتے وقت اگر مرد اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور غصہ دفع ہونے کے بعد وہ اپنی عورت سے بدستور ملتا ہو تو اس کا کیا حکم ہے ؟
المستفتی نمبر ۲۱۸۱ جناب منصور الحق صاحب پٹنہ (بہار) ۲ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۵ جنوری ۱۹۳۸ء۔
(جواب ۱۸) ان تمام جملوں میں سے صرف دو جملے نمبر ا و ۱۳ ایسے ہیں (جن پر سرخ نشان لگا دیا ہے) کہ اگر ان کو طلاق کی نیت سے کہا ہو تو طلاق ہو گی اور اگر طلاق کی نیت نہ ہو تو طلاق نہیں ہو گی(۱) اور باقی جملے محض بیکار ہیں ان سے طلاق نہیں ہوتی طلاق کی نیت ہو جب بھی طلاق نہیں ہوتی(۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ‘ دہلی

---

(۱) فالکنایات لا تطلق بها قضاء إلا بنية او دلالة الحال فنحوا خرجي واذهبي – و نحوى اعتدى – سرحتك‘ فارقتك لا يحتمل السب والرد‘ ففى حالة الرضا‘ تتوقف الاقسام الثلاثة تاثير اعلى النية للاحتمال (تنویر الابصار مع هامش رد المحتار‘ کتاب الطلاق‘ باب الکنایات ۲۹۶/۳ ط سعید کراتشی)
(۲) وكذا كل لفظ لا يحتمل الطلاق لا يقع به الطلاق وان نوى مثل قوله بارك الله عليك او قال لها اطعميني او اسقيني و نحو ذلك (الفتاوى الهنديه كتاب الطلاق الباب الثاني في ايقاع الطلاق‘ الفصل الخامس في الكنايات ۳۷٦/۱ ماجديه كوئته) وقال في الرد : لان ما ذكروه في تعريف الكناية ليس على اطلاقه بل هو مقيد بلفظ يصح خطا بها به ويصلح لا نشاء الطلاق – ولا بدمن ثالث هو كون اللفظ مسببا عن الطلاق و ناشئا عنه (هامش رد المحتار‘ كتاب الطلاق‘ باب الكنايات ۲۹٦/۳ ط سعيد كراتشى)

سوال متعلقہ سوال سابق

(سوال)اگر مرد اپنی عورت سے چندبار یہ کہے کہ میں تم سے بیزار ہوں میں تم سے اس وقت علیحدہ ہوتا ہوں اور غصہ کی حالت میں ہو جواب میں ان دو جملوں پر سرخ نشان لگادیا گیاہے کہ اگر یہ دو جملے طلاق کی نیت سے کہے ہوں تو طلاق ہو گی ورنہ نہیں۔

(۱) ان دو مذکورہ جملوں کو کہتے وقت یا طلاق ظاہر کرتے وقت اگر طلاق کا خیال آئے لیکن طلاق کی نیت و ارادہ نہ ہو تو کیا حکم ہے ؟

(۲) ان جملوں کو اگر طلاق کی نیت یا ارادے سے کہا ہو تو طلاق پڑ جانے پر مرد اپنی عورت سے کیونکہ رجوع کر سکتا ہے یا مل سکتا ہے اس کی کیا صورت ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۲۰۸ جناب منصور الحق صاحب (پٹنہ) ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۲۳ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۹)اگر طلاق کی نیت سے یہ جملے کہے گئے ہوں تو پھر شوہر اپنی عورت سے تجدید نکاح کر سکتا ہے بغیر تجدید نکاح کے رجعت صحیح نہیں ہے(۱) طلاق کا خیال آنے سے کیا مطلب ہے اور نیت وارادہ طلاق نہ ہونے سے کیا مراد ہے یہ فرق ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

بیوی کو بغیر نیت طلاق یہ کہنا "نہ تو میری کوئی ہے' اور نہ میں تیرا کوئی ہوں"

(سوال) میں ایک مصیبت زدہ غریب اہل حدیث کی لڑکی ہوں مصلحت خداوندی سے میری شادی ایک شخص ای آدمی حنفی المذہب سے ہو گئی جو بالکل نا اہل ہے تقریباً بیس برس کا زمانہ میری شادی کو گزرتا ہے اس مدت دراز تک کبھی بھی زن و شوہر میں اتحاد جیسا کہ زن و شوہر میں ہونا چاہئیے نہیں ہوا برابر نفاق اور رنج سے زندگی گزرتی ہے میرے ہر ایک کام خانگی یا عبادت' تلاوت' دینی کتابیں پڑھنا پڑھانا' پندونصائح کرنا غرضیکہ ہر ایک کام ان کو ناپسند ہے کہتے ہیں کہ تو سب کام زبردستی کرتی ہے مجھ کو کہہ دیتے ہیں کہ ہم تیرا کچھ حق ادا نہ کریں گے خوشی ہو تو مکان میں رہ یا چلی جا تو تو اپنی خوشی سے ہے اس لئے خدا ہم سے کچھ پوچھ نہ کرے گا اور کہتے ہیں کہ میرا ارادہ تو گیارہ برس سے طلاق دینے کا ہے مگر دین مہر سے مجبور ہوں اور اسی طرح برابر کہتے رہتے ہیں کہ نہ تو میری کوئی ہے نہ میں کوئی تیرا ہوں میں کہتی ہوں کہ تب میرا فیصلہ کر دیجئے تو کہتے ہیں کہ ہم بار بار کیا فیصلہ کریں جو کرنا تھا سو کر دیا ہم بھڑوا مرد نہیں ہیں ہم خدا پرست ہیں نفس پرست نہیں ہیں ہم نے رخ جو موڑ لیا سو موڑ لیا ہم جدا ہو گئے سو ہو گئے اب کتنا ہی کوئی سمجھائے گا مان نہیں سکتا ہوں نہ ملت ہوئی ہے نہ قیامت تک ملت ہو گی اس طرح پر زندگی میری تلخ ہے میں کہتی ہوں کہ جب ہمارے کام بالکل ناپسند ہی ہیں تو مجھ کو طلاق دے دیجئے

---

(۱) اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة و بعد انقضائها (الفتاوی الهندیة کتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعة' فصل فیما تحل به المطلقة و ما یتصل به ۴۷۲/۱ ط ماجدیه کوئٹه)

تو کہتے ہیں کہ ہر گز ہر گز طلاق نہیں دوں گا زندگی بھر جلاتا رہوں گا غرضیکہ کسی صورت سے مجھ کو نہ اخلاق و ملت ہے، کہتے ہیں نہ ہی طلاق دیتے ہیں میں کس طرح ان سے جان خلاصی کروں حنفی جماعت والوں کو میں دیکھتی ہوں کہ اس طرح کے معاملات اپنے امیر شریعت پھلواری پٹنہ بہار میں پیش کر کے خلع کرا کر جان خلاصی کرالیتی ہیں مجھے بھی اکثر لوگ یہی کہتے ہیں کہ تم بھی امیر شریعت پھلواری پٹنہ بہار کو درخواست دو ورنہ عدالتی کارروائی کرو لہذا میرا خیال ہے کہ میری جماعت کے جو سردار ہیں ان سے میں درخواست کر کے کیوں نہ اپنی سبکدوشی کرالوں کیونکہ عدالتی کارروائی کرنے کی ہم میں یا والدین میں صلاحیت ہی نہیں ہے اور پنچایت بھی یہاں کی اچھی نہیں ہے شعبان ۶۰ھ سے مجھ کو گھر سے نکال دیا ہے میں نے پنچایت میں بھی درخواست کی تھی تو پنچایت نے ان کو سمجھا بجھا دیا مگر پنچ کی باتوں کو بھی نہیں مانا تو پنچ نے کہا کہ تم اب اپنے میکے میں چلی جاؤ ہم لوگ کیا کریں جب کہ وہ کسی کی بات ہی نہیں مانتا ہے بالکل نااہل ہے غرضیکہ میں اپنے میکہ چلی آئی ہوں پہلی رمضان المبارک ۶۰ھ سے میکے میں ہوں والدین کو اتنی صلاحیت نہیں ہے کہ میری پرورش کریں لہذا مجھے آپ لوگ بہت جلد کوئی تدبیر خلاصی کی بتائیں۔ المستفتی نمبر ۱۹۷۲ ہاجرہ خاتون (پٹنہ) ۵ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ دو شنبہ۔

(جواب) از مولانا ثناء اللہ امرتسری۔ صورت مرقومہ میں ایسے الفاظ (نہ تو میری کوئی ہے نہ میں تیرا کوئی ہوں) بجائے خود موجب طلاق ہیں کیونکہ مفہوم اس کا جدائی ہے جس روز خاوند نے ایسے الفاظ کہے اسی روز سے عدت شمار ہو گی جس کی میعاد تین حیض ہے لقولہ تعالیٰ۔ والمطلقٰت یتربصن بانفسھن ثلثة قروء (۱) واللہ تعالیٰ اعلم (بقلم رضاء اللہ ثنائی) المفتی ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری)

(جواب ۲۰) از مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ۔ یہ الفاظ خود تو طلاق کے الفاظ نہیں ہیں (۲) ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ طلاق کی نیت و ارادہ سے اس قسم کے الفاظ استعمال کئے جائیں نیت طلاق ہونے کا حکم یا بولنے والے کے اقرار پر دیا جا سکتا ہے یا قرائن حالیہ سے (۳) یہاں خط میں اس کی تصریح مذکور ہے کہ ہر گز ہر گز طلاق

---

(۱) البقرة - ۲۲۸

(۲) قال فی الدرالمختار کنایة عند الفقهاء مالم یوضع له ای الطلاق و احتمله غیره (درمختار) وقال فی الرد (قوله مالم یوضع له الخ) ای بل وضع لما هو اعم منه (هامش رد المحتار مع الدرالمختار' کتاب الطلاق' باب الکنایات ۳/ ۲۹۶ ط سعید کراتشی)

(۳) فالکنایات لا تطلق بها قضاء إلا بنیة او دلالة الحال وهی حالة مذاکرة الطلاق اوالغضب (الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب الطلاق' باب الکنایات ۳/۲۹۶ ط سعید کراتشی) وقال ایضا لست لك بزوج او لست لی بامرأة او قالت له لست لی بزوج فقال صدقت طلاق ان نواه خلافا لهما (درمختار) وقال فی الرد: واشار بقوله طلاق إلی ان الواقع بهذه الکنایة رجعی' کذافی البحر من باب الکنایات (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب الصریح ۳/۲۸۳ ط سعید کراتشی)

نہ دوں گا زندگی بھر جلاتا رہوں گا اس تصریح کے بعد تو نیت طلاق نہ ہونا معین ہو جاتا ہے اس لئے ان الفاظ کی بناء پر طلاق واقع ہونے اور عدت شروع کر دینے کا حکم درست نہیں ہاں اگر حالات یہی ہیں اور شوہر کی طرف سے یہ زیادتی اور ظلم ہو رہا ہے تو آپ کو حق ہے کہ یا تو امارت شرعیہ کے دار القضاء میں رجوع کریں یا ایکٹ نمبر ۸ ۳۹ء کے ماتحت کسی مسلمان جج کی عدالت میں دعویٰ کر کے اپنا نکاح فسخ کرالیں (۱) پھر عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکیں گی (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی ۴ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ م ۲۱ مئی ۱۹۴۲ء

بیوی کو کہا "تجھ کو چھوڑتا ہوں ' میرے گھر سے نکل جا"

(الجمعیۃ مورخہ ۶ مارچ ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک عورت جس کی خاوند سے ناراضگی رہتی ہے اس کو خاوند کوئی آٹھ دس دفعہ کہہ چکا ہے کہ میں تجھ کو چھوڑتا ہوں تو میرے گھر سے نکل جا اس نے ایک اور عورت ناجائز طور سے گھر میں ڈال رکھی ہے زوجہ پر دباؤ ڈال کر گھر سے نکل جانے پر مجبور کر دیا اور وہ اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھی ہے۔

(جواب ۲۱) خاوند کے اس کہنے سے کہ "تجھ کو چھوڑتا ہوں میرے گھر سے نکل جا" اس صورت میں طلاق واقع ہو گی (۳) جب کہ نیت طلاق کی ہو اگر وہ نیت طلاق کا انکار کرے تو اس سے قسم لی جائے گی پھر اگر قسم کھالے تو اس کا قول معتبر سمجھا جائے گا (۴) اور جب تک طلاق کا فیصلہ نہ ہو عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی (۵) محمد کفایت اللہ غفر لہ

بیوی کو تین بار کہا "میں نے تجھ کو چھوڑ دیا" تو کتنی طلاق واقع ہوئیں؟

الجمعیۃ مورخہ ۴ انومبر ۲۷ء

(سوال) چند ماہ گزرے کہ یہاں پر نزدیک کے قریہ میں ایک شخص جو حنفی مذہب رکھتا ہے اس نے اپنی

---

(۱) دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ' للحلیلۃ العاجزۃ حکم زوجہ متعنت ص ۷۳ مطبوعہ دار الاشاعت' کراچی
(۲) قال اللہ تعالیٰ" ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ" (سورۃ البقرۃ' رقم الایۃ ۲۳۵)
(۳) اردو میں لفظ چھوڑ دیا صریح ہے یا کنایہ ؟ اس سے طلاق واقع ہونے کے لئے نیت شرط ہے یا نہیں ؟ اس کے متعلق تفصیلی بحث جواب نمبر ۱۴ حاشیہ نمبر ۳ پر ملاحظہ ہو۔
(۴) والقول لہ بیمینہ فی عدم النیۃ و یکفی تحلیفھا لہ فی منزلہ فان ابی رفعتہ للحاکم فان نکل فرق بینھما (الدر المختار مع ہامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الکنایات ۳/ ۳۰۰ ط سعید کراتشی)
(۵) اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ- فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقدا صلا (ہامش رد المحتار کتاب الطلاق باب العدۃ' مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۳/۵۱۶ ط سعید کراتشی) وقال ایضا: کل صلح بعد صلح فالثانی باطل و کذا النکاح بعد النکاح والا صل ان کل عقد اعید فالثانی باطل (الدر المختار مع ہامش رد المحتار' کتاب الصلح ۵/۲۳۶ ط سعید کراتشی)

عورت کو طلاق دینا چاہا جماعت مسلمین کے لوگ اس کو بار بار روکتے چلے آئے ایسا کئی بار ہو گیا کچھ اثر نہ ہوا۔ آخر ایک دن اس نے جماعت مسلمین اور نائب قاضی کے روبرو اپنی عورت کو لا کر ایک ہی محفل میں تین بار اپنی عورت سے کہا کہ میں نے تجھ کو چھوڑ دیا میں نے تجھ کو چھوڑ دیا میں نے تجھ کو چھوڑ دیا اور جماعت و نائب قاضی سے کہا کہ تم گواہ رہو لوگوں نے کہا کہ طلاق نامہ لکھ دے اس نے کہا کہ اتنے گواہ ہیں طلاق نامہ لکھنے کی ضرورت نہیں اس وجہ سے لوگ بھی خاموش ہو گئے اب اس عورت کی عدت پوری ہونے کے بعد شوہر کہتا ہے کہ میں نے اسے طلاق نہیں دیا اور رجوع کرنے کو کہتا ہے ؟

(جواب ۲۲) اگر مرد نے یہ لفظ (میں نے تجھ کو چھوڑ دیا) تین بار کہے تو اس کی عورت پر طلاق بائن ہو گئی (۱) اور وہ اس کے نکاح سے باہر ہو گئی (۲) ہاں دوبارہ وہ شخص اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے بشرطیکہ عورت بھی رضامند ہو حلالہ کی ضرورت نہیں اور جب گواہ موجود ہیں تو اس کا انکار معتبر نہیں۔

محمد کفایت اللہ غفر لہ'

بیوی کو کہا "میں نے تجھے تھوک کر چھوڑ دیا"

(الجمعیۃ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۱ء)

(سوال) زید نے اپنی کنواری منکوحہ کو بآواز بلند شارع عام پر کھڑے ہو کر تین چار بار کہا کہ حرام زادی' بد معاش آوارہ 'بد چلن' ناکارہ' کتیا ہے میں نے تجھے تھوک کر چھوڑ دیا زوجہ میکے میں ہے اس نے بھی زید کی آواز سنی (زید کو اس کے چال چلن پر بد گمانی ہے)

---

(۱) یعنی ایک بائن طلاق تین نہیں کیونکہ ایک بائن کے بعد دوسری بائن طلاق نہیں ہوتی-کما فی الدر المختار الصریح یلحق الصریح ویلحق البائن، والبائن یلحق الصریح ولایلحق البائن تنویر الابصارمع الدرالمختارمع ہامش ردالمحتار کتاب الطلاق باب الکنایات ۳/ ۲۹۶ ط، سعید کراتشی.

(۲) حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ نے جو یہاں پر فرمایا ہے کہ اگر مرد نے یہ لفظ "میں نے تجھ کو چھوڑ دیا" تین بار کہا ہے تو اس کی عورت پر طلاق بائن واقع ہو گئی یہ اصل کے اعتبار سے ہے کہ اصل میں یہ الفاظ کنایات میں سے ہیں جن سے نیت ہو تو بائن طلاق ہوتی ہے لیکن بعد میں یہ لفظ طلاق کے لئے اتنی کثرت سے استعمال ہونے لگا کہ دوسرے کسی معنی کا ارادہ ہی نہیں کیا جاتا' اس وجہ سے یہ صریح ہو گیا' اب بغیر نیت بھی اس سے طلاق رجعی واقع ہو گی رد المحتار میں ہے کہ عرف فارس میں "رہا کردم" (چھوڑ دیا) طلاق میں صریح ہے' بخلاف فارسیة قولہ سرحتك وهو " رها كردم" لانه صار صريحا في العرف على ما صرح به نجم الزاهدي الخوارزمي في شرح القدوري - فان سرحتك كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح فاذا قال " رها كردم" اى سرحتك يقع به الرجعي مع ان اصله كناية ايضا وما ذاك ! لا لانه غلب في عرف الفرس استعماله في الطلاق وقد مران الصريح مالم يستعمل ! لا في الطلاق من اى لغة كانت (هامش رد المحتار ' كتاب الطلاق' باب الكنايات ۳/ ۲۹۹ ط سعيد كراتشي) لہذا جس علاقہ میں یہ لفظ صریح کے درجہ میں سمجھا جاتا ہے وہاں تو اس لفظ سے بلا نیت طلاق واقع ہو گی اب اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین دفعہ یہ کہا کہ "میں نے تجھ کو چھوڑ دیا" تو اس کی بیوی پر تین طلاقیں ہو گئیں اور بیوی مغلظہ ثلاثہ ہو جائے گی کما فی الدر المختار الصريح يلحق الصريح و يلحق البائن (الدر المختار مع هامش رد المختار' كتاب الطلاق' باب الكنايات ۳ /۳۰۶) و في الهندية : الطلاق الصريح يلحق الطلاق الصريح بان قال انت طالق وقعت طلقة ثم قال انت طالق تقع أخرى (الفتاوى الهندية ' كتاب الطلاق' الباب الثاني في ايقاع الطلاق' الفصل الخامس في الكنايات ۳۷۷/۶ ط ماجديه كوئٹه)

(جواب ۲۳) زید نے اگر یہ الفاظ طلاق کی نیت سے کہے تھے تو اس کی بیوی پر طلاق بائن واقع ہو گئی(۱) اگر عورت غیر مدخول بہا ہے یعنی نہ تو زید نے اس سے وطی کی ہے اور نہ خلوت صحیحہ ہوئی ہو تو زید کے ذمہ نصف مہر لازم ہوگا(۲) اور وطی یا خلوت ہو چکی ہے تو پورا مہر واجب الوصول ہوگا(۳) اگر وہ نیت طلاق کا انکار کرے تو اس کو قسم کھانی ہوگی (۴) محمد کفایت اللہ غفر لہ'

بیوی کو کہا "جا میرے گھر سے نکل جا" تو میری ماں بہن کی جگہ پر ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) زید نے اپنی زوجہ کو کہا "جا میرے گھر سے نکل جا قسم قرآن شریف اور حلف شریف کی تو آج سے میری ماں اور بہن کی جگہ پر ہے" کیا وہ زید کی زوجیت سے خارج ہو گئی؟

(جواب ۲۴) اگر زید نے یہ الفاظ کہ "جا میرے گھر سے نکل جا(۵) تو میری ماں بہن کی جگہ ہے طلاق کی نیت سے کہے ہیں تو طلاق بائن واقع ہو گئی(۶) اب اگر زید کی زوجہ راضی ہو تو نکاح ہو سکتا ہے(۷) حالت

---

(۱) اس کے لئے جواب نمبر ۲۲ حاشیہ نمبر ۱ ملاحظہ ہو۔

(۲) قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے – وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضۃ' فنصف مافرضتم (سورۃ البقرۃ' رقم الایۃ ۲۳۷) وقال فی الدر المختار و یجب نصفه بطلاق قبل وطئ او خلوۃ ای نصف المھر المذکور –الدر المختار مع ھامش رد المحتار کتاب النکاح باب المھر ۳/۱۰۴ ط سعید کراتشی

(۳) "واتوا النساء صدقاتھن نحلۃ" (سورۃ النساء رقم الایۃ ٤) وقال فی الدر المختار ویتأکد عند وطئ او خلوۃ صحت من الزوج او موت احدھما (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب النکاح' باب المھر ۳/۱۰۲ ط سعید کراتشی)

(٤) والقول له بیمینه فی عدم النیۃ و یکفی تحلیفھا فی منزله فان ابی رفعته للحاکم فان نکل فرق بینھما (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الکنایات ۳/۳۰۱ ط سعید کراتشی)

(٥) فالکنایات لا تطلق بھا قضاء إلا بنیۃ او دلالۃ الحال فنحوا خرجی واذھبی وقومی – و نحو خلیۃ بریۃ حرام بائن و نحوا عتدی – سرحتك فارقتك – و یقع بباقیھا ای باقی الفاظ الکنایات المذکورۃ خلا اختاری البائن ان نواھا (الدر المختار مع ھامش رد المحتار کتاب الطلاق' باب الکنایات ۳/۲۹٦ ط سعید کراتشی)

(٦) وان نوی بانت علی مثل امی او کامی – برا اوظھارا او طلاقا صحت نیته ووقع مانوی لانه کنایۃ إلا ینوی شیئا او حذف الکاف لغا وتعین الا دنی ای البر یعنی الکرامۃ (درمختار) وقال فی الرد او ینبغی ان لا یصدق قضاء فی ارادۃ البر اذا کان فی حال المشاجرۃ وذکر الطلاق (قوله او طلاق) لان ھذا اللفظ من الکنایات و بھا یقع الطلاق بالنیۃ او دلالۃ الحال علی مامر – قلت ینبغی ان لا یصدق لان دلالۃ الحال قرینۃ ظاھرۃ تقدم علی النیۃ فی باب الکنایات فلا یصدق فی نیۃ الادنی لان فیه تخفیفا علیه (ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الظھار ۳/٤۷۰ ط سعید کراتشی)

(۷) اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجھا فی العدۃ و بعد انقضائھا (الفتاوی الھندیۃ کتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعۃ' فصل فیما تحل به المطلقۃ وما یتصل به ۱/٤۷۲ ط ماجدیه کوئٹه)

غضب میں کہنے سے طلاق پڑ جانے کا حکم دیا جائے گا کیونکہ غضب نیت طلاق کے لئے کافی قرینہ ہے(۱)

بیوی کو بنیت طلاق یہ کہا ”تم سے کوئی تعلق نہیں“ تو طلاق پڑ جائے گی .

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) ازدواجی زندگی کے تعلق ناپسندیدہ سے گھبرا کر اگر کوئی شخص بارگاہ الٰہی میں یہ دعا کرے کہ اے خدائے برتر تو اس رشتے کو منقطع کرا دے اور کوئی شخص اس کی طرف سے اس کی زوجہ کو خط لکھ دے کہ میں نے قطع تعلق کیا (اور اس خط کا اسے علم بھی نہیں) ایسی صورت میں رشتہ منقطع ہوا یا نہیں ؟ (۲) اس کی زوجہ نے اس سے کہا کہ تم نے ایسا کیوں لکھا اس نے لکھنے سے انکار کیا اور لاعلمی ظاہر کی زوجہ نے اس کی بات کا یقین نہیں کیا شوہر نے غصہ ہو کر کہا کہ ہم نے لکھا تو پھر ہم کو بلایا کیوں ؟ جواب میں عورت نے کہا کہ صفائی کر دو یہ کیا ہوا ؟ (۳) پھر اس نے کہا کہ اگر تمہارے والدین تم کو جانے سے روکتے ہیں تو میں پوشیدہ طور سے چلنے کا سامان کرتا ہوں تم چلنے کو تیار ہو یا نہیں ؟ عورت نے کہا کہ ہاں تیار ہوں شوہر نے کہا کہ اگر تم نے وقت پر دھوکا دیا تو ہم سے تم سے کوئی تعلق نہیں تم اپنے گھر خوش ہم اپنے گھر لیکن عین وقت پر زوجہ نے دھوکا دیا اور جانے سے انکار کر دیا اس کا کیا حکم ہے ؟

(جواب ۲۵) (۱) رشتہ منقطع نہیں ہوا (۲) (۲) یہ بھی رشتہ منقطع کرنے کے لئے کافی نہیں (۳) (۳) اس صورت میں اگر شوہر نے یہ الفاظ بہ نیت طلاق کہے ہوں تو زوجہ کے انکار کرنے پر طلاق بائن واقع ہو جائے گی (۴) اور پھر تجدید نکاح کی ضرورت ہو گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) فالکنایات لا تطلق بها قضاء إلا بنية او دلالة الحال وهي حالة مذاكرة الطلاق اوا لغضب (تنوير الابصار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الكنايات ۳/۲۹۶ ط سعيد كراتشي)

(۲) (قوله ورکنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية – وارا د اللفظ ولو حكما ليدخل الكتابة المستبينة واشارة الاخرس والاشارة الى العدد بالا صابع في قوله انت طالق هكذا كما سيأتي (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' ۳ / ۲۳۰ ط سعيد كراتشي)

(۳) کیونکہ اس میں پہلے طلاق کے الفاظ لکھنے سے انکار کیا گیا ہے۔

(٤) ولو قال لا نكاح بيني و بينك او قال لم يبق بيني و بينك نكاح يقع الطلاق اذا نوى' ولو قالت المرأة لزوجها لست لي بزوج فقال الزوج صدقت و نوى به الطلاق يقع في قول ابي حنيفة ثم قال بعد صفحة : و في الفتاوى لم يبق بيني و بينك عمل و نوى يقع كذافي العتابية (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق' الباب الثاني في ايقاع الطلاق' الفصل الخامس في الكنايات ۱/۳۷۵، ۳۷٦ ط ماجديه كوئته) وكذا في الدر المختار و يقع بما قيها اى باقي الفاظ الكنايات المذكورة – البائن ان نواه (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الكنايات ۳/۲۹٦ ط سعيد كراتشي)

فصل چہارم
نابالغ کی طلاق

نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال) چھوٹا لڑکا اور لڑکی یعنی نابالغ لڑکا اور نابالغ لڑکی ہو اور ولی ایجاب و قبول کریں ابھی وہ لڑکا اور لڑکی نابالغ ہیں اور طلاق کی ضرورت پڑ جائے تو ولی لڑکے کا طلاق دے سکتا ہے یا لڑکا بھی طلاق دے سکتا ہے؟

(جواب ۲۶) نابالغ کی طلاق قبل از بلوغ معتبر نہ ہو گی کیونکہ وقوع طلاق کے لئے زوج کا بالغ ہونا شرط ہے یقع طلاق کل زوج اذا کان بالغا عاقلا الخ (ہندیہ ص ۳۷۶) ولا یقع طلاق الصبی وان کان یعقل (۱) (ایضاً)

نابالغ کی بیوی کا زنا میں مبتلا ہونے کا ڈر ہو تو اس کی طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟

(سوال) ایک عورت عاقلہ بالغہ کا نکاح باتفاق اولیاء نابالغ صبی سے کیا گیا دو چار سال گزرنے کے بعد بہ سبب بعض مفاسد اولیاء کا خیال ہے کہ نکاح فسخ کرا کے کسی بالغ مرد سے کیا جائے حنفیہ کے نزدیک طلاق بھی واقع نہیں ہوتی اب اس خاص صورت میں جبکہ مفاسد یعنی زنا وغیرہ کا خوف ہے اور ہمارے ملک باوچستان میں زناکار کو قتل کر دیتے ہیں تو شرعاً کسی صورت سے نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۵۸۹ عبداللطیف (ٹھل سندھ) ۴ جمادی ۱۳۵۴ھ م ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷) فریقین یعنی عورت اور نابالغ کے اولیاء کسی نیک متقی عالم کو حکم بنا دیں بہتر ہے کہ حکم حنبلی المذہب یا اہل حدیث ہو وہ امام احمدؒ کے مسلک کے ماتحت فسخ نکاح کا حکم کر دے اور اس کے فیصلے پر عمل کیا جائے (۲) اس میں منشائے فسخ عدم تیسیر وصول نفقہ ہو گا یا امام مالک کے مذہب کے موافق خوف زنا کو منشا قرار دیکر نکاح فسخ کر دیا جائے (۳) فقط محمد کفایت اللہ

---

(۱) (الفتاویٰ الهندیة' کتاب الطلاق الباب الاول فصل فیما یقع طلاقه و فیمن لا یقع طلاقه ۱/۳۵۳ ط ماجدیه کوئٹه)
(۲) (قوله وجوزه الامام احمد) ای اذا کان ممیز ا یعقله بان یعلم ان زوجته تبین منه کما هو مقرر فی متون مذهبه (هامش ردالمحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' ۳/۲۴۳ ط سعید کراتشی)
(۳) و فی حاشیة الفتال' وذکرا لفقیه ابو اللیث فی تاسیس النظائر انه اذا لم یوجد فی مذهب الامام قول فی مسئلة یرجع إلی مذهب مالك انه اقرب المذاهب الیه (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الرجعة' مطلب مال بعض اصحابنا إلی بعض اقوال مالك رحمه الله تعالیٰ ضرورة ۳/۴۱۱ ط سعید کراتشی) و فیه ایضا ولا یفرق بینه و بینها و لو بعد مضی اربع سنین خلافا لمالك – لقول القهستانی ' لوافتی به فی موضع الضرورة لا باس به علی ما اظن (هامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب المفقود' مطلب فی الافتاء بمذهب مالك فی زوجة المفقود ۴/۲۹۵ ط سعید کراتشی)

(جواب)(از نائب مفتی صاحب) اگر شوہر صبی نابالغ اس قدر سمجھ رکھتا ہے کہ طلاق دینے سے عورت اپنے شوہر سے علیحدہ اور بے تعلق ہو جاتی ہے تو موافق مذہب امام احمد بن حنبلؒ کے ایسے نابالغ کی طلاق واقع ہو جاتی ہے حنفی مذہب کا حاکم بھی بوجہ ضرورت شدیدہ کے وقوع طلاق کا فیصلہ کر سکتا ہے لہذا اس صورت میں نابالغ سے طلاق دلوا کر مسلمان حاکم کی عدالت میں درخواست دے کر کہ اس طلاق کی تنفیذ و تصحیح یعنی قوع طلاق کا فیصلہ حاصل کر لیا جائے فتاویٰ شامی میں ہے قوله و جوزه الامام احمد ای اذا كان مميز ا يعقله بان يعلم ان زوجته تبين منه كما هو مقرر في متون مذهبه فافهم (۱) (جلد ثانی ص ۴۲۲ واللہ اعلم)

حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور نہ اس کے والدین کی

(سوال) عمر بکر دونوں ماں جائے بھائی ہیں عمر کی لڑکی نابالغہ تھی اور بکر کا لڑکا نابالغ ہے قانون شاردا بل کے خوف سے نابالغ بچوں کا نکاح دونوں بھائیوں نے کر دیا تھا اور اس خیال سے بھی کہ ان بچوں کے جوان ہونے کے بعد بوجہ خانگی تنازعات شاید یہ سلسلہ نسبت قائم نہ رہ سکے انہی خیالات کی مجبوری سے نکاح کر دیا اتفاق زمانہ کہ لڑکا اس وقت ۱۱ سال کا ہے اور ابھی جوان ہونے میں دیر ہے اور لڑکی جوان ہو چکی ہے اور اب اس کی پاکدامنی اور عصمت پر بدنما دھبہ لگنے کا اندیشہ ہے چند معزز مہربان برادری نے باہمی فیصلہ کیا کہ عمر اپنے پاس سے بکر کو مبلغ ساٹھ روپے کا زیور نقرئی و طلائی ادا کرے اور مبلغ چھتیس روپے بابت مہر معاف کرے اور لڑکی کی عدت کا نان پارچہ بھی چھوڑ دے اور نکاح کا جوڑا بھی دے دیوے چنانچہ یہ سب دیا دلایا گیا اور بخوشی فریقین جلسہ عام میں بکر اور اس کے نابالغ پسر نے لڑکی کو طلاق دیدی اور آزاد کر کے اجازت دیدی کہ لڑکی کا نکاح ثانی کر دیا جائے لڑکی اس فعل سے بہت خوش ہوئی عمر نے بکر سے یہ بھی اقرار کیا ہے کہ بکر کے لڑکے کی شادی میں حسب حیثیت میں کچھ مدد کروں گا اب حالات مذکورہ پر کیا حکم دیا جاتا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۱۰۵ میاں جی محمد یوسف خان صاحب (ضلع گوڑگانوہ)

۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸) باپ کو نابالغ بچوں کا نکاح کر دینے کا تو اختیار ہوتا ہے مگر طلاق دینے کا حق نہیں ہوتا (۲) اور حنفیہ کے نزدیک نابالغ کی طلاق صحیح نہیں ہوتی (۳) ہاں امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک سمجھ دار اور ہوشیار

---

(۱) هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق ۳/۲۴۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) لا يقع طلاق المولى على امرأة عبده لحديث ابن ماجه لطلاق لمن اخذ بالساق - والمجنون والصبي ولو مراهقا او اجازه بعد البلوغ والمعتوه (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق ۳/۲۴۳ ط سعيد كراتشي)

(۳) ولا يقع طلاق الصبي وان كان يعقل (الهندية كتاب الطلاق الباب الاول فصل فيمن يقع طلاقه و فيمن لا يقع طلاقه ۱/۳۵۳ ط ماجديه كوئته)

لڑکے کی طلاق پڑجاتی ہے(۱) پس اگر لڑکی کے گناہ میں مبتلا ہونے کا قوی خطرہ ہے تو امام احمدؒ کے مذہب کے موافق عمل کر لینا جائز ہے(۲) جس کی صورت یہ ہے کہ فریقین کسی کو حکم بنا کر معاملہ اس کے سپرد کر دیں اور وہ امام احمدؒ کے مسلک کے موافق وقوع طلاق کا فیصلہ کر دے۔

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نابالغ کی بیوی پر نہ نابالغ کی اور نہ اسکے ولی کی طلاق واقع ہوتی ہے

(سوال) زید حنفی المذہب اپنے نابالغ پنج سالہ لڑکے کا ایک بالغہ عورت کے ساتھ نکاح پڑھ دیتا ہے اور ایک ماہ کے بعد اسکو طلاق دیکر اس عورت کا دوسری جگہ پر نکاح کر دیتا ہے آیا
(۱) طلاق صغیر یا طلاق ولی صغیر مذہب حنفی میں واقع ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ (۲) طلاق ولی صغیر جو بمذہب امام مالکؒ جائز لکھی ہے حنفی المذہب اس پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں اگر کر سکتا ہے تو کس موقع اور کن شرائط پر ؟ (۳) اگر طلاق واقع نہیں ہو سکتی تو ایسے شخص کی از روئے شرع شریف کیا سزا ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور تعلقات رکھنا برتاؤ کرنا کس طرح چاہیئے (۴) جس شخص نے اس عورت کا دوبارہ نکاح کیا ہے اس کے ساتھ تعلقات رکھنا برتاؤ رکھنا جائز ہے یا نہیں (۵) اور جن لوگوں نے اس برے کام میں امداد کی ہے ان کے ساتھ تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں (۶) اور ان کی مباشرت کو جماع کہا جائے گا یا زنا اور جو اولاد اس سے پیدا ہوگی وہ حلالی ہوگی یا حرامی یعنی ولد الزنا۔

المستفتی نمبر ۱۴۰۱ غلام سرور شیخ صاحب (ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان)
۲۸ محرم ۱۳۵۶ھ م ۱۱ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹) صغیر یا ولی صغیر کی طلاق حنفی مذہب کی رو سے واقع نہیں ہو سکتی(۳) الا یہ کہ ایسا نکاح موجب فتنہ ہو اور جوان عورت کے لئے شوہر کے بلوغ کا انتظار کرنا تقریباً ناممکن ہو تو ایسی حالت میں امام احمدؒ کے مذہب کے موافق عمل کر لینے کی گنجائش ہے ان کے نزدیک صبی ممیز کی طلاق واقع ہو جاتی ہے (۴) چھ سات برس کا لڑکا صبی ممیز کی حد میں داخل ہے بعض

---

(۱) لقوله وجوزه الامام احمد ای اذا کان ممیز یعقله بان یعلم ان زوجته تبین منه کما هو مقرر فی متون مذهبه فافهم (هامش رد المحتار کتاب الطلاق ۳/۲۴۳ ط سعید کراتشی) م
(۲) ولا بأس بالتقلید عند الضرورة لکن بشرط ان یلتزم جمیع ما یوجبه ذ لك الامام کما قدمنا ان الحکم الملفق باطل بالا جماع (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الصلاة ۱/۳۸۲ ط سعید کراتشی)
(۳) تصرف الصبی والمعتوه ان کان نافعا کالاسلام والا تهاب صح بلا اذن وان ضارا کالطلاق والعتاق لا وان اذن به ولیهما (درمختار) وقال فی الرد : (قوله وان اذن به ولیهما) لاشتراط الا هلیة الکاملة – وکذا لا تصح من غیره کابیه ووصیه والقاضی للضرر (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الماذون بحث فی تصرف الصبی ومن له الولایة علیه و ترتیبها ۶/۱۷۳ ط سعید کراتشی)
(۴) (قوله و جوزه الامام احمد) ای اذا کان ممیز ا یعقله بان یعلم ان زوجته تبین منه کما هو (جاری ہے)

بچے پانچ سال کی عمر میں بھی ممیز کی حد میں شامل ہو سکتے ہیں بہر حال معاملہ مسئول عنہا میں اگر کوئی مجبوری ایسی پیش آگئی ہو کہ اس نکاح کاباقی رکھنا ناممکن ہو گیا ہو تو عمل بمذہب الامام احمد کی گنجائش تھی اور اگر یہ فعل محض عدم مبالاۃ یا اغراض نفسانی کے ماتحت کیا گیا ہے تو موجب ملامت ہے(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

لڑکے کی عمر پندرہ سال ہو گئی ہو تو اس کی طلاق واقع ہو گی یا نہیں ؟

(سوال) زید کے دو لڑکے تھے جن میں سے ایک شادی شدہ اور دوسرا نابالغ تھا زید نے نابالغ لڑکے کا نکاح ایک بالغہ لڑکی سے کر دیا بعد عرصہ کے بڑے لڑکے کی عورت فوت ہو گئی زید نے بڑے لڑکے کا نکاح ایک نابالغ لڑکی سے کر دیا اب از روئے مصلحت زید دونوں بھائیوں کے نکاح کا تبادلہ کرانا چاہتا ہے یعنی طلاق کرواکر چھوٹے لڑکے کی منکوحہ کا نکاح بڑے لڑکے کے ساتھ کرنا چاہتا ہے اور بڑے لڑکے کی منکوحہ کا نکاح چھوٹے لڑکے سے کرنا چاہتا ہے مفصل فیصلہ شرعی تحریر فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۱۸۳۰ مولوی محمد بخش موضع میاں جی سلطان ضلع جھنگ

۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ م ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۰)اگر چھوٹا لڑکا بالغ ہو گیا ہے تو وہ اپنی زوجہ کو طلاق دے سکتا ہے اور اگر ابھی نابالغ ہے تو اس کی طلاق معتبر نہ ہوگی (۲)اگر پندرہ سال عمر ہو گئی ہو تو بالغ قرار دیا جائے گا(۳)اور طلاق معتبر ہو گی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نابالغ نہ خود طلاق دے سکتا ہے اور نہ اس کی طرف سے اس کا ولی

(سوال) ایک لڑکا جو کہ نابالغ ہے اس کی شادی ہو چکی ہے اور اگر وہ خود یا اس کے ولی عورت کو طلاق دینا

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) مقرر فی متون مذهبه فافهم (هامش رد المحتار مع الدر المختار ' كتاب الطلاق ۳/۲۴۳ ط سعيد كراتشی)

(۱) ولا بأس بالتقليد عند للضرورة لكن بشرط ان يلتزم جميع ما يوجبه ذلك الامام لما قدمنا الحكم الملفق باطل بالا جماع (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الصلاة ۱/۳۸۲ ط سعيد كراتشی)

(۲) و يقع طلاق كل زوج اذا كان بالغا عاقلا سواء كان حرا او عبدا طائعا او مكرها كذا في الجوهرة النيرة – ولا يقع طلاق الصبى وان كان يعقل (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الاول' فصل فيمن يقع طلاقه و فيمن لا يقع طلاقه ۱/۳۵۳ ط ماجديه كوئٹه)

(۳) بلوغ الغلام بالا حتلام والا حبال والا نزال – فان لم يوجد فيهما شئى فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصر اعمار اهل زماننا (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الحجر' فصل بلوغ الغلام بالاحتلام الخ ۶/۱۵۳ ط سعيد كراتشی)

چاہیں تو جائز ہے یا نہیں اگر اس عورت نے کسی غیر شخص سے شادی کرلی تو جس شخص کے ساتھ شادی ہوئی اور اس مولوی نے جس نے جان بوجھ کر نکاح پڑھایا اس کے لئے کون سا کفارہ ہوتا ہے۔
المستفتی نمبر ۲۲۲۵ شیخ رمضان علی صاحب (بستی) ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۲۹ جنوری ۱۹۳۸ء
(جواب ۱۳) نابالغ لڑکے کی طلاق معتبر نہیں (۱) اور اس کے ولی کو یہ حق نہیں کہ نابالغ لڑکے کی بیوی کو طلاق دیدے (۲) پس ایسی حالت میں نابالغ منکوحہ کا نکاح دوسری جگہ جائز نہیں اور جس نے پڑھایا اور جو شریک ہوئے سارے گناہ گار ہوئے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال) زید نے اپنے لڑکے عمر کا نکاح اپنی بھانجی زینب سے کیا جس کا ولی بھی یہی ہے زینب بالغ ہے اور عمر نابالغ ہے اس بلوغ اور عدم بلوغ کی وجہ سے نا اتفاقی ہوئی اب زید چاہتا ہے کہ زینب کو مطابق شرع شریف کے طلاقیں مل جائیں بچہ حالت عدم بلوغ میں طلاق دیدے یا کہ باپ کو طلاق دینے کی اجازت ہے یا نابالغ کے بلوغ کا انتظار کیا جائے۔
المستفتی نمبر ۲۳۴۲ محمد شریف بصیر پور (منٹگمری) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۲۶ جون ۱۹۳۸ء
(جواب ۳۲) حنفیہ کے نزدیک نابالغ کی طلاق معتبر نہیں (۴) لڑکے کے بلوغ کا انتظار کرنا ہوگا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) ویقع طلاق کل زوج اذا کان بالغا عاقلا سواء کان حرا او عبدا طائعا او مکرها کذا فی الجوهر النیرة - ولا یقع طلاق الصبی وان کان یعقل (الفتوی الهندیة کتاب الطلاق' الباب الاول فصل فیمن یقع طلاقه و فیمن لا یقع طلاقه ۱/ ۳۵۳ ط ماجدیه کوئٹه)
(۲) لا یقع طلاق المولی علی امرأة عبده لحدیث ابن ماجه الطلاق لمن اخذبا لساق - والمجنون والصبی ولو مراهقا اوا جازه بعد البلوغ والمعتوه (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق ۳/۲۴۳ ط سعید کراتشی) وقال ایضا و تصرف الصبی و المعتوه ان کان نافعا محضا کا لا سلام والا تهاب صح بلا اذن وان ضارا کالطلاق والعتاق والصدقة والقرض لا وان اذن به ولیهما(درمختار) وقال فی الرد (قوله وان اذن به ولیهما) لا شتراط الاهلیة الکاملة - وکذا لا تصح من غیره کابیه ووصیه والقاضی للضرر (هامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب المأذون مبحث فی تصرف الصبی ومن له الولایةعلیه و ترتیبها ۶/۱۷۳ سعید کراتشی)
(۳) کل صلح بعد صلح فالثانی باطل وکذا النکاح بعد النکاح - والا صل ان کل عقد ا عید فالثانی باطل (الدر المختار مع هامش رد المحتار ' کتاب الصلح ۵/۶۳۶ ط سعید کراتشی)
(٤) و یقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلا بالغا ولا یقع طلاق الصبی والمجنون والنائم لقوله علیه السلام کل طلاق جائز الا طلاق الصبی والمجنون ولان الاهلیة بالعقل الممیز وهما عدیم العقل والنائم عدیم الاختیار (الهدایة کتاب الطلاق' فصل ۲/۳۵۸ ط شرکة علمیه ملتان)

فصل پنجم

نسبت یا اضافت طلاق

عورت کی طرف نسبت کئے بغیر طلاق کا حکم

(سوال) زید نے اپنی زوجہ سے کسی بناء پر لڑنا جھگڑنا شروع کیا رفتہ رفتہ غصہ ہو کر مار پیٹ کرنے لگا تو اس کے بعض عزیز و اقارب نے اس کو اس کی زوجہ سے بیچ بچاؤ کر کے علیحدہ کیا مگر وہ باز نہیں آتا تھا تو انہوں نے زبردستی پکڑ کے مار دھکیل کے باہر دور کیا اس درمیان میں زید نے یہ کہہ دیا کہ تجھ کو طلاق ہے۔ پھر جب کسی نے اس کا منہ بند کیا تو کشاکشی کر کے ایک دو منٹ کے اندر اندر دوبارہ یوں کہہ دیا کہ تجھ کو سات اس قدر کا زید بھی اقرار کرتا ہے مگر سننے والے چند آدمی اس بات کے گواہ ہیں لفظ طلاق بھی زید نے کہا ہے (یعنی تجھ کو سات طلاق) مگر زید اقرار نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ میں نے تو طلاق کا لفظ کہا ہی نہیں غرضیکہ دوبارہ زید نے جو یہ کہا کہ تجھ کو سات اس میں اختلاف ہے کہ سات طلاق کہا جیسا کہ گواہ کہتے ہیں یا فقط سات جیسا کہ زید فقط تنہا کہتا ہے بخلاف اول دفعہ کے کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں زید بھی اقرار کرتا ہے کہ پہلی مرتبہ میں نے اپنی زوجہ کو طلاق دی پس اس خاص صورت میں طلاق واقع ہو گی یا نہیں اگر ہو گی تو کونسی طلاق ہو گی زید نے جو مخاطب کی ضمیر تجھ کو استعمال کی ہے اس کا مرجع اس خاص صورت میں اس کی زوجہ ہے یا کوئی اور بھی ہو سکتا ہے ؟ جبکہ زوجہ اس کی اس قدر فاصلے پر ہو کہ سن سکتی ہے مگر بعض وجوہات سے سنائی نہ دیا جاتا ہو زید نے تصریح کر دی کہ لفظ تجھ کو سے میری مراد میری زوجہ ہے پھر دوسرے روز اپنی اس تصریح کے خلاف بیان کیا کہ میری مراد میری زوجہ نہیں تھی۔ پس اس خاص واقعہ میں زید کا یہ بیان اس کی تصریح کے خلاف مقبول عند الشرع ہو گا ؟ باوجودیکہ زید کا یہ بیان غیر ناشی عن الدلیل ہے بلکہ اس کی تصریح پر (کہ لفظ تجھ کو سے میری مراد میری زوجہ ہے) قرائن و آثار موجود ہیں لڑنا جھگڑنا غصہ ہو کر مار پیٹ کرنا بیچ بچاؤ کرانے سے باز نہ رہنا منہ بند کرنے پر کشاکشی کرنا وغیرہ غرض کہ زید کی تصریح پر دلالت حال موجود ہے اگرچہ اب وہ اپنی تصریح کے خلاف بیان کرتا ہے بینوا توجروا؟

(جواب ۳۳) صورت مسئولہ میں زید کی زوجہ پر تینوں طلاقیں پڑ گئیں اگرچہ اس نے صرف لفظ سات ہی کہا ہو کیونکہ طلاق کے موقع پر اس عدد کا معدود طلاق ہو گی لاغیر - ولو قال انت بثلاث وقعت ثلاث ان نوی ولو قال لم انولا یصدق اذا کان فی حال مذاکرة الطلاق والا صدق و مثله فی الفارسیة توبسه علی ما هو المختار للفتوی (هندیه ص ۳۸۱ ج ۱)(۱) اور جب کہ اس کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہو گئی تو اب بغیر حلالہ کے اس کے واسطے حلال نہیں ہو سکتی (۲) نیز زید کا یہ

---

(۱) الفتاوی الهندیة کتاب الطلاق' الباب الثانی فی ایقاع الطلاق' الفصل الاول فی الطلاق الصریح' مطلب لو قال انت بثلاث ۱ /۳۵۷ ط ماجدیه کوئٹه)

(۲) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة او الاثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا (جاری ہے) .

اقرار کہ لفظ تجھ کو سے میری مراد میری زوجہ ہے اور دلالت حال یہ دونوں اس امر کے لئے کافی ہیں کہ تجھ کو کی مخاطب اس کی زوجہ ہو لہذا اب اس کا انکار غیر معتبر ہے یقع طلاق زوج اذا کان بالغا عاقلا سواء کان حرا او عبدا طائعا او مکرھا کذا فی الجوھرة النیرة (ھندیة ص ۳۷۶ ج ۱) (۱)

طلاق میں عورت کی طرف ظاہری نسبت ضروری نہیں

(سوال) زید اپنی بیوی ہندہ کو اس کے ماں باپ کے گھر سے بلانے کے واسطے گیا ہندہ نے آنے سے انکار کیا ہندہ کہتی ہے کہ میں اس وقت یا آج کل نہ جاؤں گی زید نے غصہ ہو کر کہا کہ ایک طلاق دو طلاق تین طلاق ہے قال الفاظ الطلاق بغیر نسبتہ - یعنی اس طرح نہ کہا کہ تجھ پر طلاق یا تو طلاق ہے اور زید نے یہ الفاظ دوسرے مکان میں جا کر اپنی زبان سے نکالے آیا ہندہ پر تین طلاقیں واقع ہوئیں یا نہیں ؟

(جواب ۳٤) چونکہ غصہ کا موقع ہے نیز اس کی بیوی سے جھگڑا ہوا اس لئے ظاہر یہی ہے کہ اس نے بیوی کو ہی طلاق دی ہے اور وہی اس کے ذہن میں مراد تھی نسبت یا اضافت طلاق صراحۃً ہونا ضروری نہیں اسی طرح عورت کا سامنے موجود ہونا وقوع طلاق کے لئے شرط نہیں پس صورت مسئولہ میں اس کی بیوی مطلقہ ثلثہ ہو گئی اور بدون حلالہ اس کے لئے حلال نہیں - ولا یلزم کون الاضافة صریحة فی کلامه لما فی البحر لو قال طالق فقیل له من عنیت فقال امرأتی طلقت امرأته (ردالمحتار) (۲)

بغیر نسبت کے صرف ”لفظ طلاق“ کہنے سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) زید کی والدہ وساس کے درمیان ایک عرصے سے خانگی جھگڑے ہو رہے تھے زید سخت بیمار ہے ایک روز زید کے برادر خورد نے زید کی والدہ سے کہا کہ اماں یہ جھگڑے ختم نہ ہوں گے ہم اور تم کہیں چلیں ان دونوں کو یہاں رہنے دو اور زید کا بھائی اپنی والدہ کو لے جانے لگا زید نے کہا کہ تم نہ جاؤ میں اس جھگڑے کو ہی ختم کئے دیتا ہوں اور یہ کہہ کر کہا کہ میں نے طلاق دی یہ الفاظ اپنی والدہ سے مخاطب ہو کر کہے پھر اس کے بعد جوش میں آکر صرف طلاق طلاق طلاق پانچ چھ مرتبہ کہا لیکن اپنی زوجہ کا نام ایک مرتبہ بھی نہیں لیا اور نہ اس سے مخاطب ہو کر کہا اور زید کا خیال بھی یہی تھا کہ صرف لفظ طلاق کہنے سے طلاق نہیں ہوتی زوجہ گھر میں موجود تھی لیکن اس نے الفاظ مذکورہ نہیں سنے -

المستفتی نمبر ۳۱۱ - ۲۲ صفر ۱۳۵۳ھ م ۶ جون ۱۹۳۴ء

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) صحیحا و یدخل بھا ثم یطلقھا اویموت عنھا کذافی الھدایة (الفتاوی الھندیة کتاب الطلاق الباب السادس فی الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به ۱/۴۷۳ ط ماجدیه کوئٹه)

(۱) الفتاوی الھندیة کتاب الطلاق الباب الاول فصل فیمن یقع طلاقه و فیمن لا یقع طلاقه ۱/۳۵۳ ط ماجدیه کوئٹه

(۲) ھامش رد المحتار کتاب الطلاق باب الصریح مطلب " سن بوش " یقع به الرجعی ۳/۲٤۸ ط سعید کراتشی

(جواب ۳۵) زید کے ان الفاظ میں جو سوال میں مذکور ہیں لفظ طلاق تو صریح ہے لیکن اضافت الی الزوجہ صریح نہیں ہے(۱) اس لئے اگر زید قسم کھا کر یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی کو یہ الفاظ نہیں کہے تھے تو اس کے قول اور قسم کا اعتبار کر لیا جائے گا(۲) اور طلاق کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غصہ کی حالت میں بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر زبان سے تین طلاق کا لفظ نکالا' تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید نے اپنی منکوحہ کے بارے میں بحالت غصہ زبان سے تین طلاق کا لفظ نکالا بلا اضافت کسی کے زید نے جو تین طلاق کا لفظ زبان سے نکالا تو زید کے دل میں کچھ بھی نہیں تھا۔بینوا توجروا

المستفتی نمبر ۳۹۴ مولوی عبدالخالق (رنگون) ۲۹ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶) اگر زید نے زبان سے صرف یہ لفظ نکالا " تین طلاق "اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا تو ظاہر ہے کہ اس میں اضافت طلاق نہیں ہے لیکن اگر یہ لفظ سوال طلاق کے جواب میں کہے ہوں مثلاً زوجہ یا اس کے کسی ولی یا رشتہ دار نے زید سے کہا کہ اپنی زوجہ کو طلاق دے دو اور زید نے کہا کہ " تین طلاق " تو اس صورت میں قرینہ حالیہ اضافۃ الی المنکوحہ کے ثبوت کے لئے کافی ہوگا(۳) اور قاضی طلاق کا حکم کرے گا سوال میں غصہ کی حالت کا ذکر ہے لیکن غصہ کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں بعض صورتیں تو سوال طلاق کی حالت کا حکم رکھتی ہیں اور بعض نہیں۔

اب چونکہ مجلس قضاء کا وجود بھی نہیں اس لئے حکم دیانت یہ ہے کہ زید کو کہا جائے کہ اگر تو نے اپنی بیوی ہی کو یہ لفظ کہا تھا تو طلاق مغلظہ ہو گئی اور اگر بیوی کو نہیں کہا تھا تو طلاق نہیں ہوئی یہ تو عند اللہ حکم ہے اور لوگوں کے اطمینان کے لئے اس سے حلف لیا جائے گا اگر وہ حلف سے کہہ دے کہ میں نے

---

(۱) ولکن لا بدفی وقوعه قضاء و دیانة من قصد اضافة لفظ الطلاق الیها عالما بمعناه ولم یصرفه إلی ما یحتمله کما افاده فی الفتح وحققه فی النهر احتراز اعمالو کرر مسائل الطلاق بحضرتها او کتب ناقلا من کتاب امرأتی طالق مع التلفظ او حکی یمین غیره فانه لا یقع اصلا مالم یقصد زوجته (هامش رد المحتار کتاب الطلاق باب الصریح مطلب فی قول البحران الصریح' یحتاج فی وقوعه دیانة إلی النیة ۳/ ۲۵۰ ط سعید کراتشی)

(۲) والقول له بیمینه فی عدم النیة (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق باب الکنایات ۳/ ۳۰۰ ط سعید کراتشی)

(۳) ولا یلزم کون الاضافة صریحة فی کلامه لما فی البحر لو قال طالق فقیل له من عنیت فقال امرأتی طلقت امرأته.... ویؤیده ما فی البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتی یصدق و یفهم منه انه لو لم یقل ذلك تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها فقوله انی حلفت بالطلاق ینصرف الیها مالم یرد غیرها لانه یحتمله کلامه (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق باب الصریح مطلب " سن بوش" یقع به الرجعی ۳/ ۲۴۸ ط سعید کراتشی)

بیوی کو تین طلاق نہیں کہا تھا تو لوگوں کو بھی اس کے تعلق زنا شوئی سے تعرض نہیں کرنا چاہئیے اور بیوی بھی اس کے پاس رہ سکتی ہے اور اگر وہ قسم سے انکار کرے تو زوجین میں تفریق کر دی جائے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بیوی کا نام بدل کر طلاق دی، تو طلاق واقع نہ ہو گی

(سوال) زید نے خود اپنی زبان سے یہ کہا کہ میں طلاق دیتا ہوں حسینہ سلطان کو ساتھ دو گواہوں کے دوبارہ و سہ بارہ بھی ان الفاظ کے ساتھ کہا اور یہ بھی کہا پردہ واجب ہے کریں چاہے نہ کریں طلاق دیتے وقت میں (زید) نے یہ نہیں دیکھا کہ بیوی کہاں ہے اور کتنے فاصلے پر ہے اس وقت چھ ماہ کا حمل ہے اور ایک لڑکی ۲ سال کی موجود ہے اس وقت میری (زید کی) کوئی غصہ کی حالت نہیں تھی اور نہ کوئی نشہ تھا میرے ذہن میں حسینہ سلطان ہی نام تھا یہ میرا خود (زید) کا ہی صحیح بیان ہے زید کی بیوی کے خالو اور بہنوئی مندرجہ بالا وقوعہ سے اتفاق رکھتے ہیں اور بتانا چاہتے ہیں کہ لڑکی کا نام صحیح حسینہ خانم ہے اور طلاق کے الفاظ کے وقت زید کی پشت کی طرف قریب دو تین گز کے فاصلہ پر موجود تھی جس نے طلاق کے الفاظ کو نہیں سنا۔

المستفتی نمبر ۱۱۳۸ محمد احمد دہلی - ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۲ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷) سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ خاوند نے طلاق دیتے وقت عورت کا نام حسینہ سلطان لیا ہے حالانکہ اس کا صحیح نام حسینہ خانم ہے جو نکاح نامہ میں مذکور ہے اور لڑکی کی طرف اشارہ نہیں کیا نہ اس کے باپ کا نام لیا اگر وہ صرف حسینہ کہتا تو وقوع طلاق کا حکم ہو سکتا تھا کہ وہ نام کا اختصار ہوتا لیکن حسینہ سلطان کہنا تبدیل کر دیتا ہے اور اس سے وقوع طلاق کا حکم نہیں ہو سکتا (۲) کیونکہ کوئی حسینہ سلطان اس کی بیوی نہیں ہے اگرچہ اس کے ذہن میں تصور یہی ہو کہ بیوی کو طلاق دے رہا ہوں مگر طلاق الفاظ سے پڑتی ہے نہ کہ تصور سے (۳) اور تبدیلی نام کی صورت میں وقوع طلاق کے لئے یہ لفظ کافی نہیں جیسے غلام حسین آزاد ہے

---

(۱) والقول له بيمينه في عدم النية ويكفي تحليفهاله منزله، فان ابى رفعته للحاكم فان نكل فرق بينهما (در مختار) وقال في الرد (قوله بيمينه) فاليمين لازمة له سواء ادعت الطلاق ام لا حقا لله تعالىٰ- (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الكنايات ۳/۳۰۱ ط سعيد كراتشى)

(۲) و في المحيط الا صل انه متى و جدت النسبة وغير اسمها بغيره لا يقع لان التعريف لا يحصل بالتسمية متى بدل اسمها لان بذلك الا سم تكون امرأة اجنبية ولو بدل اسمها و اشارا ليها يقع (البحر الرائق، كتاب الطلاق باب الطلاق الصريح ۳/۲۷۳ ط دارالمعرفة بيروت) و في النهر قال : فلانة طالق واسمها لذلك وقال عنيت غيرها دين ولو غيره صدق قضاء و على هذا لو حلف لدائنه بطلاق امرأته فلا نة واسمها غيره لا تطلق (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب طلاق غير المدخول بها ۳/۲۹۳ ط سعيد كراتشى)

(۳) (وركنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية - واراد اللفظ ولو حكما (هامش ردالمحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق ۳/۲۳۰ ط سعيد كراتشى)

کہنے سے غلام علی آزاد نہیں ہو سکتا کہ وہ دوسرا نام ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ایک طلاق دو طلاق سہ طلاق کہا' تو کون سی طلاق واقع ہو گی

(سوال) شخصے مسمی بدین محمد در زبان ہندی خود میگوید من بسبب زدو کوب زوجہ ام او گفتہ است تو مرا طلاق بدہ من آں گفتہ ام یک طلاق دو طلاق سہ طلاق نام تو چیست ندانم ایں سخن گفتہ من از خانہ بیروں شدہ رفتہ ام پس دریں صورت زوجہ دین محمد شرعاً بسہ طلاق مطلقہ خواہد گردید یانہ۔

المستفتی نمبر ۱۳۵۰ مولوی محمد عزیز الرحمٰن صاحب نواکھالی متعلم دارالعلوم دیوبند
۲۷ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸) (از مولوی مسعود احمد نائب مفتی دارالعلوم دیوبند) اس صورت میں دین محمد کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی اور وہ مغلظہ بائنہ ہو کر شوہر پر حرام ہو گئی اب بدون حلالہ کے دین محمد دوبارہ اس کو اپنے نکاح میں نہیں لا سکتا قال اللہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره الآیه فقط (۱) واللہ تعالیٰ اعلم مسعود احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند
۱۰ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ

جواب صحیح ہے مگر دین محمد نے اگر ایک طلاق دو طلاق سہ طلاق سے اپنی منکوحہ مراد نہیں لیا ہے تو طلاق واقع نہیں ہو گی ورنہ ہو جائے گی۔لو قال امرأة طالق - او قال طلقت امرأة و قال لم اعن امرأتي يصدق و يفهم منه انه لو لم يقل ذلك تطلق امرأته الخ (۲) شامی ج ۲ کتاب الطلاق باب الصریح ص ۶۲۴ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد سہول عثمانی عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند - مہر دارالافتاء - دیوبند
الجواب صحیح ما قالہ الاستاذ الحاج مولانا محمد سہول مد ظلہ
محمد اعزاز علی غفر لہ' ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ

(جواب) (از مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی) صورت بالا میں منکوحہ پر تین طلاق واقع ہو گئیں شوہر نے ایک طلاق دو طلاق سہ طلاق سے اپنی منکوحہ مراد لی ہو یا نہ لی ہو سوال میں صاف طور پر موجود ہے کہ میاں بیوی میں پہلے جھگڑا ہوا یہاں تک کہ مار پیٹ کی نوبت پہنچی ایسی حالت میں منکوحہ کہتی ہے "مرا طلاق بدہ" شوہر اسی وقت اسی مجلس میں منکوحہ کی طلب طلاق کے جواب میں کہتا ہے کہ یک طلاق دو طلاق سہ طلاق بلکہ غیظ و غضب کی حالت میں کہتا ہے "نام تو چیست ندانم" یعنی تیرا نام جانتا تو نام لیکر

---

(۱) سورۃ البقرۃ رقم الایۃ ۲۳۰
(۲) هامش ردالمختار ' کتاب الطلاق باب الصریح' مطلب " سن بوش" يقع به الرجعي ۲۴۸/۳ ط سعید کراتشی)

طلاق دیتا یا اب میں تیرا نام لینا ہی نہیں چاہتا ان حالات میں الفاظ طلاق میں اضافت و نسبت کے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں جھگڑا مار پیٹ اور پھر نتیجہ کے طور پر منکوحہ کا مطالبہ طلاق ایسی حقیقتیں ہیں جن کی موجودگی میں اس معاملہ کو شوہر کی نیت و قول پر محمول نہیں کیا جاسکتا شوہر خواہ کچھ کہے منکوحہ پر طلاقیں پڑ گئیں علامہ شامی نے بحر سے جو جزئیہ نقل کیا ہے وہ اس معاملہ سے غیر متعلق ہے اس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ عام اور سادہ حالات میں شوہر اگر یوں کہہ دے "امرأۃ طالق" اور جب اس سے دریافت کیا جائے تو کہے ان الفاظ سے مطلب اپنی منکوحہ کو طلاق دینا نہیں تھا صرف دیانۃً اس کی تصدیق کی جائے گی در مختار میں ہے- قالت لزوجها طلقنی فقال فعلت طلقت (۱) یہاں منکوحہ کی طلب پر شوہر نے محض فعلت کہا تب بھی طلاق پڑ گئی کیوں ؟ محض قرینہ طلب کی وجہ سے جیسا کہ شامی میں ہے " ای طلقت بقرینة الطلب" فتاویٰ عالمگیری میں حسب ذیل جزئیات موجود ہیں "قالت لزوجها" "مرا طلاق دہ" فقال الزوج دادہ است او کردہ است یقع نوی اولم ینو ولا یصدق فی ترك النیة الخ (۲) سئل شمس الائمة الاوزجندی عن امرأة قالت لزوجها لو کان الطلاق بیدی لطلقت نفسی الف تطلیقة فقال الزوج من نیز هزار دادم ولم یقل دادم ترا قال یقع الطلاق (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم عتیق الرحمٰن عثمانی مفتی دیوبند-

۴ ازیقعدہ ۱۳۵۵ھ

هذا الجواب صحیح و هومبنی علی حکم القضاء ای لا یصدق الزوج انہ لم ینو امرأته
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی (۴)

غصہ کی حالت میں بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر ایک طلاق ٗ دو طلاق ٗ تین طلاق ٗ چار طلاق کہا ٗ تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید نے نہایت غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو یہ الفاظ دو عورتوں کے سامنے جو ایک کوٹھے میں ان کے پاس بیٹھی تھی اور ایک صحن میں بیٹھی تھی کہے ایک طلاق دو طلاق تین طلاق چار طلاق زید کو خود

---

(۱) هامش رد المحتار ٗ کتاب الطلاق باب طلاق غیر المدخول بها ۳/ ۲۹۴ ط سعید کراتشی-

(۲) الفتاوی الهندیه کتاب الطلاق ٗ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق الفصل السابع فی الطلاق بالا لفاظ الفارسیة ۱/ ۳۸۰ ط ماجدیه کوئٹه-

(۳) الفتاوی الهندیه ٗ کتاب الطلاق ٗ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق ٗ الفصل السابع فی الطلاق بالا لفاظ الفارسیة ۱/ ۳۸۳ ط ماجدیه کوئٹه

(٤) کما یشعر من عبارة الهندیة یقع نوی اولم ینو ولا یصدق فی ترك النیة قضاء (الفتاوی الهندیة کتاب الطلاق ٗ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق ٗ الفصل السابع فی الطلاق بالا لفاظ الفارسیة ۱/ ۳۸۰ ط ماجدیه کوئٹه)

الفاظ یاد نہیں سو اس قسم کی طلاق کا کیا حکم ہے اور پھر وہ اس کی بیوی ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۰۰۶ اصغر حسین (مظفر نگر) ۲۰ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۴ نومبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۹) الفاظ طلاق گو صریح ہیں مگر نسبت الی الزوجہ صریح نہیں ہے اس لئے خاوند اگر حلف شرعی کے ساتھ یہ کہہ دے کہ بیوی کو طلاق دینے کے لئے یہ الفاظ نہیں کہے تھے تو میاں بیوی بحیثیت میاں بیوی کے رہ سکتے ہیں یعنی طلاق کا حکم نہیں دیا جائے گا(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر صرف لفظ "تین طلاق" کہا تو طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال) زید نے اپنے والد سے نئی تزویج کے مکالمے میں جھگڑا و فساد کر کے پانچ آدمیوں کے سامنے کہا کہ "کیا تین طلاق دوں" ان پانچوں شاہدوں میں سے دو شاہد شہادت دیتے ہیں کہ زید نے یہ کلام کہا "کیا تین طلاق دوں" اور باقی تین شاہد شہادت دیتے ہیں کہ زید نے صرف تین طلاق کہا پس ان میں سے تین شواہد کی شہادت "تین طلاق" کی بناء پر عدم وقوع طلاق کا حکم نافذ ہو گا یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۰۶۸ شادیان (اکیاب) ۱۹ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۲۴ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰) صرف لفظ "تین طلاق" سے جب تک کوئی اور قرینہ حالیہ یا مقالیہ اضافت طلاق کے لئے نہ ہو وقوع طلاق کا حکم نہ ہو گا(۲) اور دو شاہد جو "کیا تین طلاق دوں" کا تلفظ بیان کرتے ہیں وہ تو وقوع طلاق کے لئے مفید نہیں ہے(۳)　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

غصہ کی حالت میں تین بار کہا "میں نے اسے طلاق دی" تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید کی کسی معاملہ میں کسی سے حجت ہوئی غصہ کی حالت میں اپنے منہ سے یہ تین بار کہا کہ میں نے اسے طلاق دیا مگر اس کی آواز کسی نے نہیں سنی زید کہتا ہے کہ اپنی آواز میں نے نہیں سنی لیکن سمجھ گیا یہ

---

(۱) ولا یلزم کون الاضافة صریحة فی کلامه لما مرفی البحر لو قال طالق فقیل له من عنیت؟ فقال امرأتی طلقت امرأته..... ویؤید ہ ما فی البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتی یصدق' و یفهم منه انه لو لم یقل ذلك تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الصریح' مطلب " سن بوش" یقع به الرجعی ۳/۲۴۸ ط سعید کراتشی)

(۲) ایضاً حوالہ سابقہ

(۳) بخلاف قوله طلقی نفسك فقالت انا طالق او انا اطلق نفسی لم یقع لانه وعد جوهرة (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب تفویض الطلاق ۳/۳۱۹ ط سعید کراتشی) وقال فی الهندیة بخلاف قوله کنم لانه استقبال فلم یکن تحقیقا بالتشکیك و فی المحیط لو قال بالعربیة اطلق لا یکون طلاقا إلا اذا غلب استعماله للحال فیکون طلاقا (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الثانی فی ایقاع الطلاق' الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة ۱/۳۸۴ ط ماجدیه' کوئٹه)

معاملہ تنہائی کا بیان کیا گیا ہے لیکن اس خطرے کا اظہار دوسروں سے کر دیا کہ میں نے اپنے منہ سے تین بار کہا کہ اسے طلاق دیا اور اپنی بیوی سے بھی کہہ دیا کہ میں نے اپنے منہ سے تین بار کہا کہ اسے طلاق دیا پھر زید کی بی بی نے زید سے کہا کہ ایک خط میرے والد کے پاس میری طرف سے بھیج دو کہ مجھے طلاق مل چکی ہے زید نے خط بھی بھیج دیا یہی مضمون لکھ کر اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر طلاق پڑ گئی تو زید رجوع کر سکتا ہے یا نہیں اور رجوع کرنے کا طریقہ کیا ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۲۰۰ محمد مصطفیٰ حسین انصاری (کانپور) ۶ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۱۹ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۱) زید کے ان الفاظ میں کہ (میں نے اسے طلاق دیا) اسے کا اشارہ اپنی زوجہ کی طرف تھا تو طلاق ہو گئی(۱) بشرطیکہ زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے ہوں - اگر زبان سے الفاظ ادا نہیں ہوئے صرف دل میں تصور تھا تو طلاق نہیں ہوئی (۲) اور اگر لفظ اس سے مراد اس کی بیوی نہ تھی تو طلاق نہیں ہوئی پہلی صورت میں طلاق مغلظہ ہے اور رجعت جائز نہیں(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

صرف طلاق ' طلاق ' طلاق کہنے سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) ایک شخص نے اپنی عورت سے جھگڑا کر کے غصہ کے مارے کہا طلاق ' طلاق ' طلاق اس وقت وہ عورت اپنے گھر سے دس یا بارہ ہاتھ دوسرے کے مکان میں رہ کر سنی ہے اس کے بعد شوہر نے اپنے مکان میں آکر کہا بالائی جاؤ یہ بات عورت سن سکی ہے یا نہیں سن سکی ہے بعد ازاں وہ عورت شوہر کے مکان میں جب آئی تو شوہر نے اس کو مارنا چاہا تو عورت بولی تم نے مجھ کو طلاق دے دیا تو پھر کیوں مارو گے

---

(۱) ولا یلزم کون الاضافة صریحة فی کلامه لما فی البحر لو قال طالق فقیل له من عنیت؟ فقال امرتی طلقت امراته...... ویؤیده ما فی البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت إمرأتی ثلاثا وقال لم اعن امراتی یصدق' و یفهم منه انه لولم یقل ذلك تطلق امرأته' لان العادة ان من له امرأة انما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها (هامش ردالمحتار' کتاب الطلاق' باب الصریح مطلب "سن بوش" یقع به الرجعی ۲۴۸/۳ ط سعید کراتشی)

(۲) حدیث شریف میں ہے عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ ان الله تجاوز عن امتی ما وسوست به صدرها مالم تعمل به او تتکلم متفق علیه (مشکوٰة المصابیح' باب الوسوسة ۱۸/۱) وقال فی الرد (قوله ورکنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة علی معنی الطلاق من صریح او کنایة- واراد اللفظ ولو حکما لیدخل الکتابة المستبینة واشارة الاخرس والا شارة إلی العدد بالاصابع فی قوله انت طالق هکذا کما سیأتی و به ظهران من تشاجر مع زوجته فاعطا ها ثلاثة احجار ینوی الطلاق ولم یذکر لفظا لا صریحا ولا کنایة لا یقع علیه کما افتی به الخیر الرملی وغیره (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق ۲۳۰/۳ ط سعید کراتشی) وقال ایضا' واراد بما اللفظ او ما یقوم مقامه من الکتابة المستبینة اوالا شارة المفهو مة – لان رکن الطلاق اللفظ او ما یقوم مقامه مما ذکر کما مر (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الصریح ۲۴۷/۳ ط سعید کراتشی)

(۳) ارشاد باری تعالیٰ ہے– "فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره" (سورة البقرة' رقم الایة ۲۳۰) ارشاد نبوی ہے عن عائشةؓ ان رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبی ﷺ أتحل للاول قال لاحتی یذوق عسیلتها کما ذاق الاول– (رواه البخاری فی الجامع الصحیح' کتاب الطلاق' باب من اجاز طلاق الثلاث ۷۹۱/۲ ط قدیمی کراتشی)

مرد نے جواب دیا کہ میں نے طلاق نہیں دیا اس وقت سے غالباً ساڑھے تین مہینے ہو گئے عورت اپنے والد کے مکان میں رہتی ہے مگر کبھی کبھی زوج کے مکان میں آمد و رفت کرتی ہے اب شخص مذکور کہتا ہے کہ اس وقت میری طلاق کی نیت نہ تھی۔

المستفتی نمبر ۲۲۰۴ فضل الرحمٰن صاحب (آسام) ۷ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۲) اگر شوہر نے صرف یہی الفاظ کہے ہیں طلاق، طلاق، طلاق یعنی عورت کا نام نہیں لیا اس کی طرف اشارہ نہیں کیا اور کوئی قرینہ بھی عورت کو معین کرنے کا نہ تھا تو طلاق نہیں ہوئی (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

تین مرتبہ کہا "میں نے طلاق دی" تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید نے ہندہ کو ایک لڑائی کے سلسلہ میں جو گھر میں دوسرے لوگوں سے ہو رہی تھی غصہ میں آکر یہ کہتے ہوئے کہ اگر میری زندگی تباہ کرنا تھی اور اس طرح پریشان کرنا تھا تو میری شادی کیوں کی گئی تین مرتبہ یہ کہا کہ میں نے طلاق دی حالانکہ زید اور ہندہ میں آج تک کوئی رنجش نہ ہوئی اور نہ اب ہے ایسی حالت میں از روئے شریعت کیا حکم ہے طلاق ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو اب کیا صورت ہو سکتی ہے؟ ہندہ یہ بھی کہتی ہے کہ اگر میری شادی کسی دوسرے کے ساتھ کی گئی تو میں جان دیدوں گی از روئے شریعت جو حکم ہو مرحمت فرمائیں اور امام شافعیؒ کے مذہب سے بھی اس مسئلہ میں روشنی درکار ہے کہ ان کے مذہب میں کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۴۶۳ محمد احمد صاحب۔ لکھنؤ

۱۹ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ م ۱۱ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۳) اگر خاوند نے اپنی بیوی کو یہ لفظ (میں نے طلاق دی) تین مرتبہ کہہ دیئے تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی ان لفظوں میں بیوی کا نام اور اس کی طرف اضافت مذکور نہیں ہے اس لئے اگر زید اقرار کرے کہ اس نے یہ الفاظ بیوی کو کہے ہیں یا کوئی قرینہ حالیہ موجود ہو جس سے یہ بات متعین ہو جائے کہ یہ الفاظ بیوی ہی کو کہے گئے ہیں تو یہی حکم ہے جو اوپر لکھا گیا ہے اور اگر کوئی قرینہ نہ

---

(۱) ولا يلزم كون الا ضافة صريحة فى كلامه لما فى البحر لو قال طالق فقيل له من عنيت؟ فقال امرأتى طلقت امرأته – و يؤيده ما فى البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتى يصدق و يفهم منه انه لولم يقل ذلك تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الصريح، مطلب " سن بوش" يقع به الرجعى ۳/۲٤۸ ط سعيد كراتشى)

ہو اور زوج بھی اقرار نہ کرے تو پھر ان الفاظ سے وقوع طلاق کا حکم نہیں دیا جائے گا(۱) فقط
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر کہا "ایک طلاق' دو طلاق' تین طلاق بائن تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

(سوال) قمر الدین اور شجو محمد کے مکان میں محفل کے اندر طالق اور گواہوں کی زبان بندی کے لئے قمر الدین نے توکی محمد و دانشت محمود و مفیظ الدین و صالح محمود ان چار آدمیوں کو بلایا اس میں مکان کے لوگ بھی شریک تھے وجہ اس کی پان سپاری کھانا تھا اس کے بعد صالح محمود نے کہا کہ قمر الدین رات بہت ہو گئی ہم لوگوں کو کیوں بلایا ہے اس کے جواب میں مہر محمد نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بی بی کو طلاق دینے کے لئے ہم لوگوں کو بلایا ہے اس کے بعد سب لوگوں نے کہا کہ بولو قمر الدین' قمر الدین نے کہا کہ کس طرح کہنا ہوتا ہے تم لوگ ہم کو سکھلا دو اس وقت طلاق کے الفاظ کسی نے اس وجہ سے نہیں سکھلایا کہ لفظ طلاق زبان پر لانے سے اس کی بی بی چھوٹ جائے گی اس کے بعد توکی محمد کی بیوی مر گئی تھی اس لئے طلاق کا خطرہ نہ تھا سب لوگوں نے کہا کہ تم سکھلا دو - اس نے سکھلانا شروع کیا توکی محمد نے قمر الدین سے کہا کہ کہو قمر الدین ایک طلاق' دو طلاق' تین طلاق بائن کہہ دیا لیکن طلاق دیتے وقت اس کی بی بی کا نام یا میری بی بی کر کے نہیں کہا اور کس کو طلاق دیا ہے پنچایت والوں نے بھی اس بارے میں کچھ نہیں پوچھا مگر زبیان قمر الدین نے کہا کہ میں نئی شادی کروں گا میرے ماموں میری پہلی بیوی کو طلاق نہ دینے سے نکاح میں شرکت نہیں کرتا' اس لئے مجبور ہو کر طلاق دیا تو کی محمد نے جو کچھ سکھلایا اسی کے مطابق میں نے اس کے ساتھ ساتھ ویسا ہی کہا میرے دل میں اپنی بی بی کو طلاق دینے کی نیت نہ تھی -

(۱) پہلا گواہ توکی محمد - قمر الدین ہم کو پان سپاری کھانے کے واسطے اپنے مکان میں بلا کر لایا ہم نے آکر دیکھا کہ مفیظ و دانشت و صالح محمود و مہر محمد وہاں پر موجود ہیں صالح محمود نے کہا قمر الدین رات بہت ہو گئی کیوں ہم کو بلایا ہے کہو مہر نے کہا قمر الدین شیخ اپنی بی بی کو طلاق دیں گے اس لئے بلایا ہے قمر الدین نے کہا کس طرح کہنا ہوتا ہے وہ میں نہیں جانتا آپ لوگ ہم کو سکھلا دیجئے - اس وقت کسی نے اس خوف سے الفاظ طلاق نہیں سکھلایا کہ جو لفظ طلاق زبان پر لائیں گے ان کی بی بی ان سے چھوٹ جائے گی اس کے بعد توکی محمد کی بی بی مر گئی تھی اس لئے سب لوگوں نے توکی محمد سے کہا کہ طلاق کے الفاظ قمر الدین کو

---

(۱) ولا يلزم كون الاضافة صريحة في كلامه لما في البحر لو قال طالق فقيل له من عنيت؟ فقال امرأتي طلقت امرأته - ويؤيده ما في البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتي يصدق' و يفهم منه انه لو لم يقل ذلك تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها (هامش رد المحتار كتاب الطلاق' باب الصريح مطلب "سن بوش" يقع به الرجعي ۳/۲۴۸ ط سعيد كراتشي)

سکھلاؤ تب توکی محمد نے سکھلایا ایک طلاق دو طلاق تین طلاق بائن - قمر الدین نے اس کے ساتھ ویسا ہی کہا اس کے بعد پنچایتی اس سے کوئی بات پوچھے بغیر چلے گئے -
(۲) دوسرے گواہ دانشت محمود نے بھی توکی محمد کی طرح کہا بیان یہ ہے کہ طلاق دیتے وقت قمر الدین نے میری بی بی کہہ کر طلاق نہیں دیا -
(۳) تیسرے گواہ صالح محمود نے کہا کہ قمر الدین نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے واسطے ہم کو بلایا ہے ہم نے آکر دیکھا کہ بابر علی و دانشت و مفیظ الدین و توکی محمد و مہر و شہر و زین الدین وہاں پر موجود ہیں ہم نے کہا کہ رات بہت ہو گئی ہے قمر الدین نے ہم لوگوں کو کیوں بلایا ہے کھو مہر نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ قمر الدین اپنی بی بی کو طلاق دیں گے اس لئے ہم لوگوں کو بلایا ہے اس کے بعد قمر الدین سے پوچھا قمر الدین نے جواب دیا کہ طلاق نہ دے کر کیا کروں اس سے ہمارا کام نہیں چلتا - اس کے بعد توکی محمد نے کہا کہ قمر الدین کہو ایک طلاق دو طلاق تین طلاق بائن - قمر الدین نے بھی ویسا ہی کہا قمر الدین نے کیوں طلاق دی پنچایتی یہ بات بغیر پوچھے چلے گئے -
(۴) چوتھا گواہ پیر علی - قمر الدین نے اپنے بھائی کو بلانے کے واسطے بھیجا میں نے ان کے بھائی سے پوچھا کیوں بلاتے ہو اس نے کہا کہ میرے بھائی اپنی بی بی کو طلاق دیں گے اس لئے بلایا ہے میں نے وہاں جاکر دیکھا کہ صالح محمود اور توکی محمد و شجو محمود و ضمیر الدین و مہر سب لوگ پان تمباکو کھا رہے ہیں اس کے بعد صالح محمود نے کہا قمر الدین کیوں ہم لوگوں کو بلایا ہے اس وقت قمر الدین پس و پیش کرنے لگے مہر نے کہا قمر الدین اپنی بی بی کو چھوڑ دیں گے اس لئے بلایا ہے توکی محمود نے سکھلا دیا - ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق - قمر الدین نے ساتھ ساتھ اسی طرح کہا -
(۵) پانچواں گواہ مہر محمد - قمر الدین نے میرے گھر میں جاکر کہا میری شادی ہے میری پہلی بیوی کو طلاق دینا چاہئے ذرا میرے گھر میں چلو بعد میں ہم نے آکر دیکھا دانش مفیظ دو آدمی بابر علی نے پوچھا قمر الدین کیوں بلایا ہے میں نے کہا اس کی بیوی کو طلاق دے گا قمر الدین نے کہا میری بی بی کو طلاق دیوے گا قمر الدین نے کہا کس طرح سے طلاق دیتا ہے میں نہیں جانتا ہوں توکی نے کہا ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق بائن - قمر الدین نے ساتھ ساتھ اسی کو کہا -
(۶) چھٹا گواہ - شجو محمد - قمر الدین اس کی بی بی کو طلاق نہ دینے سے میری لڑکی کو نہیں دیں گے قمر الدین نے کہا میری بی بی کو طلاق دیں گے اسی بات پر چند آدمیوں کو بلا کر ان کے سامنے اپنی بی بی کو طلاق دیا، صلحا، توکی، دانش، مفیظ، بابر علی، مہر، شہر، منا محمود وغیرہ ہم نے کہا قمر الدین ہم لوگوں کو کیوں بلاتے ہو مہر نے کہا قمر الدین اس کی بی بی کو چھوڑ دیں گے قمر الدین نے کہا طلاق کس طرح دینا ہوتا ہے ہم نہیں جانتے توکی نے سکھلا دیا ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق بائن اسی طرح ساتھ ساتھ قمر الدین نے بھی ویسا ہی تین دفعہ کہا پنچایتی یہ پوچھے بغیر کہ کس کو طلاق دیا چلے گئے -

(۷) ساتواں گواہ منا محمد صلحاو غیرہ وہاں پر تھے قمر الدین نے کہا میری بی بی کو طلاق دیں گے میرے مکان کی طرف چلو صلحانے پوچھا قمر الدین کیوں بلاتے ہو مہر نے کہا کہ قمر الدین اس کی بی بی کو چھوڑ دیں گے تو کی نے الفاظ طلاق سکھلا دیا - یعنی ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق بائن -

(۸) آٹھواں گواہ بائیو ماموند نے قمر الدین سے پوچھا کہ تیری پہلی بی بی کو طلاق دیا ہے یا نہیں قمر الدین بولا میں نے پہلی بیوی کو طلاق دیا اس محفل کے بہت آدمی اس کے شاہد ہیں کہ قمر الدین نے اپنی پہلی بی بی کو طلاق دیا - المستفتی نمبر ۲۵۶۹ محمد نور الحسن صاحب عالم نگر - رنگپور

۲۵ محرم ۱۳۵۸ھ م ۵ مارچ ۱۹۴۰ء

(جواب) (از قاضی عبد الجبار صاحب ربانی کوڑیگرام) مذکورہ صورت میں قمر الدین کی بی بی پر طلاق واقع نہیں ہوئی بوجہ نہ پائی جانے اضافت کے کیونکہ ہر گواہ نے اپنی گواہی میں کہا کہ قمر الدین نے طلاق دینے کے وقت نہ اپنی بی بی کا نام لیا اور نہ اس کی طرف اشارہ کیا اگر چہ دو ایک گواہوں سے معلوم ہوا کہ وہ طلاق دینے سے قبل اپنی بی بی کا ذکر کیا تھا اور قمر الدین بھی دوسری شادی کرنے کی وجہ سے طلاق کے الفاظ کہنے کو مجبوراً اقرار کیا اور نہ اس کی گواہی سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق دینے کی نیت نہ تھی اور مجبوری کی حالت میں نیت رہنا بھی غیر مظنون ہے - هکذا کتب فی قاضی خان (۱) والعالمگیریة (۲) و رد المحتار (۳) واللہ تعالیٰ اعلم - الراقم قاضی عبد الجبار ربانی - کوڑی گرام

(جواب) (از مولوی عبد العزیز صاحب جونپوری) چونکہ سوال میں طلاق صریح ہے اس لئے قضاءً نیت کا کوئی لحاظ نہ کیا جائے گا خصوصاً مذاکرہ طلاق کے وقت تو کنایۃً بھی بغیر نیت ہو جاتی ہے چہ جائیکہ صریح - اور بحر الرائق ص ۲۷۴ میں ہے - لو قالت المرأة انا طالق فقال الزوج نعم کانت طالقا (۴)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ سوال کے جواب میں اضافت کیا لفظ طلاق کے اعادہ کی بھی ضرورت نہیں ہے اور جب قمر الدین کا یہ بیان ہے کہ اپنی پہلی بی بی کو جب تک میں طلاق نہ دوں میرے ماموں شرکت نہیں کریں گے اور مجھے شادی کرنی ہے اور اس طلاق کے لئے محفل بھی منعقد کی گئی اور قمر الدین نے طلاق دینے کا طریقہ سیکھنا چاہا اور سکھلایا گیا تو یقیناً یہ کہنا پڑے گا کہ قمر الدین نے

---

(۱) لواکرہ علی ان یقر بالطلاق فاقر لا یقع کما لو اقربالطلاق ہاز لا او کاذ با (الفتاوی الخانیة علی ہامش الفتاوی الهندیة' کتاب الاکراہ ۳/۴۸۳)

(۲) واجمعو ا علی انه لواکرہ علی الاقرار بالطلاق لا ینفذ اقرارہ کذافی شرح الطحاوی (الفتاوی الهندیة کتاب الطلاق الباب الاول' فصل فیمن یقع طلاقه و فیمن لا یقع طلاقه ۱/۳۵۳ ط ماجدیه کوئٹه)

(۳) ولو عبدااو مکرھا فان طلاقه صحیح لا اقرارہ بالطلاق (درمختار) وقال فی الرد (قوله لا اقرارہ بالطلاق) قید بالطلاق لا بالکلام فیه وإلا فاقرار المکرہ بغیرہ لا یصح ایضا (ہامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' مطلب فی الاکراہ علی التوکیل بالطلاق والنکاح والعتاق ۳/۲۳۵ ط سعید کراتشی)

(۴) البحر الرائق کتاب الطلاق' باب الطلاق الصریح ۳/۲۷۴ ط دار المعرفة بیروت)

اپنے ماموں کا مطالبہ پورا کیا۔
لہذا قرینہ حالیہ و مقالیہ دونوں سے اضافت پائی گئی گو کہ الفاظ طلاق کے ساتھ اضافت متصل نہیں پس ایسی صورت میں قضاءً یہ حکم دینا پڑتا ہے کہ قمر الدین کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی اور بغیر تحلیل رجوع نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم حررہ ناچیز عبدالعزیز صدر مدرس
مدرسہ کرامتیہ ماناٹولہ (جون پور)

(جواب ٤٤) (از حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ) ہو الموفق اگرچہ طلاق صریح ہے مگر اضافت صریحہ نہیں اور تمام شہادتوں سے باستثنا شہادت نمبر ۸ صراحتہً ثابت ہے کہ قمر الدین نے طلاق کا تلفظ سکھنے کی غرض سے کیا ہے نیت ایقاع و انشا کا ثبوت و قرینہ نہیں ہے مجلس میں سوال طلاق بھی نہیں ہے ایک شخص کا یہ کہنا ہے کہ قمر الدین نے اپنی بی بی کو طلاق دینے کے لئے یہ مجمع کیا ہے شہادت نمبر ۸ سے اتنا ثابت ہے کہ قمر الدین نے اقرار طلاق دینے کا کیا ہے۔
پس زیادہ سے زیادہ اقرار طلاق سے ایک طلاق کا حکم دیا جا سکتا ہے(۱)
مجلس میں جو لفظ طلاق بغرض تعلیم مذکور ہے اس میں اس کا قول کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دینے کی نیت نہیں کی تھی معتبر و مقبول ہونا چاہئیے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر تین مرتبہ یہ الفاظ کہے ”طلقت، طلقت، طلقت“ تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۳۴ء)

(سوال) بحالت غصہ زید نے اپنی عورت کو تین مرتبہ یہ الفاظ کہے طلقت طلقت طلقت یہ الفاظ عورت کے کہنے پر جب کہ کسی بات پر جھگڑا تھا کہہ دیئے تھے یہ واقعہ اگست ۳۳ء کا ہے غصہ فرو ہو جانے کے بعد عورت زید سے دریافت کرتی ہے کہ کیا نتیجہ ہو گا ان الفاظ کا ؟ تو زید نے جواب دیا کہ ہم نے لفظ طلاق شیطان کے لئے استعمال کئے تھے اب سوال یہ ہے کہ طلاق عورت کے کہنے پر دی گئی اور شیطان کا لفظ بعد میں بڑھا دیا کیا حکم ہے ؟ دوبارہ پھر ۲۵ جون ۳۴ء کو عورت نے شوہر کو کوسا اور طلاق مانگی زید نے اپنی عورت کا نام لے کر کہا کہ میں نے طلاق دی دوسری اور تیسری دفعہ بغیر نام لئے کہا کہ میں نے طلاق دی طلاق دی۔

---

(۱) ولو اقر بالطلاق کاذبا اوھا زلا و قع قضاء لا دیانۃ (ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ۳/۲۳۶ ط سعید کراتشی)
(۲) ذکر اسمھا او اضافتھا الیہ کخطابہ کما بینا فلو قال طالق فقیل لہ من عنیت؟ فقال امرأتی طلقت امرأتہ ولو قال امرأۃ طالق او قال طلقت امرأۃ ثلاثا وقال لم اعن بہ امرأتی یصدق (البحر الرائق کتاب الطلاق باب الطلاق الصریح ۳/۲۷۳ ط دار المعرفۃ بیروت)

(جواب ۴۵) طلاق مغلظ تو پہلے ہی واقعہ میں ہو چکی اگرچہ الفاظ میں صراحتہً عورت کی نسبت نہیں ہے یعنی اس نے طلقت کہا ہے طلقتک نہیں کہا لیکن سوال میں مذکور ہے کہ عورت کے طلاق مانگنے پر یہ الفاظ کہے گئے اس لئے قرینہ حالیہ ثبوت اضافت کے لئے کافی ہے(۱) قاضی شرع اس کے کہنے کو کہ میں نے شیطان کو طلاق دی تسلیم نہیں کرے گا تاہم اگر فی الحقیقت اس نے شیطان کو دل میں مراد لے کر طلاق کے الفاظ کا تلفظ کیا تھا تو عند اللہ جائز تھا کہ وہ عورت کو بدستور بیوی سمجھے دوسرے واقعہ میں بھی اضافت صریحہ موجود نہیں اس میں بھی قضاءً تین طلاقیں ثابت ہوں گی اور اگر خاوند عورت کو طلاق دینے کا انکار نہ کرے اور کوئی مطلب نہ بتائے تو طلاق مغلظہ ہے(۲) اور رجعت کا حق نہیں رہا(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر کہا ”لو طلاق‘ طلاق‘ طلاق“ تو کیا حکم ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) زید اور ہندہ کا جھگڑا ہوا۔ ہندہ نے زید کو طعنہ دیا میری ہی بدولت ساس سسر والا ہوا جورو والا ہوا دو بچوں والا ہوا زید نے حالت غصہ میں ہندہ سے اپنی بیوی کی غیر موجودگی میں کہا تیری ہی بدولت ہوا ہے تو لے طلاق‘ طلاق طلاق طلاق طلاق ایک ہی سانس میں آٹھ دس مرتبہ طلاق طلاق کہہ دیا اور خود ہی اکثر لوگوں سے تذکرہ بھی کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدیا ہے۔

(جواب ۴۶) اس گفتگو سے جو زید اور ہندہ کے درمیان ہوئی زید کی بیوی پر طلاق نہیں ہوئی کیونکہ اس میں بیوی کا نام اور کوئی قرینہ اس کے لئے نہیں ہے(۴) ہاں زید نے لوگوں کے سامنے جب اقرار کیا کہ میں نے بیوی کو طلاق دیدی ہے تو اس اقرار سے وہ قضاءً ماخوذ ہو گا اور اس کی بیوی پر وقوع طلاق کا حکم دیا

---

(۱) ولا یلزم کون الاضافة صریحة فی کلامه لما فی البحر لو قال طالق فقیل له من عنیت؟ فقال امرأتی طلقت امرأته – ویؤیده ما فی البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتی یصدق' و یفهم منه انه لو لم یقل ذلك تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الصریح مطلب "سن بوش" یقع به الرجعی ۳/۲۴۸ ط سعید کراتشی)

(۲) ایضاً حواله سابقه

(۳) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة و ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا و یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها کذافی الهدایة (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعة' فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به ۱/۴۷۳ ط ماجدیه' کوئٹه)

(۴) وذکر اسمها واضافتها الیه کخطابه کما بینا فلو قال طالق فقیل له من عنیت فقال امرأتی طلقت امرأته ولو قال امرأة طالق اوقال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن به امرأتی یصدق (البحر الرائق' کتاب الطلاق' باب الطلاق الصریح ۳/۲۷۳ ط دار المعرفة بیروت)

جائے گا (۱) اگر طلاق کی کوئی صفت (مثلاً بائن یا مغلظہ) اس نے اقرار میں ذکر نہیں کی ہو تو طلاق رجعی کا حکم ہوگا اور عدت کے اندر رجوع کر سکے گا (۲) اور عدت کے بعد تجدید نکاح کا حق ہوگا (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل ششم
کتابت طلاق

ثالث نے طلاق نامہ لکھوایا، اور شوہر سے انگوٹھا لگوایا، تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

(سوال) ایک شخص کا نکاح عرصہ آٹھ سال کا ہوا ایک لڑکی کے ساتھ ہوا تھا جس کی عمر اب ۲۲ سال ہے اس کے والدین کا انتقال ہو چکا ہے اس لڑکی کے پھوپھا نے اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی غرض سے اس کے شوہر سے طلاق چاہی اس نے طلاق دینے سے انکار کر دیا پس پھوپھا نے اپنا سر پھوڑ کر عدالت میں استغاثہ دائر کر دیا اور ایک دوسرے شخص کو کچھ روپیہ دیکر اس سے بھی ایک مقدمہ دائر کرا دیا عدالت میں پیشی ہوئی اور مچلکے لے لئے گئے اور بظاہر کوئی صورت سوائے سزایابی کے نظر نہ آئی تو چند لوگوں نے ہر دو فریقین کو بلایا اور آپس میں صلح کی تحریک کی لیکن ان لوگوں نے سوائے اس کے اور کوئی جواب نہیں دیا کہ لڑکی کا شوہر لڑکی کو طلاق دیدے تو ہم صلح نامہ داخل عدالت کر دیں ثالث حضرات نے کاتب کو بلا کر اسٹامپ ہر دو کے نام سے خرید اور کاتب سے طلاق نامہ لکھوایا معلوم نہیں کہ اس کا کیا مضمون ہے اس لڑکی کا شوہر ایک جگہ بیٹھا ہوا رو رہا تھا کہ کاتب نے اٹھ کر اس کے انگوٹھے میں سیاہی لگا کر نشان لے لیا اس نے طلاق وغیرہ کا کوئی لفظ اپنی زبان سے نہیں نکالا تو یہ طلاق شرعاً جائز ہے یا ناجائز ؟

(جواب ٤٧) کوئی دوسرا شخص اگر کسی کی منکوحہ کا طلاق نامہ لکھے تو شوہر کو مضمون کا علم اور اقرار

---

(۱) ولو اقربالطلاق کاذبا اوهاز لا وقع قضاء لا ديانة (هامش رد المحتار كتاب الطلاق مطلب في الاكراه على التوكيل بالطلاق والنكاح والعتاق ٣/٢٣٦ ط سعيد كراتشى) وقال فى البحر لواكره على ان يقر بالطلاق فاقر لا يقع كما لو اقر بالطلاق هازلا او كاذبا كذافي الخانية من الاكراه و مراده بعدم الوقوع فى المشبه به عدمه ديانة لما فى الفتح القدير ولو اقربا لطلاق وهو كاذب وقع في القضاء' وصرح في البزازية بان له فى الديانة امساكها اذا قال اردت به الخبر عن الماضى كذبا وان لم يردبه الخبر عن الماضي او اراد به الكذب اوا لهزل وقع قضاء و ديانة (البحر الرائق' كتاب الطلاق ٣/ ٢٦٤ ط دار المعرفة بيروت)

(۲) اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة ٢/ ٣٩٤ ط شركة علميه ملتان)

(۳) وان كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة و بعد انقضاء ها (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق' الباب السادس في الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة و ما يتصل به ١/٤٧٣ ط ماجديه كوئٹه)

طلاق نامہ کہ یہ میرا ہی ہے ایقاع طلاق کے لئے ضروری ہے صورت مسئولہ میں شوہر کو معلوم نہیں کہ اس کاغذ میں کیا لکھا گیا ہے اور نہ وہ اقرار ہی کرتا ہے لہذا طلاق واقع نہیں ہوئی یہ لڑکی بدستور اس کی زوجہ ہے- ولو استکتب من اخر کتابا بطلاقها وقرأه علی الزوج فاخذه الزوج و ختمه و عنونه و بعث به الیها فاتا ها وقع ان اقرالزوج وکذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع الطلاق مالم یقراله کتابه - اه ملخصا (ردالمحتار مختصرا) (۱)

زبردستی طلاق نامہ پر دستخط لینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال) ایک شخص کی بیوی کے ورثاء نے ایک کاغذ پر اس شخص سے ناجائز دباؤ ڈال کر دستخط لئے ہیں جس میں طلاق کے الفاظ تھے آیا شرعاً یہ طلاق باطل ہے یا نہیں ؟

(جواب ٤٨) ناجائز دباؤ سے مراد اگر یہ ہے کہ اس کو مارنے یا بند رکھنے کی دھمکی دی تھی اور دھمکی دینے والے اس پر قادر بھی تھے تو اس کے دستخط کر دینے سے طلاق نہیں ہوئی بشرطیکہ اس کے ذہن میں یہ بات آگئی ہو کہ اگر میں نے دستخط نہیں کئے تو یہ مجھے ضرور ماریں گے یا بند کریں گے لیکن اگر یہ حالت نہ تھی اور پھر بھی اس نے دستخط کر دیئے تو اگر یہ دستخط کرنے کا اقرار کرتا ہو کہ باوجود اس علم کے کہ اس میں طلاق لکھی ہوئی ہے پھر بھی میں نے دستخط کئے ہیں تو طلاق واقع ہو جائے گی- ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا اومکرها فان طلاقه صحیح (درمختار مختصرا) (۲) و فی البحران المراد الاکراه علی التلفظ بالطلاق فلواکره علی ان یکتب طلاق امرأته فکتب لا تطلق لان الکتابة اقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة ههنا- کذافی الخانیة (رد المحتار) (۳) واللہ اعلم

تم کو "طلاق دیتا ہوں' طلاق ہے' طلاق' طلاق ہے" لکھ کر بیوی کو بھیج دیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

(سوال) ایک شخص بوجہ ناموافقت اپنی زوجہ کے مفقود ہو گیا ہے مفقود الخبر ہونے کے کچھ دنوں بعد اس نے ایک طلاق نامہ گجراتی زبان میں جس کا ترجمہ ذیل میں لکھا جاتا ہے لفافہ میں بند کر کے بھیج دیا- نقل طلاق نامہ :-بائی رفان بائی بنت عمر بھائی عرف جھانکہ والا تحریر کنندہ عبدالکریم ولد عثمان بھائی جھانکہ والابعد سلام- میں کہتا ہوں کہ تم کو میں طلاق دیتا ہوں تو آج سے ہماری بہن برابر ہے تم کو اور مجھ

---

(۱) هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' مطلب فی الطلاق بالکتابة ۳/ ٢٤٦ ط سعید کراتشی
(۲) الدر المختار مع هامش رد المحتار ' کتاب الطلاق ۳/ ۲۳۵ ط سعید کراتشی
(۳) هامش رد المحتار ' کتاب الطلاق مطلب فی الاکره علی التوکیل بالطلاق والنکاح والعتاق ۳/ ۲۳٦ ط سعید کراتشی

کو بھائی بہن کا علاقہ ہے اور تمہارے ہمارے درمیان کچھ ذرہ برابر علاقہ نہیں رہا تم کو طلاق دیتا ہوں طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے - تاریخ ۶ شوال دستخط بقلم خود - تمہارے مہر کا روپیہ مبلغ چوالیس روپے حسب رواج ہے سو میری ملکیت سے دیں گے باقی ہماری ملکیت سے تم کو دخلہ دینا نہ چاہئیے یہ مضمون تھا جو عرض کیا گیا-

(جواب ٤٩) اس صورت میں اگر زوجہ کو اس امر کا یقین یا گمان غالب ہو جائے کہ یہ خط میرے خاوند کا ہی لکھا ہوا ہے تو دیانۃً اسے عدت گزار کر دوسرا نکاح کرنا جائز ہے اس دوسرے نکاح کے جائز ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ شرعاً اس خط سے طلاق ثابت ہو گئی بلکہ اس کا اثر صرف اس قدر ہے کہ عورت کو (جب کہ اسے یقین یا گمان غالب وقوع طلاق کا ہو گیا ہے) دوسرا نکاح کرنے سے روکا نہیں جائے گا اور وہ شرعاً گناہ گار نہ ہو گی- صرحوا بان لها التزوج اذا اتا ها کتاب منه بطلاقها ولو علی ید غیر ثقة ان غلب علیٰ ظنها انه حق و ظاهرا لا طلاق جوازه فی القضاء حتی لو علم القاضی یترکها الخ (ردالمحتار)(۱)

تحریری طلاق لکھنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

(سوال) ایک شخص نے اپنی بیوی کو تحریری طلاق دی تحریر پر دو آدمیوں کی گواہی ہے مگر ان گواہوں کی حالت یہ ہے کہ پہلا سود خوار اور یہاں کا وطن دار نہیں ہے کچھ عرصے سے یہاں پر رہنے آگیا ہے اور فی الحال تو یہیں رہتا ہے دوسرا گواہ افیون کھانے والا اور مدک کا پینے والا ہے اور یہ دونوں گواہ جھوٹے اور نا قابل اعتماد ہیں-

المستفتی نمبر ۱۱۸ بسم اللہ خاں- ضلع مغربی خاندیس

۲۸ رجب ۱۳۵۲ھ م ۸ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ٥٠) اگر خاوند نے فی الواقع طلاق دی ہے اور وہ طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے تو محض اس وجہ سے کہ چونکہ گواہ نا قابل شہادت ہیں طلاق غیر مؤثر اور نا قابل اعتبار نہیں ہو سکتی بلکہ طلاق واقع ہو جائے گی(۲) لیکن اگر خاوند منکر ہے اور اس کے طلاق دینے کا اور کوئی ثبوت سوائے ان گواہوں کے بیان کے

---

(۱) هامش رد المحتار ' کتاب الطلاق' باب الرجعة ۳/٤۲۱ ط سعید کراتشی)

(۲) وفیه ایضا رجل استکتب من رجل آخر ابی امرأته کتابا بطلاقها وقرأه علی الزوج فاخذه و طواه و ختم و کتب فی عنوانه و بعث به إلی امرأته فأتا ها الکتاب واقر الزوج ا نه کتابه فان الطلاق یقع علیها وکذلك لو قال لذلك الرجل ابعث بهذا الکتاب الیها او قال له اکتب نسخة وابعث بها الیها وان لم تقم علیه البنیة ولم یقرأنه کتابه لکنه وصف الامر علی وجهه فانه لا یلزمه الطلاق فی القضاء ولا فیما بینه و بین الله تعالیٰ وکذلك کل کتاب لم یکتب بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع به الطلاق اذا لم یقرانه کتابه کذافی المحیط والله اعلم بالصواب (الفتاوی الهندیة کتاب الطلاق الباب الثانی فی ایقاع الطلاق' الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة ۱/۳۷۹ ط ماجدیه کوئٹه)

نہیں ہے تو ایسے گواہوں کی گواہی سے طلاق ثابت نہ ہو گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

شوہر نے طلاق نامہ لکھوا کر 'اس پر انگوٹھا لگایا اور دو گواہوں کی گواہی کرائی تو کون سی طلاق واقع ہو گی ؟

(سوال) زید نے اپنی لڑکی مسماۃ ہندہ کی شادی بکر کے ساتھ کر دی کچھ عرصہ کے بعد فریقین میں سخت نزاع واقع ہو گئی بکر نے رخصت کرانے کا دعوی عدالت مجاز میں کر دیا سرکاری حکم کے موافق ہندہ دو سپاہیوں کے ذریعہ رخصت ہو کر بکر کے ہمراہ کر دی گئی جب بکر رخصت کرا کر لے چلا تو بیچ راستہ سڑک پر ہندہ بیٹھ گئی اور اپنے شوہر کے ساتھ جانے سے انکاری ہو گئی بکر نیز اس بستی کے بہت سے لوگوں نے سمجھایا مگر ہندہ جانے پر راضی نہ ہوئی اور بھاگ کر ایک ٹھاکر رام سنگھ کے مکان میں گھس گئی ٹھاکر مذکور نے قانون کا خیال کرتے ہوئے ہندہ کو اپنے گھر سے باہر کر دیا اور سختی سے سمجھاتے ہوئے یہاں تک کہا کہ اگر تو اپنے شوہر کے ہمراہ نہ جائے گی تو میں تجھے چار آدمیوں سے بندھوا کر بھیجوں گا مگر کچھ خیال نہ کرتے ہوئے ہندہ سڑک پر ہی بیٹھی رہی اور کہنے لگی بکر نے مجھے ہزاروں قسم کی بے جا تہمتیں لگائی ہیں اس لئے میں اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی شوہر (بکر) نے بہتیرا سمجھایا مگر وہ کسی طرح نہ مانی مجبوراً بکر ٹھاکر مذکور کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرا زیور ہندہ سے دلایا جائے میں اس کو خود نہ رکھوں گا طلاق دیتا ہوں آپ طلاق نامہ لکھ دیجئے میں انگوٹھے کا نشان بنا دوں گا ٹھاکر نے اس کو بھی بہت سمجھایا لیکن بکر طلاق نامہ لکھوانے سے باز نہ آیا ٹھاکر نے دو مسلمان گواہوں اور کئی سو ہندو گواہوں کے روبرو جو اس وقت اتفاقیہ پہنچ گئے تھے طلاق نامہ لکھ دیا جس پر بکر نے اپنے انگوٹھے کا نشان بنا کر گواہوں سے جو موقع پر موجود تھے کہا کہ تم لوگ دستخط بنا دو لہذا گواہوں نے دستخط بنا دیئے طلاقنامہ حسب ذیل ہے۔

مینکہ چنوباد اولد فیروز ساکن موضع کھیرا اسٹیٹ میہر حال مقیم چھتاری جو کہ رخصت کرانے کی ڈگری میں نے عدالت سے اصرار کرا کر بذریعہ پنجاب خاں چپڑاسی مسمی کنگی کے یہاں سے رخصت کرایا مگر مسماۃ مذکور میرے ہمراہ جانے اور میری زوجیت میں رہنے سے قطعی انکاری ہے چند بھلے آدمیوں کے سمجھانے پر بھی انکار سے باز نہیں آتی ایسی حالت میں اپنی راضی خوشی وبہ درستگی ہوش وحواس طلاق دے دینا ٹھیک سمجھتا ہوں اس لئے جو میرے زیورات مسماۃ رجی کے جسم پر تھے واپس لیکر تین طلاق دیدیا اور جو روپیہ مطالبہ ڈگری کا ذمہ کنگی والد رجی مدعا علیہ کے تھا وہ رقم روبرو گواہان حاشیہ ٹھاکر رام سنگھ ساکن موضع پونڑی کے ہاتھ سے وصول پالیا اس لئے رسید لکھ دیا کہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آوے طلاق لکھنے کے کچھ دن بعد بکر کو نہ جانے کیا خیال پیدا ہو لیا واللہ اعلم کسی نے اس کو بھکایا لہذا طلاق نامہ لکھنے کے کچھ ہی دن بعد طلاق نامہ لکھنے اور دینے سے انکاری ہے اور پھر اپنی مطلقہ کو رخصت کرانے کی کوشش کر رہا ہے اور ٹھاکر مذکور کے پاس پہنچ کر کچھ لالچ دے کر کہا کہ طلاق نامہ کو چاک کر ڈالو میری

برادری کے اکثر لوگ اس طلاق کے خلاف ہیں مگر طلاق نامہ ہندہ کے والد کے پاس پہنچ چکا ہے اب سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں جب کہ شوہر طلاق دے چکا اور طلاق نامہ لکھ چکا بحث کا انکار کچھ کارآمد ہو سکتا ہے یا طلاق شرعاً مان لی جائے گی ؟ المستفتی نمبر ۱۹۹۹ شیخ کنگی متھون (انوپ پور)

۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱) اگر زید نے طلاق دیدی ہے اور طلاق نامہ لکھ دیا تھا تو طلاق ہو چکی ہے(۱) اور زید کو اب اس بیوی کو رکھنا حرام ہے(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

طلاق نامہ لکھوایا اور دستخط بھی کیا' تو طلاق واقع ہو گئی

(سوال) ایک شخص لال حسین نے اپنی منکوحہ کو طلاق نامہ لکھوا کر دیا اور کاتب نے جو غیر مسلم تھا پڑھ کر سنایا تو اس نے طلاق نامہ کی زبان سے تردید کی اور کہا کہ میں نے اپنی عورت کو تین طلاقیں نہیں دیں بلکہ میں شرعی طلاق دینا چاہتا ہوں حاضرین نے اس کو نصیحت کی کہ تم کسی کی طلاق نہ دو لیکن وہ کسی طرح نہ مانا تھوڑی دیر بعد اس نے اسی طلاق نامہ پر دستخط کر دیئے 'جس کے مضمون کی اس نے زبان سے تردید کی تھی اور اپنے ہاتھ سے دستخط کرنے کے بعد وہی اسٹامپ طلاق نامہ عورت کے حوالے کر دیا کچھ دونوں بعد اب وہ عورت کو اپنے گھر واپس لے آیا ہے حالانکہ طلاق نامہ جس میں تین طلاقیں مندرج تھیں اور وہ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود اچھی طرح سب مضمون طلاق جانتا تھا لہذا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کے تردیدی زبانی قول کے اوپر اعتبار کر کے طلاق رجعی قرار دی جائے گی یا اس کے بعد کے ہاتھ کے لکھے ہوئے دستخط پر اعتبار کیا جائے گا جو اس نے بطور تصدیق لکھ کر وہی طلاق نامہ عورت کے سپرد کیا۔ المستفتی نمبر ۲۲۸۶ مولوی محمد زماں خاں صاحب (بلوچستان)

۵ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۲) اگر یہ شخص تعلیم یافتہ ہے اور اس نے زبان سے تردید کرنے کے بعد پھر اسی طلاق نامہ پر جس میں تین طلاقیں لکھی ہوئی تھیں اپنی خوشی سے دستخط کر دیئے اور طلاقنامہ عورت کو دے دیا تو اس

---

(۱) کتب الطلاق ان مستبینا علی نحو لوح وقع ان نوی وقیل مطلقا (درمختار) وقال فی الرد : ثم المرسومة لا تخلو اما ان ارسل الطلاق بان کتب' اما بعد فأنت طالق فکما کتب هذا یقع الطلاق' وقال ایضا بعد اسطر ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقرار ا بالطلاق وان لم یکتب (هامش ردالمحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' مطلب فی الطلاق بالکتابة ۳/۲٤٦ ط سعید کراتشی)

(۲) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة و ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا و یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها کذافی الهدایة (الفتاویٰ الهندیة کتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعة' فصل فیما تحل به المطلقة ومایتصل به ۱/٤٧٣ ط ماجدیه کوئٹه)

کی عورت پر طلاق نامہ میں لکھی ہوئی طلاقیں پڑ گئیں(۱) اور وہ زبانی بیان اور تردید جو دستخط سے پہلے کی تھی بیکار ہو گئی۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

والد نے منشی سے طلاق نامہ لکھوایا' اور دھوکہ دیکر شوہر سے دستخط کرایا' تو طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال) زید اور ہندہ زوجین ہیں ان میں باہمی کچھ نزاع ہوا وقت نزاع ہندہ نے زید سے کہا کہ تم مجھے طلاق دے دو زید نے ہندہ سے کہا کہ اگر تو اپنا مہر معاف کر دے تو میں تجھ کو طلاق دے دوں۔ اس کے جواب میں ہندہ نے کہا کہ میں اپنا مہر تو کبھی معاف نہیں کروں گی یہ سن کر زید وہاں سے خاموش چلا گیا اور اس تذکرہ کو انہیں شرطیہ الفاظ کے ساتھ اپنے باپ سے آکر کہا۔ اس کے کئی دن بعد زید کی عدم موجودگی میں اس کے باپ نے ایک منشی سے طلاق نامہ لکھوایا منشی نے زید کی جانب سے اس مضمون کا طلاق نامہ لکھا کہ میں نے اپنی زوجہ فلاں کو طلاق مغلظہ دی اور معافی مہر طلاق نامہ میں نہیں لکھی اور دو فرضی گواہوں کے نام بھی اس طلاق نامہ پر لکھ دیئے دونوں گواہ باوجود عادل نہ ہونے کے انکاری بھی ہیں بعدہ' زید کو بلوا کر کہا گیا کہ تمہاری زوجہ طلاق نامہ طلب کرتی ہیں اس لئے یہ طلاق نامہ لکھ دیا گیا ہے تم اس پر اپنے دستخط کر دو چونکہ زید سوائے اپنے دستخط کرنے کے اور کچھ بھی پڑھنا لکھنا نہیں جانتا اس لئے اس نے اس منشی سے دریافت کیا کہ اس طلاق نامہ میں وہ شرط معافی مہر کی بھی لکھی ہے یا نہیں تو منشی نے کہا کہ ہاں لکھی ہے اور طلاق نامہ زید کو پڑھ کر سنا کر کہا کہ طلاق مغلظہ معافی مہر کی شرطیہ ہی کو کہتے ہیں منشی کے یقین دلانے سے زید نے اس طلاق نامہ پر اپنے دستخط کر دیئے اس کے بعد زید کا باپ زید کو مع اس طلاق نامہ کے حاکم مجاز کے پاس لے گیا حاکم مجاز کے سامنے زید نے اس طلاق نامہ کو سن کر اس کی تصدیق کی۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید جو مطلق جاہل اور بالکل ناخواندہ شخص ہے لفظ مغلظہ کے معنی ہرگز نہیں جانتا اور نہ اس کو بوقت دستخط اور تصدیق کے لفظ مغلظہ کے معنی اصلی سمجھائے گئے بلکہ وہ لفظ مغلظہ سے وہی شرط معافی مہر مندرجہ بالا ہی سمجھا جیسا کہ بوقت دستخط کرانے کے اس کو منشی نے سمجھا دیئے تھے تو اس صورت میں زید کی جانب سے اس کی زوجہ ہندہ پر کوئی طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور اگر ہوئی تو ایک طلاق ہوئی یا تین طلاق جو حکم بموجب مسئلہ شرعیہ ہو اس سے مطلع فرمایا جائے اجر ہو گا۔

---

(۱) ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتي كان اقرارا بالطلاق وان لم يكتب ولو استكتب من آخر كتابا بطلاقها و قرأه على الزوج فاخذه الزوج و ختمه و عنونه و بعث به اليها فاتاه وقع ان اقر الزوج انه كتابه او قال للرجل ابعث به اليها او قال له اكتب نسخة اوا بعث بها اليها وان لم يقرانه كتابه ولم تقم بينة لكنه وصف الامر على وجهه لا تطلق قضاء ولا ديانة وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقرانه كتابه (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' مطلب في الطلاق بالكتابة ۳/۲۴٦ ط سعيد كراتشي)

المستفتی نمبر ۲۳۵۳ عبدالقدوس صاحب ٹونک (راجپوتانہ)
۴ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ ۳ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۳) جب کہ زید ناخواندہ ہے خود لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تو اس کی طرف سے طلاق بالکتابت اس وقت صحیح ہو سکتی ہے جب کہ اس کو لکھا ہوا مضمون صحیح طور پر سنا دیا اور سمجھا دیا گیا ہو اور جب اس کو طلاق نامہ سنایا گیا اور اس نے دریافت کیا کہ اس میں معافی مہر کی شرط بھی درج ہے تو اس کو غلط بتادیا گیا کہ ہاں درج ہے اور بتایا گیا کہ مغلظہ کے معنی یہی ہیں کہ طلاق بعوض معافی مہر کے ہو اور یہ سن کر اس نے دستخط کئے تو اس کی بیوی پر کوئی طلاق نہیں پڑی -(۱) کیونکہ یہ طلاق نامہ در حقیقت وہ طلاق نامہ نہیں ہے جس پر اس نے دستخط کئے تھے اس نے تو طلاق بعوض معافی مہر پر دستخط کئے ہیں اور طلاق نامہ بعوض معافی مہر کے نہیں ہے لہذا دستخط غیر معتبر ہیں دستخط تو جدا رہے اگر کوئی شخص ایسی عربی فارسی عبارت کا تلفظ بھی کر دے جس کے معنی نہ جانتا ہو تو اس تلفظ سے بھی طلاق نہیں پڑتی یعنی دیانۃً فی مابینہ وبین اللہ طلاق واقع نہیں ہوئی - کما لو قالت لزوجها اقرأ علي اعتدى انت طالق ثلاثا ففعل طلقت ثلا ثا في القضاء لا في مابينه و بين الله اذا لم يعلم الزوج ولم ينو بحر عن الخلاصه (شامی)(۲) اور رجسٹری کرا دینے سے بھی دیانۃً طلاق نہیں پڑی - ظن انه وقع الثلاث على امرأته بافتاء من لم يكن اهلاً للفتوىٰ و كلف الحاكم كتابتها في الصلك فكتب ثم استفتىٰ ممن هو اهل للفتوىٰ فافتى بانه لا تقع والتطليقات الثلاث مكتوبة في الصلك بالظن فله ان يعود اليها ديانة ولكن لا يصدق في الحكم اه (شامی)(۳) یہاں صورت یہ ہے کہ اس نے اپنے خیال میں ایسے کاغذ پر دستخط اور ایسے کاغذ کی بوقت رجسٹری تصدیق کی ہے جس میں طلاق بعوض معافی مہر لکھی ہے پس ان دستخطوں اور اس تصدیق سے وہ طلاق واقع نہیں ہو سکتی ہے جو ایسی نہ ہو طلاق میں جد اور ہزل مساوی ہیں مگر اس کے معنی یہ نہیں کہ خواہ معنی الفاظ سے واقف ہو یا نہ ہو طلاق پڑ جاتی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ الفاظ کے معنی تو جانتا ہو مگر طلاق دینے کا ارادہ نہ ہو محض مذاق اور ٹھٹول کے طور پر تلفظ کرے تو طلاق پڑ جاتی ہے اور مغلظہ کے معنی نہ جانتا کوئی مستبعد نہیں ہزاروں آدمی ایسے ہیں کہ وہ لفظ مغلظہ کے معنی نہیں جانتے تو ان پر اس لفظ کے تلفظ سے طلاق واقع ہونے کا حکم نہیں دیا جا سکتا چہ جائیکہ کتابت پر دستخط کر دینا کہ یہ صورت تلفظ سے کمزور ہے -

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی

---

(۱) ولو استكتب من آخر كتابا بطلاقها وقرأه على الزوج فاخذه الزوج و ختمه و عنونه و بعث به اليها فأتا ها وقع ان اقر الزوج انه كتابه او قال للرجل ابعث به اليها او قال له اكتب نسخة و ابعث بها اليها وان لم يقر انه كتابه ولم تقم بينة لكنه وصف الامر على وجهه لا تطلق قضاء و لا ديانة وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر ان كتابه (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة ۲۴۶/۳ ط سعيد كراتشي)
(۲) هامش رد المحتار، كتاب الطلاق ۲۴۱/۳ ط سعيد كراتشي
(۳) هامش رد المحتار، كتاب الطلاق ۲۴۲/۳ ط سعيد كراتشي

جبراً طلاق نامہ لکھوانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی بشرطیکہ منہ سے الفاظ طلاق نہ کہے ہوں

(سوال) بیوی کے چند رشتہ داروں نے جبریہ خاوند سے یہ لکھوالیا کہ مسماۃ فلاں بنت فلاں زوجہ اپنی کو اپنی لڑکی لے کر تین طلاقیں دیتا ہوں اور اپنی زوجیت سے خارج کر دیا فقط دستخط خاوند فلاں مورخہ ۲ اگست ۱۹۳۸ء۔

(نوٹ) لڑکی خاوند کو نہیں دی اور عورت کو تین ماہ کا حمل ہے معلوم یہ کرنا ہے کہ طلاق ہوئی یا نہیں خاوند سے مذکورہ بالا تحریر جبریہ لکھوائی گئی اور خاوند نے زبان سے ایک بھی لفظ نہیں کہا۔

المستفتی نمبر ۲۳۹۱ اکرام اللہ خاں (نیو دہلی) ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ م ۸ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ٥٤) اگر تحریر مذکور جبراً لکھوائی گئی ہے اور زبان سے طلاق نہیں دی گئی تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔(۱) تحریری طلاق اس وقت پڑتی ہے کہ خاوند اپنی مرضی سے تحریر لکھ کر دے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل ہفتم
انشاء واخبار

شوہر سے کہا گیا کہ تو کہہ کہ "ہم نے فلاں کی لڑکی کو طلاق دی" اس نے جواب میں کہا "ہم نے قبول کیا" تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ہندہ زید کے نکاح میں دس سال سے ہے عرصہ ایک ماہ کا ہوا کہ ہندہ اپنے میکے سے پانچ آدمیوں کو اور زید کے قریب کے موضع سے چار آدمیوں کو لے کر زید کے مکان پر آئی اور ان سب لوگوں کے سامنے ہندہ نے یہ کہا کہ زید نامرد ہے مجھ کو طلاق دلوا دیجئے لوگوں نے زید سے دریافت کیا کہ تو نامرد ہے؟ زید نے کہا کہ میں نامرد نہیں ہوں بلکہ ہندہ مجھ کو قریب نہیں جانے دیتی تب لوگوں نے کہا کہ اچھا بھائی تو چند روز اور رہ ہم لوگ تجربہ کرلیں ہندہ نے کہا کہ میں ایک ساعت نہیں رہ سکتی ہوں تب لوگوں نے زید کو ڈانٹا اور کہا کہ جب وہ نہیں رہے گی تو کیوں پریشان ہوتا ہے طلاق دے دے زید خاموش ہو گیا آخر ایک آدمی اٹھا اور کہا کہ تو کہہ کہ ہم نے فلاں کی لڑکی کو طلاق دی زید نے بوجہ دہشت کے مجبور ہو کر کہا ہم نے قبول کیا ہمارے خدا نے قبول کیا لفظ طلاق وغیرہ زبان پر کچھ نہیں لایا تب حاضرین نے کہا

---

(۱) وفی البحر – ان المراد الاکراہ علی التلفظ بالطلاق فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امرأتہ فکتب لا تطلق لان الکتابۃ اقیمت مقام العبارۃ باعتبار الحاجۃ ولا حاجۃ ہنا' کذافی الخانیۃ (ہامش ردالمحتار' کتاب الطلاق ۳/۲۳۶ ط سعید کراتشی) وقال فی الہندیۃ: رجل اکرہ بالضرب والحبس علی ان یکتب طلاق امرأتہ فلانۃ بنت فلان بن فلان فکتب امرأتہ فلانۃ بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امرأتہ کذافی فتاوی قاضی خان (الفتاوی الہندیۃ' کتاب الطلاق' الباب الثانی فی ایقاع الطلاق' الفصل السادس فی الطلاق بالکتابۃ ۱/۳۷۹ ط ماجدیہ کوئٹہ)

کہ ایسا طریقہ طلاق دینے کا نہیں ہے بلکہ قصبہ بادشاہ پور قریب ہے بازار کے روز اہل برادری موجود ہوں گے اور عالم لوگ بھی وہاں موجود ہیں وہ لوگ جس طریقہ سے کہیں گے اس طریقہ سے طلاق دی جائے گی آخر کار تاریخ مقرر کی گئی لیکن تاریخ مقررہ پر نہ ہندہ حاضر ہوئی نہ زید اس کے بعد زید دو مرتبہ ہندہ کو لینے گیا مگر ہندہ اور وارثان ہندہ یہی کہتے ہیں کہ ہندہ کو طلاق ہو گئی اور زید کہتا ہے کہ نہ میں نے طلاق دی اور نہ دوں گا لہذا فرمایئے کہ اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں ؟

(جواب ۵۵) صورت مسئولہ میں اجنبی شخص کے اس کہنے پر کہ تو کہہ کہ فلاں کی بیٹی کو ہم نے طلاق دی زید کا یہ کہنا کہ ہم نے قبول کیا ہمارے خدا نے قبول کیا موجب وقوع طلاق نہیں کیونکہ اجنبی شخص نے زید کی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے کہ زید کی اجازت سے وہ صحیح ہو جاتی بلکہ زید کو انشائے طلاق کا حکم کیا ہے زید کا یہ کہنا ہم نے قبول کیا انشائے طلاق نہیں ہے بلکہ وعدہ امتثال امر ہے(۱) پھر اگر اس نے طلاق دی ہوتی تو پڑتی اور نہیں دی تو صرف وعدہ خلافی ہوئی وقوع طلاق کی کوئی وجہ نہیں - واللہ اعلم

شوہر نے محض والد کے ڈر سے کاغذ لکھ دیا' جب رجسٹرار نے شوہر سے پوچھا کہ تم نے طلاق دی ہے' تو اس نے کہا ہاں دے دی ہے' تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

(سوال) منکہ شفیق احمد خلف منشی علی احمد قوم قریشی ساکن مراد آباد محلہ مقبرہ حصہ دویم مکان کا ہوں جو کہ دھوکا دیکر عقد نکاح و وداع ساتھ مسماۃ نجیب النساء بنت ممتاز حسین قوم شیخ ساکن بریلی محلہ گندہ نالہ حال مراد آباد محلہ کہنہ مغل پورہ علیحدہ شدہ ریلوے مراد آباد سے جس کے مرض کنٹھ مالا ہو تا رہتا ہے رخصتی سے پیشتر تبادل کر دوسری لڑکی کو دکھلا کر کنٹھ مالا والی کو رخصت کیا عرصہ تقریباً چھ ماہ ہوا طلاق شرعی بالمواجہہ نجیب النساء حسب شرع و حسب خواہش مسماۃ بوجہ نااتفاقی باہمی وجوہات مندرجہ بالا مسماۃ مذکورہ کو طلاق دیدی اور ادا کر دیا تین مرتبہ کہ جا میں نے طلاق دیدی تجھ کو - اب کوئی تعلق میرا کسی قسم کا نہ رہا اور نہ آئندہ کبھی ہوگا لہذا قانوناً اب بحالت صحت نفس و ثبات عقل و درستی حواس خمسہ بخوشی خاطر طلاق نامہ لکھ دیا کہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آئے - فقط

زید کے والد نے زید سے اس مضمون کا کاغذ لکھوایا جس کی نقل اوپر درج ہے زید نے باوجودیکہ اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ نہیں تھا محض والد کے ڈر سے یہ کاغذ لکھ دیا والد اس کو محکمہ رجسٹری میں لے گئے اور رجسٹرار کے سامنے اس کے ہاتھ سے پیش کرایا رجسٹرار نے زید سے پوچھا کہ تم نے طلاق

---

(۱) اور وعدوں سے طلاق نہیں ہوتی بخلاف قوله طلقي نفسك فقالت انا طالق او انا اطلق نفسي لم يقع لانه وعد جوهرة' مالم يتعارف او تنو الانشاء فتح (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب تفويض الطلاق ۳/۳۱۹ ط سعيد كراتشي)

دیدی ہے تو زید نے کہا کہ ہاں دے ہی دی ہے دوبارہ دریافت پر جواب مذکور دیا بوجہ سماعت میں نہ آنے کے رجسٹرار کے واقعہ یہ ہے کہ کاغذ میں جو لکھا گیا ہے کہ عرصہ تقریباً چھ ماہ کا ہوا طلاق شرعی تالفظنہ آئندہ کبھی ہوگا یہ بالکل غلط ہے نہ اس کے قبل کوئی طلاق دی گئی تھی اور نہ اس کاغذ کے سوا کوئی اور طلاق نامہ لکھا گیا بس یہی مضمون جس کی نقل اوپر درج ہے لکھا گیا اور اس کی رجسٹری کرائی گئی اور صرف وہ لفظ جو رجسٹرار کے جواب میں کہے گئے زبان سے ادا کئے گئے اس صورت میں زید کی بیوی پر طلاق پڑی یا نہیں ؟

(جواب ۵۶) اگر واقعہ یہ ہے جو سوال میں مذکور ہے تو طلاق کے کاغذ میں جو کچھ لکھا ہے وہ وقت تحریر سے چھ ماہ پیشتر کی ایک خبر ہے بوقت تحریر انشائے طلاق کے الفاظ نہیں ہیں اور خبر بھی حسب بیان سائل جھوٹی ہے جو دیانۃً موجب وقوع طلاق نہیں ہوئی اس لئے جہاں تک کاغذ اور اس کی تحریر کا تعلق ہے اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ جھوٹ اور خلاف واقعہ ہے تو دیانۃً طلاق نہیں ہوئی اب اس کے بعد جب رجسٹرار نے پوچھا کہ تم نے طلاق دیدی ہے اور اس کے جواب میں زید نے کہا کہ ہاں دے ہی دی یہ سوال اور جواب بھی ماضی سے متعلق ہے رجسٹرار کے سوال میں لفظ "دیدی ہے" میں لفظ "ہے" اس کی دلیل ہے اور جواب میں لفظ "ہی" جو دیدی کے درمیان آگیا ہے وہ بھی اسی کی دلیل ہے کہ زمانہ گزشتہ میں دیدینے کا ذکر ہے اس وقت انشائے طلاق مقصود نہیں اور چونکہ یہ جواب بھی جھوٹی خبر ہے اس لئے اس کا حکم بھی یہی ہے کہ اس سے طلاق نہیں ہوئی لہذا یہ کاغذ اور سوال و جواب کوئی بھی دیانۃً وقوع طلاق کا حکم دینے کے لئے کافی نہیں ہیں(۱)

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی ۱۴ اپریل ۱۹۳۱ء

سادے اسٹامپ کاغذ پر شوہر نے دستخط کیا' اور اس کے علم کے بغیر اس کی بیوی کے لئے طلاق نامہ لکھوا کر بھیج دیا گیا' تو طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال) ایک شخص نے شادی کی ہے مگر چند وجوہات کی بناء پر اس نے سفید اسٹامپ کاغذ برائے طلاق خرید کیا اور اسی سادہ اسٹامپ کاغذ پر جو کہ طلاق کی نیت سے خرید اتھا دستخط کر کے اپنے رفقاء کے حوالہ کیا اور منہ سے کچھ نہ بولا اس کے بعد اس کے رفقاء نے اس کو عرضی نویس سے پر کرالیا اور اس کی غیر

---

(۱) ولو اکرہ علی ان یقربا لطلاق فاقر لا یقع کما لواقرھا ز لا او کاذبا کذا فی الخانیة من الاکراہ ومرادہ بعدم الوقوع فی المشبہ بہ عدمہ دیانة لما فی فتح القدیر ولو اقربا لطلاق وھو کاذب وقع فی القضاء و صرح فی البزازیة بان لہ فی الدیانة (مساکھا اذا قال اردت بہ الخبر عن الماضی کذبا وان لم یرد بہ الخبر عن الماضی اوا رادبہ الکذب اوا لھزل وقع قضاء و دیانة (البحر الرائق' کتاب الطلاق ۳/۲٦٤ ط دار المعرفة بیروت) وقال فی الرد ولو اقر بالطلاق کاذبا اوھاز لا وقع قضاء و لا دیانة (ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق ۳/۲۳٦ ط سعید کراتشی)

موجودگی میں اس کاغذ پر گواہوں کی شہادتیں وغیرہ تحریر کرائی گئیں اس کے بعد ان رفقاء نے یہ اسٹامپ اس کی بیوی کو بھیج دیا اور شخص مذکور کو یہ تحریر مذکور نہ سنائی گئی اور نہ ہی اس کے روبرو وہ تحریر لکھی گئی اور نہ اس نے پڑھی نہ اس نے منہ سے کچھ کہا تھا جب وہ طلاق نامہ اس کی بیوی کو ملا تو چند آدمیوں نے شخص مذکور سے پوچھا کہ کیا تو نے طلاق دیدی ہے تو وہ "ہاں" میں جواب دیتا رہا یعنی کہ اس نے طلاق دیدی ہے مگر اس اسٹامپ پیپر کی رو سے جواب دیا گیا کوئی نئی طلاق کی نیت نہیں تھی آیا اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں اور ہو گئی تو ایک یا تین ؟

المستفتی نمبر ۲۹۱ محمد حسین صاحب (گوجرانوالہ) ۸ صفر ۱۳۵۳ھ ۲۳ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۷) سادہ اسٹامپ کاغذ پر دستخط کرنے سے کوئی طلاق نہیں پڑی اگرچہ دستخط کرنے کے بعد لوگوں نے اس پر طلاق لکھوالی(۱) ہاں لوگوں کے سوالات کے جواب میں اس کے یہ کہنے سے کہ طلاق دیدی ہے اقرار طلاق ثابت ہوتا ہے اور اس اقرار سے اگرچہ متعدد بار کیا گیا ہو ایک ہی طلاق ثابت ہو گی (۲) بشرطیکہ سوال میں کسی خاص قسم کی طلاق (مثلاً بائن یا مغلظہ) کا ذکر نہ ہو محض یہ دریافت کیا گیا ہو کہ کیا تم نے طلاق دیدی ہے ؟ یہ اقرار اگرچہ اس خیال پر کیا گیا ہو کہ اسٹامپ میں طلاق لکھی گئی ہے جب بھی یہ حکم بالطلاق کے لئے کافی ہے بہر حال اگر طلاق مغلظہ کا اقرار نہیں ہوا ہے تو یہ شخص اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے(۳)

محمد کفایت اللہ

جب تک طلاق کا تلفظ زبان سے نہیں کیا، محض خیال پیدا ہونے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال) ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہے اس کی عمر اس وقت سترہ سال کی ہے لیکن اس نے طلاق کسی کے سامنے نہیں دی اور نہ بیوی کو مکمل یقین ہوتا ہے کہ واقعی مکمل طلاق دی جا چکی ہے مگر اس نے اپنے دل میں مکمل ارادہ کر لیا ہے کہ طلاق دی جا چکی ہے اور بعد ازاں جو کوئی بھی اس سے پوچھتا ہے

---

(۱) وان لم یقرانہ کتابہ ولم تقم بینۃ لکنہ وصف الامر علی وجھہ لا تطلق قضاء ولا دیانۃ وکذا کل کتاب لم یکتبہ بخطہ ولم یملہ بنفسہ لا یقع الطلاق مالم یقرانہ کتابہ (ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' مطلب فی الطلاق بالکتابۃ ۳/۲۴۷ ط سعید کراتشی)

(۲) ولو اقربا لطلاق کاذبا او ھازلا وقع قضاء لا دیانۃ (ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق ۳/۲۳۶ ط سعید)
وقال فی البحر : و مرادہ بعدم الوقوع فی المشبہ بہ عدمہ دیانۃ لما فی فتح القدیر ولو اقربا لطلاق وھو کاذب وقع فی القضاء و صرح فی البزازیۃ بان لہ فی الدیانۃ امساکھا اذا قال اردت بہ الخبر عن الماضی کذبا وان لم یرد بہ الخبر عن الماضی او اراد الکذب او الھزل وقع قضاء و دیانۃ (البحر الرائق کتاب الطلاق ۳/۲۶۴ ط دار المعرفۃ بیروت)

(۳) اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فلہ ان یتزوجھا فی العدۃ و بعد انقضائھا- (الفتاوی الھندیۃ' کتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعۃ' فصل فیما تحل بہ المطلقۃ وما یتصل بہ ۱/۴۷۳ ط ماجدیہ کوئٹہ)

اسے یہی جواب دیتا ہے کہ طلاق دی جاچکی ہے مہر ادا کیا نہیں ہے عرصہ تین سال کے بعد وہ عورت اس کے گھر آجاتی ہے اور وہ پھر اس سے مباشرت کر بیٹھتا ہے اور اس کے مکمل ایک سال بعد یعنی بارہ ماہ بعد اسکے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوتی ہے جو کہ بہت گوری چٹی ہوتی ہے حالانکہ ان دونوں افراد میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے اس اثناء میں جب کہ اسے طلاق دینے کا وقت تھا وہ خاوند کا گھر چھوڑ کر اپنے گھر چلی جاتی ہے میلے وغیرہ جو کہ دیہات کے ہوتے ہیں خوب حصہ لیتی ہے اور بارہا اسے منع کیا گیا منع نہیں ہوئی اس کی عمر تقریباً بیس سال ہے زیادہ فاحشہ نہیں معلوم دیتی واللہ اعلم طلاق کسی خاص طریقہ سے نہیں دی جاتی ہے محض دلی مصمم ارادہ ہوتا ہے اور جب کبھی دل سے آواز آتی ہے طلاق کی ہی آتی ہے اللہ کے خوف سے رجوع ہونا چاہتا ہے ورنہ طبعیت قطعی نہیں چاہتی کیا طلاق ہو چکی حالانکہ ایک دو تین جس طرح طلاق کا طریقہ ہے نہیں دی گئی اور ویسے جب کسی نے پوچھا اس نے طلاق کہا۔

المستفتی نمبر ۱۸۷۱ دین محمد کلرک سینٹرل کوآپریٹو بینک

۱۵ رجب ۱۳۵۶ھ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۸) طلاق محض دل کے ارادے سے نہیں ہوتی زبان سے طلاق کے الفاظ ادا کئے جائیں تو طلاق پڑتی ہے پس اگر شخص مذکور نے زبان سے طلاق نہیں دی ہے تو طلاق نہیں ہوئی(۱) اور لوگوں کے سامنے یہ اقرار کرنا کہ طلاق ہو چکی ہے دیانۃً وقوع طلاق کے لئے کافی نہیں ہے کیونکہ یہ اقرار خلاف واقع ہے اور اس صورت میں بچہ انہیں زوجین کا بچہ قرار پائے گا رنگ کے اختلاف کا کوئی اثر نہیں ہے پس اس صورت میں کہ طلاق زبان سے نہیں دی گئی ہو میاں بیوی میں اخبار یا اقرار خلاف واقع سے طلاق نہیں ہوئی ہے یہ حکم فیمابینہ وبین اللہ ہے قاضی اقرار پر طلاق کا حکم کر دیتا ہے۔(۲) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

بیوی کو طلاقن کہہ کر خطاب کرنے سے طلاق واقع ہو گی یا نہیں ؟

(سوال) ہم پنچان یعنی شیخ حافظ عبدالحیٔ صاحب و شیخ خادم حسین صاحب و شیخ نھتو صاحب و شیخ عبدالعزیز صاحب ساکنان شہر الہ آباد و معتبر بخش چودھری صاحب بائیس کراری و منگو صاحب ساکن جبنھاپور و شیخ

---

(۱) عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ ان الله عزو جل تجاوز لامتی عما حدثت به انفسها مالم تعمل او تتکلم به " (رواه مسلم فی صحیحه کتاب الایمان' باب تجاوز الله تعالیٰ عن حدیث النفس ۱/ ۷۸ ط مکتبه قدیمی کراتشی)وقال فی الرد (قوله ورکنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة علی معنی الطلاق من صریح او کنایة – واراداللفظ ولو حکما لیدخل الکتابة المستبینة واشارة الاخرس – وبه ظهران من تشاجر مع زوجته واعطاها ثلاثة احجار ینوی الطلاق ولم یذکر لفظا لا صریحا ولا کنایة لا یقع علیه کما افتی به الخیر الرملی وغیره (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق ۳/ ۲۳۰ ط سعید کراتشی)

(۲) ولو اقربا لطلاق کاذبا او هاز لا وقع قضاء لا دیانة (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق ۳/ ۲۳۶ ط سعید کراتشی)

گجو صاحب و شیخ بابو صاحب و شیخ عید و صاحب و شیخ مولا بخش صاحب و شیخ رمضان علی صاحب و شیخ الہ دین صاحب ساکنان قصبا و معتبر بخش صاحب ساکن چوراد یہہ و شیخ ولی محمد صاحب کراری کے روبرو زید کا اپنی زوجہ کے طلاق دینے کا معاملہ پیش ہوا تو پنچان نے زید اور اس کی زوجہ کا بیان حلفی لیا۔

(۱) بیان زید کی زوجہ کا۔ میں اپنے حلف و ایمان سے کہتی ہوں کہ یہ مجھ کو بغرض بلانے کے آئے اور مجھ سے کہا میں نے بوجہ اپنی ماں اور بھائی کی علالت کے جانے سے انکار کیا اس پر انہوں نے میری ماں کے روبرو مجھ کو طلاق ثلاثہ دیا بوقفہ ایک ایک کر کے اور ایک طمانچہ مار کر کہا کہ اب جاتا ہوں کبھی نہ لے جاؤں گا اور تیرے ہاتھ کا کھانا کھاؤں تو سؤر کھاؤں۔

(۲) بیان زید - اپنے حلف و ایمان سے کہتا ہوں کہ میرے اور میری زوجہ کے درمیان میں بحث ضرور ہوئی مگر میں نے طلاق نہیں دیا - طلاقن ضرور کہا۔

(۳) شہادت بیان زوجہ کی ماں کا - میں اپنے حلف و ایمان سے کہتی ہوں کہ میرے روبرو زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دیا ان دونوں کے بیان و شہادت کے گوش گزار ہونے پر پنچان غور کر رہے تھے کہ زید کی ماں بھی ساتھ زید کے آئی تھی پنچان سے عرض کیا کہ میں کہتی ہوں کہ میرا لڑکا ہی جھوٹا ہے اور بیوی بچی ہے پنچان ان کی غلطیوں کو معاف کریں اگر پھر ان کے درمیان کوئی شکایت واقع ہوئی تو میں خود آکر طلاق دلوا دوں گی لہذا آپ کی خدمت بابرکت میں التماس ہے کہ اس معاملہ میں شرعاً طلاق ہوا یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۶۰۴ کریم بخش صاحب (الہ آباد)

۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ م ۲۱ مئی ۱۹۴۰ء

(جواب ۵۹) اس سوال میں زید کا جو بیان لکھا ہے اور پنچوں کے دستخط ثبت ہیں اس میں زید کا اقرار موجود ہے کہ میں نے ہندہ کو طلاقن ضرور کہا اس اقرار سے ثابت ہو گیا کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دی اسی لئے اس کو طلاقن (یعنی طلاق دی ہوئی عورت) کہا ہے پس یہ اقرار حکم وقوع طلاق کے لئے کافی ہے (۱)

اگرچہ اس لفظ سے طلاق رجعی ثابت ہوتی ہے لیکن اس کے بعد مدت عدت میں رجوع نہ کیا تو یہی طلاق بائن ہو گئی (۲) اب اگر ہندہ زید کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنے پر راضی ہو تو زید کے ساتھ نکاح

---

(۱) ولو اقربا بالطلاق كاذبا اوهازلا وقع قضاء لا ديانة (هامش رد المحتار كتاب الطلاق ۳/ ۲۳۶ ط سعيد كراتشي)

(۲) فاذا انقضت العدة ولم يراجعها بانت منه (فقه السنة' كتاب الطلاق' حكم الطلاق الرجعي ۲/ ۲۷۴ ط دار الكتاب العربي بيروت لبنان) وقال في الهندية و تنقطع الرجعة ان حكم بخروجها من الحيضة الثالثة ان كانت حرة (الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس في الرجعة ۱/ ۴۷۱ ط ماجديه كوئته) وكذا في التنوير و تنقطع الرجعة اذا طهرت من الحيض الاخير يعم الامة لعشرة ايام مطلقا و ان لم تغتسل (تنوير الابصار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الرجعة ۳/ ۴۰۳ ط سعيد كراتشي)

ہو سکے گا(۱)اور راضی نہ ہو تو وہ خود مختار ہے جس شخص سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر نے اپنی والدہ سے کہا" اگر تم فلاں کام نہ کرو' تو میں اپنی زوجہ کو تین طلاق دے دوں گا' تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید نے حالت اشتعال میں اپنی والدہ سے کہا کہ "اگر تم فلاں کام نہ کرو تو میں اپنی زوجہ کو تین طلاق دے دوں گا" اس کی والدہ نے جب امر مذکورہ پر عمل نہ کیا تو زید نے انتہائی غضب کی حالت میں یہ سمجھتے ہوئے کہ میری شرط پوری نہیں ہوئی لہذا شرط کے مطابق اس پر طلاق پڑ گئی ہے اپنی زوجہ سے کہا کہ "تم پر تین طلاقیں پڑ گئی ہیں اور تم مجھ پر حرام ہو گئی ہو۔" اسکے بعد زید کی والدہ نے زید کی شرط کے مطابق مطلوبہ کام کر دیا کیا زید کی زوجہ مطلقہ قرار دی جا سکتی ہے ؟ اس واقعہ سے آٹھ روز پہلے زید کے دماغ پر ایک ضرب بھی لگی تھی جس کا اثر اس کے دماغ پر موجود تھا۔

المستفتی نمبر ۲۷۵۹ حافظ محمد شفیع خواجہ سیٹھی محلّہ خواجگان شہر بھیرہ ضلع شاہپور
۹ صفر ۱۳۶۲ھ م ۱۵ فروری ۱۹۴۳ء

(جواب ۶۰) زید کے دماغ پر چوٹ کا اثر ہو یا وہ صحیح الدماغ ہو دونوں صورتوں میں اس کی بیوی مطلقہ نہیں ہوئی کیونکہ تعلیق میں اس نے لفظ "دیدوں گا" استعمال کیا ہے جس کا اثر یہ نہیں ہے کہ شرط پوری ہونے پر خود طلاق پڑ جائے اور بعد میں اس نے یہ خبر دی ہے کہ "تم پر تین طلاقیں پڑ گئی ہیں اور تم مجھ پر حرام ہو گئی ہو" اور خبر سے کوئی طلاق نہیں پڑتی بلکہ انشاء سے پڑتی ہے(۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

میں اس کو طلاق دیتا ہوں کہنے سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

(سوال) زید بحالت غصہ دو شخصوں کو بلا کر اپنے مکان پر لے گیا اور اپنے چھوٹے بھائی سے یہ کہا کہ جاؤ والد صاحب کو بلاؤ جس وقت زید کے والد آئے تو اس نے اپنے والد سے کہا کہ میں اس کو طلاق دیتا ہوں

---

(۱) وان كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة و بعد انقضائها (الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس فى الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة و مايتصل به ۴۷۲/۱ ط ماجديه كوئٹه)
(۲) اذا مكن جعله اخبار اعن الاول -- فلا يقع لانه اخبار فلا ضرورة فى جعله انشاء بخلاف اينتك باخرى – لتعذر حمله على الاخبار فيجعل انشاء (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق' باب الكنايات ۳۰۹/۳ ط سعيد كراتشى) وقال فى الرد ' ومقتضاه ان يقع به هنا لانه انشاء لا اخبار كذافى الفتح ملخصا ' وقال فى النهر وقيد المسئلة فى المعراج بما اذا لم ينو انشاء الطلاق فان نوى وقع (هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب تفويض الطلاق ۳۱۹/۳ ط سعيد كراتشى)

کیونکہ یہ منہ زور ہے زید کے والد نے غصہ ہو کر کہا کہ اس طرح سے طلاق نہیں ہوتی ہے اور زید نے گواہوں سے یہ کہا کہ میں اس کو طلاق دیتا ہوں ایک طلاق دو طلاق تین طلاق اور پانچ سات منٹ کے بعد زید نے مکان کے اندر سے کچھ سامان نکال کر مسماۃ کو دیا اور کہا کہ اس مکان سے چلی جاؤ لیکن مسماۃ مکان چھوڑ کر نہیں گئی اور اب تک اسی مکان میں ہے۔

المستفتی ظہور الدین ولد جمال الدین مستری ساکن ریاست اندور - ۱۵ صفر ۱۳۵۰ھ

(جواب ۶۱) اگر زید اقرار کرے کہ اس نے لفظ "دیتا ہوں" اس نیت سے کہا تھا کہ میں نے طلاق دی تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظ پڑ گئی(۱) لیکن اگر وہ کہے کہ "طلاق دیتا ہوں" سے مراد یہ تھی کہ طلاق دینے کا ارادہ تھا تو طلاق نہ ہو گی۔(۲) فقط محمد کفایت اللہ غفر لہ' مدرسہ امینیہ' دہلی

شوہر نے ایک دو تین طلاق کہا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید جب اپنے گھر آیا تو دیکھا کہ زید کا باپ زید کی زوجہ کو برا بھلا کہہ رہا ہے اچانک زید کی زبان سے "ایک دو تین طلاق دیے" نکل گیا فقط اتنا ہی بولا بدون اضافت اور خطاب کے نہ زوجہ کو دیکھا ہے نہ زوجہ کی طرف خطاب کیا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۱۲۷ مولوی حمد اللہ (ضلع نوا کھالی)

۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۲) اگر لفظ "دیے" خبر کا لفظ ہے انشاء کی جگہ استعمال نہیں ہوتا اور لفظ "دیلم" انشاء کی جگہ استعمال ہوتا ہے تو لفظ "دیے" کہنے سے اس وقت طلاق نہیں پڑتی مگر اقرار بالطلاق ثابت ہوتا ہے اور یہ اقرار کاذب ہوگا کیونکہ پہلے طلاق دی نہیں ہے اور اقرار کاذبا سے عنداللہ طلاق نہیں پڑتی لیکن قضاءً اس کا قول مانا نہیں جائے گا اور قاضی تفریق کا حکم کر دے گا۔ لو اراد به الخبر عن الماضی کذباً لا یقع دیانةً (انتہٰی شامی)(۳) وفی موضع اٰخر ولو اقر بالطلاق کاذبا او هازلا وقع قضاءً لادیانةً

---

(۱) صورت مسئولہ میں زید نے جو جملہ کہا کہ "میں اس کو طلاق دیتا ہوں" یہ حال کے صیغہ ہے' اور صیغہ حال سے طلاق واقع ہو جاتی ہے جیسا کہ ردالمحتار میں ہے: لان المضارع حقیقة فی الحال مجاز الا ستقبال کما هو احد المذاهب و قیل بالقلب وقیل مشترك بینهما و علی الاشتراك یرجع هنا ارادة الحال بقرینة کونها اخبارا عن امر قائم فی الحال (هامش رد المحتار کتاب الطلاق باب تفویض الطلاق ۳/۳۱۹ سعید کراتشی)

(۲) لما فی الدر المختار : بخلاف قوله طلقی نفسك فقالت انا طالق او انا اطلق نفسی لم یقع لانه وعد جوهرة' مالم یتعارف او تنو الانشاء فتح (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب تفویض الطلاق' ۳/۳۱۹ ط سعید کراتشی) اگر زید یہ کہتا کہ "طلاق دوں گا" تو وہ صریح استقبال ہے اور وعدہ ہے' اور وعدوں سے طلاق نہیں ہوتی لیکن صورت مذکورہ میں اس نے "دیتا ہوں" کہا ہے جو بظاہر حال ہے اور صیغہ حال سے طلاق واقع ہوتی ہے جیسا کہ شامیہ ص ۳۱۹ ج ۳ میں مذکور ہے لان المضارع حقیقة فی الحال الخ اگرچہ اس صیغہ میں یہ احتمال ہے کہ آئندہ دیدوں گا مگر یہ احتمال خلاف ظاہر ہے' اسی احتمال کی بناء پر حضرت مفتی اعظمؒ نے یہ کہا ہے کہ اگر وہ کہے کہ "طلاق دیتا ہوں" سے مراد یہ تھی کہ طلاق دینے کا ارادہ تھا تو طلاق نہ ہو گی' البتہ احتیاط اسی میں ہے کہ "دیتا ہوں" کو حال کے معنی میں لے کر وقوع طلاق کا حکم دیا جائے فقط

(۳) هامش رد المحتار' کتاب الطلاق ۳/۲۳۸ ط سعید کراتشی

(انتہی - شامی ص ۴۸٦ جلد ۲)(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل ہشتم
مطلقہ کا حق میراث

مرض الموت میں شوہر نے طلاق دیدی' توبیوی کو میراث ملے گی یا نہیں ؟

(سوال) زید نے اپنے مرض الموت (دق وسل) میں نکاح کیا اور تین ماہ بعد اس نے اپنی منکوحہ کو تحریری طلاق اپنے مرنے کے ۲۴ گھنٹے قبل دی جو کہ زوجہ تک نہ پہنچی دریافت طلب امر یہ ہے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟ اور زوجہ مطلقہ کو ترکہ ملے گا یا نہیں ؟

(جواب ٦۳) اگر زوجین کے درمیان وطی یا خلوت کا اتفاق ہو چکا ہے تو بیوی کو حصہ میراث ملے گا کیونکہ خاوند کا انتقال عدت کے اندر ہو گیا (۲) لیکن اگر وطی یا خلوت کی نوبت نہیں آئی تھی تو عورت کو میراث نہ ملے گی (۳) یہ حکم اس وقت ہے کہ زوج نے تحریری طلاق اپنی خوشی سے بغیر جبر واکراہ بطور تنجیز کے دی ہو یعنی وقوع طلاق' عورت تک خبر طلاق یا تحریر پہنچنے پر معلق نہ ہو (۴) اور تحریر کے

---

(۱) هامش رد المحتار' كتاب الطلاق ۳/ ۲۳٦ ط سعيد كراتشي

(۲) رجل طلق امرأته رجعيا و هي في العدة ورثت كان الطلاق في الصحة او في المرض (الفتاوى الخانية على هامش الهندية كتاب الطلاق باب العدة فصل في المعتدة التي ترث ۱/۵۵۵ ط ماجديه كوئته) وقال في الهندية : قال الخجندي الرجل اذا طلق امرأته طلاقا رجعيا في حال الصحة او في حال مرضه برضاها او بغير رضاها ثم مات وهي في العدة فانهما يتوارثان بالاجماع (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الخامس في طلاق المريض ۱/ ٤٦۲ ط ماجديه كوئته)

(۳) اسلامی شریعت کا قانون یہ ہے کہ جس عورت کو اس کے شوہر نے جماع یا خلوت صحیح سے پہلے طلاق دیدی ہے تو ایسی عورت غیر المدخول بہا ہے اور غیر المدخول بہا عورت پر عدت گزارنا لازم وضروری نہیں ہے' وہ آزاد ہے شوہر سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہا' وہ فوراً دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے اور جب اس عورت کا شوہر سے کوئی تعلق نہیں رہا اور اس پر عدت گزارنا لازم وضروری نہیں تو وہ شوہر کی وارث بھی نہیں بنے گی کما قال الله تبارك و تعالىٰ : يا ايها الذين آمنو اذا نكحتم المؤمنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لكم عليهن من عدة تعتدو نها (سورة الاحزاب' رقم الاية ٤٩)

(٤) كتب الطلاق ان مستبينا على نحو لوح وقع ان نوى و قيل مطلقا ولو على نحو الماء فلا مطلقا ولو كتب على وجه الرسالة والخطاب كان يكتب يا فلا نة اذا اتاك كتابي هذا فانت طالق طلقت بوصول الكتاب جوهرة (درمختار) وقال في الرد : ثم المرسومة لاتخلوا ما ان ارسل الطلاق بان كتب اما بعد' فانت طالق فكما كتب هذا يقع الطلاق و تلزمه العدة من وقت الكتابة وان علق طلاقهابمجي الكتاب بان كتب اذا جاء ك كتابي فانت طالق فجاء ها الكتاب فقرأته او لم تقرأ يقع الطلاق كذا في الخلاصة (هامش رد المحتار مع الدرالمختار' كتاب الطلاق مطلب في الطلاق بالكتابة ۳/ ۲٤٦ ط سعيد كراتشي)

وقت اس کے ہوش وحواس بھی درست ہوں(۱)

فصل نہم
حاملہ کی طلاق

حالت حمل میں بیوی پر طلاق واقع ہو جاتی ہے

(سوال) زید نے اپنی عورت کو لڑائی جھگڑے اور غصہ کی حالت میں طلاق دیدی اس کے بعد پھر رجوع کر لیا زید کہتا ہے کہ عورت پر بحالت حمل طلاق نہیں پڑتی میں نے تو تنبیہاً ایسا کیا تھا۔

(جواب ٦٤) طلاق تو حاملہ پر بھی پڑ جاتی ہے(۲) اور بہر صورت خواہ مذاقاً تنبیہاً یا ایقاعاً کہی جائے واقع ہو جاتی ہے پس اگر شخص مذکور نے ایسی طلاق دی تھی جس میں رجعت ہو سکتی ہے تو اس کا رجوع کرنا صحیح ہے(۳) اور اگر طلاق بائن یا مغلظہ دی تھی تو رجوع کرنا ناجائز اور حرام ہے بائن میں نکاح جدید کر کے رجوع ہو سکتا ہے(۴) اور مغلظ میں بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا(۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

حالت حمل میں طلاق دینے کے بعد بیوی کا نان نفقہ اور بچوں کی پرورش کا حکم

(سوال) ایام حمل میں زوجہ پر طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ اگر ہو سکتی ہے تو نان نفقہ ایام حمل کا دینا ہو گا یا نہیں بصورت طلاق کس عمر تک کے لڑکے اور کس عمر تک کی لڑکیاں خاوند کو ملیں گی اور کس عمر تک کی زوجہ کو ملیں گی ؟ المستفتی نمبر ۸۸ عبدالقادر خاں - موری دروازہ دہلی

۷ رجب ۱۳۵۲ھ م ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ٦٥) ایام حمل میں بھی طلاق واقع ہو سکتی ہے(۶) حاملہ کی عدت وضع حمل ہے

---

(۱) لا یقع طلاق المولی علی امرأۃ عبدہ والمجنون والصبی والمعتوہ والمبرسم (الدر المختار مع ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ۲۴۳/۳ ط سعید کراتشی)

(۲) و طلاق الحامل یجوز عقیب الجماع (الھدایۃ کتاب الطلاق باب طلاق السنۃ ۳۵٦/۲ ط شرکۃ علمیہ ملتان)

(۳) واذا طلق الرجل امرأتہ تطلیقۃ رجعیۃ او تطلیقتین فلہ ان یراجعھا فی عدتھا (الھدایۃ کتاب الطلاق باب الرجعۃ ۳۹٤/۲)

(٤) اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فلہ ان یتزوجھا فی العدۃ و بعد انقضائھا (الفتاوی الھندیۃ کتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعۃ' فصل فی ما تحل بہ المطلقۃ وما یتصل بہ ٤۷۳/۱ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۵) لا ینکح مطلقۃ من نکاح صحیح نافذ - بھا ای بالثلاث لوحرۃ و ثنتین لوامۃ حتی یطأ ھا غیرہ ولو مرا ھقا یجامع مثلہ بنکاح (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الرجعۃ ٤۰۹/۳ ط سعید کراتشی)

(٦) وطلاق الحامل یجوز عقیب الجماع (الھدایۃ کتاب الطلاق باب طلاق السنۃ ۳۵٦/۲ ط شرکۃ علمیہ ملتان)

(۱) وضع حمل تک کا نفقہ بھی دینا ہوگا (۲) جدائی ہو جانے کے بعد سات سال یا اس سے زیادہ عمر کے لڑکے اور نابالغہ لڑکیاں والد لے سکتا ہے (۳) اور سات سال سے کم عمر کے لڑکے اور نابالغہ لڑکیاں والدہ کی پرورش میں رہیں گی (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حمل کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) ایک شخص نے اپنی عورت کو حمل کی صورت میں طلاق دیدی ہے تو یہ طلاق ہو گئی یا نہیں اور اب وہ عورت میکے میں بیٹھی ہے اور بعد وضع حمل تین برس سے میکے میں ہے اور مرد پر کیا کفارہ ہے اور طلاق ہو گئی ہے تو بغیر حلالہ کے نکاح پڑھا سکتے ہیں ؟

---

(۱) قال الله تعالٰی واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن (الطلاق : ٤) وقال فی الهندیة وعدة الحامل ان تضع حملها کذافی الکافی سواء کانت حاملا وقت وجوب العدة او حبلت بعد الوجوب کذا فی فتاوٰی قاضی خان (الفتاوٰی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الثالث عشر فی العدة ۱/ ۵۲۸ ط ماجدیه کوئٹه)

(۲) قال الله تعالٰی وان کن اولات حمل فانفقوا علیهن حتی یضعن حملهن (الطلاق : ٦) وقال فی الهندیة والمعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسکنی کان الطلاق رجعیا او بائنا او ثلاثا حاملا کانت المرأة او لم تکن کذافی فتاوٰی قاضی خان (الهندیة کتاب الطلاق الباب السابع عشر فی النفقات' الفصل الثالث فی نفقة المعتدة ۱/ ۵۵۷ ماجدیه کوئٹه)

(۳) والام والجدة احق بالغلام حتی یأکل – و فی الجامع الصغیر حتی یستغنی فیأکل وحده و یشرب وحده – والخصاف قدر الاستغناء بسبع سنین اعتبار اللغالب (الهدایة کتاب الطلاق باب حضانة الولد ومن احق به ۲/ ٤۳۵ ط شرکة علمیه ملتان) وقال فی الدر : والحاضنة اما او غیر ها احق به ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع و به یفتی لانه الغالب (الدر المختار) وقال فی الرد : (قوله قدر بسبع) هو قریب من الاول بل عینه لانه حینئذٍ یستنجی وحده ألا تری إلی ما یروی عنه صلی الله علیه وسلم انه قال : "مروا صبیانکم اذابلغوا سبعا " والا مر بما لا یکون إلا بعدالقدرة علی الطهارة (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب الحضانة ۳/ ۵٦٦ ط سعید کراتشی)

(٤) والام والجدة احق بالجاریة حتی تحیض لان بعدالا ستغناء تحتاج إلی معرفة آداب النساء والمرأة علی ذلك اقدرو بعد البلوغ تحتاج إلی التحصین والحفظ والا ب فیه اقوی (الهدایة کتاب الطلاق باب حضانة الولد ومن احق به ۲/ ٤۳۵ ط شرکة علمیه ملتان) وقال فی الدر : والام والجدة احق بها بالصغیرة حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایة (الدر المختارمع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق باب الحضانة ۳/ ۵٦٦ ط سعید کراتشی) حضرت مفتی اعظمؒ نے ظاہر الروایۃ کے مطابق یہ کہا ہے کہ نابالغ لڑکیاں بلوغ تک والدہ کی پرورش میں رہیں گی جیسا کہ ھدایہ اور در مختار کی عبارات سے واضح ہے لیکن مفتی بہ قول یہ ہے کہ بچی کی عمر نو سال ہونے تک ان کی پرورش کا حق والدہ کو حاصل ہے اور اس کے بعد بچی کو اس کا والد لے لے گا کما قال فی الدر : وغیرهما احق بها حتی تشتهی وقدر بتسع وبه یفتی و بنت احدی عشرة مشتهاة اتفاقا زیلعی و عن محمد ان الحکم فی الام والجدة کذلك و به یفتی لکثرة الفساد (درمختار) و قال فی الرد : (قوله وبه یفتی) قال فی البحر بعد نقل تصحیحه والحاصل ان الفتوٰی علی خلاف ظاهر الروایة (هامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الطلاق' باب الحضانة ۳/ ۵٦۷ ط سعید کراتشی)

المستفتی نمبر ۱۸۲۹ شاہ محمد صاحب' موضع پسرام پور - ضلع اعظم گڑھ
۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ م ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ٦٦) حمل کی حالت میں طلاق دینے سے طلاق ہو جاتی ہے(۱) جس قسم کی ہوگی وہی پڑے گی اگر تین طلاقیں دی ہیں تو بغیر حلالہ کے نکاح نہیں ہو سکتا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

فصل دہم
طلاق کے متعلق عورت کا اخبار

بیوی طلاق اور عدت گزارنے کا دعوی کرتی ہے' تو کیا وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) ایک عورت نے یہ دعوی کیا کہ مجھے میرے خاوند نے طلاق دیدی ہے اور میری عدت بھی گزر چکی ہے اور میں اب نکاح کرنا چاہتی ہوں چند آدمیوں نے اس کو قسم دی اس نے قسم بھی کھالی اس بناء پر ایک شخص نے اس سے نکاح کر لیا بعد ایک ماہ کے اس کا پہلا خاوند ظاہر ہو گیا اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ نکاح خواں اور گواہان اور دیگر حاضرین مجلس پر شرعاً کوئی تعزیر ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا

(جواب ٦٧) صورت مسئولہ میں جس شخص نے اس عورت سے نکاح کیا ہے خود اس پر اور دیگر حاضرین کسی پر گناہ نہیں ہاں جب کہ اس کا خاوند ظاہر ہو گیا تو یہ اسکا نکاح باطل ہو گیا (۳) لو قالت امرأة لرجل طلقنی زوجی وانقضت عدتی لا بأس ان ینکحها (درمختار) (٤)

تین طلاق کے بعد شوہر کا انتقال ہو گیا' اور بیوی تین طلاق کا انکار کرتی ہے' تو کیا کیا جائے گا ؟

(سوال) عرصہ ہوا کہ زید نے اپنی منکوحہ کو بحالت صحت نفس و ثبات عقل و ہوش بحالت غصہ تین

---

(۱) و طلاق الحامل یجوز عقیب الجماع (الهدایة کتاب الطلاق' باب طلاق السنة ۲/ ۳۵٦ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان)

(۲) قال الله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره (البقرة ۲۳۰) عن عائشةؓ ان رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبی ﷺ أتحل للاول قال لا حتی یذوق عسیلتها کما ذاق الاول (رواه البخاری فی الجامع الصحیح' کتاب الطلاق' باب من اجاز الطلاق الثلاث ۲ / ۷۹۱ ط قدیمی کراتشی) وقال فی الهندیة وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة و ثنتین فی الأمة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا و یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها کذا فی الهدایة الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق الباب السادس فی الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة و ما یتصل به ۱/ ٤۷۳ ماجدیه کوئٹه)

(۳) (قوله فان ظهر قبله) قال ثم بعد رقمه رأیت المرحوم ابا سعود نقله عن الشیخ شاهین و نقل ان زوجة له والاولاد للثانی (هامش رد المحتار کتاب المفقود ٤/ ۲۹۷ ط' سعید کراتشی)

(٤) الدر المختار هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العدة ۳/ ۵۲۹ ط سعید کراتشی۔

طلاق ایک مجلس میں دی تھیں اس کے گواہ زید کا بڑا بھائی بھتیجی بڑے بھائی کا داماد اور بہت سے رشتہ دار اور عورتیں ہیں اور تمام قصبہ میں اس کی شہرت ہے اب زید کے انتقال کے بعد منکوحہ مطلقہ زید اپنی کسی غرض سے انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ زید نے مجھ کو طلاق نہیں دی صورت بالا میں اگر طلاق واقع ہو گئی تو عدت طلاق کا نان نفقہ شوہر پر واجب ہے یا نہیں ؟

(۲) شخص مذکور نے طلاق دینے اور عدت گزرنے کے بعد اگر یہ طریق عمل اختیار کیا ہو کہ مطلقہ سے تعلقات زوجیت تو منقطع کر دیئے اور کوئی واسطہ نہ رکھا لیکن مطلقہ کی امداد اور کچھ اپنی سہولت کے پیش نظر ضروری مصارف کا متکفل ہو گیا اس کو مکان میں رکھا اس سے اپنا کھانا پکواتا رہا-اس سے طلاق پر کوئی اثر پڑا یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۶۹ متولی سعید جھنجھانہ ضلع مظفر نگر

۲۵ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۸) اگر زید نے منکوحہ کو تین طلاقیں دیدی تھیں تو تینوں طلاقیں پڑ گئیں(۱) طلاق کی شہادت جب کہ گواہ معتبر اور عادل ہوں مقبول ہو گی(۲) عدت واجب ہو گی اور عدت کا نفقہ زوج کے ذمہ ہو گا(۳)

(۲) اس واقعہ سے طلاق پر کوئی اثر نہ پڑے گا- محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل یازدھم
انشاء اللہ کہہ کر طلاق دینا

لفظ ''انشاء اللہ'' کے ساتھ دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال) ایک شخص کی بیوی اور والدہ کے مابین تکرار ہوئی شخص مذکور جب مکان پر آیا تو والدہ نے اس سے شکایت کی اس نے اپنی والدہ سے مخاطب ہو کر کہا انشاء اللہ تین طلاق دیتا ہوں مگر اس کی نیت صرف طلاق رجعی دینے کی تھی اور یہ الفاظ بیوی کی عدم موجودگی میں زبان سے ادا کئے-

المستفتی نمبر ۳۵۸ عبدالغنی (سوجت مارواڑ) ۷ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۳۰ جون ۱۹۳۴ء

---

(۱) والبدعی ثلاث متفرقة او ثنتان بمرةاو مرتین فی طهر واحد لا رجعة فیه او واحدة فی طهر وطئت فیه (درمختار) وقال فی الرد (قوله ثلاثة متفرقة) وکذا بکلمة واحدة بالاولی – وذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعد هم من ائمة المسلمین إلی انه یقع ثلاث (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق ۲۳۲/۳ ط سعید کراتشی)

(۲) و نصابها لغیر ها من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیره کنکاح ووکالة ووصیة واستهلال صبی ولو للارث رجلان اور رجل وامرأتان ولا یفرق بینهما لقوله تعالیٰ "فتذکر احداهما الاخری" (الدر المختار مع هامش ردالمحتار' کتاب الشهادات ۴۶۵/۵ ط سعید کراتشی)

(۳) اذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسکنی فی عدتها رجعیا کان او بائنا (الهدایة کتاب الطلاق باب النفقة ۴۴۳/۲ ط شرکة علمیه ملتان)

(جواب ۶۹) سوال میں الفاظ "انشاء اللہ تین طلاق دیتا ہوں" مذکور ہیں لفظ انشاء اللہ کے ساتھ جو طلاق دی جائے وہ واقع نہیں ہوتی(۱)لہذا اس کی بیوی پر کوئی طلاق نہیں پڑی۔ محمد کفایت اللہ

فصل دوازدہم
شہادت طلاق

شوہر طلاق کا انکار کرتا ہے، مگر گواہ نہیں، تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید کی لڑکی کو محمود ہمیشہ مار پیٹ کیا کرتا تھا ایک روز زید اپنی لڑکی کو بلانے گیا اس روز بھی اتفاق سے وہ اپنی بیوی کو مار چکا تھا اس نے زید سے کہا کہ تم اپنی لڑکی کو لے جاؤ میں نے اس کو طلاق دیدی ہے اب یہ میرے گھر پر نہ آئے اور پھر اپنی گھر والی کی طرف منہ کر کے کہا کہ اب تو اپنے باپ کے ساتھ جاتی ہے نکل جا میرے گھر پر اب تو نہ آئیو میں نے تجھ کو طلاق طلاق طلاق دی اور لڑکی کے منہ پر طمانچہ مار کر گھر سے نکل گیا زید اپنی لڑکی کو لیکر خاموشی سے چلا آیا اب محمود طلاق سے انکار کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ میں نے تو طلاق نہیں دی۔

المستفتی نمبر ۵۲۸ حاجی عبدالحکیم' باڑہ ہندوراؤ۔ دہلی

۸ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۰ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۰) اگر محمود نے طلاق دیدی ہے تو طلاق ہو گئی ہے(۲) لیکن اگر وہ طلاق دینے سے انکار کرتا ہے تو قاضی کے سامنے طلاق ثابت کرنے کے لئے شہادت کی ضرورت ہے(۳) اور دو گواہ نہ ہوں تو پھر محمود سے حلف لیا جائے گا اگر وہ حلف کرلے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے تو قاضی طلاق نہ ہونے کا فیصلہ کر دے گا(۴) لیکن اس فیصلہ سے عورت محمود کے لئے اگر وہ فی الحقیقت طلاق دے چکا ہے حلال نہ

---

(۱) اذا قال لا مرأته انت طالق ان شاء اللہ تعالیٰ متصلا لم یقع الطلاق لقولہ علیہ السلام : من حلف بطلاق او عتاق وقال ان شاء اللہ تعالیٰ متصلا بہ لاحنث علیہ (الهداية 'كتاب الطلاق' باب الايمان في الطلاق' فصل في الاستثناء ۳۸۹/۲ ط شركة علميه ملتان)

(۲) ویقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلا بالغا (الهندية كتاب الطلاق فصل ۳۵۸/۲ ط شركة علميه ملتان) وقال في الهندية : و يقع طلاق كل زوج اذا كان بالغا عاقلا سواء كان حرا او عبدا طائعا او مكرها كذا في الجوهرة النيرة (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الاول' فصل فيمن يقع طلاقه و فيمن لا يقع طلاقه ۳۵۳/۱ ط ماجديه كوئته)

(۳) ونصابها لغير هامن الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح و طلاق -رجلان - اورجل وامرأتان (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الشهادات ۴۶۵/۵ ط سعيد كراتشي)

(۴) و يسأل القاضي المدعى عليه عن الدعوى فيقول انه ادعى عليك كذا فما ذا تقول - فان اقر فيها اوانكر فبرهن المدعي قضى عليه بلا طلب المدعي والا يبرهن حلفه الحاكم بعد طلبه اذ لا بدمن طلب اليمين في جميع الدعاوى الا عند الثاني - (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الدعوى ۵۴۷/۵ ط سعيد كراتشي)

ہو گی اور مدۃ العمر وہ حرام کاری میں مبتلا رہے گا۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کئی دفعہ طلاق دے چکا ہے، مگر گواہوں نے انکار کیا' تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) ایک آدمی نے اپنی عورت کو طلاق دیا دو آدمیوں کے سامنے بعد کو دونوں آدمیوں سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے انکار کیا دوبارہ پھر طلاق دیا تب عورت دوسرے مکان میں چلی گئی اور تین روز تک وہاں مقیم رہی اور عورت کو زبردستی اپنے مکان میں لے گئے مرد بالکل جاہل اور بد چلن ہے اب لوگوں سے دریافت کیا جاتا ہے تو وہ انکار کرتے ہیں لڑکی بہت نیک چلن ہے اسی کا بیان ہے کوئی گواہ نہیں کہتا عورت یہ کہتی ہے کہ اگر مجھ کو خاوند کے یہاں روانہ کریں گے تو میں جان دیدوں گی۔

المستفتی نمبر ۷۷۹ محمد رفیع صاحب سوداگر چرم (ضلع میدنی پور) یکم ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ م ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء۔

(جواب ۷۱) اگر فی الحقیقت طلاق دی ہے تو طلاق پڑ گئی(۱) عورت کو اس کے پاس نہیں بھیجنا چاہئیے(۲) اور خلاصی کی سبیل نکالنی چاہئیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

میاں بیوی طلاق کے منکر ہیں' اور گواہ تین طلاق کی گواہی دیں' تو طلاق واقع ہو گی یا نہیں ؟

(سوال) زید نے خالد کو الزام دیا کہ اے خالد تو نے اپنی منکوحہ ہندہ کو میرے سامنے تین طلاقیں دیں اور خالد و ہندہ سراسر انکار کرتے ہیں زید اور خالد نے فیصلے کے لئے ایک قاضی صاحب پر اتفاق کیا مگر ہندہ نے سراسر انکار کیا اور کہا کہ یہ قاضی صاحب ضرور میرے خلاف فیصلہ کریں گے زید و خالد فیصلے کے لئے قاضی صاحب کے پاس حاضر ہوئے تو زید نے بحیثیت مدعی ہونے کے یہ دعوٰی کیا کہ خالد نے میرے روبرو اپنی منکوحہ ہندہ کو تین طلاقیں دیں اور خالد نے اس دعوے سے انکار کیا قاضی صاحب نے مدعی سے شہادت کا مطالبہ کیا تو مدعی نے دو گواہ پیش کئے قاضی صاحب نے خالد سے سوال کیا کہ ان دو گواہوں کی شہادت پر جو فیصلہ مرتب ہو گا وہ تجھے منظور ہے یا نہیں خالد نے کہا کہ اگر فلاں گواہ مسمی بکر حلف اللہ کہہ کر شہادت دے تو مجھے منظور ہے قاضی صاحب نے گواہ مسمی بکر کو کہا کہ زید نے جو دعوی کیا ہے اس دعوے کے ثبوت کے لئے قسم اٹھا کر تو شہادت دینے کے لئے تیار ہے یا نہیں ؟ بکر نے کہا کہ پہلے خالد قسم اٹھائے کہ میں نے ہندہ کو تین طلاقیں نہیں دیں تب میں قسم اٹھاؤں گا لیکن قاضی نے بکر کو

---

(۱) و یقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو تقدیر ا بدائع ولو عبدا او مکرها (تنویر الابصار مع هامش رد المحتار کتاب الطلاق ۳ /۲۳۵ ط سعید کراتشی)

(۲) المرأة کالقاضی اذا سمعته او اجزها عدل لا یحل لها تمکینه (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الصریح' مطلب فی قول البحر ان الصریح یحتاج فی وقوعه دیانة إلی النیة ۳/ ۲۵۱ ط سعید کراتشی)

کہا کہ مدعا علیہ کا حق قسم کھانے کا نہیں ہے لہذا قسم تمہیں ہی اٹھانی پڑے گی بیان بکر ہے کہ واللہ باللہ تاللہ خالد نے میرے سامنے ہندہ منکوحہ کو تین طلاق دیں' بیان گواہ مسمی عمرو کہ خالد نے میرے سامنے منکوحہ کو تین طلاق دیں اگر میری شہادت کاذبہ ہو تو میری منکوحہ مجھ پر طلاق ہے قاضی صاحب نے یہ فیصلہ سنا دیا کہ خالد کی منکوحہ ہندہ تین طلاق خالد پر حرام ہے اب علمائے اسلام کا آپس میں اختلاف اکثر علماء کی یہ رائے ہے کہ قاضی صاحب کا فیصلہ نافذ نہیں ہوا۔

المستفتی نمبر ۱۷۵۰ امر زاخاں۔

۷ رجب ۱۳۵۶ھ م ۱۳ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۲) کسی شخص کا یہ کہنا کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے جب کہ زوج اور زوجہ دونوں طلاق کے منکر ہوں یہ دعوی نہیں ہے کیونکہ دعوی اپنا حق طلب کرنے کا نام ہے(۱) اور ظاہر ہے کہ یہ اجنبی اس اخبار میں اپنا حق طلب نہیں کر رہا بلکہ ایک حق اللہ یعنی حرمت زوجہ علی زوجہا کی خبر دے رہا ہے جو حقیقۃً شہادت ہے پس اس کا یہ قول دعوی قرار نہیں دیا جا سکتا اور اس بناء پر اس کا یہ قول غیر مجلس قضا میں لغو ہے اور اس لغو قول کی وجہ سے یہ خصم نہیں بن سکتا اور جب یہ خصم نہیں ہوا تو اس کی اور زوج کی جانب سے تحکیم صحیح نہیں ہوئی کیونکہ تحکیم خصمین کی طرف سے ہوتی ہے(۲) اور صورت مسئولہ میں خصمین کا وجود ہی نہیں ہوا پس حکم کے سامنے جو شہادتیں ہوئیں وہ بھی غیر معتبر اور حکم کا فیصلہ بھی غیر معتبر ہاں اس معاملہ میں یہ اجنبی بھی ایک شاہد ہے اور طلاق کی شہادت دینے کے لئے دعوی بھی شرط نہیں مگر شہادت ادا کرنے کے لئے مجلس قضا شرط ہے اگر یہ اجنبی قاضی شرعی کے سامنے مجلس قضا میں جا کر شہادت دیتا کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے اور قاضی اس شہادت پر کارروائی کرتا تو وہ درست ہوتی(۳) بشرطیکہ شاہد کی طرف سے ادائے شہادت میں تاریخ طلاق سے غیر ضروری تاخیر نہ

---

(۱) و شرعا قول مقبول عند القاضی یقصد به حق قبل غیره خرج الشهادة والا قرار او دفعه ای دفع الخصم عن حق نفسه دخل دعوی دفع التعرض فتسمع به یفتی بزازیة (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الدعوی ٥/١٤٥ ط ، سعید کراتشی)

(۲) و عرفا تولیة الخصمین حاکما یحکم بینهما (درمختار) وقال فی الرد (قوله تولیة الخصمین) ای الفریقین المتخاصمین (هامش رد المحتار مع در المختار کتاب القضاء باب التحکیم ٥/٤٢٨ ط سعید کراتشی)

(۳) ویجب الاداء بلا طلب لو الشهادة فی حقوق الله تعالیٰ وهی کثیرة عد منها فی الاشباه اربعة عشر قال و متی اخر شاهد الحسبة شهادة بلا عذر فسق فترد کطلاق امرأة ای بائنا و عتق امة (درمختار) و قال فی الرد : قال فی الاشباه تقبل شهادة الحسبة به دعوی فی طلاق المرأ ة و عتق الامة والوقف و هلال رمضان وغیره – (هامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الشهادات ٥/٤٦٣ ط سعید کراتشی) وقال فی تقریرات الرافعی تحت قول صاحب الرد (و تقبل شهادة الحسبة بلا دعوی فی طلاق المرأة) ولو رجعیا قال فی الهندیة من متفرقات الدعوی' الدعوی فی عتق الامة و فی الطلقات الثلاث والطلاق البائن لیست بشرط لصحة القضاء و کذلك فی الطلاق الرجعی لا تکون الدعوی شرطا لصحته لان حکمه الحرمة بعد انقضاء العدة وانه حقه تعالیٰ (تقریرات الرافعی الملحقة بهامش رد المحتار' کتاب الشهادات ٥/٢٠٦ ط سعید کراتشی)

ہوتی(۱) کیونکہ قاضی شرعی کو یہ حق ہے کہ وہ حقوق اللہ کی حفاظت کے لئے کارروائی کرے اور حکم اسی وقت قاضی کے لئے قائم مقام ہو سکتا ہے جب خصمین اس کو اپنی طرف سے فیصلہ کا حق دیں اور جب تک خصومت متحقق نہ ہو تحکیم متحقق نہیں ہو سکتی پس صورت مسئولہ میں لفظ قاضی صاحب سے مراد اگر حکم ہے جیسا کہ ظاہر ہے تو میرے نزدیک یہ تمام کارروائی عبث ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم - دوسرے علمائے متبحرین سے بھی تحقیق کی جائے -　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بیوی طلاق کا دعویٰ کرتی ہے' اور شوہر انکار کرتا ہے' مگر گواہ موجود نہیں' تو کیا حکم ہے ؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ہندہ سے زید کی شادی کو عرصہ چار سال کا ہوا اور ایک بچہ دو سال کا موجود ہے بعد شادی ہندہ برابر اپنی سسرال میں شوہر کے ساتھ رہی عرصہ تین ماہ کا ہوا کہ ہندہ کا حقیقی بھائی ہندہ کو میکے لے آیا بعد دوڈھائی ماہ کے جب زید رخصت کرانے کو ہندہ کے میکے گیا تو آٹھ دس روز خوب اچھی طرح سے میل کے ساتھ میاں بی بی رہے جب رخصتی کو کہا گیا تو ایک روز ہندہ نے یکایک اپنے باپ سے اظہار کیا کہ میرے شوہر زید نے خلوت میں آج شب کو مجھے طلاق دیا ہے اس پر زید کو جو خلوت میں بے خبر سویا ہوا تھا جگایا گیا اور دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے ہرگز طلاق نہیں دی یہ بات عورت کسی کے ورغلانے سے کہتی ہے اور مجھ پر جھوٹا بہتان لگاتی ہے بعد اس کے زید قسم کھاتا ہے کہ اگر میں نے طلاق دیا ہو تو میرا خاتمہ کافروں کے ساتھ ہو معاملہ خلوت کا ہے - گواہ کوئی نہیں ہے -

(جواب ۷۳) جب کہ طلاق کے گواہ نہیں ہیں تو اس صورت میں زید کا قول مع حلف معتبر ہوگا اور ہندہ کا قول غیر معتبر ہوگا(۲)　　محمد کفایت اللہ غفرلہ' مدرسہ امینیہ دہلی

---

(۱) متی اخرشاهد الحسبة شهادته بلا عذر فسق فترد کطلاق امرأة ای بائنا (درمختار) وقال فی الرد (قوله بلاعذر) بان کان لهم قوة المشی او مال یستکرون به الدواب - (هامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الشهادات ٥/٤٦٣ ط سعید کراتشی)

(۲) و نصابها لغیر ها من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیره کنکاح و طلاق و وکالة ووصیة - رجلان او رجل وامرأتان ولا یفرق بینهما لقوله تعالیٰ فتذکر احداهما الأخری (الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب الشهادات ٥/٤٦٥ ط سعید کراتشی) دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں نصاب شہادت ہیں' اور یہاں کوئی بھی نہیں لہذا قضاء طلاق ثابت نہیں ہوتی البتہ اگر بیوی کو یقین کے ساتھ معلوم ہے کہ اس کے شوہر نے اس کو طلاق مغلظہ دی ہے تو اس کو درست نہیں ہے کہ اس سے تعلق قائم رکھے اور جس طرح ہو سکے شوہر سے علیحدہ رہے اور کسی کو جائز نہیں ہے کہ اس حالت میں بیوی کو شوہر کے حوالہ کرے اور اگر جبرا بیوی شوہر کو دلوادی گئی تو بیوی گنہگار نہیں ہوگی شوہر گنہگار ہوگا کما فی الدر المختار سمعت من زوجها انه طلقها ولا تقدر علی منعه من نفسها إلا بقتله لها قتله بدواء خوف القصاص ولا تقتل نفسها وقال الاوز جندی ترفع الامر للقاضی فان حلف ولا بینة فلا ثم علیه وان قتلته فلا شئی علیها وقال بعداسطر : وقیل لا تقتله قائله الا سبیجابی و به یفتی کما فی التاتر خانیه و شرح الوهبانیة عن الملتقط ای والا ثم علیه کما مر (الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب الطلاق باب الرجعة ۳/ ٤۲۰ ط سعید کراتشی)

کسی دوسرے شخص سے ناجائز تعلق رکھنے کی بناء پر نکاح نہیں ٹوٹتا

(الجمعیتہ مورخہ ۶ مارچ ۱۹۲۷ء)

(سوال) کیا یہ درست ہے کہ جو عورت دوسرے شخص سے ناجائز تعلق کرلے اور اس کا خاوند کسی دوسری عورت سے ناجائز تعلق کرلے تو ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

(جواب ۷۴) شوہر کے کسی اجنبیہ عورت سے یا بیوی کے کسی اجنبی شخص کے ساتھ ناجائز تعلقات سے نکاح نہیں ٹوٹتا(۱) محمد کفایت اللہ غفر لہ'

عورت کے اجنبی شخص کے ساتھ بھاگ جانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا

(الجمعیتہ مورخہ ۱۸ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) نعیمہ زوجہ زید بدون طلاق بکر کے ساتھ ناجائز تعلق کر کے چلی گئی چند روز کے بعد پھر شوہر کے گھر واپس آگئی زید نے اس کو رکھ لیا پھر دوبارہ نعیمہ غیر مرد کے ساتھ بھاگ گئی پھر کچھ عرصہ کے بعد واپس آئی زید نے پھر بھی رکھ لیا لوگوں نے طعنہ دیا تو زید نے اس سے نکاح ثانی کرلیا لیکن پھر نعیمہ اپنے شوہر کو چھوڑ کر غیر مرد کے ساتھ فرار ہوگئی اور برسوں غائب رہی زید نے عاجز ہو کر ایک مرد مسلمان معتبر کے سامنے نعیمہ کو تین طلاق دے دیا لیکن اس کے بعد نعیمہ پھر شوہر کے پاس آئی اب زید نے نعیمہ کو بدون تجدید نکاح رکھ لیا ہے اور زید طلاق دینے سے بھی انکار کرتا ہے۔

(جواب ۷۵) جب کہ زید طلاق سے انکار کرتا ہے اور ایک آدمی کی گواہی سے طلاق کا ثبوت نہیں ہوتا (۲) تو لوگوں کو چاہئیے کہ وہ زید سے قسم لے لیں اگر وہ قسم کھا کر کہہ دے کہ میں نے طلاق نہیں دی تو اس کا اعتبار کرلیں(۳) اور اسلامی تعلقات جاری رکھیں اگرچہ ایسی عورت کو جو بار بار فرار ہوتی رہی ہے رکھ لینا زید کی غیرت و حمیت سے تعلق رکھتا ہے تاہم اگر زید نے طلاق نہ دی ہو تو عورت اس کی منکوحہ ہے اور اسے رکھ لینے کا حق ہے عورت کے بھاگ جانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا(۴) محمد کفایت اللہ غفر لہ

---

(۱) وفی آخر حظر المجتبی لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة ولا علیها تسریح الفاجر الا اذا خافا ان لا یقیما حدود اللہ فلا بأس ان یتفرقا (الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب النکاح فصل فی المحرمات ۳/۵۰ سعید کراتشی)

(۲) و نصابها لغیر هامن الحقوق سواء کان الحق مالا او غیره کنکاح و طلاق و وکالة و وصیة .... رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب الشهادات ۵/۴۶۵ ط سعید کراتشی)

(۳) ویسأل القاضی المدعی علیه عن الدعوی فیقول انه ادعی علیك کذا فما ذا تقول – فان اقر فبها او انکر فبرهن المدعی قضی علیه بلا طلب المدعی والا یبرهن حلفه الحاکم بعد طلب اذ لا بدمن طلبه الیمین فی جمیع الدعاوی إلا عند الثانی – (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الدعوی ۵/۵۴۷ ط سعید کراتشی)

(۴) ولا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة ولا علیها تسریح الفاجر الا اذا خافا ان لا یقیما حدود اللہ فلا بأس ان یتفرقا (الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب النکاح فصل فی المحرمات ۳/۵۰ ط سعید کراتشی)

فصل سیز دھم
حالت نشہ میں طلاق دینا

نشہ کی حالت میں تین دفعہ کہا ”اس حرام زادی کو طلاق دیتے ہیں“ تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟
(الجمعیۃ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) ایک مسلم عاقل بالغ نے بحالت سکر بیوی کی کسی حرکت کے سبب غیظ و غضب سے از خود رفتہ ہو کر دو عورتوں کی مواجہت میں کہا ”بلاؤ چار آدمی کے سامنے طلاق دیں“ اور بیوی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ”اس حرام زادی کو طلاق دیتے ہیں اس حرام زادی کو طلاق دیتے ہیں اس حرام زادی کو طلاق دیتے ہیں“ زاں بعد طالق اپنے باپ کے استفسار پر انکار کرتا ہے کہ ہم نے ہرگز طلاق نہیں دیا نیز ہمیں طلاق یاد نہیں ہے دراں حالیکہ خود مطلقہ اور گھر کی دو عورتیں گواہ ہیں ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

(جواب ۷۶) انشائے طلاق کے لئے اصل لفظ صیغہ ماضی ہے (یعنی میں نے اس کو طلاق دی) اگر یہ لفظ ہوتا تو وہ انشائے طلاق کے معنی اور نسبت الی الزوجہ میں صریح ہوتا کہ نیت کی حاجت نہ ہوتی(۱) اور حالت سکر میں زجراً وقوع طلاق کا حکم دیا جا سکتا(۲) لیکن سوال میں جو لفظ مذکور ہے وہ صیغہ ماضی نہیں ہے بلکہ (طلاق دیتے ہیں) صیغہ حال ہے اس کو انشاء کے لئے استعمال کرنے میں نیت کی حاجت ہے(۳) کہ

---

(۱) فالصریح قوله انت طالق و مطلقة و طلقتك فهذا يقع به الطلاق الرجعی لان هذه الا لفاظ تستعمل فی الطلاق ولا تستعمل فی غیره فكان صریحا وانه یعقب الرجعة بالنص ولا یفتقر إلی النیة لانه صریح فیه لغلبة الاستعمال (الهداية كتاب الطلاق باب ایقاع الطلاق ۲/ ۳۵۹ ط شركة علمیه ملتان) (۲) ویقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو تقدیرا بدائع لیدخل السكران (درمختار) وقال فی الرد : (قوله لیدخل السكران) ای فانه فی حكم العاقل زجراله (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق ۳/ ۲۳۵ ط سعید كراتشی) طلاق السكران واقع..ولنا انه زال بسبب هو معصیة فجعل باقیا حكما زجراله - (الهداية كتاب الطلاق فصل ۳/ ۳۵۸ ط شركة علمیه ملتان)
(۳) لفظ ”طلاق دیتے ہیں“ اگرچہ مستقبل قریب کے لئے بھی گا ہے گا ہے استعمال ہوتا ہے لیکن اس کی وضع حال کے لئے ہے لہذا اس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے البتہ شوہر اگر نیت استقبال کا مدعی ہو تو خلاف ظاہر ہونے کی وجہ سے اس کا قول قبول نہ ہوگا كما فی الشامیة ویقع بها ای بهذه الالفاظ و ما بمعنا ها من الصریح (درمختار) وقال فی الرد (قوله و ما بمعنا هامن الصریح) ای مثل ما سیذكره من نحو كو نی طالق واطلقی ویا مطلقة بالتشدید وكذا المضارع اذا غلب فی الحال مثل اطلقك كما فی البحر قلت ومنه فی عرف زماننا تكونی طالقا و منه خذی طلاقك فقالت اخذت' فقد صحیح الوقوع به بلا اشتراط نیة كمافی الفتح (هامش رد المحتار مع الدر المختار ' كتاب الطلاق باب الصریح مطلب " سن بوش" یقع به الرجعی ۳/ ۲٤۸ ط سعید كراتشی) وقال ایضا : لان المضارع حقیقة فی الحال مجاز فی الاستقبال كما هو احد المذاهب و قیل بالقلب وقیل مشترك بینهما و علی الاشتراك یرجع هذا ارادة الحال بقرینة كونه اخبار اعن امر قائم فی الحال (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق باب تفویض الطلاق ۳/ ۳۱۹ ط سعید كراتشی) لہذا ان عبارات کی روشنی میں صورت مسئولہ میں تین طلاق کے وقوع کا حکم دیا جائے گا- فقط واللہ اعلم بالصواب-

یہ لفظ انشاء کے لئے استعمال کرنے کا قصد کیا گیا ہو ولا نیۃ للسکران- پس اس صورت میں وقوع طلاق کا حکم دینا اس کو مستلزم ہوگا کہ دیا زجراً اس کی نیت انشاء ہونے کا حکم پہلے دیا گیا اور پھر وقوع طلاق کا حکم دیا گیا قواعد فقہیہ سے وقوع طلاق کا زجراً حکم دینا ثابت ہے لیکن کسی نیت اور ارادے کا زجراً ثابت کر دینا میرے خیال میں ثابت نہیں پس صورت مسئولہ میں وقوع طلاق کا حکم نہیں دیا جا سکتا- فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

نشہ پلا کر جب ہوش نہ رہا' طلاق دلوائی' تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

سہ روزہ الجمعیۃ مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(سوال) زید کو چند فقیروں نے مل کر گانجہ پلایا اور وہ بالکل مست وبیہوش ہو گیا اس اثناء میں ایک فقیر نے زید کی بی بی کو اپنی مجلس میں بلانے کا حکم دیا زید کی بی بی نے وہاں آکر اس فقیر کی بے عزتی کی اور خوب ڈانٹا زید نے اسی نشہ میں اپنی بی بی کو کہا کہ میں نے تم کو تین طلاق دیا پھر ہوش میں آکر پشیمان ہوا اور ایک عالم سے دریافت کیا انہوں نے کہا کہ طلاق نہیں ہوئی زید نے اپنی بی بی کو گھر بلا لیا اور ساتھ رہتے ہوئے مدت گزر گئی اور ایک لڑکا بھی پیدا ہوا اب بعض علماء کہتے ہیں کہ بغیر تحلیل کے وہ عورت اس کے لئے جائز نہیں ہوئی-

(جواب ۷۷) نشہ کی حالت کی طلاق واقع ہو جاتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ نشہ اپنے علم واختیار سے استعمال کیا ہو(۱) اگر کسی نے دھوکہ دے کر یا زبردستی نشہ پلا دیا اور اس حالت میں طلاق دی گئی تو وہ طلاق نہیں پڑتی(۲) پس صورت مسئولہ میں اگر دوسری صورت واقع ہوئی تھی یعنی نشہ اپنے علم واختیار سے استعمال نہیں کیا تو طلاق نہیں ہوئی تھی اور اگر پہلی صورت تھی تو طلاق ہو گئی تھی(۳) اور حلالہ ضروری

---

(۱) ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو تقدیرا بدائع لیدخل السکران ولو عبدا او مکرھا او ھازلا او سفیھا خفیف العقل والسکران ولو بنبیذ او حشیش او افیون او بنج زجرا بہ یفتی تصحیح القدوری (تنویر الا بصار مع ھامش رد المحتار ' کتاب الطلاق ۳/ ۲۳۵ ط سعید کراتشی)

(۲) واختلف التصحیح فیمن سکر مکرھا او مضطرا(در مختار) وقال فی الرد (قولہ اختلف التصحیح) فصحح فی التحفۃ وغیرھا عدم الوقوع و جزم فی الخلاصۃ بالوقوع' قال فی الفتح والا ول احسن' لا ن موجب الوقوع عندہ زوال العقل لیس ! لا التسبب فی زوالہ بسبب محظور وھو منتف و فی النھر عن تصحیح القدوری انہ التحقیق (ھامش رد المحتار'کتاب الطلاق ۳/ ۲۴۰ ط سعید کراتشی) وقال فی الھندیۃ ولو اکرہ علی شرب الخمر او شرب الخمر لضرورۃ و سکر و طلق امرأتہ اختلفوا فیہ التصحیح انہ کما لا یلزمہ الحد لا یقع طلاقہ ولا ینفذ تصرفہ کذا فی فتاوی قاضی خان (الفتاوی الھندیۃ' کتاب الطلاق' الباب الاول' فصل فیمن یقع طلاقہ و فیمن لا یقع طلاقہ ۱/ ۳۵۳ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۳) وطلاق السکران واقع اذا سکر من الخمر او النبیذ وھو مذھب اصحابنا رحمھم اللہ تعالیٰ کذافی المحیط ثم قال بعد اسطر ومن سکر من البنج یقع طلاقہ و یحد لفشو ھذا الفعل بین الناس و علیہ الفتوی فی زماننا کذا فی جواھر الاخلاطی (الھندیۃ ' کتاب الطلاق' الباب الاول فصل فیمن یقع طلاقہ و فیمن لا یقع طلاقہ ۱/ ۳۵۳ ط ماجدیہ کوئٹہ)

تھا(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

نشہ کی حالت میں طلاق دی' مگر شوہر کو خبر نہیں کہ کتنی طلاق دی' تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید نے شب کے دو بجے شراب کے نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو زدو کوب کیا اور کہا کہ تجھے طلاق ہے اس وقت اس مکان میں زید اور اس کی بیوی اور زید کے والد صرف تین ہی آدمی موجود تھے زید کے والد کا حلفیہ بیان ہے کہ میرے لڑکے نے ایک مرتبہ طلاق کا لفظ کہا تو میں نے اسے روکا اور خبردار کیا۔ اور وہاں سے اسے علیحدہ کر رہا تھا۔ کہ اس نے دوسری مرتبہ بھی طلاق کا لفظ کہا اتنے میں میں نے اسے علیحدہ کر کے تنبیہ کیا دوسرے روز جب لڑکی کے والدین نے یہ خبر سنی تو آکر اپنی لڑکی کو لے گئے پھر کسی نے زید سے پوچھا کہ تم نے کیا اپنی بیوی کو طلاق دیا تھا تو اس نے کہا کہ ہاں دیا تھا جب یہ پوچھا جاتا ہے کہ کتنی طلاق دیا تھا تو کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کیونکہ میں نشہ میں تھا لڑکی سے پوچھا گیا کہ تم نے کتنی مرتبہ طلاق کا لفظ سنا تھا وہ کہتی ہے کہ میں مار پیٹ کی وجہ سے بد حواس تھی میں نے صرف طلاق کا لفظ سنا مگر یہ معلوم نہیں کتنی مرتبہ کہا اس واقعہ کے چھ ماہ بعد زید کے والد لڑکی کے والدین کے پاس گئے اور حلفیہ بیان کیا کہ زید نے صرف دو مرتبہ طلاق دیا ہے اور وہ بھی نشہ کی حالت میں' طلاق نہیں ہوا تم لڑکی کو بھیج دو انہوں نے کہا کہ عالم سے پوچھو ایک مقامی عالم سے یہ واقعہ من و عن بیان کر دیا اور ان کا بتایا ہوا کفارہ ادا کر کے میاں بیوی کو ملا دیا گیا جس کو تقریباً پانچ سال گزر چکے ہیں اور دونوں میں زن و شوئی کے تعلقات قائم ہیں برادری کے لوگ کہتے ہیں کہ نشہ کی طلاق ہو گئی تھی لہذا یہ تعلقات ناجائز ہیں۔

المستفتی نمبر ۶۰۳ عبدالحکیم (ناگپور) ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۹ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۸) ہاں نشہ کی حالت کی دی ہوئی طلاق ہو جاتی ہے(۲) لیکن ایک مرتبہ یا دو مرتبہ صریح لفظ طلاق سے طلاق رجعی ہوتی ہے پس اگر عورت کی عدت پوری نہ ہوئی ہو تو اندرون عدت رجعت صحیح ہوئی(۳) اور اگر عدت گزر چکی تھی تو دوبارہ نکاح کرنا ضروری تھا(۴) بغیر تجدید نکاح میاں بیوی کو ملا دینا درست نہیں تھا اب فوراً دونوں کا نکاح پڑھ دینا چاہئیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة و ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحاو یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها کذافی الهدایة (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعة' فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به.۱/۴۷۳ ط ماجدیه کوئٹه)

(۲) ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو تقدیرا بدائع لیدخل السکران ولو عبدا او مکرها او هازلا او سفیها او سکران ولو بنبیذ او حشیش او افیون او بنج زجرا و به یفتی تصحیح القدوری (تنویر الابصار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق ۳/۲۳۵ ط سعید کراتشی)

(۳) اذا طلق الرجل امرأ ته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها (الهدایة کتاب الطلاق' باب الرجعة ۲/۳۹۴ ط شرکة علمیه ملتان)

(۴) واذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة و بعد انقضائها (الفتاوی الهندیة کتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به ۱/۴۷۳ ط ماجدیه کوئٹه)

فصل چار دھم
طلاق کی اقسام

طلاق بدعی کے آٹھ قسموں کا بیان

(سوال) خاکسار نے یہ مسئلہ غایۃ الاوطار شرح اردو در مختار نولکشوری کے ص ۹۲ پر لکھا ہوا دیکھا ہے باب الطلاق جلد ثانی (عبارت) البدعی ثلث متفرقة او ثنتان بمرة الخ (اردو ترجمہ) اور طلاق بدعی یہ کہ تین طلاق دینا جدا جدا یا دو طلاق یکبارگی یعنی ایک لفظ سے الخ آگے چل کر خود ہی لکھتے ہیں یہ سب صور تیں طلاق بدعی کی ہیں سو جب تین طلاق متفرق بدعی ہوئیں تو یکبارگی تین طلاق دینا بطریق اولیٰ بدعی ہوگا اور اگر طہر میں طلاق بدعی دیکر رجعت کرے گا تو طلاق بدعی باقی نہ رہے گی (غایۃ الاوطار جلد ثانی) (علاوہ ازیں آٹھ قسمیں بدعی کی بتائی ہیں وہاں پر لکھا ہے) (۱) ایک طہر میں تین متفرق طلاق دینا (۲) تین طلاق ایک لفظ سے ایک طہر میں دینا (۳) اس طہر میں طلاق جس میں وطی ہو چکی ہے غرض یہ ہے کہ اس مسئلہ میں تین بار یکبارگی کہنا بدعی ہے اور بدعی میں رجوع کافی ہے یہ مسئلہ درست ہے یا نہیں یا اس کا مطلب کچھ اور ہے دوسری وطی والے طہر میں طلاق دینا بھی بدعی ہے اور شخص مذکور نے اس طہر میں جس میں طلاق دی ہے وطی بھی کی ہے طلاق بدعی دیکر رجعت کرنے سے بدعی باقی نہیں رہے گی ؟ کیا مطلب ہے شخص مذکور کا نکاح ثانی کر دیا گیا تو اس کا نکاح اگر اس طرح بلا حلالہ درست نہ ہوا اور وہ حرام ہو تو اس کو روک دیا جائے یا جو صورت حکم وارشاد کے مطابق ہو عمل میں لائی جائے۔

المستفتی نمبر ۱۱۱۷ سلطان محمد (رہتک)

۱۹ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۸ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۹) ہاں ایک طہر میں تین طلاقیں ایک لفظ سے یا تین مرتبہ متفرق طور پر دینا بدعی طلاق ہے(۱) اور تین طلاقیں دینے کے بعد رجعت نہیں ہو سکتی حلالہ ضروری ہے(۲) جس طہر میں وطی کی ہے اس میں ایک طلاق بھی دی جائے تو یہ بدعی ہو گی لیکن ایک یا دو طلاقیں دیکر اسی طہر میں رجوع کرلے تو یہ

---

(۱) او طلاق البدعة ان یطلقها ثلاثا بكلمة واحدة او ثلاثا فی طهر واحد فاذا فعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصیا (الهدایة كتاب الطلاق باب طلاق السنة ۲/۳۵۵ ط شركة علمیه ملتان)

(۲) قال الله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنكح زوجا غیره (البقرة : ۲۳۰) وعن عائشةؓ ام المؤمنینؓ ان رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبی ﷺ أتحل الاول؟ قال لاحتی یذوق عسیلتها كما ذاق الا ول (رواه البخاری فی الجامع الصحیح باب من اجاز الطلاق الثلاث ۲/۷۹۱ ط قدیمی كراتشی) وان كان الطلاق ثلاثا فی الحرة و ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنكح زوجا غیره نكاحا صحیحا و یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها كذا فی الهدایة (الفتاوی الهندیة كتاب الطلاق الباب السادس فی الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به ۱/۴۷۳ ط ماجدیه كوئٹه)

جائز ہے اور طلاق بد عی نہ رہے گی یعنی بد عی طلاق دینے کا گناہ رجعت کر لینے سے معاف ہو جائے گا(۱) غرض تین طلاقیں یکدم ایک لفظ میں دینے کے بعد رجعت جائز نہیں اسی طرح متفرق طور پر دینے سے تین پوری ہو جانے کے بعد رجعت جائز نہیں(۲) رجعت اسی صورت میں جائز ہے کہ وطی والے طہر میں یا حالت حیض میں ایک یا دو طلاقیں دی ہوں ان صورتوں میں رجعت ہو سکتی ہے(۳) بد عی کی آٹھ قسمیں جو غایۃ الاوطار میں مذکور ہیں ان میں سے تیسری، چوتھی، پانچویں، چھٹی، ساتویں آٹھویں صورتوں میں رجعت جائز ہے مگر پانچویں سے آٹھویں تک صورتوں میں ایک یا دو طلاقیں ہوں تین نہ ہوں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل پانزدھم

ایک مجلس میں تین طلاقیں

(۱) یکبارگی تین طلاق ایک مجلس میں دینے سے تین طلاق واقع ہو جائے گی
(۲) حالت حیض میں کہا "میں نے تجھے طلاق بد عی دی" تو کتنی طلاق واقع ہوئی
(۳) حالت غصہ میں طلاق دینے سے حنفیہ کے علاوہ اور اماموں کے نزدیک طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

(سوال) (۱) زید نے اپنی زوجہ کو بایں الفاظ طلاق نامہ جب کہ وہ حیض سے تھی حالت غصب میں تحریر کر کے دیا کہ ہندہ بنت بکر کو تینوں طلاق ساتھ دیتا ہوں راقم زید بن فلاں تو اس صورت میں عند الشافعیؒ یا عند احمدؒ یا مالکؒ طلاق واقع ہو گی یا نہیں اگر واقع ہو گی تو کتنی؟ (۲) زید اگر یہ کہے اپنی زوجہ کو کہ میں نے تجھے طلاق بد عی دی تو اس کہنے اور حالت حیض میں تینوں ساتھ دینے میں کچھ فرق ہے یا نہیں (مذہب ثلاثہ مذکورہ میں) (۳) دیگر یہ کہ حالت غصب میں طلاق دینے سے حنفیہ کے علاوہ اور اماموں کے نزدیک طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں یہاں پر سوائے علمائے احناف کے اور کوئی عالم نہیں ہے نہ شافعیؒ نہ مالکیؒ نہ حنبلیؒ اور نہ یہ معلوم ہے کہ ہندوستان میں ہے بنابریں جمعیۃ علماء ہند کے جید علماء کی خدمت

---

(۱) والبدعی ثلاث متفرقة او ثنتان بمرة اومرتین فی طهر واحد لا رجعة فیه او واحدة فی طهر وطئت فیه او واحدة فی حیض موطؤة و تجب رجعتها علی الاصح فیه ای فی الحیض رفعا للمعصیة فاذا طهرت طلقها ان شاء او امسکها - (درمختار) قال فی الرد (قوله ثلاثة متفرقة) و کذا بکلمة واحدة بالاولی (هامش ردالمحتار مع الدر مختار کتاب الطلاق ۳/۲۳۲ ط سعید کراتشی)

(۲) لا ینکح مطلقة من نکاح صحیح نافذ بها ای بالثلاث لوحرة و ثنتین لوامة حتی یطأ ها غیره ولو الغیر مراهقا یجامع مثله بنکاح (الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب الطلاق

جاری ہے

ہیں یہ استفتاء شافعیہ و مالکیہ و حنابلہ کے مذہب کے متعلق جواب حاصل کرنے کے لئے روانہ کئے گئے ہیں قوی امید ہے کہ علمائے احناف خصوصاً علامہ مفتی اعظم محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ جواب سے مطلع فرما کر عنداللہ ماجور و مشکور ہوں گے۔

المستفتی نمبر ۱۰۷۰ مسٹر ایم اے مایت (جوہانسبرگ - افریقہ)

۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۸۰) ایک لفظ سے یا ایک مجلس میں تینوں طلاق دینے سے تینوں طلاقیں پڑ جاتی ہیں اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے(۱) حیض کی حالت کی طلاق بھی پڑ جاتی ہے البتہ اگر ایک دو طلاق دی گئی ہوں تو رجعت لازم ہوتی ہے(۲) تین طلاق حالت حیض میں دیدی جائیں تو ائمہ اربعہ کے نزدیک طلاق مغلظہ ہو جائے گی(۳) البتہ بعض اہل ظاہر اور روافض کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں نہیں پڑتیں(۴)

(۲) اگر حیض میں یہ کہے کہ میں نے تجھے طلاق بدعی دی تو ایک طلاق ہو گی اور رجعت واجب ہو گی(۵)

حاشیہ صفحہ گذشتہ: باب الرجعة ۳/ ۴۰۹ ط سعید کراتشی) وقال فی الهندية وان كان الطلاق ثلا ثا فی الحرة و ثنتين فی الامة لم تحل له حتی تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها اويموت عنها والا صل فيه قوله تعالیٰ " فان طلقها فلا تحل له من بعدحتی تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية ' كتاب الطلاق باب الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ۲/ ۳۹۹ ط شركة علميه ملتان)

(۳) واذا طلق الرجل امرته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فی عدتها رضيت بذلك اولم ترض لقوله تعالی "فامسكوهن بمعروف" من غير فصل (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة ۲/ ۳۹۴ ط شركة علميه ملتان)

(۱) وقال الليث عن نافع كان ابن عمرؓ اذا سئل عمن طلق ثلاثا قال لو طلقت مرة او مرتين' فان النبی ﷺ امرنی بهذا فان طلقها ثلاثا حرمت حتی تنكح زوجا غيره (رواه البخاری فی الجامع الصحيح كتاب الطلاق باب من قال لامرأته انت علی حرام الخ ۲/ ۷۹۲ ط قديمی كراتشی) وقال فی الرد وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين إلى انه يقع ثلاث —وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال و عن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لايسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف (هامش رد المحتار كتاب الطلاق ۳/ ۲۳۳ ط سعيد كراتشی) وكذا فی فتح القدير ۳/ ۴۶۹' ۴۷۰ ط مصطفی البابی الحلبی بمصر' والمغنی لابن قدامة كتاب الطلاق' فصل تطليق الطلاق بكلمة واحدة ۷/ ۲۸۳ دار الفكر بيروت)

(۲) عن ابی غلاب يونس بن جبير قال قلت لابن عمر رجل طلق امرأته وهی حائض قال تعرف ابن عمرؓ ان عمر ان ابن عمر طلق امرأته وهی حائض فاتی عمر النبی ﷺ فذكر ذلك له فامره ان يراجعها فاذا طهرت فاراد ان يطلقها فليطلقها قلت فهل عد ذلك طلاقا قال ارايت ان عجز واستحمق (رواه البخاری فی الجامع الصحيح' كتاب الطلاق' باب من طلق وهل يوا جه الرجل امرأته بالطلاق ۲/ ۷۹۰ ط قديمی كراتشی)

(۳) حائضہ کو حالت حیض میں طلاق دینا بیشک بدعت ہے لیکن طلاق واقع ہو جاتی ہے اسی لئے فقہاء رجعت کو ضروری کہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ رجعت ایک یا دو طلاق صریح میں ہو سکتی ہے لیکن تین طلاق کے بعد رجعت درست نہیں اور بغیر حلالہ کئے اس سے شوہر اول کا نکاح جائز نہیں کما فی الهداية وغير ها من كتب الفقه وان كان الطلاق ثلاثا فی الحرة و ثنتين فی الامة لم تحل له حتی تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالیٰ : فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنكح زوجا غيره" (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة ۲/ ۳۹۹)

جاری ہے

(۳) حالت غضب کی طلاق بعض حنابلہ کے نزدیک واقع نہیں ہوتی (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اپنی بیوی سے تین دفعہ کہا ”میں نے تجھے طلاق دی“
(الجمعیۃ مورخہ ۶ / اکتوبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) میں اپنے میکے میں تھی میرا شوہر ماتم پرسی کو آیا اور دن بھر رہا بعد مغرب اس نے میرے بھائی سے کہا کہ میں دوسری بیوی کرنا چاہتا ہوں اس بیوی سے (میری طرف اشارہ کر کے) مجھے کوئی واسطہ نہیں اسے چاہے وہ اختیار ہے میں نے اس کو چھوڑ دیا مجھے میرا زیور دیدو تب میرے بھائی نے محلّہ کے پانچ شخصوں کو بلایا جو کہ صاحب علم اور مذہب سے واقف تھے انہوں نے میرے شوہر کو بہت سمجھایا پر وہ باربار وہی جملے کہتا رہا کہ میں دوسری بیوی کرنا چاہتا ہوں میرا زیور مجھے دیدو تب ان شخصوں نے کہا کہ ایسے جملے کہنے سے بیوی کو طلاق ہو جاتا ہے تب میرے شوہر نے کہا کہ مجھے دوسری بیوی کرنا ہے اور میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس لئے میں نے اس کو طلاق دیا طلاق دیا طلاق دیا پھر میں نے خود پوچھا کہ کیا آپ نے مجھے طلاق دیا تو کہا کہ ہاں میں نے تجھے طلاق دیا میں نے تجھے طلاق دیا میں نے تجھے طلاق دیا جب وہ طلاق دے چکا تو ان شخصوں نے مجھے زیور دے دینے کی نسبت کہا پر میں نے زیور دینے سے انکار کیا کیونکہ کل زیور میں سے کچھ زیور میری مشقت کا تھا اور کچھ میرے میکہ میں سے بعد شادی کے ملا تھا پر میرے شوہر نے جھوٹا سچا حق ہر زیور کے لئے بتا کر اور جب کچھ نہ بن پڑا تو ہر زیور کے وقت طلاق پر طلاق دیکر کل زیور لیا مغرب کے وقت سے رات کے ایک بجے تک طلاق کا استعمال ہوتا رہا طلاق کے کچھ دن بعد اس نے دوسری بیوی کر لی اب کچھ عرصہ کے بعد وہ کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دیا اور کہتا ہے کہ میرا ایک گواہ ہے (جو اس کا حقیقی ماموں ہے)

(جواب ۸۱) اگر واقعہ یہی ہے جو سوال میں مذکور ہے تو تینوں طلاقیں ہو چکی ہیں اور عورت بدون حلالہ کے شوہر کے لئے جائز نہیں ہو سکتی (۲) عورت کے لئے دو گواہوں کی گواہی سے طلاق ثابت ہو سکتی ہے

حاشیہ صفحہ گذشتہ (۴) وعن الامامية لا يقع بلفظ الثلاث ولا في حالة الحيض لانه بدعة محرمة (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق ۲۳۳/۳ ط سعيد كراتشي)

(۵) والبدعي ثلاث متفرقة..... او واحدة في حيض موطوّة و تجب رجعتها على الاصح اى في الحيض رفعا للمعصية (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق ۲۳۳/۳ ط سعيد كراتشي)

(۱) قلت و للحافظ ابن القسيم الحنبلي رسالة في طلاق الغضبان قال فيها انه على ثلاثة اقسام - احدها ان يحصل له مبادى الغضب بحيث لا يتغير عقله و يعلم ما يقول و يقصد وهذا الاشكال فيه الثاني ان يبلغ النهاية فلا يعلم ما يقول ولا يريده فهذا لا ريب انه لا ينفذ شئى من اقواله - الثالث من توسط بين المرتبتين بحيث لم يصر كالمجنون فهذا محل النظر والا دلة تدل على عدم نفوذ اقواله ملخصامن شرح الغاية الحنبلية لكن اشارفى الغاية إلى مخالفته في الثالث حيث قال و يقع طلاق من غضب خلاف لابن القيم (هامش رد المحتار' جاری ہے

(۱)اور جب پانچ گواہ موجود ہیں تو پھر ثبوت میں کیا کلام ہے ؟ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل شانزدھم
طلاق مشروط بمعافی مہر

مہر کی معافی کی شرط پر طلاق دی' اور عورت نے مہر کی معافی سے انکار کر دیا' تو طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال) زید نے اپنی سسرال میں جاکر برائے روزگار سکونت اختیار کر لی چندروز بعد وہ ارادہ وطن آنے کا کرتا ہے اور اپنے خسر سے اپنی زوجہ کی رخصت کا طالب ہوتا ہے زید کا خسر کہتا ہے کہ اگر رہنا ہے تو میرے ہی مکان پر رہو لڑکی کو تمہارے مکان پر رخصت نہ کروں گا اگر تم کسی قسم کی زیادتی کرو گے تو میں تدارک کروں گا بہتر یہ ہے کہ تم طلاق دے دو ورنہ واپس چلے جاؤ زید واپس آکر اپنے چچا کو ہمراہ لے کر پہنچتا ہے اور رخصت کا طالب ہوتا ہے نوبت بخشش مہر منجانب مسماۃ و نوبت طلاق پہنچتی ہے بعد تحریر دستاویزات جس وقت نوبت نشانی انگوٹھا پہنچتی ہے وہ انکار کر دیتی ہے کہ میں مہر بخشوں نہ طلاق لوں اس طرف زید انکار کرتا ہے کیونکہ یہ معاملہ غصہ کا درمیان خسر و چچا لڑکے و لڑکی کے درمیان کا تھا بعدہ' وہ دونوں کاغذ پھاڑ دیئے گئے زید اپنی زوجہ کو رخصت کرا کر واپس لے آتا ہے اہل برادری کہتے ہیں کہ جب تک نکاح دوبارہ نہ ہو جائے حقہ پانی میں ہم شریک نہ ہوں گے غرضیکہ دوبارہ نکاح ہوتا ہے اس حالت میں نکاح اول جائز رہا یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۸۷۵ مہر علی صاحب (تنگلہ رسول پور-آگرہ)
۴ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۸۲) جبکہ طلاق معافی مہر کے ساتھ مشروط تھی اور عورت نے معافی مہر سے انکار کر دیا تو طلاق نہیں پڑی (۲) نکاح اول باقی ہے تجدید نکاح کی ضرورت نہ تھی- محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

حاشیہ صفحہ گذشتہ :
کتاب الطلاق' مطلب فی طلاق المدھوش ۳/۲۴۴ ط سعید کراتشی)
(۲) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ اوثنتین فی الامۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا و یدخل بھا ثم یطلقھا او یموت عنھا والا صل فیہ قولہ تعالیٰ " فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ" والمراد الطلقۃ الثالثۃ. الھدایۃ' کتاب الطلاق' باب الرجعۃ فصل فیما تحل بہ المطلقۃ ۲/۳۹۹ ط شرکۃ علمیہ ملتان)
حاشیہ صفحہ ھذا :
(۱) ونصا بھا لغیر ھا من الحقوق سواء کان الحق مالا وغیرہ کنکاح و طلاق وو کالۃ ووصیۃ- رجلان - او رجل وامراتان (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب الشھادات ۵/۴۶۵ ط سعید کراتشی)
(۲) واذا اضافہ إلی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا مثل ان یقول لا مرأتہ ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاویٰ الھندیۃ' کتاب الطلاق' الباب الرابع فی الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق ۱/۴۲۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

فصل ہفدھم
حق مطالبہ طلاق

(۱) عورت کب طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے ؟
(۲) جب شوہر نے تین طلاقیں دیدیں تو بیوی پر تینوں واقع ہو گئیں

(سوال)(۱) ایک عورت کی شادی عرصہ سات آٹھ سال سے ہوئی زوجہ نیک طبعیت 'ایماندار' نیک چلن ہے اس کا خاوند بڑا بد مزاج ہے اور رات دن تکالیف دیتا رہتا ہے اور بلا ناغہ روزانہ مار پیٹ کرتا رہتا ہے عورت کو قطعی نہیں چاہتا نان و نفقہ میں بھی کمی کرتا ہے زوجہ مار پیٹ سے ہمیشہ خوف زدہ رہا کرتی ہے اور شوہر اس کا برابر شدید مار پیٹ کرتا ہے مار کوٹ سے ہمیشہ بیوی بیمار رہا کرتی ہے کیا ایسی صورت میں عورت اپنے شوہر سے شرعاً طلاق لے سکتی ہے ؟
(۲) شوہر بد مزاج ہے زوجہ کی تعمیل حکم کرتے ہوئے بھی شوہر اس کو ہمیشہ مار کوٹ کرتا رہتا ہے اور نہیں چاہتا اس سلسلہ میں کئی مرتبہ عورت کو کہتا ہے کہ تو چلی جا تجھے طلاق ہے اور اپنے گھر سے باہر نکال دیتا ہے لیکن ایک یا دو مرتبہ لفظ طلاق کہہ کر رک جاتا ہے تیسری مرتبہ اپنے منہ سے طلاق کا لفظ نہیں کہتا ایک مرتبہ طلاق کا لفظ کہہ کر زوجہ کو اس کے شوہر نے گھر سے باہر نکال دیا اس کے باپ کے یہاں زوجہ رہی اس کے بعد عورت اپنے میکے میں ہی تھی کہ بیس روز بعد پانچ سات آدمی مسلمان معتبر ساتھ لا کر زوجہ کا شوہر اپنے گھر بلا لایا شوہر کا باپ موجود تھا پھر وہی زوجہ کے باپ و تایا کو بھی بلا لایا تمام اشخاص کے سامنے دو مرتبہ زوجہ کے خاوند نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی اس طرح سے تین مرتبہ طلاق دی اور کہا کہ اب میں اس عورت کو نہیں رکھنا چاہتا کیا ایسی صورت میں شرعاً طلاق ہو چکی ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۸۹۲ شیخ محمد حسین صاحب (راجپوتانہ) ۷ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۸۳) (۱) ہاں شوہر کی اس تعدی پر زوجہ کو حق ہے کہ وہ طلاق یا خلع کا مطالبہ کرے اور زوج کو لازم ہے کہ وہ یا تعدی سے باز آئے یا زوجہ کو چھوڑ دے(۱)

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ : "الطلاق مرتان فا مساك بمعروف او تسريح باحسان – فان خفتم الا يقيما حدود الله فلا جناح عليهما فيما افتدت به تلك حدود الله فلا تعتدوها ومن يتعد حدود الله فاولئك هم الظالمون" (البقرة : ۲۲۹) وقال في البحر : واما سببه فالحاجة الى الخلاص عند تباين الاخلاق و عروض البغضاء الموجبة عدم اقامة حدود الله تعالىٰ – ويكون واجبا اذا فات الا مساك بالمعروف (البحر الرائق' كتاب الطلاق ۳/۲۵۳ ط دارالمعرفة بيروت) وقال في الدر ولا باس به عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق (درمختار) وقال في الرد (قوله للشقاق) اى لوجود الشقاق وهو الاختلاف والتخاصم و فى القهستانى عن شرح الطحاوى' السنة اذا وقع بين الزوجين اختلاف ان يجتمع اهلها ليصلحوا بينهما فان لم يصطلحا جاز الطلاق والخلع وهذا هو الحكم المذكور فى الاية (الدر المختار كتاب الطلاق باب الخلع ۳/۴۴۱ ط سعيد كراتشى)

(۲) جب شوہر تین طلاق دیدے خواہ ایک دفعہ خواہ فاصلے سے اور فاصلہ کتنا ہی ہو (۱) جب تین طلاقیں پوری ہو جائیں تو طلاق مغلظہ پڑ جائے گی (۲) صورت مسئولہ میں سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلاقوں کا مجموعہ تین سے زیادہ ہو چکا ہے اس لئے عورت پر طلاق مغلظہ ہو چکی ہے اور اسی وقت سے ہوئی ہے جب طلاقوں کا مجموعہ پورا ہوا ہے۔　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل هیجدهم
تنجیز و تعلیق

تعلیق طلاق میں شرط پائے جانے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے' ورنہ نہیں

(سوال) زید شام سے مجلس سماع میں ۱۲ بجے شب تک موجود رہا جب مجلس ختم ہوئی اپنے گھر آیا اور اپنی بی بی کے مکان کے اندر داخل ہوا زید کی بی بی اپنے بچے کے پاس تھی جس کی عمر بیس روز کی تھی زید نے اسے اٹھا کر یہ کہا کہ اس وقت ہم تم سے ہمبستر ہوں گے زید کی بی بی مذکور نے یہ کہا کہ ہم اس وقت حالت نفاس میں ہیں حالت حیض و نفاس میں مرد کو ہمبستر ہونا نہیں چاہئیے یہ خدا کا حکم ہے مگر زید نے اس کی بات کو نہیں سمجھا اور دوبارہ خواہش ظاہر کی اس پر زید کی بی بی نے زید سے یہ کہا کہ اگر زبردستی کروگے تو تمہاری والدہ کو اٹھا کر یہ بات کہہ دیں گے اس پر غصہ ہو کر زید نے کہا کہ اگر میری والدہ سے اس وقت جا کر کہہ دو گی تو تم کو طلاق دیدیں گے پھر وہ اپنا ہمبستر ہونے کی خواہش ظاہر کی بوجہ اصرار زید کے وہ اپنے مکان سے اٹھ کر اپنی خوشدامن کی طرف چلی اس وقت اس کی خوشدامن بے خبر نیند میں سوئی ہوئی تھی لہذا اپنی خوشدامن کو جگا نہیں سکی واپس اپنے گھر میں زید کے پاس آئی زید کو یہ شبہ ہوا کہ میری والدہ سے جا کر کہہ دیا ہے زید نے اسی وقت اسی گھر میں بی بی کو تین طلاق دیدیں اور باہر چلا آیا جب صبح کو لوگوں نے زید سے یہ دریافت کیا کہ تم نے اپنی بی بی کو رات طلاق کیوں دیا تو زید نے یہ کہا کہ اس نے میری بات میری والدہ کو جا کر کہی ہے ہم نے غصہ کی حالت میں طلاق دیدی اس پر لوگوں نے زید کی

---

(۱) شریعت مقدسہ نے مرد کو ایک عورت کے متعلق تین طلاقیں دینے کا اختیار دیا ہے یہ تین طلاقیں خواہ یکے بعد دیگرے ایک طہر میں یا ایک مجلس میں ہوں' یا تین مجلسوں میں یا تین طہروں میں ہوں یا ایک طلاق یا دو طلاق کے بعد مدت طویلہ گزر جانے کے بعد ہوں اور خواہ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجعت کرلی گئی ہو یا نہ کی ہو رجعت نہ کرنے کی صورت میں دوسری طلاق انقضاء عدت سے قبل ہوگی تو محسوب ہوگی ورنہ نہیں اس لئے کہ وقوع طلاق کے لئے عورت کو منکوحہ یا معتدہ ہونا ضروری ہے- کما فی رد المحتار (قوله و محله المنكوحة) اى ولو معتدة عن طلاق رجعي او بائن غير ثلاث في حرة و ثنتين في امة (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق ۳/ ۲۳۰ ط سعيد كراتشي)

(۲) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا في الهداية (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس في الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/ ۴۷۳ ط ما جديه كوئٹه)

والدہ سے دریافت کیا تو اس کی والدہ نے کہا کہ ہم کو زید کی بی بی نے کچھ نہیں کہا اور نہ وہ میرے پاس آئی ہے اور زید کی بی بی سے بھی یہ بات دریافت کی گئی تو اس نے یہ کہا کہ ہم نے کوئی بات اپنی خوش دامن سے نہیں کہی اور نہ جگایابلکہ واپس چلی گئی لہذا گزارش یہ ہے کہ زید کی بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں اگر طلاق ہو گئی تو عورت کی عدت کتنی ہو گی - المستفتی نمبر ۲۲۸۱ محمد قیوم صاحب - در بھنگہ

۴ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۶ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۸٤) اگر زید نے عورت کو طلاق دیتے وقت معلق طور پر طلاق دی ہو یعنی یوں کہا ہو کہ اگر تو نے میری بات میری ماں سے کہی تو تجھے طلاق اور عورت نے اس کی ماں سے وہ بات نہیں کہی تو طلاق نہیں ہوئی(۱) لیکن اگر اس نے تعلیق نہیں کی تھی تو طلاق ہو گئی (۲) اور اب اس کی عدت تین حیض آنے پر پوری ہو گی(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل نوزدہم
تخییر طلاق

شوہر کی طرف سے بیوی کو طلاق کے اختیار ملنے کے بعد بیوی کو طلاق کا حق حاصل ہے

(سوال) زید نے اپنی اہلیہ کو ایک تحریر ۷ امئی ۱۹۴۲ء کو دی اور اس نے اس وقت پڑھ بھی لی بعد ازاں ۲۶ مئی ۴۲ء تک دونوں زن و شوایک مکان میں رہتے رہے اور تعلقات زن و شو قائم رہے ۲۶ مئی ۴۲ء کو اطلاع دی اور ایک تحریر ۳۰ مئی ۴۲ء کو زوجہ زید نے دی دونوں کی نقلیں درج ذیل ہیں پس اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور اگر ہوئی تو کونسی ہوئی ؟

(نقل تحریر شوہر) محترمہ ! السلام علیکم میں نے آپ کے مطالبہ پر بہت غور و خوض کرنے کے بعد جو فیصلہ کیا ہے اس سے آپ کو مطلع کر دینا بہت ضروری سمجھتا ہوں دنیاوی تعلقات یا خدا اور رسول کی طرف سے جو حق مجھ کو حاصل ہے اس کا مختار آپ کو کرتا ہوں یعنی اگر آپ واقعی مجھ سے علیحدگی کا فیصلہ کریں تو میں آپ کی راہ میں مخل نہیں ہوں گا بلکہ آپ کا اپنے فیصلہ سے مطلع کر دینا کافی ہو گا زیادہ کیا عرض کروں میری گستاخیوں کو معاف فرماتے ہوئے اپنے فیصلہ سے مطلع فرمائیں -

---

(۱) واذا اضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط مثل ان يقول لا مرأته ان دخلت الدار فانت طالق (الهداية كتاب الطلاق، باب الايمان فى الطلاق ۲/۳۸۵ ط شركة علميه ملتان)

(۲) و يقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو تقديرا بدائع ليدخل السكران ولو عبدا او مكرها (تنوير الابصار مع هامش ردالمحتار، كتاب الطلاق ۳/ ۲۳۵ ط سعيد كراتشى)

(۳) قال الله تعالىٰ - والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلاثة قروء (البقرة ۲۲۸) وقال فى الدر وهى فى حق الحرة ولو كتابية تحت مسلم تحيض لطلاق ولو رجعيا او فسخ بجميع اسبابه بعد الدخول حقيقة او حكما ثلاث حيض كوامل لعدم تجزى الحيضة (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق باب العدة ۳/ ٥٠٤ ط سعيد كراتشى)

۷ا مئی ۱۹۴۲ء

(نقل تحریر زوجہ) جناب ---- وعلیکم السلام-آپ کی تحریر مجھ کو ملی میں نے کافی غور کیاآپ کی تحریر سے مجھے اتفاق ہے میں آپ کو زبانی بھی مطلع کر چکی ہوں اوراس تحریر کے ذریعہ پھر مطلع کرتی ہوں کہ میں نے طلاق منظور کیااب مجھے آپ سے کوئی واسطہ نہیں اور کسی قسم کا تعلق زن و شوہاتی نہیں رہا-

۳۰ مئی ۱۹۴۲ء

المستفتی نمبر ۲۷۲۱ محمد فخر الہدیٰ کلکتہ - ۲۶ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ م ۱۱ جون ۱۹۴۲ء

(جواب ۸۵) زید کی تحریر میں تخییر و تفویض ہے اور عموم اوقات کا کوئی لفظ نہیں ہے اسلئے وہ مقید بالمجلس ہے یعنی جس مجلس میں زوجہ نے وہ تحریر پڑھی تھی اسی مجلس میں اسے طلاق ڈال لینے کا حق تھا جب اس مجلس میں اس نے اپنے اوپر طلاق نہیں ڈالی تو وہ اختیار جو اسے دیا گیا تھا باطل ہو گیا(۱) پھر ۲۶ مئی تک دونوں کا باہم زن و شو کی طرح رہنا بھی مبطل اختیار ہے لہذا ۲۶ مئی کو زوجہ کی طرف سے زوج کو زبانی اطلاع دینا اور ۳۰ مئی کو تحریر دینا بیکار ہے اور پھر تحریر بھی مہمل ہے یعنی اس سے یہ نہیں نکلتا کہ تخییر کے حق کو وہ استعمال کر کے خود طلاق لے رہی ہے بلکہ یہ نکلتا ہے کہ زوج نے اسے طلاق دی ہے وہ اسے منظور کرتی ہے حالانکہ زوج نے اپنی تحریر میں اسے طلاق نہیں دی بلکہ اسے اپنے اوپر طلاق ڈالنے کا اختیار دیا تھالہذا زوجہ پر کوئی طلاق نہیں پڑی ہے اور وہ بدستور زید کے نکاح میں ہے-

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

فصل بستم
طلاق غیر مدخولہ

رخصتی سے قبل طلاق دینا چاہے' تو کیا طریقہ ہے ؟

(سوال) ایک شخص کا صرف نکاح ہو گیا ہے لیکن ابھی رخصت نہیں ہوئی وہ اپنی بیوی کو فی الفور طلاق دینا چاہتا ہے ایک ہی وقت میں تو کس طرح دے ؟ ایک دم تین مرتبہ کہہ دے یا وقفہ دے کر ؟

(جواب ۸۶) غیر مدخولہ کو ایک طلاق دے دینا کافی ہے ایک ہی طلاق سے وہ بائن ہو جاتی ہے حالت

---

(۱) قال لها اختاری او امرك بيدك ينوی تفويض الطلاق او طلقی نفسك فلها ان تطلق فی مجلس علمها به مشافهة او اخبارا وان طال يوما او اكثر مالم يوقت و يمضی الوقت قبل علمها مالم تقم لتبدل مجلسها حقيقة او حكما بان تعمل ما يقطعه مما يدل علی الاعراض لانه تمليك فيتوقف علی قبولها فی المجلس لا توكيل.... لا تطلق بعده ای المجلس ! لا اذا زاد علی قوله طلقی نفسك متی شئت او متی ماشئت اوا ذا ما شئت (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب تفويض الطلاق ۳/۲۱۵ ط سعيد كراتشی)

طہر میں طلاق دینا بہتر ہے (۱) فقط محمد کفایت اللہ غفرلہ 'مدرسہ امینیہ دہلی

فصل بست ویکم
متفرقات

بیوی سے کہا "میں نے تجھ کو ثلاث ایک طلاق بائن دیا" تو کتنی طلاق واقع ہوئی ؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں تجھ کو ثلاث ایک طلاق بائن دیا تم جاؤ' تو اس کی بیوی پر کتنی طلاقیں واقع ہوں گی ؟

(جواب ۸۷) "زید کے اس قول سے کہ میں تجھ کو ثلاث ایک طلاق بائن دیا" اس کی بیوی پر تین طلاقیں پڑیں اور وہ مطلقہ مغلظہ ہوگئی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

حالت حمل میں طلاق دینے کے بعد رجوع کرنا

(سوال) زید کی شادی و نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا ہندہ سے زید نے بتاریخ ۱۶ مئی ۳۳ء وطن چلنے کے لئے کہا ہندہ نے انکار کیا اس پر زید نے ہندہ کو طلاق دیدی ہندہ اس وقت حاملہ تھی ہندہ کے ۷ جون ۳۳ء کو وضع حمل ہوا ہندہ کا خود اس کے والدین کا بیان ہے کہ زید نے تین چار مرتبہ طلاق دی یہ کہہ کر کہ "میں نے تجھ کو طلاق دی" زید انکاری ہے مگر حاکم کی رائے میں تین چار مرتبہ طلاق دینا ثابت نہیں البتہ ایک واقعہ یہ ثابت ہے کہ وقوعہ طلاق کے عین مابعد زید اور زید کے خسر و خود نائب قاضی صاحب ریاست بھوپال کے پاس گئے اور ان کے روبرو ایک استفتا پیش کیا اور واقعات زبانی زید کے خسر نے بیان کئے جن کی زید نے تردید نہیں کی اس استفتا اور واقعات سے جو زید کے خسر نے بیان کئے نائب

---

(۱) وقال لغیر المؤطوء ۃ انت طالق واحدۃ و واحدۃ بالعطف - یقع واحدۃ بائنۃ ولا تلحقھا الثانیۃ لعدم العدۃ (الدر المختار مع ہامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب طلاق غیر المدخول بھا ۲۸۸/۳ ط سعید کراتشی) قال لزوجتہ غیر المدخول بھا انت طالق ثلاثا وقعن وان فرق بانت بالاولی لاالی عدۃ ولذا لم تقع الثانیۃ بخلاف الموطوء ۃ حیث یقع الکل وکذا انت طالق ثلاثا متفرقات فواحدۃ (تنویر الابصار مع ہامش رد المحتار' کتاب الطلاق باب طلاق غیر المدخول بھا ۳/ ۲۸٤ سعید کراتشی)

(۲) فالذی یعود إلی العدد ان یطلقھا ثلاثا فی طہر واحد بکلمۃ واحدۃ او کلمات متفرقۃ او یجمع بین التطلیقتین فی طہر واحد بکلمۃ واحدۃ او بکلمتین متفرقتین فاذا فعل ذلک وقع الطلاق وکان عاصیا (الفتاوی الہندیۃ کتاب الطلاق الباب الاول مطلب الطلاق البدعی ۱/ ۳٤۹ ط ماجدیہ کوئٹہ) وقال ایضا ولو قال انت بثلاث وقعت ثلاث ان نوی ولو قال لم انولا یصدق اذا کان فی حال مذاکرۃ الطلاق والا صدق و مثلہ بالفارسیۃ " تو بسہ" علی ما ہو المختار للفتوی (الفتاوی الہندیۃ' کتاب الطلاق' الباب الثانی فی ایقاع الطلاق' الفصل الاول فی الطلاق الصریح ۳۵۷/۱ ط مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)

قاضی صاحب نے یہ نتیجہ نکالا کہ طلاق رجعی ہو گئی طلاق بائن نہیں ہوئی نیز زید کا ادّعا ہے کہ نائب قاضی صاحب کے حکم کے بعد اس نے اپنے خسر کے سامنے رجعت کی۔ لیکن یہ ثابت نہیں ہے دوسری رجعت زید نے عدالت کے روبرو بتاریخ یکم نومبر ۳۳ء دوران حلفی بیان خود کی اور ہندہ کے وضع حمل ۷ جون ۳۳ء کو ہو چکا تھا لہذا بربنائے واقعات مندرجہ بالا کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ مابین زید و ہندہ طلاق وارد ہوئی یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۱۹ عبدالحنیف خاں

۱۴ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ م ۲۴ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۸) اس سوال میں وہ واقعات درج نہیں جن سے طلاق ہونے یا نہ ہونے کا حکم دیا جا سکے۔ اسی طرح صحت رجعت وعدم صحت کا حکم بھی۔ اس سوال کا جواب اسی قدر ہو سکتا ہے کہ ثبوت طلاق کے لئے شہادت شرعیہ کی ضرورت ہے(۱) نائب قاضی کے سامنے زید کے خسر کا بیان شہادت طلاق کا کام نہیں دے سکتا(۲) اور رجعت عدت کے اندر ہو سکتی ہے(۳) اگر طلاق کا ثبوت ہو جائے تو عدت اس کی وضع حمل پر ختم ہو جاتی ہے وضع حمل سے پہلے رجعت ہوئی تو معتبر ہوگی ورنہ نہیں(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

تین طلاق دینے کے بعد جھوٹے گواہوں کی گواہی سے عورت اس کے لئے حلال نہیں ہو گی

(سوال) ایک شخص نے اپنی منکوحہ کو طلاق دینے کے وقت پوچھا کہ تم کو کچھ ہے (یعنی حمل ہے) اس نے جواب میں کہا کہ ہم کو کچھ نہیں ہے اس شخص نے کہا کہ اگر کچھ ہو تو اس کا میں ذمہ دار نہیں ہوں اور اس نے تین طلاق پوری دی اور چند آدمیوں کے سامنے طلاق نامہ لکھ دیا اور پھر چند روز کے بعد اس نے کہا کہ میں نے شرطی طلاق دی ہے اور جھوٹے گواہ لے جا کر مفتی سے فتویٰ لا کر اس عورت کو کام میں لاتا ہے۔ المستفتی نمبر ۳۰۷ نیگ مسلم نورانی کلب ڈیگون

۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۹ جولائی ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۹) اگر شخص مذکور بلاشرط طلاق دے چکا ہے اور تین طلاقیں دی ہیں تو اس کی زوجہ اس

---

(۱) او ما سوی ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين او رجل وامرأتين سواء كان الحق مالا او غير مال مثل النكاح والطلاق والوكالة والوصية (الهندية كتاب الشهادة ۳/ ۱۵٤ ط شركة علميه ملتان)

(۲) لا تقبل من اعمى۔والزوجة لزوجها وهو لها ولو فی عدة من ثلاث والفرع لا صله وان علاو بالعكس للتهمة (تنوير الابصار مع هامش رد المحتار كتاب الشهادات باب القبول وعدمه ۵/ ٤۷۸ ط سعيد كراتشى)

(۳) واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها رضيت بذلك او لم ترض لقوله تعالىٰ "فامسكوهن بمعروف" من غير فصل (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة ۲/ ۳۹٤ شركة علميه ملتان)

(٤) ولا بدمن قيام العدة لان الرجعة استدامة الملك ألا ترى انه سمى امساكا وهو الا بقاء وانما يتحقق الا ستدامة فى العدة لانه لا ملك بعد العدة (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة ۲/ ۳۹٤ ط شركة علميه ملتان)

کے لئے حرام ہو چکی ہے (۱) جن لوگوں نے جھوٹی گواہی دی وہ سخت گناہ گار اور فاسق ہوئے (۲) اور ان کی جھوٹی گواہی کی بناء پر اور مفتی کے فتوے کی وجہ سے وہ عورت اس شخص کے لئے حلال نہیں ہو جائے گی کیونکہ مفتی کا فتوی تو بیان سائل پر ہوتا ہے اگر بیان جھوٹا ہو تو مفتی اس کا ذمہ دار نہیں اور نہ اس کے فتوے سے حرام چیز حلال ہو سکتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

شوہر نے بیوی سے کہا "میں جاتا ہوں' تم طلاق لے لو' تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید کی منکوحہ عورت آٹھ ماہ میں بچہ جن چکی ہے اب زید کو کچھ دماغی عارضہ ہو گیا زید کو وہم ہوا کہ میری زوجہ نے مجھ پر جادو کروادیا ہے اس خیال پر زوجہ کو مارا پیٹا اس نے اپنی جان کے خوف کے باعث اپنے عزیزوں کو اطلاع دی جنہوں نے زید کو مار پیٹ کر نکال دیا زید قریب ایک سال کے بعد اپنی زوجہ کے پاس گیا اور کہا کہ تم نے میری ہمدردی نہیں کی ہے اس لئے میں جاتا ہوں اگر تم چاہو تو طلاق نامہ کاغذ پر لکھ دوں عورت نے جواب دیا کہ اب مجھ کو دوسرا خاوند کرنا نہیں ہے جو تم سے طلاق لوں تمہاری خوشی ہو آنا یا نہ آنا اب تین سال کے بعد زید اپنی جورو سے متفق ہونا چاہتا ہے اس واسطے زید دریافت کرتا ہے کہ عورت مذکورہ میرے نکاح میں سے خارج تو نہیں ہوئی۔

المستفتی نمبر ۱۲۳۷ مستری صادق علی صاحب (ضلع بلند شہر)

۲۴ شعبان ۱۳۵۵ھ م ۱۰ نومبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۰) صرف اس کہنے سے کہ میں جاتا ہوں تم چاہو تو طلاق لے لو اور عورت کا یہ کہنا کہ مجھے دوسرا خاوند کرنا نہیں ہے جو تم سے طلاق لے لوں تمہاری خوشی ہو آنا یا نہ آنا اس سے طلاق نہیں ہوئی (۳) میاں بیوی باہم زوجین کی طرح رہ سکتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ اوثنتین فی الامۃ لم تحل له حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا و یدخل بھا ثم یطلقھا او یموت عنھا والاصل فیه قوله تعالیٰ : "فان طلقھا فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ" والمراد الطلقۃ الثالثۃ (الھدایۃ کتاب الطلاق باب الرجعۃ فصل فیما تحل به المطلقۃ ۲/۳۹۹ ط شرکۃ علمیه ملتان)

(۲) عن ابی بکرۃؓ قال کنا عند رسول اللہ ﷺ فقال ألا أنبئکم باکبر الکبائر ثلاثا الاشراک باللہ و عقوق الوالدین و شھادۃ الزور کان رسول اللہ ﷺ متکئاً فجلس فما زال یکررھا حتی قلنا لیته سکت (رواہ مسلم فی الصحیح کتاب الایمان باب الکبائر واکبرھا ۱/۶۴ ط قدیمی کراتشی) عن انسؓ عن النبی ﷺ فی الکبائر قال الشرك باللہ و عقوق الوالدین و قتل النفس وقول الزور (رواہ مسلم فی الصحیح باب الکبائر واکبرھا ۱/۶۴ ط قدیمی کراتشی)

(۳) اسلئے کہ یہ الفاظ طلاق صریح یا کنایہ میں سے نہیں ہیں، پس ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوگی، کمافی رد المحتار (قوله ورکنه لفظ مخصوص) ھو ماجعل دلالۃ علی معنی الطلاق من صریح او کنایۃ......واراد اللفظ ولو حکما لیدخل الکتابۃ ...... وبه ظھر ان من تشاجر مع زوجته فاعطاھا ثلاثۃ احجار ینوی الطلاق ولم یذکر لفظا لا صریحا ولا کنایۃ لا یقع علیه کما افتی به الخیر الرملی وغیرہ الخ (رد المحتار مع الدرالمختار، کتاب الطلاق ۳/ط، سعید کراتشی)

عورت نے کہا "میں اگر تم سے تعلق رکھوں، تو اپنے باپ اور بھائی سے تعلق رکھوں گی تو طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال) میری شادی ہوئے عرصہ سات سال کا ہوا میری اہلیہ ناخواندہ جاہل مزاج اور نافرمان ہے جب سے میری شادی ہوئی ہے میں کبھی خوش نہیں ہوں ہمیشہ نااتفاقی ہی رہتی ہے اس وقت دو لڑکے ہیں تین بچے ہوئے پہلا لڑکا قضا کر گیا دوسرا چار سال کا ہے تیسرا شیر خوار ہے میری پہلے سے منشاء دوسرے نکاح کی ہے لیکن میری اہلیہ اس کے خلاف ہے اس رنجش کی وجہ سے اس نے عہد کر لیا ہے کہ میں اگر تم سے تعلق رکھوں گی تو اپنے باپ اور بھائی سے تعلق رکھوں گی تو میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ شرعاً اس کے لئے کیا حکم ہے میرے نکاح میں ہے یا نکاح سے باہر ہو گئی مہر پانچ سو روپے دو سرخ دینار ہے علاوہ اس کے وہ بچوں کو نہیں چھوڑنا چاہتی ہے اس لئے کل باتوں سے مجھے مطلع فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۱۵۳۹ سید احمد علی صاحب (ضلع رائے پور ریاست کھیراگڈھ) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ

(جواب ۹۱) اہلیہ کے اس عہد کر لینے سے طلاق نہیں پڑتی(۱) اور نہ اس سے وطی کرنا شوہر کے لئے ناجائز ہوتا ہے شوہر وطی کر سکتا ہے اگر اہلیہ نے عہد مؤکد بقسم بھی کیا ہو جب بھی مرد کے لئے کچھ حرج نہیں اس کو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا(۲) اور بس آپ اس کو مسئلہ سمجھا کر اس سے تعلقات زوجیت قائم کر لیں اور جب اس کے بطن سے اولاد ہے تو اسی کے ساتھ نباہ کرنے کی کوشش کریں(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جب شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی، تو طلاق واقع ہو گئی

(سوال) زید نے اپنی بیوی کو پنچایت کے روبرو طلاق دیدی اور عورت کو گھر سے نکال دیا وہ عورت اپنے بھائی کے پاس چلی گئی اس کا بھائی پنچایت لے کر آیا اس نے زید سے پوچھا تم نے طلاق کیوں دی اس نے کہا میں نے نہیں رکھنی اس لئے طلاق دیدی آپ بتائیں کہ اس عورت کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۰۸ فضل الدین ٹیلر ماسٹر (جالندھر) ۵ رجب ۱۳۵۷ھ م یکم ستمبر ۱۹۳۸ء

---

(۱) طلاق کا اختیار شریعت نے مرد ہی کو دیا ہے عورت کو یہ اختیار نہیں دیا گیا، کما فی حدیث ابن ماجه الطلاق لمن اخذ بالساق قال فی الرد (قوله لم اخذ بالساق) كناية عن ملك المتعة (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق ۲۴۲/۳ ط سعید کراتشی) وقال في الدر : لان الطلاق لا يكون من النساء (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب النكاح باب نكاح الكافر ۱۹۰/۳ ط سعید کراتشی)

(۲) وهذا القسم فيه الكفارة لآية " واحفظوا ايمانكم" ولا يتصور حفظ إلا في مستقبل فقط ان حنث (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الايمان ۷۰۸/۳ ط سعید کراتشی)

(۳) قال الله تعالىٰ اوان امرأة خافت من بعلها نشوزا اوا عراضا فلا جناح عليهما ان يصلحا بينهما صلحا والصلح خير (النساء : ۱۲۸)

(جواب ۹۲) جب کہ شوہر نے طلاق دیدی تو طلاق ہو گئی(۱) طلاق کتنی مرتبہ دی یہ معلوم نہ ہوا اگر ایک یا دو مرتبہ لفظ طلاق کے ساتھ طلاق دی تو رجعت ہو سکے گی(۲) اور تین مرتبہ دی ہو تو طلاق مغلظہ کا حکم ہو گا(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر نے کئی دفعہ کہا "میں نے تجھ کو طلاق دی" تو بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو گئی

(سوال) مسماۃ ننھی بیگم زوجہ عبدالغنی ولد وزیر علی خاں ساکن قصبہ اجھانی ضلع بدایوں وارد حال شہر دہلی تخمیناً عرصہ دو سال سے اپنے شوہر سے نان نفقہ وصول کرنے سے عاجز ہے اور ضروریات کو پورا کرنے میں محتاج ہے۔ اور اس نے کئی مرتبہ کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی اور میں اپنے چچازاد بھائی کے یہاں چلی گئی ایسی صورت میں میرے واسطے کیا حکم ہے؟ (نمبر ۸) نشانی انگوٹھا مسماۃ ننھی بیگم
مورخہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ ۲۰ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۹۳) اگر خاوند کئی مرتبہ یہ کہہ چکا ہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دی تو عورت پر طلاق ہو چکی ہے(۴) وہ عدالت میں طلاق دینے کا ثبوت پیش کر کے حکم تفریق حاصل کر سکتی ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' مدرسہ امینیہ دہلی

صورت مسئولہ میں عورت پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو گئیں

(الجمعیۃ مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک مرد ہے جس کے نکاح میں عرصہ آٹھ سال سے ایک عورت تھی جس کو ہمیشہ مرد مذکور نکالا کرتا تھا اور چودہ بار مرد مذکور نے طلاق دیا تھا عورت چلی جاتی تھی پھر بلا کر رکھ لیتا تھا مگر کبھی درمیان

---

(۱) یقع طلاق کل زوج اذا کان بالغا عاقلا سواء کان حرا او عبدا طائعا او مکرها کذا فی الجوهرة النیرة (الفتاوٰی الهندیة ' کتاب الطلاق الباب الاول' فصل فیمن یقع طلاقه و فیمن لا یقع طلاقه ۱/۳۵۳ ط ماجدیه کوئٹه)

(۲) واذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها (الهدایة کتاب الطلاق باب الرجعة ۲/۳۹٤ ط .شرکة علمیه ملتان)

(۳) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة او ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا و یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها (الهدایة کتاب الطلاق' باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط شرکة علمیه ملتان)

(٤) صریحه مالم یستعمل إلا فیه ولو بالفارسیة کطلقتك وانت طالق ومطلقة یقع بها ای بهذه الالفاظ ومابمعناها من الصریح واحدة رجعیة وان نوی خلافها اولم ینو شیئا (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق باب الصریح ۳/۲٤۷ ط سعید کراتشی) فالصریح قوله انت طالق مطلقة وطلقتك فهذا یقع به الطلاق الرجعی لأن هذه الالفاظ تستعمل فی الطلاق ولا تستعمل فی غیره فکان صریحا وانه یعقب الرجعة ولا یفتقر إلی النیة (الهدایة کتاب الطلاق باب ایقاع الطلاق ۳/۳۵۹ ط شرکة علمیه ملتان)

فریقین کے اتفاق نہ رہا آخری مرتبہ نکال دینے کے بعد مرد نے اپنی دوسری شادی بھی کرلی ایسی صورت میں کہ وہ اس سے بے تعلق ہو چکا ہے عورت کے لئے کیا حکم ہے ؟

(جواب ۹٤) اگر واقعہ یہ ہے کہ چودہ بار مرد طلاق دے چکا ہے تو نکاح قائم رہنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے رجعت کا حق بھی دو طلاق تک رہتا ہے(۱) تیسری طلاق کے بعد عورت مطلقہ مغلظہ ہو جاتی ہے(۲) پس بصورت صدق واقعہ وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ'

شوہر نے بیوی سے تین بار کہا "تم کو چھوڑ دیا" تو کتنی طلاقیں واقع ہوئیں ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲٦ اگست ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص نے اپنی بیوی سے تین بار کہا کہ تم کو چھوڑ دیا لیکن یہ الفاظ حالت غضب میں کہے تھے بعدہ شوہر نے انکار کر دیا کہ میں نے کوئی طلاق نہیں دی ہے اس معاملہ میں چار شخص موجود تھے ایک اہل ہنود' ایک والد عورت کا اور دو شخص دیگر یہ چار شخص حلفیہ بیان کرتے ہیں کہ خاوند نے واقعی الفاظ مذکورہ کہے ہیں مگر جو شخص دوسرے ہیں وہ خاوند کے مخالف ضرور ہیں۔

(جواب ۹۵) اگر خاوند نے یہ الفاظ کہ میں نے تم کو چھوڑ دیا طلاق کی نیت سے کہے ہوں تو ایک طلاق بائن پڑی اور نیت طلاق نہ ہو تو طلاق نہیں ہوئی(۳) اگر وہ نیت طلاق کا انکار کرے یا ان الفاظ کے کہنے سے ہی منکر ہو اور گواہ بھی نہ ہوں یا قابل اعتماد نہ ہوں تو خاوند کا قول مع قسم کے معتبر ہوگا(٤)

محمد کفایت اللہ غفرلہ

---

(۱) قال اللہ تعالی : الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان (البقرة ۲۲۹) اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة ۲/۳۹٤ ط شركة علميه ملتان)

(۲) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والا صل فيه قوله تعالىٰ فان طلقها فلا تحل له من بعدحتى تنكح زوجا غيره' المراد الطلقة الثالثة (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة ۳/۳۹۹ ط شركة علميه ملتان)

(۳) فالكنايات لا تطلق بها قضاء إلا بنية او دلالة الحال وهى حالة مذاكرة الطلاق او الغضب فنحوا خرجى واذهبى و قومى يحتمل ردا ونحو خلية ' برية حرام بائن يصلح سبا و نحواعتدى واستبرئى رحمك سرحتك فارقتك لايحتمل السب والرد ففى حالة الرضا اى غير الغضب والمذاكرة تتوقف الاقسام الثلاثة تاثيرا على نية للاحتمال و فى الغضب توقف الاولان ان نوى وقع إلا لا وفى مذاكرة الطلاق يتوقف الاول فقط و يقع بالا خيرين ان لم ينو (تنوير الابصار وشرحه مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الكنايات ۳/۲۹٦ ط سعيد كراتشى) اردو میں لفظ "چھوڑ دیا" صریح ہے یا کنایہ ؟ اس سے طلاق واقع ہونے کے لئے نیت شرط ہے یا نہیں ؟ اس کے متعلق تفصیلی بحث جواب نمبر ۳ ا حاشیہ نمبر ا پر ملاحظہ فرمائیں۔

(٤) والقول له بيمينه فى عدم النية و يكفى تحليفها له فى منزله فان ابى رفعته للحاكم فان نكل فرق بينهما (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الكنايات ۳/۳۰۰ ط سعيد كراتشى)

طلاق یا خلع کے بغیر میاں بیوی میں تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک مسلمان کے گھر غیر کی منکوحہ عورت دس بارہ سال سے رہتی ہے اور اس مرد کے اس عورت کے بطن سے چند بچے بھی پیدا ہو چکے ہیں وہ عورت اپنے شوہر کے گھر ہرگز نہیں جاتی اور شوہر اس کو طلاق نہیں دیتا یہ نکاح بغیر طلاق کے کسی طرح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ اور یہ عورت مرد مذکور پر کسی طرح حلال ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ عرصہ مدید کی موانست اور بچوں کی محبت بھی مانع مفارقت ہے ۔

(جواب ۹۶) اس عورت کا پہلے خاوند سے نکاح کسی صورت سے فسخ کرایا جائے اور کوئی صورت ممکن نہ ہو تو کم از کم ایلا کی صورت پیدا کر کے چار ماہ کے بعد وقوع طلاق کا حکم دیا جائے گا(۱) محمد کفایت اللہ غفر لہ

پیر کے کہنے سے کہ "اگر ہماری تابعداری کے خلاف کیا" تو تمہاری عورت پر طلاق پڑ جائے گی' مریدین کی عورتوں پر طلاقیں نہیں ہوتیں

(الجمعیۃ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۴ء)

(سوال) ایک مولوی جو نماز پنجگانہ کا پابند نہیں' ہر روز سینما دیکھتا ہے قوالی اور گانا سنتا ہے ساری رات گانے کے محفل میں جاگے اور نماز فجر کے وقت سو جائے اور اپنے متبعین سے یہ عہد لے کہ تم پر ہماری تابعداری ہر طرح فرض ہے اگر اسکے خلاف کیا تو تمہاری عورت پر طلاق پڑ جائے گی اس کے چیلے یہ سن کر جواب نہیں دیتے بلکہ سب کے سب تسلیم کرتے ہیں کیا واقعی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں ان کی عورتوں پر طلاق پڑ جائے گی ؟

(جواب ۹۷) یہ شخص اگرچہ نام کا عالم ہو مگر در حقیقت عالم نہیں ہے جاہل ہے اس کی متابعت کرنا ناجائز ہے اور اس کا خلاف کرنے سے کسی شخص کی بیوی پر طلاق نہیں پڑے گی(۲) کیونکہ محض اس کے اس کہنے سے کہ جو میرا خلاف کرے گا اس کی بیوی پر طلاق ہو جائے گی کوئی طلاق معلق نہیں ہو گی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) اس کی صورت یہ ہے کہ شوہر یہ قسم کھالیوے کہ واللہ میں تیرے قریب چار ماہ تک نہ جاؤں گا اور پھر چار ماہ تک نہ گیا تو بے شک اس کی بیوی پر طلاق بائن واقع ہو جاتی ہے کما قال اللہ تعالیٰ للذین یولون من نسائھم تربص اربعة اشھر فان فاؤ ا فان اللہ غفور رحیم وان عزموا الطلاق فان اللہ سمیع علیم (البقرة : ۲۲۶ - ۲۲۷) وقال فی الھدایة : اذا قال الرجل لامرأ ته واللہ لا اقربك او قال واللہ لا اقربك اربعة اشھر فھو مول فان وطئھافی الاربعة الاشھر حنث فی یمینه ولزمته الکفارة وسقط الایلاء وان لم یقر بھا حتی مضت اربعة اشھر بانت منه بتطلیقة (الھدایة' کتاب الطلاق باب الایلاء ۲/۱ ۰ ٤ ط شرکة علمیه ملتان) و کذافی الدر المختار مع ھامش رد المحتار کتاب الطلاق باب الایلاء ۳/ ٤۲۵ ط سعید کراتشی)

(۲) لا یقع طلاق المولی علی امرأة عبده لحدیث ابن ماجه " الطلاق لمن اخذ بالساق" الدر المختار مع ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ۳/ ۲٤۲ ط بسعید کراتشی- وقال فی الرد (قوله واھله زوج عاقل بالغ مستیقظ) احترز بالزوج عن سید العبد ووالد الصغیر (ھامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الطلاق ۳/ ۲۳۰ ط سعید کراتشی) وقال فی الدر او یقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مکرھا (الدر المختار مع ھامش رد المحتار ' کتاب الطلاق ۳/ ۲۳٦ ط سعید کراتشی)

دوسرا باب
فسخ و انفساخ
فصل اول
عمر قید زوج

شوہر بیس سال کے لئے قید ہو گیا' تو عورت نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) عرصہ تقریباً سات سال کا ہوا جب کہ سائلہ کی عمر تقریباً سات سال کی تھی اور قطعی نابالغہ تھی بلا علم و اجازت وبلا رضا مندی سائلہ نکاح سائلہ ہمراہ محمد صدیق ولد محمد دین ہوا تھا جس میں رضا مندی محض بزرگان فریقین تھی اس وقت زوج کی عمر تقریباً چودہ سال تھی بعد نکاح زوجہ بر مکان زوج بہ سبب علالت خسر مرحوم عرصہ ڈیڑھ سال ہوا صرف ڈیڑھ ماہ کے لئے گئی تھی اور اس دوران میں کسی قسم کا کوئی واسطہ زوجہ کا زوج سے نہیں ہوا اور نہ تاہنوز زوجہ یہ جانتی ہے کہ زوج سے کیا واسطہ اور تعلق ہوتا ہے اب تقریباً ڈیڑھ دو ماہ گزرے کہ زوج کو ایک مقدمہ قتل میں جنم قید ہو گئی ہے جس کی مدت کم از کم بیس سال ہوتی ہے زوجہ کی عمر اس وقت چودہ پندرہ سال ہے اور کوئی اثاثہ ایسا نہیں ہے جس سے وہ اپنی گزر اوقات کر سکے اور دل کو مار سکے نیز زوجہ کی خوشی اور رضا مندی زوج کے ساتھ نہیں ہے اور زوج کا باپ بھی زندہ نہیں ہے اب وہ نکاح ثانی کس طرح کر سکتی ہے ؟

المستفتی نمبر ۱۷ اسماۃ کبیر اُمعرفت منشی محمد صدیق مختار عام ہمدرد دواخانہ' دہلی

۱۰ رمضان ۱۳۵۲ھ م ۲۸ دسمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۹۸) ایسی حالت میں کہ خاوند کو عمر قید ہو گئی ہے اور کوئی اثاثہ بھی زوجہ کے نفقہ کے لئے نہیں چھوڑا تو کوئی مسلمان حاکم اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے بعد حکم فسخ عورت دوسرا نکاح کر سکے گی (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) اس صورت میں حنفیہ کا اصل مذہب یہ ہے کہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا اور عورت کو بغیر طلاق دیئے شوہر کے دوسرا نکاح کرنا جائز نہیں کما فی الدر المختار اولا یفرق بینہما بعجزہ عنہا الثلاثۃ ولا بعدم ایفانہ لو غائبا حقہا (کتاب الطلاق باب النفقۃ ۳/ ۵۹۰ ط سعید کراتشي) لیکن بعض دیگر ائمہ ایسی صورت میں فسخ نکاح کو جائز قرار دیتے ہیں اور حنفی کو بضرورت شدیدہ اس پر عمل کرنا درست ہے اور امام شافعیؒ کے مذہب کے موافق فتویٰ دینا صحیح ہوگا البتہ احوط یہ ہے کہ جس کا مذہب تفریق و فسخ نکاح کا ہے اسی سے فسخ کرائے کما فی الدر المختار وجوزہ الشافعي با عسار الزوج و بتضررہا بغیبتہ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ نعم لو امر شا فعیا فقضی بہ نفذ اذا لم یرتش الآمر والما مور بحر (درمختار) وقال فی الرد' (جاری ہے)

قیدی کی بیوی کا کیا حکم ہے ؟

(سوال) ایک شخص کو کالے پانی کی سزا بتعین ۲۰ سال کی ہوئی ہے اور اس کی بیوی جوان ہے وہ اس عرصہ تک نہیں رہ سکتی اور اپنی شادی کرنا چاہتی ہے تو ایسی صورت میں عقد ثانی کا کیا حکم ہے ؟
المستفتی نمبر ۲۲۲ قاضی عبدالرؤف دھولانہ ضلع میرٹھ
۱۶ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ م ۳ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۹۹) اگر ممکن ہو تو اس قیدی شوہر سے طلاق حاصل کرلی جائے لیکن اگر حصول طلاق کی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو پھر یہ حکم ہے کہ اگر عورت اتنی طویل مدت تک صبر نہ کرسکتی ہو یا اس کے نفقہ کی کوئی صورت خاوند کی جائداد وغیرہ سے نہ ہو تو کسی مسلمان حاکم نے نکاح فسخ کرالیا جائے - اور بعد فسخ نکاح وانقضائے عدت دوسرا نکاح کردیا جائے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ '

شوہر نہ طلاق دیتا ہے 'نہ نان و نفقہ 'تو بیوی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید بمقدمہ خون ریاست نیپال میں گرفتار ہوا اور سولہ برس تک حوالات میں رہا اب اس کے مقدمہ کا فیصلہ ہوا اور سزا دائم الحبس کی دی گئی زید اپنی زوجہ کو نہ طلاق دیتا ہے نہ نان نفقہ دیتا ہے کیا ایسی صورت میں اس کی زوجہ بغیر طلاق دوسرا نکاح کرسکتی ہے ؟

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) والحاصل ان عند الشافعی اذا اعسر الزوج بالنفقة فلها الفسخ وكذا اذا غاب وتعذر تحصيلها منه على ما اختاره كثيرون منهم لكن الاصح المعتمد عندهم ان لا فسخ ما دام موسرا - قال في عزر الاذكار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ينصب القاضى الحنفى نائبا ممن مذهبه التفريق بينهما اذا كان الزوج حاضرا وابى عن الطلاق ' لان دفع الحاجة الدائمة لا يتيسر بالا ستدانة اذ الظاهر انها لا تجد من يقرضها و غنى الزوج مالا امر متوهم فالتفريق ضرورى اذا طلبته وان كان غائبا لا يفرق لان عجزه غير معلوم حال غيبته - والحاصل ان التفريق بالعجز عن النفقة جائز عند الشافعیؒ حال حضرة الزوج وكذا حال غيبته مطلقا او مالم تشهد بينة باعسار الآن كما علمت فما نقلناه عن التحفة والحالة الاولى جعلها مشايخنا حكما مجتهدا فيه فينفذ فيه القضاء دون الثانية - نعم يصح الثانى عند احمد كما ذكر فى كتب مذهب و عليه يحمل مافى فتاوى قارى الهداية حيث سأل عمن غاب زوجها ولم يترك لها النفقة فاجاب : اذا اقامت بينة على ذلك وطلبت فسخ النكاح من قاض يراه ففسخ نفذ وهو قضاء على الغائب وفى نفاذ القضاء على الغائب روايتان عندنا فعلى القول بنفاذه يسوغ للحنفى ان يزوجها من الغير بعد العدة (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق ' باب النفقة ۳/ ۵۹۰ ط سعيد كراتشى) البتہ علماء حنفیہ جن میں ہندوپاکستان کے ممتاز علماء شامل ہیں نے بھی دارالقضاء اور جماعت المسلمین کے ذریعہ تفریق کی اجازت دی ہے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ' مقدمہ دربیان حکم قضائے قاضی در ہندوستان ودیگر ممالک غیر اسلامیہ ص ۳۳ ط دارالاشاعت کراچی-

(۱) اومن اعسر بنفقة امرأته لم يفرق بينهما و يقال لها استدينى عليه وقال الشافعى يفرق لانه عجز عن الامساك بالمعروف فينوب القاضى منابه في التفريق (الهداية كتاب الطلاق' باب النفقة ۲/ ٤٣٩ ط شركة علميه ملتان) جواب نمبر ۹۸ حاشیہ نمبر ا کے تحت درج تفصیل کا ملاحظہ فرمائیں-

(جواب ۱۰۰) اس صورت میں عورت حاکم مجاز سے اپنا نکاح فسخ کرا کے اور عدت گزار کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے بغیر حکم فسخ دوسرا نکاح جائز نہیں ہے(۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل دوم
نافرمانئ زوجہ

عورت کے بھاگ جانے سے عورت اپنے شوہر کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہوتی

(سوال) مسماۃ کرم جی بنت جمال الدین کی شادی رحمت اللہ سے ہوئی عرصہ دس سال تک زن و شوہر میں اتفاق رہا اور دو لڑکیاں بھی ہوئیں ازاں بعد نفاق و رنجش باہمی کی وجہ سے مسماۃ اپنے والدین کے گھر رہی کئی سال تک دخل زوجیت کا مقدمہ عدالت ہائی کورٹ تک پہنچا رحمت اللہ کامیاب ہوا مگر مسماۃ کو جب عدالت سے سپرد کئے جانے کا حکم ہوا تو مسماۃ مع اپنی دختران اور برادر خود کے شہر سے فرار ہو گئی گیارہ سال تک روپوش رہی اپنی گزر اوقات طریقہ ناجائز سے متفرق شہر و دیار میں کرتی رہی اس وقت تک شوہر نے کوئی پتہ رسی نہیں کی مسماۃ اسی صورت سے گزر کرتی ہے اور ہر دو دختران کی شادی بھی کر دی اب سوال یہ ہے کہ مسماۃ اپنے شوہر کے نکاح سے علیحدہ ہو گئی یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۸۱ عبدالرحمٰن خاں جے پور

۲۲ رمضان ۱۳۵۲ھ ۹ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۰۱) مسماۃ مذکورہ ابھی تک رحمت اللہ کی زوجیت سے علیحدہ نہیں ہوئی(۲) علیحدگی کے لئے لازمی ہے کہ یا تو رحمت اللہ طلاق دیکر علیحدہ کرے یا پھر کوئی مسلمان حاکم ان دونوں کی صورت حال معلوم کر کے جب اجتماع اور نباہ کو ناممکن سمجھے تو ان کا نکاح فسخ کر کے تفریق کا حکم دے(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) آج کل بضرورت شدیدہ اس مسئلہ میں مالکیہ کے مذہب پر فتویٰ دیا گیا ہے جس کی پوری تفصیل الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ للتھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ میں مذکور ہے دیکھیں ص ۷۷ حکم زوجہ غائب غیر مفقود - نیز کچھ تفصیل جواب نمبر ۹۸ کے حاشیہ نمبر ا میں بھی ہے - فقط

(۲) نکاح شوہر ہی توڑ سکتا ہے یا وقت ضرورت شریعت نے قاضی کو نکاح فسخ کرانے کا اختیار دیا ہے عورت کے ہاتھ میں یہ معاملہ نہیں رکھا گیا ہے کما قال فی الدر المختار لان الطلاق لا یکون من النساء (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب النکاح' باب نکاح الکافر ۳/۱۹۰ ط سعید کراتشی) ولحدیث ابن ماجہ الذی ذکر صاحب الدر والرد (قولہ الطلاق لم اخذ بالساق) کنایۃ عن ملک المتعۃ (ھامش رد المحتار' مع الدر المختار' کتاب الطلاق ۳/۲۴۲ ط سعید کراتشی)

(۳) ویکون واجبا اذا فات الامساک بالمعروف کما فی امرأۃ المجبوب والعنین بعد الطلب ولذا قالوا اذا فاتہ الامساک بالمعروف ناب القاضی منابہ فوجب التسریح بالاحسان (البحر الرائق کتاب الطلاق ۳/۲۵۵ ط دار المعرفۃ بیروت)

فصل سوم
عدم نان نفقہ

نان و نفقہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) میری منکوحہ بیوی نے عدالت انگریزی پنجاب میں دعویٰ دائر کیا کہ چونکہ میرے شوہر نے ساڑھے تین سال سے نان نفقہ ادا نہیں کیا لہذا مجھے نکاح ثانی کرنے کی اجازت دی جائے عدالت نے میری حاضری کا سمن جاری کیا چونکہ میں غیر ملک میں تھا میں نے جواب دعویٰ تحریری روانہ عدالت کیا جو کسی خاص وجہ سے عدالت میں پیش نہیں کیا گیا میری بیوی نے جو فتوے عدالت میں پیش کئے اس میں تحریر ہے کہ اگر شوہر بیوی کے حقوق ادا کرنے سے انکار کرے اور خرچ بھی نہ دے تو جدائی ہو سکتی ہے پیشتر اس کے کہ عدالت مجھ سے کوئی تحریر طلب کرے عدالت نے سمن بذریعہ اشتہار جاری کر کے یکطرفہ ڈگری دیکر میری بیوی کو نکاح ثانی کی اجازت دیدی کیونکہ میرا جواب دعویٰ عدالت میں پیش نہیں ہوا - المستفتی نمبر ۳۶۲ ، ۱۸ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ یکم جولائی ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۰۲) عدالت کو خاوند سے جواب لینا چاہئے تھا اور اگر وہ نفقہ دینے یا طلاق دینے سے انکار کرتا تو پھر وہ فسخ نکاح کا حکم کر سکتی تھی لیکن اگر مسلمان حاکم نے فسخ نکاح کا حکم اس بناء پر کر دیا ہے کہ خاوند کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا اور نہ موصول ہونے کی امید تھی تو اس کا حکم صحیح ہو گیا اور اگر انقضائے عدت سے قبل خاوند آجائے اور بیوی کے حقوق نفقہ ادا کر کے اسے راضی کر لے تو بیوی اس کو مل سکتی ہے(۱)	محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

شوہر جب خبر نہ لے تو بیوی تفریق کے لئے کیا کرے ؟

(سوال) ایک عورت عظمیٰ نامی کا عرصہ ۱۴-۱۵ سال ہوئے ایک شخص زید کے ساتھ نکاح ہو چکا ہے نکاح کے سال بھر ہی کے اندر شوہر نے ناراضی سے اس کو اس کے میکے پہنچادیا اور اس وقت سے آج تک ایک کوڑی خرچ کو نہ دی اور نہ کوئی خبر لی اور نہ عورت کے بلانے کی خواہش کی کئی بار اس کے شوہر سے کہا گیا کہ اگر تم کو اسے رکھنا منظور نہیں تو اسے طلاق دے دو تو وہ کہتا ہے کہ طلاق ہی سی ہے مجھے کیا وہ جو چاہے کرے چونکہ عورت کو کھانے پینے کی تنگی رہی اس لئے اس کا ایک شخص سے ناجائز تعلق ہو گیا اور وہ اس کا کفیل ہے بستی والے کہتے ہیں کہ تو نکاح کر لے نکاح پڑھنے والے کہتے ہیں کہ جب طلاق

---

(۱) جو شخص باوجود قدرت کے بیوی کے حقوق نان و نفقہ وغیرہ ادا نہ کرے وہ متعنت کہلاتا ہے' اس کا حکم بھی بوقت ضرورت شدیدہ ستم رسیدہ مستورات کی رہائی کے لئے مالکیہ کے مذہب سے لیا گیا ہے' جو الحیلة الناجزة للحليلة العاجزة حکم زوجہ متعنت فی النفقة میں مذکور ہے' دیکھئے صفحہ ۷۳ ـ

نہیں ہوئی تو نکاح کیسے ہوگا۔

المستفتی نمبر ۲۶۷ حافظ محمد وجاہت حسین (ضلع اٹاوہ) ۵ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ م ۳۰ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۳) یہ صحیح ہے کہ عورت جب تک پہلے شخص کے نکاح میں ہے دوسرا نکاح نہیں ہو سکتا(۱) لیکن جب کہ زوج اول طلاق نہیں دیتا تو اول تو لوگوں کو چاہئے کہ اسے مجبور کریں کہ یا تو اپنی بیوی سے نباہ کرے اور اس کا کفیل ہو یا طلاق دیدے(۲) اگر وہ نہ مانے تو اس کا مقاطعہ کردیں اور عورت عدالت میں بوجہ عدم کفالت شوہر کے فسخ نکاح کا دعوی کردے اور عدالت تحقیقات کر کے اگر ثابت ہو جائے کہ فی الحقیقت شوہر کا ظلم ہے تو نکاح کو فسخ کردے یہ حکم مسلمان حاکم کی عدالت سے حاصل کیا جائے اور بعد حصول حکم عدت پوری کر کے عورت کا دوسرا نکاح کردیا جائے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

شوہر نان و نفقہ نہ دے اور حقوق زوجیت ادا نہ کرے تو بیوی علیحدہ ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) ایک شخص نے اپنی شادی کی شادی ہو جانے پر قریب چار برس ہو چکے نہ تو وہ عورت کو لینے جاتا ہے نہ اس کو کچھ خرچ دیتا ہے لڑکی کے ماں باپ چاہتے ہیں اور کھلاتے ہیں دوسروں سے مگر اس کا شوہر نہ اس کا خسر لینے نہیں آتا اور نہ کچھ جواب دیتا ہے کیا کیا جائے ؟

المستفتی نمبر ۸۰۶ منشی مقبول احمد (چھکوہی) ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ م ۱۲ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۴) اس لڑکی کا نکاح کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے فسخ کرانا چاہئے اور جب نکاح فسخ کردیا جائے تو پھر دوسرا نکاح ہو سکے گا (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

نان و نفقہ نہ ملنے کی وجہ سے تفریق کی کیا صورت ہو گی ؟

(سوال) ایک شخص اپنی زوجہ کو بغیر نان و نفقہ اور مکان سکنیٰ کے چھوڑ کر چلا گیا اور اس کی زوجہ جوان

---

(۱) کل صلح بعد صلح فالثانی باطل وکذا النکاح بعد النکاح - والا صل ان کل عقد اعید فالثانی باطل (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الصلح ۶۳۶/۵ ط سعید کراتشی)

(۲) ویجب الطلاق لو فات الامساک بالمعروف (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' ۲۲۹/۳ ط سعید کراتشی) وقال فی البحر و یکون واجبا اذا فات الامساک بالمعروف کما فی امرأة المجبوب والعنین بعد الطلب وکذاقالوا اذا فاته الامساک بالمعروف ناب القاضی منابه فوجب التسریح بالاحسان (البحر الرائق کتاب الطلاق ۲۵۳/۳ ط دار المعرفة بیروت)

(۳) دیکھئے الحیلة الناجزة' حکم زوجہ متعنت ص ۷۳ ط دار الاشاعت کراچی

(٤) نعم یصح الثانی عند احمد کما ذکر فی کتب مذهبه و علیه یحمل مافی فتاوی قاری الهدایة حیث سأل عمن غاب زوجها ولم یترك لها النفقة فاجاب اذا اقامت بینة علی ذلك و طلبت فسخ النکاح من قاض یراه ففسخ نفذ وهو قضا ء علی الغائب و فی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذه یسوغ للحنفی ان یزوجها من الغیر بعد العدة (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق باب النفقة ۵۹۱/۳ ط سعید کراتشی)

عین شباب میں تھی اس نے بشدت تمام پورے دو سال انتظار کھینچ کر اپنی حالت بعض علمائے کرام کے سامنے پیش کی اور اپنی ہر قسم کی ضرورت سنائی اس پر علمائے اہل حدیث نے اس کو فسخ نکاح کی اجازت دی اور ایک عالم نے اس کا نکاح فسخ کر دیا اب اس نے دوسری جگہ اپنا نکاح کر لیا ہے' یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۸۷۶ محمد اسمعیل (ضلع لائلپور) ۲۵ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۸ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۵) اگر عورت مجبور و مضطر تھی تو اس کا نکاح فسخ کر دینا اس حالت میں جائز تھا مگر فسخ کرنے کا حق یا تو بااختیار حاکم کو یا جماعت مسلمین باشرع کو تھا(۱) کسی ایک عالم کو یہ حق نہیں تھا اس لئے نکاح ثانی جائز نہیں ہوا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جو شوہر عرصہ نو سال تک بیوی کی خبر گیری نہ کرے' تو وہ عورت کیا کرے ؟

(سوال) زید نے اپنی زوجہ کو عرصہ نو سال سے ترک کر رکھا ہے نہ اس کو اپنے مکان پر لے جاتا ہے نہ نان و نفقہ کی خبر گیری کرتا ہے نہ طلاق دیتا ہے عورت جوان ہے ایسی صورت میں کیا حکم ہے ؟ نیز وہ اپنا مہر لینے کی حقدار ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱۰۶) زوجہ کو حق ہے کہ مسلمان جج کی عدالت سے ایکٹ نمبر ۸ ۱۹۳۹ء کے تحت اپنا نکاح فسخ کرالے پھر عدت پوری کر کے دوسرا نکاح کر سکے گی (۳) زوجہ اپنا مہر لینے کی حقدار ہے(۴)

شوہر جب نان و نفقہ نہ دے تو بیوی دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) آج ایک عرصہ دراز ہوا زید اپنے مکان پر نہیں آتا ہے اور نہ اپنی عورت کو خوراک و پوشاک کا خرچ ادا کرتا ہے زید کے والدین غریب ہیں وہ عورت اپنے ماں باپ کے گھر میں آکر پرورش ہوتی ہے اسی اثناء میں ایک خط زید نے بذریعہ ڈاک اپنے والد کے نام روانہ کیا اس خط میں زید لکھتا ہے کہ میری

---

(۱) دیکھئے الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة 'مقدمہ دربیان حکم قضائے قاضی در ہندوستان و دیگر ممالک غیر اسلامیہ 'ص ۳۳ 'ص ۳۴ ط دار الاشاعت کراتشی)

(۲) کل صلح بعد صلح فالثانی باطل وکذا النکاح بعد النکاح- والا صل ان کل عقدا عید فالثانی باطل (الدر المختار مع هامش رد المحتار ' کتاب الصلح ٥/٦٣٦ ط سعید کراتشی)

(۳) وعلیه یحمل ما فی فتاوی قاری الهدایة حیث سأل عمن غاب زوجها ولم یترك لها نفقة فاجاب اذا اقامت بینة علی ذلك و طلبت فسخ النکاح من قاض یراه ففسخ نفذ وهو قضاء علی الغائب و فی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عند نافعلی القول بنفاذه یسوغ للحنفی ان یزوجها من الغیر بعد العدة (هامش رد المحتار ' کتاب الطلاق' باب النفقة ۳/ ۵۹۱ ط سعید کراتشی)

(٤) و تجب العشرة ان سماها او دو نها و یجب الاکثر منها ان سمی الاکثر ویتا کد عند وطی او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما (در مختار) وقال فی الرد : و افا دان المهر و جب بنفس العقد- و انما یتا کد لزوم تمامه بالوطء و نحوه (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب النکاح باب المهر ۳/ ۱۰۲ ط سعید کراتشی)

عورت کی چوڑیاں توڑ دو اس ملک اڑیسہ میں یہ رواج ہے کہ جب کوئی عورت بیوہ ہوتی ہے تو اس کی چوڑیاں توڑ دی جاتی ہیں وہ خط اب گم شدہ ہے مگر اس خط کے پڑھنے والے دو شخص گواہی دیتے ہیں کہ اس خط میں زید کی لکھائی (ہینڈرائٹنگ) موجود ہے اور اس میں وہ لکھتا ہے کہ میری عورت کی چوڑیاں توڑ دو وہ عورت نوجوان ہے اور کسی سے نکاح کرنا چاہتی ہے اس صورت پر اس گم شدہ خط کے مضمون کے موافق عورت پر طلاق واقع ہو سکتی ہے یا نہیں اور وہ عورت دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں -
المستفتی نمبر ۱۳۴۱ مولوی شیخ غلام صاحب (اڑیسہ)
۲۵ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۸ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۰۷) اس خط پر تو طلاق کا حکم نہیں دیا جاسکتا(۱) مگر جب زوجہ کے نان و نفقہ کی کوئی صورت نہ ہو یا وہ بغیر شوہر کے اپنے نفس کو حفاظت عصمت پر قادر نہ سمجھے تو کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے وہ اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے اور بعد حصول حکم فسخ و انقضاء عدت وہ دوسرا نکاح کر سکے گی(۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نان و نفقہ اور حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی صورت میں تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) مسماۃ تمیز النساء کا نکاح چار سال کا عرصہ ہوا کہ مسمی عبدالکریم سے ہوا تھا اس نے چار سال کے اندر نہ حق زوجیت ادا کیا اور نہ نان و نفقہ دیا بلکہ جب کبھی گئی مار پیٹ کر نکالدیا مجبور ہو کر اس نے عدالت میں نان و نفقہ و مہر کا دعویٰ دائر کیا چنانچہ وہ ڈگری ہو گیا پھر بھی اس نے کچھ نہیں دیا مجبوراً اس کو قید کرادیا نہ وہ طلاق دیتا ہے اور نہ زر مہر ادا کرتا ہے اور نہ نان و نفقہ دیتا ہے اس میں نہ اتنی طاقت ہے کہ وہ زر خرچہ قید ادا کر تا رہے اور نہ اس میں طاقت ہے کہ بسر اوقات کرے چونکہ جوان العمر ہے لہذا وہ بیٹھ نہیں سکتی اس بات کا بھی اندیشہ ہے کہ وہ مرتد ہو کر کسی غیر مذہب کے ساتھ چلی جائے لہذا علمائے دین سے سوال ہے کہ خدا کے واسطے کوئی ایسی سبیل بتایئے کہ جس سے وہ اس مصیبت سے نجات پائے آپ کو اجر عظیم ہو گا - المستفتی نمبر ۱۴۷۴ جناب قاضی بشیر الدین صاحب (میرٹھ)
۲۷ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۷ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۰۸) ایسی مجبوری اور ضرورت کے وقت عورت کو حق ہے کہ وہ کسی مسلمان حاکم کی

---

(۱) اس لئے کہ جو الفاظ شوہر نے کہے ہیں " میری عورت کی چوڑیاں توڑ دو " یہ طلاق صریح یا کنایہ کے الفاظ نہیں ہیں لہٰذا ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہو گی کما فی الدر المختار (قوله رکنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة علی معنی الطلاق من صریح او کنایة - وبه ظهران من تشاجر مع زوجة فاعطا ها ثلاثة احجار ینوی الطلاق ولم یذکر لفظا لاصریحا ولا کنایة لایقع علیه (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق ۳/ ۲۳۰ ط سعید کراتشی)
(۲) دیکھئے الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة بحث حکم زوجه متعنت فی النفقة ص ۷۳ مطبوعه دار الاشاعت کراچی

عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرالے کوئی مسلمان حاکم فسخ نکاح کا حکم دے سکتا ہے اور بعد حصول حکم فسخ و انقضاء عدت عورت دوسرا نکاح کرنے کی مجاز ہوگی(۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نو سال تک جس عورت کے شوہر نے خبر نہیں لی، اس کا کیا حکم ہے ؟

(سوال) ہندہ کی شادی ہوئے تقریباً چودہ سال گزرے ہیں اور ایک لڑکا بارہ سال کا ہے لیکن تقریباً ۹ سال ہوگئے کہ ہندہ کے شوہر نے بیوی بچے کی کوئی خبر نہیں لی اور نہ روٹی کپڑا دیا اس عرصہ میں ایک دفعہ جہاں کہ ہندہ کا شوہر تھا اس کے پاس اس کے بیوی بچے کو لیکر گئے لیکن اس نے کوئی خبر گیری ان کی نہ کی بلکہ اس نے گھر میں آنا چھوڑ دیا دوسرا موقع اس کو ایک اور آیا کہ وہ اپنی بیوی بچے کے ساتھ رہے لیکن وہ وہاں سے بھی چھوڑ کر چلا گیا اب ۹ سال گزر گئے ہیں کہ بیوی بچے کی روٹی کپڑے کی یا خرچ وغیرہ کی کوئی خبر نہ لی اس صورت میں شرع کیا اجازت دیتی ہے ؟

المستفتی نمبر ۱۸۳۴ حاجی محمد بشیر صاحب۔ ریاست جیند (ضلع دادری)

۲۶ رجب ۱۳۵۶ھ م ۲ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۰۹) بیوی کو حق ہے کہ وہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرالے اور پھر عدت گزار کر دوسرا نکاح کرلے(۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کیا شافعی المذہب عورت نان و نفقہ نہ ملنے کی وجہ سے تفریق کرا سکتی ہے ؟

(سوال) ایک عورت کی شادی ہوئے چار پانچ مہینے شوہر کے پاس تھی بعدہ نا اتفاقی کے باعث شوہر نے زوجہ کو اس کے والدین کے گھر پہنچادیا اور خود نے دوسری زوجہ سے نکاح کرلیا اس کو آج سات سال ہوگئے سات سال کی مدت میں شوہر نے زوجہ کی کوئی بھی کسی طرح سے خبر گیری نہیں کی نہ نان و نفقہ پہنچایا اور شوہر کو اس مذکورہ زوجہ سے نفرت بھی ہے مگر زوجہ میں کسی بات کا عیب نہیں اور شوہر طلاق بھی نہیں دیتا، جبین مقلد شافعیہ ہیں سات سال نان و نفقہ نہ بھیجتے ہوئے بغیر طلاق کے ثانی نکاح ہو سکتا

---

(۱) قال فی غرر الاذکار : ثم اعلم ان مشا یخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائبا ممن مذهبه التفریق بینهما اذا کان الزوج حاضرا و ابی عن الطلاق - والحاصل ان التفریق بالعجز عن النفقة جائز عند الشافعی حال حضرة الزوج وکذا حال غیبته او مالم تشهد بینة باعساره الآن - نعم یصح الثانی عند احمد کما ذکر فی کتب مذهبه و علیه ما یحمل فی فتاوی قاری الهدایة حیث سأل عمن غاب زوجها ولم یترك لها نفقة فا جاب اذا اقامت بینة علی ذلك و طلبت فسخ النكاح من قاض یراه ففسخ نفذ وهو قضاء علی الغائب و فی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذه یسوغ للحنفی ان یزوجها من الغیر بعد العدة (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب النفقة ۳/۵۹۱ ط سعید کراتشی) تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة' بحث حکم زوجه متعنت فی النفقة ص ۷۳ مطبوعه دار الاشاعت کراچی

(۲) ایضاً حوالہ سابقہ

ہے یا نہیں شوہر کرنے پر راضی ہے۔
المستفتی سید کمال الدین صاحب (ضلع قلابہ) ۱۹ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۱۰) بغیر طلاق یا فسخ کے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی ہاں قاضی سے اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے بعد فسخ کے عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکے گی(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

شوہر بیوی کو نان و نفقہ نہ دے' تو اس کی شرعی تدبیر کیا ہے؟

(سوال) مسماۃ زینب کا نکاح بحالت نابالغی اس کے والدین نے زید کے ساتھ کر دیا لڑکی ہنوز نابالغہ تھی کہ زید سنگاپور چلا گیا جس کو تقریباً بارہ سال ہو گئے وہاں زید نے دوسری شادی کر لی اور اس کی زوجہ ثانیہ سے دو بچے پیدا ہو گئے اپنی زوجہ اولیٰ یعنی زینب کی کوئی خبر گیری نہیں کرتا اتنے زمانے کے بعد صرف تیس روپے اور خط روانہ کیا جس کو آٹھ ماہ ہوتے ہیں ہر چند کوشش کی جاتی ہے کہ وہ مکان آئے یا اپنی زوجہ اولیٰ کو بھی اپنے پاس بلا دے مسماۃ زینب سخت پریشان ہے اور اب مجبوراً عقد ثانی کرنے کے لئے بے چین اور تیار ہے کیونکہ اس کے والدین بھی قضا کر گئے ہیں جس کی وجہ سے اور بھی اسکی زندگی وبال جان ہے شوہر نہ خرچ دیتا ہے اور نہ اپنے پاس سنگاپور بلاتا ہے اور نہ خود آتا ہے اس صورت میں زینب مذکورہ کے عقد ثانی کی کیا صورت ہے۔ اس کا نکاح ثانی صحیح ہوگا یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۴۱ حافظ ولی اللہ صاحب (اعظم گڑھ) ۳۰ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۱۱) زینب کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں اپنا مقدمہ پیش کرے اور حاکم بعد تحقیقات بربنائے عدم وصول نفقہ و خطرہ عصمت نکاح فسخ کر دے اور پھر بعد عدت نکاح ثانی کر لے(۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

شوہر نان و نفقہ نہ دے' تو نکاح ثانی کا حکم

(سوال) میں ایک غریب دکھیا ہوں محنت مزدوری کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتی ہوں میری ایک بڑی بیٹی جس کی شادی کو چودہ سال ہو گئے ہیں اس کے خاوند میں اور اس میں کھٹ پٹ ہو گئی ہے آٹھ یا نو سال

---

(۱) وجوزہ الشافعی باعسار الزوج وبتضررھا بغیبتہ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ' نعم لو امر شافعیا فقضی بہ نفذ (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق باب النفقۃ ۳/ ۵۹۰ ط سعید کراتشی) وقال فی الھدایۃ وقال الشافعی یفرق لانہ عجز عن الامساک بمعروف فینوب القاضی منابہ فی التفریق (الھدایۃ کتاب الطلاق' باب النفقۃ ۲/ ۴۳۹ ط شرکۃ علمیہ ملتان)
(۲) ھذا فی الاصل مذھب مالک' افتی بہ علمائنا الحنفیۃ و تفصیل المسئلۃ فی الرسالۃ المؤلفۃ فی ھذا الباب المسماۃ بالحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ' بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقۃ ص ۷۳ ط دار الاشاعت کراچی

سے میرے پاس ہے اور اسکی پانچ سالہ لڑکی بھی یہیں پڑ ہے آٹھ سال کے عرصہ میں مجبوراً اس کا خاوند ایک ماہ تک یہاں رہا ہے اور اب وہ نہ تو لڑکی کا خرچ دیتا ہے نہ بیوی کا۔ وہ خرچ دینے کے قابل ہی نہیں ہے کیونکہ وہ کما نہیں سکتا آخر کار لاچار ہو کر مقدمہ چارہ جوئی سے نکاح فسخ کرایا گیا اور دوسرا سال نکاح ٹوٹنے کو ہونے والا ہے مگر یہاں پر جو مولوی صاحبان ہیں وہ اس بات کے بر خلاف ہیں خاص کر پیر سید فیض الحسن جو احرار کے بڑے لیڈر ہیں کہتے ہیں کہ جب تک خود خاوند طلاق کا لفظ نہ کہے یا لکھ کر نہ دے دوسرا نکاح جائز نہیں اور وہ طلاق تو دیتا نہیں اور لڑکی بھی بڑی نیک اور باعلم ہے اور اگر اسے ذرا بھی آرام ہوتا تو طلاق لینے کی ضرورت نہ تھی وہ بالکل نکما ہے اس سے اتنا بوجھ اٹھایا نہیں جاتا خیر جس طرح خدا کو منظور تھا اب میں آپ کو اس لئے تکلیف دیتی ہوں کہ برائے خدا اس مسئلہ کو حل کریں کہ لڑکی کا نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں میں تو شرع پر چلنے والی ہوں میں سخت مجبور ہوں مہربانی سے میرے حال پر ترس کریں اور فتویٰ بھیجیں۔

المستفتی نمبر ۱۹۹۷ از ینب بی بی (سیالکوٹ) ۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۲) اگر نکاح فسخ کرنے والا حاکم مسلمان تھا تو فسخ صحیح ہو گیا اور بعد انقضائے عدت عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے (۱) اور اگر حاکم غیر مسلم تھا تو فسخ صحیح نہیں ہوا (۲) اس لئے اب کسی مسلمان حاکم سے فسخ کرانے کی سعی کرنی چاہئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

نان و نفقہ نہ دینے کی صورت میں فسخ نکاح کرنے کا حکم

(سوال) گیو مسلمان اپنی عورت کو بارہ سال سے چھوڑ دیا ہے اور جس وقت چھوڑا تھا اپنا نکاح ایک دوسری عورت سے کر لیا تھا کچھ روز کے بعد وہ عورت مر گئی تو پھر اس نے تیسرا نکاح کر لیا شادی شدہ عورت کو نہ طلاق دیتا ہے نہ اپنے پاس بلاتا ہے ' نہ کھانے کو دیتا ہے یہ عورت سخت مصیبت میں ہے اور نہ قاضی جی کہیں نکاح ہونے دیتے ہیں کہتے ہیں کہ جب تک اس کا خاوند طلاق نہ دے نکاح نہیں ہو سکتا یا کہتے ہیں کہ ایسا فتویٰ لاؤ تو نکاح پڑھاؤں ایسی حالت میں علماء کیا فرماتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۲۰۴۶ شیخ ممتاز صاحب (ضلع ہوشنگ آباد)

۱۳ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۳) اگر خاوند عورت کو نہ طلاق دیتا ہے نہ نفقہ دیتا ہے اور نہ اس سے فیصلہ اور سمجھوتہ کرتا

---

(۱) دیکھئے الحیلة الناجزة للحیلة العاجز بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقة ص ۷۳ ط دار الاشاعت کراچی

(۲) و مقتضاه ان تقليد الكافر لا يصح وان اسلم . حتى لو قلد الكافر ثم اسلم هل يحتاج إلى تقليد آخر منه فيه روايتان قال في البحر ' وبه علم ان تقليد الكافر صحيح وان لم يصح قضاء ه على المسلم حال كفره. (هامش رد المحتار مع الدر المختار ' كتاب القضاء ٥/ ٣٥٤ ط سعيد كراتشي)

ہے تو عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے حاکم بعد تحقیقات اگر مرد کی طرف سے زیادتی اور ظلم کا مشاہدہ کرے تو اس کو نکاح فسخ کر دینے کا حق ہے(۱) بعد حصول حکم فسخ وانقضاء عدت عورت دوسرا نکاح کر سکے گی(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اگر شوہر بیوی کو نان و نفقہ نہ دے اور حق زوجیت بھی ادا نہ کرے تو امام مالکؒ کے مذہب کے مطابق نکاح فسخ کیا جا سکتا ہے

(سوال) ایک عورت منکوحہ کا نکاح ہوئے عرصہ قریب دس سال کا ہوا مگر نکاح کے بعد منکوحہ کا خاوند صرف چھ ماہ عورت کے پاس رہ کر افریقہ چلا گیا افریقہ گئے ہوئے زوج کو عرصہ نو برس کے اوپر گزر گیا عورت منکوحہ کا خاوند خوراکی و پوشاکی قدرے قلیل روانہ کیا کرتا ہے جو خرچہ افریقہ سے روانہ کرتا ہے وہ منکوحہ کے خورد و نوش کے لئے کافی و وافی نہیں ہے خوراکی و پوشاکی کے لئے از حد تکلیف گوارا کرتی ہے اور فی الحال عورت منکوحہ کی عمر پچیس سال ہے یعنی عالم شباب ہے اور منکوحہ کو اس کا خاوند افریقہ بھی نہیں بلاتا اور عورت منکوحہ کے خاوند نے افریقہ میں دوسرا نکاح کر لیا ہے اور افریقہ میں اس عورت سے تین اولادیں ہیں اور منکوحہ کا خاوند یہاں بھی نہیں آتا ہے اور عورت منکوحہ کو طلاق بھی نہیں دیتا ہے مذکور الصدر منکوحہ اپنے زوج نے مذکورہ شدائد سے عاجز ہے جو کہ واقعی ایک انسان ہر ممکن صورت سے برداشت نہیں کر سکتا لہذا اس کا نکاح فسخ کرنے کی کیا صورت ہے کیا کسی حاکم کے روبرو کسی امام کے نزدیک ائمہ اربع میں سے فسخ ہو سکتا ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۳۴۶ میجر عبدالکریم صاحب (کاٹھیاواڑ)

۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۲۸ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۱٤) اس صورت میں امام مالکؒ کے مذہب کے موافق نکاح فسخ کیا جا سکتا ہے کیونکہ جوان عورت کے حقوق زوجیت ادا نہ کئے جائیں اور اس کے زنا میں مبتلا ہو جانے کا خدشہ ہو تو مسلمان حاکم نکاح فسخ کر سکتا ہے اور حنفیہ بھی ضرورت شدیدہ میں اس پر عمل کر سکتے ہیں(۳) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة ص ۷۳' بحث حکم زوجه متعنت فی النفقة ط دار الاشاعت کراچی

(۲) نعم یصح الثانی عند احمد کما ذکر فی کتب مذهبه و علیه یحمل ما فی فتاوی قاری الهدایة سال عمن غاب زوجها ولم یترك لها نفقة فاجاب اذا اقامت بینة علی ذلك و طلبت فسخ النكاح من قاض یراه ففسخ نفذ وهو قضاء علی الغائب وفی القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذه یسوغ للحنفی ان یزوجها من الغیر بعد العدة (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب النفقة ۳/ ۵۹۱ ط سعید کراتشی) (۳) تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة ص ۷۳ بحث حکم زوجه متعنت فی النفقة مطبوعه دار الاشاعت کراچی

نان و نفقہ اور حقوق زوجیت کی عدم ادائیگی کی صورت میں مسلمان حاکم کے ذریعہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص اپنی بیوی کو ۵-۶ برس سے نان و نفقہ نہ دیوے خبر گیری نہ کرے' نہ رکھے نہ طلاق دیوے نہ عدالت مجاز میں حاضر آوے تو کیا اس کا یہ ظلم جائز ہے کیا ایسی عورت مجبوراً اس کے نکاح میں بندھی رہے گی کیا اس کو اسلام چھوڑنے ہی سے چھٹکارا مل سکتا ہے کیا اسلام ایسا سخت گیر اور یکطرفہ مردوں کو اختیار اور حقوق دینے والا ناانصاف مذہب ہے؟ کیا اسلام میں عورت کو اس طرح پھنسا کر چھوڑ دیا جانا جائز ہے کیا قانون اسلامی کے مطابق عورت خلع نہیں کرا سکتی؟

المستفتی نمبر ۲۴۰۳ قاضی سید محمد رمضان علی کاظمی- ضلع ہمیر پور (یوپی)
۲ رجب ۱۳۵۷ھ ۲۹ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۱۵) ان حالات میں کہ شوہر نہ نان و نفقہ دیتا ہے نہ عورت کو آباد کرتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے اور عورت کے گزارے اور حفظ عصمت کی کوئی شکل نہیں ہے عورت کو حق ہے کہ وہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں اپنے نکاح کے فسخ کا دعویٰ پیش کرے اور حاکم شوہر کے ان مظالم کی تحقیقات کر کے نکاح فسخ کر دے اور عورت کو نکاح ثانی کی اجازت دیدے تو عورت عدت پوری کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے اگر عدالت میں کوئی مسلمان حاکم نہ ہو اور مسلمان کی کوئی پنچایت ایسی ہو جو اس قسم کے معاملات کا فیصلہ کرنے کی طاقت رکھتی ہو تو وہ پنچایت بھی نکاح فسخ کر سکتی ہے۔ اس کا فیصلہ بھی شرعی طور پر کافی ہوگا(۱) عدالت شریعت ایکٹ نمبر ۲۲، ۱۹۳۷ء کی رو سے نکاح فسخ کر سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

غائب شوہر کی عورت کا حکم

(الجمعیۃ مؤرخہ ۱۸ جون ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک لڑکی کی شادی گیارہ سال کی عمر میں اس کے والد نے کر دی تھی اس کا شوہر آٹھ سال نو یوم رہ کر چلا گیا اور ملک آسام میں شادی کر کے رہائش اختیار کی اور اپنی زوجہ اول کے پاس آج تک دو سال میں نہ کوئی خط و کتابت کی ہے نہ نان و نفقہ کی خبر ہے اب کیا کیا جائے؟

(جواب ۱۱۶) جب کہ خاوند کی زندگی اور مقام قیام معلوم ہے تو اس سے ہر ممکن طریقہ سے نان و نفقہ یا طلاق حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اور جب ناکامی اور مایوسی ہو جائے تو حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کے موافق تفریق کا فتویٰ حاصل کر کے کسی حاکم بااختیار سے اس کے موافق حکم حاصل کر لیا جائے اور پھر عدت گزارنے کے بعد دوسرا نکاح کر لیا جائے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ ص ۷۳ بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقۃ' مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۲) یہ شخص اگرچہ مفقود نہیں مگر چونکہ زوجہ اس کی غیبت اور عدم التفات کی وجہ سے مصیبت میں رہتی ہے اس لئے بضرورت اس مسئلہ میں بھی مذہب دیگر ائمہ پر فتویٰ دیا گیا ہے اور چند شرائط کے ساتھ اس کے لئے نکاح ثانی کی اجازت دی گئی ہے جس کی تفصیل رسالہ "حیلہ ناجزہ" میں مذکور ہے و کذا فی الرد' نعم یصح الثانی عند احمد کما ذکر فی کتب مذھبہ (جاری ہے)

فصل چہارم
نااتفاقی زوجین

زوجین کے درمیان ناچاقی اور نان ونفقہ نہ ملنے کی بناء پر نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں؟

(سوال) تقریباً تین چار سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ ایک عورت مسماۃ سکینہ کا نکاح ایک شخص مولوی مسمی موسیٰ سے ہوا تھا موسیٰ کے باپ نے سکینہ کے باپ سے کہا تھا کہ اگر تو بڑی لڑکی کا نکاح میرے لڑکے سے کردے تو میں تجھے اور تیرے بچوں کو دکان تجارت کے لئے کرادوں گا (موسیٰ کے باپ نے نکاح کے بعد کوئی دکان نہیں کرا دی) سکینہ زیادہ سے زیادہ دو تین ماہ اپنے خاوند کے مکان پر رہی ہوگی غالباً زوجین کے درمیان ناچاقی کی وجہ سے آپس میں دل شکنی رہی موسیٰ سکینہ سے اور سکینہ موسیٰ سے خوش نہیں معلوم ہوتی تھی موسیٰ کا باپ چاہتا تھا کہ کسی طرح گھر ہو جائے اور ہمیشہ اسی کوشش میں رہا مگر بظاہر زوجین کی ناچاقی کی وجہ سے موسیٰ کے باپ کو کامیابی نہیں ہوتی تھی یہ بھی سننے میں آتا ہے کہ موسیٰ کہتا ہے کہ یہ لڑکی مجھے نہیں چاہئیے اگر میرا باپ کوشش کرتا ہو کہ ہمارے گھر میں لاکر رکھیں تو وہ اپنے لئے کوشش کرتا ہوگا اب یہ حالت بڑھ گئی ہے جب موسیٰ کے باپ کی طرف سے کوئی اس لڑکی کو بلانے جاتا ہے تو سکینہ کا باپ کہتا ہے کہ لڑکی کو نان ونفقہ نہیں پہنچا اور میں غریب آدمی ہوں لہذا مجھے اس کا بندوبست کر دیجئے اور پھر لے جائیے یہ جھگڑا بڑھتا رہا نکاح سے پہلے کچھ مدت سکینہ کے باپ پر مقدمہ دائر کر دیا کہ یہ میرے مکان پر اتنا عرصہ رہا اس کی خوراکی پوشاکی کی یہ رقم ہوئی موسیٰ کے والد کو جج منٹ مل گیا اس کے بعد موسیٰ کے والد نے ایک شخص مسمی محمد صاحب کو سکینہ کے بلادے کے لئے بھیجا جب وہ شخص سکینہ کے والد کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ تم سکینہ کو اسکے خاوند کے ہاں بھیج دو تو سکینہ کے والد نے پھر وہی عذر پیش کیا کہ نہ تو وہ لوگ نان نفقہ دیتے ہیں اور جج منٹ لیکر مجھے اور مالی نقصان پہنچایا شخص مذکور نے اسے پانچ پونڈ کا چک اپنے پاس سے دیا اور نیز ایک تحریر لکھ دی کہ اگر وہ (موسیٰ کا باپ) جج منٹ کی رقم تم سے طلب کرے تو میں اس کا ذمہ دار ہوں (شخص مذکور کا بیان ہے کہ یہ میں نے موسیٰ کے باپ کے کہنے سے لکھ دیا تھا) اب سکینہ کے باپ نے اپنی لڑکی کو خاوند کے گھر بھیج دیا تقریباً تین روز وہاں رہی تیسرے دن موسیٰ دو اور لڑکیوں کو لے کر آیا خود باہر کھڑا رہا اور ایک عورت گھر میں گئی سکینہ سے مخاطب ہو کر کہا "تو کون ہے؟" اور یہاں کیا ڈھونڈتی ہے؟ سکینہ نے جواب دیا کہ یہ میرے خاوند کا گھر ہے گھر میں آنے والی عورت بولی موسیٰ تو میرا خاوند ہے اور ہم نے کورٹ میں

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) و علیہ یحمل فتاویٰ قاری الهدایة حیث سائل عمن غاب زوجها ولم یترك لها نفقة فاجاب اذا اقامت بینة علی ذلك وطلبت فسخ النکاح من قاض یراه ففسخ نفذو هو قضاء علی الغائب و فی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذه یسوغ للحنفی ان یزوجها من الغیر بعد العدة - فقوله من قاض یراه لا یصح ان یراد به الشافعی فضلا عن الحنفی بل یراد به الحنبلی فافهم (هامش رد المحتار کتاب الطلاق باب النفقة ۳/۵۹۱ ط سعید کراتشی)

کاح کیا ہے لہذا تو چلی جا اور اگر تجھے لڑنا ہے تو آ باہر نکل! موسیٰ کے باپ نے یہ حالت دیکھ کر آنے والی ورت کو سمجھا کر واپس کر دیا اور موسیٰ بھی چلا گیا اس کے بعد موسیٰ کے باپ نے سکینہ سے کہا کہ میرا ڑکا میرے کہنے میں نہیں اس لئے بالفعل تو اپنے باپ کے گھر چلی جا یہ کہہ کر موسی کا باپ سکینہ کو اس کے باپ کے گھر چھوڑ آیا اب موسیٰ کے والد نے مذکورہ بالا جج منٹ جو اسے ملا تھا اس کی رو سے سکینہ کے باپ پر وارنٹ نکالا سکینہ کے باپ نے دفاع میں اس تحریر کو پیش کیا جو محمد صاحب نے لکھ دی تھی مجسٹریٹ نے اولاً لڑکے اور لڑکی کو بلا کر سمجھایا کہ آپس میں مل جل کر رہو سکینہ نے کہا کہ یہ نہ مجھ سے اضی تھا نہ میں اس سے راضی تھی میرے اور اس کے باپ نے مل کر ہمارا عقد کرا دیا (عقد بطریق اہل سنت والجماعت ہوا تھا) لڑکے نے کہا کہ جو زیورات ہم نے دیئے تھے وہ یہ لے کر نہیں آئی اس لئے میں سے نہیں رکھتا مجسٹریٹ نے یہ بھی سمجھایا کہ کیا تو زیورات کا بھوکا ہے یا اپنی عورت کا مگر لڑکا یہ کہتا رہا کہ ب تک سکینہ زیورات لے کر نہ آئے میں اسے نہیں رکھتا اب کھلے کورٹ میں کارروائی شروع ہوئی موسیٰ کہہ رہا ہے کہ زیورات جو ہم نے دیئے تھے لے کر نہ آئے تو میں نہیں رکھتا سکینہ نے کہا کہ یورات جو آپ نے دیئے تھے ان میں سے ہمارے پاس چھ چوڑیاں اور کان کی بالیاں باقی ہیں ہار وغیرہ ہم بچ کر کھا گئے کیونکہ آپ کی طرف سے ہمیں نان نفقہ نہیں ملا اور ہم لوگ غریب ہیں جو زیورات لڑکی تی تھی کہ میرے پاس ہیں وہ کورٹ میں پہن رکھے تھے سکینہ اور اس کے باپ کی طرف سے پیروی رنے والا وکیل جرح میں موسیٰ سے پوچھتا ہے کہ یہ (۱) لڑکی سکینہ اس وقت جس حال میں ہے اسے ں تجھے سپرد کرتا ہوں تو تیری عورت کر کے اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہے؟ موسیٰ نے جواب دیا مجھے یہ قبول نہیں مجھے یہ نہیں چاہئیے جرح (۲) تو مجسٹریٹ کے روبرو حلف اٹھا کر زبان دے رہا ہے میں تجھ سے دوسری بار پوچھتا ہوں کہ سکینہ کو تیری عورت سمجھ کر کہ اس موجودہ حال میں ہے اسی طرح تو یری عورت سکینہ کو قبول کرنے پر راضی ہے؟ جواب میں راضی نہیں وکیل نے تیسری بار پھر پوچھا واب میں موسیٰ نے کہا کہ میں کہہ چکا کہ میں لینے کے لئے تیار نہیں ہوں اس وقت تقریباً چھ سات سلمان کورٹ میں موجود تھے جو مذکورہ بالا سوال وجواب سن رہے تھے۔

اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ سوال وجواب سے طلاق پڑ جاتی ہے یا نہیں؟ اگر طلاق پڑ جاتی ہے بہا ورنہ پھر کیا کیا جائے تین چار سال کے عرصہ میں لڑکی اپنے خاوند کے ہاں محدود عرصے تک رہی یعنی بشکل سب ملا کر دو تین ماہ نہ تو لڑکی کو نان نفقہ ملتا ہے اور نہ خاوند کے ساتھ رہنے کا موقع ملا اور نہ وجین میں اتفاق ہے اگر سکینہ موسیٰ سے خلع کی درخواست کرتی ہے تو موسیٰ چھوڑنے پر راضی نہیں و تا اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ولا تمسکوھن ضراراً لتعتدوا (۱) نیز فرمایا فلا تمیلوا کل

---

(۱) البقرۃ ۲۳۱

المیل فتذروھا کالمعلقہ (۱) اس صورت میں سکینہ کو صرف فسخ نکاح کا دعویٰ کرنے کا حق ہے مگر بد قسمتی سے نہ یہاں قاضی ہے نہ حاکم مجاز مجسٹریٹ یا جج وغیرہ جو ہیں وہ عیسائی ہیں یا یہودی ہیں مسلمانوں کی کوئی پنچایت وغیرہ بھی نہیں ہے مسلمان کمزوری یا ریا وغیرہ اسباب کی بناء پر اس قسم کے معاملے میں دخل دینے کے لئے تیار بھی نہ ہوں گے علمائے دین ہیں مگر وہ بھی اپنے سیٹھوں کے زیر احسان اپنی زبان بند رکھنے پر مجبور ہیں لہذا ان دونوں کی جدائی کس طرح کی جائے ؟

المستفتی نمبر ۳۸۷ دیا اینڈ کمپنی جوہانسبرگ ساؤتھ افریقہ

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ ۲۸ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۱۷) ان جوابوں سے جو وکیل کے سوالوں پر موسیٰ نے دیئے ہیں طلاق تو نہیں پڑتی (۲) لیکن ان حالات میں عورت کو حق ہے کہ وہ فسخ نکاح کی درخواست کرے اور مجسٹریٹ اگر غیر مسلم ہو تو اس سے درخواست کی جائے کہ وہ اس مقدمہ کو فیصلہ کے لئے کسی مسلمان کے سپرد کردے اور وہ مسلمان فریقین کے بیان اور شہادت وغیرہ لے کر جب دیکھے کہ ان میں باہم اتفاق سے رہنے اور حقوق زوجیت ادا کرنے کی کوئی صورت ممکن نہیں تو فسخ نکاح کا حکم کردے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

شوہر نہ بیوی کو اپنے پاس رکھتا ہے' اور نہ اسے طلاق دیتا ہے' تو اس صورت میں کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید نے نکاح کیا' زوجہ عرصہ پانچ چھ سال تک زید کے مکان میں رہی ازاں بعد میاں بیوی کی آپس میں نااتفاقی ہونے کی وجہ سے زید نے بغیر طلاق کے اپنی بیوی کو گھر سے نکال دیا اب وہ اپنے باپ کے مکان میں ۴ سال تک بیٹھی رہی اس امید میں کہ زید بلوائے مگر ہنوز زید نے عرصہ تک مطلق پروا نہیں کی اور نہ بلوائی اپنی شادی دوسری جگہ کرلی اتنے عرصہ بعد مسماۃ مذکور کا اس کے والد نے نکاح ثانی کردیا اس کے نکاح کی زید کو چنداں وقت اطلاع دی مگر زید نہ آیا اور نہ کچھ رکاوٹ پیش کی نکاح ثانیہ ہونے کے بعد زید نے آن کر مقدمہ دائر کیا مدعی مدعا علیہ کی زبانی سن کر کورٹ نے یہ فیصلہ دیا جو لڑکی زید کے نطفہ سے تھی اس لڑکی کا نان نفقہ حق پرورش کی رقم اس کی والدہ کو دے کر دختر مذکورہ کو لے جاؤ یہ

---

(۱) النساء ۱۳۰

(۲) اس لئے کہ سوال میں مذکور الفاظ جو وکیل کے سوال پر شوہر نے کہے ہیں' الفاظ طلاق نہیں ہیں اور نہ یہ الفاظ طلاق کے ہم معنی ہیں پس ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوگی کما فی الرد (قولہ ورکنہ لفظ مخصوص) ھو ما جعل دلالۃ علی معنی الطلاق من صریح او کنایۃ (ھامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق ۳/ ۲۳۰ ط سعید کراتشی)

(۳) تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ ص ۷۳ بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقۃ ط دار الاشاعت کراچی

حکم عدالت سے پاکر اپنے ملک کو روانہ ہوا پھر نہیں آیا اور نہ دختر کی طلبی کی اتنے عرصہ بعد خاوند ثانیہ بھی فوت ہو گیا اب وہ عورت بطریق بیوہ رانڈ بیٹھی ہے گزر معاش کا کوئی ذریعہ نہیں اب وہ نکاح ثالث کرنا چاہتی ہے چند مسلمان قصبہ ہذا کے معترض ہیں اور مفتیان سے فتوے کی درخواست کرتے ہیں۔
المستفتی نمبر ۲۱۲۶ سید محمد رشید ترمذی (مہی کانٹھا) ۱۴ شوال ۱۳۵۶ھ م ۱۸ دسمبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۱۸) شوہر اول سے فیصلہ کرلینا چاہئے یا کسی مسلمان مجسٹریٹ سے یہ فیصلہ حاصل کرلیا جائے کہ نکاح اول فسخ کر دیا گیا اور نکاح ثانی کی اجازت ہے(۱) جب دوسرا نکاح ہو سکے گا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

بیوی اپنے شوہر کے گھر جانے پر راضی نہیں 'تو کیا وہ نکاح فسخ کرا سکتی ہے ؟

(سوال) ایک نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے والد نے زید سے کر دیا زید اس وقت بالغ تھا لڑکی اس وقت سن بلوغ کو پہنچ چکی ہے مگر چند وجوہ کی بناء پر اپنے شوہر کے گھر جانے پر رضا مند نہیں اور اپنا نکاح فسخ کرانا چاہتی ہے کیا اس لڑکی کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے اگر ہو سکتا ہے تو فسخ بذریعہ عدالت کرایا جائے یا متعلقہ فتویٰ ہی کافی شافی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۷ ۲۳ عبداللہ چپراسی (مالیر کوٹلہ)
۱۴ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۱۳ جولائی ۱۹۳۸ء
(جواب ۱۱۹) لڑکی نکاح جن وجوہ سے فسخ کرا سکتی ہے وہ وجوہ کسی مسلمان حاکم(۲) یا کسی ثالث مسلم فریقین(۳) کے سامنے پیش کرے اگر حاکم یا ثالث ان وجوہ کو معقول اور موجب فسخ سمجھے گا تو نکاح

---

(۱) و علیہ یحمل ما فی فتاوی قاری الھدایۃ حیث سئل عمن غاب زوجھا او لم یترك لھا نفقۃ فاجاب اذا اقامت بینۃ علی ذلك و طلبت فسخ النکاح من قاض یراہ ففسخ نفذ وھو قضاء علی الغائب و فی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذہ یسوغ للحنفی ان یزوجھا من الغیر بعد العدۃ (ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب النفقۃ ۳/۵۹۱ ط سعید کراتشی) وکذا فی الحلیلۃ الناجزۃ' للحلیلۃ العاجزۃ' ص ۷۳ بحث حکم زوجہ متعنت ط دار الاشاعت کراچی۔
(۲) واھلہ اھل الشھادۃ ای اداءھا علی المسلمین (درمختار) وقال فی الرد : الضمیر فی اھلہ راجع إلی القضاء بمعنی من یصح منہ - حاصلہ ان شروط الشھادۃ من الاسلام والعقل والبلوغ - شروط بصحۃ تولیتہ و لصحۃ حکمہ بعدھا و مقتضاہ ان تقلید الکافر لا یصح وان اسلم (ھامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب القضاء ۵/۳۵٤ ط سعید کراتشی)
(۳) واما المحکم فشرطہ اھلیۃ القضاء و یقضی فیما سوی الحدود والقصاص (ھامش رد المحتار' کتاب القضاء ۵/۳۵٤ ط سعید کراتشی) ثالث کے ذریعہ صحت فسخ نکاح کا فتویٰ ضرورت کی بناء پر ہے کما فی حاشیۃ الحیلۃ الناجزۃ ص ۳٤ اما التحکیم فی بعض مسائل الباب لا یصح اصلا و فی البعض یصح ولکن لا یفتی بہ لما قال صاحب الھدایۃ وغیرہ من انہ لا یفتی بہ فی النکاح والطلاق وغیر ھما لکیلا یتجاسر العوام فلذا ترکناہ - وقال فی الفتح : و فی فتاوی الصغری. حکم المحکم فی الطلاق و المضاف ینفذ لکن لا یفتی بہ (فتح القدیر' کتاب القضاء ۷/۱۹ ط مصر)

فسخ کردے گا کوئی فتویٰ فسخ نکاح کے لئے کافی نہیں(۱)　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

شوہر بیوی کے پاس نہیں جاتا اور نہ حقوق زوجیت ادا کرتا ہے' تو تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں ؟
(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) تقریباً پانچ سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ زید کا نکاح ہندہ سے ہوا مگر زید نے کبھی خوشی سے بیوی کے پاس جانا منظور نہ کیا والدین کے کہنے سے اس کے پاس گیا بھی تو کوئی اظہار خواہش نفسانی کا نہیں کیا اور نہ کرنے کی امید ہے ہندہ اس سے طلاق لینا چاہتی ہے مگر وہ طلاق نہیں دیتا اب کیا کرنا چاہئے۔

(جواب ۱۷۰) اگر زید عنین ہے اور اس وجہ سے ہندہ سے مقاربت نہیں کرتا تو بقاعدہ عنین مرافعہ الی الحاکم وامہال یکسال(۲) کے بعد تفریق ہو سکتی ہے(۳) اور اگر عنین نہیں ہے محض زوجہ کے ساتھ یکدلی اور الفت نہ ہونے کی وجہ سے مقاربت نہیں کرتا تو اس کو لازم ہے کہ طلاق دیدے یا خلع کی صورت کر کے اس سے علیحدگی کرائی جائے اگر اس پر آمادہ نہ ہو تو پھر حاکم مسلم نکاح کو فسخ کر سکتا ہے(۴) فقط

محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ ' مدرسہ امینیہ ' دہلی

فصل پنجم
صغر سنی زوج

نابالغ کی بیوی زنا میں مبتلا ہونے کے ڈر سے نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) ایک نابالغ لڑکی معمرہ آٹھ نو سالہ کا نکاح اس کے باپ نے ایک نابالغ لڑکے معمرہ پانچ سالہ کے

---

(۱) و شرط للکل القضاء (الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب النکاح' باب الولی ۳/۷۱ ط سعید کراتشی)
وان کان الزوج غیر هما ای غیر الاب وابیه ولو الام او القاضی او وکیل الاب لا یصح من غیر کفء او بغبن فاحش اصلا وان کان من کفء وبمهر المثل صح ولکن لها خیار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعده بشرط القضاء (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب النکاح' باب الولی ۳/۶۷' ۷۰ ط سعید کراتشی)
(۲) حکم کے پاس مقدمہ کی پیشی اور ایک سال کی مہلت۔
(۳) جاء ت المرأة إلى القاضی بعد مضی الاجل وادعت انه لم یصل الیها وادعی الزوج به الوصول- وان نکل خیرها القاضی وان قالت المرأة ان بکر نظرت الیها النساء والواحدة تکفی والثنتان احوط - وان قلن هی بکر او اقر الزوج انه لم یصل الیها خیرها القاضی فی الفرقة - فان اختارت الفرقة امر القاضی ان یطلقها طلقة بائنة فان ابی فرق بینهما (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الثانی عشر فی العنین ۱/۵۲۴ ط ماجدیه کوئٹه) اس مسئلہ میں موجودہ زمانہ کی ضرورت کے پیش نظر مذہب مالکیہ کے مطابق عورت کی رہائی کی صورت تجویز کی گئی ہے تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ " الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة ص ۴۳ بحث حکم زوجۃ عنین' مطبوعه دار الاشاعت کراچی)
(۴) کذا فی الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة ص ۴۵ بحث حکم زوجه عنین مطبوعه دار الاشاعت کراچی

ساتھ کر دیا جس کو عرصہ قریب چھ سال کا گزرا اب لڑکی کی عمر پندرہ سال کی ہو چکی ہے اور اب وہ بالغہ ہے لیکن بد قسمتی سے لڑکے کی عمر دس گیارہ سال کی ہے اور اس کو بالغ ہونے کے لئے آٹھ سال کا عرصہ درکار ہے لڑکی اتنی طویل مدت تک اس لئے انتظار نہیں کرنا چاہتی کہ ایسے انتظار سے اس کی عصمت و عفت خطرے میں ہونے کے علاوہ ناموافقت عمر کے باعث لڑکی کو اپنی زندگی کا مستقبل صریحاً تلخ و تاریک نظر آرہا ہے اور آئندہ فلاح و بہبودی کی کوئی امید نہیں بنابریں وہ اپنے باپ کی غفلت و بے احتیاطی سے کئے ہوئے نکاح کو فسخ کرنا چاہتی ہے لیکن نابالغ لڑکے کا باپ انفساخ نکاح پر رضامند نہیں ہے آیا لڑکی کو از روئے فقہ حنفی عدالت سے تنسیخ نکاح کرانے کا حق ہے یا نہیں ؟ واضح ہو کہ لڑکا اور لڑکے کا باپ حنفی ہیں اور لڑکی اور لڑکی کا باپ شافعی ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۷۷ جنگی خاں شیروانی۔ ہمتا آباد (ریاست حیدر آباد)

۲۵ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ م ۱۹ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۱) اس صورت میں فقہ مالکی کی رو سے بربنائے خوف زنا فسخ نکاح کا حکم ہو سکتا ہے (۱) اور حنفی ضرورت شدیدہ میں فقہ مالکی پر عمل کر سکتا ہے (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

لڑکے کی عمر پندرہ سال ہے 'مگر ابھی نابالغ اور کمزور ہے
ہمبستری کے قابل نہیں تو کیا عورت تفریق کرا سکتی ہے

(سوال) ایک لڑکا اور ایک لڑکی کا نکاح ہوا دونوں کی عمریں تقریباً چھ سال تھیں اور لڑکے کا والد انتقال کر چکا اور لڑکے کی طرف سے اس کا دادا ولی تھا اور لڑکی کا والد زندہ تھا اور وہی ولی تھا اور اس وقت لڑکے کے دادا کا انتقال ہو چکا ہے اور لڑکی کا والد زندہ ہے اور اس وقت لڑکے اور لڑکی کی عمر تقریباً ۱۴ یا ۱۵ سال کی ہے اور جب سے نکاح ہوا لڑکی اپنے باپ ہی کے گھر پر موجود ہے اور لڑکے کے گھر نہیں گئی اور نہ ہی کبھی خلوت ہوئی ہے اور لڑکا بوجہ مسکین اور یتیم ہونے کے لاغر معلوم ہوتا ہے اور لڑکی کا والد زندہ ہے اس لئے لڑکی فربہ اور ہوشیار معلوم ہوتی ہے اب رہا یہ معاملہ کہ لڑکی کے والد نے اپنی لڑکی سے عدالت میں یہ عرضی دلوائی ہے کہ مجھ کو طلاق ملنی چاہئیے ہم سب لوگ لڑکے کو سمجھا چکے ہیں کہ تو طلاق دیدے لیکن لڑکا اس بات کو نہیں مانتا اور کہتا ہے میں طلاق نہیں دیتا۔

المستفتی نمبر ۲۳۸۱ فیض محمد (ریاست جنید)

---

(۱) دیکھئے الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة ص ۷۳ بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقة ط دار الاشاعت اردو بازار' کراچی

(۲) و فی حاشیة الفتال وذکر الفقیه ابو اللیث فی تأسیس النظائر انه اذا لم یوجد فی مذهب الامام قول فی مسئلة یرجع إلی مذهب مالك انه اقرب المذاهب الیه (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب الرجعة ۴۱۱/۳ ط سعید کراتشی)

۲۵ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ م ۲۴ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۲۲) اگر لڑکی بالغہ ہو چکی ہے اور طاقتور و توانا ہے اور لڑکا ابھی نابالغ اور کمزور ہے اس کے بالغ ہونے میں بظاہر اتنی دیر ہو کہ لڑکی خواہش نفس کو برداشت نہ کر سکے اور اس کے مبتلائے زنا ہو جانے کا غالب گمان ہو تو ایسی حالت میں مسلم حاکم فسخ نکاح کر سکتا ہے اگر حاکم بعد تحقیقات کے نکاح فسخ کر دینا ضروری سمجھے اور فسخ کر دے تو عورت دوسرے شخص سے نکاح کر سکے گی(۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نابالغ کی بیوی کا نکاح مسلمان حاکم کے ذریعہ فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال) زید نے اپنی لڑکی مسماۃ زینب بی بی عمر کے لڑکے عبداللہ جو کہ چھوٹی عمر والے کو دیکر ایک اسٹام بھی تحریر کیا ہے اب لڑکی ایک سال سے جوان ہے اور لڑکا عبداللہ تخمیناً ۹ سال کی عمر کا ہے فریقین کو اندیشہ ہو رہا ہے کہ فسادات زمانہ دیکھ کر کہیں لڑکی کسی دیگر شخص کے ساتھ ناجائز تعلق پیدا کر کے نکل نہ جائے عمر لکھتا ہے کہ زید کو کہ تم اپنی لڑکی زینب کی کسی دوسری جگہ شادی کر دو اس طرف سے اجازت ہے کیا از روئے شریعت لڑکی زینب بی بی عبداللہ کے علاوہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۴۳۶ غلام مصطفےٰ (صوبہ سرحد) ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ م ۱۲ جنوری ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۲۳) اگر لڑکی بالغہ ہو چکی ہے اور اس کا شوہر ابھی نابالغ ہے اور اس کے بلوغ تک انتظار کرنے میں لڑکی کی عصمت خراب ہونے کا خطرہ ہے تو اس صورت میں کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے نکاح فسخ کرایا جا سکتا ہے اور بعد حصول فیصلہ فسخ دوسرا نکاح ہو سکے گا(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نابالغ لڑکے کے ساتھ بالغ لڑکی کی شادی ہوئی تو لڑکی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) ایک لڑکی جس کی عمر اٹھارہ انیس سال ہے اس کا نکاح ایک لڑکے سے جس کی عمر آٹھ نو سال ہے کر دیا گیا چونکہ فتنہ کا سخت خطرہ ہے کیا تفریق کی کوئی صورت ہو سکتی ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۶۶۲ مولوی نصیر بخش بھاولپور ۲۳ صفر ۱۳۶۰ھ م ۲۲ مارچ ۱۹۴۱ء

(جواب ۱۲۴) اگر لڑکی کے مبتلائے معصیت ہونے کا قوی خطرہ ہو تو کوئی مسلمان حاکم اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے(۳)　　　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) دیکھئے حوالہ سابقہ

(۲) دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ ص ۷۳ بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقۃ' مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۳) دیکھئے حوالہ سابقہ

گزارش ہے کہ حضرت علامہ مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ نے اس جواب کا حوالہ طلب فرمایاہے براہ کرم جلد تحریر فرمائیں۔

(جواب ۱۲۵) خاص اس صورت میں کہ لڑکا نابالغ ہو اور لڑکی بالغہ ہو جائے اور اس کے زناء میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہو مخصوص جزئی نظر سے نہیں گزری مگر جواب میں جو حکم لکھا گیا ہے وہ اس پر مبنی ہے کہ ابتلائے زنا کا خطرہ اور حبس شہوت کا ضرر 'ضرر عدم نفقہ سے قوی ہے اور مفقود میں تضرر بعدم النفقہ و تضرر بحبس الشہوۃ دونوں کو عذر قرار دیا گیا ہے اور تضرر بحبس الشہوۃ کو اقوی قرار دیکر اس کے لئے چار سال کی مدت بھی ضروری نہیں سمجھی گئی بلکہ فوراً فسخ نکاح کی اجازت مالکیہ نے دے دی اور صورت مسئول عنہا میں تضرر بحبس الشہوۃ بوجہ نابالغی و عدم صلاحیت شوہر کے یقینی ہے جس کے لئے کسی انتظار کی ضرورت نہیں جیسے کہ مفقود میں اس خاص صورت (خوف زناء) میں نہیں رکھی گئی یہ بات کہ زوجۃ المفقود میں خوف زنا کی صورت میں تاجیل ضروری نہیں سمجھی گئی حیلہ ناجزہ کے صفحہ ۱۱۰'۱۱۲ میں موجود ہے(۱) مگر امرأۃ مفقود کے بارے میں یہ روایات ہیں نیز اس صورت میں ضرورت کی وجہ سے امام احمد ابن حنبل کے مذہب کے موافق نابالغ ممیز سے طلاق دلوا کر اس کے نفاذ کا حکم بھی دیا جاسکتا ہے(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل ششم
زوج کا مفقود الخبر ہونا

گمشدہ شوہر کی بیوی مسلمان حاکم یا مسلمان دیندار جماعت کی تفریق کے بغیر دوسری شادی نہیں کر سکتی

(سوال) مسماۃ ظہیر النساء بنت سکندر خاں سندھور کا نکاح سات سال کی عمر میں سکندر خاں نے عزیز محمد ولد اسد علی کے ساتھ جس کی عمر اس وقت ۹ سال تھی کر دیا تھا عقد کے کچھ دنوں بعد عزیز محمد پردیس چلا گیا جس کو اب دس برس کا زمانہ ہو گیا دو سال تک اس کی خبر تھی اب آٹھ سال سے وہ بالکل لاپتہ ہو گیا کچھ خبر اس کی نہیں ہے نہ خط وغیرہ آتا ہے لڑکی کی رخصتی نہیں ہوئی اب لڑکی کی عمر بیس سال ہے اس کا باپ بھی بہت غریب ہے لڑکی کی گزر مشکل ہے و نیز شباب کا زمانہ ہے فتنہ کا اندیشہ ہے

المستفتی نمبر ۱۱۱۹ محمد حیات صاحب (پرتاب گڑھ)

---

(۱) الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزہ' بحث حکم زوجہ مفقود فائدہ ص ۷۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۲) لا یقع طلاق المولی علی امرأۃ عبدہ والمجنون والصبی ولو مرا ھقا اجازہ بعدالبلوغ – وجوزہ الامام احمد (درمختار) وقال فی الرد(قولہ وجوزہ الامام احمد) ای اذا کان ممیز ا یعقلہ بان یعلم ان زوجتہ تبین منہ کما ھو مقرر فی متون مذھبہ (ھامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الطلاق ۳/ ۲۴۲' ۲۴۳ ط سعید کراتشی)

۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۱۱ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۶) کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے پہلا نکاح فسخ کرالیا جائے تو دوسرا نکاح بعد انقضائے عدت ہو سکتا ہے (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جہاں مسلمان حاکم نہ ہو، وہاں مسلمانوں کی دیندار جماعت کے ذریعہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے

(سوال) (۱) مسلمان حاکم ہمارے ضلع میں کوئی نہیں ہے جس کی عدالت میں مسماۃ ظہیر النساء کا معاملہ حسب الارشاد پیش کیا جائے (۲) عدالت میں مقدمہ باقاعدہ دائر کر کے مسماۃ ظہیر النساء کا نکاح ثابت کرنا اور پھر اشتہار وغیرہ کرانا جس میں کم از کم پچیس روپے صرف ہو گا اور مسماۃ بوجہ غربت اور اس کا باپ بوجہ مفلسی بالکل مجبور ہیں بمشکل گزر ہوتی ہے اب چار سال یا بدرجہ مجبوری ایک سال مسماۃ کا اپنے مفقود الخبر شوہر کا انتظار کرنا نہایت دشوار ہے سخت فتنہ کا اندیشہ ہے۔

المستفتی نمبر ۱۱۲۰ محمد حیات صاحب (پرتاب گڑھ)

۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۱۱ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب) (از نائب مفتی دار العلوم دیوبند) اگر مسلمان حاکم موجود نہ ہو یا اس کی عدالت میں مقدمہ دائر کرنا بوجہ افلاس و تنگدستی کے دشوار ہو تو چند دیندار مسلمانوں کی پنچایت جس میں ایک معتبر اور مستند عالم بھی ہو قائم مقام قاضی کے ہو کر خدمات قاضی انجام دے سکتی ہے (۲) اور ایک سال کی مدت مقرر کرنا لازمی ہے اور تفصیل اس مسئلہ کی رسالہ الحیلۃ الناجزۃ (۳) اور رسالہ المرقومات للمظلومات میں موجود ہے جو دار الاشاعت دیوبند سے ملتی ہے (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ مسعود احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی دار العلوم

---

(۱) ولا یفرق بینه و بینها ولو بعد مضی اربع سنین خلافا لمالك (درمختار) وقال فی الرد (قوله خلافا لمالك) فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضی اربع سنین – لقول القهستانی لو افتی فی موضع الضرورة لا بأس به علی ما اظن (هامش رد المحتار مع الدر المختار، کتاب المفقود، مطلب فی الافتاء بمذهب مالك فی زوجة المفقود ٤/ ٢٩٥ ط سعید کراتشی) نیز دیکھئے الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة – بحث حکم زوجه مفقود ص ٥٩ تا ص ٧٢ مطبوعه دار الاشاعت کراچی

(۲) واما المحکم فشرطه اهلیة القضاء و یقضی فیما سوی الحدود والقصاص (هامش رد المحتار مع الدر المختار، کتاب القضاء ٥/٣٥٤ ط سعید کراتشی)

(۳) الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة، بحث حکم زوجه مفقود، فائده ص ٧١ مطبوعه دار الاشاعت کراچی

(٤) صرح بذلك العلامة الصالح التونسی مفتی المالکیة فی المسجد النبوی الشریف بالمدینه المنورة فی فتواه الملحقة بالرسالة المسماة " الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة" فی الروایة السابعة عشر الذی علیه الجمهور وبه العمل وهو المشهور ان ذلك التفریق وسائله وما یتعلق به للحاکم فان عدم حسا او اعتبار فجماعة المسلمین الثلاثة فما فوق تقوم مقامه ولا یکفی الواحد فی مثل هذا وانما نسب ذلك للاجهوری فی احدی الروایتین عنه و تبعه بعض الشراح من المصریین والاول هو الذی علیه المعول و علیه فلا لزوم لتعریف المعرفة هذا الواحد ولبیان المهمات التی یرجع فیها الیه علی ان ذلك واضح وهی کنایة عن کونه عالما عاقلا مرجعا لاهل جهته فی حل مشکلاتهم مطلقا ص ١٢٨ مطبوعه دار الاشاعت کراچی –

دیوبند الجواب صحیح محمد سہول مفتی دارالعلوم دیوبند ۷ ۲ربیع الاول
(مکرر استفسار از حضرت مفتی اعظمؒ)

سوال متعلقہ استفتائے سابق

(سوال) حضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے پہلا نکاح فسخ کرالیا جاوے اس کے بعد انقضائے عدت کے بعد دوسرا عقد ہو سکتا ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ میرے ضلع میں مسلمان حاکم نہیں ہے اور عدالت میں مقدمہ دائر کرنے سے یہ بھی امر مانع ہے کہ کم از کم پچیس روپیہ صرف ہوگا مستفتی بہت غریب آدمی ہے دیوبند سے بھی استفتا منگایا گیا ہے مفتی صاحب نے بھی عذر مذکورہ بالا کی بناء پر یہ ارشاد فرمایا ہے کہ کسی عالم معتبر کے سامنے یہ معاملہ طے کرادیا جائے لیکن مفتی صاحب نکاح فسخ کرانے کے بعد ایک سال کی میعاد انتظار کی مقرر فرماتے ہیں حضور والا وہ عورت اور اس کا باپ بہت پریشان ہیں دس گیارہ سال اس عورت نے کبھی نہ کسی طرح گزر کیا لیکن اب معاملہ بہت نازک ہے اور سخت اندیشہ فتنہ کا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۱۲۰ محمد حیات صاحب (پرتاب گڑھ)

(جواب ۱۲۷) (از حضرت مفتی اعظمؒ) دیوبند کا جواب میں نے دیکھا اس میں پنچایت مقرر کر کے جس میں کم از کم ایک معتبر عالم بھی ہو اس کے سامنے مقدمہ پیش کرنے کو لکھا ہے آپ لکھتے ہیں کہ کسی عالم سے فیصلہ کرالیا جائے تو واضح رہے کہ کسی ایک عالم کا فیصلہ کافی نہ ہوگا پنچایت ضروری ہے اور پنچایت اس جماعت کا نام ہے جس کو قوم کی طرف سے ایسے فیصلے کرنے کا اختیار دیا گیا ہو اور قوم میں اس کے فیصلے نافذ ہوتے ہوں تو ایسی پنچایت کا وجود بھی مسلمان حاکم کے وجود کی طرح مشکل ہو؟ اللہ تعالیٰ رحم کرے مفتی کے بس میں اس سے زیادہ کچھ نہیں۔		محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

غیر مسلم حاکم کے ذریعہ مسلمانوں کا نکاح فسخ نہیں ہو سکتا

(سوال) ایک لڑکی کا خاوند پانچ سال سے مفقود الخبر ہے سیشن کورٹ نے خاوند کی گم شدگی کی بنا پر فیصلہ دیدیا ہے کہ بروئے قانون لڑکی دوسری شادی کر سکتی ہے اندریں باب فتویٰ شریعت کیا ہے اس کا جواب بدیں نمط موصول ہوا کہ "اگر سیشن جج مسلمان تھا اور اس نے خاوند کی گمشدگی کی بناء پر یہ فیصلہ دیا ہو بعد تحقیقات کے کہ لڑکی دوسرا نکاح کر سکتی ہے تو اس کا نکاح سابق فسخ ہو گیا اور دوسرا نکاح کرنا جائز ہو گیا اب توضیح طلب امر یہ ہے کہ فیصلہ کرنے والا حاکم سیشن جج مسلمان نہیں ہے لیکن ریاست نے اسے ہر قسم کے فیصلے کا مختار و مجاز قرار دیا ہے تو کیا ایسی شکل میں کہ اس مقدمہ کے لئے حاکم مسلم کا تعین متعذر ہے حاکم غیر مسلم کا فیصلہ اس باب میں معتبر نہ ہوگا اور اگر نہیں تو فسخ کی کونسی صورت ممکن ہو سکتی ہے؟

المستفتی نمبر ۷۷ ۷ اغلام رسول تکیہ بوٹے شاہ - ریاست جیند
۱۴ رجب ۱۳۵۶ھ م ۲۰ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۸) غیر مسلم حاکم کا فیصلہ کافی نہیں(۱) صورت مسئولہ میں یہ ممکن ہے کہ سیشن جج غیر مسلم سے درخواست کی جائے کہ وہ اس معاملہ کے لئے کسی مسلمان عالم کو مجاز کردے کہ وہ شرعی فیصلہ کردے اور پھر سیشن جج اس کے فیصلہ کو اپنی عدالت سے نافذ کردے -

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

شوہر اٹھارہ سال سے لاپتہ ہو' تو کیا بیوی نکاح فسخ کرا کے دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) زید شوہر طاہرہ تقریباً ۱۸ سال سے لاپتہ ہے اس کی کوئی خبر اس وقت سے اب تک نہیں ملی کیا طاہرہ عقد ثانی کر سکتی ہے ؟ المستفتی نمبر ۱۸۳۸ امر وُ بخش صاحب (اٹاوہ)
۲۶ رجب ۱۳۵۶ھ م ۲ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۹) طاہرہ اپنا نکاح کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے فسخ کرا کر اور عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے -(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

جس عورت کا شوہر چار سال سے لاپتہ ہو تو وہ عورت کیا کرے ؟

(سوال) ایک لڑکی کا شوہر جس کی عمر تخمیناً چوبیس پچیس سال کی ہے یہ لڑکا آج چار برس سے لاپتہ ہے لڑکی لڑکے کے وارثوں سے کہتی ہے کہ یا تو میرا روٹی کپڑے کا بندوبست کرو یا مجھے اجازت مل جائے تاکہ میں نکاح کرلوں لڑکی کے والدین نہیں ہیں لڑکی بذات خود محنت مزدوری کر کے شکم پروری کرتی ہے لڑکے کے وارث بھی غریب ہیں وہ پرورش کرنے کو تیار نہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر تیرا دل نکاح کرنے کو چاہتا ہے بیشک کرلے ہم منع نہیں کرتے اس صورت میں نکاح کر دینا بہتر ہے یا نہیں اور لڑکی بھی دونوں باتوں میں راضی ہے وارث نکاح کی اجازت دیں یا روٹی کپڑا -
المستفتی نمبر ۲۳۰۷ حاجی منشی فتح محمد صاحب (کرنال) ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۱۲ جون ۱۹۳۸ء

---

(۱) واہلہ اہل الشہادۃ ای اداہا علی المسلمین (درمختار) وقال فی الرد (وحاصلہ ان شرط الشہادۃ من الاسلام و العقل والبلوغ والحریۃ و عدم العمی والحدفی القذف شرط لصحۃ تولیتہ ولصحۃ حکمہ بعدہا و مقتضاہ ان تقلید الکافر' لا یصح وان اسلم - قال فی البحر : و بہ علم ان تقلید الکافر صحیح و ان لم یصح قضاء ہ علی المسلم حال کفرہ - (ہامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب القضاء ۵/ ۳۵٤ ط سعید کراتشی)
(۲) تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ' بحث حکم زوجہ مفقود ص ۵۹ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی -

جواب (۱۳۰) لڑکی کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرالے اور نکاح ثانی کی اجازت حاصل کرلے تو دوسرا نکاح بعد انقضائے عدت کر سکے گی(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

نوجوان العمر عورت کا شوہر چار سال سے گم ہو گیا ہے' کیا حکم ہے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

سوال) زید اپنی منکوحہ بیوی کو جو کہ لاوارث لڑکی تھی کسی کے گھر بڑی ہوئی عرصہ قریباً چار سال ہوئے بغیر طلاق دیئے چھوڑ کر چلا گیا ہے جس کا ابھی تک پتہ معلوم نہیں ہے لڑکی اپنے مربی باپ کے گھر رہتے ہوئے ناجائز تعلق کر کے حاملہ ہوئی اور لڑکا پیدا ہوا اب گھر والے لڑکی سے سخت ناراض ہیں اور ہر وقت جنگ وجدل میں رہتے ہیں اس کے اصل زوج کا پتہ نہیں لڑکی سخت تکلیف میں ہے اس کا نکاح مسلمانوں کی پنچایت نے فسخ کر دیا ہے بعض مولوی اعتراض کرتے ہیں کہ نکاح ثانی نہیں ہو سکتا۔

جواب (۱۳۱) اگر وہ پنچایت جس نے لڑکی کا نکاح فسخ کیا ہے اس بستی کے مسلمانوں کی مسلمہ پنچایت ہے جس کو اس قسم کے اختیارات حاصل ہیں تو نکاح کا فسخ صحیح ہوا اور لڑکی بعد انقضائے عدت دوسرا نکاح کر سکتی ہے(۲) اور اگر مسلمہ پنچایت نہیں تو کسی مسلمان حاکم سے نکاح فسخ کرالیا جائے تو فسخ صحیح ہوگا(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل ہفتم
کفاءت

والدنے نابالغہ لڑکی کا نکاح حرامی لڑکے سے کرادیا' تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) ایک بے وقوف باپ نے جو کہ کانوں سے کم سنتا ہے اور آنکھوں سے بھی کم دکھائی دیتا ہے اپنی

---

(۱) دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ' بحث حکم زوجہ مفقود ص ۵۹ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی –

(۲) مسلمانوں کی مسلمہ پنچایت کے لئے چند شرائط ہیں (۱) جماعت کے ارکان کم از کم تین ہوں (۲) سب ارکان عادل یعنی پکے دیندار ہوں (۳) سب ارکان یا کم از کم ایک رکن ایسا عالم ہو جو شہادت و قضاء کے احکام شرعیہ میں ماہر ہو' اور اگر اس میں کوئی بھی عالم نہیں عوام نے محض اپنی رائے سے فیصلہ کر دیا' تو وہ حکم نافذ نہ ہوگا اگر اتفاقاً وہ حکم صحیح بھی ہو گیا ہو (۴) فسخ نکاح کا فیصلہ سب ارکان اتفاق رائے سے کریں' اور اگر خدانخواستہ کسی واقعہ کے متعلق پنچایت کے ارکان میں اختلاف رہا تو ان کے فیصلے سے تفریق وغیرہ نہ ہو سکے گی
وهذا ملخص من الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة ص ۳۴ ص ۴۰ ط دار الاشاعت كراچى

(۳) واهله اهل الشهادة اى ادائها على المسلمين (درمختار) وقال في الرد : و حاصله ان شرط الشهادة من الاسلام والعقل والبلوغ و الحرية وعدم العمى والحد فى القذف شروط لصحة توليته ولصحة حكمه بعد و مقتضاه ان تقليد الكافر لا يصح وان اسلم– قال فى البحر و به علم ان تقليد الكافر صحيح وان لم يصح قضاء على المسلم حال كفره (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب القضاء ۵/۳۵۴ ط سعيد كراچى) وانظر ايضا الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة' بحث حكم زوجه مفقود ص ۶۲ ط دار الاشاعت كراچى –

نابالغہ لڑکی کا عقد ایک حرامی لڑکے سے اس لڑکے کی والدہ و چچا کی ولایت میں کر دیا ہے وہ اس طرح کہ لڑکی کے بہنوئی نے لڑکی کے والد کو بہت کچھ ورغلایا اور اس پوشیدگی کے ساتھ یہ عقد کرایا کہ جس وقت لڑکی کے خاص عزیز بھائی چچا وغیرہ کوئی موجود نہ تھے یہ کہا گیا کہ گورنمنٹ سے سارا دابل پاس ہو چکا ہے کہ کوئی شخص نابالغ لڑکا لڑکی کی شادی اگر کرے گا تو مجرم گردانا جائے گا عجلت میں نکاح ہو گیا نہ لڑکی کے والد نے کوئی بات دریافت کی لڑکے کے متعلق اور نہ لڑکے کے چچا والد نے ذکر کیا کہ یہ لڑکا حرامی ہے اگر لڑکی کے چچا بھائی دادا وغیرہ موجود ہوتے تو یہ نکاح ہرگز نہ ہونے دیتے جب لڑکی بالغ ہوئی اس کو رخصت کرنا چاہا لیکن اس نے بالکل انکار کر دیا کہ میں ہرگز حرامی لڑکے کے یہاں رہنا نہیں چاہتی چاہے خودکشی کر لوں یا تمام عمر بیٹھی رہوں جب لڑکی کے ساس و سسر اور اس کے والد وغیرہ سمجھا کر مجبور ہو گئے اور اس نے منظور ہی نہ کیا بحالت مجبوری لڑکی کا والد مولنا عبدالسلام جبلپوری کی خدمت میں حاضر ہوا اور تحریر جواب اس مضمون کا چاہا کہ میں نے اپنی نابالغہ لڑکی کا عقد ایک حرامی لڑکے سے کر دیا ہے اور بروقت نکاح مجھ کو یہ علم نہیں تھا کہ یہ لڑکا حرامی ہے مولانا صاحب نے فتویٰ دیا کہ لڑکی کو اختیار ہے کہ وہ شریف النسب سے اپنا عقد کر سکتی ہے ایسا فتویٰ ایک شخص کو بتایا تو اس شخص نے فتویٰ صحیح سمجھ کر لڑکی سے عقد کر لیا اب برادری کے لوگوں کا کہنا ہے کہ لڑکی کے باپ کو ضرور معلوم تھا کہ یہ لڑکا حرامی ہے مولانا صاحب سے انہوں نے غلط سوال کیا ہے کہ مجھ کو معلوم نہ تھا اس لئے یہ دوسرا نکاح جو لڑکی نے اپنی مرضی سے کیا ہے جائز نہیں ہے لڑکی دوسرے شوہر سے حاملہ بھی ہے اور برادری والے حمل حرام قرار دیتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۲۱۴۳ امجد علی صاحب بندیلکھنڈ - ۱۶ رجب ۱۳۵۵ھ م ۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۳۲) نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے باپ نے ناواقفیت سے اگر غیر کفو میں کر دیا تو نکاح تو ہو گیا (۱) لیکن یہ معلوم ہونے کے بعد کہ لڑکا غیر کفو ہے خود اس کو اور لڑکی کو بعد البلوغ نکاح فسخ کرانے کا حق ہے (۲) کوئی مسلمان حاکم اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے (۳) فسخ کرانے سے پہلے جو دوسرا نکاح کر دیا گیا وہ صحیح

---

(۱) النکاح الصغیر والصغیرة جبرا ولو شیبا ولزم النکاح ولو بغبن فاحش بنقص مهرها و زیادة مهره او زوجها بغیر کفؤ ان کان الولی المزوج بنفسه بغبن ابا او جدا لم یعرف منهما سوء الاختیار مجانة و فسقا وان عرف لا یصح النکاح اتفاقا (تنویر الابصار و شرحه مع هامش رد المحتار کتاب النکاح باب الولی ۶۷/۳ ط سعید کراتشی)

(۲) رجل زوج ابنته الصغیرة من رجل ذکر انه لایشرب المسکرة فوجد شربا مدمنا فبلغت الصغیرة وقالت لا ارضی قال الفقیه ابو جعفر ان لم یکن ابو البنت یشرب المسکر وکان غالب اهل بیته الصلاح فالنکاح باطل لان والد الصغیرة لم یرض بعدم الکفاءة وانما زوجها منه علی ظن انه کفء (الفتاوی الخانیة علی هامش الفتاوی الهندیة کتاب النکاح، باب الکفاءة ۳۵۳/۱ ط ماجدیه کوئٹه) وقال فی خزانة المفتین الاب اذا زوج ابنته الصغیرة من رجل وظن انه یقدر علی ایفاء المعجل والنفقة ثم ظهر عجزه عن ذلك کان للاب ان یفسخ لانه یخل بالکفاءة ولم یسقط حقه لانه زوج علی انه قادر انتهی (خزانة المفتین ۱۲۱/۲)

(۳) وشرط للکل القضاء (الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب النکاح باب الولی ۷۱/۳ ط سعید کراتشی)

نہیں ہوا(۱) البتہ چونکہ دوسرا نکاح اس بناء پر کیا کہ پہلے نکاح کو ایک عالم نے ناجائز بتا کر دوسرے نکاح کی اجازت دے دی تھی اس لئے دوسرے خاوند کی وطی وطی بالشبہ واقع ہوئی اس لئے وہ زنا کا مجرم نہ ہوگا (۲) اور وہ بچہ جو اس وطی سے پیدا ہوگا اس دوسرے خاوند کا نہیں بلکہ پہلے خاوند کا قرار دیا جائے گا بشرطیکہ وہ اس کے نسب سے انکار نہ کردے کیونکہ ابھی تک وہ پہلے کی منکوحہ ہے اور الولد للفراش وللعاهر الحجر (۳) منکوحہ کے لئے قاعدہ کلیہ ہے اب پہلے نکاح کو بذریعہ عدالت یا پنچایت فسخ کرانے کے بعد دوسرے خاوند سے دوبارہ نکاح پڑھا جاوے - فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر مذہب تبدیل کر کے قادیانی ہو گیا' تو عورت کا نکاح فسخ ہو گیا

(سوال) واضح ہو کہ ایک فتویٰ درباب فسخ نکاح ایسے شخص کے جو قادیانی مذہب اختیار کرلے بدیں مضمون آیا ہے کہ اگر شخص مذکور فرقہ قادیانیہ کا متبع ہے تو لڑکی کا نکاح اس سے فسخ کرالیا جائے تفریق کے لئے قانونی طور پر عدالت کا فیصلہ لازمی ہے (دستخط) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اب اس فتوے میں یہ امر تصریح طلب ہے کہ فسخ نکاح کی کیا صورت ہو؟

(۱) کیا بدون اس کے کہ خاوند سے طلاق دلائی جائے عدالت اس امر کی مجاز ہے کہ وہ تفریق کرادے -

(۲) اگر احیاناً اصول دین سے ناواقف ہونے کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے عدالت فسخ نکاح (برخلاف فتویٰ شریعت) ضروری قرار نہ دے تو والدین زوجہ مسلمہ کیا کریں -

(۳) کیا ارتداد کی کوئی شکل مستوجب فسخ نکاح بدون فیصلہ عدالت ہے اگر ہاں تو کیا قادیانی مذہب میں شامل ہونا اس قسم کا ارتداد نہیں جس سے نکاح از خود ٹوٹ جاتا ہو؟

المستفتی نمبر ۱۵۸۵ عبداللہ صاحب (سنگرور - جیند) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء

---

(۱) لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذا المعتدة كذا في السراج الوهاج (الفتاوى الهندية' كتاب النكاح' الباب الثاني القسم السادس' المحرمات التي يتعلق بها حق الغير ۱/۲۸۰ ط ماجديه' كوئٹه)

(۲) و في المجتبى تزوج بمحرمة او منكوحة الغير او معتدته ووطئها ظانا الحل لايحد ويعزر وان ظانا الحرمة فكذلك عنده خلافا لهما (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الحدود ۴/۲۴ ط سعيد كراتشي)

(۳) رواه الترمذي في الجامع' ابواب الطلاق والرضاع' باب ماجاء ان الولد للفراش ۱/۲۱۹ ط سعيد كراتشي) وقال في الدر ان الفراش على اربع مراتب وقد اكتفوا بقيام الفراش بلا دخول كتزوج المغربي بمشرقية بينهما سنة فولدت لستة اشهر مذتزوجها كتصوره كرامة اواستخداما فتح (درمختار) وقال في الرد (قوله على اربع مراتب) ضعيف وهو فراش الامة لا يثبت النسب فيه إلا بالدعوة و متوسط وهو فراش ام الولد فانه يثبت فيه بلا دعوة لكنه ينتفي بالنفي وقوي فراش المنكوحة و معتدة الرجعي فانه فيه لا ينتفي إلا باللعان' واقوى كفراش معتدة البائن فان الولد لا ينتفي فيه اصلا لان نصبه متوقف على اللعان و شرط اللعان الزوجية (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق فصل في ثبوت النسب ۳/۵۵۰ ط سعيد كراتشي)

(جواب ۱۳۳)(۱)ہاں عدالت اس کی شرعاً مجاز ہے کہ فسخ کا حکم کردے۔
(۲)جس طرح ممکن ہو تفریق کی سعی کریں بھاولپور میں ایک فیصلہ ہو چکا ہے' وہ جامعہ عباسیہ بھاولپور سے طلب کریں۔
(۳)ہاں ارتداد سے شرعاً نکاح فسخ ہو جاتا ہے (۱) لیکن عدالت کا فیصلہ قانونی مؤاخذہ سے بچنے کے لئے لازمی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جب ہندو عورت مسلمان ہو جائے تو اس کا نکاح فسخ ہو گیا نہیں؟

(سوال) ایک ہندو عورت اپنے شوہر سے جدا ہو کر مسلمان ہو گئی اور ایک بزرگ سے بیعت حاصل کر کے سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا مسلمان ہونے کے ایک سال بعد اس کا شوہر اپنی زوجہ کو مجبور کر کے زوجیت میں لینے کا خواستگار ہے حسب احکام شرع شریف رائے عالی سے مشرف فرمادیں کیونکہ مسماۃ حسب خواہش شوہر خود زیر حوالات کر دی گئی ہے۔
المستفتی نمبر ۱۶۶۲ سکریٹری اسلامی بورڈ (گوالیار) ۲۷ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۵ اگست ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۳۴) احکام شرعیہ کے بموجب عورت جب مسلمان ہو جائے اور اسکا شوہر باوجود علم کے مسلمان نہ ہو اور عدت گزر جائے تو ان دونوں کا تعلق زوجیت منقطع ہو جاتا ہے سال بھر کا زمانہ اتنا زمانہ ہے کہ اس میں عدت گزر چکی ہو گی اس لئے وہ عورت اب اس کی زوجہ نہیں اور اگر بالفرض عدت نہ گزری ہو جب بھی وہ مسلمان ہو کر تو عورت کا مطالبہ کر سکتا ہے لیکن غیر مسلم ہونے کی صورت میں مطالبہ کا کوئی حق نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی
(جواب دیگر ۱۳۵) کوئی عورت مسلمان ہونے کے بعد ہندو کی زوجیت میں نہیں رہ سکتی (۳) اگر عدت کے اندر کسی مسلمان سے شادی کرلے تو نکاح درست نہیں (۴) اور عدت گزرنے

---

(۱) وارتداد احدهما ای احد الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (درمختار) وقال فی الرد (قوله بلا قضاء) ای بلا توقف علی قضاء القاضی و كذا بلا توقف علی مضی عدة فی المدخول بها كذا فی البحر (قوله ولو حكما) ارادبه الخلوة الصحیحة (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۳/ ۱۹٤ ط سعید كراتشی)
(۲) ولو اسلم احدهما ای احد المجوسیین اوامرأة الكتابی ثمة ای فی دار الحرب و ملحق بها كالبحر الملح لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثة اشهر قبل اسلام الآخر اقامة لشرط الفرقة مقام السبب (درمختار) وقال فی الرد (قوله لم تبن حتی تحیض) افادبتوقف البینونة علی الحیض ان الآخر لو اسلم قبل انقضائها فلا بینونة بحر (هامش ردالمحتار مع الدرالمختار' كتاب النكاح باب النكاح الكافر ۳/۱۹۱ ط سعید كراتشی)
(۳) دیکھئے حوالہ سابقہ
(٤) اذا اسلم احد الزوجین فی دار الحرب ولم یكونا من اهل الكتاب او كانا والمرأة هی التی اسلمت فانه یتوقف انقطاع النكاح بینهما علی مضی ثلاث حیض سواء دخل بها او لم یدخل بها كذا فی الكافی (الفتاوی الهندیة' كتاب النكاح' الباب العاشر فی نكاح الكفار ۱/۳۳۸ ط ماجدیه كوئٹه)

کے بعد نکاح کرے تو نکاح جائز ہوگا اور وہ مسلمان کی منکوحہ ہو جائے گی(۱) اور نکاح نہ کرے بے شوہر کے رہے جب بھی ہندو شوہر سابق اس کو نہیں لے سکتا کیونکہ ہندو مسلمان عورت کا شوہر نہیں ہو سکتا(۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

عاقلہ بالغہ اپنے نکاح میں خود مختار ہے

(سوال) میری عمر بوقت نکاح سولہ سال کی تھی میرے نکاح کو عرصہ چار ماہ کا ہوا میرے والد نے بغیر میری رضامندی کے میرا نکاح ایک ایسے شخص سے کر دیا جس کا بد دماغ' بد چلن ہونا بعد میں ثابت ہوا ایک مرتبہ اس نے اپنی بد دماغی سے اپنی خود کشی کا ارادہ کر لیا تھا اور کثیر تعداد میں افیون وگڑو تیل کھا لیا تھا مگر بعد میں علاج معالجہ سے صحت ہو گئی ایسے بد دماغ سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے یہ خیال رہے کہ ابھی تک رخصتی کی نوبت نہیں آئی ہے لیکن ہاں لڑکے والے میرے والد کو رخصت کرنے پر مجبور کر رہے ہیں اب جب کہ میرے والد کو ان تمام باتوں کا پتہ چل گیا ہے وہ بھی رخصت نہیں کرنا چاہتے اور نفرت کرتے ہیں - اگر جبراً میری رخصتی کی گئی تو جان کھونے پر آمادہ ہوں -
المستفتی نمبر ۱۶۹۴ ار کیسہ خاتون - ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۸ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۶) بالغہ عورت کا نکاح بدون اس کی رضامندی کے نہیں ہو سکتا باپ بھی اگر بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی اجازت حاصل کئے بغیر کر دے تو نکاح لڑکی کی رضامندی پر موقوف رہتا ہے اگر وہ نکاح کی خبر پا کر انکار کر دے یا نارضامندی ظاہر کر دے تو نکاح باطل ہو جاتا ہے اور رضامندی کا اظہار کر دے تو نکاح قائم رہتا ہے پس صورت مسئولہ میں اگر تم نے نکاح کی خبر پانے کے وقت نارضامندی کا اظہار کر دیا ہو تو نکاح باطل ہو چکا ہے اور اگر اذن دیا ہو یا رضامندی کا اظہار کیا ہو تو نکاح قائم ہے (۳) اب اگر خاوند

---

(۱) (قوله لم تبن حتی تحیض) افاد بتوقف البینونة علی الحیض ان الآخر لو اسلم قبل انقضائها فلا بینونة بحر (قوله اقامة لشرط الفرقة) وهو مضی هذه المدة مقام السبب - فاذا مضت هذه المدة صار مضیها بمنزلة تفریق القاضی و تکون فرقة بطلاق علی قیاس قولهما و علی قیاس قول ابی یوسف بغیر طلاق لانها بسبب الا باء حکما و تقدیرا بدائع (هامش رد المحتار مع الدر المختار ' کتاب النکاح' باب نکاح الکافر ۱۹۱/۳ ط سعید کراتشی)
(۲) قال اللہ تعالیٰ : ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن ولأمة مؤمنة خیر من مشرکة ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولعبد مؤمن خیر من مشرك ولو اعجبکم (البقرة - ۲۲۱)
(۳) ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح لا نقطاع الولایة بالبلوغ فان استأذنها هو ای الولی وهو السنة او وکیله اورسوله او زوجها ولیها واخبرها رسوله او فضولی عدل فسکت عن رده مختارة او ضحکت غیر مستهزئة او تبسمت او بکت بلا صوت فلو بصوت لم یکن اذنا ولا ردا حتی لو رضیت بعده انعقد (الدر المختار مع هامش رد المحتار ' کتاب النکاح' باب الولی ۵۸/۳ ط سعید کراتشی) وقال ایضا وهو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر و مجنون و رقیق لا مکلفة فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضا ولی والا صل ان کل من تصرف فی ماله تصرف فی نفسه وما لا فلا (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب النکاح' باب الولی ۵۵/۳ ط سعید کراتشی)

کے کوئی ایسے حالات ظاہر ہونے ہوں جو پہلے معلوم نہ تھے اور ان حالات کی بناء پر نباہ نا ممکن ہو یا دشوار نظر آتا ہو تو کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے نکاح فسخ کرایا جا سکتا ہے(۱)

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مسلمان عورت کا نکاح قادیانی مرد سے جائز نہیں

(سوال) زید نے اپنی لڑکی مسماۃ ہندہ جو سنی المذہب ہے کا عقد خالد (جس نے بوقت عقد نیز اس سے چند روز پیشتر مسماۃ ہندہ کے والد زید کے اس شبہ کو کہ خالد قادیانی مذہب رکھتا ہے بایں عبارت (میں حنفی المذہب اہل سنت والجماعت ہوں اگر میرے خسر مجھ کو اس کے برعکس دیکھیں تو وہ اپنی لڑکی کو علیحدہ کرا سکتے ہیں تحریراً و تقریراً زائل کر دیا تھا) سے کر دیا- اب دو ماہ کے بعد وہ کہتا ہے کہ میں تو قادیانی ہوں اور بوقت عقد بھی قادیانی تھا اگرچہ مصلحتہً میں نے اپنے قادیانی ہونے کو چھپالیا تھا-

(الف) یہ عقد ہندہ کا خالد سے درست ہوا یا نہیں (ب) اگر جائز و درست ہوا تو اب اس کے اس اقرار سے کہ میں قادیانی ہوں نکاح فسخ ہوا یا نہیں (ج) اگر فسخ ہوا تو محض اس کے اس اقرار پر خود بخود یا کسی دیگر شخص سے فسخ کرایا جائے گا یا نہیں (د) کیا اس کی اس تحریر سے کہ جو مذکور الصدر ہے کہ اگر میرے خسر مجھ کو اس کے برعکس دیکھیں تو اپنی لڑکی کو علیحدہ کرا سکتے ہیں طلاق واقع ہوئی یا نہیں جب کہ وہ اس وقت برعکس ہے (ز) اگر طلاق ہو گئی یا نکاح خود بخود فسخ ہو گیا یا دوسرے سے فسخ کرایا گیا تو اب ہندہ کا نکاح دوسرے شخص سے کر سکتے ہیں یا زید سے طلاق لینے کی ضرورت ہو گی-

---

(۱) تفریق کی صورت یہ ہے کہ مجنون کی عورت قاضی کی عدالت میں درخواست دے اور خاوند کا خطرناک جنون ثابت کرے' قاضی واقعہ کی تحقیق کرکے اگر صحیح ثابت ہو تو مجنون کو علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دیدے اور بعد اختتام سال اگر زوجہ پھر درخواست کرے اور شوہر کا مرض جنون ابھی تک موجود ہو تو عورت کو اختیار دے دیا جائے اس پر عورت اسی مجلس تخیر میں فرقت طلب کرے' تو قاضی تفریق کر دے (الحیلۃ الناجزۃ ص ۵۴ بحث حکم زوجہ مجنون ط دار الاشاعت کراچی) وقال فی الدر : ولا یتخیر احدھما ای احد الزوجین بعیب الآخر فاحشا کجنون و جذام و برص و رتق و قرن و خالف الائمۃ الثلاثۃ فی الخمسۃ لو بالزوج ولو قضی بالرد صح فتح (درمختار) وقال فی الرد : والظاہر ان اصلہا : و خالف الائمۃ الثلاثۃ فی الخمسۃ مطلقا و محمد فی الثلاثۃ الاول لو بالزوج کما یفہم من البحر وغیرہ (ہامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الطلاق ' باب العنین وغیرہ ۳/۵۰۱ ط سعید کراتشی) وقال فی الہندیۃ اذا کان بالزوجۃ عیب فلا خیار للزوج واذا کان بالزوج جنون او برص او جذام فلا خیار لہا کذافی الکافی' قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ ان کان الجنون حادثا یؤجلہ سنۃ کالعنۃ یخیر المرأۃ بعد الحول اذا لم یبرأ وان کان مطبقا فہو کالجب و بہ نأخذ کذا فی الحاوی القدسی (الفتاوی الہندیۃ' کتاب الطلاق' الباب الثانی عشر فی العنین ۱/۵۲۶ ط ماجدیہ کوئٹہ) وقال فی المبسوط : و علی قول محمد لہا الخیار اذا کان علی حال لا تطیق المقام معہ (المبسوط لشمس الائمۃ السرخسی' کتاب النکاح' باب الخیار فی النکاح ۵/۹۷ ط دار المعرفۃ بیروت) و فی کتاب الآثار للامام محمد رحمہ اللہ تعالی او کذلک اذا وجدتہ مجنونا موسوسا یخاف علیہا قتلہ (کتاب الآثار' باب الرجل یتزوّج وبہ عیب ص ۷۲ ط مکتبہ اہل سنت والجماعت کراچی)

المستفتی نمبر ۲۰۷۰ حافظ احمد سعید صاحب (حیدر آباد دکن)
۲۳ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۲۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۷) (ا) یہ عقد درست نہیں ہوا (ج) قانونی مواخذہ سے بچنے کے لئے بذریعہ حاکم فسخ کرالیا جائے ورنہ شرعاً فسخ کرانے کی ضرورت نہیں(۱)(د) یہ تحریر تو وقوع طلاق کے لئے کافی نہیں ہے (۲)(ز) دوسرے شخص سے نکاح کرنے کے لئے صرف قانونی طور پر اجازت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔　　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر بد اطوار ہو' بیوی کے حقوق ادا نہ کرے' تو بیوی علیحدہ ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) ہندہ ایک نوجوان عورت ہے اس کا شوہر زید اشد زناکار و رنڈی باز ہے اور وہ اپنی بی بی کا حقوق زوجیت کما حقہ ادا نہیں کرتا ہے مشیت الٰہی اس کے شوہر زید کو کسی جرم زناکاری میں سات برس کی قید ہوئی ہے اب ہندہ نے اپنے شوہر زید پر بایں مضمون ایک مقدمہ عدالت میں دائر کیا ہے کہ میرا شوہر زید میرے حقوق زوجیت کما حقہ ادا نہیں کرتا ہے اکثر اوقات رنڈی بازی وغیرہ امر ناشائستہ میں مصروف رہتا ہے علاوہ بریں میرے شوہر زید کی کوئی جائداد وغیرہ کچھ بھی نہیں جس سے میں پرورش پا سکوں باوجود اس کے میں ایک نوجوان عورت ہوں اپنی شہوت تھامنا مجھ پر سخت دشوار ہے لہذا حضور کے پاس درخواست کرتی ہوں کہ حضور میرے حق میں نیک فیصلہ عنایت فرمائیں عدالت نے تو بمطابق قانون سرکاری ہندہ مذکورہ کو اختیار دیدیا ہے کہ تم کو اختیار ہے چاہے تم اپنے شوہر زید کا انتظار کرو یا دوسری جگہ نکاح میں بیٹھو اس سے تم پر سرکاری قانون مزاحم نہ ہوگا اب حضرات علماء کرام سے سوال یہ ہے کہ دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۳۰۵ ابو عبدالصمد - (بنگال)
۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۱ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۳۸) اگر یہ حاکم مسلمان تھا تو اس کا یہ حکم ہندہ کے عمل کے لئے کافی ہے اور وہ بعد انقضائے عدت دوسرا نکاح کر سکتی ہے عدت حاکم کے فیصلہ کے وقت سے شروع کی جائے لیکن اگر حاکم

---

(۱) اس لئے کہ قادیانی باتفاق علماء اہل سنت والجماعت کافر ہے' اور مسلمان عورت کا نکاح کافر مرد کے ساتھ جائز و درست نہیں کما قال اللہ تعالیٰ : ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن ولأمة مؤمنة خیر من مشرکة ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا و لعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم (البقرة - ۲۲۱)
(۲) اس لئے کہ یہ الفاظ "اگر میرے خسر مجھ کو اس کے برعکس دیکھیں تو وہ اپنی لڑکی علیحدہ کرا سکتے ہیں" الفاظ طلاق صریح و کنایہ یا تفویض طلاق کے الفاظ میں سے نہیں ہیں' لہذا ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی کما قال فی الرد (قوله ورکنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة علی معنی الطلاق من صریح او کنایة - (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق ۳/ ۲۳۰ ط سعید کراتشی)

غیر مسلم تھا تو ہندہ کو کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے نکاح فسخ کرانا ضروری ہے(۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شیعہ آدمی نے دھوکہ دیکر نکاح کر لیا' تو وہ فسخ ہو گایا نہیں ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) میں مسماۃ سکینہ دختر فہیم الدین عرض پرداز ہوں کہ ۱۹۲۵ء میں جب کہ میری عمر گیارہ سال کی تھی ایک شخص ضمیر الحسن پسر ابوالحسن نے میرے والد کو دھوکہ دیکر اور یہ کہہ کر کہ میں اہل سنت والجماعت ہو گیا ہوں میرے ساتھ نکاح کر لیا اور نکاح کے بعد اس نے اپنا وہی طریقہ رکھا اور مجھ کو شیعہ بننے پر مجبور کیا اور سخت تکلیفیں پہنچائیں میں اس کے مذہب سے سخت بیزار ہوں اور کسی سنت جماعت سے نکاح کرنا چاہتی ہوں میری عمر اٹھارہ سال ہے میرے ماں باپ بالکل نادار ہیں۔

(جواب ۳۹ ۱) اگر خاوند نے عورت کے باپ کو یہ بتایا تھا کہ میں اہل سنت والجماعت ہو گیا ہوں اور اسی بناء پر باپ نے نکاح کر دیا تھا بعد نکاح معلوم ہوا کہ وہ سنی نہیں ہوا بلکہ ابھی تک شیعہ ہے تو لڑکی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عدالت کے ذریعہ سے اپنا نکاح فسخ کرالے(۲) اور اگر خاوند غالی شیعہ تبرائی ہو تو نکاح ہی درست نہیں ہوا ہے(۳) بذریعہ عدالت فیصلہ کرا کے عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے(۴) فقط
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) واهله اهل الشهادة اى ادائها على المسلمين (درمختار) وقال في الرد : وحاصله ان شروط الشهادة من الاسلام و العقل والبلوغ والحرية و عدم العمى والحد فى القذف شروط لصحة توليته ولصحة حكمه بعد ها و مقتضاه ان تقليد الكافر لا يصح وان اسلم - قال في البحر و به علم ان تقليد الكافر صحيح وان لم يصح قضاء ه على المسلم حال كفره (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب القضاء ٥/٣٥٤ ط سعيد كراتشى) وكذا فى الحيلة الناجزة ص ٣٣ ط دار الاشاعت كراچى

(۲) وافاد البهنسى انها لو تزوجته على انه او سنى او قادر على المهر والنفقة فبان بخلافه - كان لها الخيار فليحفظ (درمختار) وقال فى الرد: لكن ظهر لى الآن ان ثبوت حق الفسخ لها التعزير لالعدم الكفاء ة بدليل انه لو ظهر كفؤ يثبت لها حق الفسخ لانه غرها (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب العنين وغيره ٣/٥٠١، ٥٠٢ ط سعيد كراتشى)

(۳) نعم لا شك فى تكفير من قذف السيدة عائشةؓ اوا نكر صحبة الصديقؓ او اعتقد الا لوهية فى علىؓ وان جبريل غلط فى الوحى او نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الجهاد' باب المرتد ٤/٢٣٧ ط سعيد كراتشى)

(۴) عدالت سے یہ فیصلہ کروانا قانونی طور پر اجازت حاصل کرنے کے لئے ہے' شرعاً اس کو فی الحال اجازت ہے۔

فصل ہشتم
زوج کا مخبوط الحواس یا مجنون ہونا

پاگل کی بیوی شوہر سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) زید کو خالد نے غلط بیانی سے یہ دھوکا دیا کہ میرے لڑکے میں بجز کم علمی کے اور کچھ نقص نہیں ہے اور اس پر زید کو اپنی صداقت دیانتداری کے واسطے پورا اطمینان دلایا اس پر زید نے مطمئن ہو کر اپنی لڑکی کا نکاح خالد کے لڑکے سے کر دیا مگر شادی کے بعد واقعہ اس کے خلاف ثابت ہوا یعنی (۱) لڑکے میں دماغی خرابی پائی گئی مثلاً کبھی گھر سے بھاگ کر نکل جانا کبھی آنا کبھی رونا' کبھی لڑنا' وحشیانہ حرکت کرنا' لڑکی کا خاص روپیہ لیکر خرچ کر دینا' زیور فروخت کے لئے طلب کرنا' زن و شو کے واقعات کو غیروں سے بیان کرنا (۲) خالد کا لڑکا نہ قرآن پڑھ سکتا ہے اور نہ ہی نماز کا پابند ہے' حالانکہ زید کو یہ کہا گیا تھا کہ وہ نماز کے پابند ہیں لڑکی تعلیم یافتہ اور صوم و صلوٰۃ کی پابند ہے زید خود بھی نہایت محتاط اور صوم و صلوٰۃ کا پابند انسان ہے (۳) خالد کا لڑکا نہ تو عقل معاش ہی صحیح رکھتا ہے نہ خط و کتابت ہی معمولی طریقہ سے کر سکتا ہے حالانکہ خالد نے ان چیزوں کے متعلق اطمینان دلایا تھا۔ (۴) خالد کے لڑکے میں نہ تو تعلیم ہے نہ تربیت ہے حالانکہ خالد نے یہ اطمینان دلایا تھا کہ ان کی تربیت درست ہے (۵) ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ لڑکی کو لڑکے سے علیحدہ رکھا جائے ورنہ اس کی صحت پر اس کا خراب اثر پڑے گا اور لڑکے کو بغرض علاج رانچی لے جایا جائے ان حالات میں زید کی لڑکی نہایت پریشان ہے بیمار ہو کر ناتواں ہو گئی ہے اور چاہتی ہے کہ میرا نکاح اس سے فسخ کر دیا جائے آیا شریعت اسلامیہ کے آئین میں صورت مذکورہ میں فسخ نکاح کی اجازت ہے اگر اجازت ہے تو اس کے فسخ کرانے کی کیا صورت ہے ؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۶ سید ابوالبقا محمد صاحب (پٹنہ)

۲۱ شوال ۱۳۵۵ھ م ۵ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۰) اگر نمبر ۱ و نمبر ۵ صحیح ہیں یعنی وہ شخص صحیح الحواس نہیں ہے اور اطبا و ڈاکٹر زوجین کے اجتماع کو لڑکی کے لئے مضر بتاتے ہیں اور اگر لڑکی کے نفقہ کی کفالت وہ نہ کر سکتا ہو بلکہ اس کے برعکس لڑکی کا زیور تلف کرنا یا تلف کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو ان صورتوں میں کوئی مسلمان حاکم لڑکی کا نکاح فسخ کر سکتا ہے۔ یہ فسخ بربنا اختلاف حواس ہو تو حنفی مذہب کے موافق (۱) اور بربنائے عدم

---

(۱) ولا يتخير احدهما اى احد الزوجين بعيب الآخر فاحشا كجنون و جذام و برص و رتق و قرن و خالف الائمة الثلاثة فى الخمسة لو بالزوج ولو قضى بالرد صح فتح (درمختار) وقال فى الرد : والظاهران اصلها : و خالف الائمة الثلاثة فى الخمسة مطلقا و محمد فى الثلاثة الاول ولو بالزوج كما يفهم من البحر وغيره (قوله ولو قضى بالرد صح) اى لو قضى به حاكم يراه فافا دانه مما يسوغ فيه الاجتهاد (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب العنين وغيره ۳ /۱ ۰ ۵ ط) سعيد كراتشي) حضرت مولانا اشرف علی التھانویؒ نے اپنے زمانہ میں تمام علماء ہندو

کفالت نفقہ ہو تو امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کے موافق ہوگا(۱) اور ضرورت شدیدہ کے وقت حنفیہ اس پر عمل کر سکتے ہیں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

سوال مثل بالا

(سوال) ایک شخص نے ہوش وحواس کی حالت میں نکاح کیا عقد کرنے کے ایک سال بعد دیوانہ ہو گیا یہاں تک کہ اسے پابہ زنجیر رکھنا پڑتا ہے اس میں للہ کھانے کمانے کا بالکل ہوش نہیں لڑکی جب شوہر کے مکان پر رہتی ہے تو سخت تکلیف پہنچتی ہے کبھی کبھی جان کا خطرہ بھی ہو جاتا ہے اس وجہ سے لڑکی اپنے والدین کے مکان پر چلی گئی قریباً دس سال سے اپنے والدین کے مکان پر رہتی ہے اور اس کے تمام خرچ و اخراجات والدین ہی اٹھارہے ہیں لڑکی والوں کی و نیز لڑکے والوں کی یہ خواہش ہے کہ اگر فسخ نکاح ہو سکتا ہو تو کسی اور کے ساتھ لڑکی کا عقد کر دیا جائے کیونکہ لڑکی جوان ہے عمر صرف ۲۵ سال کی ہے ابھی تک کوئی بال بچہ نہیں ہوا ہے آیا مذہب اہل سنت والجماعت میں فسخ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ؟
المستفتی نمبر ۱۳۳۹ منشی سید مظفر حسین صاحب رضوی کیمپ اسٹیٹ (ضلع کیرا)
۲۵ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۸ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۱) ہاں اہل سنت والجماعت حنفی مذہب کے موافق بھی مجنون کی بیوی اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے اور اب کہ جنون کو دس بارہ سال کا عرصہ ہو گیا ہے بغیر کسی مزید مہلت کے کوئی حاکم نکاح فسخ کر سکتا ہے(۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) پاکستان کے اتفاق سے دوسرے ائمہ اور امام محمدؒ کے قول پر فسخ نکاح کا فتوی دیا ہے کما فی الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ بحث حکم زوجہ مجنون ص ۵۱ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی — وقال فی الهندیة: او قال محمد ان کان الجنون حادثا یؤجله سنة کالعنة ثم تخیر المرأة اذا لم یبرأوان کان مطبقا فهو کالجب و به نأخذ کذافی الحاوی القدسی (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق الباب الثانی عشر فی العنین ۱ /۵۲٦ ط ماجدیه کوئٹه)

(۱) وقد اختلف العلماء فی هذا الحکم وهو فسخ النکاح عند اعسار الزوج بالنفقة علی اقوال الاول ثبوت الفسخ وهو مذهب علی و عمر و ابی هریرةؓ و جماعة من التابعین ومن الفقهاء و مالك و الشافعی و احمد و به قال اهل الظاهر مستد لین بحدیث لا ضرر ولا ضرار والثانی ما ذهب الیه الحنفیة وهو قول للشافعی انه لا فسخ للاعسار بالنفقة مستدلین بقوله تعالیٰ و من قدر علیه رزقه فلینفق مما اتاه الله لا یکلف الله نفسا إلا ما اتاها (من فتاوی العلامة سعید بن صدیق الفلاتیؒ الملحقة بالحیلة الناجزة ص ۱۳۲ دار الاشاعت کراچی)

(۲) اذا کان بالزوجة عیب فلا خیار للزوج واذا کان بالزوج جنون او برص او جذام فلا خیار لها کذافی الکافی' قال محمدؒ ان کان الجنون حادثا یؤجله بسنة کالعنة ثم یخیر المرأة بعد الحول اذا لم یبرأوان کان مطبقا فهو کالجب و به نأخذ کذافی الحاوی القدسی (الفتاوی الهندیه' کتاب الطلاق' الباب الثانی عشر فی العنین ۱ /۵۲٦ ط ماجدیه کوئٹه) وقال السرخسی او علی قول محمد لها الخیار اذا کان علی حال لا تطیق المقام معه لانه تعذر علیها الوصول إلی حقها لمعنی فیه فکان بمنزلة ما لو وجدته مجبوبا (المبسوط للسرخسی کتاب النکاح باب الخیار فی النکاح ۵ / ۹۷ ط دار المعرفة بیروت)

سوال مثل بالا

(سوال) ہندہ زید کے نکاح میں عرصہ تیس سال سے ہے اور تقریباً بیس سال سے زید بالکل پاگل ہے آیا ہندہ اس حالت میں نکاح ثانی کر سکتی ہے اور ہندہ اس کے نکاح میں ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۳۵۷ محمد یعقوب صاحب (دہلی) ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱٤۲) اگر زید بالکل مجنون اور حقوق زوجیت ادا کرنے کے ناقابل ہے اور اس کا کوئی اثاثہ بھی نہیں ہے جو زوجہ کے نفقہ کے لئے کافی ہو اور زوجہ اس حالت پر زیادہ صبر نہیں کر سکتی تو ایسی حالت میں اسے حق ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنے خاوند کے مجنون ہونے کی بناء پر نکاح فسخ کرا لے (۱) اور عدت گزار کر نکاح ثانی کر لے ۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جب شوہر پاگل ہو گیا' تو بیوی شوہر سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) لڑکی مسماۃ بیگم بی بی قوم میراسی عرصہ گیارہ سال سے شادی شدہ ہے اور ایک لڑکی اور ایک لڑکا تولد ہوا ہے اور اب اس کا خاوند پاگل ہو گیا ہے اور اس لڑکی کو خرچ وغیرہ کی بہت تکلیف ہے اور لڑکی کی اور کوئی سبیل نہیں ہے لاچار ہو کر بے چاری مانگتی پھرتی ہے اس کا خاوند اس عورت کی کوئی دین و دنیا کی حاجت ادا کرنے کے قابل نہیں ہے ۔

المستفتی نمبر ۱۸۱۷ مولوی محمد قاسم علی صاحب (ضلع لائل پور)

۴ شعبان ۱۳۵۶ھ ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱٤۳) یہ عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں درخواست دیکر اپنا پہلا نکاح فسخ کرا لے (۳) اور بعد حصول حکم فسخ عدت گزار کر دوسرا نکاح کر لے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر دیوانہ ہو تو بیوی کو خیار تفریق حاصل ہے' یا نہیں ؟

(سوال) ایک عورت کے اس کے خاوند سے تین بچے ہیں خاوند اسکا دیوانہ ہو چکا ہے عرصہ چھ ، سال سے

---

(۱) ایضاً حوالہ سابقہ صفحہ گزشتہ حاشیہ ۲)

(۲) اگر عیب جنون معلوم ہونے سے پہلے خلوت صحیحہ ہو چکی تھی بعد ازاں فسخ نکاح کی نوبت آئی ہے تو پورا مہر لازم رہے گا اور عدت بھی واجب ہو گی قلت و یجب العدة ایضا کما ھو مقتضی الخلوة الصحیحة (الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة بحث حکم زوجه مجنون ص ۵۵ – ۵۷ ط دار الاشاعت کراچی)

(۳) اور وہ جنون جو عقد نکاح کے بعد پیدا ہو گیا ہو اس کے متعلق امام محمدؒ سے کوئی تصریح نہیں ہے لیکن مالکیہ کے مذہب میں اسکے متعلق یہ تصریح ہے کہ اگر نکاح کے بعد جنون ہو جاوے تب بھی عورت کو علیحدگی کا اختیار ہے کما فی المدونة ص ۱۹۶ ج ۳ (الحیلة الناجزة' بحث حکم زوجه مجنون تنبیه ضروری ص ۵٦ مطبوعه دار الاشاعت کراچی)

(۴) زوجہ مجنون کی عدت کا حکم یہ ہے کہ تفریق قبل الخلوۃ میں عدت واجب نہیں اور بعد الخلوۃ میں واجب ہے (الحیلة الناجزة' بحث حکم زوجه مجنون ص ۵۷ مطبوعه دار الاشاعت کراچی)

عورت مذکورہ اپنے خاوند کے گھر سے اس وجہ سے نکل آئی ہے کہ وہ اس کو دیوانگی کی وجہ سے مار تا پیٹتا ہے عورت مذکورہ نان و نفقہ سے بھی تنگ ہے کیونکہ ماں باپ اس کے بہت تنگ ہیں بغیر خاوند کے عورت مذکورہ کا گزارہ نہیں ہو سکتا اس صورت میں کیا عورت مذکورہ بغیر طلاق اپنے خاوند سودائی کے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟ آیا اس کے لئے شریعت میں کوئی طریقہ دوسری جگہ نکاح کرنے کا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۶۵ چودھری غلام رسول (گوجرانوالہ)

۲۶ شعبان ۱۳۵۶ھ م یکم نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۴) یہ عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرائے تو دوسری جگہ نکاح بعد عدت کر سکے گی(۱) جب تک فسخ نکاح نہ ہو دوسری جگہ نکاح جائز نہیں ہے(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مجنون کی بیوی کے لئے نان و نفقہ نہیں 'اور زنا کا بھی خطرہ ہے 'تو دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) (۱) ایک عورت کو اس کے خاوند نے (جس کو مرض مالیخولیا کی تقریباً ۱۶ سال سے شکایت ہے اور جو چرس بھنگ پینے کا بھی عادی ہے) گھر سے نکال دیا اور خود فقیرانہ زندگی بسر کرنی شروع کر دی عورت مذکور عرصہ پانچ سال سے اپنے والدین کے پاس ٹھیری اس کے اور اس کے بچوں کے کھانے کا بوجھ عورت مذکور کے والدین برداشت کرتے رہے اس عرصہ میں اسکے خاوند نے اس عورت کو لانے کی کوئی تجویز نہیں کی اسی عرصہ میں عورت مذکور کے والدین کا انتقال ہو گیا عورت مذکور اس گاؤں کے نمبردار کے کہنے پر اپنے بال بچوں سمیت اپنے خاوند کے گھر آئی اس کے خاوند نے اس کو پھر بھی تنگ کرنا شروع کیا اور کئی کئی دن تک نہ ہی بچوں کو اور نہ اس عورت کو کھانے کو دیا خاوند مذکور دو ماہ ٹھہر کر پھر کہیں چلا گیا اور فقیرانہ بھیس میں باہر پھر تا رہا اور تین سال تک واپس نہ آیا اس کے جانے کے بعد ہی زمین قرض خواہوں نے لے لی عورت مذکور تین سال تک محنت مزدوری کر کے اپنا اور بچوں کا پیٹ پالتی رہی تین سال کے بعد اس کا خاوند پھر واپس آگیا اور عورت مذکور کو مار پیٹ کر کے گھر سے نکال دیا لوگوں کے کہنے سننے پر اس کو گھر آنے دیا گاؤں کے معتبر لوگوں نے اس کے خاوند کو سمجھایا کہ وہ اپنی بیوی کو ناحق

---

(۱) واذا كان بالزوج جنون و برص و جذام فلا خيار لها كذا في الكافي قال محمدؒ ان كان الجنون حادثايؤجله سنة كالعنة ثم يخير المرأة بعد الحول اذا لم يبرأوان كان مطبقا فهو كالجب و به نأخذ كذافي الحاوی القدسی (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق الباب الثاني عشر فی العنين ۵۲۶/۱ ماجديه كوئٹہ) وكذا فی الحيلة الناجزة' بحث حکم زوجہ مجنون ص ۵۱ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

(۲) لا يجوزللرجل ان يتزوج زوجة غيره و كذا المعتدة كذافي السراج الوهاج (الفتاوى الهندية' كتاب النكاح الباب الثالث فی بیان للمحرمات القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير ۲۸۰/۱ ط ماجدیه کوئٹہ)

تنگ نہ کرے لیکن وہ باز نہیں آیا اور پھر پہلے کی طرح گھر سے چلا گیا اور تقریباً دو سال تک لاپتہ رہا۔
(۲) عورت مذکور کے خاوند نے اس کے ساتھ مجامعت کرنی تقریباً عرصہ بارہ سال سے جب سے کہ وہ فقیر ہو گیا تھا بالکل ترک کر دی تھی یہ بات عورت مذکورہ کے بیان سے ثابت ہوتی ہے اس کا یہ بھی ثبوت ہے کہ اس کا چھوٹا بچہ تقریباً چودہ سال کا ہے اور نکاح ثانی کے بعد اس کی گود میں ایک لڑکی ہے۔
(۳) عورت مذکور نے اپنے خاوند کے ظلم و ستم سے تنگ آکر اپنے خاوند سے کہا کہ یا تو مجھے طلاق دے دو یا کھانے پینے کو دو اور میری جائز خواہشات کو بھی پورا کرو اس کے خاوند نے نان و نفقہ دینے سے بھی انکار کر دیا اور طلاق دینے سے بھی انکار کر دیا آخر کار وہ عورت تنگ ہو کر عیسائی ہو گئی اس کے عیسائی ہونے سے موجودہ گورنمنٹ کے قانون کے مطابق اس عورت کا نکاح ٹوٹ گیا پھر عورت مذکورہ عرصہ چھ ماہ کے بعد مسلمان ہو گئی اور پھر کسی دوسرے مسلمان کے ساتھ نکاح کر لیا۔
(۴) کیا یہ نکاح جائز ہے یا کہ ناجائز؟

المستفتی نمبر ۲۱۴۶ چودھری محمد بخش صاحب (لائل پور)
۲۳ شوال ۱۳۵۶ھ م ۲۷ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۵) اگر یہ واقعات صحیح ہیں جو سوال مذکورہ میں ہیں تو عورت کا نکاح ثانی صحیح ہو گیا(۱)

پاگل کی بیوی کیا کرے؟

(سوال) میرا شوہر بعارضہ صرع مدت سے بیمار ہے عرصہ ہفت سال علاج کیا گیا مگر آرام نہ ہوا اب دس ماہ سے مجنون ہو کر گھر سے نکل گیا ہے ڈاکٹر اور حکیم اس کو لا علاج بتا رہے ہیں میرے چھوٹے کمسن بچے ہیں بوجہ افلاس تنگ آ گئی ہوں عمر کے لحاظ سے جوان ہوں۔
(جواب ۱۴۶) خاوند کے مجنون ہو جانے کی صورت میں حضرت امام محمدؒ کے قول کے موافق

---

(۱) اس لئے کہ عورت کے مرتد ہونے سے نکاح تو فوراً فسخ ہو گیا کما فی الدر المختار وارتداد احدھما ای الزوجین فسخ فلا ینقص عددا عاجل بلا قضاء (درمختار) وقال فی الرد (قولہ : بلا قضاء) ای بلا توقف علی قضاء القاضی وکذا بلا توقف علی مضی عدۃ فی المدخول بھا کما فی البحر (ھامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب النکاح' باب نکاح الکافر ۳/۱۹۳' ۱۹۴ ط سعید کراتشی) لہذا صورت مسئولہ میں جب عورت عیسائی ہو گئی تو اس کا نکاح اس کے مجنون شوہر سے فوراً فسخ ہو گیا پھر جو یہ مسئلہ ہے کہ مرتدہ کو جبراً مسلمان کر کے شوہر اول کے ساتھ تجدید نکاح کیا جائے یہ تو دار الاسلام میں ہو سکتا ہے نہ کہ دار الحرب میں اس لئے کہ دار الحرب میں اجبار من القاضی جائز نہیں اور اگر کسی طریقہ سے عورت کو شوہر اول کے ساتھ تجدید نکاح کرنے پر مجبور کیا گیا تو دوبارہ مرتد ہونے کا اندیشہ ہے لہذا ارتداد سے بچانے کے لئے روایت مشابہ پر عمل کرنا جائز اور احوط ہے (قولہ لیس للمرتدۃ التزوج بغیر زوجھا) وظاھرہ ان لھا التزوج بمن شاءت (ھامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الجھاد' باب المرتد ۴/۲۵۳ ط سعید کراتشی) وکذا فی فتاوی دار العلوم دیوبند ۸/۳۴۷ ط امدادیہ ملتان)

ضرورت شدیدہ میں حاکم مجاز کو نکاح فسخ کر دینے کی گنجائش ہے(۱) لیکن حاکم مجاز سے حکم فسخ حاصل کرنے سے قبل دوسرا نکاح کر لینا جائز نہیں۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

شادی کے بعد شوہر دیوانہ ہو گیا' تو بیوی ایک سال کی مہلت کے بعد تفریق کرا سکتی ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص بصحت عقل و تندرستی بدن تقریباً تین چار برس اپنی منکوحہ کے ساتھ بسر کرتا رہا چنانچہ اسی زوجہ سے اس کا ہفت سالہ لڑکا بھی ہے پھر وہ شخص مجنون ہو گیا اور چھ برس سے مجنون ہے اس کے ورثا نے باقاعدہ اس کا علاج بھی نہیں کرایا عورت جوان ہے اور زنا میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے کسی صورت سے اس کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱۴۷) حضرت امام محمدؒ کے قول کے بموجب شوہر کے مجنون ہو جانے کی صورت میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے مگر فسخ کے لئے حاکم مجاز کے فیصلہ کی ضرورت ہے وہ جنون حادث میں ایک سال کی مہلت بغرض علاج دیکر سال بھر کے بعد اگر جنون زائل نہ ہو تو عورت کے طلب پر نکاح فسخ کر سکتا ہے(۳) (یعنی ثالث مسلم فریقین) کو بھی حاصل ہوتا ہے(۴) لیکن حاکم یا حکم کے فیصلہ کے بغیر نکاح فسخ نہیں

---

(۱) ولا يتخير احدهما اى الزوجين بعيب الآخر فاحشا كجنون وجذام و برص ورتق و قرن وخالف الائمة الثلاثة في الخمسة لو بالزوج ولو قضى بالرد صح فتح (درمختار) وقال في الرد والظاهر ان اصلها و خالف الائمة الثلاثة في الخمسة مطلقا و محمد في الثلاثة الاول لو بالزوج كما يفهم من البحر وغيره (قوله ولو قضى بالرد صبي اى لو قضى به حاكم يراه فافاد انه مما يسوغ فيه الاجتهاد (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق' باب العنين وغير ۳/۵۰۱ ط سعيد كراتشى) وقال في الهندية اذا كان بالزوجة عيب فلا خيار للزوج واذا كان بالزوج جنون او برص او جذام فلا خيار لها كذافي الكافي' قال محمدؒ ان كان الجنون حادثا يؤجله سنة كالعنة ثم يخير المرأة بعد الحول اذا لم يبرأوان كان مطبقا فهو كالجب وبه نأخذ كذا في الحاوى القدسي الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الثانى عشر في العنين ۱/۵۲۶ ط ماجديه كوئٹه)

(۲) اس لئے کہ جب تک تفریق نہ ہو وہ عورت اسی مجنون شوہر کی بیوی ہے اور کسی کی بیوی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے بلکہ دوسرا نکاح باطل ہے کما قال في الهندية لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة كذ افي السراج الوهاج (الفتاوى الهندية كتاب النكاح الباب الثالث في بيان المحرمات القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير ۱/۲۸۰ ط ماجديه كوئٹه)

(۳) و اذا كان بالزوج جنون او برص او جذام فلا خيا ر لها كذا في الكافي وقال محمدؒ ان كان الجنون حادثا يؤجله سنة كالعنة ثم يخير المرأة بعد الحول اذا لم يبرأوان كان مطبقا فهو كالجب و به نأخذ كذا في الحاوى القدسي (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الثانى عشر في العنين ۱/۵۲۶ ط ماجديه كوئٹه)

(۴) واما المحكم فشرطه اهلية القضاء و يقضي فيما سوى الحدود القصاص (هامش رد المحتار ' كتاب القضاء ۵/۳۵۴ ط سعيد كراتشى)

ہو سکتا(۱) محمد کفایت اللہ غفر لہ 'مدرسہ امینیہ' دہلی

شوہر کو جنون ہو 'تو اس کی بیوی کو تفریق کا حق حاصل ہے یا نہیں ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص نوجوان ضلع جلپائی گوڑی کا باشندہ تقریباً ڈیڑھ سال سے مرض جنون میں مبتلا ہے ناداری کی وجہ سے کسی اچھے حکیم یا ڈاکٹر یا وید سے علاج کرانے کا اتفاق نہیں ہوا نہ سرکاری پاگل خانے میں بھیجا گیا جس سے مرض کے اچھے ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کیا جاتا شخص مذکور کی بیوی نوجوانی اور مفلسی سے تنگ آکر مستفتی ہوئی کہ نکاح ثانی درست ہے یا نہیں بعض علماء نے بجرد پاگل ہونے اس کے شوہر کے نکاح سابق کو فسخ قرار دیکر نکاح ثانی کا فتویٰ دیدیا اور نکاح کر بھی دیا دوسرے علماء نے تا تحقیق عدم استرداد صحت 'عدم جواز کا فتویٰ دیا اب دو جماعت ہو گئی ہے اور نااتفاقی کی خلیج وسیع تر ہوتی جارہی ہے یہ نکاح درست ہے یا نہیں ؟ اور عدم جواز نکاح کی صورت میں زانی اور زانیہ کو توبہ کے ساتھ ساتھ کیا کفارہ ادا کرنا چاہئیے ؟

(جواب ۱٤۸) جب کہ ڈیڑھ سال سے زوج جنون میں مبتلا ہے اور اس مدت میں افاقہ نہ ہوا تو بغیر مزید انتظار کے امام محمدؒ کے قول کے بموجب تفریق جائز ہے(۲) مگر حکم تفریق کے لئے حاکم بااختیار یا حکم کا فیصلہ ضروری ہے نیز حکم تفریق کے بعد عدت بھی گزارنی ہوگی (اگر عورت مدخول بہا تھی) یہ مراتب پورے کر لئے گئے تو نکاح ثانی درست ہوا ورنہ ناجائز (۳) ناجائز ہونے کی صورت میں تفریق یا تجدید ضروری ہے اور گزشتہ کی تلافی کے لئے صرف توبہ کافی ہے کوئی کفارہ لازم نہیں -(۴) محمد کفایت اللہ غفر لہ .

شوہر کو جذام کی بیماری ہو 'تو بیوی کو نکاح فسخ کرانے کا حق ہے یا نہیں ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) میری شادی میرے والد نے صغر سنی میں شیخ نصیر الدین سے کردی تھی کہ میرے شوہر کو

---

(۱) اس لئے کہ بغیر قضاء حاکم کے نکاح فسخ نہیں ہوگا اور وہ عورت بدستور اسی مجنون کے نکاح میں ہے لہذا کسی کی بیوی سے جب تک وہ اس کے عقد نکاح میں ہے نکاح کرنا شرعاً درست نہیں اور دوسرا نکاح منعقد بھی نہیں ہوگا کما قال فی الرد : اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته– فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (ہامش ردا لمحتار' کتاب الطلاق باب العدة ۳/٥١٦ ط سعید کراتشی)

(۲) قال محمد ان کان الجنون حادثا یؤجله سنة کالعنة ثم یتخیر المرأة بعد الحول اذا لم یبرأ ان کان مطبقا فهو کالجب و به نأخذ کذا فی الحاوی القدسی (الفتاوی الهندیة کتاب الطلاق الباب الثانی عشر فی العنین ١/٥٢٦ ط ماجدیه کوئٹه)

(۳) تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ بحث حکم زوجہ مجنون ص ۵۱ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی

(٤) کما ورد فی الحدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب له (رواہ ابن ماجه فی سننه باب ذکر التوبة ص ۳۲۳ ط مکتبه میر محمد کراتشی) .

جذام کا مرض لاحق ہو اب میں عرصہ تیں برس سے بالغ ہوں اور اپنے والد کے گھر زندگی کے دن پورے کر رہی ہوں مجھے اپنے شوہر کے ساتھ رہنا منظور نہیں کیونکہ وہ مرض ناقابل علاج میں گرفتار ہے اور عرصہ چار برس سے اپنی سسرال نہیں گئی نہ جانے کے لئے تیار ہوں طلاق مانگتی ہوں تو طلاق نہیں دیتا اور میں خلع کی استطاعت نہیں رکھتی۔

(جواب ۱۴۹) جذامی شوہر کی بیوی حاکم با اختیار کی عدالت میں فسخ نکاح کی درخواست دیکر حکم فسخ حاصل کر سکتی ہے حاکم امام محمدؒ کے قول کے بموجب نکاح کو فسخ کر سکتا ہے(۱) اور بعد حصول حکم فسخ عدت پوری کر کے عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے(۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ'

شوہر کتنا ہی سخت بیمار ہو اس صورت میں بھی عورت پر خود بخود طلاق نہیں پڑتی

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۳۶ء)

(سوال) زید عرصے سے مرگی میں مبتلا ہے اور مرض کی وجہ سے ایک سال سے اس کی زبان بند ہے بول نہیں سکتا ایک عالم نے فتویٰ دیا کہ زید کی زوجہ کو طلاق ہو گئی کیونکہ اس قدر مریض کا نکاح نہیں رہ سکتا اس فتویٰ کو حق سمجھ کر اس کی بیوی کا دوسری جگہ نکاح کر دیا گیا۔

(جواب ۱۵۰) شوہر کے مریض ہونے کی صورت میں خود بخود طلاق نہیں پڑ جاتی خواہ کتنا ہی سخت مرض ہو پس صورت مسئولہ میں یہ نکاح جو بدون طلاق کے پڑھا دیا گیا صحیح نہیں ہوا(۳) اور جس نے اس نکاح کے جواز کا فتویٰ دیا اس نے سخت غلطی کی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) وان کان بالزوج جنون او برص او جذام فلاخیار لها عند ابی حنیفة و ابی یوسف وقال محمدؒ لها الخیار دفعا للضرر عنها کما فی الجب والعنة بخلاف جانبه لانه متمکن من دفع الضرر بالطلاق (الهندیة' کتاب الطلاق' باب العنین وغیره ۲/۵۲۴ ط شرکة علمیه ملتان)

(۲) اذا طلق الرجل امرأته طلاقا بائنا اوثلاثا اووقعت الفرقة بینهما بغیر طلاق و هی حرة ممن تحیض فعدتها ثلاثة اقراء سواء کانت الحرة مسلمة او کتابیة کذا فی السراج الوهاج ثم قال بعد صفحه لو کانت المعتدة بالحیض – و بنفس الانقطاع فی الحیضة الثالثة تبطل الرجعة – و یجوز لها ان تتزوج بآخر ان کان قد طلقها (الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الثالث عشر فی العدة ۱/۵۲۷'۵۲۸ ط ماجدید کوئٹه)

(۳) اس لئے کہ مرض کتنا ہی سخت ہو جب تک شوہر بیوی کو طلاق نہیں دیتا بیوی پر خود بخود طلاق نہیں پڑتی' ہاں بعض مرض ایسے ہیں جیسا کہ جنون' جذام اور برص جن کی وجہ سے امام محمد اور ائمہ ثلاثہؒ کے مذہب کے مطابق عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہے اور وہ قاضی یا جماعت المسلمین (پنچایت) کے ذریعہ سے اپنا نکاح فسخ کرائے گی کما هو فی کتب الفقه اور جب طلاق نہیں پڑی تو دونوں کا نکاح برقرار رہا' اس لئے دوسرا نکاح ازروئے شریعت جائز نہیں بلکہ باطل ہے کما فی الدر المختار کل صلح بعد صلاح فالثانی باطل کذا النکاح بعد النکاح – والا صل ان کل عقد اعید فالثانی باطل (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الصلح ۵/۶۳۶ ط سعید کراتشی) وقال فی الهندیة' لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذلك المعتدة کذا فی السراج الوهاج (الفتاوی الهندیة' کتاب النکاح' الباب الثالث فی بیان المحرمات القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر ۱/۲۸۰ ط ماجدیه کوئٹه)

فصل نہم
زوج کا ظلم وزیادتی

ظالم شوہر سے نجات کی کیا صورت ہے؟

(سوال) مجبور وبے کس عورتیں جو شوہروں کی ہر قسم کی زیادتی اور ظلم برداشت کرتی ہیں ان کے لئے خلاصی کی شرعاً کوئی صورت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۰۰ محمد شبیر دھوبی (بنارس) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۱۶ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۵۱) مظلوم عورتوں کو ظالم شوہروں کے پنجہ ظلم سے چھڑانے کے لئے ایک مسودہ قانون اسمبلی میں پیش ہونے والا تھا مگر ابھی تک اس کے متعلق کوئی تسلی بخش صورت نہیں نکلی ہے کوشش کی جارہی ہے کہ ایسا قانون بن جائے اور مالکی مذہب کے موافق نکاح فسخ کیا جاسکے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جو شخص اپنی بیوی کو ایذاء دے' اس کی بیوی کیا کرے؟

(سوال) ایک لڑکی بعمر پچیس چھبیس سال جس کی شادی کو عرصہ دس بارہ سال کا ہو چکا دوران شادی میں خاوند نے طرح طرح کی ایذائیں پہنچائیں اور اب عرصہ پانچ سال سے مطلق خبر نہیں لی ایک لڑکی بھی جس کی عمر قریب پانچ ہی سال کی ہے اس کے پاس رہتی ہے کئی مرتبہ اس کے شوہر سے کہا گیا کہ اپنی بیوی کو لے جاؤ یا فیصلہ کردو مگر وہ کسی طرح رضامند نہ ہوا بلکہ اور یہ سمجھ گیا کہ نہ میں رکھوں نہ میں چھوڑوں لڑکی کی عمر اس قابل نہیں کہ وہ بیٹھی رہے اب تک اس نے محنت مزدوری سے گزر کی اس نے فعل مختاری کی درخواست دی تھی جو کہ منظور ہو گئی وہ چاہتی ہے کہ کہیں بیٹھ کر بقایا زندگی بسر کروں اب جناب سے التماس ہے کہ جناب بذریعہ فتویٰ اجازت دیں کہ لڑکی کا اس حالت میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟　　المستفتی نمبر ۱۸۱۹ ایم نذیر حسین سوداگر چرم صدر بازار، دہلی۔

۲۲ رجب ۱۳۵۶ھ م ۲۸ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۵۲) عدالت سے خود اختیاری تو مل گئی اب اس کی ضرورت ہے کہ فریقین کسی کو ثالث بنادیں اور وہ تحقیقات کے بعد فسخ نکاح کا حکم کردے (۲) اور پھر عورت عدت پوری کر کے دوسرا نکاح

---

(۱) اس کے لئے دیکھئے رسالہ "الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ للتھانویؒ" جس میں تفصیل کے ساتھ مظلوم عورتوں کی مشکلات کا شرعی حل جو شوہر کے ہاتھوں سخت تکلیف میں ہیں قلمبند کیا گیا ہے۔

(۲) تولیۃ الخصمین حاکما بینھما ورکنہ لفظہ الدال علیہ مع قبول الآخر ذلک و شرطہ من جھۃ المحکم بالکسر العقل لا الحریۃ والا سلام – وشرطہ من جھۃ المحکم بالفتح صلاحیتہ للقضاء کما مر (درمختار) قولہ کمامر – ای فی الباب السابق فی قولہ والمحکم کالقاضی (ھامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب القضاء باب التحکیم ۴۲۸/۵ ط سعید کراتشی)

کرلے اگر شوہر ثالثی پر آمادہ نہ ہو یعنی کسی کو ثالث نہ بنائے تو عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں فسخ نکاح کا دعویٰ کر کے نکاح فسخ کرالے اگر مسلمان حاکم نکاح فسخ کرنے کا فیصلہ دیدے تو پھر بعد انقضائے عدت وہ دوسرا نکاح کر سکے گی(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جس عورت کا شوہر نہ اسے طلاق دے' نہ اپنے پاس رکھ کر نان و نفقہ اور حقوق زوجیت ادا کرے' تو وہ عورت کیا کرے ؟

(سوال) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے بھائی عمر کے بیٹے کے ساتھ کر دیا تھا جب وہ سسرال میں بھیجی گئی تو کچھ عرصہ کے بعد ساس وغیرہ نے اس کے ساتھ جھگڑا شروع کر دیا ہوتے ہوتے اس اثناء میں اس کی ساس و زید کے بھائی عمر نے زید کی لڑکی پر زنا کا الزام لگایا جس کو زید اور زید کے تمام طرفدار بہتان عظیم تصور کرتے ہیں لیکن عمرو عمر کے طرفدار اس کو حقیقت خیال کرتے ہیں اسی دن سے لڑکی زید کے گھر میں ہے جس کو عرصہ تین سال کا گزرنے والا ہے نہ تو وہ گھر سے لے جاتے اور نہ طلاق ہی دیتے ہیں بیچ میں لٹکائے ہوئے ہیں بہت دفعہ عمر کے پاس بڑے بڑے معزز آدمی بھیجے گئے کہ کوئی فیصلہ کرو مگر وہ کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔

المستفتی نمبر ۱۸۳۱ مستری عطاء اللہ لانسنس دار لوہار - مسلم بازار - ڈیرہ اسماعیل خاں

۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ م ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۵۳) اگر خاوند زید کی لڑکی یعنی اپنی زوجہ کو آباد نہیں کرتا اور نہ طلاق دیتا ہے تو زید کو حق ہے کہ وہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں دعویٰ کر کے نکاح کو فسخ کرالے حاکم بعد تحقیقات نکاح کو فسخ کر سکتا ہے بعد حصول حکم فسخ و انقضائے عدت دوسرا نکاح ہو سکے گا (۲) الزام زنا بھی موجب لعان ہے (۳) اور بعد لعان تفریق ہو سکتی ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) جن ریاستوں میں قاضی شرعی موجود ہیں وہاں تو معاملہ آسان ہے اور جہاں قاضی شرعی موجود نہیں ان میں وہ مسلمان حکام جج مجسٹریٹ وغیرہ حکومت کی طرف سے اس قسم کے معاملات میں فیصلہ کا اختیار رکھتے ہیں اگر وہ شرعی قاعدہ کے موافق فیصلہ کریں' تو ان کا حکم بھی قضاء قاضی کے قائم مقام ہوجاتا ہے کما فی الدر المختار ویجوز تقلید القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافر اذ کر مسکین وغیرہ (الدر المختار مع ہامش رد المحتار کتاب القضاء ۳٦٨/٥ ط سعید کراتشی)

(۲) دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقہ ص ۷۳ ط دار الاشاعت کراچی

(۳) فمن قذف بصریح الزنا فی دار الاسلام زوجۃ الحیۃ بنکاح صحیح ولو فی عدۃ الرجعی العفیفۃ عن فعل الزنا و تہمتہ لا عن . رد المحتار مع الدر المختار کتاب الطلاق باب اللعان ٤٨٤/٣' ٤٨٥ ط سعید کراتشی)

(٤) ومن حکمہ وجوب التفریق بینہما ووقوع البائن بہذا التفریق بحر (ہامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الطلاق باب اللعان ٤٨٣/٣ ط سعید کراتشی) لعان کے لئے چونکہ دار الاسلام اور قاضی شرعی کی عدالت کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ کتب الفقہ میں مذکور ہے لہذا شرائط کے نا پائے جانے کی وجہ سے لعان ثابت نہیں ہوا اس لئے اگر زوجین خود بخود لعان کرلے تو اس سے تفریق نہیں ہوگی اور طلاق نہیں پڑے گی البتہ شوہر پر اس تہمت کے لگانے کا مواخذہ رہے گا اور دنیا میں اس وقت اس پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوگا فقط

نان و نفقہ نہ دینے اور حقوق زوجیت نہ ادا کرنے والے شوہر سے نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں ؟

(سوال) میں مسماۃ کرم جان عرصہ گیارہ سال سے مجھ کو میرے خاوند عبدالہادی نے گھر سے نکال دیا نکالنے پر میں اپنے بھائی کے گھر چلی آئی ہر چند معتبرین شہر سے میں نے صدا کی اور اپنے خاوند کے پاس جرگہ لے گئی کہ مجھے آباد کریں یا خرچہ دیں مگر میرا کوئی حیلہ کارگر نہ ہوا آخر کار میں نے عدالت میں دعویٰ دائر کیا میرا بھائی ایک مفلس شخص ہے میں نوجوان عورت ہوں خرچہ سے لاچار آکر شریعت محمدیہ کے علماء سے استدعا کرتی ہوں کہ کوئی صورت شریعت نے ہم بے کس و لاچار عورتوں کے لئے تجویز فرمائی ہے کہ اگر خاوند نان و نفقہ نہ دے اور عورت لاچار ہو تو کیا وہ عورت عندالشرع کسی حیلے سے مطلقہ ہو سکتی ہے ؟ نفس امارہ بہت غالب ہے عرصہ کثیر کے بعد اب لاچار آکر استدعا کرتی ہوں اب صبر کا کام ختم ہو گیا ہے اگر شریعت کی وجہ سے طلاق ہو سکتی ہے تو برائے خدا میری جان کو اس آفت سے بچائیں اگر کوئی جائیداد ہوتی تو گزارا کرتی۔

المستفتی نمبر ۲۰۲۸ مستری فضل الہی (ضلع کیمل پور) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۵۴) اگر شوہر بیوی کو آباد نہیں کرتا اور طلاق بھی نہیں دیتا تو عورت کو کوئی حاکم مجاز با اختیار جرگہ یا با اختیار قاضی نکاح فسخ کر کے خاوند کے ظلم سے بچا سکتا ہے با اختیار حاکم یا جرگہ یا قاضی نکاح فسخ کر دے تو فسخ صحیح ہے (۱) اور پھر عورت عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکے گی (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر کے ظلم و زیادتی کی صورت میں، بیوی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) خادمہ ایک مالگذار کی دختر ہے قریباً ۱۵ برس کی عمر میں میرا عقد کیا گیا میں اپنے خاوند کے پاس ۴-۵ سال رہی اس وقت میری عمر قریباً بائیس سال کی ہے اسی درمیان یعنی بمدت زوجیت میرے خاوند نے مجھے طرح طرح کی ایذاء و تکلیفیں پہنچائیں اور دوسرے شخص سے میری آبروریزی کرانے کی کوشش کی اور کہا کہ تو میرے کام کی نہیں ان سختیوں اور وجوہات سے میں اسے چھوڑ کر اپنے ماں باپ کے گھر آگئی ہوں میں چاہتی ہوں کہ وہ مجھے طلاق دیدے مگر وہ مجھے طلاق نہیں دیتا میں اس سے ڈیڑھ سال سے علیحدہ ہوں میں اس شخص کے گھر بالکل نہیں جانا چاہتی میری جوانی کی عمر ہے مجھ سے برداشت بھی نہیں ہو سکتی بغیر طلاق لئے میں دوسرا نکاح بھی نہیں کر سکتی اس لئے حضور کی خدمت

---

(۱) اس مسئلہ میں بضرورت شدیدہ موجودہ دور میں مذہب مالکیہ کے مطابق فتویٰ دیا گیا ہے جس کی پوری تفصیل رسالہ "الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ" للتھانوی بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقہ ص ۷۳ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی میں درج ہے۔

(۲) لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ وکذلک المعتدۃ کذا فی السراج الوہاج (الفتاوی الھندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم السادس المحرمات التی یتعلق بھا حق الغیر ۲۸۰/۱ ط ماجدیہ کوئٹہ)

میں ملتجی ہوں کہ مجھے شرعی حکم مرحمت فرمائیں۔
المستفتی نمبر ۲۱۸۷ الیس پی ولد عبد الہادی (چھیند واڑہ)
۴ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۱۶ جنوری ۱۹۳۸ء
(جواب ۱۵۵) اگر شوہر کے مظالم ناقابل برداشت ہوں اور وہ طلاق بھی نہ دے اور عورت کی عصمت خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے اور بعد حصول فسخ وانقضائے عدت دوسرا نکاح کر سکتی ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ حیاسوز سلوک کرتا ہے' بد اخلاقی سے پیش آتا ہے' اور ایذاء پہنچاتا ہے تو وہ عورت کیا کرے؟

(سوال) میری شادی یکم اپریل ۱۹۳۵ء جسے آج تین سال ہوتے ہیں مسمی محمد غیوث ولد فتح محمد قوم پٹھان پیشہ ملازمت سے ہوئی تھی مذکور نے ایک ہزار کا مہر سادہ مع بیس روپے خرچہ پاندان وغیرہ کے ساتھ اس شرط سے تحریر کیا تھا کہ وہ میری والدہ کے گھر میرے ساتھ رہے گا اور خود مجھے کہیں دہلی سے باہر یا دوسرے محلّہ میں نہیں لے جائے گا اور مجھ سے اخلاق سے پیش آئے گا اس نے یہ بھی اقرار کیا تھا کہ وہ کنوارا ہے اور اس سے پیشتر اس کی شادی نہیں ہوئی ہے حالانکہ میری شادی کے بعد معلوم ہوا کہ یہ سراسر دھوکہ تھا وہ شادی شدہ ہے شادی ہونے کے بعد وہ مجھ سے حیاسوز سلوک کرتا رہا اور بداخلاقی سے پیش آتا رہا' طرح طرح کے فریب کر کے میرا ذاتی زیور اور روپیہ عیاشی میں برباد کرتا رہا اور مجھ سے کنارہ کش رہا اور مجھ سے لاپروا ہو گیا۔ مجھے باہر ملتان لے جانا چاہتا تھا مگر میں اس کے چال چلن سے یہاں تک خائف تھی کہ مجھے خطرہ لاحق تھا میں نہیں گئی کیونکہ وہ مجھے فروخت کرنا چاہتا تھا بعد ازیں اس نے میری والدہ پر اور مجھ پر مقدمہ چلایا کہ اس کا فرنیچر وغیرہ ہم نے ضائع کر دیا ہے مقدمہ ہمارے حق میں رہا اور خارج ہو گیا میرے والد بزرگوار رخصت ہو چکے ہیں صرف میری ماں میری وارث ہے میں شوہر مذکور کے گھر میں نہیں رہنا چاہتی اور وہ مجھے طلاق نہیں دینا چاہتا بلکہ کافی رقم طلاق دینے کی طلب کرتا ہے حالانکہ قانوناً مہر اور خرچہ تین سال کا میں اس سے وصول کر سکتی ہوں مگر بوجہ غربت اور اپنی عزت کے کچھ نہیں کر سکتی ایک مسلمان عورت کی حیثیت سے سخت پریشان ہوں۔
المستفتی نمبر ۲۲۸۲ منور خانم بنت آغا حسین دریا گنج دہلی
۴ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۴ جون ۱۹۳۸ء
(جواب ۱۵۶) اگر واقعات مذکورہ سوال صحیح ہیں تو عورت کو حق ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے۔ رسالہ الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ' بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقۃ ص ۷۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

میں درخواست دیکر اپنا نکاح فسخ کرالے اور پھر عدت گزار کر دوسرا نکاح کرلے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) نکاح کے وقت جو شرط لگائی گئی اس کی خلاف ورزی سے طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں ؟
(۲) شرائط لکھنے کے بعد اس پر عمل نہ کرنے سے بیوی پر طلاق پڑے گی یا نہیں ؟

(سوال) (۱) عورت وقت عقد نابالغ تھی اہل برادری نے ناکح کا چال چلن خراب معلوم کر کے اس سے ایک اقرار نامہ اس مضمون کا تحریر کرایا کہ اگر میں اپنا چال چلن ایک سال کے اندر درست نہ کر سکوں تو میری زوجہ و اس کے وارثان کو اختیار ہوگا کہ وہ دوسری جگہ منسوب کرلیں مجھ کو کسی قسم کا عذر نہ ہوگا اس اقرار نامہ کو تین سال گزر گئے ہیں اب اسلامی بورڈ کے اجلاس میں مسماۃ کی درخواست پیش ہے کہ جس شخص سے میرا مشروط نکاح بزمانہ نابالغی ہوا تھا وہ بربناء شرط نویسندہ دستاویز منسوخ فرما کر دوسرے عقد کی اجازت دی جائے ایسی صورت میں آں قبلہ کی کیا رائے ہے ؟ شہادت پیش کردہ سائلہ سے نویسندہ دستاویز کا اس وقت تک بد چلن ہونا ثابت ہے پس احکام شرعی سے بورڈ کو مطلع فرمایا جائے - مجریہ بورڈ اسلامی گوالیار نمبر ۱۵۵ ۳۱ مئی ۱۹۳۸ء

(۲) ایک عورت کے شوہر نے وقت شادی چند معاہدات کے ساتھ ایک دستاویز لکھی اور اس میں یہ شرط درج کی کہ اگر معاہدات کی پابندی میری جانب سے نہ ہو تو یہ دستاویز طلاق نامہ تصور کی جائے شادی کے بعد ہی شوہر لاپتہ ہو گیا مسماۃ کی درخواست ہے کہ جب شوہر لاپتہ ہے تو پھر دستاویز کی پابندی کون کرے لہذا مجھ کو دوسرے عقد کی اجازت دی جائے اسلامی بورڈ نے مسمی مذکور کے نام گزٹ میں نوٹس شائع کرایا مگر نہ وہ حاضر ہوا اور نہ اس نے کوئی جواب دیا جس سے اس کا لاپتہ ہونا ثابت ہے تین چار سال سے لاپتہ ہے شہادت سے ثابت ہے -

المستفتی نمبر ۲۲۹۹ سکریٹری اسلامی بورڈ (گوالیار) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۷ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۵۷) (۱) اقرار نامہ نکاح کے بعد تحریر کیا گیا ہو اور اس کی شرائط کی خلاف ورزی کی گئی ہو تو بورڈ کو حق ہے کہ وہ عورت کو شرائط اقرار نامہ کے ماتحت آزادی دے کہ وہ بقاعدہ شرعیہ نکاح ثانی کرے -(۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ " الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة" بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقة ص ۷۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۲) واذا اضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق ولا تصح اضافة الطلاق إلا ان يكون الحالف مالكا او يضيفه إلى ملك والا ضافة إلى سبب الملك كالتزوج كالا ضافة إلى الملك فان قال لا جنبية ان دخلت الدار فانت طالق ثم نكحها فدخلت الدار لم تطلق كذا في الكافي (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الرابع في الطلاق بالشرط' الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱/ ۴۲۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) شوہر کے لاپتہ ہو جانے کی صورت میں عورت کا گزارہ ممکن نہ ہو یا اس کی عصمت خطرے میں ہو تو بورڈ کو حق ہے کہ وہ نکاح کو فسخ کر کے عورت کو آزادی دیدے اور عورت کو آزادی ملنے کے بعد عدت گزار کر نکاح ثانی کر لینا جائز ہوگا(۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جس عورت کا شوہر اوباش' اغلام باز اور حقوق زوجیت ادا نہ کرے' تو اس کی بیوی کیا کرے ؟

(سوال) (۱) درخواست کنندہ رابعہ بی زوجہ منظور عالم ساکن اسٹیٹ ریوان عرض کرتی ہے بدرسنہ کو فدویہ جو درخواست دے رہی ہے اس درخواست پر شرعاً میرا فیصلہ کیا جائے خدا اور رسول ﷺ نے حنفی و سنی کے لئے جو ارشاد کیا ہے -

(۲) میرے شوہر منظور عالم میں ایک عیب تو یہ ہے کہ ان کو اغلام بازی کا شوق ہے وہ عورت سے محبت نہیں رکھتے میں نے ان کو تین سال تک سمجھایا کہ یہ بد فعل چھوڑ دے لیکن وہ نہیں چھوڑتے اس لئے میں ان سے بیزار ہوں اور ان کی زوجیت میں رہنا نہیں چاہتی اس بات پر شرعاً فیصلہ چاہتی ہوں -

(۳) میرے بیاہتا خاوند نے مبلغ گیارہ سو پچیس روپے جو مہر کا دیا تھا اس کا زیور بنا دیا تھا وہ زیور جناب منظور عالم صاحب کے مکان سے چوری چلا گیا اب میرے پاس ایک پیسہ تک نہیں ہے مجھ کو دو تین روز کا فاقہ گزرتا ہے اور میرا ایک بچہ نابالغ جو بیاہتا خاوند کی طرف سے ہے ہم ماں بچے بھوکے مرتے ہیں کوئی پرسان حال نہیں ہے موجودہ خاوند سے کھانے کپڑے کو مانگتی ہوں تو کوئی جواب نہیں ملتا وہ خاوند مجھ کو لینے نہیں آتا نہ خرچ دیتا ہے ۱۳ ماہ گزرے خاوند بیوی سے بے فکر ہو کر بیٹھ گئے ہیں ایسے خاوند پر شرعاً کیا حکم عائد ہوتا ہے ؟

(۴) اگر علمائے دین نے اس معاملہ کا فیصلہ نہیں کیا تو اب میں علمائے دین کے سامنے قسم کھا کر قرآن شریف کی کہتی ہوں کہ میں اس پیٹ کے لئے چاہے عیسائی بن جاؤں یا آریہ پھر مجھ پر آپ لوگ کوئی بدنامی نہ دینا میں حرام کر کے پیٹ بھرنا نہیں چاہتی فاقہ میں دن نکل جائیں اگر اسلامی فیصلہ نہ ہوگا تو عیسائی بن جاؤں گی یا آریہ حرام نہیں کروں گی اس لئے اپنی درخواست علمائے دین کے سامنے پیش کرتی ہوں جو سچا حکم خدا اور رسول کا ہو وہ حکم پندرہ دن کے اندر دیا جائے ورنہ کوئی جواب نہ ملنے پر اسلامی دعوے سے علیحدہ ہو جاؤں گی پھر مجھے کوئی بدنامی نہ دینا -

المستفتی نمبر ۲۳۳۰ رابعہ بی زوجہ منظور عالم بلاسپور (سی پی)

۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۲۱ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۵۸) جب کہ خاوند اس قدر خطار کار اور ظالم ہے کہ بیوی بچے کو نفقہ نہیں دیتا اور نہ حقوق

---

(۱) ھکذا فی الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة – بحث حکم زوجہ غائب غیر مفقود ص ۷۷ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

زوجیت ادا کرتا ہے تو عورت کو حق ہے کہ وہ حاکم کے ہاں دعویٰ کر کے اپنا نکاح فسخ کرالے اور پھر عدت گزار کر دوسرا نکاح کر لے(۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

دس سال تک جس شوہر نے خبر نہیں لی، اس کا کیا کیا جائے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک نوجوان شریف عورت شادی شدہ ہے مگر اس کا خاوند اس کو نہ تو گھر میں آباد کرتا ہے نہ اس کے نان و نفقہ کا ذمہ لیتا ہے جس کو عرصہ دس سال کا گزر گیا ہے عورت کے والدین نادار ہیں جب اس سے طلاق طلب کی جاتی ہے تو چار پانچ ہزار روپے طلب کرتا ہے۔

(جواب ۱۵۹) اس پر مہر اور نان نفقہ کی نالش کر کے دباؤ ڈالا جائے یا برادری وغیرہ سے دباؤ ڈال کر طلاق حاصل کی جائے(۲) کیونکہ جب تک اس سے فیصلہ نہ کیا جائے دوسرا نکاح نہیں ہو سکتا(۳)
محمد کفایت اللہ غفر لہ،

جو شوہر عرصہ تیرہ چودہ سال سے بیوی کی خبر گیری نہ کرے تو وہ عورت کیا کرے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) مسماۃ ہندہ کو اس کے شوہر نے تیرہ چودہ سال سے ترک کر دیا ہے نہ اس کے خورد و نوش کا کفیل ہے اور نہ مکان کا بندوبست کرتا ہے اور نہ زر مہر دیتا ہے نہ طلاق دیتا ہے۔؟

---

(۱) دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ، بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقۃ ص ۷۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی جہاں قاضی یا حاکم شرعی حکومت کی طرف سے نہ ہو، وہاں مسلمانوں کی شرعی پنچایت بنائی جا سکتی ہے، اور اس پنچایت کا فیصلہ شرعاً نافذ ہوگا۔

(۲) ولا یفرق بینھما بعجزہ عنھا بانواعھا الثلاثۃ ولا لعدم ایفائہ لو غائبا حقھا ولو موسرا وجوز الشافعی باعسار الزوج و بتضررھا بغیبۃ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیا فقضی بہ نفذ (درمختار) وقال فی الرد : قال فی غرر الاذکار ثم اعلم ان مشایخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائب ممن مذھبہ التفریق بینھما اذا کان الزوج حاضرا وابی عن الطلاق (ھامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الطلاق، باب النفقۃ ۳/ ۵۹۰ ط سعید کراتشی)
ان روایات سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کا مذہب اس صورت میں تفریق کا نہیں ہے البتہ امام شافعیؒ کے نزدیک اس صورت میں تفریق صحیح ہے لہذا شافعی المذہب حاکم یا قاضی سے تفریق کرا سکتا ہے لیکن موجودہ حالات میں علماء حنفیہؒ نے قاضی یا حاکم نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین، شرعی پنچایت اور دار القضاء کے ذریعہ فسخ نکاح کرانے پر فتویٰ دیا ہے اس کی پوری تفصیل دیکھئے حضرت مولانا تھانویؒ کی کتاب "الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ" بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقۃ" ص ۷۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۳) لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ وکذلک المعتدۃ کذا فی السراج الوھاج (الفتاوی الھندیۃ، کتاب النکاح الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم السادس المحرمات التی یتعلق بھا حق الغیر ۱/ ۲۸۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(جواب ۱۶۰) جب کہ خاوند از راہ شرارت زوجہ کے خورد و نوش کا کفیل نہیں ہوتا اور نہ حقوق زوجیت ادا کرتا ہے تو بذریعہ برادری یا حکومت کے اس کو طلاق دینے پر مجبور کرنا چاہئیے(۱) اگر وہ طلاق نہ دے تو حاکم با اختیار نکاح کے فسخ کا حکم دے سکتا ہے (۲) اور بعد حکم فسخ عورت عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ظالم شوہر جو بیوی کا جانی دشمن ہو' اس سے نجات کی کیا صورت ہو گی ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) ایک شوہر اور زوجہ کے درمیان سخت نزاع اور عداوت پیدا ہو گئی ہے شوہر نے عورت پر مقدمہ فوجداری ۴۹۸ تعزیرات ہند برپا کر کے اس کو اور اس کے آشنا کو قید بھی کرایا ہے اور حفظ امن دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری بھی لی جا چکی ہے اب وہ عورت بوجہ خوف جان محنت مزدوری کر کے گزارہ کرتی ہے خاوند اس کو ضرر رسانی کی خاطر طلاق بھی نہیں دیتا عورت جوان ہے اور خاوند بوڑھا ہے عورت اس سے طلاق حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہونے کی وجہ سے تبدیل مذہب کرنے کے لئے تیار ہے' ہم نے اس کو روک رکھا ہے۔

(جواب ۱۶۱) اگر زوجین میں اب باہم اتفاق اور نباہ کی صورت نہیں ہے بلکہ عورت کو اپنی جان کا خوف ہے تو وہ کسی مسلمان حاکم یا ثالث کے ذریعہ سے اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے اور بعد حصول حکم فسخ و انقضائے عدت دوسرا نکاح کر سکتی ہے(۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) و یجب الطلاق لو فات الامساك بالمعروف (الدر المختار مع هامش رد المحتار ' كتاب الطلاق ۳/۲۲۹ ط سعيد كراتشي)

(۲) هكذا في الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة' بحث حكم زوجه متعنت في النفقة ص ۷۳ مطبوعه دار الاشاعت كراچی

(۳) اس لئے کہ بغیر فسخ نکاح اور بغیر عدت گزارنے کے نکاح شرعاً درست نہیں ہوتا کما فی الهندية لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره و كذلك المعتدة كذا في السراج الوهاج (الفتاوى الهندية' كتاب النكاح' الباب الثالث في بيان المحرمات' للقسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير ۱/۲۸۰ ط ماجديه كوئٹه)

(۴) دیکھئے الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة' بحث حكم زوجة متعنت في النفقة ص ۷۳ مطبوعه دار الاشاعت كراچی

فصل دہم
تعدد ازدواج

نکاح ثانی کو رسم کی وجہ سے عیب جاننا گناہ ہے' اور اس کی وجہ سے عورت کو نکاح فسخ کرانے کا اختیار نہیں

(سوال) ایک لڑکی کی شادی بحالت نابالغی اس کی ماں اور بھائی نے اور قریبی رشتہ داروں نے ایک بالغ لڑکے سے کر دی اور وداعگی تاہنوز نہ ہوئی اب لڑکی بالغ ہو چکی ہے شوہر نے بعد شادی ایک عیسائی عورت کو داخل اسلام کر کے نکاح کر لیا اس عورت سے تین بچے بھی ہو چکے ہیں ان حالات کو سن کر لڑکی اپنے شوہر کے پاس جانے سے انکار کرتی ہے اور لڑکی کے وارثان بھی بھیجنے سے انکار کرتے ہیں اور خاوند طلاق دینے سے انکار کرتا ہے ایسی حالت میں لڑکی فسخ نکاح کا مطالبہ کرتی ہے اس کے لئے شریعت اسلامیہ کیا طریقہ بتلاتی ہے؟

المستفتی عبدالرحمن محلہ دودھیان- نصیر آباد (راجپوتانہ) ۱۹ جنوری ۱۹۵۱ء

(جواب ۱۶۲) دوسرا نکاح کر لینا تو طلاق کی وجہ نہیں بن سکتا (۱) اگر اور کوئی معقول وجہ ہو تو اس کی بناء پر عدالت میں مقدمہ کر کے نکاح فسخ کرایا جائے اور اگر غیر مسلم حاکم نکاح فسخ کر دے تو پھر مسلمان پنچایت سے بھی فسخ کرایا جائے (۲) مسلمان پنچایت بھی فسخ کر دے تو لڑکی آزاد ہو گی اور دوسرا نکاح کر سکے گی-

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

فصل یازدہم
حرمت مصاہرت

بیوی شوہر کے بیٹے کے ساتھ زنا کا دعویٰ کرتی ہے' اور لڑکا انکار کرتا ہے' مگر شرعی گواہ موجود نہیں' تو کیا حکم ہے؟

(سوال) میری دوسری بیوی ایک بد معاش آدمی سے مل کر جھوٹا الزام خاوند کے اوپر لگا کر نکاح فسخ

---

(۱) اس لئے کہ نکاح ثانی جائز اور مستحب ہے' اور آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے' اس کو بوجہ عدم رواج قومی کو عیب جاننا جہالت کی بات ہو گی اور سخت گناہ گار ہے قال اللہ عزو جل : فانکحو اما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلٰث و ربع' فان خفتم الاتعدلو افواحدۃ اوما ملکت ایمانکم ذلك ادنی الا تعولوا (النساء : ۳)

(۲) اس لئے کہ قاضی کافر کا حکم اہل اسلام پر نافذ نہیں ہوتا کمافی رد المحتار و مقتضاہ ان تقلید الکافر لا یصح وان اسلم – قال البحر :وبه علم ان تقلید الکافر صحیح وان لم یصح قضاء ہ علی المسلم حال کفرہ (ھامش رد المحتار' کتاب القضاء ۵/۳۵٤ ط سعید کراتشی)

کرانے کا دعویٰ کرتی ہے کہتی ہے کہ سوتیلے لڑکے نے میرے ساتھ زناء کیا ہے وہ اپنی ہی زبان سے ثابت کرتی ہے موقع کی کوئی شہادت نہیں خاوند نے اپنی زبان سے اس کو کوئی تہمت نہیں دی نہ ثابت ہوئی ہے اور نہ اس سوتیلے لڑکے کی زبان سے ثابت ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ میری ماں ہے اور زنا کوئی نہیں ہوا یہ صرف جعل بناتی ہے آپ لکھیں کہ نکاح جائز ہے یا حرام ہے اور فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ خاوند اس کو چھوڑنا نہیں چاہتا اپنے گھر آباد کرنا چاہتا ہے یہ فریب سے نکلنا چاہتی ہے۔

المستفتی نمبر ۱۹۸۳ چراغ دین بلاسپور (شملہ) ۲۹ شعبان ۱۳۵۶ھ ۴ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۳) اگر عورت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اسکے شوہر کے لڑکے نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے اور وہ لڑکا انکار کرتا ہے تو عورت کا قول معتبر نہیں اس کو لازم ہے کہ یا تو چار گواہ چشم دید پیش کرے جو زنا کی چشم دید گواہی دیں (۱) ورنہ یہ عورت خود تہمت لگانے کی سزا پائے گی (۲) اگر چار گواہ زنا کی گواہی دینے والے نہ ہوں اور شوہر زنا کو تسلیم نہ کرے تو نکاح فسخ نہیں ہو سکتا (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

فصل دوازدہم

ارتداد

بیوی مرتد ہو کر پھر مسلمان ہو جائے تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) پہلے ایک عورت مسلمان تھی پھر وہ ایک مرد مسلمان کے ہمراہ بھاگ آئی اور بھاگ کر آریہ سماج میں دونوں مرد و زن داخل ہو گئے عرصہ دو یا تین سال کا ہوا کہ دو تین بچے پیدا ہوئے اس کے بعد وہ دونوں شخص کہتے ہیں کہ ہم فیروز پور پنجاب میں دونوں شخص مسلمان ہو گئے اب ان کا نکاح ہوا اور اس

---

(۱) الشهادة على مراتب منها الشهادة في الزنا يعتبر فيها اربعة من الرجال لقوله تعالىٰ "واللاتي يأتين الفاحشة من نسائكم فا ستشهدوا عليهن اربعة منكم" (الهداية' كتاب الشهادة ۳/۱۵۴ ط شركة علميه ملتان)

(۲) واذا قذف الرجل رجلا او امرأة محصنة بصريح الزنا وطالب المقذوف بالحد حده الحاكم ثمانين سوطاً ' ان كان حرا لقوله تعالىٰ " والذين يرمون المحصنات" إلى ان قال : " فاجلدو هم ثمانين جلدة" الآية المراد بالرمي الزناء بالا جماع و في النص اشارة اليه وهو اشتراط اربعة من الشهداء اذهو مختص بالزنا (الهداية' كتاب الحدود' باب حد القذف ۲/۵۲۹ ط شركة علميه ملتان)

(۳) وان ادعت الشهوة في تقبيله او تقبيلها ابنه وانكرها الرجل فهو مصدق لا هي (درمختار) وقال في الرد : قوله ان ادعت الشهوة في تقبيله) اى ادعت الزوجة انه قبل احد اصولها او فروعها بشهوة اوان احد اصولها او فروعها قبله بشهوة – (قوله فهو مصدق) لانه ينكر ثبوت الحرمة والقول للمنكر (هامش ردالمحتار مع الدر المختار' كتاب النكاح' فصل في المحرمات ۳/ ۳۶ ط سعيد كراتشي)

عورت کا پہلا خاوند حیات ہے اور اب یہ چرچا ہوا کہ جتنے اشخاص اس نکاح کے اندر تھے ان سب کا نکاح ٹوٹ گیا۔ المستفتی نمبر ۲۰۰۰ عبدالعزیز محرم نگر صوبہ دہلی

۵ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶٤) عورت کے آریہ ہونے کی وجہ سے پہلے خاوند کا نکاح ٹوٹ گیا(۱) اور اب دوبارہ مسلمان ہونے کے بعد عورت اور اس شخص کو جو بہکا کر لایا تھا سزا اسلامی حکومت دے سکتی تھی اور مجبور کر سکتی تھی کہ عورت پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کرے (۲) لیکن اب اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے عورت نے اس شخص سے جو نکاح کر لیا ہے یہ نکاح منعقد ہو گیا(۳) اور اس میں شریک ہونے والے مجرم نہیں ہیں۔ اور نہ ان کے نکاح ٹوٹے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) کلمات کفریہ سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے
(۲) خدا اور رسول کو نہیں مانوں گی کہنے سے نکاح فسخ ہوا یا نہیں ؟
(۳) دوبارہ مسلمان ہونے کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے یا نہیں ؟
(۴) اب اگر شوہر بیوی کو رکھنا نہیں چاہتا تو طلاق دینا ضروری ہے یا انہیں کلمات کفریہ سے نکاح فسخ ہو گیا؟

(سوال) (۱) ایک شخص نے دوران گفتگو میں کہا کہ شریعت ظاہری تو عین کفر ہے زبان سے یہ جملہ نکلنا داخل ارتداد ہے یا نہیں اگر داخل ارتداد ہے تو ارکان ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہیں ؟
(۲) ایک عورت جس کا سن ۲۰ سال ہے اور اس سے پہلے دو شوہروں سے یعنی ایک کے بعد دوسرے سے طلاق خود حاصل کرنے کے بعد اب تیسرا نکاح کیا ہے اور تیسرے شوہر کے گھر سے اپنی ماں کے گھر خوشی گئی اور وہاں کچھ دن رہ کر اس شوہر کے پاس آنے سے بضد انکار کچھ دن تک کرتی رہی لیکن ماں بہن وغیرہ کے سمجھانے سے اس شرط پر شوہر کے پاس آنے کا اقرار کیا کہ چلی تو جاؤں گی مگر نعوذ باللہ

---

(۱) وارتداد احدھما ای الزوجین فسخ فلا ینقص عدد اعاجل بلا قضاء (الدر المختار مع ھامش ردالمحتار' کتاب النکاح' باب نکاح الکافر ۳/۱۹۳ ط سعید کراتشی)
(۲) و تجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجرالھا بمھر یسیر کدینار وعلیہ الفتویٰ ولو الجیۃ (درمختار) وقال فی الرد : (قولہ علی تجدید النکاح) فلکل قاض ان یجددہ بمھر یسیر ولو بدینار رضیت ام لا وتمنع من التزوج بغیرہ بعد اسلامھا ولا یخفی ان محلھا ما اذا طلب الزوج ذلک اما لو سکت او ترکہ صریحا فانھا لا تجبر و تزوج من غیرہ لا نہ ترک حقہ (ھامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر ۳/ ۱۹٤ ط سعید کراتشی)
(۳) وظاھرہ ان لھا التزوج بمن شاء ت (ھامش رد المحتار' کتاب الجھاد باب المرتد ٤/۲۵۳ ط سعید کراتشی) دارالحرب میں شامیہ کی اس عبارت پر عمل کیا جائے گا' اس لئے کہ دارالحرب میں اجبار علی الاسلام و تجدید نکاح ممکن نہیں ہو سکتا چونکہ کسی کو اس پر قدرت نہیں ہے۔

خدااور رسول کو نہیں مانوں گی جب اس کے کلمات مذکور پر لعن کیا تو دوسرے دن توبہ کر کے شوہر کے گھر آئی شوہر سے نہ کوئی جھگڑا تھا اور نہ شوہر کو کلمات مذکورہ کا علم تھا اس لئے یکجائی بھی ہوئی اسکے بعد کلمات مذکورہ کا شوہر کو علم ہوا دریافت طلب بات یہ ہے کہ شوہر بلا علم کلمات مذکور مرتکب فعل یکجائی جو ہوا اس کی وجہ سے کسی سزا کا مستحق ہوا یا نہیں اگر ہوا تو کیا صورت اس سے براءت کی ہے۔

(۳) اب اس عورت پر تجدید نکاح لازم ہے یا نہیں؟

(۴) اور اگر شوہر اس کو اپنی زوجیت میں اب نہ رکھنا چاہتا ہو تو جدید طلاق کی ضرورت ہے یا صرف وہی کلمات ارتداد علیحدگی کے لئے کافی ہیں

المستفتی نمبر ۲۰۱۰ شجاعت حسین صاحب (آگرہ) ۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۴ انومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۵) (۱) ہاں اس کلام کے ظاہری معنی ارتداد کے موجب ہیں اور ان کے کہنے سے کہنے والا اسلام سے نکل جاتا ہے پس اس کو توبہ کرنا اور از سر نو تجدید نکاح کرنا لازم ہے(۱)

(۲) شوہر پر کوئی گناہ اور مواخذہ نہیں ہے(۲)

(۳) عورت کے ان کلمات کی بناء پر تجدید نکاح احتیاطاً لازم ہے۔(۳)

(۴) جدید طلاق کی ضرورت تو نہیں مگر طلاق دے دینا احتیاطاً بہتر ہے۔(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل و النکاح واولادہ اولاد زنا و ما فیہ خلاف یؤمر بالا ستغفا ر والتوبۃ و تجدید النکاح (درمختار) وقال فی الرد : (قولہ واولادہ اولاد الزنا) کذا فی فصول العمادی' لکن ذکر فی نور العین ویجدد بینہما النکاح ان رضیت زوجتہ بالعود الیہ وا لا فلا تجبر و المولود بینہما قبل تجدید النکاح بالوطئ بعد الردۃ یثبت نسبہ منہ لکن یکون زنا (قولہ والتوبۃ) ای تجدید الاسلام (ھامش رد المحتار مع الدر المختار ' کتاب الجہاد' باب المرتد ۴/۲۴۷ ط سعید کراتشی)

(۲) اس لئے کہ شوہر کو بیوی کے متعلق معلوم نہیں ہوا تھا کہ اس نے کفریہ کلمات کہے ہیں لہذا علم نہ ہونے کی وجہ سے مواخذہ نہیں۔

(۳) (قولہ و تجدید النکاح) ای احتیاطا کما فی الفصول العمادیۃ – و قولہ احتیاطا ای یأمرہ المفتی بالتجدید لیکون و طؤ ہ حلا لا بالا تفاق (ھامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الجہاد' باب المرتد ۴/۲۴۷ ط سعید کراتشی)

(۴) اس لئے کہ ارتداد سے نکاح فوراً ٹوٹ جاتا ہے کما فی الدر المختار وارتداد احدھما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار مع ھامش رد المحتار ' کتاب النکاح باب النکاح الکافر ۳/۱۹۳ ط سعید کراتشی) مگر احتیاطاً طلاق دیدینا بہتر ہے اس لئے کہ کلمہ "اللہ و رسول کو نہیں مانوں گی" کہتے وقت اگر عورت کی نیت یہ نہیں تھی بلکہ اس میں کسی قسم کی کوئی تاویل کی گنجائش ہو گی تو قضاء اگرچہ اس کی تصدیق نہیں ہو گی لیکن دیانۃ اس کی تصدیق کی جائے گی اور جب اس کی اس نیت کی تصدیق کر لی گئی تو خطاء اس نیت سے یہ الفاظ کہنے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں ہوا اسی لئے احتیاطاً طلاق دے دینا بہتر ہے۔

شوہر قادیانی ہو گیا' تو نکاح فسخ ہو گایا نہیں ؟

(الجمعیتہ مورخہ ۹ اگست ۲۹)

(سوال) زید قادیانی ہو گیا ہے اس کی منکوحہ بیوی بوجہ غیرت واسلامی حمیت اس کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتی اور نکاح فسخ کرانا چاہتی ہے

(جواب ۱۶۶) مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین کے متعلق جماہیر علمائے اسلام کا فتویٰ شائع ہو چکا ہے کہ یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں ان کے کفر کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے ایسے مسائل میں جو اسلام کے قطعی اور یقینی مسائل ہیں انہوں نے انکار کیا ہے یا ایسی تاویلات باطلہ کی ہیں جو کفر کے حکم سے نہیں بچا سکتیں - مثلاً حضور خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کے ختم نبوت سے انکار کرنا حالانکہ ختم نبوت کا مسئلہ قطعی اجماعی ہے مرزا صاحب کا دعوائے نبوت دعوائے رسالت دعوائے معجزات وغیرہ توہین انبیاء علیہم السلام کی تکفیر امت محمد یہ کہ ان کے نزدیک تمام غیر احمدی مسلمان کافر ہیں اس بناء پر کوئی مسلم عورت کسی قادیانی کے نکاح میں نہیں رہ سکتی شوہر کے قادیانی بن جانے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے (۱) اور ہائی کورٹ بہار و مدراس فسخ نکاح کے فیصلے بھی کر چکے ہیں -واللہ تعالیٰ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کسی کو مرتد ہونے کا مشورہ دینا کفر میں داخل ہے یا نہیں ؟

(سوال) ہندہ کو کسی نے مشورہ دیا کہ تو عیسائی ہو جا اس نے کہا کہ میں راضی ہوں یا کسی شخص نے کسی دوسرے سے یوں کہا کہ ہندہ سے کہہ دو کہ وہ عیسائی ہو جائے اس طرح کسی عورت کو عیسائی بننے کی ترغیب دینا یا اس کو عیسائی بنانے کے لئے کسی سے مشورہ کرنا یہ تمام امور شرعاً کیسے ہیں ؟ یہ لوگ مرتد ہیں یا نہیں ؟ ان کے نکاح باقی رہے یا نہیں ؟ اگر نکاح ٹوٹ گئے تو عدت گزارنی ضروری ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱۲۷) مرتد ہونا تو انتہائی جرم ہے مگر مرتد ہونے کا کسی کو مشورہ دینا ارتداد میں سعی کرنا یہ بھی کفر ہے جن لوگوں نے کسی کو مرتد ہونے کا مشورہ دیا یا مرتد بنانے کی سعی کی وہ خود بھی کافر ہو گئے (۲) ان کو اپنے ایمان کی تجدید اور توبہ کے ساتھ نکاح کی بھی تجدید کرنی چاہئیے (۳) عدت کے اندر اور عدت کے بعد ہر صورت میں تجدید نکاح ہو سکتی ہے فقط - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) قادیانیوں کے کفر پر علماء کا اتفاق ہے اور جب قادیانی کافر ہے تو شوہر کا قادیانی مذہب اختیار کرنا ارتداد ہے اور مرتد کا نکاح ارتداد کے فوراً بعد فسخ ہو جاتا ہے کما فی الدر المختار' وارتداد احدھما ای الزوجین فسخ - عاجل بلا قضا - (الدر المختار مع ہامش ردالمحتار' کتاب النکاح باب نکاح الکافر ۱۹۳/۳ ط سعید کراتشی)

(۲) ومن امرا مرأة بان ترتد- کفر الآخر (شرح الفقة الاکبر ص ۲۲۵)

(۳) ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد الزنا و ما فیہ خلاف یؤمر بالا ستغفار والتوبة و تجدید النکاح (درمختار) وقال فی الرد (قولہ واولادہ اولاد زنا)(کذافی فصول العمادی لکن ذکر فی (جاری ھے)

فصل سیز دھم
ولی کا سوء اختیار

چچازاد بھائی نے بحیثیت ولی نابالغہ کا نکاح کر دیا' تو اس کے فسخ کا کیا طریقہ ہے ؟

(سوال) مولوی الٰہی بخش و شرف الدین باہم رشتہ دار تھے کہ مولوی الٰہی بخش کا دادا حقیقی اور شریف الدین کا باپ دونوں حقیقی بھائی تھے اور شرف الدین و مولوی الٰہی بخش آپس میں مخالف بہت رہتے تھے مولوی الٰہی بخش اور ان کے والد فوت ہو گئے اور مولوی الٰہی بخش کی لڑکیاں تین نابالغہ رہ گئیں اور ان کا متولی صرف مردوں میں سے شرف الدین ہی رہا اب ان لڑکیوں کے نکاح اپنے لڑکوں سے کر دیئے ہیں شرف الدین پہلے اس کے اور اب بھی مولوی الٰہی بخش ان کی زوجہ اور اولاد اور اس کے باپ وغیرہ سے بدسلوکی کرتا چلا آیا ہے تو اب شرف الدین موقع پا کر یہ نکاح کرتے ہیں اور ایک لڑکی کا نکاح تو اپنے لڑکے غلام محمد سے کیا ہے جو کہ پہلے سے شادی شدہ ہے جس کو دوسری شادی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ پہلی شادی اس کی ابھی ہوئی ہے اور وہ اپنے گھر میں خوش آباد ہے اور اس کی اولاد بھی ہو رہی ہے غرضیکہ اس کو دوسری شادی کی ضرورت نہیں ہے شرف الدین صرف اپنے غیظ و غضب کو پورا کرنے کے لئے مولوی الٰہی بخش مرحوم کی یتیمہ کو سوکن پر نکاح کیا ہے تا آنکہ کالمعلقہ رہے اور زندگی اس کی خراب گزرے جس سے اس کی والدہ وغیرہ جلیں غرضیکہ شرف الدین نے جو نکاح یتیمہ ہائے مولوی الٰہی بخش کے اپنے لڑکوں سے کئے ہیں ان میں اس نے شفقت اور رحم ہرگز نہیں کیا بلکہ اپنے غیظ و غضب کو پورا کرنا چاہتا ہے اور سوء اختیار اختیار کیا ہے چنانچہ اب شرف الدین نے عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا ہے کہ بازوہائے یتیمہ مولوی الٰہی بخش کی مجھے ملیں کیونکہ ان کی لڑکیوں کا میرے لڑکوں سے شرعاً نکاح ہے بعد ازاں ان لڑکیوں کی جو رشتہ دار عورتیں ہیں مثلاً والدہ وغیرہ وہ بہت مصیبت میں ہیں اور ناراض ہیں کیونکہ شرف الدین جو کہ مولوی الٰہی بخش کا اور ہمارا دشمن تھا وہ ہماری لڑکیوں کا قبضہ لیکر بہت تنگ کرے گا بیان ماسبق سے ظاہر ہوا کہ شرف الدین نے ثبت نکاح کر کے یتیمہ ہائے مولوی الٰہی بخش سے شفقت و رحم متولیانہ اختیار نہیں کیا بلکہ سوء اختیار' اختیار کیا ہے کیونکہ اپنے نفسانی طمع غیظ و غضب کو پورا کرنا چاہتا ہے اور مال جو کہ شادی ہائے لڑکوں پر خرچ ہوتا وہ بھی بچت میں رہا ہے اور ان نکاحوں میں یتیمہ ہائے مولوی الٰہی بخش کی کوئی بہتری نہیں سوچی جس سے سوء اختیار ظاہر معلوم ہوتا ہے سو فرمایئے کہ

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) نور العین و یجدد بینهما النکاح ان رضیت زوجة بالعود الیه والا فلا تجبر والمولود بینهما قبل تجدید النکاح بالوطئ بعد الردة یثبت نسبه منه لکن یکون زنا (قوله والتوبة) ای تجدید الاسلام (قوله و تجدید النکاح) ای احتیاطاً کما فی الفصول العمادیة قوله احتیاطا ای یأمره المفتی بالتجدید لیکون وطؤه حلا لا باتفاق (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الجهاد باب المرتد ۲۴۷/۴ ط سعید کراتشی)

ایسے متولی سوء اختیار والے کا نکاح نافذ ہو گا یا نہیں علاوہ ازیں جو کہ لڑکی غلام محمد سے سوکن پر نکاح کر دی گئی ہے وہ اب بالغہ ہو چکی ہے بالغہ ہوتے ہی بلا تاخیر اس نے نکاح کو رد کر دیا ہے یعنی اولین قطرہ خون حیض آتے ہی اس نے نکاح کو رد کر دیا ہے اور اس پر گواہ بھی بنا دیئے ہیں اور عمر اس کی پتہ نہیں کہ کتنی ہے صحیح پتہ نہیں چل سکتا کیونکہ تاریخ ولادت معلوم نہیں ہے لہذا ارشاد فرمایئے کہ سرے سے نکاح ہوئے ہیں یا نہیں اگر ہوئے ہیں تو مرد مذکور سے نکاح فسخ ہو جائے گا یا نہیں اور فسخ نکاح کس طرح پر ہو گا ہندو منصف یا جج جو کہ ریاست بھاولپور کا مسلمان نواب حاکم ہے یہ نکاح بعد از درخواست فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں یا کہ مسلمان حاکم ہونا شرط ہے اگر مسلمان حاکم ہونا شرط ہے تو بحوالہ کتب تحریر فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۱۲۰۸ ابوالحسن صاحب بھاولپور۔ ۲۵ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۳۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۸) شرف الدین کی عداوت اور دشمنی اگر ثابت ہو تو حاکم بعد تحقیقات ان نکاحوں کے فساد کا حکم کر سکتا ہے اور اگر یہ بات نہ ہو تو پھر لڑکیوں کو خیار بلوغ تو یقیناً حاصل ہے اور ایک لڑکی جس نے بالغ ہوتے ہی نکاح کو رد کر دیا ہے وہ نکاح بحکم حاکم مسلمان فسخ ہو جائے گا۔(۱) مسلمان حاکم کی شرط لازم ہے کیونکہ قاضی کے لئے اسلام شرط ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

فصل چہار دہم
شوہر کا عنین ہونا

نامرد کی بیوی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) مسماۃ نادری بنت غفور بخش کی لڑکی کی شادی احمد بخش عرف لالہ کے ساتھ کر دی گئی۔ شادی کو عرصہ دس سال کا ہو گیا ہے ابھی تک کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا نہیں ہوئے مسماۃ نادری کی زبانی معلوم ہوا کہ میرا شوہر نامرد ہے اب اس کی شادی دوسری جگہ کی جا رہی ہے ایسی حالت میں شرعاً نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

---

(۱) انکاح الصغیر والصغیرۃ جبرا ولو ثیبا و لزم النکاح بغبن فاحش او زوجها بغیر کفء ان کان الولی الزوج بنفسه بغبن ابا او جدالم یعرف منها سوء الاختیار مجانة و فسقا وان عرف لا یصح النکاح من غیر کفء او بغبن فاحش اصلا وان کان المزوج غیر هما ای غیر الاب و ابیه ولو الام او القاضی او وکیل الاب لایصح النکاح من غیر کفء او بغبن فاحش اصلا وان کان من کفء و بمهر المثل صح ولکن لهما ای لصغیر و صغیرۃ و ملحق بها خیار الفسخ بالبلوغ او ا لعلم بالنکاح بعده لقصور الشفقة بشرط القضاء للفسخ (درمختار) وقال فی الرد: و حاصله انه اذا کان الزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ او ا لعلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ إ لا بشر ط القضاء (هامش رد المحتار' مع الد ر المختار کتاب النکاح باب الولی ۳/ ۶۵-۷۰)

(۲) واهله اهل الشهادۃ ای ا دائها علی المسلمین (درمختار) وقال فی الرد : و حاصله ان شروط الشهادۃ من الاسلام والعقل والبلوغ والحریة - و مقتضاه ان تقلید الکافر لا یصح وا ن اسلم- قال فی البحر و به علم ان تقلید الکافر صحیح وان لم یصح قضاء علی المسلم حال کفره - (هامش رد المحتار' مع الدر المختار کتاب القضاء ۵/ ۳۵۴ ط سعید کراتشی)

المستفتی نمبر ۲۲۱۵ حافظ نظام الدین آگرہ۔ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۲۳ جنوری ۱۹۳۸ء
(جواب ۱۶۹) مسماۃ نادری کی شادی بغیر طلاق کے دوسری جگہ نہیں ہو سکتی شوہر اول طلاق دے یا بوجہ نامرد ہونے کے حاکم نکاح فسخ کرے(۱) اور پھر عدت گزر جائے جب دوسرے شخص سے نکاح ہو سکے گا نادری کو یہ حق ہے کہ اپنے شوہر کے نامرد ہونے کی وجہ سے وہ عدالت میں نکاح فسخ کرانے کی درخواست کرے حاکم قاعدہ شرعیہ کے مطابق شوہر کو سال بھر کی مہلت بغرض علاج دے گا(۲) اور سال بھر میں اگر شوہر کی حالت درست نہ ہوئی تو مسماۃ نادری کی دوسری درخواست پر حاکم بعد تحقیقات نکاح فسخ کر دے گا(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

طلاق یا مسلمان حاکم کے ذریعہ نکاح فسخ کرانے کے بعد عورت دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے ورنہ نہیں

(سوال) ایک عورت مسماۃ ہندہ نکاح شدہ ہے اور دو تین بار سسرال بھی ہو آئی ہے بعدہ مسمی زید نے اسے اغوا کر لیا اور مسمی بکر کے ہاتھ مبلغ چار سو روپے کے عوض فروخت کر دیا اب مسماۃ مذکورہ مسمی بکر کے ساتھ تعلق زناشوئی قائم کرنا نہیں چاہتی بکر کو کہتی ہے کہ طلاق حاصل کر کے میرے ساتھ شرعی طور پر نکاح کر لو اصل واقعہ یہ ہے کہ مسماۃ مذکورہ بکر مذکور کے گھر آباد نہیں ہونا چاہتی اور علی الاعلان کہتی ہے کہ میں مسمی بکر کے گھر آباد نہیں رہوں گی اس میں خواہ میری جان ضائع ہو جائے ڈر ہے کہ وہ کسی دوسرے کے ساتھ اغوا ہو جائے یا مسیحیت قبول کر لے اور اپنے ایمان کو ضائع کر دے مزید عرض یہ ہے کہ جس شخص کے ساتھ منکوحہ ہے اس کے گھر آباد ہونا بھی اس کا مشکل ہے صورت حال پر غور فرمائیں تاکہ شرعی طور پر یہ عقدہ حل ہو سکے کہ کسی مسلمان کے ساتھ جائز طور پر نکاح ہندہ مذکورہ کا ہو سکے۔
المستفتی نمبر ۲۳۱۶ چودھری غلام احمد ضلع لائل پور
۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۴ جون ۱۹۳۸ء
(جواب ۱۷۰) شوہر سابق سے طلاق حاصل کرنے یا بذریعہ کسی مسلمان حاکم کے نکاح کو فسخ کرانے

---

(۱) اذا وجدت المرأة زوجها مجبوبا – و فيه المجبوب كالعنين فرق الحاكم بطلبها لو حرة بالغة غير رتقاء و قرناء و غير عالمة بحالة قبل النكاح رغير راضية بعده بينهما في الحال (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب العنين وغيره ۳/ ۴۹۴٬۴۹۵ ط سعيد كراتشي)
(۲) ولو وجدته عنينا هو من لا يصل إلى النساء لمرض او كبر اوسحر – اجل سنة لا شتماله على الفصول الاربعة ولا عبرة بتأ جيل غير قاضي البلدة (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق باب العنين وغيره ۳/۴۹۶ ط سعيد كراتشي)
(۳) فان وطئ مرة فيها والا بانت بالتفريق من القاضي ان ابى طلاقها بطلبها (الدر المختارمع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب العنين وغيره ۳/ ۴۹۸ ط سعيد كراتشي – وكذا في الفتاوى الهندية كتاب الطلاق' الباب الثاني عشر في العنين ۱/ ۵۲۲ ط ماجديه كوئٹه)

کے بعد کسی دوسرے سے نکاح ہو سکتا ہے(۱) فقط　　　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

فصل شانزدہم
تقسیم ہند

میاں بیوی علیحدہ علیحدہ ملک میں ہیں' شوہر بیوی کو نہ طلاق دیتا ہے اور نہ ہی اپنے پاس رکھتا ہے تو تفریق کس صورت میں ہو گی

(سوال) ایک لڑکی کی شادی ہندوستان میں کی گئی اور پھر ہم سب لوگ پاکستان آگئے اور وہ لوگ ابھی تک پاکستان نہیں آئے اور نہ ہی لڑکی کو لے جاتے ہیں اور ہم لوگ چٹھی دیتے ہیں تو وہ لڑکی کو لے جانے کے متعلق کچھ جواب نہیں دیتے۔ المستفتی عبدالشکور

(جواب ۱۷۱) آپ عدالت میں مقدمہ کر کے اس لڑکی کا نکاح فسخ کرالیں(۲) اگر مسلمان جج نکاح فسخ کردے تو وہ کافی ہے اور غیر مسلم جج نکاح فسخ کرے تو پھر مسلمان پنچایت سے بھی فسخ کرایا جائے(۳) اس کے بعد لڑکی آزاد ہو گی اگر خاوند سے مل چکی ہو تو عدت گزارنی لازم ہو گی اور نہ ملی ہو تو عدت بھی لازم نہ ہو گی (۴)　　　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) اس لئے کہ دوسرے کی منکوحہ سے نکاح کرنا شرعاً جائز نہیں ہے کما قال اللہ تعالیٰ حرمت علیکم امہاتکم و بناتکم واخواتکم - والمحصنات من النساء إلا ما ملكت ايمانكم كتاب الله عليكم واحل لكم ما وراء ذلكم ان تبتغوا باموالكم محصنين غير مسافحين (النساء ۲۳-۲۴) وقال في الهندية لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة كذا في السراج الوهاج (الفتاوى الهندية كتاب النكاح' الباب الثالث في بيان المحرمات' القسم السادس المحرمات التي بها حق الغير ۱/۲۸۰ ط ماجديه كوئٹه) وقال في الرد : واما نكاح منكوحة الغير و معتدته - فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب العدة مطلب في النكاح الفاسد والباطل ۳/۵۱۶ ط سعيد كراتشي)

(۲) دیکھئے الحیلة الناجزة للحليلة العاجزة' بحث حکم زوجہ غائب غیر مفقود ص ۷۷ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۳) واهله اهل الشهادة ادا نها على المسلمين (درمختار) وقال في الرد : وحاصله ان شروط الشهادة من الاسلام والعقل والبلوغ - ومقتضاه ان تقليد الكافر لا يصح وان اسلم - قال في البحر وبه علم ان تقليد الكافر صحيح وان لم يصح قضاء على المسلم حال كفره (هامش رد المحتار ' كتاب القضاء ۵/۳۵۴ ط سعيد كراتشي) اور جب غیر مسلم حاکم کا فسخ کیا ہوا نکاح غیر معتبر ہے تو مجبوراً مذہب مالکیہ کے مطابق دیندار مسلمانوں کی پنچائت میں معاملہ پیش کرنے کی گنجائش ہے اور پنچایت واقعہ کی تحقیق کر کے شریعت کے موافق حکم کردے تو یہ بھی قضاء قاضی کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور اس سے نکاح بھی فسخ ہو جائے گا کما في الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة' جزو دوم تفریق بین الزوجین بحکم حاکم' مقدمہ دربیان حکم قضائے قاضی در ہندوستان و دیگر ممالک غیر اسلامیہ ص ۴۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی۔

(۴) قال الله تعالىٰ : يا ايها الذين آمنو اذا نكحتم المؤمنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لكم عليهن من عدة تعتدونها ' فمتعوهن و سرحوهن سراحا جميلا (الاحزاب : ۴۹)

شوہر تین سال سے دوسرے ملک میں ہے خبر گیری نہیں کرتا تو اس کی بیوی کیا کرے؟

(سوال) زید تقسیم سے پہلے دہلی میں رہتا تھا تقسیم کے بعد پاکستان چلا گیا زید کی بیوی اور چار بچے ہیں عرصہ تین سال سے زید نے اپنے بیوی بچوں کی کسی قسم کی خبر گیری نہیں کی خرچ تو خرچ یہاں تک کہ اس نے یہ اطلاع نہیں دی کہ میں وہاں ہوں زید کی بیوی نے بڑی بچی کی شادی کر دی رمضان شریف میں زید کو کسی طرح سے معلوم ہو گیا کہ لڑکی کی شادی کر دی ہے اس پر اس نے اپنی بیوی کو بہت سخت لکھا اور یہاں تک لکھا کہ کبھی پاکستان ہندوستان میں رابطہ ہو گیا تو تجھے قتل کر دوں گا اور یہ بھی یاد رکھنا کہ طلاق نہیں دے سکتا ہوں اس کے جواب میں زید کی بیوی نے لکھا کہ مجھے آکر لے جاؤ زید نے جواب دیا کہ اگر آنا چاہو تو جالندھر کیمپ میں آجاؤ وہاں سے پاکستان کی فوج لے جائے گی اس حالت میں زید کی بیوی کیا کرے اس کی عمر تقریباً تیس سال ہے اس کا کوئی ذریعہ نہیں جس سے گزر بسر کر سکے نہ کوئی ذاتی مکان ہے۔ المستفتی اللہ بخش شیر کوٹ ۲۲ محرم ۱۳۶۹ھ

(جواب ۱۷۲) زید کی بیوی عدالت سے بذریعہ مقدمہ کے نکاح فسخ کرالے اگر عدالت کا غیر مسلم حاکم نکاح فسخ کر دے تو پھر مسلمان پنچوں سے فسخ کرائے (۱) پھر عدت گزارے تو آزاد ہو جائے گی اور دوسرا نکاح کر سکے گی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

فصل ہفدہم
غیر مسلم حاکم کا فیصلہ

موجودہ دور حکومت میں حاکم غیر مسلم کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟

(سوال) حکومت موجودہ میں حاکم وقت اگر کسی عورت کو آزادگی کی درخواست دینے پر بغیر رضامندی شوہر حکم آزادگی دیدے تو وہ عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۳) اگر غیر مسلم حاکم نکاح فسخ کر دے تو عورت آزاد نہ ہوگی اور دوسرا نکاح نہ

---

(۱) دیکھئے الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة' بحث حکم زوجہ غائب غیر مفقود ص ۷۷ ' و بحث تفریق بین الزوجین بحکم حاکم' مقدمہ دربیان حکم قضائے قاضی در ہندوستان و دیگر ممالک غیر اسلامیہ ص ۳۴ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی۔

(۲) اس لئے کہ کسی کے معتدہ کے ساتھ عدت کے دوران نکاح کرنا صحیح نہیں کما قال فی الرد :اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته. فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (ہامش رد المحتار' کتاب الطلاق ' باب العدة مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۳/۵۱٦ ط سعید کراتشی)

کر سکے گی(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

تیسرا باب
خلع

خلع خاوند اور بیوی کی رضامندی کے بغیر نہیں ہو سکتا

(سوال) ایک عورت نکاح ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک شوہر کے پاس رہی اس کے بعد خاوند بیمار ہو گیا اور بدن میں ناسور پڑ گیا اب دو تین سال سے وہ زخم اچھا ہوتا ہے اور پھر بہنے لگتا ہے خاوند نامرد نہیں ہے لیکن کمزوری کی وجہ سے جماع نہیں کر سکتا اگر کرتا ہے تو تکلیف ہوتی ہے اور عورت کو کسی قسم کی تکلیف نہیں کھانا کپڑا اچھی طرح دیتا ہے مگر وہ نکاح فسخ کرانا چاہتی ہے مہر کا عوض بھی عورت کے قبضہ میں ہے اور دینے سے انکار کرتی ہے عورت کی خوشی سے نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱۷٤) جب کہ یہ عورت اپنے خاوند کے پاس رہ چکی ہے اور جماع و وطی بھی ہو چکی اس کے بعد خاوند کو مرض لاحق ہوا تو اب عورت کو فسخ نکاح کا کوئی حق نہیں کیونکہ ایک مرتبہ جماع ہو جانے کے بعد فسخ نکاح کا حق نہیں رہتا(۲) ہاں اگر خاوند اور بیوی دونوں رضامندی سے خلع کر لیں تو بہتر ہے اور جب کہ خاوند مجبور ہے تو مستحسن یہی ہے کہ عورت کو ناحق روک کر تنگ نہ کرے(۳) رہا

---

(۱) واهله اهل الشهادة اى ادائها على المسلمين (درمختار) وقال فى الرد : و حاصله ان شروط الشهادة من الاسلام و العقل والبلوغ - شروط لصحة توليته ولصحة حكمه بعدها و مقتضاه ان تقليد الكافر لا يصح وان اسلم - قال فى البحر - و به علم ان تقليد الكافر صحيح وان لم يصح قضاء على المسلم حال كفره (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب القضاء ٥/٣٥٤ ط سعيد كراتشي) ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی جگہ فیصلہ کنندہ حاکم غیر مسلم ہو تو اس کا فیصلہ بالکل غیر معتبر ہے اور اس کے فیصلہ سے فسخ وغیرہ بالکل نہیں ہو سکتا اور جہاں قاضی شرعی نہیں وہاں پر وہ حکام جج مجسٹریٹ وغیرہ جو حکومت کی طرف سے اس قسم کے معاملات میں فیصلہ کا اختیار رکھتے ہیں اگر وہ مسلمان ہوں اور شرعی قاعدہ کے موافق فیصلہ کریں تو ان کا حکم بھی قضائے قاضی کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور جہاں وہ بھی نہ ہوں تو وہاں مسلمانوں کی پنچائت کو بھی کچھ شرائط کے ساتھ نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے تفصیل کے لئے دیکھئے الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة' جزدوم تفريق الزوجين بحكم حاكم مقدمہ دربیان قضائے قاضی در ہندوستان و دیگر ممالک غیر اسلامیہ ص ۳۳ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی

(۲) وسقط حقها بمرة و يجب ديانة احيانا (در مختار) وقال فى الرد : صرح اصحابنا بان جماعها احيانا واجب ديانة لكن لا يدخل تحت القضاء والا لزام إلا الوطأة الاولى ولم يقدروا فيه مدة (هامش رد المحتار كتاب النكاح باب القسم ٣/٢٠٢ سعيد كراتشي)

(۳) قال الله تعالى فان خفتم ألا يقيما حدود الله فلا جناح عليهما فيما افتدت به تلك حدود الله فلا تعتدوها ومن يتعد حدود الله فاولئك هم الظلمون (البقرة : ۲۲۹) عن ابن عباس ان امرأة ثابت بن قيس اتت النبى ﷺ فقالت يا رسول الله ثابت بن قيس ما عتب عليه فى خلق ولا دين ولكني اكره الكفر فى الاسلام فقال رسول الله ﷺ اتردين عليه حديقته قالت نعم قال رسول الله ﷺ اقبل الحديقة و طلقها تطليقة (رواه البخارى فى الجامع الصحيح كتاب الطلاق باب الخلع و كيف الطلاق فيه ۲/۷۹٤ ط قديمى كراتشي) وقال فى الدر : لا بأس به عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق (درمختار) وقال فى الرد (قوله للشقاق) اى لوجود الشقاق وهو للاختلاف والتخاصم و فى القهستانى عن شرح الطحاوى السنة اذا وقع بين الزوجين اختلاف ان يجتمع اهلها ليصلحوا بينهما فان لم يصطلحا جاز الطلاق والخلع وهذا هو الحكم المذكور فى الآية (هامش رد المحتار مع الدر المختار ' كتاب الطلاق' باب الخلع ٣/٤٤١ ط سعيد كراتشي)

معاوضہ اور مہر تو اس کا حکم یہ ہے کہ یہ دونوں آپس میں جو کچھ طے کرلیں وہ لازم ہوگا(۱) بہتر یہی ہے کہ مہر واپس نہ لیا جائے کیونکہ آخر خاوند اس سے انتفاع بھی حاصل کر چکا ہے۔ واللہ اعلم

خلع سے عورت پر طلاق بائن واقع ہوتی ہے' اس میں شوہر رجعت نہیں کر سکتا

(سوال) اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے خلع کرلے تو اس صورت میں شوہر مذکور کو عدت کے اندر رجعت کا حق ہے یا نہیں کیا خلع سے طلاق بائن ہوتی ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۵۴۶ حاتم احمد بھکنوی فاضل دیوبند (بنگال) ۲۷ شعبان ۱۳۵۸ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۷۵) خلع سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے(۲) اس میں رجعت کرنے کا حق نہیں ہوتا البتہ زوجین راضی ہوں تو دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عورت کی مرضی کے بغیر خلع نہیں ہوتا

(سوال) عمرو نے زینب کو اس مضمون کا ایک پرچہ لکھ دیا کہ "میری بیوی فلانہ بنت فلاں اگر تم اپنا مہر معاف کروگی تو بعوض مہر میری طرف سے تجھ کو طلاق ہے اگر بعوض مہر طلاق لینا چاہتی ہو تو اس پرچہ پر دستخط کر لینا"

اس کے جواب میں زینب کے ایک رشتہ دار نے زینب کی جانب سے اس مضمون کا ایک پرچہ لکھا کہ "میرے شوہر فلاں بن فلاں میں نے مہر معاف کیا-" پھر اس نے اس پرچہ کو زینب کے سامنے پیش کیا زینب نے پرچہ دیکھتے ہی کہا کہ میں ہرگز مہر معاف نہیں کروں گی نہ دستخط کروں گی اس کے چار گواہ بھی ہیں لیکن اس کے رشتہ دار نے کہا کہ معاف کرو یا نہ کرو مگر عمرو تم کو مہر عمر بھر نہیں دے سکتا لہذا ضرور تم کو دستخط کرنا پڑے گا زینب نے کہا کہ نہ میں طلاق لینا چاہتی ہوں نہ مہر معاف کرتی ہوں خالی تمہارے کہنے سے دستخط کرتی ہوں یہ کہہ کر زینب نے دستخط کر دیئے اب زینب کے حق میں

---

(۱) واذاتشاق الزوجان وخافا ان لا یقیما حدود الله فلا بأس بان یفتدی نفسها منه بمال یخلعها لقوله تعالیٰ "فلا جناح علیهما فیما افتدت به" فاذا فعل ذلك وقع بالخلع تطلیقة بائنة ولزمها المال لقوله علیه السلام الخلع تطلیقة بائنة (الهدایة کتاب الطلاق باب الخلع ۲/ ٤٠٤ شرکة علمیه ملتان)

(۲) وحکمه ان الواقع به ولو بلا مال و بالطلاق الصریح علی مال طلاق بائن . وقع بائن فی الخلع و رجعی فی غیره درمختار وقال فی الرد (قوله بائن فی الخلع) لانه من الکنایات الدالة علی قطع الوصلة فکان الواقع به بائنا (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق باب الخلع ۳/ ٤٤٦ ط سعید کراتشی)

(۳) اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة و بعد انقضائها لان حل المحلیة باق لان زواله معلق بالطلقة الثالث (الهدایة کتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فیما تحل به المطلقة ۲/ ۳۹۹ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان)

حکم شرعی کیا ہے ؟

المستفتی نمبر ۱۲۰۶ مولوی محمد وسیم صاحب مدرس اول مدرسہ عالیہ ریاض العلوم - کانپور
۹ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۸ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۷۶) اس صورت میں طلاق نہ ہوگی بشرطیکہ عورت کا انکار ثابت ہو جائے - (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

خلع سے کون سی طلاق واقع ہوتی ہے' شوہر کو بعوض خلع کس قدر رقم لینی جائز ہے' اور خلع کے بعد اسی عورت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟

الجمعیۃ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۲۷ء

(سوال) (۱) کتنی طلاق دینے کے بعد خلع درست و مکمل ہو جاتا ہے ؟ (۲) خلع میں زوجہ سے مہر واپس لینا یا بخشوا لینا درست ہے یا مہر کے سوا دوسرا مال یا کیا لینا درست ہے ؟ (۳) خلع کے بعد وہ زوج اسی زوجہ سے بغیر حلالہ نکاح کر سکتا ہے ؟ اگر کر سکتا ہے تو کتنی مدت کے اندر ؟ (۴) خلع کے بعد کیا زوج اول کو حق ہے کہ وہ اس زوجہ کو برس ڈیڑھ برس کے بعد دوبارہ اپنی زوجیت میں لے لے ؟ (۵) اگر لے سکتا ہے تو کتنی مدت تک ؟ (۶) اگر خلع میں یہ حق دیا گیا ہے تو خلع سے کیا فائدہ ہوا ؟

(جواب ۱۷۷) (۱) جو طلاق کہ مال کے بدلے میں خلع کے عنوان سے دی جائے وہ خلع ہے اس کا حکم طلاق بائن کا ہے (۲) یعنی زوجین کی مرضی سے تجدید نکاح ہو سکتی ہے بغیر زوجہ کی رضامندی کے اس کو دوبارہ نکاح میں لے آنے کا اختیار زوج کو نہیں رہتا (۲) ہاں مہر یا کوئی دوسرا مال جو مہر کے مساوی قیمت رکھتا ہو واپس لینا یا بخشوا لینا درست ہے یہ جب کہ تعدی اور زیادتی زوجہ کی جانب سے ہو ورنہ اتنا بھی لینا مکروہ تحریمی ہے (۳) (۳) ہاں اگر زوجہ رضامندی سے دوبارہ نکاح کرنے پر راضی ہو اور خلع کی صورت طلاق مغلظہ کے ضمن میں واقع نہ ہوئی ہو تو بدون حلالہ دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے اور اس کے لئے کسی زمانے اور مدت کی قید نہیں ہے (۴) (۴) خلع کے بعد زوج دوبارہ نکاح کر سکتا ہے لیکن زوجہ کی رضامندی

(۱) الخلع هو ازالة ملك النكاح المتوقفة على قبولها (درمختار) وقال في الرد (قوله على قبولها) اى المرأة قال في البحر : ولا بدمن القبول منها حيث كان على مال او كان بلفظ خالعتك او اختلعي (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب الخلع ۳/۴۳۹ - ۴۴۰ ط سعيد كراتشى)

(۲) وقع طلاق بائن في الخلع و رجعي في غيره (درمختار) وقال في الرد : (قوله بائن في الخلع) لانه من الكنايات الدالة على قطع الوصلة فكان الواقع به بائنا (هامش ردالمحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب الخلع ۳/۴۴۶ ط سعيد كراتشى)

(۳) وكره تحريما اخذ شئى ويلحق به الابراء عما لها عليه ان نشز وان نشزت لا لو منه نشوز ايضا' ولو باكثر هما اعطاها على الأوجه (درمختار) وقال في الرد (قوله وكره تحريما اخذ شئى) اى قليلا كان او كثيرا والحق ان الاخذ اذا كان النشوز منه حرام قطعا لقوله تعالىٰ " فلا تاخذوا منه شيئا " إلا انه ان اخذ ملكه بسبب خبيث و تمامه في الفتح (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب الخلع ۳/۴۴۵ ط سعيد كراتشى) (۴) اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة و بعد انقضائها' لان حل المحلية باق لان زواله معلق بالطلقة الثالثة فينعدم قبله (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط شركة علميه ملتان)

کے ساتھ بدون اس کی رضامندی کے زوج کو یہ حق نہیں کہ اس کو اپنے ساتھ نکاح کرنے پر مجبور کرے (۵) کوئی مدت معین نہیں مگر زوجہ کی رضامندی شرط ہے (۶) خلع سے زوجہ کو کامل خلاصی مل جاتی ہے وہ چاہے تو دوبارہ نکاح کرے اور نہ چاہے تو اسے خاوند مجبور نہیں کر سکتا(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

چوتھا باب
مرتدہ اور مرتد

مرتد ہو کر دوبارہ مسلمان ہو جائے تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) ہندہ نے اپنا مذہب اسلام تبدیل کر کے زید کے نکاح سے باہر ہو گئی اب ہندہ اسلام قبول کرے یا بغیر اسلام قبول کئے زید کے علاوہ کسی دیگر شخص سے بموجب شرع محمدی نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔

(جواب ۱۷۸) ایسی عورت مسلمان ہو کر سوائے اپنے خاوند کے جسکے نکاح سے بوجہ مرتد ہو جانے کے نکلی ہے کسی دوسرے شخص سے نکاح نہیں کر سکتی اور قاضی کو اختیار ہے کہ وہ بہت تھوڑے مہر پر اسی خاوند سے زبردستی اس کا نکاح کر دے ۔ ولو اجرت کلمة الکفر علی لسانها مغا یظةً لزوجها اواخراجاً لنفسها عن حبالته اولا ستیجاب المهر علیه بنکاح مستانف تحرم علی زوجها فتجبر علی الاسلام ولکل قاض ان یجدد النکاح باد نی شئی ولو بدینار سخطت او رضیت ولیس لها ان تزوج الا بزوجها قال الهند وانی اخذبهذا قال ابو اللیث و به ناخذ - کذافی التمر تاشی انتهیٰ (۲) (فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص ۳۶۲)

محض علیحدگی کے لئے مرتد ہوئی پھر مسلمان ہو گئی تو دوسرے مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) ایک مسلم عورت مرتد ہو گئی اور پندرہ سال سے وہ شادی شدہ تھی وہ اس خیال سے مرتد ہوئی

---

(۱) و حکمه ان الواقع به ولو بلا مال و بالطلاق الصریح علی مال طلاق بائن (الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب الطلاق باب الخلع ۳/ ۴۴۴ ط سعید کراتشی) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ خلع سے جو طلاق واقع ہوتی ہے وہ بائن ہوتی ہے اور طلاق بائن میں رجعت نہیں ہوتی بدون نکاح کے درست نہیں اور بالغہ کے نکاح میں اس کی رضامندی ضروری ہے اس کی اجازت کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہوتا کما فی الدر المختار ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولایةبالبلوغ فان استاذنها هوای الولی وهو السنة (در مختار)وقال فی الرد (قوله وهو السنة) وان زوجها بغیر استمار فقد اخطأ السنة وتوقف علی رضا ها(هامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب النکاح باب الولی ۳/ ۵۸ ط سعید کراتشی)
(۲) الهندیة کتاب النکاح الباب العاشر فی نکاح الکفار ۱/ ۳۳۹ ط ماجدیه کوئٹه)

ہے کہ اپنے خاوند کے نکاح سے الگ ہو جاؤں اور پھر اسلام لا کر کسی دوسرے مرد سے اپنا نکاح کر لوں آیا پہلا نکاح جاتا رہتا ہے یا باقی رہتا ہے اور دوبارہ مسلمان ہونے کے بعد کسی دیگر غیر خاوند سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟ المستفتی محمد عبدالمجید خان ہوشیار پوری ڈاکخانہ ہڈلہ بارٹہ

(جواب ۱۷۹) مرتد ہو جانے سے پہلا نکاح جاتا رہا لیکن مسلمان ہو کر کسی دوسرے شخص سے نکاح نہیں کر سکتی بلکہ قاضی مجاز جبراً پہلے خاوند کے ساتھ اس کا نکاح کر دے گا- وارتداد احدھما فسخ عاجل فللموطوءۃ کل مہر ھا ولغیر ھا نصفه لوارتد ولا شئی لوارتدت و تجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجرا لھا بمھر یسیر کدینار و علیه الفتوی ولوالجیة (۱)
(در مختار مختصراً)

کفار کی مذہبی رسوم خوشی سے ادا کرنا باعث ارتداد ہے' تجدید ایمان و نکاح کے بعد پہلے والے مسلمان شوہر کے پاس رہ سکتی ہے

(سوال) ایک کافرہ عورت نے مسلمان ہو کر کسی مسلمان سے نکاح کر لیا ایک عرصہ تک ساتھ رہنے کے بعد وہ مسلمان اس عورت کو اپنے نکاح میں چھوڑے ہوئے کہیں چلا گیا چند روز کے بعد یہ عورت ایک کافر کے ساتھ چلی گئی اور انہیں میں رہ کر ہر قسم کے مذہبی رسوم کفریہ ادا کرتی رہی پھر طویل زمانے کے بعد شوہر اول مسلمان واپس آگیا تو یہ عورت پھر مسلمان ہو گئی اب اس عورت کو اس مسلمان زوج کے ساتھ اسی اول نکاح سے رہنا جائز ہے یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے اور استبرائے رحم کی بناء پر عدت گزارنا ہوگا یا نہیں ؟ اور اگر عدت گزارنا ہو تو مسلمان ہوتے ہی فسخ نکاح کا حکم دے کر عدت گزارنا ہوگا یا تین حیض کے بعد نکاح فسخ سمجھ کر اب سے عدت گزارے ہر صورت کو تفصیل سے بیان فرمائیں ؟بینوا توجروا

(جواب ۱۸۰) کفار کی مذہبی رسوم خوشی سے ادا کرنے اور اعمال کفریہ بجالانے سے وہ کافرہ مرتدہ ہو گئی اور زوج مسلم کا نکاح اس کے ساتھ فسخ ہو گیا پھر جب وہ دوبارہ مسلمان ہو گئی تو زوج اول کو تجدید نکاح کر کے اسے رکھنا جائز ہے (۲) اور مسلمان ہوتے ہی نکاح کر لینا جائز ہے البتہ اگر حاملہ ہو تو وضع حمل تک مقاربت جائز نہیں کیونکہ حالت ارتداد میں جس کافر کے ساتھ وہ رہی ہے یا تو اس نے اس مرتدہ سے نکاح کیا ہوگا یا محض زناکاری کرتا ہوگا اور دونوں صورتوں میں اس پر عدت یا استبراء واجب نہیں نکاح کرنے کی صورت میں اس لئے کہ حالت ارتداد کا نکاح صحیح نہیں اور جب نکاح صحیح نہیں ہوا تو

---

(۱) الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب النکاح' باب نکاح الکافر ۳/ ۱۹٤ ط سعید کراتشی
(۲) وصح نکاح حبلی من زنی لا حبلی من غیرہ ای الزنا لثبوت نسبه ولو من حربی (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب النکاح' فصل فی المحرمات ۳/ ۴۸ ط سعید کراتشی)

یہ صورت اور محض زنا کی صورت برابر ہو گئی اور زنا کی شریعت میں کوئی عدت نہیں اسی لئے حاملہ من الزنا سے نکاح کرنا جائز ہے پس زوج اولٰی اس عورت سے مسلمان ہوتے ہی نکاح کر سکتا ہے ان تمام امور کے دلائل یہ روایات فقہیہ ہیں - قال فی الدر المختار فی بیان حکم تصرفات المرتد و یبطل منه اتفاقا ما یعتمد الملة وهی خمس النکاح والذبیحة الخ انتهی - و فی رد المحتار قوله ما یعتمد الملة ای ما یکون الا عتماد فی صحة علی کون فاعله معتقد املة من الملل ای والمرتد لا ملة له اصلا لا نه لا یقر علی ما انتقل الیه (۱) انتهی مختصراً - ثم قال قوله النکاح ای ولو لمرتدة مثله انتهی - و فیه فی موضع اخر وان لحقت بدار الحرب کان لزوجها ان یتزوج اختها قبل ان تنقضی عدتها الی قوله وان عادت مسلمة کان لها ان تتزوج من ساعتها - ا ه (۲) واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ' مدرس مدرسہ امینیہ' دہلی
(الجواب صحیح - محمد انور عفا اللہ عنہ - محمد اعزاز علی غفرلہ - شبیر احمد عفا اللہ عنہ - اصغر حسین عفی عنہ - عبدالسمیع عفی عنہ - سراج احمد رشیدی عفی عنہ - اشرف علی - ۲۹ جمادی الاول ۱۳۳۷ھ)

نو مسلمہ سے نکاح کیا' پھر وہ مرتدہ ہو گئی' دوبارہ مسلمان ہو کر کسی دوسرے مسلمان سے شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) زید نے ایک غیر مسلمہ سے جسے روبروئے حاضرین مجلس عقد میں مسلمان برضا و رغبت کر کے بذریعہ وکیل و شاہد و عاقد نکاح و چند اشخاص خانہ خدا میں نکاح پڑھا جس کی تصدیق وکیل و ہر دو شاہد و عاقد بھی کرتے ہیں اور تخمیناً ۴ سال ہمراہ بھی رہی اور دو اولاد بھی ہوئی کچھ دنوں سے اس عورت کو اس کی ہمشیرہ غیر مسلمہ بھکا پھسلا کر لے بھاگی اب وہ اس کے سمجھانے سے انکار کرتی ہے کہ میں نہ ہی مسلمان ہوئی تھی اور نہ ہی نکاح کیا تھا کچھ دن نہیں گزرے کہ اس نے ایک مسلمان سے نکاح کر لیا اور وہی ہمارا قدیمی نام رکھا ہوا ابھی بحال رکھا شرعاً اس عورت کا نکاح ثانی صحیح ہے یا زید کا؟ بینوا توجروا

(الجواب) وهو الموفق للصدق والصواب - الحمد لله وحده والصلوٰة علی من لانبی بعده (از مولوی عبدالجلیل سامرودی) اما بعد - عورت مذکورہ چونکہ مسلمان کرلی گئی تھی بالخصوص مجمع میں اس لئے اس کے بوقت عقد نکاح اسلام ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہیں جب اسلامی ہونا اس کا متحقق ہو گیا تو اب زید سے شرعی نکاح ہونے میں کسی قسم کی بندش نہیں جب زید کا نکاح بحضور وکیل عورت و دو شاہد و نکاح خوان مجمع میں پڑھایا گیا شرعاً نکاح زید کا صحیح و درست ہوا اصول نظائر شرعی محمدی کے باب نمبر ۷ دفعہ نمبر ۲ میں ہے کہ جس کو ولیم مگناٹن نے لکھا ہے کہ عقد نکاح کے لئے ایجاب و قبول کا ہونا ضروری ہے دفعہ نمبر ۱ میں لکھا ہے کہ نکاح سے وہ عقد مراد ہے جو واسطے توالد و تناسل

---

(۱) هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الجهاد' باب المرتد ۲۴۹/۴ ط سعید کراتشی-
(۲) هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الجهاد' باب المرتد ۲۵۳/۴ ط سعید کراتشی-

کے عمل میں آئے - دفعہ ۳ میں ہے کہ عقد کے واسطے گواہوں کا ہونا ضروری ہے اور ایجاب و قبول ایک وقت میں ہونا چاہئیے دفعہ نمبر ۴ میں ہے کہ جو گواہ عقد نکاح کی نسبت ہوں ان میں چار صفات کا ہونا ضروری ہے یعنی آزادی' عقل' بلوغ' اور دین محمدی سے ہونا اس نکاح میں یہ سب باتیں موجود ہیں' جو دفعات مذکورہ میں مسطور ہیں لہذا زید کا نکاح شرعاً صحیح ہے مسماۃ نو مسلمہ کا بلا طلاق شرعی زید کسی دوسرے سے نکاح درست نہیں منکوحہ غیر سے نکاح کرنا کرانا شرعاً حرام ہے - واللہ اعلم بالصواب
-حررہ بقلمہ و قالہ بفمہ العاجز ابو عبدالکبیر محمد الشہیر بعبد الجلیل السامرودی کان اللہ لہ' - محرم ۱۳۴۸ھ

(جواب ۱۸۱) از مفتی اعظم - ھو الموفق - اگر نو مسلمہ مذکورہ مسلمان ہونے کے وقت کسی کی منکوحہ نہ تھی تو مسلمان کرنے کے بعد اسی مجلس میں اس کا نکاح زید سے صحیح و درست ہو گیا تھا لیکن اگر وہ کسی کی منکوحہ تھی تو یہ نکاح ہی بدون انقضائے عدت کے درست نہیں ہوا کیونکہ جس کے نکاح میں تھی اس پر اسلام پیش کرنا یا اس کو عورت کے اسلام لانے کی خبر پہنچنا اور اس کا اسلام نہ لانا زوجین کے نکاح کو فسخ کرنے کے لئے ضروری تھا(۱) اور جب زوج کافر کے اسلام نہ لانے پر فسخ نکاح کا حکم کیا جاتا تو اس وقت عورت مسلمان ہو چکی ہوتی اور اس پر بحق اسلام عدت گزارنی واجب ہوتی (۲) جب عدت گزر جاتی جب کسی مسلمان سے نکاح درست ہوتا یہ تو پہلے نکاح کا حکم ہوا جو زید کے ساتھ ہوا تھا-

اس کے بعد جب وہ عورت ایک عرصے تک مسلمان رہنے کے بعد اپنی بہن کافرہ کے بھکانے پھسلانے سے اپنے اسلام لانے اور نکاح کرنے سے منکر ہو گئی تو اگر یہ انکار مطلقاً اسلام لانے سے تھا تو اس کا مطلب ظاہر ہے کہ وہ انکار کے وقت اپنے کفر کی مدعی تھی یعنی یہ کہ میں مسلمان نہیں ہوئی ہوں اور اس وقت بھی کافرہ ہوں تو اس کے اس قول سے وہ کافرہ مرتدہ ہو گئی اور زید کا نکاح جو اس سے اس کے اسلام لانے کے بعد ہوا (بر تقدیر صحت بھی) جاتا رہا اور فسخ ہو گیا(۳) اور جب اس کے بعد پھر تجدید اسلام کرنے کے بعد اس نے کسی شخص سے نکاح کیا ہے تو وہ نکاح درست ہو گیا(۴) ہاں اگر وہ اسلام لانے سے

---

(۱) واذا اسلم احد الزوجين المجوسيين او امرأة الكتابى عرض الاسلام على الآخر فان اسلم فبها وإلا بان أبى او سكت فرق بينهما - والا صل ان كل من صح منه الاسلام إذا اتى به صح منه الا باء اذا عرض عليه (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۱۸۸/۳ ط سعيد كراتشى)

(۲) واذا اسلم احد الزوجين فى دار الحرب ولم يكونا من اهل الكتاب او كانا وا لمرأة هى التى اسلمت فانه يتوقف انقطاع النكاح بينهما على مضى ثلاث حيض سواء دخل بها او لم يدخل بها كذا فى الكافى (الفتاوى الهندية' كتاب النكاح' الباب العاشر فى نكاح الكفار ۳۳۸/۱ ط ماجديه كوئٹه)

(۳) وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (در مختار) وقال فى الرد (قوله بلا قضاء) اى بلا توقف على قضاء القاضى وكذا بلا توقف على مضى عدة فى المدخول بها كما فى البحر (قوله ولو حكما) اراد به الخلوة الصحيحة (هامش رد المحتار مع الدر المختار ' كتاب النكاح باب نكاح الكافر ۱۹۲/۳ ط سعيد كراتشى)

(۴) یہ اس وقت ہے جب کہ عورت خاوند سے علیحدگی اختیار کرنے کے لئے مرتدہ کافرہ ہوئی ہو اور اگر عورت محض (جاری ہے)

انکار نہ کرتی صرف زید کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کرتی تو مرتدہ نہ ہوتی اور اسکا دوسرا نکاح درست نہ ہوتا مگر اسلام لانے سے انکار کرنے کی صورت میں جواب مذکورہ بالا درست نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ' مدرسہ امینیہ دہلی

تین طلاق کے بعد اگر عورت مرتد ہو جائے' تو حلالہ ساقط نہیں ہوتا

(سوال) زید نے اپنی بیوی جمیلہ کو طلاق مغلظہ دی جمیلہ مطلقہ کو بہت ملال ہوا اور مرتد ہو کر ہندو مذہب قبول کر لیا جب اس کے وارثوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے سمجھایا بجھایا اور جمیلہ توبہ کر کے پھر مسلمان ہو گئی اور اپنے شوہر مذکور زید کو راضی کر کے بعد گزارنے عدت طلاق بغیر حلالہ' نکاح اپنا زید مذکور سے کر لیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں ؟ محمد محسن گوگری ضلع مونگھیر

(جواب ۱۸۲) مرتد ہو جانے سے حلالہ ساقط نہیں ہوا اس کو لازم تھا کہ کسی دوسرے آدمی سے نکاح کرتی پہلے خاوند سے جس نے اس کو تین طلاقیں دیں تھیں بغیر حلالہ کے نکاح جائز نہیں تھا(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مطلقہ ثلاثہ اگر مرتدہ ہونے کے بعد پھر مسلمان ہو جائے تو پہلا شوہر بغیر حلالہ کے نکاح نہیں کر سکتا

(سوال) زن مطلقہ اگر بعد طلاق مرتدہ ہو جائے اور پھر اسلام لائے تو بغیر تحلیل شوہر اول کے لئے درست ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱۸۳) زید مطلقہ ثلاث اگر مرتدہ ہو جائے اور پھر اسلام لائے تو زوج اول بغیر تحلیل نکاح نہیں کر سکتا کیونکہ ارتداد سے حکم طلاق باطل نہیں ہوتا۔ فلا یحلها وطی المولی و لا ملك امة بعد

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) خاوند سے علیحدہ ہونے کی وجہ سے مرتد ہوئی اور کفر کو اختیار کیا تو ایسی حالت میں اس عورت کو جبراً مسلمان کر کے شوہر اول سے ہی اس کا نکاح کیا جائے گا لیکن یہ اس وقت ہے جب پہلا شوہر اس کا طالب ہو اور اگر وہ خاموش ہے یا صراحتاً اس کو چھوڑ رکھا ہے' تو پھر عورت کسی شخص سے نکاح کر سکتی ہے' کما فی الدر المختار وارتدت لمجئ الفرقة منها قبل تاكده – و صرحوا بتعزيرها خمسة و سبعين و تجبر على الاسلام و على تجديد النكاح زجر لها بمهر يسير كدينار وعليه الفتوى ولوالجية (درمختار) وقال في الرد (قوله و على تجديد النكاح) فلكل قاض ان يجدده بمهر يسير ولو بدينار رضيت ام لا و تمنع من التزوج بغيره بعد اسلامها ولا يخفى ان محله ما اذا طلب الزوج ذلك اما لو سكت او تركه صريحا فانها لا تجبر و تزوج من غيره لانه ترك حقه (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۳/۱۹٤ ط سعيد كراتشى)

(۱) ولو ارتدت المطلقة ثلاثا ولحقت بدار الحرب ثم استرقها او طلق زوجته الامة ثنتين ثم ملكها ففى هاتين لا يحل له الوطء إلا بعد زوج آخر كذا في النهر الفائق (الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس فى الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱ ,۴۷۳ ط ماجدية كوئته)

طلقتین اوحرة بعد ثلاث و ردة و سبی (درمختار) لو طلقها ثلاثا و ھی حرة فارتدت و لحقت بدار الحرب ثم سبیت و ملکھا لا یحل له و طیھا بملك الیمین حتی یزوجھا فیدخل بھا الزوج ثم یطلقھا کما فی الفتح (ردالمحتار) نظیره من فرق بینھما بظھار او لعان ثم ارتدت و سبیت ثم ملکھا لم تحل له ابدا (درمختار) وجه الشبه بین المسئلتین ان الردة واللحاق والسبی لم تبطل حکم الظھار واللعان کما لم تبطل حکم الطلاق انتھی (ردالمحتار) قلت ولما لم تحل المطلقة الثلاث بعد الردة واللحاق بملك الرقبة فلان لا تحل بملك النکاح اولیٰ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رحمتہ مولاہ محمد کفایت اللہ غفرلہ ٗمدرس مدرسہ امینیہ دہلی - مہر دارالافتاء مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی

کلمہ کفر کہنے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال) اگر مسلمان کلمہ کفر کہنے سے کافر ہو گیا مگر چند منٹ یا چند گھنٹے کے بعد تائب ہو گیا اس کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۷۶ ۲ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۸٤) اگر مسلمان کسی کلمہ کفر یا کسی فعل کی وجہ سے مرتد ہو جائے تو خواہ کتنی ہی جلدی توبہ کر کے اسلام میں واپس آجائے اس پر تجدید نکاح لازم ہو گی کیونکہ مرتد ہوتے ہی نکاح فسخ ہو جاتا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ

شوہر نے قادیانی مذہب اختیار کر لیا ٗ تو نکاح فوراً فسخ ہو گیا

(سوال) ایک شخص نے نکاح کیا جس کو عرصہ دس سال کا ہوا اس وقت سے نہ اپنی بیوی کی طرف رجوع ہے نہ نان نفقہ دیتا ہے جبھی سے بیوی اپنے والدین کے گھر بیٹھی ہوئی ہے اور وہ قادیانی مذہب بھی اختیار کر چکا ہے - المستفتی نمبر ۱۶۹ منشی محمد حسین ضلع گورداسپور

۷ رمضان ۱۳۵۳ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۸۵) اس صورت میں عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں درخواست دیکر عدم وصولی نفقہ اور خاوند کے تبدیل مذہب کی بناء پر نکاح فسخ کرالے اور حاکم ارتداد زوج کی وجہ سے نکاح فسخ کر سکتا ہے بعد حصول حکم فسخ عدت گزار کر (اگر خلوت ہو چکی ہو) یا بغیر عدت (اگر اب تک یکجائی کی

---

(۱) ھامش رد المحتار مع الدر المختار ٗ کتاب الطلاق ٗ باب الرجعة ۴۱۲/۳ ط سعید کراتشی

(۲) وارتداد احدھما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (درمختار) وقال فی الرد (قوله بلا قضاء) ای بلا توقف علی قضاء القاضی وکذا بلا توقف علی مضی عدة فی المدخول بھا کما فی البحر (ھامش رد المحتار مع الدر المختار ٗ کتاب النکاح ٗ باب نکاح الکافر ۱۹۳/۳ ط سعید کراتشی)

نوبت ہی نہ آئی ہو) دوسرا نکاح ہو سکے گا۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اللہ اور رسول کا انکار باعث ارتداد ہے' نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال) ایک شادی شدہ عورت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع کے پاس ایک درخواست پیش کرتی ہے اور اس میں لکھتی ہے کہ میں خدا کی وحدت اور رسول علیہ السلام کی رسالت سے انکار کرتی ہوں مجھے نہ خدا کی وحدت پر ایمان ہے' نہ رسول کی رسالت پر - آیا اس کے مندرجہ بالا الفاظ کہنے سے اس کا نکاح شرعی اور قانونی طور پر تنسیخ ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۷۸ غلام رسول طاہر عباسی (جالندھر) ۲۳ محرم ۱۳۵۳ھ م ۸ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب) (از مولوی حبیب المرسلین نائب مفتی) یہ عورت مرقومہ بالا یقینا کافرہ و مرتدہ ہو گئی ہے اس کا نکاح فسخ ہو گیا ہے شرعاً و قانوناً اگر یہ عورت تجدید اسلام کرے گی تو اپنی حسب منشاء دوسرے شخص کے ساتھ نکاح اسلامی حکومت میں نہیں کر سکے گی بلکہ جبراً پہلے شوہر کے ساتھ دوبارہ پڑھا دیا جائے گا فقط واللہ اعلم - حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی -

(جواب ۱۸۶) (از حضرت مفتی اعظمؒ) اس صورت میں عورت مرتدہ ہو گئی اور ارتداد سے نکاح فسخ ہو جانے کا حکم راجح اور قوی ہے اس لئے اس کا نکاح تو فسخ ہو گیا(۲) اور چونکہ غیر مسلم حکومت کے غیر اسلامی قانون کی وجہ سے مسلمان مجبور ہیں کہ ایسی عورت کو کوئی زجر یا تنبیہ نہیں کر سکتے اس لئے اب اگر یہ عورت بعد میں تجدید اسلام کر کے کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لے تو اس سے تعرض کرنے کی(۳)

---

(۱) اس صورت میں جس وقت مرد نے قادیانی مذہب اختیار کر لیا تو اسی وقت اس کا نکاح فسخ ہو گیا اور فسخ نکاح کے لئے قضائے قاضی ضروری نہیں اب اگر عورت مدخولہ ہے تو بعد عدت گزارنے کے دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے اور اگر مدخولہ و موطوءہ نہیں ہے تو بغیر عدت گزارنے کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے کما فی الدر المختار : و ارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء فللموطوءة كل مهرها ولغيرها نصفه لو ارتد و عليه نفقة العدة (درمختار) وقال في الرد (قوله بلا قضاء) ای بلا توقف علی قضاء القاضی و کذا بلا توقف علی مضی عدة في المدخول بها كما في البحر (قوله عليه نفقة العدة) ای لو مدخولا بها اذ غيرها لا عدة عليها وافاد وجوب العدة سواء ارتدا وارتدت بالحيض او بالا شهر لو صغيرة او آيسة او بوضع الحمل كما في البحر (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب النكاح' نكاح الكافر ۱۹۳/۳ ط سعيد كراتشي) لیکن جواب مذکورہ میں حضرت مفتی اعظمؒ نے عورت کو کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں درخواست دیکر عدم وصول نفقہ اور خاوند کے تبدیل مذہب کی بناء پر نکاح فسخ کرانے کا جو حکم دیا ہے وہ قانونی مواخذہ سے بچنے کے لئے ہے کہ بذریعہ عدالت نکاح فسخ کرالیا جائے ورنہ شرعاً فسخ کرانے کی کوئی ضرورت نہیں کما مر فی عبارة الدر المختار و رد المحتار -

(۲) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (در مختار) وقال في الرد (قوله بلا قضاء (ای بلا توقف علی قضاء القاضی وكذا بلا توقف على مضى عدة في المدخول بها كما في البحر (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب النكاح باب نكاح الكافر ۱۹۳/۳ ط سعيد كراتشي)

(۳) وليس للمرأة التزوج بغير زوجها به يفتى (درمختار) وقال في الرد (وظاهره ان لها التزوج بمن شاءت (هامش رد المحتار مع الدر المختار 'كتاب الجهاد' باب المرتد ۲۵۳/٤ ط سعيد كراتشي)

کوئی صورت نہیں ورنہ اسلامی حکومت ہوتی تو اس کو پہلے خاوند سے ہی نکاح کرنے پر مجبور کیا جاتا(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مسلمان میاں بیوی مرزائی ہوگئے پھر دوبارہ مسلمان ہوگئے تو دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے یا نہیں ؟

(سوال) ایک شخص پہلے اہل سنت والجماعت تھا پھر مرزائی عقائد کا پابند ہوگیا تھا اب وہ پھر اہل سنت والجماعت میں شامل ہونا چاہتا ہے اس کی بیوی اس کے عقائد کی پابند رہی اب اس کو دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۳۱۲ علی حسین امروہوی (دہلی)

۲۹ صفر ۱۳۵۳ھ م ۱۴ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۸۷) اگر وہ شخص سچے دل سے توبہ کرے اور اقرار کرے کہ مرزائی عقیدہ غلط اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے جھوٹے تھے اور ان دونوں فریق لاہوری اور قادیانی گمراہ ہیں میں دونوں سے بیزار ہوں تو وہ اہل سنت والجماعت میں شامل ہو سکتا ہے اگر شوہر اور بیوی ایک ہی وقت میں ساتھ ساتھ قادیانی یا احمدی ہوئے تھے اور پھر ایک ہی وقت میں دونوں نے توبہ کی ہو جب تو ان کے نکاح کی تجدید لازم نہیں ہے اور وہ اپنے سابقہ نکاح پر رہ سکتے ہیں(۲) لیکن اگر قادیانی یا احمدی ہونے میں تقدم و تاخر ہوا ہے یا توبہ کرنے اور واپس آنے میں آگے پیچھے ہوگئے ہیں تو نکاح کی تجدید بھی لازم ہوگی(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

عورت محض خاوند سے علیحدہ ہونے کی وجہ سے مرتد ہوگئی تو مسلمان ہو کر دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) اگر کوئی مسلمہ عورت اپنے شوہر کے یہاں نہیں رہنا چاہتی اور دوسرے مسلمان شخص سے نکاح کرنا چاہتی ہے اور اس غرض سے مذہب اسلام چھوڑ کر مذہب نصرانیت کو قبول کرلے اور شوہر کو

---

(۱) ولو ارتدت لمجئ الفرقة منها قبل تأكده – وصرحوا بتعزيرها خمسة و سبعين و تجبر على الاسلام و على تجديد النكاح زجرا لها بمهر يسير كدينا ر و عليه الفتوىٰ ولو اللجية (درمختار) وقال في الرد (قوله و على تجديد النكاح) فلكل قاض ان يجدده بمهر يسير ولو بدينار رضيت ام لا و تمنع من التزوج بغيره بعد اسلامها ولا يخفى ان محله لما اذا طلب الزوج ذلك اما لو سكت او تركه صريحا فانها لا تجبر و تزوج من غيره لانه ترك حقه (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۳/۱۹٤ ط سعيد كراتشى)

(۲) و بقى النكاح ان ارتدا معا بان لم يعلم السبق فيجعل كالغرقى ثم اسلما كذلك استحسانا (الدرالمختار مع هامش رد المحتار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۳/۱۹٦ ط سعيد كراتشى)

(۳) و فسدان اسلم احدهما قبل الآخر (در مختار) وقال في الرد (قوله و فسد الخ) لان ردة احدهما منا فية للنكاح ابتداء فكذا بقاء نهر (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۳/۱۹٦ ط سعيد كراتشى)

اطلاع دیدے کہ میں اب تمہارے نکاح میں نہیں رہی تو اس صورت میں نکاح باقی رہا یا نہیں اور یہی عورت کچھ عرصہ کے بعد یہ اعلان کر دے کہ میں پھر مسلمان ہو گئی اور اس شخص سے نکاح کرے جس سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو یہ دوسرا نکاح درست ہو گا یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۴۰۰ احمد حسین صاحب سہارنپور - ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۸۸) مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے (۱) اور تجدید اسلام کے بعد اگر وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلے تو نکاح صحیح ہو جائے گا (۲) اگر اسلامی حکومت ہوتی تو عورت سداً للباب پہلے خاوند سے نکاح کرنے پر مجبور کی جاسکتی تھی (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(جواب ۴۶۸ دیگر ۱۸۹) ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے (۴) بعض فقہاء نے زجراً و سداً للباب یہ حکم دیا تھا کہ مرتدہ کو مجبور کیا جائے کہ وہ پہلے خاوند سے ہی نکاح کرے کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنے کی اجازت نہ دی جائے (۵) لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ قوت اسلامی حکومت کے ہاتھ میں ہو سکتی ہے اور وہ مفقود ہے اس لئے یہ زجر عمل میں نہیں آسکتا - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

۲۰ محرم ۱۳۵۴ھ م ۲۵ اپریل ۱۹۳۷ء

شوہر یا بیوی کے مرتد ہونے سے نکاح فوراً فسخ ہو جاتا ہے

(سوال) زید مذہب اسلام چھوڑ کر آریہ عیسائی مجوسی مذہب اختیار کر لیتا ہے تو کیا زید مرتد ہو جاتا ہے ؟ اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے باہر ہو جاتی ہے ؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرتد کی عورت جو ہنوز مذہب اسلام کی پابند ہے مرتد کے نکاح سے باہر نہیں ہوتی اور وہ اپنی مسلمہ عورت سے تعلقات زوجیت قائم رکھ

---

(۱) وارتداد احد الزوجین عن الاسلام وقعت الفرقة بغیر طلاق فی الحال قبل الدخول و بعده (الفتاوی الهندیة کتاب النکاح' الباب العاشر فی نکاح الکفار ۱/۳۳۹ ط ماجدیه کوئٹه)

(۲) ظاهره ان لها التزوج بمن شاء ت (هامش رد المحتار مع الدرالمختار' کتاب الجهاد' باب المرتد ۴/۲۵۳ ط سعید کراتشی)

(۳) ولیس للمرتدة التزوج بغیر زوجها به یفتی (درمختار) وقال فی الرد : ولکن حکموا بجبر ها علی تجدید النکاح مع الزوج و بضرب خمسة و سبعین سوطا و اختاره قاضی خان للفتوی (هامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الجهاد' باب المرتد ۴/۲۵۳ سعید کراتشی)

(۴) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (درمختار) وقال فی الرد (قوله بلا قضاء) ای بلا توقف علی مضی عدة فی المدخول بها کما فی البحر (قوله و لو حکما) اراد به الخلوة الصحیحة (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب النکاح' باب نکاح الکافر ۳/۱۹۳ ط سعید کراتشی)

(۵) لو ارتدت لمجیئ الفرقة – و صرحوا بتعزیر ها خمسة و سبعین و تجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجرا لها بمهر یسیر کدینار و علیه الفتوی ولو الجیة (درمختار) وقال فی الرد (قوله و علی تجدید النکاح) فلکل قاض ان یجدده بمهر یسیر ولو بدینار رضیت ام لا و تمنع من التزوج بغیر ه بعد اسلامها (هامش رد المحتار' مع الدر المختار' کتاب النکاح' نکاح الکافر ۳/۱۹۴ ط سعید کراتشی)

سکتا ہے اسی طرح اگر عورت مرتد ہو جائے تو وہ بھی مسلمان شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوتی اور شوہر اس سے تعلقات زوجیت قائم رکھنے میں زنا کا مرتکب نہ ہو گا کیا یہ صحیح ہے ؟

المستفتی نمبر ۶۸۶ حکیم تاج محمد (ناگپور) ۱۹ رمضان ۱۳۵۴ھ م ۱۶ دسمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۹۰) زید دین اسلام چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب اختیار کرنے سے مرتد ہو گیا مرتد ہوتے ہی اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی(۱) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرتد کی عورت جو مسلمان ہے مرتد کے نکاح میں ہے اور خاوند اس سے حقوق زوجیت ادا کرنے کا مطالبہ کر سکتا ہے وہ جاہل اور احکام شریعت سے ناواقف ہیں مرتد اپنی اولاد پر اور زوجہ مسلمہ پر کوئی دعویٰ نہیں رکھتا۔ عورت اگر مرتد ہو جائے تو وہ بھی شوہر کے نکاح سے نکل جاتی ہے(۲) مگر شوہر اتنا حق رکھتا ہے کہ اگر حکومت اسلام ہو تو عورت کو اسلام لانے اور اسی شوہر سے دوبارہ نکاح کرنے پر مجبور کیا جاتا(۳) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسلمان شوہر اپنی مرتدہ بیوی سے تعلقات زناشوئی رکھ سکتا ہے ان کے قول کی صحت کے لئے یہی محل ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

شوہر کے ظلم کی وجہ سے عورت عیسائی ہو گئی' پھر مسلمان ہو کر کسی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) زید نے اپنی نو سالہ لڑکی کا نکاح عمرو کے ساتھ کر دیا نکاح کے بعد لڑکی صرف دو روز اپنے شوہر کے ہاں رہی پھر آپس کی رنجشوں کی وجہ سے دو برس تک اپنے والدین کے گھر رہی اس کے بعد اس نے اپنے والدین کو مجبور کیا کہ اس کا فیصلہ کرا دیں کیونکہ وہ خاوند کے گھر نہیں جانا چاہتی تھی مقدمہ عدالت تک پہنچا خاوند نے مہر ادا کر دیا مگر طلاق دینے سے انکاری ہے نہ اس کو بلا کر اپنے پاس رکھتا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ لڑکی ایک دوسرے شخص کے ساتھ فرار ہوئی اور دو برس تک مفقود رہی پھر لڑکی کے والدین نے اس کا پتہ لگایا اور اپنے گھر لے آئے مگر پھر بھی اس کا کچھ فیصلہ نہیں کیا گیا نہ خاوند اس کو اپنے گھر لے گیا موقع پا کر لڑکی دوبارہ فرار ہو گئی اور تین سال غائب رہنے کے بعد عیسائی مذہب اختیار کر لیا اب لڑکی مسلمان ہونا چاہتی ہے اور کسی مسلمان سے نکاح کرنا چاہتی ہے کیا یہ نکاح ہو سکتا ہے ؟ کیا پہلا

---

(۱) وارتداد احد الزوجين عن الاسلام وقعت الفرقة بغير طلاق - (الهداية ' كتاب النكاح' باب نكاح اهل الشرك ۲/ ۳٤۸ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۲) وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۱۹۳/۳ ط سعيد كراتشي)

(۳) وليس للمرتدة التزوج بغير زوجها به يفتي (درمختار) وقال في الرد (قوله و ليس للمرتد التزوج بغير زوجها) و تجبر على الاسلام و ان عادت مسلمة كان لها ان تتزوج من ساعتها- لكن حكموا بجبر ها على تجديد النكاح مع الزوج و يضرب خمسة و سبعين سوطا و اختاره قاضي خان للفتوى(هامش رد المحتار مع الدرالمختار' كتاب الجهاد ' باب المرتد ۲۵۳/٤ ط سعيد كراتشي

خاوند اب بھی اس کا حقدار ہو سکتا ہے ؟ اگر لڑکی عیسائی ہی رہے اور کوئی مسلمان اس سے نکاح کر لیں تو درست ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۰۰۸ حبیب الرحمٰن (دہلی) ۳۰ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۱ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۱) اسلام لانے کے بعد جس مسلمان سے یہ نکاح کرلے گی نکاح درست ہو جائے گا۔ کیونکہ ارتداد سے پہلا نکاح فسخ ہو چکا ہے (۱) اگر یہ عیسائی رہے تو اس کا نکاح کسی مسلمان سے درست نہیں ہوگا کیونکہ مرتدہ کا نکاح کسی مسلمان سے نہیں ہو سکتا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

خود کو کافر اور مرتد کہنا باعث ارتداد ہے ' نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال) ایک عورت کافرہ کو مجمع عام میں مسلمان بنایا گیا بعد ازیں زید مسلم کے ہمراہ اسی مسجد میں نکاح پڑھا دیا گیا یہ عورت بحالت کفر کسی کے نکاح میں تھی مگر اسلام سے چھ ماہ قبل اس عورت کی باقاعدہ ان کی جماعت میں طلاق ہو گئی تھی عین وقت اسلام وہ کسی کے بھی نکاح میں نہ تھی بعد اسلام باقاعدہ شرعی نکاح زید سے پڑھایا گیا اس وقت اس کی عمر تخمیناً بیس سال کی تھی عورت تخمیناً ۴ سال اسلامی شوہر کے ہمراہ رہی سہی اور اولاد بھی ہوئیں اسلامی نام اس عورت کا سکینہ رکھا گیا تھا گردش زمین سے ایک دوسرے مسلمان نے اس سے ناجائز تعلق پیدا کرنے کی غرض سے اس کی بہن کافرہ کو ورغلایا اس نو مسلمہ کو اس کی بہن کافرہ کی وساطت سے بھکا ور غلا کر زید کے یہاں سے نکلوا لے گیا زید نے اس بھگالے جانے والے پر مقدمہ دائر کیا بھگانے اور ناجائز تعلق پیدا کرنے پر عورت کو صرف صغیر بچوں کی خاطر مدعا علیہ نہیں بنایا گیا بلکہ اسے شہادت کے لئے بچالیا گیا مگر عورت نے عدالت میں موجودہ مصلحت وقت دیکھ کر زبان سے کہہ دیا کہ یہ مجھے بھگا نہیں لے گیا تھا اور نہ ہی اس نے مجھ سے بد فعلی کی زید کے نکاح میں ' میں نہیں ہوں اور نہ ہی میں مسلمان ہوئی ہوں اس کے اسلام کے ثبوت عدالت کو کافی سے زیادہ پہنچایا گیا بلکہ خود اس نے فوجدار شہاب الدین صاحب کے روبرو اپنے اسلام کی شہادت دی ہے کورٹ نے شخص مذکور کو صرف اس کے اس زبانی بیان کی بناء پر کہ وہ بھگا کر نہیں لے گیا ہے اور نہ ہی بد فعلی کی ہے رہا کر دیا تھا شخص مذکور چند اشخاص کے ہمراہ اس عورت کو نائب قاضی کے مکان پر لے گیا اور کہا اس کو مسلمان کر کے نکاح پڑھا دیجئے نائب قاضی نے اس عورت سے دریافت کیا کہ تیرا نام کیا ہے اس نے کہا کہ میرا نام سکینہ ہے نائب قاضی کو شبہ ہوا یہ لوگ مسلمان کر کے نکاح

---

(۱) ارتداد احد الزوجین عن الاسلام وقعت الفرقة بغیر طلاق فی الحال قبل الدخول و بعده (الهندیة کتاب النکاح' الباب العاشر نکاح الکفار ۱/ ۳۳۹ ط ماجدیه کوئٹه)

(۲) ولا یصلح ان ینکح مرتد او مرتدة احد من الناس مطلقا (درمختار) وقال فی الرد (قوله مطلقا) ای مسلما او کافرا او مرتدا وهو تأ کید کما فهم من النکرة فی النفی (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب النکاح' باب نکاح الکافر ۳/ ۲۰۰ ط سعید کراتشی)

پڑھانے کو کہتے ہیں اور یہ تو مسلمان معلوم ہوتی ہے نائب قاضی نے نکاح پڑھانے سے انکار کر دیا شخص مذکور مع ہمراہیوں کے شہر قاضی کے پاس پہنچا اور ان سے نکاح کی درخواست کی قاضی صاحب بر سر سفر تیار تھے قاضی صاحب نے نائب قاضی کو رقعہ لکھ دیا کہ اس کا سر دست نکاح پڑھا دو نائب قاضی نے حکم قاضی نکاح پڑھا دیا نکاح کا ثبوت بھی شخص مذکور کے روبرو عدالت میں کامل طور پر ہوا تھا اور اسے خبر تھی کہ یہ منکوحہ زید ہے تاہم قاضی و نائب قاضی کو اندھیرے میں رکھ کر دھوکا دیکر اپنا نکاح پڑھوالیا اب سوال یہ ہے کہ زید کا نکاح شرعاً صحیح ہے یا شخص مذکور کا؟

المستفتی نمبر ۱۰۲۰ صاحبزادہ نواب ابراہیم خاں صاحب - سورت
۴ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۵ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۲) یہ دوسرا شخص شرعاً کئی جرائم کا مرتکب اور مجرم ہے (۱) منکوحۃ الغیر کو اغوا کرنا اور بھگا کر لے جانا (۲) اسے جھوٹ بولنے پر آمادہ کرنا اور جھوٹا اظہار دلوانا (۳) اسلام کا انکار کرا کے از سر نو مرتد بنانا (۴) پھر جھوٹ بول کر دھوکا دیکر اس سے خود نکاح کرنا ان تمام جرائم کی سزا اور تعزیر کا مستحق ہے زید کا نکاح صحیح تھا مگر جب عورت نے اسلام سے انکار کر کے ارتداد اختیار کر لیا تو وہ نکاح فسخ ہو گیا (۱) عورت اسلام کا انکار کر کے اور دوسرا شخص اس ارتداد پر عورت کو آمادہ کر کے دونوں مرتد ہو گئے (۲) اگر اس کے بعد دونوں اسلام لائیں اور توبہ کریں اور پھر باہم نکاح کریں تو نکاح منعقد ہو جائے گا لیکن وہ شخص اور یہ عورت جرائم مذکورہ کی تعزیر سے نہیں بچیں گے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عورت عیسائی ہو گئی' تو نکاح فسخ ہو گیا' دوبارہ مسلمان ہو کر دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) آج کل مسلم عورتیں بغرض فسخ نکاح حیلہ کرتی ہیں اور مذہب عیسائیت قبول کر لیتی ہیں آیا نکاح واقع میں شرعاً بھی فسخ ہو جاتا ہے یا نہیں؟　　المستفتی نمبر ۱۴۲۴ محمود صاحب (ملتان)
۱۳ صفر ۱۳۵۶ھ م ۲۵ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۹۳) ارتداد سے نکاح کا فسخ ہو جانا ظاہر روایت کے بموجب صحیح ہے (۳) البتہ بعض مشائخ

---

(۱) اذا ارتد احد الزوجین عن الاسلام وقعت الفرقة بغیر طلاق (الهدایة کتاب النکاح' باب نکاح اهل الشرك ۲/ ۳۴۸ ملتان)

(۲) من امر امرأة بان ترتد - کفر الآخر (شرح الفقه الاکبر ص ۲۲۵)

(۳) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (در مختار) وقال فی الرد (قوله بلا قضاء) ای بلا توقف علی قضاء القاضی وکذا بلا توقف علی مضی عدة فی المدخول بها کما فی البحر (هامش رد المحتار ' کتاب النکاح' باب نکاح الکافر ۳/۱۹۳' ۱۹۴ ط سعید کراتشی)

بلخ نے زجراً اور سد اللباب یہ کہا تھا کہ مرتدہ کو اسلام لانے اور زوج اول سے نکاح کرنے پر مجبور کیا جائے (۱) اور بعض نے یہ بھی کہا تھا کہ نکاح فسخ نہ ہونے کا فتویٰ دیا جائے لیکن یہ دونوں حکم زجر و توبیخ اور سد باب کے لئے تھے (۲) اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اسلامی حکومت ہو اور جبر علی الاسلام یا جبر علی النکاح بالزوج السابق کا امکان ہو یا زوج اول عورت پر خود یا بذریعہ حکومت قبضہ کرنے پر قادر ہو اور یہ سب باتیں انگریزی حکومت اور انگریزی قانون کی رو سے غیر ممکن ہیں لہذا اصل مذہب کے موافق انفساخ نکاح کا حکم ہی صحیح نافذ رہا اور اس کے لحاظ سے عورت مرتدہ بعد اسلام کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلے تو اس کا نکاح نافذ ہوگا (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عورت کو مرتد ہونے کی ترغیب دینے والا خود بھی مرتد ہے' اور ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال) مطبوعہ فتویٰ ارسال ہے آپ سے فیصلہ یہ کرانا ہے کہ کونسا غلط ہے اور کونسا صحیح ہے امیر عالم کو مفتی فتویٰ دیتے ہیں کہ ایوب خاں کافر ہے اور اس کے ساتھ برتاؤ کرنے والے بھی کافر ہیں ایوب خاں کو مفتی فتویٰ دیتے ہیں کہ امیر عالم کافر ہے اس کے ساتھ میل جول کرنے والے بھی کافر ہیں عجب معاملہ ہے - ایک عورت کو ایوب خاں نے اغوا کیا اور اس کو پہلے چھپائے رکھا طلاق کے لئے کوشش

---

(۱) لوا رتدت لمجی الفرقة - وصرحوا بتعزیر ها خمسة و سبعین و تجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجرا لیا بمہر یسیر کدینار و علیه الفتوی ولو الجیة (درمختار) وقال فی الرد (قوله و علی تجدید النکاح) فلکل قاض ان یجدده بمہر یسیر ولو بدینا ر رضیت ام لا و تمنع من التزوج بغیره بعد اسلا مها (ہامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب النکاح' باب نکاح الکافر ۳/۱۹۴ ط سعید کراتشی) وقال فی الهندیة : ولو اجرت کلمة الکفر علی لسانها مغایظة لزوجها اوا خراجا لنفسها عن حبا له او لا ستیجاب المہر علیه بنکاح مستأمن تحرم علی زوجها فتجبر علی الاسلام ولکل قاض ان یجدد النکاح بادنی شئی ولو بدینار سخطت اورضیت ولیس لها ان تتزوج إلا بزوجها قال الهند وانی آخذ بهذا وقال ابو اللیث وبه نأخذ کذا فی التمر تاشی (الهندیة کتاب النکاح' الباب العاشر فی نکاح الکافر ۱/۳۳۹ ط ماجدیة کوئٹه)

(۲) وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجرا و تیسیرا لا سیما التی تقع فی المکفر ثم تنکر قال فی النهر والا فتاء بهذا اولی من الافتاء بما فی النوادر (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب النکاح باب نکاح الکافر ۳/۱۹۴ ط ، سعید کراتشی) وقال قاضی خان منکوحة ارتدت والعیاذ بالله حکی عن ابی نصر و ابی القاسم الصفار انهما قالا لا تقع الفرقة بینهما حتی لاتصل إلی مقصودها ان کان مقصودها الفرقة (الفتاویٰ الخانیة' علی هامش الهندیة' کتاب الطلاق' فصل فی الفرقة بین الزوجین بملك احدهما صاحبه و بالکفر ۱/۵۴۶ ط ماجدیه کوئٹه)

(۳) اصل مذہب اور ظاہر الروایہ تو یہ ہے کہ عورت کے مرتد ہونے سے نکاح فوراً فسخ ہو جائے گا لیکن پھر اس کو حبس و قید کرکے تجدید اسلام اور پہلے خاوند سے تجدید نکاح کرنے پر مجبور کیا جائے گا جیسا کہ قاضی خان' عالمگیریہ' در مختار اور شامیہ وغیرہ میں اس کی تصریح ہے' چونکہ حاکم مسلم اور قاضی شرعی نہ ہونے کی وجہ سے تجدید اسلام و تجدید نکاح پر عورت کو مجبور نہیں کیا جا سکتا لہذا ظاہر الروایہ کی بناء پر فسخ نکاح کا حکم کیا جائے گا اور پھر علامہ شامی کی ایک عبارت " و ظاهره ان لها التزوج بمن شاء ت (هامش رد المحتار' کتاب الجهاد' باب المرتد ۴/۲۵۳ ط سعید کراتشی) " پر عمل کیا جائے گا کہ عورت کسی اور شخص سے نکاح کر سکتی ہے - فقط -

بھی کی ایسی بد ذات خاندان کی ناک کاٹنے والی عورتوں کو طلاق کون دیتا ہے آخر یہ چال چلی گئی کہ مل ملا کر مشن سے یہ سر ٹیفکیٹ حاصل کر لیا جائے کہ عورت عیسائی ہو گئی ہے پھر عورت کو گھر رکھ لیا اور کہا کہ چونکہ عورت مرتد ہو گئی ہے اس لئے اس کا پہلا نکاح ٹوٹ گیا ہے اب میں نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا ہے امیر عالم نے جب سنا تو علماء سے فتویٰ پوچھا تقریباً ساٹھ سے زیادہ علماء کرام نے یہ فتویٰ دیا کہ اس طرح عورت کا نکاح فسخ نہیں ہوتا عورت نہ تو اسلام سے بیزار ہوئی نہ اس کے دل میں عیسائیت کی رغبت ہوئی اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے ردت کا تعلق دل سے ہوتا ہے - یہاں شرط مفقود ہے - اذا فات الشرط فات المشروط جیسا کہ ہدایہ کی جلد سوئم میں ہے - لان الردة تتعلق بالا عتقاد الا یری انه لو کان قلبه مطمئنا بالایمان لا یکفر - عورت مرتد ہو گئی تو اسلام لانے پر مجبور کی جائے یعنی اس کو قید رکھیں یہاں تک کہ مر جائے یا اسلام لائے اور جدید نکاح ہو تو مہر تھوڑا رکھا جائے عورت نے زبان سے کلمہ کفر جاری کیا تاکہ شوہر سے پیچھا چھوٹے یا اس لئے کہ دوسرا نکاح ہو گا اس کا مہر بھی وصول کرے گی تو قاضی کو اختیار ہے کہ کم از کم مہر پر اسی شخص کے ساتھ نکاح کرے عورت راضی ہو یا ناراض اور عورت کو یہ اختیار نہ ہو گا کہ دوسرے سے نکاح کرے عالمگیری' بہار شریعت حصہ ہفتم' مصنفہ جناب مولانا مولوی حکیم الحاج امجد علی صاحب - عورت مرتد ہو گئی اس واسطے اپنے زوج کو چھوڑ دے - بقول ابو یوسف اور نکاح نہ کرے غیر زوج سے - اسی کا فتویٰ غایۃ الاوطار ص ۴۴۳ وغیرہ وغیرہ بہت حوالجات ہیں - بخوف طوالت چند پر اکتفا کیا ہے -

المستفتی نمبر ۲۱۴۰ شاہسوار (راولپنڈی) ۱۹ شوال ۱۳۵۶ھ م ۲۳ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۹٤) اگر یہ بیانات صحیح ہیں اور واقعات یہی ہیں تو اغوا کنندہ اور عورت کو ارتداد کی ترغیب دینے والا مرتد کرنے والا سخت مجرم ہے اور خود بھی مرتد ہو گیا(۱) اس کی اپنی عورت بھی نکاح سے باہر ہو گئی(۲) اس کو تجدید اسلام توبہ اور اپنے نکاح کی تجدید کرنی لازم ہے(۳) اور قوم کو حق ہے کہ اس کا مقاطعہ کر دے جب تک کہ وہ اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہ کرے اس سے تعلقات اسلامی منقطع کر دیں(۴) اور

---

(۱) ومن امر امرأة بان ترتد- کفر الآخر (شرح الفقة الاکبر ص ۲۲٥)

(۲) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (در مختار) وقال فی الرد (قوله بلا قضاء) ای بلا توقف علی قضاء القاضی وکذا بلا توقف علی مضی عدة فی المدخول بها کما فی البحر (هامش رد المحتار ' کتاب النکاح' باب نکاح الکافر ۳/۱۹۳ ط سعید کراتشی)

(۳) ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولاده اولاد زنا وما فیه خلاف یؤمر بالا ستغفار والتوبة و تجدید النکاح (الدرالمختار' مع هامش رد المحتار' کتاب الجهاد' باب المرتد ٤/٢٤٦ ط سعید کراتشی)

(۴) مرتد کا اصل حکم یہ ہے کہ اگر وہ اسلام نہ لائے تو حکومت اسے قتل کر دے، مگر ہندوستان میں اس وقت اسلامی حکومت نہیں تھی اس لئے اس سے قطع تعلق کا حکم دیا گیا قال فی فتح الباری فتبیّن هنا السبب المسوغ للهجر و هو لمن صدرت منه معصیة فیسوغ لمن اطلع علیها منه هجره علیها لیکف عنها – قال المهلّب غرض البخاری فی هذا الباب ان یبین صفة الهجران الجائز وانه یتنوع بقدر الجرم فمن کان من اهل العصیان یستحق الهجران بترك (جاری ہے)

اگر اسلامی حکومت ہوتی تو عورت کو شوہر سابق سے ہی نکاح کرنے پر مجبور کیا جاتا اور دوسرے شخص سے ہرگز نکاح کی اجازت نہ دی جاتی(۱) وہ فتویٰ جو ایوب خاں کے اشتہار میں درج ہے بالکل جداگانہ صورت سے متعلق ہے اس کو اس واقعہ سے اصلا سروکار نہیں اور اس فتوے سے جو نتائج کہ ایوب خاں نے اخذ کر کے امیر عالم پر چسپاں کئے ہیں وہ ان واقعات کی روشنی میں ہرگز امیر عالم پر چسپاں نہیں ہوتے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عورت مرتد ہو کر مسلمان ہو جائے' تو دوسرے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) مسماۃ ہندہ شادی کے بعد چھ سال تک اپنے خاوند کے پاس رہی خاوند نے اپنے سالے ہندہ کے حقیقی بھائی کو قتل کر دیا اور مقدمہ میں پھانسی کی سزا سے بچ گیا قتل کے بعد بیوی کو اس کے دادا کے پاس چھوڑ گیا پھر اس کو لینے نہیں آیا جس کو ڈھائی سال کا عرصہ گزر گیا طلاق دینے کے لئے اس سے کہا گیا تو طلاق سے بھی انکار کیا اب ہندہ بھی بوجہ اس صدمے کے کہ اس کے حقیقی بھائی کو اس نے ہلاک کیا ہے خاوند کے گھر بسنا نہیں چاہتی تھی بالآخر ہندہ نے عیسائی مذہب قبول کر لیا ہے تاحال وہ عیسائی ہی ہے کیا مسلمان ہو جانے کے بعد اس کا نکاح دوسرے مسلمان خاوند کے ساتھ جائز ہے یا نہیں عدالت نے ہندہ کے نکاح کو بوجہ عیسائی ہو جانے کے فسخ کر دیا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۳۶۲ محمد طاہر صاحب (لائل پور) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۹ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۹۵) اگر ہندہ اسلام قبول کرنے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کر لے گی تو وہ نکاح صحیح اور درست ہو جائے گا پہلے خاوند سے نکاح کرنے پر مجبور کرنے کا حکم زجراً وسداً للباب تھا(۲) جو انگریزی حکومت میں ممکن العمل نہیں ہے اور اصل مذہب یہی ہے کہ ارتداد احد الزوجین موجب انفساخ نکاح

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) والمکالمۃ کما فی قصۃ کعب وصاحبیہ (فتح الباری شرح الصحیح للبخاری' باب ما یجوز من الھجران لمن عصی ۱۰/۴۱۵ ط مصر) وقال فی الدر المختار ومن ارتد عرض الحاکم علیہ الاسلام استحبابا علی المذھب لبلوغۃ الدعوۃ و تکشف شبھتہ بیان ثمرۃ العرض و یحبس و جوبا وقیل ندبا ثلاثۃ ایام- فان اسلم فبھا والا قتل لحدیث : " من بدل دینہ فاقتلوہ (الدر المختار مع ھامش، رد المحتار کتاب الجھاد' باب المرتد ۴/۲۲۶ ط سعید کراتشی)

(۱) و صرحوا بتعزیر ھا خمسۃ و سبعین و تجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجرالھا بمھر یسیر کدینار و علیہ الفتویٰ ولو الجیہ (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب النکاح' باب نکاح الکافر ۳/۱۹۴ ط سعید کراتشی)

(۲) ولو اجرت کلمۃ الکفر علی لسانھا مغا یظۃ لزوجھا او اخراجا لنفسھا عن حبالتہ اولا ستیجاب المھر علیہ بنکاح مستأنف تحرم علی زوجھا فتجبر علی الاسلام و لکل قاض ان یجدد النکاح بأدنی شئی و لوبدینار سخطت او رضیت ولیس لھا ان تتزوج إ لا بزوجھا قال الھند وانی اخذ بھذا ' قال ابو اللیث و بہ نأخذ کذافی التمرتاشی (الفتاوٰی الھندیۃ' کتاب النکاح' الباب العاشر فی نکاح الکفار ۱/۳۳۹ ط ماجدیہ کوئٹہ)

ہے(۱)ففی هذه الصورة هو المعول محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر کے بدسلوکی سے تنگ آکر جو عورت مرتد ہوئی، مسلمان ہونے کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) اگر کوئی عورت مسلمان خاوند کی بدسلوکی سے تنگ آکر اس سے جان چھڑانے کے لئے العیاذ باللہ عیسائی مذہب قبول کر لے تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں اور اگر دوبارہ مسلمان ہو جائے تو پہلے خاوند کے سوا کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۲۴ مولوی عبدالرحیم صاحب راولپنڈی۔
۲۳ رمضان ۱۳۵۷ھ م ۷ نومبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۹۶) مرتد ہونے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے(۲) مگر یہ حیلہ اختیار کرنا بدترین اور سخت ترین گناہ ہے اس پر وہ سزا کی مستحق ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عورت مرتد ہو جائے تو نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال) ایک عورت اپنے خاوند زید سے بددل ہو کر کرانی (مرتدہ) ہو گئی تاکہ اس کے نکاح سے خلاصی کا حیلہ حاصل کروں چنانچہ حکم انگریزی میں اس کو دیا گیا کہ اس کا نکاح فسخ ہو چکا ہے لیکن علمائے دین متین نے تمام لوگوں کو حکم دیا کہ ان بے دین لوگوں سے برتاؤ تعلقات چھوڑ دو پھر وہ عورت تائب ہوئی اور کوشش کی کہ کسی طرح علماء سے اجازت لوں اور کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لوں لیکن علماء نے حکم دیا کہ نکاح اول باقی ہے اور تمام ہندوستان کے علماء کا اجماعی فتویٰ ہے لیکن آخر کار ایک ناعاقبت اندیش مولوی کو کچھ رقم دیکر فتویٰ حاصل کیا کہ دوسرے شخص ولید سے نکاح کر لے چنانچہ ولید سے نکاح کر لیا تو اس پر علمائے مقامی نے فتویٰ دیا کہ یہ نکاح ثانی ناجائز ہے ان سے برتاؤ مت کرو اس کے کچھ مدت بعد ولید نے (زید) زوج اول سے طلاق بالبدل حاصل کر لی اور استیناف و تجدید نکاح کا ارادہ کیا لیکن ابھی تک عدت ختم نہ ہوئی تھی کہ یہ زوج ثانی فوت ہو گیا اور اسی مرتدہ عورت سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا

---

(۱) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار' مع هامش رد المحتار' کتاب النکاح' باب نکاح الکافر ۱۹۳/۳ ط سعید کراتشی)
(۲) ایضاً حوالہ سابقه
(۳) و صرحوا بتعزیرها خمسة و سبعین و تجبر علی الاسلام(درمختار) وقال فی الرد (قوله و صرحوا بتعزیرها خمسة و سبعین هو اختیار لقول ابی یوسف فان نهایة تعزیر الحر عنده خمسة و سبعون و عند هما تسعة و ثلاثون قال فی الحاوی القدسی' و بقول ابی یوسف ناخذ (قوله تجبر) ای بالحبس الی ان تسلم او تموت - (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب النکاح' باب نکاح الکافر ۱۹۴/۳ ط سعید کراتشی)

جو اس نکاح ثانی کے ۷-۸ ماہ بعد پیدا ہوا اب اس ولید کی وراثت میں جھگڑا ہے یہ عورت (جو مرتدہ ہوئی تھی) اور اس کا لڑکا وراثت کے مدعی ہیں لیکن اس زوج ثانی (ولید) کے دوسرے لڑکے اور ورثاء مدعی ہیں کہ ان کا کوئی حق نہیں کیونکہ ابھی تک نکاح نہیں ہوا طلاق اب حاصل کی گئی ہے اب آپ شرعی حکم دیں یہاں کے علماء کا خیال ہے کہ چونکہ متفقہ اجماعی فتویٰ ہے کہ عورت کا نکاح اول فسخ نہیں ہوتا لہذا یہ عورت وارث نہیں اور سیاست اسلامی کا تقاضا بھی یہی ہے لیکن اس کا لڑکا وارث ہے کیونکہ زوج ثانی (ولید) متوفی نسب کا مدعی تھا اور شرعاً حقیقی فراش (اگرچہ نکاح فاسد و باطل سے ہو) کا اعتبار نسب میں ہوتا ہے - فقط واللہ تعالیٰ اعلم

المستفتی نمبر ۲۵۰۲ مولوی محمد جان خاں صاحب (پنجاب).

۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ م ۵ جون ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۹۷) مرتدہ کا نکاح اصل مذہب کے لحاظ سے فسخ ہو جاتا ہے(۱) علماء و مشائخ بلخ نے زجراً عدم فسخ نکاح کا حکم دیا تھا(۲) جو اسلامی سلطنت میں قابل نفاذ تھا غیر اسلامی حکومت میں اس کے نفاذ کی کوئی صورت نہیں پس ولید کا نکاح اس عورت کے ساتھ جس نے ارتداد کے بعد اسلام لا کر ولید سے نکاح کیا تھا صحیح اور اس کی اولاد صحیح النسب ہے اور اس کو یعنی عورت اور اس کے لڑکے کو میراث ملے گی(۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عورت خاوند سے خلاصی کی غرض سے مرتد ہوئی' تو نکاح فسخ ہوا یا نہیں ؟

(سوال) زید نے ہندہ سے نکاح کیا شوہر نے مہر بھی ادا کر دیا اور ہندہ چودہ سال تک اس کی زوجیت میں رہی اب وہ اپنے شوہر سے الگ ہونا اور قطع تعلق کرنا چاہتی ہے مگر زید الگ کرنا نہیں چاہتا اب عورت فسخ نکاح کی غرض کے لئے مرتد ہو جاتی ہے اور اپنے ارتداد کو اخبار میں شائع کرا دیتی ہے کہ میں

---

(۱) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء - (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۱۹۳/۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) وافتى مشايخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجرا و تيسيرا لاسيما التى تقع فى المكفر ثم تنكر قال فى النهر والا فتاء بهذا اولى من الافتاء بما فى النوادر (الدر المختار مع رد المحتار كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۱۹۳/۳ سعيد كراتشي) وقال فى قاضى خان : منكوحة ارتدت والعياذ بالله حكى عن ابى نصر و ابى القاسم الصفار انهما قالا لا تقع الفرقة بينهما حتى لا تصل الى مقصودها ان كان مقصودها الفرقة و فى الروايات الظاهرة تقع الفرقة و تحبس المرأة حتى تسلم و يجدد النكاح سدا لهذا الباب عليها (الفتاوى الخانية على هامش الفتاوى الهندية ' كتاب النكاح' فصل فى الفرقة بين الزوجين بملك احدهما صاحبه و بالكفر ۵٤٦/۱ ط ماجدية كوئٹه)

(۳) چونکہ یہ نکاح درست اور صحیح ہے اس لئے کہ پہلا نکاح عورت کے مرتد ہونے سے ختم ہو گیا تھا اور پھر از سر نو عورت کے اسلام لانے کے بعد دوسرے مسلمان مرد سے اس کا نکاح درست ہوا اور یہ عورت اس مرد کی بیوی بنی اور اس حالت میں جو اولاد ہو گی وہ بھی اس شخص کی ہو گی لہذا اس شخص کے مرنے کے بعد بیوی اور اولاد سب ترکہ میں اپنے حصص شرعیہ کے حقدار ہوں گے' اور ان کو ان کے شرعی حصے کے مطابق میراث ملے گی - فقط

(نعوذباللہ)اسلام سے مرتد ہو گئی اس لئے اب تم میرے شوہر کسی طرح سے نہیں ہو سکتے پس سوال یہ ہے کہ کیا صرف اس حیلہ اور مکر کے لئے اسلام ترک کرنے سے حقیقی معنوں میں خارج از اسلام ہو گئی ؟اور زید سے اس کا نکاح فسخ ہو گیا ؟

المستفتی نمبر ۲۶۰۶ یوسف سلیمان احمد صاحب -رنگون (برما)
۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ م ۲۱ مئی ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۹۸) حنفیہ کا اصل مذہب جو ظاہر روایت پر مبنی ہے یہی ہے کہ زوجین میں سے کسی ایک کے مرتد ہو جانے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے پس صورت مسئولہ میں نکاح ٹوٹ گیا(۱) مگر ایکٹ نمبر ۸ ۔ ۱۹۳۹ء میں ارتداد کو وجہ فسخ قرار نہیں دیا گیا اگر یہ ایکٹ برما میں نافذ نہ ہو تو وہاں اصل مذہب کے موافق فیصلہ ہو گا ہاں اسلامی حکومت میں ایسی عورت کو شوہر اول سے دوبارہ نکاح کرنے پر مجبور کیا جائے گا(بشرطیکہ زوج اول بھی تجدید نکاح پر راضی ہو)(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مرزائی بھائی نے اپنی مسلمان نابالغہ بہن کا نکاح 'ایک نابالغ مرزائی لڑکے سے کر دیا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) (۱) ایک لڑکی نابالغہ مسماۃ ہندہ کے والدین فوت ہو چکے تھے اور بھائی زید نے ہندہ مذکورہ کا نکاح ایک نابالغ لڑکے سے کر دیا تھا نیز واضح رہے کہ زوجین کے متولی مرزائی تھے جب لڑکی بالغہ ہوئی تو بھائی مرزائی نے لڑکے نابالغ مرزائی کی ساتھ شادی کر دی ایک ہفتہ لڑکی آباد رہی بعدہ انکار کر دیا کہ میں مرزائی نہیں ہوں اگر چہ میرے والدین وباقی رشتہ داران مرزائی ہیں مرزائی مرد کے ساتھ آباد ہونے سے انکاری ہوں اب لڑکی بھائی مرزائی کے گھر ہے وہ چاہتی ہے کہ میرا سابقہ نکاح فسخ کیا جائے تاکہ دوسری جگہ نکاح کروں لڑکا مذکور ابھی تک نابالغ ہے اور وہ بھی اور اس کے والدین سب مرزائی ہیں اب شرعی فیصلہ کرنا ہے اور لڑکا حکم شرعی کے سامنے پیش بھی نہیں ہوتا فقط لڑکی پیش ہوتی ہے فیصلہ کی کیا صورت ہے مفصلاً مرقوم فرما کر مشکور فرمائیں- اگر یہ صورت ہو تو پہلے بوجہ مطابقت والدین دونوں کافر تھے اب لڑکی بعد بلوغت کے مسلمان ہو گئی تو کیا لڑکے کے بالغ ہونے تک انتظار کرنا ضروری

---

(۱) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار مع هامش ردالمحتار كتاب النكاح باب نكاح الكافر ۳/۱۹۳ ط سعید کراتشی)

(۲) لوارتدت لمجئ الفرقة منها- و صرحوا بتعزیر ها خمسة و سبعين و تجبر على الاسلام و على تجديد النكاح زجرالها بمهر يسير كدينار و عليه الفتوى ولو الجية (درمختار) وقال في الرد (قوله على تجديد النكاح) فلكل قاض ان يجدده بمهر يسيرو لو بدينار رضيت ام لا و تمنع من التزوج بغيره بعد اسلامها ولايخفى ان محله ما اذا طلب الزوج ذلك اما لو سكت او تركه صريحا فانها لا تجبر و تزوج من غيره لانه ترك حقه (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۳/۱۹٤ ط سعيد كراتشى)

ہو گا یا قبل از بلوغ فیصلہ ہو سکتا ہے فیصلہ کی تمام صورتوں کو بیان فرما کر مشکور فرمائیں۔
(۲) حیلہ ناجزہ میں ارتداد کی بعض صورتوں میں یہ لکھا ہے کہ اگر خاوند مرتد ہو گیا تو دار الحرب میں تفریق کی ضرورت نہیں تین حیض کے بعد جدا ہو جائے گی اور دار الاسلام میں تفریق شرط ہے کیا موافق فتویٰ دار الحرب عمل کیا جائے یا احتیاطاً تفریق کی جائے۔

المستفتی نمبر ۲۶۶۱ محمد اسحاق ملتانی (دہلی)

۴ صفر ۱۳۶۰ھ م ۳ مارچ ۱۹۴۱ء

(جواب ۱۹۹) تحکیم تو فریقین کی رضامندی سے ہوتی ہے جب ایک فریق (شوہر) کی طرف سے ثالثی منظور نہیں ہوئی تو ثالثی کا فیصلہ بھی متصور نہیں(۱) رہا نکاح کا قصہ تو صورت مسئولہ میں قابل تحقیق یہ امر ہے کہ لڑکی کا باپ جس وقت مرزائی ہوا اس وقت یہ لڑکی پیدا ہو چکی تھی یا نہیں؟ اگر پیدا ہو چکی تھی اور بعد میں اس کا باپ مرزائی ہو تو یہ لڑکی مسلمہ قرار دی جائے گی کیونکہ باپ کے ارتداد سے لڑکی پر جو پہلے مسلمہ قرار دی جا چکی حکم ارتداد نہ ہو گا اور اس صورت میں اس کے مرتد بھائی نے اس کا جو نکاح کیا وہ نکاح ہی صحیح نہیں ہوا کیونکہ کافر کو مسلمان پر ولایت حاصل نہیں(۲) لیکن اگر لڑکی حال ارتداد پدر میں پیدا ہوئی اور اس کی ماں بھی مرزائیہ تھی تو لڑکی بھی کافرہ ہی قرار پائے گی(۳) مگر اس حال میں اس کے مرتد بھائی کا کیا ہوا نکاح موقوف رہے گا یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے(۴) لیکن جب کہ وہ مسلمان نہ ہوا اور لڑکی مسلمان ہو گئی اور اس نے نکاح موقوف کو رد کر دیا تو نکاح رد ہو گیا کیونکہ نکاح موقوف قبل

---

(۱) تولیة الخصمین حاکما یحکم بینھما ورکنه لفظه الدال علیه مع قبول الآخر (درمختار) وقال فی الرد (قوله مع قبول الآخر) ای المحکّم بالفتح فلو یقبل لا یجوز حکمه إلا بتجدید التحکیم (ھامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب القضاء باب التحکیم ۵ / ۴۲۸ ط سعید کراتشی)

(۲) بشرط حریة و تکلیف و اسلام فی حق مسلمة ترید التزوج و ولد مسلم لعدم الولایة (درمختار) وقال فی الرد (قوله لعدم الولایة) یعنی ان الکافر لا یلی علی المسلمة وولده المسلم لقوله تعالیٰ ولن یجعل الله للکافرین علی المؤمنین سبیلا (ھامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب النکاح باب الولی ۷۷/۳ ط سعید کراتشی)

(۳) زوجان ارتدا ولحقا فولدت المرتدة ولد اوولد له ای لذلك المولود ولد فظھر علیھم جمیعا فالولدان فی کاصلیھما والولد لاول یجبر بالضرب فی الاسلام وان حبلت به ثمة تبعیته لا بویه (درمختار) وقال فی الرد (قوله تبعیته لابویه) ای فی الاسلام والردة وھنا یجبران فکذا ھو وان اختلفت کیفیة الجبر (ھامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الجھاد باب المرتد ۴ / ۲۵۶ ط سعید کراتشی)

(۴) واعلم ان تصرفات المرتد علی اربعة اقسام فینفذ منه اتفاقا مالا یعتمد تمام ولایة ویبطل منه اتفاقا ما یعتمد الملة - ویتوقف منه اتفاقا ما یعتمد المساواة وھو المفاوضة او ولایة متعدیة (درمختار) وقال فی الرد (قوله وھو المفاوضة) فاذا فاوض مسلما توقفت اتفاقا فان اسلم نفذت وان ھلك بطلت و تصیر عنانا من الاصل عندھما و تبطل عنده (قوله او ولایة متعدیة) ای إلی غیره (ھامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الجھاد باب المرتد ۴ / ۲۴۹ ط سعید کراتشی)

اجازت مجیز جائز حکم عدم میں ہوتا ہے(۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اللہ کی شان میں گستاخی کرنے والی عورت کا حکم

(سوال) ہندہ اور زید کے باہمی تعلقات ایک عرصہ سے ناخوشگوار ہیں زید اپنی بی بی مسماۃ ہندہ پر طرح طرح کے ظلم کرتا ہے چند آدمیوں کے سامنے ان دونوں میں سخت کلامی ہوئی ہندہ نے طیش میں آکر کہا کہ "جس خدا نے تم جیسے ظالم انسان پیدا کئے میں ایسے خدا کو خدا نہیں مانتی میں ایسے خدا سے بیزار ہوں" ان الفاظ کے کہنے کے بعد (۱) ہندہ کا ایمان باقی رہایا نہیں ؟(۲) اس کا نکاح قائم رہایا نہیں ؟(۳) کیا مسماۃ ہندہ پر عدت لازم ہے جب کہ وہ تجدید ایمان کرلے ؟ (۴) کیا تجدید ایمان کے بعد عدت گزار کردہ زید کے علاوہ کسی اور شخص سے نکاح کرلے تو درست ہوگا ؟

المستفتی نمبر ۲۸۰۳ والدہ عبدالغفار دہلی - ۴ شوال ۱۳۶۵ھ

(جواب ۲۰۰) (۱) مسماۃ ہندہ اس قول کی بناء پر ایمان سے باہر ہوگئی اور مرتد ہوگئی(۲) (۲) نکاح بھی باطل ہوگیا(۳) (۳) ہاں تجدید ایمان کے بعد عدت لازم ہے(۴) (۴) تجدید ایمان کے بعد وہ جس سے چاہے نکاح کرسکے گی(۵) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) و نکاح عبد وامة بغير اذن السيد موقوف على الاجازة كنكاح الفضولي سيجي في البيوع توقف عقوده كلها ان لها مخير حالة العقد ولا تبطل - (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب النكاح' باب الكفاءة ۳/ ۹۶ ط سعيد كراتشي)

(۲) يكفر اذا وصف الله تعالى بما لا يليق به او سخر باسم من اسمائه او بأمر من اوا مره اوانكر وعده و وعيده او جعل له شريكااوولدا او زوجة - اوقال خدائی جاکی رانشاید - فهذا كله كفر (الفتاوى الهندية' كتاب السير الباب التاسع في احكام المرتدين' مطلب موجبات الكفر ۲/ ۲۵۸ ط: ماجدیه كوئٹه)

(۳) وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (درمختار) وقال في الرد (قوله بلا قضاء) اى بلا توقف على قضاء القاضي وكذا بلا توقف على مضى عدة في المدخول بها كما في البحر (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۱۹۳/۳'۱۹٤ ط سعيد كراتشي)

(٤) وهي في حق حرة ولو كتابية تحت مسلم تحيض لطلاق ولو رجعيا او فسخ بجميع اسبابه بعد الدخول حقيقة او حكما(درمختار) وقال في الرد (قوله بجميع اسبابه) مثل الانفساخ بخيار البلوغ والعتق اوعدم الكفاءة و ملك احد الزوجين الآخر والردة في بعض الصور والا فتراق عن النكاح الفاسد والوطئ بشبهة فتح (هامش ردالمحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق باب العدة ۳/ ٥٠٤ ط سعيد كراتشي)

(۵) اس لئے کہ حاکم مسلم اور قاضی شرعی کی غیر موجودگی کی بناء پر عورت کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح پر مجبور نہیں کیا جاسکتا لہذا عدت گزارنے کے بعد عورت کو اس بات کی اجازت ہوگی کہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلے' كما ذكر في الشامية وظاهره ان لها التزوج من شاءت (هامش رد المحتار' كتاب الجهاد' باب المرتد ٤/ ۲۵۳ ط سعيد كراتشي) لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب پہلا شوہر دوسرے نکاح پر خاموش رہے' یا صاف صاف اس کو چھوڑ دیا ہو تو پھر یہ عورت عدت گزار کر دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے' كما في الرد (ولا يخفى ان محله ما اذا طلب الزوج ذلك' ما لو سكت او تركه صريحا فانها لا تجبر و تزوج من غيره لانه ترك حقه (هامش رد المحتار كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۳/ ۱۹٤ ط سعيد كراتشي)

بیوی مرتد ہو گئی اور حالت ارتداد میں بچہ پیدا ہوا

(سوال) ایک عورت مرتدہ جس کو سال ڈیڑھ سال ارتداد میں گزر گیا اور اسی حالت میں اس کے بچہ پیدا ہو گیا اور اس کے پہلے خاوند نے اس کی کوئی خبر نہ لی ایک سال گزرنے پر وہ اس کو لینے آیا تھا مگر یہ اسکے ساتھ نہ گئی اور باوجود سمجھانے کے اس کے ساتھ جانا بھی نہیں چاہتی معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وہ اس کو رکھنا بھی نہیں چاہتا بلکہ دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ المستفتی ظہیر الدین گوڑ گانوی

(جواب ۲۰۱) عورت اگر مرتدہ ہو گئی تھی تو اس کا پہلا نکاح ٹوٹ گیا تھا(۱) اگر اب پہلے خاوند سے وہ راضی نہیں اور نہ پہلا خاوند اس کی پروا کرتا ہے تو وہ کسی دوسرے آدمی سے نکاح کر سکتی ہے(۲) پہلے اس کو مسلمان کیا جائے پھر جس سے وہ راضی ہو اس سے نکاح پڑھا دیا جائے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عورت مذہب تبدیل کر لے' تو نکاح سے خارج ہو گئی
مسلمان ہو کر دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) مسماۃ مجید بانو کا بعمر ۱۴ سال مسمی محمد اکرم سے نکاح ہوا محمد اکرم کا اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ ناجائز تعلق پہلے سے تھا اور آج تک چلا آتا ہے اس دوران میں مجید بانو نے پنچایت اور علمائے دین کے روبرو ہر چند کوشش کی کہ یا تو مجھ کو آباد کرے یا طلاق دے اس نے کسی بات کو تسلیم نہ کیا آخر مجبور ہو کر مجید بانو نے عدالت میں تبدیل مذہب کر کے تنسیخ نکاح کی درخواست دی عدالت نے تحقیق کرنے کے بعد نکاح فسخ کر دیا آیا نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔'

المستفتی نمبر ۱۹۸۵ مولوی عبدالمجید خطیب جامع مسجد پٹھان کوٹ

یکم رمضان ۱۳۵۶ھ م ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۰۲) ہاں عورت کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہو گیا (۳) اور عورت کو مسلمان ہونے کے بعد اختیار ہو گا کہ کسی شخص سے شادی کر لے یا نہ کرے(۴). محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) وارتداد احدهما ای الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۳/۱۹۳ ط سعيد كراتشى)

(۲) ولا يخفى ان محله ما اذا طلب الزوج ذلك' اما لو سكت او تركه صريحا فانها لا تجبر و تزوج من غيره لا نه ترك حقه (هامش ردالمحتار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۳/۱۹٤ ط سعيد كراتشى)

(۳) وارتداد احدهما ای الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب النكاح ' باب نكاح الكافر ۳/ ۱۹۳ ط سعيد كراتشى) وقال فى الهندية : ازتد احد الزوجين عن الاسلام وقعت الفرقة بغير طلاق فى الحال قبل الدخول بها وبعده (الفتاوى الهندية' كتاب النكاح' الباب العاشر فى نكاح الكفار ۱/۳۳۹ ط ماجديه كوئٹه) (٤) وظاهره ان لها التزوج بمن شاء ت (هامش رد المحتار' كتاب الجهاد باب المرتد ٤/۲۵۳ ط، سعيد كراتشى)

شوہر کے مظالم کی وجہ سے عورت مرتد ہوئی تو نکاح فسخ ہوا یا نہیں ؟

الجمعیۃ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۱ء

(سوال) ہندہ معمرہ ۳۵ سالہ زید کی بیاہتا بیوی تھی جو بائیس سال تک اپنے شوہر زید کے طرح طرح کے آزاد دستی ولسانی سہتی رہی آخر مظالم سے تنگ آکر اپنی خالہ کے گھر جا کر رہ گئی مگر اس کے خاوند زید نے قاضی کی عدالت میں طلب زوجہ کا دعویٰ کیا اور قاضی نے بلا سماعت عذرات مسماۃ ہندہ کو اس کے شوہر زید سے نیک چلنی کی ضمانت لیکر ہندہ کو زید کے حوالے کر دینا چاہا بالآخر تنگ آکر ہندہ مرتد ہو گئی تاکہ نکاح فسخ ہو جائے ہندہ نے قاضی کو اپنے ارتداد کی اطلاع بھی دیدی اور قاضی نے اپنے ایک معتمد علیہ کو ہندہ کی قیام گاہ پر بھیج کر تصدیق بھی کرالی اور ہندہ نے کئی آدمیوں کے سامنے اقرار لسانی کیا کہ وہ مرتد ہو گئی ہے مگر قاضی اب بھی ہندہ کو زید کی زوجہ شرعی تصور کرتا ہے اور اسے زید کے گھر بھجوانا چاہتا ہے۔

(جواب ۲۰۳) عورت یا مرد دونوں میں سے کسی ایک کے مرتد ہو جانے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے(۱) بعض فقہاء نے مرتدہ کو زوج سابق کی طرف جبراً لوٹانے کا فتویٰ بے شک دیا ہے لیکن وہ ارتداد کے سدباب کی غرض سے دیا ہے تاہم اس کے لئے تجدید نکاح کی ضرورت ہے(۲) نیز اس قول پر عمل کرنے والے ' قاضی کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ خاوند کی تعدی اور موجب ارتداد کی بھی تحقیقات کرے اور زوج کو بھی اس کی زیادتیوں اور مظالم کی سزا دے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

شوہر کے مظالم کی وجہ سے عورت مرتد ہوئی' تو نکاح فسخ ہوا یا نہیں ؟

(الجمعیۃ مورخہ یکم مئی ۱۹۳۵ء)

(جواب ۲۰٤) موجودہ حالات میں عورت مرتدہ اسلام قبول کرنے کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے کیونکہ اس کو دوسرے نکاح سے باز رکھنے اور شوہر اول سے جبراً اس کا نکاح کرانے کی

---

(۱) وارتداد احدهما فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب النكاح باب نكاح الكافر ۱۹۳/۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) منكوحة ارتدت والعياذ بالله حكى عن ابى نصروابى القاسم الصفار انهما قالا لا تقع الفرقة بينهما حتى لا تصل الى مقصودها ان كان مقصودها الفرقة وفى الروايات الظاهرة يقع الفرقة و تحبس المرأة حتى تسلم و يجدد النكاح سدا لهذا الباب عليها (الفتاوى الخانية على هامش الهندية' كتاب الطلاق' فصل فى الفرقة بين الزوجين بملك احدهما صاحبه وبالكفر ۵٤٦/۱ ط ماجديه كوئٹه) وقال فى الهندية ولو اجرت كلمة الكفر على لسانها مغايظة لزوجها او اخرا جا لنفسها عن حبالته اولا ستيجاب المهر عليه بنكاح ومستانف تحرم على زوجها فتجبر على الاسلام ولكل قاض ان يجدد النكاح بأدنى شئى ولو بدينار سخطت او رضيت وليس لها ان تتزوج إلا بزوجها قال الهند وانى اخذ بهذا قال ابوالليث وبه ناخذ فى التمر تاشى – الفتاوىٰ الهندية كتاب النكاح الباب العاشر فى نكاح الكفار ۳۳۹/۱ ط ماجديه كوئٹه)

طاقت متنفی ہے(۱)　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

شوہر کے آریہ مذہب اختیار کرنے کی غلط خبر مشہور ہونے کی وجہ سے بیوی نے دوسری شادی کرلی' تو کیا حکم ہے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۳۷ء)

(سوال) زید کی عدم موجودگی میں اس کے متعلق یہ مشہور ہوگیا کہ زید آریہ ہوگیا ہے زید کی زوجہ نے نکاح ثانی کرلیا بعد مدت کے عورت کو پتہ چلا کہ زید نے مذہب تبدیل نہیں کیا ایسی صورت میں کیا کیا جائے ؟

(جواب ۲۰۵) اس صورت میں کہ زوجہ نے محض ایک غلط خبر کی وجہ سے نکاح ثانی کرلیا تھا- نکاح ثانی صحیح نہیں ہوا(۲) اور زوج اول کا نکاح باقی ہے-　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) اس لئے کہ حاکم مسلم اور قاضی شرعی کے نہ ہونے کی وجہ سے عورت کو تجدید اسلام اور تجدید نکاح پر مجبور نہیں کیا جاسکتا لہذا دوسرے شخص سے نکاح کرنے کی گنجائش ہے "کما في الشامية' و ظاهر د ان لها التزوج بمن شاء ت (هامش رد المحتار' مع الدر المختار' كتاب الجهاد باب المرتد ٤/٢٥٣ ط سعيد كراتشي)

(۲) اخبرت بارتداد زوجها فلها التزوج بآخر بعد العدة استحبابا كما في الاخبار من ثقة بموته او تطليقة ثلاثا كذا لو لم يكن ثقة فأتاها بكتاب طلاقها واكبر رأيها انه لا بأس بأن تعتدو تتزوج مبسوط (درمختار) وقال في الرد : قوله لا بأس بان تعتد) اى من حين الطلاق اوالموت لامن حين الاخبار فيما يظهر تامل ثم لا يخفي انه اذا ظهرت حياته اوانكر الطلاق اوالردة ولم تقم عليه بينة شرعية ينفسخ النكاح الثانى و تعود اليه (هامش ردالمحتار مع الدر المختار' كتاب الجهاد' باب المرتد ٤/٢٥٢' ٢٥٣ ط سعيد كراتشي)

بیان حضرت مفتی اعظمؒ

بمقدمہ فسخ نکاح بوجہ ارتداد

بند سوالات بنام گواہ نمبر ۳ مفتی کفایت اللہ صدر مدرس مدرسہ امینیہ 'دہلی

بمقدمہ حسین بی بی بنام خان محمد از ڈیرہ غازی خاں

(سوال ۱) آپ کتنے عرصہ سے حدیث تفسیر وغیرہ علوم عربیہ کا درس دیتے ہیں ؟
(جواب) تقریباً اڑتیس برس سے -
(سوال ۲) افتا کا کام کتنے عرصہ سے کرتے ہیں ؟
(جواب) اسی قدر عرصہ سے -
(سوال ۳) مفصلہ ذیل امور کی بابت بتلائیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی فرقہ احمدیہ کے عقائد وہی ہیں ؟ جو قرآن مجید واحادیث صحیحہ مشہورہ سے ثابت ہیں اور جو معتمد مشاہیر علماء مفتیان اسلام کا عقیدہ اب تک رہا ہے - اگر وہ نہیں تو مرزا صاحب موصوف کا کیا عقیدہ تھا ؟ اور ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص مسلمان ہے یا کافر ؟ اپنے بیان میں قرآن مجید واحادیث صحیحہ وکتب عقائد وکتب جماعت احمدیہ کا جن پر آپ کے بیان کا انحصار ہو حوالہ دیں -
(جواب) مرزا صاحب کے بہت سے عقیدے قرآن مجید واحادیث صحیحہ وجمہور امت محمدیہ کے عقائد کے خلاف ہیں مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ایسی باتیں کہیں جن سے انبیائے سابقین بلکہ آنحضرت ﷺ پر مرزا صاحب کی فضیلت ثابت ہوتی ہے مرزا صاحب کے کلام سے بعض پیغمبروں کی توہین بھی ثابت ہوتی ہے مرزا صاحب اپنے متبعین کے سوا باقی تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا اور اس کے پیغمبروں اور آنحضرت ﷺ اور قرآن پر ایمان لانا بھی مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں رہا جب تک مرزا غلام احمد پر ایمان نہ لایا جائے یہ اور اسی قسم کی وجوہ ہیں جن کی بناء پر مرزا غلام احمد کو جمہور علمائے اسلام خارج از اسلام قرار دیتے ہیں -
(الف) وجود وذات وصفات باری تعالیٰ
(جواب) مرزا غلام احمد گو خدا کے وجود کے قائل ہیں لیکن خدا کی صفات میں ان کی بہت سی تصریحات شریعت کی تعلیم سے باہر ہیں -
(ب) وجود ملائکہ
(جواب) ملائکہ کے وجود کے وہ اس طرح قائل نہیں جس طرح کہ سلف صالحین اور جمہور امت محمدیہ کا عقیدہ ہے -

(ج) کتب سماویہ سابقہ و قرآن مجید
(جواب) اس کے متعلق میری نظر میں کوئی تصریح نہیں ہے۔
(د) قیامت
(جواب) قیامت کا بظاہر اقرار ہے۔
(ہ) انبیائے کرام، خصوصاً عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ۔
(جواب) انبیائے کرام کے متعلق ان کے عقائد اور تصریحات جمہور امت محمدیہ کے خلاف موجود ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ان کی تصریحات بہت گمراہ کن اور موجب توہین ہیں۔
(و) حیات عیسیٰ علیہ السلام
(جواب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حیات کے قائل نہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے بلکہ ان کی قبر بھی کشمیر میں ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔
(ز) نبوت و رسالت کی تعریف
(جواب) نبی اور رسول کی تعریفیں بھی وہ ایسی کرتے ہیں جس میں ان کی نبوت کی گنجائش نکل سکے۔
(ح) ختم نبوت
(جواب) ختم نبوت کے وہ اس معنی میں قائل نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔
(نوٹ) تمام سوالات میں الفاظ مرزا صاحب سے مراد مرزا غلام احمد صاحب بانی فرقہ احمدیہ ہے۔
(سوال ۴) کیا مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت مطلقہ و تشریعیہ کیا؟ اور حضور خاتم النبیین علیہ السلام کے بعد مدعی نبوت کا کیا حکم ہے؟ اور علاوہ ازیں اور بھی مرزا صاحب نے ایسے دعاویٰ کئے؟ جن سے کفر لازم آئے مثلاً دعویٰ الوہیت و دعویٰ وحی جس کو قرآن شریف کے برابر قرار دیا و دعویٰ فضیلت از انبیاء۔ اور ایسے مدعی کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟
(جواب) مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔
(اس موقع پر گواہ نے کہا کہ بہت سے سوالات کے جوابات بہت طول طویل ہوں گے اور کئی روز خرچ ہوں گے اس لئے سو روپے ان کی فیس ہونی چاہئے میں نے ان کو کہہ دیا ہے کہ وہ لکھ کر بھیج دیں)
بیان مولوی کفایت اللہ باقرار صالح :- مرزا صاحب کے دعوؤں میں نبوت مطلقہ اور تشریعیہ دونوں کا دعویٰ موجود ہے اور جو شخص کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے مرزا صاحب کے کلام میں ایسی باتیں موجود ہیں جن کی بناء پر ان کو خارج از اسلام قرار دیا جاتا ہے مثلاً وحی کا دعویٰ جو قرآن کے برابر درجہ رکھتی ہے اور بعض انبیاء علیہم السلام کی توہین، آنحضرت ﷺ کی برابری کا دعویٰ اور جو شخص کہ کسی نبی کی توہین کرے یا قرآن کے برابر وحی کا دعوے کرے یا آنحضرت ﷺ سے برابری کا مدعی ہو وہ کافر ہے

(سوال ۵) کیا مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی؟
(جواب) ہاں توہین کی ہے۔

(سوال ٦) کیا مرزا صاحب نے آنحضور محمد ﷺ کی توہین کی ؟
(جواب) مرزا صاحب کے کلام سے آنحضرت ﷺ کی توہین لازم آتی ہے اور حضور ﷺ کی برابری بلکہ حضور ﷺ سے افضل ہونے کا دعویٰ موجود ہے۔
(سوال ۷) جو شخص انبیائے کرام کی توہین کرے حقیقتہً یا الزام یا استہزاء مسلمان ہے یا کافر ؟ اس لحاظ سے مرزا صاحب مسلمان تھے یا کافر ؟
(جواب) جو شخص انبیاء کی توہین کرے یا استہزا کرے وہ کافر ہے۔ اس لحاظ سے مرزا صاحب کافر تھے۔
(سوال ۸) کیا مرزا صاحب اپنے منکر کو کافر کہتا تھا ؟ یعنی ساری امت کو بجز اپنے متبعین کے کافر کہتا تھا ؟
(جواب) مرزا صاحب کے کلام میں اس طرح کی تصریحات موجود ہیں کہ وہ اپنے متبعین کے سوا باقی تمام مسلمانوں کو کافر کہتے تھے۔
(سوال ۹) جو شخص مسلمان کو کافر کہے اس کا کیا حکم ہے ؟
(جواب) جو شخص مسلمانوں کو اس بناء پر کافر کہے کہ وہ اس کے دعوے کی تصدیق نہیں کرتے حالانکہ اس کا دعویٰ ہی غلط و باطل ہے تو یہ شخص کافر ہے۔
(سوال ۱۰) کیا مرزا صاحب کے الہامات اس قسم کے ہیں جس سے مرزا صاحب پر کفر عائد ہوتا ہے ؟ اور وہ کیا کیا ہیں ؟
(جواب) مرزا صاحب کے بہت سے الہامات اس قسم کے ہیں کہ ان پر کفر عائد ہوتا ہے جو ان کی کتابوں میں دیکھ کر بتائے جاسکتے ہیں آئندہ تاریخ پر حوالے پیش کروں گا۔
(سوال ۱۱) کیا انبیائے کرام صادق اور معصوم ہوتے ہیں ؟ اور کیا مرزا صاحب صادق اور معصوم تھے ؟ اگر نہیں تو ان کے غیر معصوم ہونے کے وجوہ بیان فرماویں۔
(جواب) انبیائے کرام یقیناً صادق اور معصوم ہوتے ہیں مرزا صاحب نہ صادق تھے اور نہ معصوم۔ اور ان کے کذب کے ثبوت کے لئے بہت سے شواہد ان کی کتابوں میں موجود ہیں جو آئندہ پیش کروں گا۔
(سوال ۱۲) کیا مرزا صاحب اور ان کے متبعین کے متعلق تمام مشاہیر علمائے اسلام نے بالاتفاق کفر کا فتویٰ دیا ہے یا نہیں ؟
(جواب) مرزا صاحب اور ان کے متبعین کے متعلق عام طور پر علمائے اسلام نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔
(سوال ۱۳) کیا مرزا صاحب دعوائے نبوت سے پیشتر ختم نبوت مطلق یا تشریعی کے قائل تھے ؟ اور منکر ختم نبوت کے متعلق کیا فتویٰ ہے ؟
(جواب) مرزا صاحب دعوائے نبوت سے پہلے ختم نبوت کے قائل تھے اور منکر ختم نبوت باتفاق علماء کافر ہے۔
(سوال ۱۴) مرزا صاحب اور ان کی جماعت معجزات انبیائے کرام کے قائل ہیں یا انکاری ہیں ؟ اگر انکاری ہیں تو شرع میں ان کے متعلق کیا حکم ہے ؟ اور کیوں ؟

(جواب) مرزا صاحب نے بہت سے معجزات کا انکار کیا ہے اور ان کی صورتیں بدل دی ہیں حالانکہ قر
احادیث کی تصریحات ان کی تاویلوں کی صراحتہً تردید کرتی ہیں بلکہ بعض معجزات کا انکار اس پیرایہ میں
ہے جس سے اصل معجزہ کی تحریر اور اس کا استہزاء لازم آتا ہے جو شخص کہ معجزات انبیاء کرام کا اس طرح
کرے کہ اس سے استہزا پیدا ہوتا ہو تو وہ اس بناء پر کافر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے متعلق اس کا عقیدہ
ثبوت کا مقتضی ہے یا قصداً انبیاء کا استہزاء کرتا ہے۔

(سوال ۱۵) مرزا صاحب اجماع امت کے اصول کو تسلیم کرتے تھے؟ یا انکار کرتے تھے؟

(جواب) مرزا صاحب اجماع امت کے اصول کو عملاً تسلیم نہیں کرتے تھے۔

(سوال ۱۶) اجماع امت کے منکر کے متعلق اسلام میں کیا حکم ہے؟

(جواب) اجماع امت اگر حقیقی ہو تو اس کا منکر کافر ہوتا ہے۔

(سوال ۱۷) اگر سوالات مذکورہ کا حکم اثبات میں ہو تو علمائے کرام کے فتوے اگر آپ کے پاس موجود ہوں
پیش کریں۔

(جواب) اس امر پر فتوے عام ہندوستان میں شائع ہو چکے ہیں میرے پاس کوئی نقل اس وقت موجود نہ
ہے آئندہ پیش کروں گا۔

(سوال ۱۸) اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ یکم جنوری ۱۹۳۹ء کے صفحہ ۴ کالم نمبر ۱ پر آپکے نام سے جو ف
نسبت نکاح اہل سنت والجماعت و مرزائی درج ہے دیکھ کر بتلائیں کہ یہ فتویٰ آپ نے دیا تھا؟

(جواب) اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱-۱-۳۹ کے صفحہ ۴ کالم نمبر ا پر جو فتویٰ تحریر ہے اور جس پر نشان C1 کمشنر
ڈالا ہے صحیح ہے اور میرا ہی دیا ہوا ہے۔

فتویٰ مولوی محمد یوسف مدرسہ امینیہ دہلی منسلکہ بند حوالات آپ نے پڑھا اور اس پر الجواب صحیح آپ کے تح
کردہ ہیں اور مہر دارالافتاء مدرسہ اسلامیہ دہلی کی ہے؟

(نوٹ) ایسا کوئی فتویٰ جو مولوی محمد یوسف کا لکھا ہوا ہو اور جس پر "الجواب صحیح" مولوی مفتی کفایت
صاحب نے لکھا ہو اور دارالافتاء کی مہر ہو شامل بند سوالات نہیں ہے۔

(سوال ۱۹) احمدیہ یعنی مرزائی مرد اور غیر احمدی مسلمان عورت کے مابین نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) احمدی مرد اور غیر احمدی مسلمان عورت کا نکاح جائز نہیں ہے۔

سوالات جرح

(۱) سوال نمبر تین مندرجہ بند سوالات منجانب مدعیہ (الف) تا (ح) کے جوابات میں آپ نے اگر حضر
مرزا صاحب کی کسی کتاب کا حوالہ دیا ہے تو آپ بتلائیں کہ آپ نے وہ ساری کتابیں پڑھی ہوئی ہیں جس کا آ
نے حوالہ دیا ہے اور کیا اس کتاب میں اور حضرت مرزا صاحب کی دیگر کتابوں میں جو تصریحات ان ام
(مندرجہ الف تا ح) کے متعلق ہیں ان کو اپنے جوابات میں ملحوظ رکھا ہے؟

اب) سوال نمبر تین کے جواب میں ' میں نے کسی مخصوص کتاب کا حوالہ نہیں دیا ہے باقی حصہ کا سوال نہیں ہو تا جو جواب دیا جائے - حوالجات آئندہ پیش کروں گا -

ال)(۲) کیا آپ نے بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب کی جملہ تصانیف کو پڑھا ہے ؟ اور آپ بتا سکتے جو مطبوعہ فہرست کتب سوالات جرح ہذا کے ساتھ منسلک کی گئی ہے اس میں حضرت مرزا صاحب کی بفات کے نام درست طور پر درج ہوئے ہیں ؟ اگر آپ نے مرزا صاحب کی تمام تصنیفات کو نہیں پڑھا تو نصنیفات حضرت مرزا صاحب کی آپ نے اول سے لیکر آخر تک پڑھی ہیں فہرست مطبوعہ کو دیکھ کر ان بفات پر نشان مع دستخط خود لگا دیں -

اب) مرزا صاحب کی جو تصنیفات میں نے پوری پڑھی ہیں فہرست مطبوعہ ہیں (جس پر نشان ڈالا گیا) ان کے ناموں پر میں نے دستخط کر دیئے ہیں ان کے علاوہ ان کی بہت سی کتابیں میں نے پڑھی ہیں -

ال ۳) آپ نے جو عقائد حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کی طرف منسوب کئے ہیں کیا ان عقائد مسائل کو حضرت مرزا غلام احمد صاحب اور ان کی جماعت تسلیم کرتی ہے ؟ یا ان عقائد اور مسائل کو وہ اپنی ریروں اور تحریروں میں رد کرتے ہیں ؟

اب) جو مسائل و عقائد میں نے مرزا صاحب کی طرف منسوب کئے ہیں ان کو مرزا صاحب اور ان کی عت تسلیم کرتی ہے -

وال ۴) کیا حضرت مرزا صاحب کی کتابوں میں اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی ذات اور اس کی صفات پر اور ئکہ کے وجود اور صفات پر قرآن مجید اور دوسری پہلی آسمانی کتابوں پر اور قیامت پر اور حضرت عیسیٰ علیہ لام اور نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیاء کی نبوت پر اپنا ایمان ظاہر نہیں کیا گیا ؟

واب) مرزا صاحب کی تصنیفات میں ان چیزوں کا جن کا سوال میں ذکر ہے بیان ضرور آیا ہے مگر ان کی یقت شرعی بہت سے مقامات میں بدل دی گئی ہے -

وال ۵) کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ ایسا عقیدہ ہے کہ اس عقیدہ کو نہ ماننے والا مسلمان بں رہ سکتا ؟

واب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ جمہور اہل اسلام کے نزدیک مسلمہ عقیدہ ہے، اور جو ص ان کی حیات کا عقیدہ نہ رکھے وہ جمہور کے نزدیک اسلام سے خارج ہے -

وال ۶) الف - کیا آپ کو معلوم ہے کہ سر سید احمد خاں بانی علیگڑھ کالج اور ان کے معتقدین حضرت عیسیٰ یہ السلام کی وفات کے قائل ہیں ؟

جواب) سید احمد خاں یا ان کے متبعین کی وہ تصریحات سامنے لائی جائیں جس میں انہوں نے وفات عیسیٰ علیہ سلام کی تصریح کی ہو تو جواب دیا جا سکتا ہے -

ب) کیا آپ کو علم ہے کہ شیخ محمد عبدہ' مصری مرحوم جو ملک مصر کے مفتی اعظم تھے ان کا اور ان کے تقدوں کا بھی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں -

(جواب) ایضاً
(ج) کیا آپ کو علم ہے کہ حضرت امام مالکؒ اور امام ابن حزمؒ بھی وفات عیسٰی کے قائل تھے؟
(جواب) ان دونوں محترم اماموں کی تصریح پیش کرنی چاہئیے۔
(د) کیا آپ نے سر سید احمد خاں کی تفسیر القرآن اور شیخ محمد عبدہ مصری مفتی اعظم کی تفسیر جسے محمد رشید رضا ایڈیٹر المنار مصر نے شائع کیا ہے پڑھی ہے ؟
(جواب) میں نے یہ دونوں تفسیریں پڑھی ہیں مگر ان کا ایک ایک حرف نہیں پڑھا۔
(ہ) کیا آپ نے مجمع بحار الانوار مصنفہ شیخ محمد طاہر گجراتی میں حضرت امام مالکؒ کا یہ مذہب پڑھا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام وفات پاگئے ہیں۔
(جواب) مجمع البحار میں امام مالکؒ کا یہ قول مذکور ہونا مجھ کو یاد نہیں "مالک" کا قول مذکور ہے مگر مالک سے خدا جانے کون مراد ہے۔
(و) کیا آپ نے امام ابن حزم کی کتاب المحلےٰ پڑھی ہے ؟ جو مصر سے چھپ کر شائع ہوئی ہے کیا اس میں یہ مسئلہ درج ہے یا نہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں ؟
(جواب) میں نے المحلیٰ پوری نہیں پڑھی اور اس میں یہ قول میرے مطالعہ میں نہیں آیا بلکہ المحلیٰ جلد اول کی ابتداء میں یہ موجود ہے کہ حضرت عیسٰی ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے جو آنحضرت ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں۔
(ح) آپ کے نزدیک سر سید احمد خان ' حضرت امام مالک حضرت امام ابن حزم اور مفتی محمد عبدہ اور ان کے معتقدین مسلمان ہیں یا نہیں ؟
(جواب) سر سید احمد خاں کے بہت سے عقائد جمہور علمائے اسلام کے خلاف ضرور ہیں مگر ان پر تکفیر کا حکم کرنے میں احتیاط کی جاتی ہے اور حضرت امام مالک اہل سنت والجماعت کے مسلم امام ہیں اور ابن حزم اور مفتی محمد عبدہ 'مصری کے متعلق بھی میرے علم میں کوئی وجہ تکفیر نہیں ہے۔
(سوال ۷) کیا حضرت مرزا صاحب نے آنحضرت ﷺ کے بعد کسی شریعت کا آنا یا آنحضرت ﷺ کی شریعت کا منسوخ کیا جانا یا اس کے بعض حصوں کا منسوخ کیا جانا کسی ایسے نبی کا آجانا جو آپ کی امت سے باہر ہو اور جس نے آنحضرت ﷺ کی پیروی سے تمام فیض حاصل نہ کیا ہو اپنی کسی کتاب میں جائز لکھا ہے ؟
(جواب) مرزا صاحب نے آنحضرت ﷺ کے بعد نبی کا آنا جائز لکھا ہے اور خود تشریعی نبوت کا دعویٰ کر کے ثابت کیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نئی شریعت آسکتی ہے اور حکم جہاد کے خلاف اپنا حکم دیکر یہ ثابت کر دیا کہ مرزا صاحب شریعت محمدیہ کے احکام کو منسوخ کر سکتے تھے۔
(سوال ۸)(الف) اگر کسی کتاب میں حضرت مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین نہیں ہیں یا آپ پر نبوت ختم نہیں ہے تو اس کا حوالہ دیں ؟
(جواب) خاتم النبیین کے معنی مرزا صاحب نے ایسے بیان کر دیئے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین بھی

کہتے رہیں اور اپنی نبوت بھی منوالیں حوالہ جات آئندہ دوں گا۔
(ب) حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتب میں قرآن مجید کی آیت خاتم النبیین پر اپنا ایمان ظاہر فرمایا ہے یا نہیں؟
(جواب) اس طرح کا ایمان ظاہر کیا ہے جو اوپر لکھایا جا چکا ہے۔
(ج) حضرت مرزا صاحب ہر اس شخص کو جو حضرت نبی کریم ﷺ سے علیحدہ ہو کر اور نبی کریم ﷺ کی پیروی کو چھوڑ کر دعوائے نبوت کرے اسے ملعون سمجھتے ہیں یا نہیں؟
(جواب) صرف یہی کافی نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت سے باہر ہو کر جو شخص منصب نبوت کا دعویٰ کرے وہی ملعون ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ ملعون ہے اور یہ بات مرزا صاحب نے تسلیم کی ہے۔
(سوال ۹) اے۔ نبوت مطلقہ اور نبوت تشریعی سے آپ کی کیا مراد ہے؟
(جواب) نبوت مطلقہ سے یہ مراد ہے کہ کسی شخص کو حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے منصب نبوت عطا کیا جائے خواہ اس کو جدید شریعت دی جائے یا نہ دی جائے اور تشریعی نبوت سے یہ مراد ہے کہ منصب نبوت کے ساتھ اس کو جدید شریعت بھی عطا کی جائے۔
(بی) کیا کسی ایسے نبی کا نام آپ بتا سکتے ہیں جس نے آنحضرت ﷺ کے بعد یہ دعویٰ کیا ہو کہ میں آنحضرت ﷺ کا پیرو اور آپ کی شریعت کے تابع ہوں اور پھر اس کی نسبت یہ فتویٰ دیا گیا ہو جو آپ نے بیان کیا ہے؟
(جواب) ایسے نبی بھی ہوئے ہیں جنہوں نے حضرت ﷺ کی نبوت کا انکار نہیں کیا مگر آپ کے بعد اپنی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور وہ کافر قرار دیئے گئے جن میں سے ایک شخص اخرس کا واقعہ مشہور ہے۔
(سی) کیا آپ قرآن مجید کی کسی آیت سے دکھا سکتے ہیں جس میں یہ بیان کیا گیا ہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد آپ کی پیروی کرتے ہوئے اور آپ کی شریعت کے تابع رہتے ہوئے آپ کی امت میں سے کوئی شخص درجہ نبوت تابع آنحضرت ﷺ نہیں پا سکتا؟
(جواب) قرآن شریف کی آیت خاتم النبیین ہی اس معنی کے لئے نص صریح ہے کہ اس میں تمام انبیاء کا خاتم حضور ﷺ کو قرار دیا گیا ہے اور تشریعی و غیر تشریعی نبوت کا فرق نہیں کیا گیا۔
(ڈی) کیا آپ کو علم ہے کہ شیخ اکبر محی الدین ابن العربیؒ نے کتاب فتوحات مکیہ میں یہ تحریر کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نبوت کے ختم ہونے اور آپ کے بعد کسی نبی کے نہ آنے کے یہ معنی ہیں کہ ایسی نبوت اور ایسا نبی نہ ہوگا جو آنحضرت ﷺ کی شریعت کو منسوخ کرے یا آپ کی شریعت کے خلاف کوئی شریعت لائے اور شیخ اکبر موصوف نے کیا اپنی کتاب مذکورہ میں یہ تحریر نہیں کیا کہ غیر تشریعی نبوت بند نہیں ہے؟
(جواب) شیخ اکبر کی کوئی عبارت اس مطلب میں صریح نہیں ہے۔
(ای) کیا آپ کو علم ہے کہ علی بن محمد سلطان القاریؒ جو ملا علی قاری کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے اپنی کتاب۔ موضوعات کبیر میں لکھا ہے کہ آیت خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا

نبی نہیں آئے گا جو آپ کے مذہب کو منسوخ کرے اور آپ کی امت سے نہ ہو -
(جواب) ملا علی قاری کی عبارت کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کو جائز سمجھتے ہوں-
(ایف) کیا مولوی محمد قاسم مرحوم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں یہ لکھا ہے کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبی ﷺ کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر خاتمیت نبوت محمد ﷺ میں کوئی فرق نہیں آئے گا-
(جواب) مولانا محمد قاسم صاحب کی کتاب تحذیر الناس کی عبارت کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی آپ کی امت میں سے آسکتا ہے-
(جی) کیا آپکو علم ہے کہ مولانا ابو الحسنات محمد عبدالحئی لکھنوی مرحوم نے اپنے رسالہ موسومہ دافع الوسواس فی اثر ابن عباس میں لکھا ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے یا زمانہ میں آنحضرت ﷺ کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے-
(جواب) مولانا عبدالحئی صاحب کا بھی یہ مطلب ہر گز نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا ہو سکتا ہے-
(ایچ) کیا آپ نے تکملہ مجمع بحار الانوار مصنفہ شیخ محمد طاہر گجراتی پڑھا ہے ؟ جس میں حضرت عائشہ کا یہ قول درج ہے کہ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں-
(جواب) حضرت عائشہؓ کا یہ قول میں نے پڑھا ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی جو کہ پہلے کا نبی ہو جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا محال نہیں-
(آئی) قرآن مجید کی آیت خاتم النبیین کس سن میں آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی تھی اور کیا اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضور اکرم ﷺ کے فرزند ابراہیم نے وفات پائی تھی ؟ اس وقت آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا-
(جواب) اگر آیت خاتم النبیین نازل ہو چکی تھی اور اس کے بعد میں حضور اکرم ﷺ نے یہ فرمایا کہ لو عاش لکان نبیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کو یہ بتلانا تھا کہ چونکہ میرے بعد نبوت نہیں ہو سکتی تھی اس لئے تقدیر الٰہی یہی تھی کہ میرا بیٹا زندہ نہ رہے-
(سوال ۱۰) عربی محاورہ خاتم المحدثین 'خاتم المفسرین 'خاتم الاولیاء 'خاتم الفقہا کے کیا معنی ہوتے ہیں ؟
(جواب) اس لفظ کے تو یہی معنی ہوتے ہیں کہ جس کو خاتم الفقہاء کہا جائے وہ گویا آخری فقیہ ہو جس کو خاتم المفسرین کہا جائے وہ آخری مفسر ہو مگر اس کا اطلاق مبالغۃً یا مجازاً کسی بڑے فقیہ یا مفسر پر کر دیا جاتا ہے گو اس کے بعد اور فقیہ و مفسر پیدا ہوتے رہتے ہیں لیکن خاتم النبیین کا اطلاق آنحضرت ﷺ پر مبالغۃً یا مجازاً نہیں کیا گیا ہے آپ حقیقی اور واقعی طور پر خاتم ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا-
(سوال ۱۱) کیا آپ نے کتاب کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق مصنفہ امام مناوی" پڑھی ہے ؟ اور اس میں یہ حدیث دیکھی ہے کہ ابو بکر افضل ھذہ الامۃ الاان یکون نبی ان الفاظ کا اردو ترجمہ کر دیجئے-

(جواب) اس کتاب کو میں نے دیکھا ہے اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ ابوبکرؓ اس امت میں سب سے افضل ہیں مگر یہ کہ نبی نہیں یہ جب کہ لفظ نبیاً ہو اگر نبی ہو تو پھر حدیث کی صحیح عبارت وہ ہے جو جامع صغیری میں ہے یعنی ابوبکر افضل الناس الا ان یکون نبی یعنی نبیوں کے سوا ابوبکر تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

(سوال ۱۲) آپ کے نزدیک شیخ محی الدین ابن عربی، علی بن محمد سلطان القاری، مولوی محمد قاسم دیوبندی، مولوی عبدالحئی لکھنوی، شیخ محمد طاہر گجراتی کس درجہ کے مسلمان تھے ؟

(جواب) یہ سب عالم اور بزرگ مسلمان تھے۔

(سوال ۱۳) کیا حضرت مرزا صاحب نے کسی جگہ اپنا یہ عقیدہ ظاہر فرمایا ہے کہ میں تمام انبیاء سے افضل ہوں ؟

(جواب) ہاں مرزا صاحب نے اس قسم کے الفاظ لکھے ہیں جن سے یہ مطلب سمجھا جاتا ہے مثلاً ان کا اپنا شعر ہے۔

آنچہ داداست ہر نبی را جام داد آں جام را مرا بہ تمام
(درثمین)

اور ان کا دوسرا شعر ہے۔

له خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکر (اعجاز احمدی ص ۱۷)

یعنی آنحضرت ﷺ کے لئے تو صرف چاند گرہن ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں پر گرہن پڑا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کی نبوت کی نشانی کے طور پر تو صرف چاند گرہن کا ظہور ہوا اور میری (نبوت کی) نشانی کے لئے چاند اور سورج دونوں کا گرہن ہوا۔

اور مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ " ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار برس کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح تجلی فرمائی"

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں "غرض اس زمانہ کا نام جس میں ہم ہیں زمان البرکات ہے لیکن ہمارے نبی اکرم ﷺ کا زمانہ زمان التائیدات اور دفع الآفات تھا۔"

(اشتہار مرزا صاحب مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ص ۴۴)

نیز مرزا صاحب فرماتے ہیں " اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر ہو جائے خدا تعالیٰ کے حکم سے پس خدا تعالےٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کی رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو پس انہیں معنوں کی طرف اشارہ ہے خدا تعالیٰ کے اس قول میں کہ لقد نصر کم اللہ ببدر (خطبہ الہامیہ ص ۱۸۴)

ان عبارتوں کا اور ان کے علاوہ ان کی بیسیوں عبارتوں کا مطلب صاف ہے کہ آنحضرت ﷺ کا زمانہ بھی

روحانی ترقیات کا انتہائی زمانہ تھا بلکہ ابتدائی تھا اور مرزا صاحب کے ذریعہ سے وہ معراج کمال پر پہنچا یعنی مرزا صاحب آنحضرت ﷺ سے بھی اعلیٰ اور افضل واکمل ہیں اور جب حضور اکرم ﷺ سے بھی افضل ہوئے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ تمام انبیاء سے افضل واکمل ہوئے۔

(سوال ۱۴) کیا حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں یہ نہیں لکھا کہ میں آنحضرت ﷺ کا غلام اور آپ کا امتی اور آپ کی شریعت کا متبع ہوں ؟

(جواب) مرزا صاحب کی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے اور اس کے خلاف یہ بھی لکھا ہے جو نمبر ۱۳ کے جواب میں میں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ روحانی ترقی کے پہلے قدم پر تھے اور مرزا صاحب معراج کمال پر۔

جب مسلمان مرزا صاحب پر اعتراض کرتے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد تم نبی کیسے ہوگئے تو ان سے جان بچانے کے لئے وہ کہہ دیا کرتے تھے کہ میں تو آنحضرت ﷺ کا غلام اور امتی ہوں اور حضور ﷺ کے اتباع کی بدولت مجھ کو نبوت ملی ہے اور جب اپنی تعلّی میں آتے تو پھر صاحب وحی اور صاحب شریعت نبی بننے کے لئے مضامین کا طوفان برپا کردیتے۔

(سوال ۱۵) قرآن شریف کی رو سے کسی نبی کو دوسرے نبی پر فضیلت ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(جواب) قرآن شریف میں ہے۔ تلك الرسل فضلنا بعضهم علىٰ بعض ـ

(سوال ۱۶) کیا آپ کے نزدیک مہدی معہود اور مسیح موعود کا درجہ عام امتیوں کے برابر ہے ؟

(جواب) مہدی موعود اور مسیح موعود کا رتبہ بہت بڑا ہے کیونکہ مسلمان تو حضرت مسیح موعود کو وہی نبی عیسیٰ بن مریم مانتے ہیں جو بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے تھے اور ان کی نبوت کا دور ختم ہو گیا اب وہ اس امت میں بطور ایک خلیفہ آنحضرت ﷺ کے مبعوث ہوں گے یہ بعثت بعثت نبوت نہ ہو گی اور نہ وہ نبوت سابقہ سے معزول ہوں گے بلکہ ان کی نبوت کا دور ختم ہو چکا ہے اس لئے وہ بحیثیت نبی مبعوث نہ ہوں گے بلکہ اس امت میں خلیفہ خاتم المرسلین ہوں گے جو پہلے اپنی امت میں نبی تھے اور مہدی موعود بھی آنحضرت ﷺ کے خلیفہ اور ولی کامل ہوں گے اور یہ دونوں علیحدہ علیحدہ شخص ہوں گے۔

(سوال ۱۷) کیا آپ کو علم ہے کہ شیعوں کے نزدیک شیعہ مذہب کے بارہ امام آنحضرت ﷺ کے سوا تمام انبیاء سے افضل ہیں ؟

(جواب) اگر ان میں سے غالی فرقوں کا یہ عقیدہ ہو تو ان کی گمراہی اور ضلالت کا نتیجہ ہوگا۔

(سوال ۱۸) اگر آپ کے پاس کتاب بحار الانوار جلد ۷ مصنفہ محمد باقر مجلسی مطبوعہ ایران موجود ہے تو اس کے صفحہ ۳۴۵ "باب تفضیلھم علی الانبیاء و علی جمیع الخلق" کو دیکھ کر بتلائیں کہ اس میں یہ عبارت موجود ہے

اعلم ما ذكره رحمه الله من فضل نبينا وائمتنا صلوات الله عليهم على جميع المخلوقات و كون ائمتنا عليهم السلام افضل من سائر الانبياء هو الذى لا يرتاب فيه من تتبع اخبارهم ـ

(جواب) یہ کتاب میرے پاس موجود نہیں۔

(سوال ۱۹) کیا سنی مرد کا شیعہ عورت سے اور شیعہ مرد کا سنی عورت سے نکاح ہو سکتا ہے ؟

(جواب) شیعوں میں سے جو فرقے غالی ہیں اور ان پر کفر کا حکم کیا گیا ہے ان میں سے کسی شیعہ مرد کا نکاح سنی عورت سے جائز نہیں البتہ سنی مرد کا نکاح شیعہ عورت سے جائز ہے۔

(سوال ۱/۱۹) حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا نبی مانا ہے یا نہیں اور اپنی کتابوں میں یہ لکھا ہے یا نہیں کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کرتا ہوں اور ان کی وہ عزت کرتا ہوں جیسی نبیوں کی عزت کرنی چاہئیے؟

(جواب) ہاں مرزا صاحب کی کتابوں میں یہ مضمون بھی ہے اور ابتداء میں وہ اسی قسم کے مضامین لکھتے تھے مگر ان کی کتابوں میں ایسے مضامین بھی بکثرت موجود ہیں جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ہوتی ہے مثلاً ان کا قول ہے:

"تو پھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح کو وہ فطری طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے تھے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۳)

اور لکھتے ہیں:- "مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہیں کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸)

اور مرزا کا شعر ہے۔

ابنک منم کہ حسب بشارات آمدم		عیسیٰ کجاست تابنہد پا بمنبرم

(ازالۃ الاوہام ص ۱۵۸-۱۶۷)

اور ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ میں مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کی تین دادیوں اور نانیوں کو زناکار اور کسبی عورتیں بتاکر یہ فقرہ لکھا "جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا" اور کنجریوں سے میل ملاپ ہونا اور اسکی وجہ جدی مناسبت درمیان میں ہونا قرار دی ہے یہ بھی لکھا کہ آپ کو (یعنی مسیح کو) کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔

(سوال ۲۰) حضرت مرزا صاحب کا یہ دعویٰ ہے یا نہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل بناکر بھیجا ہے؟

(جواب) مرزا صاحب کا یہی دعویٰ نہیں کہ وہ مثیل مسیح ہوکر آئے ہیں بلکہ وہ مثیل آدم، مثیل نوح، مثیل ابراہیم، مثیل موسیٰ، مثیل عیسیٰ، مثیل محمد رسول اللہ ﷺ بلکہ عین محمد رسول اللہ ﷺ ہوکر آئے ہیں یہ سب باتیں ان کی کتابوں میں بکثرت موجود ہیں مثلاً ان کا بیان ہے "خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں اور مجھ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا" (خطبہ الہامیہ ص ۱۶۷)

اور ان کا قول ہے "دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے کہ میں (یعنی مرزا صاحب) آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں یعقوب

ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ بن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں یعنی بروزی طور پر-" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۴)

(سوال ۲۱) اگر حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب سے یا کسی عبارت سے آپ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین نکلتی ہے تو کیا حضرت مرزا صاحب نے اس کے متعلق بار بار یہ نہیں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ہرگز نہیں کی گئی بلکہ ان حملوں کے جواب میں جو عیسائیوں نے حضرت محمد ﷺ پر کئے ہیں عیسائیوں کو الزامی رنگ میں جواب دیئے گئے ہیں-

(جواب) مرزا صاحب نے یہ عذر کیا ہے مگر یہ عذر غلط ہے کیونکہ ان کی کتابوں میں اس طرح توہین موجود ہے کہ وہاں ---- عیسائیوں کو الزامی رنگ میں جواب دینے کا عذر چل ہی نہیں سکتا-

(سوال ۲۲) کیا آپ مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی مرحوم کو جنہوں نے کتاب ازالۃ الاوہام فارسی میں لکھی تھی، جانتے ہیں؟

(جواب) ہاں مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی کا نام اور کچھ حالات سنے ہوئے ہیں-

(سوال ۲۳) کیا آپ مولوی آل حسن صاحب مرحوم کو جانتے ہیں؟ جو مولوی رحمت اللہ کے ہم عصر تھے اور عیسائیوں کے جواب میں انہوں نے کتاب استفسار لکھی تھی؟

(جواب) مولانا آل حسن صاحب مرحوم کے نام سے واقف ہوں-

(سوال ۲۴) کیا آپ کو علم ہے کہ مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم اور مولوی آل حسن مرحوم نے اپنی کتابوں میں عیسائیوں کی تردید کرتے ہوئے الزامی رنگ میں اس قسم کی عبارت کا استعمال کیا ہے جیسے حضرت مرزا صاحب نے عیسائیوں کی تردید میں بعض عبارات لکھی ہیں مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم مہاجر مکی اور مولوی آل حسن صاحب مرحوم کی نسبت آپ کا کیا اعتقاد ہے؟

(جواب) ان کی عبارتیں پیش کرو تاکہ مرزا صاحب کی عبارتوں سے ان کا مقابلہ ہو سکے مولانا رحمت اللہ صاحب ایک بزرگ عالم تھے مولوی آل حسن صاحب سے میں زیادہ واقف نہیں ہوں-

(سوال ۲۵) جس شخص نے مندرجہ ذیل عبارت اپنی کتاب میں لکھی ہیں اس کی نسبت آپ کا کیا فتویٰ ہے؟

(اے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بن باپ ہونا تو عقلاً مشتبہ ہے اس لئے کہ حضرت مریم یوسف کے نکاح میں نہیں تھی چنانچہ اس زمانہ کے معاصرین لوگ یعنی یہود جو کہتے ہیں وہ ظاہر ہے-

(بی) تربیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی از روئے حکمت بہت ناقص ٹھہری-

(سی) اگر پیشن گوئیاں انبیائے بنی اسرائیل اور ان کے حواریوں کی ایسی ہیں جیسے خواب اور مجذوبوں کی بڑ، اگر انہیں باتوں کا نام پیشنگوئی ہے تو ہر ایک آدمی کے خواب اور ہر دیوانہ کی بات کو ہم پیشن گوئی ٹھہرا سکتے ہیں-

(ڈی) عیسیٰ بن مریم آخر درماندہ ہو کر دنیا سے انہوں نے وفات پائی-

(ای) سب عقلاً جانتے ہیں کہ بہت سے اقسام سحر کے مشابہ ہیں معجزات سے - خصوصاً معجزات موسویہ و عیسویہ-

(ایف)اشعیاہ اور ارمیاہ اور عیسیٰ کی غیب گوئیاں قواعد نجوم اور رمل سے بخوبی نکل سکتی ہیں بلکہ اس سے بہتر -
(جی)حضرت عیسیٰ کا معجزہ احیائے میت کا بعضے بھان متی کرتے پھرتے ہیں کہ ایک آدمی کا سر کاٹ ڈالا بعد اس کے سب کے سامنے دھڑ سے دھڑ ملا کر کہا اٹھ کھڑا ہو! وہ اٹھ کھڑا ہوا-
(ایچ) معجزات موسویہ و عیسویہ کے بسبب مشاہدہ کارخانہ سحر اور نجوم وغیرہ کے کسی کی نظر میں ان کا اعجاز ثابت نہیں ہو سکتا دوسرے یہ کہ معجزات موسویہ اور عیسویہ کی سی حرکات یہاں بہتوں نے کر دکھائیں-
(آئی)یسوع نے کہا میرے لئے کہیں سر رکھنے کی جگہ نہیں دیکھو یہ شاعرانہ مبالغہ ہے اور صریح دنیا کی تنگی سے شکایت کرنا قبیح ترین ہے-
(جے)جوان ہو کر اپنے بندے یحییٰ کا مرید ہوا اور آخر کار ملعون ہو کر تین دن دوزخ میں رہا-
(کے)جس طرح اشعیاہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی بعض بلکہ اکثر پیشن گوئیاں ہیں جو صرف بطور معمے اور خواب کے ہیں جس پر چاہو منطبق کر لو باعتبار ظاہری معنوں کے محض جھوٹ ہیں یا مانند کلام یوحنا کے محض مجذوبوں کی سی بڑ ہیں-ویسی پیشن گوئیاں البتہ قرآن میں نہیں ہیں-
(ایل)حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کو جو حد سے زیادہ گالیاں دیں تو ظلم کیا-
(ایم)کافروں نے معجزہ مانگا حضرت عیسیٰ نے ان کافروں کو جھڑک دیا اور تہدید و عید الٰہی کی 'یا کچھ نہیں بولے' چپکے بیٹھے رہے اور ان کے ہاتھوں ذلتیں اٹھائیں-
(این)جناب مسیح اقرار می فرمایند کہ یحییٰ در بیابان می ماندند و ہمراہ جناب مسیح بسیار زناں ہمراہ می گشتند و مال خود رامی خورانیدند و زنان فاحشہ پایہائے آنجناب رامی بوسیدند و آنجناب مرتا و مریم را دوست می داشتند و خود شراب برائے نوشیدن دیگر کساں عطامی فرمودند-
(او)و قتیکہ یہودا فرزند سعادت مند شاں از زوجہ پسر خود زنا کرد و حاملہ گشت و فارض را کہ از آباؤ اجداد سلیمانؑ و عیسیٰ علیہ السلام بود زائید-یعقوب علیہ السلام ہیچ کس را از یہنہا سزائے ندادند-
(جواب) یہ تمام اقتباسات اصل کتابوں اور ان کے سیاق و سباق سے ملا کر پڑھے جائیں جب کچھ خیال قائم کیا جا سکتا ہے-
(سوال ۲۶) کیا آپ مولانا عبدالرحمٰن جامی مرحوم کو جانتے ہیں ؟ اور کیا آپ کو علم ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب سلسلۃ الذہب میں فارسی میں مندرجہ ذیل نظم لکھی ہے ؟ اگر آپ کو علم نہ ہو کہ یہ نظم کس نے لکھی ہے تو یہ فرمادیجئے کہ جس شخص نے یہ نظم لکھی الزامی رنگ میں حضرت علیؓ کی شان میں لکھی ہے وہ مسلمان ہے یا کافر ہو گیا ؟

شیعیے پیش سنیے فاضل	گفت کالے در علوم دیں کامل
باز گو رمزے از علی ولی	کہ ترا یاقتم ولی علی
گفت کاے دردلائے من واہی	از کدا میں علی سخن خواہی
زاں علی کش توئی ظہیر و معین	یا ازاں کش منم رہی و رہین

گفت من گرچہ اند کے دانم　　در دو عالم علی یکے دانم
شرح ایں نکتہ را تمام بگو　　آں کدامست وایں کدام بگو
گفت آں کو بود گزیدہ تو　　نیست جز نقش توکشیدہ تو

پیکرے آفریدہ خیال　　گزرانیدہ برو احوال
پہلوانے بروت مالیدہ　　بہر کیں دروغا سگالیدہ
گربزے پرتہوّر و بیباک　　کینہ خوی و مفتن و سفاک
بندہ نفس خویش چوں من و تو　　فارغ از دین وکیش چوں من و تو
در خیبر بزور خود کندہ　　بردہ تادوش دورش افگندہ
خلافت دلش بسے مائل　　شد ابوبکرؓ درمیاں حائل
بعد ابوبکرؓ خواست دیگر بار　　لیکن آں بر عمرؓ گرفت قرار
چوں ازیں ورطہ رخت بست عمرؓ　　شد خلافت نصیب یار دگرؓ
در تگ و پوئے بہر ایں مطلوب　　ہمہ غالب شد ندواو مغلوب
باچنیں وہم وظن زنا دانی　　اسد اللہ غالبش خوانی
ایں علی در شمارد کہ ومہ　　خود نبوداست ورنہ باشد بہ
داں علی کش منم بجاں بندہ　　سیلت نفس شوم را کندہ
بر صف اہل زیغ بادل صاف　　بہر اعدائے دیں کشید مصاف
بودہ از غایت فتوت خویش　　خالی از حول خویش و قوت خویش
ایں علی در کمال خلق و جبر　　عین بوبکرؓ بودو عین عمرؓ
نیست در ہیچ معنی و جہتے　　رافضی رابا و مشابہتے
او بموہوم خویش دارد رو　　زانکہ موہوم اوست درخوراو
علے بہر خود تراشیدہ　　خاطر از مہر او خراشیدہ

(جواب) مجھے معلوم نہیں کہ یہ نظم کس کی ہے اور شیعہ سنی سے اس میں کون اشخاص مراد ہیں نیز اس کا مضمون صاف ہے ایک موہوم "علی" کو کہا گیا ہے جو کچھ کہا گیا ہے اور دونوں پہلو آمنے سامنے موجود ہیں اس میں غلط فہمی کا کوئی امکان نہیں۔

(سوال ۲۷) کیا حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں آنحضرت ﷺ کی بیحد تعریفیں نہیں کیں ؟

(جواب) آنحضرت ﷺ کی تعریف بے شک کی ہے لیکن جب کہ خود بھی آنحضرت ﷺ کے بروز بلکہ عین محمد ہونے کا دعویٰ بھی کردیا گیا بلکہ آنحضرت ﷺ سے بھی اپنے آپ کو بڑھادیا تو حضور ﷺ کی تعریف گویا اپنے آپ کو انتہائی معراج ترقی پر پہنچانے کی تمہید تھی (دیکھو جواب نمبر ۱۳)

(سوال ۲۸) کیا حضرت مرزا صاحب نے انبیاءؑ کی تحقیر کرنا اپنی کتابوں میں ناجائز قرار نہیں دیا؟
(جواب) یہی تو لطف ہے کہ ایک جگہ جس چیز کو ناجائز قرار دیتے ہیں دوسری جگہ اس ناجائز کا ارتکاب اس جرأت ودلیری سے کرتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔
(سوال ۲۹) یہ درست ہے یا نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے مخالفوں نے انبیاءؑ کی توہین کرنے کا الزام آپ پر لگایا تھا اور آپ نے اپنی کتابوں میں بار بار اس کی تردید کی ہے ؟
(جواب) انہوں نے اس الزام کی تردید کی ہے مگر تردید نا قابل قبول اور نا قابل اعتماد ہے جیسا کہ نمبر ۲۱ کے جواب میں کہہ چکا ہوں۔
(سوال ۳۰) حضرت مرزا صاحب کے دعوے سے پہلے جو لوگ اس امت کے گزرے ہیں ان کے متعلق حضرت مرزا صاحب کا کوئی فتویٰ اگر آپ نے حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب میں پڑھا ہے تو اس کا حوالہ دیجئے۔
(جواب) اس سوال کا مفہوم صاف نہیں۔
(سوال ۱ / ۳۰) اگر کوئی شخص حضرت مرزا صاحب کو مفتری قرار نہیں دیتا اور آپ کی تکفیر و تکذیب نہیں کرتا اور جو لوگ آپ پر کفر کا فتویٰ دینے والے ہیں ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا اور وہ اہل قبلہ میں سے ہے تو ایسے شخص کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے وہی فتویٰ دیا ہے جو آپ کی تکفیر و تکذیب کرنے والوں اور آپ کو مفتری قرار دینے والوں کے متعلق ہے تو اس کا حوالہ دیجئے ؟
(جواب) ہاں مرزا صاحب کی عبارتوں میں مرزا صاحب کے اوپر ایمان نہ لانے والوں کو خدا ورسول پر ایمان نہ رکھنے والا قرار دیا گیا ہے دیکھئے مرزا صاحب کا قول ہے۔
”علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول ﷺ کو بھی نہیں مانتا“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳)
اور ان کا الہام ہے ”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے“
(اشتہار معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ص ۲۷ مجموعہ اشتہارات مرزا صاحب)
مرزا صاحب کے خلیفہ مرزا محمود احمد کا فتویٰ یہ ہے۔
”آپ (مرزا صاحب مسیح موعود) نے اس شخص کو جو آپ کو سچا جانتا ہو مگر مزید اطمینان کے لئے اس بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھیرایا ہے بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر ٹھیرایا ہے (ارشاد مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ تشحیذ الاذہان جلد نمبر ۶ نمبر ۴ اپریل ۱۹۱۱ء) منقول از قادیانی مذہب ص ۲۴۹ طبع پنجم۔
مرزا صاحب کا قول ہے ”پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے اوپر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہئیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو“ (اربعین نمبر ۳ ص ۳۴) (مرزا صاحب سے) سوال ہوا کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے واقف

نہیں تو اسکے پیچھے نماز پڑھ لیں یا نہ پڑھیں۔
حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) نے فرمایا کہ پہلے تمہارا فرض ہے اسے واقف کرو پھر اگر تصدیق نہ کرے نہ تکذیب کرے تو وہ بھی منافق ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو (ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۴۶) از قادیانی مذہب ص ۲۶۳ طبع پنجم)
(سوال ۳۱) کیا یہ درست نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے بعض مخالف مولویوں نے بعض دوسرے مولویوں کے پاس پہنچ کر آپ کے خلاف فتویٰ حاصل کیا اور حضرت مرزا صاحب نے اپنی طرف سے فتویٰ دینے میں ابتداء نہیں کی۔ ؟
(جواب) علمائے اسلام نے مرزا صاحب کے دعاوی باطلہ اور توہین انبیاء و تاویلات مردودہ کی بناء پر ان کے خلاف فتوے دیئے مگر مرزا صاحب نے علماء کے خلاف زہر افشانی اور سب و شتم بہت پہلے سے شروع کر رکھا تھا۔
(سوال ۳۲) کیا آپ شیخ الاسلام ابو العباس المعروف ابن تیمیہ کو جانتے ہیں ؟ آپ کے نزدیک وہ کیسے عالم تھے ؟ کیا آپ نے ان کی کتاب منہاج السنۃ جلد ۳ پڑھی ہے جس میں انہوں نے ص ۶۱ و ۶۲ میں بیان کیا ہے کہ خوارج حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ اور ان کے اری جماعت کو کافر کہتے تھے مگر حضرت علی اور ان کی جماعت خارجیوں کو کافر نہیں کہتے تھے اگر اس کا علم نہ ہو تو بتلا دیجئے کہ بطور امر واقعہ یہ درست ہے یا نہیں کہ حضرت علیؓ اور ان کی جماعت خارجیوں کو کافر نہیں کہتے تھے ؟
(جواب) منہاج السنۃ میں نے پڑھی ہے مگر اس کا نسخہ اس وقت موجود نہیں ہے تاکہ حوالے کی صحت کی جانچ اور ان کی عبارت کا مطلب بیان کیا جا سکے۔
(سوال ۳۳) حضرت مرزا صاحب کے الہامات کے جو معنی اور تشریح آپ کرتے ہیں کیا حضرت مرزا صاحب بھی ان الہامات کے وہی معنی اور تشریح کرتے ہیں ؟ یا ان معنوں اور تشریح کو جو آپ کرتے ہیں حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں رد کیا ہے ؟
(جواب) مرزا صاحب کے الہامات بہت ہیں اور ممکن ہے کہ بعض الہامات کے معنی اور مطلب بیان کرنے میں مرزا صاحب اور دوسرے علماء متفق ہوں اور بعض الہامات ایسے بھی ہیں کہ خود مرزا صاحب بھی اس کے معنی سمجھنے سے قاصر رہے اور بعض الہامات کے معنی خود بدولت غلط سمجھے اور بعض الہامات کے معنی میں مرزا صاحب اور دوسرے علماء آپس میں مختلف ہیں۔
(سوال ۳۴) حضرت مرزا صاحب سے پہلے جو اولیاء اللہ اس امت میں ہوئے ہیں کیا ان پر بھی اس وقت کے علماء کی طرف سے اعتراضات ہوتے رہے ہیں یا نہیں ؟
(جواب) بعض بزرگوں پر ان کے زمانے کے مخالفین نے اعتراضات کئے ہیں۔
(سوال ۳۵) کیا آپ کوئی حوالہ پیش کر سکتے ہیں جس میں حضرت مرزا صاحب نے اپنا یہ عقیدہ لکھا ہو کہ انبیاء علیہم السلام صادق اور معصوم نہیں ہوتے۔

(جواب) حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق مرزا صاحب نے صاف لکھا ہے کہ ان کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی (دیکھو جواب ۱/۱۹)

(سوال ۳۶) حضرت مرزا صاحب سے پہلے جو مقبولان الٰہی اس امت میں گزرے ہیں کیا ان میں سے اکثر پر علمائے وقت کی طرف سے کفر کے فتوے نہیں لگائے جاتے رہے ؟

(جواب) بعض بزرگوں کے متعلق تو ایسا ہوا ہے مگر یہ کلیہ نہیں کہ ہر بزرگ پر کفر کا فتویٰ لگا ہے نیز کیا یہ قاعدہ الٹا نہیں ہو سکتا کہ کاذب اور جھوٹے مدعیان نبوت اور دجالوں کی تصدیق کرنے والے بھی ہوتے رہے ہیں اور آج بھی صریح کفر کے مرتکبین کی جماعتیں موجود ہیں۔

(سوال ۳۷) جن علماء نے حضرت مرزا صاحب کے خلاف فتویٰ دیا ہے کیا وہ علماء آپس میں ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے نہیں دیتے۔

(جواب) اگر ایسا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مرزا صاحب کے کفر پر مختلف العقائد علماء بھی متفق ہیں۔

(سوال ۳۸) حضرت مرزا صاحب کے مخالف علماء نے جو غلط عقائد مرزا صاحب کی طرف منسوب کئے ہیں ان کی تردید حضرت مرزا صاحب کی تصانیف میں موجود ہے یا نہیں ؟

(جواب) غلط عقائد کونسے منسوب ہیں ؟ ان کی تفصیل بیان کر کے دریافت کیا جا سکتا ہے کہ ان کا رد مرزا صاحب کی کتابوں میں ہے یا نہیں ؟

(سوال ۳۹) واضح کیجئے کہ نبوت مطلقہ اور نبوت تشریعیہ سے آپ کی کیا مراد ہے ؟

(جواب) نبوت اور رسالت کے اندر اصطلاحی فرق کیا گیا ہے وہ یہ کہ نبی وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ منصب نبوت عطا فرمائے وحی والہام سے نوازے مگر کتاب عطا نہ ہو اور رسول وہ ہے کہ اس کو نبوت عطا ہو وحی والہام سے نوازا جائے اور اس کو کتاب بھی عطا کی جائے اگر نبوت تشریعیہ سے مراد رسالت ہو تو اس کی تعریف یہ ہوگی جو اوپر مذکور ہوئی اور اس کے مقابل محض نبوت کو نبوت مطلقہ کہہ دیا جائے تو یہ ایک اصطلاحی بات ہوگی ورنہ نبوت حقیقیہ جو اللہ کی طرف سے ایک منصب عظیم ہے اس میں حقیقتہً نبوت تشریعیہ اور نبوت مطلقہ یا غیر تشریعیہ کا کوئی فرق نہیں ہے۔

(سوال ۴۰) نبوت مطلقہ اور نبوت تشریعی کا دعویٰ جس کتاب میں حضرت مرزا صاحب نے کیا ہے اس کا حوالہ دیجئے ؟

(جواب) مرزا صاحب کا دعوائے نبوت ان کی کئی کتابوں میں صراحتہً موجود ہے تتمہ حقیقتہ الوحی 'اربعین' دافع البلاء وغیرہ - "اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں"

(تتمہ حقیقتہ الوحی ص ۶۸)

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا" (دافع البلاء ص ۱۱)

مرزا صاحب کا الہام قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (ای مرسل من اللہ) (البشریٰ جلد دوم ص ۵۶)

"ہلاک ہوگئے وہ لوگ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں" (کشتی نوح ص ۵۶)

مرزا صاحب کا الہام ہے۔" انا ارسلنا احمد الی قومہ فاعرضوا و قالوا کذاب اشر" (اربعین نمبر ۳ ص ۴۰)

(سوال ۴۱) کوئی ایسا حوالہ دیجئے کہ جس میں حضرت مرزا صاحب نے ختم نبوت کے منکر پر اس فتوے کے خلاف فتویٰ دیا ہو جو آپ کے خیال میں دعوے سے پہلے دیتے تھے؟

(جواب) ختم نبوت کے منکرین کے بارے میں مرزا صاحب کی پہلی تحریریں یہ ہیں۔

"کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں" (انجام آتھم ص : ۲۷)

"میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"

(اقرار مرزا صاحب تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۴۴)

"ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔"

(اشتہار مرزا صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص ۲)

میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفی ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہو میرا یقین ہے وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی۔

(اشتہار مرزا تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۲۰)

اس کے بعد جب خود نبی بنے تو ختم نبوت کے معنی بدلنے لگے اور اپنی نبوت کا اعلان ہونے لگا مثلاً "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بنا کر بھیجا" (دافع البلاء ص ۱۱) "یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے اور آئندہ قیامت تک اس کی کوئی امید بھی نہیں" (ضمیمہ براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۱۸۳)

"اور آں حضرت ﷺ کو جو خاتم الانبیاء فرمایا گیا ہے اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ کے بعد دروازہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا بند ہے اگر یہ معنی ہوتے تو یہ امت ایک لعنتی امت ہوتی جو شیطان کی طرح ہمیشہ

سے خدا تعالیٰ سے دورو مہجور ہوتی" (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص ۱۸۳)
یعنی منکرین ختم نبوت کو یا تو پہلے کافر اور کاذب اور ملعون اور دائرہ اسلام سے خارج کہتے تھے یا اب خود ہی نبی اور رسول بن گئے اور ختم نبوت کے عقیدہ کو لعنتی قرار دے دیا۔

(سوال ۴۲) کوئی ایسا حوالہ دیجئے جس میں حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہو کہ میں معجزات انبیاء کا قائل نہیں ہوں۔؟

(جواب) مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ کے معجزات کا انکار ان الفاظ میں کیا ہے "حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھیرایا اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا" (ضمیمہ انجام آتھم ص ٦)
"اور یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا نہیں بلکہ صرف عمل الترب (یعنی مسمریزم) تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا" (ازالہ اوہام ص ۳۲۲)
اسی طرح معجزہ شق القمر وغیرہ کا انکار بھی مرزا صاحب کی کتابوں میں موجود ہے۔

(سوال ۴۳) کیا یہ درست ہے یا نہیں کہ جن لوگوں نے حضرت مرزا صاحب پر الزام لگایا کہ آپ انبیاء کے معجزات کا انکار کرتے ہیں آپ نے اپنی کتابوں میں ان کی تردید کی؟

(جواب) ہاں تردید بھی کرتے گئے اور خود انکار بھی کرتے رہے۔

(سوال ۴۴) باوجود اس اقرار کے کہ انبیاءؑ سے معجزات ظاہر ہوتے ہیں کسی شخص کا ایک خاص امر کی نسبت یہ کہنا کہ میرے نزدیک یہ معجزہ نہیں اور دوسرے کا اس خاص امر کے متعلق یہ کہنا کہ میرے نزدیک یہ معجزہ ہے کیا ایسا بیان کفر ہے؟

(جواب) اگر کوئی معجزہ متفق علیہا ہو تو اس کو معجزہ تسلیم نہ کرنا انکار ہی قرار دیا جائے گا۔

(سوال ۴۵) کیا یہ درست ہے کہ بعض علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ قرآن مجید کی فلاں آیت میں فلاں معجزے کا ذکر ہے اور دوسرے علماء نے بیان کیا ہے کہ ان آیات میں معجزے کا ذکر نہیں گو اس بات میں ان کا اختلاف نہیں ہے کہ انبیاء سے معجزات ظاہر ہوتے ہیں؟

(جواب) خاص حوالہ دیکر اتفاق یا اختلاف کا سوال کرنا چاہئے۔

(سوال ۴۶) کیا یہ درست ہے کہ سر سید احمد خان بانی علی گڑھ کالج معجزات کے قائل نہ تھے؟

(جواب) سر سید احمد خان بہت سے معجزات کا انکار کرتے تھے۔

(سوال ۴۷) کیا یہ صحیح ہے کہ اجماع کی تعریف میں خود علمائے اسلام کا سخت اختلاف ہے؟

(جواب) اجماع کی تعریف میں، اس کے شرائط میں، اسکے احکام میں گو کچھ اختلاف ہے مگر وہ ایسا اختلاف نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے اجماع غیر معتبر ہو جائے قول صحیح اور راجح کی تعیین دلائل سے ہو سکتی ہے اور جو قول صحیح اور راجح ہے اس کے موافق اجماع کو حجت اور دلیل قرار دیا جا سکتا ہے۔

(سوال ۴۸) کیا حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے یہ فرمایا ہے کہ ومن ادعی الاجماع ھو کاذب جو شخص اجماع کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔؟

(جواب) امام احمد بن حنبلؒ کے اس قول کا حوالہ دیا جائے تو اس کے متعلق کچھ کہا جا سکتا ہے۔

(سوال ۴۹) اجماع امت کے حجتہ شرعیہ ہونے میں علمائے اسلام کا اختلاف ہے یا نہیں ؟

(جواب) اجماع کی کئی قسمیں ہیں بعض قسموں کے حجت ہونے میں بیشک اختلاف ہے مگر اجماع قطعی کے حجت ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(سوال ۵۰) کیا آپ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت پر اجماع ہے ؟ اگر یہ درست ہے تو فرمائیے وہ لوگ جو شیعہ مذہب رکھتے ہیں اور حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے منکر ہیں وہ مسلمان ہیں یا کافر ؟

(جواب) ہاں خلافت صدیقؓ پر اجماع ہے اور جو لوگ کہ خلافت صدیق کے منکر ہیں یعنی یہ بھی تسلیم نہیں کرتے کہ ابو بکر صدیقؓ پہلے خلیفہ ہوئے وہ نہ صرف دائرہ اسلام سے خارج بلکہ جاہل اور قطعیات کے منکر ہیں۔

(سوال ۵۱) جو حکم اجماع امت کے منکر کا آپ بیان کرتے ہیں کیا اس حکم پر سب علمائے امت کا اتفاق ہے ؟

(جواب) اجماع قطعی کے منکر کا حکم متفق علیہ ہے۔

(سوال ۵۲) آپ حضرت مرزا صاحب کا کوئی ایسا حوالہ پیش کریں جس میں انہوں نے لکھا ہو کہ میں اجماع امت کا کلی منکر ہوں ؟

(جواب) بعینہ اس عبارت کا کوئی حوالہ تو مجھے یاد نہیں مگر مرزا صاحب نے اجماعیات کا انکار کیا ہے۔

(سوال ۵۳) ایک فرقہ کے علماء جو دوسرے فرقہ کے لوگوں کو کافر کہتے ہیں کیا باوجود ان کے دعویٰ اسلام کے ان کی عورتوں اور مردوں کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(جواب) تکفیر کی مختلف وجوہ ہیں بعض صورتوں میں ارتداد کا حکم یقینی ہوتا ہے اور بعض میں ظنی اس لئے اس کے احکام بھی مختلف ہیں۔

(سوال ۵۴) حضرت مرزا صاحب اور آپ کے متبعین اپنی کتابوں میں اللہ تعالیٰ پر فرشتوں پر اور خدا تعالیٰ کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور نبیوں پر اور قیامت پر اور تقدیر پر اور حشر و نشر اور جنت و دوزخ پر اور قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ کی نبوت پر اور کلمہ شریفہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر اپنا ایمان ظاہر کرتے ہیں یا نہیں ؟ اور اسی طرح نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور شریعت اسلامیہ کی پابندی کے متعلق حضرت مرزا صاحب کی اور آپ کے متبعین کی کتابوں میں ہدایات اور تاکیدات درج ہیں یا نہیں ؟

(جواب) ان چیزوں پر ایمان کا دعویٰ ان کی کتابوں میں ہے مگر بعض ایمانیات کی صورتیں انہوں نے بدل دی ہیں اور بعض میں تحریف کر کے ان کو مسخ کر دیا ہے۔

(سوال ۵۵) بانی سلسلہ احمدیہ اور آپ کی جماعت اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں یا نہیں ؟

(جواب) یہ لوگ اپنے مسلمان ہونے کے مدعی ہیں۔
(سوال ۵۶) آپ نے کسی سرکاری یونیورسٹی سے کوئی سند تحصیل علوم عربی کی حاصل کی ہے ؟ اگر حاصل کی ہے تو کونسی ؟ اور اس کی سند پیش کیجئے ؟
(جواب) میں نے کسی سرکاری یونیورسٹی سے کوئی سند حاصل نہیں کی۔
(سوال ۵۷) آپ کس فرقہ اسلام کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ؟
(جواب) میں اہل السنّت والجماعت حنفی مسلمان ہوں۔
(سوال ۵۸) جس مدرسہ میں آپ مدرس ہیں وہ سرکاری ہے یا پرائیویٹ ؟
(جواب) یہ مدرسہ سرکاری نہیں قومی ہے۔
(سوال ۵۹) آپ ماہوار تنخواہ کیا لیتے ہیں ؟
(جواب) میں (پچھتر روپے) ماہوار پاتا ہوں۔
(سوال ۶۰) کیا آپ کا تعلق دیوبندی جماعت سے نہیں ہے ؟
(جواب) ہاں میری تعلیم دارالعلوم دیوبند کی ہے۔
(سوال ۶۱) کیا دیوبندی خیالات کے لوگوں پر علماء کی کسی جماعت نے کفر کا فتویٰ نہیں لگایا؟
(جواب) اس جماعت کے بعض افراد کے خلاف بعض لوگوں نے کفر کا فتویٰ دیا ہے مگر جن عقائد کی ان کی طرف نسبت کر کے کفر کا فتویٰ دیا ہے وہ در حقیقت ان کے عقائد نہیں ہیں غلط طور پر ان کی طرف منسوب کر دیئے ہیں۔
(سوال ۶۲) مولوی احمد رضا خاں بریلوی اور ان کے ہم خیال علماء دیوبندی خیالات کے علماء اور لوگوں کو کافر اور مرتد سمجھتے ہیں یا نہیں ؟
(جواب) بعض علما نے ایسا کیا ہے۔
(سوال ۶۳) کیا دیوبندی خیال کے علماء نے مولوی احمد رضا خاں بریلوی اور ان کے ہم خیال لوگوں پر کفر کا فتویٰ لگایا ہوا ہے یا نہیں ؟
(جواب) تمام دیوبندی علماء مولوی احمد رضا خان اور ان کی جماعت کی تکفیر نہیں کرتے۔
(سوال ۶۴) کیا یہ درست نہیں ہے کہ موٹے موٹے فرقہ ہائے اسلام مثلاً سنی' شیعہ' اہل حدیث وغیرہ کے علماء نے ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ لگایا ہوا ہے یا نہیں ؟
(جواب) کسی فرقہ کے بعض افراد نے دوسرے فرقہ کے بعض افراد پر مخصوص عقیدہ کی بنا پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

مکرر سوالات متعلقہ جرح

(سوال ۱) متعلقہ جرح نمبر ۴ - اگر سوال نمبر ۴ کا جواب اثبات میں ہو تو یہ بتلائیں کہ
الف - یہود و نصاریٰ اور مشرکین اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور آسمانی کتابوں اور انبیائے کرام کے وجود کے قائل تھے یا

نہیں ؟ اور اگر قائل تھے تو باایں ہمہ وہ ازروئے قرآن مجید مسلمان ہیں یا کافر ؟ اور اگر کافر ہیں تو کیوں ؟
(جواب) یہود و نصاریٰ اور مشرکین ان سب پر ایمان رکھتے ہوئے بھی اس لئے کافر ہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ پر ایمان نہیں لائے اور انہوں نے مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا یا حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا قرار دیا - یا غیر اللہ کی عبادت کی -

(ب) مرزا صاحب کی کتب ہائے ذیل دیکھ کر بتلائیں کہ ان میں عقیدہ ہائے ذیل درج ہیں یا نہیں ؟
(۱) توضیح المرام طبع اول ص ۷۵ ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک وجود اعظم ہے جس کے بیشمار ہاتھ اور بیشمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہیں کہ تعداد سے خارج اور لاانتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں -
(جواب) یہ مضمون توضیح المرام میں موجود ہے -
(۲) حقیقۃ الوحی باب ۴ ص ۱۰۳" میں (خدا تعالیٰ) خطا بھی کروں گا اور صواب بھی یعنی جو میں چاہوں گا کبھی کروں گا اور کبھی نہیں - میرا ارادہ پورا ہوگا اور کبھی نہیں -
(جواب) مرزا صاحب کا یہ الہام ان کی کتاب الاستفسار کے ص ۸۶ میں موجود ہے اس کی عبارت یہ ہے - انی مع الرسول اجیب' اخطی و اصیب یعنی خدا فرماتا ہے میں رسول کے ساتھ ہوں قبول کرتا ہوں' خطا بھی کرتا ہوں' اور صواب بھی - اور حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳ میں ہے - انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب اور اس کا ترجمہ بین السطور میں اس طرح لکھا ہوا ہے "میں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دوں گا اپنے ارادے کو کبھی چھوڑ بھی دوں گا اور کبھی پورا کروں گا -
(۳) حقیقۃ الوحی ص ۷۴ انت منی وانا منك "تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے"
(جواب) یہ الہام الاستفسار کے ص ۸۰ میں موجود ہے اس کی عبارت یہ ہے - یا قمر یا شمس انت منی وانا منك نیز دافع البلا کے صفحہ ۶ میں یہ بھی الہام موجود ہے مگر یا قمر یا شمس کے الفاظ نہیں ہیں اور حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۷۴ میں الاستفتاء کی عبارت کے موافق موجود ہے -
(۴) دافع البلا ص ۴ انت منی بمنزلة اولادی ترجمہ اے مرزا تو میری اولاد کے بمنزلہ ہے -
(جواب) دافع البلا ص ۶ میں یہ الہام موجود ہے - انت منی بمنزلة اولادی اور یہ بھی ہے انت منی وانا منك -
(۵) توضیح المرام ص ۲ طبع اول فرشتے روح کی گرمی کا نام ہے -
(جواب) توضیح مرام کے ص ۲۴ میں یہ عبارت ہے "جب خدا تعالیٰ کی محبت کا شعلہ واقع ہو تو اس شعلہ سے جس قدر روح میں گرمی پیدا ہوتی ہے اس کو سکینت و اطمینان اور کبھی فرشتہ و ملک کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں "
(۶) توضیح مرام ص ۷۸ جبرائیل فرشتہ خدا کا عضو ہے -
(جواب) توضیح مرام کے ص ۷۸ میں یہ عبارت ہے "سو وہ وہی عضو ہے جس کو دوسرے لفظوں میں

جبرئیل کے نام سے موسوم کیاجاتاہے"
(۷)حقیقۃ الوحی ص ۸۴ "قرآن مجید خدا کی کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں"
(جواب)الاستفتاص ۸۲ پر موجود ہے-ان القرآن کتاب اللہ و کلمات خرجت من فوهی اور حقیقۃ الوحی کے ۸۴ میں یہ عبارت ہے "اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں-"
(۸) ازالہ اوہام طبع قدیم ص ۲۶ طبع جدید ص ۱۱ "قرآن شریف سخت زبانی کے طریق کواستعمال کررہاہے"
(جواب)ازالہ اوہام میں یہ عبارت اس طرح ہے-"قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کررہاہے ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا" نیزاسی میں کہا ہے "ایسا ہی ولید مغیرہ کی نسبت (قرآن نے) نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں"
(۹) ازالہ اوہام طبع سوم ص ۱۲۶ اوص ۱۲۷ "حضرت مسیح علیہ السلام عمل الترب میں کمال رکھتے تھے یعنی مسمریزی طریق سے بطور لہو ولعب کے"
(جواب)ہاں یہ مضمون ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۲۶ اور ۱۲۷ میں موجود ہے اس کے آخر میں مرزاصاحب نے کہا ہے کہ "اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا"
(۱۰)ازالہ اوہام ص ۱۲۷ "معجزات مسیح مکروہ اور قابل نفرت ہیں"
(جواب) یہ اسی حوالہ کا خلاصہ ہے جو اوپر نمبر ۹ میں بیان ہوا-
(۱۱)دافع البلاء ص ۱۵ "جس (مسیح) کے فتنہ نے دنیا کو تباہ کردیا"
(جواب)ہاں دافع البلا کے ص ۱۵ میں یہ عبارت موجود ہے "لیکن ایسے شخص (یعنی مسیح) کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنہ نے ہی دنیا کو تباہ کردیا ہے"
(۱۲)دافع البلا صفحہ آخر "عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی"
(جواب) دافع البلاء میں یہ مضمون موجود ہے "اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ نے یحییٰ کے ہاتھ پر جس کو عیسائی یوحنا کہتے ہیں جو پیچھے ایلیابنایا گیا اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی"
(۱۳)دافع البلاء ص ۲۰ "میں اس (عیسیٰؑ) سے بڑھ کر ہوں"
(جواب) دافع البلاء ص ۲۰ میں یہ مضمون موجود ہے عبارت یہ ہے "اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا (یعنی مسیح کا) ثانی پیدا کروں گا جو اس سے بھی بہتر ہے جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام"
(۱۴)ازالہ اوہام ص ۴ "مسیح کی پیشن گوئیاں اوروں سے زیادہ غلط نکلیں"
(جواب)ازالہ اوہام ص ۴ میں یہ عبارت موجود ہے "حضرت مسیح کی پیشن گوئیاں اوروں سے زیادہ غلط نکلیں" اور ص ۳ میں ہے "اس سے زیادہ قابل افسوس امر یہ ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیشن گوئیاں غلط نکلیں

اس قدر صحیح نہیں نکل سکیں۔"

(۱۵) حقیقتہ الوحی ص ۸۹ "تیرا یعنی مرزا غلام احمد کا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا"

(جواب) یہ الہام عربی عبارت میں الاستفتا کے ص ۸۳ پر موجود ہے۔ عبارت یہ ہے "ولکن سریرك وضع فوق کل سریر" ترجمہ "لیکن تیرا تخت ہر تخت سے اوپر رکھا گیا" اور حقیقتہ الوحی کے ص ۸۹ میں بھی یہ لفظ ہیں "آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا"

(۱٦) حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۱۲ "خدا نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے ایک ذلیل جگہ تجویز کی جو متعفن اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔

(جواب) ہاں یہ عبارت تحفہ گولڑویہ سائز کلاں طبع ۱۹۰۲ء کے صفحہ ٦۹ کے حاشیہ پر موجود ہے "اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ و تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی"

(۱۷) ازالہ اوہام طبع سوم صفحہ ۵۸ خدا کے تائید یافتہ بندے قیامت کا روپ بن کر آتے ہیں اور انہیں کا وجود قیامت کے نام سے موسوم ہو سکتا ہے"

(جواب) ازالہ اوہام ص ۵۸ میں یہ عبارت موجود ہے۔ اگر عقیدہ ہائے مذکورہ بالا کتب ہائے مذکورہ بالا میں درج ہیں تو ایسے عقیدے رکھنے والا شخص مسلمان کہلا سکتا ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں کہلا سکتا تو کیوں ؟ حالانکہ وہ خدا کے وجود اور فرشتوں کے اور قیامت کے وجود کا بھی قائل ہے سب قرآن مجید کی آیات اور احادیث صحیحہ کے حوالہ سے دیویں۔ مرزا صاحب ان عبارتوں اور عقیدوں اور ان کے علاوہ اور بھی ایسے عقائد ہیں جن کی وجہ سے خارج از اسلام ہیں اور کوئی شخص جو ان جیسے عقائد رکھتا ہو مسلمان نہیں رہ سکتا۔

(۲) متعلقہ جرح نمبر ۵، ٦

(الف) مرزا صاحب نے ازالہ اوہام ص ۵۵٦ پر تواتر کو حجت تسلیم کیا ہے یا نہیں ؟ اور کیا رسالہ عقائد احمدیت ص ۱۲ پر مرزا صاحب کا یہ عقیدہ درج ہے کہ "سنت ایک عملی طریق ہے جو اپنے ساتھ تواتر رکھتا ہے جو آنحضرت نے جاری کیا اور یقینی مراتب میں قرآن شریف سے دوسرے درجہ پر ہے۔

(جواب) ہاں ازالہ اوہام ص ۲۳۰ طبع سوم پر مرزا صاحب نے تواتر کو حجت تسلیم کیا ہے رسالہ عقائد احمدیت اس وقت موجود نہیں ہے۔

(ب) حضرت عیسیٰ کی حیات کا عقیدہ آنحضور ﷺ کے عہد مبارک سے لیکر آج تک مروج ہے اور معمول خاص و عام چلا آتا ہے یا نہیں ؟ اور کتب عقائد مذکور تواتر کی حد تک پہنچتا ہے یا نہیں ؟

(جواب) حیات و نزول عیسیٰ کا عقیدہ امت میں آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک سے آج تک چلا آتا ہے کتب عقائد میں بھی اس کو بیان کرتے ہوئے چلے آئے ہیں۔

(ج) عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے تواتر کے منکر کے لئے شرعاً کیا حکم ہے ؟

(جواب) ایسا شخص جاہل اور معاند ہے اور اس کے لئے وہی فتویٰ ہو سکتا ہے جو مرزا صاحب نے خود ازالہ اوہام کے ص ۲۳۱ میں دیا ہے وہ یہ ہے
"اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں در حقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا"
(د) کیا وفات مسیح کا عقیدہ بھی کتب عقائد میں درج ہو کر اس کی تعلیم دی جاتی ہے یا نہیں ؟
(جواب) وفات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ کتب عقائد میں مذکور نہیں اور نہ اس کی تعلیم دی جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا گئے۔
(ہ) سر سید اور ابن حزم و سید رضا اور محمد طاہر گجراتی کے ذاتی خیالات و عقائد اجماع امت کے مقابلہ میں اسلام کے لئے حجت ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ اور مفسرین مذکورین مسلمانوں کے پیشوا معتمد علیہ ہیں یا نہیں ؟
(جواب) سر سید احمد خان اور ابن حزم اور سید (رشید) رضا اور محمد طاہر گجراتی کے ذاتی خیالات حجت شرعیہ نہیں۔
(و) شیخ محمد عبدہ کی تفسیر اور کتاب محلی مسلمانوں میں مروج اور مدارس اسلامیہ میں زیر تعلیم ہے یا نہیں ؟
(جواب) شیخ محمد عبدہ کی تفسیر اور کتاب محلی یہاں مسلمانوں میں مروج نہیں نہ مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب ہے۔
(ز) مجمع البحار عقائد کی کتاب ہے یا لغت کی ؟ کتاب ہذا میں امام مالکؒ کے قول (مات عیسیٰ) کے کیا معنی کئے گئے ہیں۔
(جواب) مجمع البحار لغات کی کتاب ہے عقائد یا حدیث کی کتاب نہیں احادیث کا ذکر لغات کے ضمن میں تبعاً آجاتا ہے امام مالکؒ سے یہ قول ثابت نہیں اور یہ بھی ثابت نہیں کہ مالک سے امام مالک مراد ہیں یا اور کوئی۔
(ح) کتاب مذکور ص ۲۸۶ ج ۱ میں تحریر ہے کہ "عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حد تواتر کو پہنچتا ہے"
(جواب) ہاں مجمع البحار ص ۲۸۶ ج ۱ میں یہ عبارت موجود ہے لتواتر خبر النزول یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر متواتر ہونے کی جہت سے نیز اسی کتاب کے تکملہ کے صفحہ ۸۵ میں ہے بان یتزوج ویولد له وکان لم یتزوج قبل رفعه الی السماء (انتہی مختصراً) یعنی حضرت عیسیٰ نازل ہو کر نکاح کریں گے اور اولاد بھی ہوگی کیونکہ آسمان پر جانے سے پہلے انہوں نے نکاح نہیں کیا تھا۔
(ط) قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اور تواتر کے مقابلہ میں چند اشخاص کے خیالات درست عقیدہ قائم کرنے کے لئے حجت ہو سکتے ہیں ؟
(جواب) نہیں ہو سکتے۔

(۳) متعلقہ جرح نمبر ۷

(الف) مرزا صاحب کا فتویٰ فتاویٰ احمدیہ ص ۸۱ ج ۲ میں تحریر ہے "(جنگ) جہاد کا فتویٰ فضول ہے اب

آسمان سے نو خدا کا نزول ہے" نیز رسالہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد میں مرزا صاحب نے جہاد کو غیر ضروری قرار دیا ہے کیا یہ عقیدہ قرآن شریف کے عقیدے کے موافق ہے یا بر خلاف ؟

(جواب) جہاد کے فضول ہونے کا عقیدہ جو مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے قرآن و حدیث اور اجماع امت کے خلاف ہے اس سے لازم آتا ہے کہ مرزا صاحب نے شریعت محمدیہ کے ایک قطعی حکم کو منسوخ کر دیا جو صریح کفر ہے۔

(۴) متعلقہ جرح نمبر ۸ اے ۔بی

(الف) ازالہ اوہام ص ۴۲۲ ۶۱ ۷ اور حمامتہ البشریٰ ص ۹۶ کی عبارت پڑھ کر کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب نے ختم نبوت کو تسلیم کیا یا نہیں ؟ اور اپنی نبوت کی نفی کی یا نہیں ؟

(جواب) ازالہ اوہام ص ۳۱۰ طبع سوم میں ہے" قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو"

اور حمامتہ البشریٰ ص ۶۸ پر لکھتے ہیں۔" وكيف يجيئ نبي بعد رسولنا صلى الله عليه وسلم وقد انقطع الوحي بعد وفاته و ختم الله به النبيين۔" یعنی ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی کس طرح آسکتا ہے حالانکہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور حضور اکرم ﷺ پر اللہ نے انبیاء کا سلسلہ بند کر دیا۔

(ب) نزول مسیح ص ۲ و تتمہ حقیقتہ الوحی ص ۶۵ دیکھ کر بتلائیں کہ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا یا نہیں ؟ اور اگر کیا تو کیا یہ دعویٰ ختم نبوت کا عملاً و عمداً انکار ہے یا نہیں ؟

(جواب) نمبر ۴ کے جواب میں مرزا صاحب کی وہ عبارتیں نقل کر چکا ہوں جن سے ان کا دعوائے نبوت ثابت ہوتا ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ پہلے وہ آں حضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے تھے اور بعد میں انہوں نے ختم نبوت کا انکار کر دیا بلکہ ختم نبوت کے عقیدے پر اعتراض جڑے اور اس کی ہنسی اڑائی۔

(۵) متعلقہ جرح نمبر ۹

(الف) کیا چراغ دین ساکن جموں نے جو متبع شریعت محمدیہ ہونے کے علاوہ مرزا صاحب کا مرید بھی تھا دعویٰ نبوت کا مرزا صاحب کے دائرہ ارادت میں کیا مرزا صاحب نے اس کے متعلق دافع البلاء ص ۲۱ پر لعنة الله على الكافرين کا تمغہ عطا کر کے کفر کا فتویٰ دیا یا نہیں اس کے علاوہ مختار ثقفی اور ابو الطیب متبنی وغیرہ نے دعوائے نبوت عہد اسلام میں آں حضور کی پیروی کرتے ہوئے کیا ان کی بابت شرع نے کیا حکم دیا اور ان کا کیا حشر ہوا ؟

(جواب) ہاں دافع البلاء میں چراغ دین کو مدعی رسالت ہونے کی بناء پر لعنة الله على الكافرين کا حکم دیا

ہے اور اس کی رسالت کو ناپاک رسالت قرار دیا ہے اسلام نے حضور ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کو کاذب اور ملعون قرار دیا اور مدعیان نبوت میں سے اکثر ذلت اور خواری سے قتل کئے گئے۔

(ب) کیا قرآن مجید کے الفاظ خاتم النبیین (جس کا معنی مرزا صاحب نے ازالہ اوہام ص ۶۱۵ طبع اول میں ختم کرنے والا نبیوں کا کیا ہے) کے متعلق قرآن مجید میں یہ بتلایا گیا ہے کہ بعض قسم کے نبیوں کی تعداد ختم ہو گئی ہے اور بعض قسم کی ختم نہیں ہوئی اگر یہ نہیں بتلائی گئی تو پیروی کرنے والے اور غیر پیروی کرنے والے ہر قسم کے نبیوں کی تعداد ختم مانی جائے گی یا نہیں ؟

(جواب) مرزا صاحب نے ازالہ اوہام ص ۶۱۴ میں خاتم النبیین کے معنی خود یوں کئے ہیں ”ختم کرنے والا نبیوں کا“ اس کی تشریح خود یوں بیان کی ہے ”یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی اکرم ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا“

اس کے علاوہ ہم جواب ۱۴ کے ماتحت مرزا صاحب کی عبارت نقل کر چکے ہیں جس میں انہوں نے خود حضور اکرم ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر قرار دیا ہے اور قرآن مجید کی آیت ”خاتم النبیین“ کا یہ مفہوم کہ آں حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آسکتا مرزا صاحب نے اہل سنت والجماعت کا مسلم الثبوت عقیدہ تسلیم کیا ہے اور فی الحقیقت تمام امت محمدیہ کا یہی عقیدہ ہے کہ نبوت بالکلیہ ختم ہو چکی ہے۔

(ج) کیا شیخ ابن عربی اور ملا علی قاری اور مولانا محمد قاسم اور مولانا عبدالحئی اور شیخ محمد طاہر یا کسی اور معتبر عالم نے اپنی کسی کتاب میں یہ اعتقاد ظاہر کیا ہے کہ آنحضور ﷺ کے بعد نیا نبی پیدا ہو گا یا ہو سکتا ہے بشرطیکہ اعتقادی بات لکھی ہو نہ کہ فرضی یا شرعی 'نیز نبی کے ساتھ جدید کی صفت بھی ایزادی ہو نہ کہ پرانا۔

(جواب) ان بزرگوں نے اور کسی معتبر عالم نے یہ نہیں لکھا کہ حضور ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا ہو گا اور کوئی نبی بن کر مبعوث ہو سکے گا۔

(د) مجمع البحار ص ۸۵ پر درج ہے یا نہیں کہ آنحضور ﷺ کے بعد نبی کے آنے سے مراد عیسیٰ کا نزول ہے۔

(جواب) تکملہ مجمع البحار ص ۸۵ میں ہے وھذا ناظر الی نزول عیسی یعنی حضور کے بعد جو نبی آنے والا ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو نازل ہوں گے اور وہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل کے نبی ہیں یعنی حضور ﷺ کی بعثت کے بعد ان کو منصب نبوت عطا نہیں ہو گا۔

(ہ) کیا رسالہ عقائد احمدیہ ص ۱۴ میں مرزا صاحب کا اصول درج ہے کہ ”جو حدیث قرآن مجید اور صحیح بخاری کے مخالف ہو وہ قبول کے لائق نہیں“ کیا اصول مذکورہ کے مطابق حدیث مندرجہ سوال بوجہ مخالفت آیت قرآن (خاتم النبیین) اور حدیث صحیح بخاری ص ۵۸ جلد ۴ مطبوعہ مصر اور ابن ماجہ (لو قضی ان یکون بعد محمد نبی لعاش ابنہ' ولکن لا نبی بعدہ) کے قابل رد ہے یا نہیں ؟ ؛ نیز حدیث مندرجہ سوال کے متعلق حاشیہ ابن ماجہ میں مرقوم ہے کہ حدیث مندرجہ سوال جرح کا راوی متروک ہے (قابل قبول نہیں) اور کیا جس طرح آیت ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین

تو حدیث باری تعالیٰ والفاظ سورۂ اخلاص لم یلد کے منافی نہیں اسی طرح حدیث مندرجہ سوال بفرض صحت ختم رسالت کے منافی نہیں یا ہے؟

(جواب) کتاب عقائد احمدیت تو موجود نہیں مگر یہ اصول مرزا صاحب نے کئی کتابوں میں لکھا ہے مثلاً حمامۃ البشریٰ مترجم ص ۳۰ میں لکھتے ہیں "ولا اظن احدا من العالمین العاملین المتقین ان یقدم غیر القراٰن علی القراٰن او یضع القراٰن تحت حدیث مع وجود التعارض بینھما و یرضی لہ ان یتبع احاد الا ثار و یترك بینات القراٰن"

یعنی میں تو کسی عالم باعمل پر بدگمانی نہیں کر سکتا کہ وہ غیر قرآن کو قرآن پر مقدم کرے اور باوجود تعارض کے قرآن وحدیث کے قدموں کے نیچے ڈال دے اور اپنے لئے پسند کرے کہ ان آثار کا تبع ہو کر جو آحاد ہیں قرآن کے بینات کو ترک کرے" پس اس قاعدہ کے ماتحت حدیث لو قضی ان یکون بعد محمد نبی لعاش ابنہ صحیح اور درست ہے اور لو عاش کان نبیا والی روایت ناقابل اعتماد ہے۔

کتاب تمییز الطیب من الخبیث میں حدیث لو عاش ابراھیم لکان نبیًا کے متعلق لکھا ہے قال النووی فی تھذیبہ ھذاالحدیث باطل یعنی امام نووی نے اپنی کتاب "تہذیب" میں لکھا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے۔

الغرض حدیث لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا اول تو صحیح نہیں اور بفرض صحت اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو سکتا ہے آیت خاتم النبیین قطعی ہے اور ختم نبوت کا مسئلہ اجماعی مسئلہ ہے مرزا صاحب نے خود اسی مضمون کو اپنی پہلی کتابوں میں تسلیم کیا ہے کہ "تمام اہل سنت والجماعت کا مسلم الثبوت عقیدہ یہی ہے" وہ حمامۃ البشریٰ مترجم ص ۶۸ میں لکھتے ہیں۔

و کیف یجیئ نبی بعد رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم وقد انقطعت الوحی بعد وفاتہ و ختم اللہ بہ النبیین یعنی اور آنحضرت کے بعد کوئی نبی کیونکر آوے حالانکہ آپ کی وفات کے بعد وحی نبوت منقطع ہو گئی ہے اور آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا ہے"

اس سے پہلے لکھ چکے ہیں (ص ۶۶ حمامۃ البشریٰ مترجم) الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبیا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثناء و فسرہ نبینا فی قولہ لا نبی بعدی بیان واضح للطالبین ولو جوزنا ظھور نبی بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لجوزنا انفتاح باب وحی النبوۃ بعد تغلیقھا وھذا خلف کما لا یخفی علی المسلمین ۔

یعنی کیا تو نہیں جانتا کہ اس محسن رب نے ہمارے نبی کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے اور کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا اور آنحضرت نے طالبوں کے لئے بیان واضح سے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور اگر ہم آنحضرت کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز رکھیں تو لازم آتا ہے کہ وحی نبوت کے دروازے کا انفتاح بھی بند ہونے کے بعد جائز خیال کریں اور یہ باطل ہے جیسا کہ مسلمانوں پر پوشیدہ نہیں۔

ان عبارتوں سے مرزا صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی حتی کہ عیسیٰ بن مریم

بھی نہیں آسکتے کیونکہ یہ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے خلاف ہے" اور اس میں صاف اقرار ہے کہ حضور کی وفات کے بعد وحی نبوت بند ہو چکی اور اب اس کا دروازہ کھلنا محال اور باطل ہے۔

(۵) متعلقہ جرح نمبر ۱۰

اگر کوئی شخص کسی عالم یا محدث کو دنیا کا آخری عالم یا آخری محدث بنائے اس کا یہ کہنا اپنی دانست کے مطابق اور اپنی معلومات کی بناء پر ہو گا یا خدا کے علم کے مطابق کہا ہو گا اور کیا قرآن مجید میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے اور لوگوں کے ایسے الفاظ بولنے سے قرآن مجید اور احادیث صحیح کے قانون مقرر کردہ میں کچھ فرق آجائے گا یا نہیں ؟

(جواب) میں جواب ۱۰ میں بیان کر چکا ہوں کہ ہمارا کسی کو خاتم المحدثین یا خاتم الفقہاء کہنا مبالغہ کی جہت سے ہوتا ہے نہ کہ حقیقت کے لحاظ سے مگر حضور ﷺ کا لقب خاتم الانبیاء خاتم النبیین حقیقت پر مبنی ہے اس کو مبالغہ پر حمل نہیں کر سکتے۔

(۶) متعلقہ جرح نمبر ۱۳

حقیقۃ الوحی ص ۸۹ دیکھ کر بتلائیں کہ مرزا صاحب نے اس میں لکھا ہے یا نہیں ؟ کہ "آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت (یعنی مرزا صاحب کا) سب سے اوپر بچھایا گیا ہے۔"

نیز تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۶ میں لکھا ہے یا نہیں کہ "میرے معجزات اس قدر ہیں کہ بہت کم نبی ایسے آئے جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔"

اور نزول مسیح ص ۹۹ میں لکھا ہے یا نہیں :-

آدم نیز احمد مختار
در برم جامہ ہمہ ابرار
کم نہ ام زاں ہمہ بروے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

اور تحفہ گولڑویہ خورد ص ۶۳ پر مرزا صاحب نے یہ تحریر کیا ہے کہ "آنحضور کے تین ہزار معجزات تھے" اور براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۵۶ پر یہ تحریر ہے کہ "مرزا صاحب کی نشانیاں اور معجزات دس لاکھ سے زیادہ ہیں۔"

کیا عبارات مندرجہ بالا سے یہ نتیجہ اخذ نہیں ہوتا کہ مرزا صاحب تمام انبیاء سے افضل ہیں ؟

(جواب) مرزا صاحب کے یہ اقوال میں اوپر بھی بتا چکا ہوں اور مزید حوالے بھی اب بتاتا ہوں۔

"آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا" (حقیقۃ الوحی ص ۸۹) نزلت سرر من السماء ولکن سریرك وضع فوق كل سرير (الاستفتا نمبر ۸۳) یعنی آسمان سے کئی تخت اترے لیکن تیرا

تخت سب سے اوپر بچھایا گیا" خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۶)

نزول المسیح ص ۹۹ میں یہ شعر موجود ہیں اور تحفہ گولڑویہ سائز کلاں کے ص ۴۰ میں یہ مضمون ہے کہ آنحضرت ﷺ سے تین ہزار معجزات ظہور میں آئے" اور براہین احمدیہ پنجم ص ۵۶ پر یہ مضمون ہے۔

"ان چند سطروں میں جو پیشن گوئیاں ہیں وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے اور نشان بھی ایسے ایسے کھلے کھلے ہیں جو اول درجہ پر خارق عادت ہیں" اور حقیقۃ الوحی ص ۶۷ پر لکھتے ہیں کہ " میری تائید میں اس نے (خدا نے) وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء ہے اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں"

ان عبارتوں سے اور نیز ان عبارتوں سے جو ہم نے سوال نمبر ۱۳ کے جواب میں لکھوائی ہیں یہ بات آفتاب کی طرح روشن ہو جاتی ہے کہ مرزا صاحب تمام انبیا اور آنحضرت ﷺ سے بھی افضل ہونے کا دعویٰ رکھتے تھے حضور ﷺ کی روحانیت کو ہلال اور اپنی روحانیت کو چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دیتے تھے۔

(۷) متعلقہ جرح نمبر ۱۸/۱۷

یہ جرح متعلق مقدمہ ہذا نہیں ہے اور نہ گواہ سے تعلق رکھتا ہے

(۸) متعلقہ جرح نمبر ۱۹

یہ جرح بھی غیر متعلق ہے فریق مقدمہ میں سے کوئی شیعہ نہیں ہے۔

(۹) متعلقہ جرح نمبر ۱/ ۱۹

کیا ایک شخص باوجود کسی کے دعویٰ محبت کرنے کے اس کی توہین کر سکتا ہے یا نہیں؟ مرزا صاحب نے آپ کے علم میں عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے یا نہیں؟ کیا مرزا صاحب نے دافع البلاء ص ۳۰ میں یہ تحریر کیا ہے کہ :- "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے" اور کیا منافق لوگ دعویٰ ایمان کے باوجود آں حضور ﷺ کی شان میں توہین کے الفاظ استعمال کرتے تھے یا نہیں؟ اور کیا مرزا صاحب نے کشتی نوح کے ص ۶۳ و ۷۳ پر حضرت عیسیٰ کی عزت کا دم بھر کے ان کے والدہ ماجدہ پر ناپاک اتہام لگایا ہے کہ انہوں نے حمل کی حالت میں نکاح کیا تھا اس کی مخصوصیت کے متعلق قرآن میں کیا ذکر ہے۔

(جواب) بہت سے دعویٰ محبت کرنے والے بھی توہین کرتے ہیں خصوصاً جب کہ یہ دعویٰ صدق و اخلاق پر مبنی نہ ہو مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے جیسا کہ ہم سوال نمبر ۱۹ کے جواب میں لکھوا چکے ہیں دافع البلاء ص ۲۰ میں یہ شعر موجود ہے ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے نیز اسی دافع البلاء ص ۲۰ پر ہے "اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح بن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔"

اور ازالۃ الاوہام ص ۱۵۸ پر ہے -

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بہ منبرم

(۱۰) متعلقہ جرح نمبر ۲۰

اگر زید یہ دعویٰ کرے کہ میں انگلستان کے بادشاہ کا مثیل ہوں یا در حقیقت شاہ انگلستان ہوں کیا یہ شاہ انگلستان کی توہین نہیں کیا مرزا صاحب مثیل مسیح کا دعویٰ ترک کر کے خود مسیح موعود بنے یا نہیں ؟ اس کے متعلق ازالہ اوہام ص ۱۹۰ طبع اول اور نزول مسیح ص ۴۸ اور دافع البلاص ۳۰ کا ملاحظہ کر کے جواب دیں مثیل مسیح موعود اور خود مسیح موعود میں فرق بتلادیں -

(جواب) ہم سوال نمبر ۲۰ کے جواب میں لکھوا چکے ہیں کہ مرزا صاحب نہ صرف مثیل مسیح بنے بلکہ وہ تمام انبیاء کے مثیل بنے پھر آنحضرت ﷺ کے بروز بن گئے یہاں تک کہ پکار اٹھے من فرق بینی و بین المصطفی فما عرفنی وما رانی (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱) یعنی جو شخص مجھ میں اور مصطفےٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہ دیکھا اور نہ پہچانا اور ایک جگہ لکھتے ہیں "میں محمد ﷺ ہوں یعنی بروزی طور پر" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص : ۸۵) غرضکہ مثیل مسیح موعود سے ترقی کر کے مسیح موعود بلکہ آنحضرت ﷺ کے بروز بن گئے بلکہ حضور ﷺ سے افضلیت کا دعویٰ کر دیا اور اس سے بڑھ کر انبیاء اور آنحضرت ﷺ کی توہین اور کیا ہوگی -

(۱۱) متعلقہ جرح نمبر ۲۱

کیا کسی مخالفت کی وجہ سے کسی معزز کی توہین کرنا درست ہے یا نہیں ؟ کیا قرآن مجید کی سورہ مائدہ میں ہے کہ "کسی قوم کی دشمنی تمہیں مجرم نہ بنادے" کیا مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ میں لکھا ہے کہ " آپ یعنی عیسیٰ کا خاندان بھی نہایت ناپاک ہے تین دادیاں' نانیاں زناکار کسبیاں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا" نیز صفحہ ۵ میں لکھا ہے کہ "آپ کو یعنی عیسیٰ کو جھوٹ بولنے کی بھی کسی قدر عادت تھی اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی -"

(جواب) الزامی رنگ میں بھی ایسا جواب نہیں دیا جا سکتا جس سے کسی معزز نبی یا ولی کی توہین ہوتی ہو خود مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "ایسا کرنا سفاہت اور جہالت ہے کچھ تعجب نہیں کہ کسی نادان بے تمیز نے سفیہانہ بات کے جواب میں سفیہانہ بات کہہ دی ہو جیسا کہ بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو آنحضرت ﷺ کی شان میں کرتا ہے حضرت عیسیٰ کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں" (تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۱۰۲)

(۱۲) متعلق جرح نمبر ۲۲ تا ۲۶

کیا مولوی رحمت اللہ یا مولوی آل حسن اور مولوی جامی معصوم تھے ؟ ان کے اقوال کسی مذہب کے لئے حجت ہو سکتے ہیں ؟ اور کیا مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا ؟ اور نزول مسیح ص ۴ میں لکھا ہے کہ جو میرے مخالف تھے ان کا نام بجائے یہودی مشرک رکھا گیا ہے اور اگر مولوی رحمت اللہ یا مولوی آل حسن یا کوئی مولوی کسی نبی کی توہین کرے تو مسلمان رہ سکتا ہے یا نہیں ؟

(جواب) مولوی رحمت اللہ' مولوی آل حسن اور مولانا جامی معصوم نہیں تھے اور نہ ان کے اقوال حجت ہو سکتے ہیں مرزا صاحب نے یقیناً دعوائے نبوت کیا اور نزول المسیح ص ۴ میں یہ عبارت موجود ہے۔

"اگر خدانخواستہ یہ لوگ بھی کسی نبی کی توہین کرتے تو یہ بھی مسلمان نہیں رہ سکتے تھے۔"

(۱۳) متعلقہ جرح نمبر ۲۷ تا ۳۰

کیا مرزا صاحب نے دیباچہ براہین احمدیہ ص ۱۵ میں تحریر کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص آں حضور کو کثیف کہے وہ بدکار ہے اور پھر ازالہ اوہام ص ۷۴ طبع اول میں تحریر کیا ہے کہ "معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں ہوا" اور ازالہ اوہام ص ۶۹۱ طبع اول میں لکھا ہے کہ "آنحضور ﷺ کو حقیقت دجال وغیرہ کی پوری معلوم نہ ہوئی تھی" نیز اسی صفحہ ۲۴۶ میں لکھا ہے کہ "ابن مسعود ایک معمولی آدمی تھا" اور ازالہ اوہام ص ۶۲۹ پر لکھا ہے کہ "چار سو نبی کی پیش گوئی غلط نکلی" کیا یہ اندراجات نبی کریم اور دیگر انبیائے کرام کی توہین کے محتمل ہیں ؟

(جواب) ہاں دیباچہ براہین کے صفحہ ۱۵ میں یہ شعر ہے۔

لعل تاباں را اگر کوئی کثیف   زیں چہ کاہد قدر روشن جوہرے
طعنہ بر پاکاں نہ بر پاکاں بود   خود کنی ثابت کہ ہستی فاجرے

اور ازالہ اوہام ص ۷۴ کے حاشیہ میں یہ عبارت موجود ہے "سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا " اور ازالہ اوہام ص ۶۹۱ میں یہ عبارت موجود ہے "اگر آں حضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونے کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو (الی قولہ) تو کچھ تعجب کی بات نہیں" اور ازالہ اوہام ص ۶۲۹ میں لکھا ہے کہ "ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیشن گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی الخ" یہ عبارتیں یقیناً توہین ضمنی یا توہین صریح میں داخل ہیں۔"

(۱۴) متعلق جرح نمبر ۳۰

کیا مرزا صاحب نے آئینہ کمالات ص ۵۴۷ میں لکھا ہے کہ "ہر مسلم مجھے قبول کرتا ہے مگر کنجریوں کی اولاد نہیں قبول کرتی" انجام آتھم ص ۲۶۸ میں لکھا ہے کہ "منکر کتے اور کتے کے بچے ہیں" اور کیا حقیقۃ الوحی ص

۱۶۳ میں لکھا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے"

(جواب) ہاں آئینہ کمالات اسلام کے ص ۵۴۳ میں یہ عبارت ہے" تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة و ينتفع من معارفها و يقبلني و يصدق دعوتي الا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون" ترجمہ یہ کتابیں ہیں جن کو ہر مسلمان محبت اور دوستی کی نظر سے دیکھتا اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے' مگر کنجریوں کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر لگادی ہے وہ قبول نہیں کرتے"

نیز الاستفتا کے ص ۹۰ میں ہے -من انكر الحق المبين فانه كلب و عقب الكلب سرب ضراء " یعنی جو کھلے ہوئے حق کا انکار کرے وہ کتا اور کتے کی اولاد ہے" الخ- نیز اسی قصیدہ میں ص ۱۰۷ پر ہے-

اذيتني خبثا فلست بصادق ان لم تمت بالخزى يا ابن بغاء

یعنی اپنے ایک منکر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ تو نے مجھے ستایا ہے اپنی خباثت سے تو میں سچا نہ ہوں گا اگر تو ذلت سے نہ مرا اے کنجری کے بچے یا اے حرام زادے نیز حقیقتہ الوحی کے ص ۱۶۳ میں مرزا صاحب کا یہ قول موجود ہے"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے"

(۱۵) متعلقہ جرح نمبر ۳۱، ۳۲

(سوال ۳۱ و ۳۲) غیر متعلق مقدمہ ہے-

(۱۶) متعلقہ جرح نمبر ۳۳

کیا مرزا صاحب کے الہامات بھی ہیں جن کی تشریح مرزا صاحب نے خود کی اور بعد میں اس تشریح سے منحرف ہو گئے کیا مرزا صاحب نے ازالہ اوہام ص ۳۲۷ طبع اول میں احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح اپنے ساتھ ہونے کی بابت پیشن گوئی کی اور الہام مفصل و مشرح درج کیا اور پھر اس تشریح کے پابند رہے کیا مرزا صاحب نے حقیقتہ الوحی ص ۳۳۹ میں صاف الفاظ لکھے ہیں کہ " پہلے میرا نام مریم رکھا گیا اور ایک مدت تک میرا نام خدا کے نزدیک یہی رہا-" اور ص ۶۷ پر یہ الہام درج ہے کہ " يا مريم اسكن انت وزوجك الجنة" اے مریم تو اور تیرے دوست جنت میں داخل ہوں" اور کشتی نوح طبع جدید ص ۹۵ میں لکھا ہے کہ " وضع حمل روحانی ہوا"

کیا مرزا صاحب بعد میں ایسے الہامات پر قائم رہے اور کیا حقیقتہ الوحی ص ۱۰۵ میں یہ الہام درج ہے کہ " انما امرك اذا اردت شيئاً ان تقول له كن فيكون" " تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فوراً ہو جاتا ہے" اور ص ۲۵۵ پر لکھا ہے کہ " خدا تعالیٰ نے سرخی سے دستخط کر دیئے اور چھینٹیں بھی پڑیں" اور کتاب البریہ و آئینہ کمالات میں مفصل کہا ہے کہ میں خود خدا ہوں-" کیا ایسے الہامات کے متعلق مرزا صاحب

کا اعتقاد پختہ ہے ؟

(جواب) ہاں ایسے الہام ہیں ازالہ اوہام ص ۳۹۶ میں یہ الہام درج ہے۔

”خدا تعالیٰ نے پیشن گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اسکو تمہاری طرف لائے گا' باکرہ ہونے کی حالت میں بیوہ کر کے 'اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھادے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرنے گا' کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔“

پھر دوسرا الہام تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۸۵ پر یہ ہے ویسئلونك احق هو قل ای و ربی انه لحق و ما انتم بمعجزین زوجنا كها لا مبدل لكلما ته۔ترجمہ اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے کہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے ہم نے خود اس سے (محمدی بیگم) سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا“

پھر جب محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ ہو گیا تو مرزا صاحب کو دوسری طرح الہام ہونے لگے انجام آتھم ص ۲۱۶ میں ان کا یہ الہام ہے۔فسیکفیکهم الله و یردها الیك لا تبدیل لکلمات الله ترجمہ بین السطور۔ وبرائے تو ایں ہمہ را کفایت خواہم شد و آں زن را کہ زن احمد بیگ را دختر است باز بسوئے تو خواہم آورد“

اسی طرح ایک اور الہام انجام آتھم ص ۲۲۳ میں درج ہے۔بل الامر قائم علی حاله و لا یرده احد با حتیاله و القدر قدر مبرم من عند الرب العظیم ترجمہ بین السطور۔ بلکہ اصل امر بر حال خود قائم است و ہیچ کس با حیلہ خود اورا رد نتواند کرد و ایں تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است“

ان الہاموں کے باوجود مرزا صاحب مر گئے اور محمدی بیگم اپنے شوہر کے پاس رہی یہ سارے الہام غلط اور جھوٹے نکلے۔

حقیقۃ الوحی ص ۳۳۹ میں یہ درج ہے کہ (خدا نے)” پہلے میرا نام مریم رکھا اور ایک مدت تک میرا نام خدا کے نزدیک یہی رہا“ اور ص ۷۶ پر یہ الہام بھی درج ہے” یا مریم اسکن انت و زوجك الجنة“ اور پھر مرزا صاحب نے کشتی نوح ص ۴۹ میں وضع حمل روحانی کا ذکر کیا ہے اور ص ۴۷ پر یہ عبارت درج ہے ”مریم کی طرح عیسی کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ مجھے حاملہ ٹھیرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھیرا۔“

حقیقۃ الوحی کے ص ۱۰۵ اور الاستفتا کے ص ۸۶ پر یہ الہام درج ہے

” انما امرك اذا اردت شیئا ان تقول له كن فیكون“ اور حقیقۃ الوحی ص ۲۵۵ پر درج ہے ”اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کے قلم سے اس پر دستخط کیئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑ کا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اس طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیئے اور میرے پر اس وقت

نہایت رقت کا عالم تھا (الی قولہ) سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے "

مرزا صاحب اپنی وحی اور الہام پر ایسا ہی ایمان رکھتے تھے جیسا کہ قرآن پر - ان کا قول ہے "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر - اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں"

(حقیقۃ الوحی ص ۲۱۱)

دوسری جگہ کہتے ہیں "میں خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں"

(تبلیغ رسالت جلد ہشتم ص ۶۴)

ایک اور جگہ لکھا ہے "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر -"

(اربعین چہارم ص ۲۵)

ان حوالہ جات سے صاف ثابت ہے کہ مرزا صاحب اپنے الہاموں کو یقینی اور قطعی سمجھتے تھے اور قرآن کی طرح ان پر ایمان رکھتے تھے۔

(۱۷) متعلق جرح نمبر ۳۵

کیا مرزا صاحب نے ازالۃ الاوہام ص ۴۰۰ پر لکھا ہے کہ آنحضور نے بھی پیشن گوئیوں کے سمجھنے میں غلطی کھائی ص ۶۲۹ میں لکھا ہے کہ چار سو نبیوں نے پیشن گوئیاں کیں اور جھوٹے نکلے اور ص ۸ میں تحریر ہے کہ مسیح کی پیشن گوئیاں اوروں سے بھی زیادہ غلط نکلیں -

کیا مرزا صاحب نے کشتی نوح ص ۵ میں لکھا ہے کہ قرآن شریف بلکہ توراۃ کے بعض صحیفوں میں یہ چیز موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی کیا مرزا صاحب نے یہ حوالہ نہیں دیا ہے ؟

کیا مرزا صاحب نے ازالہ اوہام ص ۷۷ میں یہ خواب درج کیا ہے کہ تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ درج ہے - مکہ 'مدینہ' قادیان کیا یہ حوالہ و خواب سچا ہے یا جھوٹا ؟

کیا مرزا صاحب نے البشریٰ وغیرہ میں یہ الہام درج کیا ہے کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں - کیا یہ الہام سچا ہے ؟

کیا مرزا صاحب نے براہین احمدیہ ص ۵۵۷ میں لکھا ہے کہ "عیسیٰ بحالت زندگی آسمان سے نازل ہوں گے "اور پھر ازالہ اوہام ص ۱۹۷ پر لکھا ہے کہ "عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو کر وطن گلیل میں دفن ہوئے" اور ست بچن ص ۲ میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ملک شام میں ہے "اور کشتی نوح ص ۵۳ میں تحریر کیا ہے کہ "ان کی قبر ملک کشمیر میں ہے" ان میں سے کون سی بات سچی ہے ؟

(جواب) ہاں ازالۃ الاوہام ص ۱۶۵ میں لکھا ہے "بعض پیشن گوئیوں کی نسبت آنحضرت ﷺ نے خود اقرار کیا

ہے کہ میں نے ان کی اصل حقیقت سمجھنے میں غلطی کھائی ہے" نیز یہ بھی لکھا ہے "ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبیوں نے اس کی فتح کے بارے میں پیشن گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے"
(ازالہ اوہام ص : ۷۵۲)

اور لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی پیشن گوئیاں اوروں سے زیادہ غلط نکلیں" (ازالہ اوہام ص ۴) یہ تمام مرزا صاحب کا افترا اور اتہام ہے جو نبیوں پر باندھا گیا ہے۔

مرزا صاحب نے کشتی نوح کے ص ۵ پر لکھا ہے "قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی" حالانکہ یہ قرآن پر بہتان ہے اور نرا جھوٹ ہے۔

مرزا صاحب نے ازالۃ الاوہام ص ۳۴ پر اپنا یہ کشف لکھا ہے کہ "اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ اور مدینہ اور قادیان" اور ظاہر ہے کہ یہ کشف جھوٹا ہے قرآن شریف میں حقیقۃً قادیان کا نام نہیں کتاب البشریٰ ص ۱۰۵ میں مرزا صاحب کا یہ الہام درج ہے "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں" حالانکہ یہ الہام بالکل جھوٹ ثابت ہوا مرزا صاحب لاہور میں مرے اور قادیان میں دفن ہوئے۔

مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی ص ۱۴۹ پر خود لکھا ہے۔

اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول ﷺ نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے" پھر ازالہ اوہام ص ۴۷۱ میں ہے "یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جاکر فوت ہو گیا لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا"

پھر تحفہ گولڑویہ سائز کلاں ص ۱۰۲ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں

"یہ ثبوت بھی نہایت روشن دلائل سے مل گیا کہ آپ کی قبر سرینگر علاقہ کشمیر خان یار کے محلہ میں ہے" اور کشتی نوح ص ۱۵ میں ہے "اور تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے اور کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں اسکی قبر ہے"

ان مختلف تحریرات اور بیانات کا تناقض ظاہر ہے اور پہلے اعتقاد کے سواہ وہ تمام مسلمانوں کے عقیدہ کے موافق ہے پچھلے بیان غلط اور باطل ہیں۔

(۱۸) متعلقہ جرح نمبر ۳۶ تا ۳۸

کیا نبی اور بزرگ اور ولی کا درجہ ایک ہے ؟ مرزا صاحب پر یہ فتویٰ کفر جو علمائے اسلام نے دیئے ہیں وہ ضد کی بناء پر ہیں یا ان کے عقائد فاسدہ کی بناء پر ؟ کیا فتوے مذکور سچ ہیں یا غلط ؟ کیا مرزا صاحب نے مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کی اور اپنی جماعت الگ بنائی ہے یا نہیں ؟ کیا مرزا صاحب اور ان کی جماعت باقی مسلمانوں کے بر خلاف اجرائے نبوت اور وفات مسیح اور نبوت مرزا صاحب کے علی الاعلان قائل ہیں یا نہیں ؟ اور کیا مرزا

صاحب پر فتویٰ کفر علمائے اسلام نے بالاتفاق دیا ہے یا بالاختلاف ؟
(جواب) نبی اور ولی کا درجہ ایک نہیں ہو سکتا نہ کوئی ولی کسی نبی سے افضل ہو سکتا ہے مرزا صاحب پر کفر کے فتوے علماء نے ان کے عقائد فاسدہ کی وجہ سے دیئے ہیں اور وہ فتوے صحیح ہیں مرزا صاحب خود اپنے اقرار کے بموجب کاذب اور جھوٹے ٹھیرے کہ محمدی بیگم کا نکاح ان کے ساتھ نہیں ہوا اور وہ وفات پا گئے اقرار یہ ہے کہ "وانی اجعل هذا النبأ معیار الصدقی او کذبی "(انجام آتھم ص ۲۲۳) یعنی اس خبر کو کہ محمدی بیگم ضرور میرے نکاح میں آئے گی یہ خدا کا طے کردہ فیصلہ ہے تقدیر مبرم ہے کوئی اس کو بدل نہیں سکتا میں اپنے صادق یا کاذب ہونے کا معیار قرار دیتا ہوں"
مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ان کی جماعت اس دعوے کی تصدیق کرتی ہے اور مرزا صاحب کو نبی اور رسول کہتی ہے تمام مسلمانوں سے علیحدہ رہتی اور ان کو کافر سمجھتی ہے اور علمائے اسلام نے بالاتفاق مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو خارج از اسلام قرار دیا ہے میں ایک مطبوعہ فتویٰ جس میں بہت سے علماء کے دستخط منقول ہیں پیش کرتا ہوں۔

(۱۹) متعلق جرح نمبر ۳۹ تا ۴۰

کیا مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی ص ۱۰۵ میں یہ الہام لکھا ہے کہ " تیرا حکم چاہے ہو جاتا ہے" اس الہام سے مرزا صاحب کا درجہ نبوت تشریعی وغیر تشریعی سے کہیں بڑھ کر ثابت ہوتا ہے یا نہیں کیا مرزا صاحب نے ان انبیا سے جو نئی شریعت لائے مثلاً عیسی علیہ السلام بہتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے یا نہیں ؟ کیا مرزا صاحب لوگوں کے اعتراضات سے بچنے کے لئے قسم قسم کی تاویلات کیا کرتے تھے یا نہیں ؟ کیا مرزا صاحب نے نزول مسیح ص ۹۹ میں اپنی وحی کو قرآن کی طرح منزہ لکھا ہے یا نہیں ؟ اور اربعین نمبر ۴ ص ۶ او ۷ میں دعویٰ کیا ہے یا نہیں ؟ کہ میں صاحب شریعت ہوں اور حقیقۃ الوحی ص ۱۳۱ میں لکھا ہے یا نہیں کہ اپنے الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جس طرح قرآن پر ؟ کیا مرزا صاحب کے نزدیک اصول دین وہی رہے جو اس وقت تک تمام مسلمانوں کے رہے ؟
(جواب) حقیقۃ الوحی ص ۱۰۵ پر یہ الہام درج ہے۔ انما امرك اذا اردت شیئاً ان تقول له کن فیکون ترجمہ بین السطور۔ تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے" اس الہام سے تو مرزا صاحب کا درجہ نبوت کیا درجہ الوہیت کا ادعا ثابت ہوتا ہے مرزا صاحب نے حضرت عیسی علیہ السلام بلکہ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا ہے جیسا کہ سوال نمبر ۱۳ اور سوال ۱ / ۱۹ کے جواب میں بیان ہو چکا ہے اور مرزا صاحب کے اقوال کے حوالے دیئے جا چکے ہیں مرزا صاحب نے اعتراضات سے بچنے کے لئے ایسی دور دراز کار تاویلیں کی ہیں جن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اسی وجہ سے ان کے کلام میں تناقض اور اختلاف ہے انہوں نے بیشک دعویٰ کیا کہ ان کی وحی اور الہام قرآن کی طرح یقینی ہے ان کا قول ہے۔

انچہ من بشنوم ز وحی خدا بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزہش دانم از خطا ہا ہمیں است ایمانم
(نزول المسیح ص ۹۹)

اور ان کا قول ہے "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر" (اربعین چہارم ص ۲۵) مرزا صاحب اس اصول کی رو سے جماعت مسلمین سے خارج ہو گئے۔

(۲۰) متعلق جرح نمبر ۴۷ تا ۵۳

نور الانوار قمر الاقمار وغیرہ کتب اصول دین دیکھ کر بتلادیں کہ ائمہ اربعہ جن میں امام احمد بھی شامل ہیں اجماع امت کے قائل ہیں یا نہیں ؟ کیا کتب اصول میں منکر اجماع کو کفر کا حکم دیا گیا ہے ؟ ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے یا نہیں ؟

عقائد احمدیت ص ۲۳ دیکھ کر بتلادیں کہ مرزا صاحب نے ائمہ اربعہ کی شان کو تسلیم کیا ہے یا نہیں ؟

(جواب) اجماع حجت شرعیہ ہے اس کے حجت ہونے میں ائمہ اربعہ کا اختلاف نہیں ہے نامی شرح حسامی میں ہے فاتفق جمهور المسلمين على حجيته خلا فا للنظام والشيعة و بعض الخوارج نامی ص ۲ ج ۲ یعنی اجماع کے حجت ہونے پر جمہور مسلمین کا اتفاق ہے البتہ نظام اور شیعہ اور بعض خوارج کا اختلاف ہے اور منکر اجماع قطعی کے کافر ہونے میں بھی اختلاف نہیں ہے۔

(۲۱) متعلق جرح نمبر ۵۴ تا آخر

کیا ایک شخص کلمہ گوئی اور دعوی اسلام کے باوجود قرآن مجید اور احادیث صحیحہ متواترہ کے بر خلاف اعتقاد رکھے وہ مسلمان ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ اور کیا جو شخص اپنا اعتقاد قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے مطابق رکھے کافر ہے۔ اور کیا فریق اول کے مرد کا فریق ثانی کی عورت سے نکاح جائز ہے یا نہیں اور جماعت احمدیہ مرزا صاحب بھی غیر احمدی مرد مسلمان سے احمدیہ عورت کا نکاح جائز سمجھتے ہیں یا نہیں ؟

(جواب) جو شخص کلمہ گوئی کے باوجود نماز کی فرضیت کا انکار کردے' زکوۃ کی فرضیت کا انکار کردے' روزے کی فرضیت کا انکار کردے یا نبوت کا دعوی کردے یا کسی نبی کی توہین کرے یعنی کسی ایسی چیز کا انکار کرے جس کا دین میں سے ہونا بالیقین ثابت ہو وہ یقیناً کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ دیکھو! خود مرزا صاحب نے اور ان کی جماعت نے تمام دنیا کے کلمہ گویوں کو اسلام سے اس بنا پر خارج کردیا کہ وہ مرزا صاحب پر ایمان نہیں لائے۔ حالانکہ وہ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں کلمہ گو ہیں۔ نماز' روزہ' زکوۃ' حج اور دیگر فرائض و واجبات کو مانتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو رسول' نبی اور خاتم الانبیاء والمرسلین اعتقاد کرتے ہیں۔ اس کے باوجود مرزا صاحب اور ان کے خلیفہ اور ان کی جماعت ان تمام مسلمانوں کو کافر بتاتے ہیں۔

مرزا صاحب کا قول یہ ہے۔ "ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا'

مسلمان نہیں ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳)
مرزا صاحب خود فرماتے ہیں۔ "کفر دو قسم پر ہے۔ اول ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوم یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔"
(حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹)

اس کا مطلب صاف ہے کہ دوسری قسم کا کفر مرزا صاحب نے ان تمام مسلمانوں اور کلمہ گویوں کے لئے ثابت کیا ہے جو اسلام پر اور آں حضرت ﷺ پر ایمان رکھنے کے باوجود مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) پر ایمان نہ لائیں۔

اسی عبارت سے آگے یہ بھی لکھا ہے کہ "اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔" اور وہ یہ کہ مرزا صاحب کا انکار یا تکذیب خدا اور رسول کے انکار و تکذیب کی طرح کفر ہے۔

اور مرزا صاحب کا الہام ہے۔ "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔" (تبلیغ رسالت جلد نہم ص ۲۷)
اور ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے الہام کو قطعی اور یقینی اور قرآن کی طرح منزہ عن الخطا سمجھتے تھے۔ پس ان کے اس الہام کے بموجب ہر وہ مسلمان جو تمام ایمانیات پر ایمان رکھتا ہو حتی کہ آنحضرت ﷺ پر بھی ایمان رکھتا ہو ان کے نزدیک بلاشبہ قطعی جہنمی ہے پس مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے نزدیک تمام غیر قادیانی مسلمان کافر اور جہنمی ہیں اور اسی بنا پر مرزا صاحب اور ان کی جماعت نے فتویٰ دیا ہے کہ قادیانیوں اور غیر قادیانیوں میں باہم رشتہ ناتا یعنی شادی مناکحت جائز نہیں ہے۔

"حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے" (برکات خلافت ص ۷۵ منقول از قادیانی مذہب)

ہمارا یعنی مسلمانوں کا متفقہ مسئلہ ہے کہ جو مسلمان کافر ہو جائے وہ مرتد ہے اور مرتد کے ساتھ مسلمان لڑکی کا نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر غیر قادیانی ہونے کی حالت میں نکاح ہوا تھا بعد میں قادیانی بن گیا تو فی الفور نکاح ٹوٹ جاتا ہے خاوند کے ارتداد پر نکاح فسخ ہو جانا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ وارتداد احدھما فسخ عاجل (در مختار)(۱)

---

(۱) الدر المختار مع هامش ردالمحتار، كتاب النكاح

پانچواں باب
مفقود الخبر

شوہر تین سال سے لا پتہ ہو' تو دوسری شادی کا کیا حکم ہے ؟

(سوال) ہندہ کا زوج بلا اطلاع اپنی منکوحہ کے کہیں چلا گیا اور دو تین برس سے اس کا کوئی پتہ نہیں چلا ہندہ نے دوسرے سے اپنا نکاح پڑھا لیا تو یہ نکاح ہوا یا نہیں ؟

(جواب ۲۰۶) اگر ہندہ نے جب کہ اس کا شوہر دو تین برس سے مفقود ہے کسی اور سے نکاح کر لیا تو اس کا یہ نکاح جائز نہیں کیونکہ احناف کے نزدیک تو نوے سال تک زوجہ مفقود کو انتظار کرنا چاہئیے۔(۱) اور بوقت ضرورت امام مالکؒ کے قول پر جو فتویٰ ہے اس میں بھی چار برس تک خاوند مفقود ہے اور پھر عدت وفات چار ماہ دس یوم پوری کرنے کے بعد نکاح ہو سکتا ہے۔ فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضى اربع سنين(رد المحتار ص ۳۶۰ ج۳)(۲) اور ایک روایت میں قضائے قاضی بھی شرط ہے(۳) پس یہ نکاح کسی طرح بھی درست نہیں ہوا۔(۴)

گمشدہ شوہر کی بیوی کو دوسری شادی کرنے کے لئے قضائے قاضی ضروری ہے یا نہیں ؟

(سوال) زوجہ مفقود اگر بمذہب امام مالکؒ چار سال کے بعد دوسرا نکاح کرنا چاہے تو اس کو تفریق کی ضرورت ہے یا نہیں اگر تفریق کی ضرورت ہے تو اس کی دلیل کیا ہے اور اگر تفریق کی ضرورت نہیں ہے تو عبارات ذیل کا کیا مطلب ہے ؟ جن سے تفریق ضروری معلوم ہوتی ہے۔ ولا يفرق بينه و بين امرأته (هدايه)(۵) ولا يفرق بينه و بينها ولو مضى اربع سنين (درمختار)(۶) قال مالك اذا مضى اربع

---

(۱) (قوله على المذهب) و قيل يقدر بتسعين سنة بتقديم التاء من حين ولادته واختاره فى الكنز وهو الاوفق هداية و عليه الفتوى ذخيرة (هامش ردالمحتار مع الدر المختار' كتاب المفقود ۲۹۵/٤ ط سعيد كراتشى)

(۲) فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضى اربع سنين (هامش رد المحتار' كتاب المفقود' ۲۹۵/٤ ط سعيد كراتشى)

(۳) ولا يفرق بينه و بين امرأته وقال مالك اذا مضى اربع سنين يفرق القاضى بينه و بين امرأته و تعتد عدة الوفاة ثم تزوج من شاء ت (الهداية' كتاب المفقود ۶۲۲/۲ ط شركه علميه ملتان) و كذا فى الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة' بحث حكم زوجه مفقود ص ۶۲' ص ٦٤ ط دار الاشاعت كراچى "زوجہ مفقود کی صورت میں اس کے نکاح سے خارج ہونے میں مختار نہیں بلکہ ہر حال میں قضائے قاضی شرط ہے' كما هو مصرح فى الرواية العشرين من الامام مالكؒ"

(٤) اما نكاح منكوحة الغير و معتدته.... فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق' باب العدة' مطلب فى النكاح الفاسد والباطل ۵۱۶/۳ ط سعيد كراتشى)

(۵) الهداية' كتاب المفقود ۶۲۱/۲ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(٦) الدر المختار مع هامش ردالمحتار' كتاب المفقود ۲۹۵/٤ ط سعيد كراتشى)

سنین یفرق القاضی بینه و بین امرأته و تعتد عدة الوفاة ثم تزوجت من شاء ت لان عمرؓ هکذا قضی الخ (هدایه) (۱) لا یفرق بینه و بین امراته و حکم بموته بمضی تسعین سنة و علیه الفتویٰ (عالمگیری) (۲) انه انما یحکم بموته بقضاء لانه امر محتمل فما لم ینقم الیه القضاء لا یکون حجة (درمختار) (۳) ان هذاای ماروی عن ابی حنیفة من تفویض موته الی رای القاضی نص علی انه انما یحکم بموته بقضاء (شامی) (٤)

اگر تفریق ضروری ہے ۔ تو اس ملک میں کون تفریق کر سکتا ہے کیونکہ حاکم وقت نصاریٰ کی طرف سے کوئی قاضی مقرر نہیں ہے اور مسلمانوں کی تراضی اور اتفاق سے بھی کسی کو منصب قضا نہیں ملا ہے۔ پھر تفریق کی کیا صورت ہے ؟

بعض علماء حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ کی عبارت واذاخلا الزمان من سلطان ذی کفایة فالامور مؤکلة الی العلماء و یجب علی الامة الرجوع الیهم و یصرون ولاة فاذا عسر جمعهم علی واحد استقل کل قطر باتباع علمائه فان کثر را فالمتبع اعلمهم فان استووا اقرع بینهم سے ہر عالم کو قاضی تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر ذی علم اس وقت اس ملک میں تفریق کر سکتا ہے۔

حاکم وقت نصاریٰ کی طرف سے جو جج یا مجسٹریٹ یا اکسٹرا اسسٹنٹ ہیں اگر یہ ذی علم علوم شرعیہ ہوں اور مسلمان ہوں تو قاضی شرعی کے حکم میں ہیں یا نہیں ؟ بینوا توجروا ؟

(جواب ۲۰۷) حنفیہ کا اصل مذہب تو وہی ہے کہ جب تک مفقود کی موت کا گمان غالب نہ ہو جائے اس کی زوجہ انتظار کرے اور اس مدت کی مقدار جس میں موت کا گمان غالب حاصل ہو موت اقران یا رائے قاضی یا نوے برس کے ساتھ علی اختلاف الا قوال مقدر ہے (۵) لیکن متاخرین حنفیہ نے ضرورت شدیدہ کے وقت حضرت امام مالکؒ کے مذہب کے موافق فتویٰ دیدیا ہے تو اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت امام مالکؒ کا قول اور مذہب کیا ہے (٦) تو ظاہر کتب فقہیہ اور شروح حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر امام مالکؒ کے نزدیک چار

---

(۱) الهدایة' کتاب المفقود ۶۲۲/۲ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان)
(۲) الفتاویٰ الهندیة' کتاب المفقود ۳۰۰/۲ ط مکتبه ماجدیه' کوئٹه)
(۳) الدر المختار مع هامش ردالمحتار' کتاب المفقود ۲۹۷/٤ ط سعید کراتشی)
(٤) هامش رد المحتار' کتاب المفقود ۲۹۷/٤ ط سعید کراتشی)
(۵) لا یفرق بینه و بین امرأته و حکم بموته بمضی تسعین سنة و علیه الفتوی وفی ظاهر الروایة یقدر بموت اقرانه فاذالم یبق احد من اقرانه حیا حکم بموته و یعتبر موت اقرانه فی اهل بلده کذافی الکافی والمختار انه یفوض الی رأی الامام کذافی التبیین (الفتاویٰ الهندیة' کتاب المفقود ۳۰۰/۲ ط ماجدیه کوئٹه)
(٦) کمافی الحیلة الناجزة : "زوجہ مفقود کسی صورت میں اس کے نکاح سے خارج ہونے میں خود مختار نہیں' بلکہ ہر حال میں قضائے قاضی شرط ہے' کما هو مصرح فی الروایة العشرین من الامام مالکؒ (بحث حکم زوجه مفقود ص ٦٤ مطبوعه دارالاشاعت کراچی) وفی الروایة العشرین: قلت ارأیت امرأة المفقود تعتد الاربع سنین فی قول مالك بغیر امر سلطان قال: قال مالك: لا فان یئس منه ضرب لها من تلك الساعة اربع سنین فقیل لمالك هل تعتد بعد (جاری ہے)

سال کے بعد زوجہ مفقود نکاح ثانی کر سکتی ہے لیکن جواز نکاح کے لئے حکم موت زوج اول حاکم سے حاصل کرنا اور پھر عدت وفات پوری کرنا شرط ہے۔ ہدایہ میں ہے :- وقال مالك اذا مضى اربع سنين يفرق القاضى بينه و بين امرأته وتعتد عدة الوفاة ثم تتزوج من شاء ت لان عمرؓ هكذا قضىٰ فى الذى استهواه الجن بالمدينة و كفىٰ به اماما ولا نه منع حقها بالغيبة يتفرق القاضى بينهما بعد مضى مدة اعتبار ابالا يلاء اوالعنة (۱) انتهىٰ – زرقانی شرح مؤطا مالکؒ میں ہے۔ وضعف الاول بقول مالكؒ لواقامت عشرين سنة ثم رفعت يستانف لها الاجل (۲) نیز اسی زرقانی میں ہے۔ قال مالك وان تزوجت بعد انقضاء عدتها و دخل بها زوجها اولم يدخل بها فلا سبيل لزوجها الاول اليها اذا جاء او ثبت انه حى لان الحاكم اباح للمرأة الزواج مع امكان حياته فلم يكشف الغيب اكثر مما كان يظن (۳) اه فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے۔ اخرج سعيد بن منصور بسند صحيح عن ابن عمر و ابن عباس قالا ينتظر امراة المفقود اربع سنين و ثبت ايضاً عن عثمان و ابن مسعود فى رواية و عن جمع من التابعين كالنخعى و عطاء والزهرى و مكحول والشعبى واتفق اكثرهم على ان التاجيل من يوم ترفع امرها للحاكم و علىٰ انها تعتد عدة الوفاة بعد مضى الاربع سنين (۴) الخ . ان عبارتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مقدار مدت میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن اکثر علماء اور امام مالکؒ کے نزدیک بھی حکم حاکم شرط ہے جیسے کہ اس قول سے ثابت ہے۔

لو اقامت عشرين سنة الخ پس حنفیہ کا فتویٰ جواز جو امام مالکؒ کے مذہب پر دیا گیا ہو وہ بھی بالقضاء ہوگا۔(۵)

ہاں ضرورۃً انگریزی عدالتوں کے مسلم جج یا منصف قائم مقام قاضی شرعی کے ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ ان کو حکومت کی طرف سے معاملات مخصوصہ اہل اسلام مثل طلاق' نکاح' میراث وغیرہ میں احکام شرعیہ کے موافق فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔(۶)

حدیقہ ندیہ کی جو عبارت سوال میں مذکور ہے وہ یا تو دیانات پر محمول ہے کہ دیانات میں آج کل بضرورت علماء قائم مقام قاضی کے سمجھے جا سکتے ہیں لیکن فصل خصومات میں چونکہ گورنمنٹ کی طرف سے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) الاربع سنين عدة الوفاة اربعة اشهر و عشرامن غيران يامرها السلطان بذلك قال نعم مالها و ما للسلطان فى الاربعة الاشهر و عشر التى هى عدة (مجموعة الفتاوىٰ المالكية الملحقة بالحيلة الناجزة ص ۱۳۰ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

(۱) الهداية' كتاب المفقود ۲ – ۶۲۲ ط شركة علميه ملتان

(۲) شرح الزرقانى على مؤطا الامام مالك' كتاب الطلاق' بحث عدة التى تفقد زوجها ۱۹۹/۳ ط دارالفكر بيروت

(۳) شرح الزرقانى على موطأ الامام مالك كتاب الطلاق' بحث عدة التى تفقد زوجها ۱۹۹/۳ ط دار الفكر بيروت

(٤) فتح البارى بشرح صحيح الامام البخارى' كتاب الطلاق' باب حكم المفقود فى اهله و ماله ۳۸۰/۹ ط مصر

(۵) الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة' بحث حكم زوجه مفقود' جواب سوال سوم ص ٦٤ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(٦) الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة' بحث حكم زوجه مفقود' جواب سوال پنجم ص ٦٤' ومقدمہ دربیان قضائے قاضی در ہندوستان ودیگر ممالک غیر اسلامیہ ص ۳۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی-

علماء کو کوئی اختیار نہیں دیا گیا ہے اس لئے خصومات میں ان کا کوئی فیصلہ معتبر نہیں۔ یا اس عبارت کا مفہوم یہ ہوگا کہ جہاں مسلمان حکام نہ ہوں وہاں کے مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے علماء کو اپنے فصل خصومات کے لئے والی بنالیں (۱) اور اگر مسلمان ایسا کرلیں تو بیشک ان علماء کا فیصلہ معتبر ہوگا لیکن جب تک مسلمان ایسا نہ کریں اس وقت تک علماء قائم مقام ولاۃ احکام نہیں ہو سکتے۔ واللہ اعلم۔

(۱) جس کا شوہر عرصہ چھ سال تک بیوی کو نان و نفقہ نہ دے اور اس کی خبر گیری بھی نہ کرے، تو وہ عورت کیا کرے؟
(۲) گمشدہ شوہر کی بیوی کتنے دنوں کے بعد دوسرا نکاح کرے گی؟

(سوال) (۱) ایک مرد اپنی منکوحہ بیوی کو چھوڑ کر الگ ہو گیا اور چھ سال تک اس کے نان نفقہ وغیرہ سے خبر نہیں لیتا بلکہ عورت نے کوشش کی کہ خاوند اس کو اپنے گھر لے جائے لیکن نہ گھر لے جاتا ہے نہ طلاق دیتا ہے۔
(۲) ایک شخص اپنی منکوحہ کو چھوڑ کر لاپتہ ہو گیا ہے اب منکوحہ مذکورہ اپنا نکاح ثانی کتنی مدت میں کر سکتی ہے؟ المستفتی نمبر ۵ ۳ عین اللہ طرفدار (ضلع میمن سنگھ) ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۲۰۸) (۱) ایسی حالت میں عورت اگر مجبور ہو جائے اور گزر نہ کر سکے تو وہ کسی حاکم مسلم کی عدالت سے نفقہ وصول نہ کر سکنے کی بناء پر فسخ نکاح کا حکم حاصل کرلے اور پھر بعد عدت دوسرا نکاح کرلے خاوند خواہ اسی شہر میں ہو یا باہر ہو۔ (۲)
(۲) مفقود ہونے کی بنا پر اگر تفریق مطلوب ہے تو مفقود ہونے کے وقت سے چار سال گزرنے کے بعد فسخ نکاح کا حکم دیا جا سکتا ہے کیونکہ امام مالک کے نزدیک مدت انتظار مفقود چار سال ہے اور حنفیہ نے

---

(۱) اما بلاد علیها ولاة کفار فیجوز للمسلمین اقامة الجمع والا عیاد و یصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین فیجب علیهم ان یلتمسوا والیا مسلما منهم (هامش ردالمحتار' کتاب القضاء ۳٦۹/۵ ط سعید) وقال ایضا و فی الفتح: واذا لم یکن سلطان ولا من یجوز التقلید منه کما هو فی بعض بلاد المسلمین غلب علیهم الکفار کقرطبة الآن یجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منهم یجعلونه والیا فیولی قاضیا و یکون هو الذی یقضی بینهم و کذا ینصبوا اماما یصلی بهم الجمعة (هامش رد المحتار' کتاب القضاء' مطلب فی حکم تولیة القضاء فی بلاد تغلب علیها الکفار ۳٦۹/۵ ط سعید کراتشی)
(۲) قال فی غرر الاذکار: ثم اعلم ان مشایخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائبا ممن مذهبه التفریق بینهما اذا کان الزوج حاضرا وابی عن الطلاق لان دفع الحاجة الدائمة لا یتیسر بالا ستدانة وقال بعد صفحة: و علیه یحمل ما فی فتاوی قاری الهدایة، حیث سال عمن غاب زوجها ولم یترك لها نفقة فاجاب اذا اقامت بینة علی ذلك و طلبت فسخ النکاح من قاض یراه ففسخ نفذ وهو قضاء علی الغائب و فی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذه یسوغ للحنفی ان یزوجها مع الغیر بعدالعدة (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب النفقة' مطلب فی فسخ النکاح بالعجز عن النفقة و بالغیبة ۵۹۱/۳ ط سعید کراتشی)

مدت کے بارے میں امام مالکؒ کے مذہب کو اختیار کر کے فتویٰ دیا ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

جوان العمر عورت جس کا شوہر کافی دنوں سے لاپتہ ہے کیا کرے؟

(سوال) اگر کسی جوان عورت کا شوہر بلا کہے سنے چلا جاوے اور اس کی کچھ خبر نہ ملے کہ آیا مردہ ہے یا زندہ تو وہ عورت کتنی مدت تک اسی شوہر کے نام سے بیٹھی رہے۔ اس شوہر کی نابالغ اولاد بھی موجود ہو اور عورت کے اعزہ بھی کفالت نہ کریں تو وہ عورت عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۸۷ کفایت حسین محمد صدیق۔ رتلام اسٹیٹ ۶ صفر ۱۳۵۳ھ م ۲۱ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۰۹) مفقود کی بیوی امام مالکؒ کے مذہب کے موافق چار سال کے بعد تفریق کا حکم حاصل کر سکتی ہے(۲) اور اگر اس سے پہلے وہ نان نفقہ سے تنگ ہو اور کوئی صورت گزارے کی نہ ہو سکے تو امام احمدؒ کے مذہب کے موافق عدم تیسر نفقہ کی بنا پر حکم فسخ حاصل کر سکتی ہے(۳) حنفیہ بوقت ضرورت شدیدہ امام مالکؒ یا امام احمدؒ کے مذہب پر عمل کر سکتے ہیں۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

(۱) گمشدہ شوہر کی بیوی کو کتنے دن کی مہلت دی جائے گی اور اس کی ابتدا کب ہو گی؟
(۲) پہلے شوہر کے آنے کے بعد بیوی اسی کو ملے گی یا نہیں؟

(سوال) زوجہ مفقود الخبر کتنی مدت گزارنے کے بعد نکاح کر سکتی ہے اور وہ مدت روز فقدان سے شمار ہو گی یا مرافعہ الی القاضی کے وقت سے؟ صورت مسئولہ میں نکاح ثانی ہو جانے کے بعد اگر شوہر مفقود الخبر کا کہیں

---

(۱) (قوله خلافا لمالك) فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضى اربع سنين (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب المفقود' مطلب فى الافتاء بمذهب مالك فى زوجة المفقود ٤-٢٩٥) وقال فى الهداية ولا يفرق بينه و بين امراته وقال مالك اذا مضى اربع سنين يفرق القاضى بينه و بين امراته و تعتد عدة الوفاة ثم تزوج من شاء ت لان عمر هكذا قضى فى الذى استهواه الجن بالمدينة و كفى به اماما (الهداية كتاب المفقود ٢-٦٢٢ ط شركة علميه ملتان)

(۲) (قوله خلافا لمالك) فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضى اربع سنين ... وقد قال فى البزازية : الفتوى فى زماننا على قول مالك وقال الزاهدى كان بعض اصحابنا يفتون به للضرورة (هامش ردالمحتار مع الدرالمختار' كتاب المفقود ٤-٢٩٦ ط سعيد كراتشى)

(۳) قال فى غرر الاذكار : ثم اعلم ان مشايخنا استحسنوا ان ينصب القاضى الحنفى نائبا ممن مذهبه التفريق بينهما اذا كان الزوج حاضر اوابى عن الطلاق...... و عليه يحمل ما فى فتاوىٰ قارئ الهداية حيث سال عمن غاب زوجها ولم يترك لها نفقة فاجاب : اذا اقامت بينة على ذلك و طلبت فسخ النكاح من قاضى يراه ففسخ نفذ وهو قضاء على الغائب و فى نفاذ القضاء على الغائب روايتان عندنا فعلى القول بنفاذه يسوغ للحنفى ان يزوجها مع الغير بعد العدة .... فقوله من قاض يراه لا يصح ان يراد به الشافعى فضلا عن الحنفى بل يراد به الحنبلى فافهم (هامش ردا المحتار مع الدرالمختار' كتاب الطلاق' باب النفقة ٣-٥٩٠ ٥٩١ ط سعيد)

(٤) وفى حاشية الفتال : وذكر الفقيه ابوالليث فى تأسيس النظائر انه اذا لم يوجد فى مذهب الامام قول فى مسالة يرجع الى مذهب مالك لانه اقرب المذاهب اليه (هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق' باب الرجعة مطلب مال اصحابنا الى بعض اقوال مالك ضرورة ٣-٤١١ ط سعيد كراتشى)

پتہ چل جاوے یا وہ خود آجاوے تو یہ عورت شوہر اول کی رہے گی یا ثانی کی؟ بینوا بالکتاب توجروا بالحساب۔
المستفتی نمبر ۳۸۴۳ رحمت اللہ (ضلع میرٹھ) ۲ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ م ۱۴ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۱۰) کتب احناف میں تو امام مالکؒ کے قول کی زیادہ تفصیل مذکور نہیں۔ مدونہ میں امام مالکؒ کا یہی قول مذکور ہے کہ مرافعہ کے روز سے قاضی چار سال مقرر کرے گا (۱) مگر بظاہر مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات حاکم کی رائے پر چھوڑ دی جائے اگر گزری ہوئی مدت کو کافی سمجھے تو فوراً فسخ نکاح کا حکم دیدے ورنہ چار سال کی مدت مقرر کردے اس طرح حنفیہ کی بعض روایات پر بھی عمل ہو سکے گا اور یہ بات اصول کے بھی خلاف نہیں ہے (۲) باقی اگر نکاح ثانی سے پہلے زوج اول آجائے تو زوجہ اسی کی بیوی ہوگی لیکن اگر نکاح کے بعد آئے تو پھر اس کو زوجہ نہ ملے گی۔ (۳) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

....

(۱) کما فی الروایة العشرین من فتاوىٰ العلامة سعید بن صدیق المالکي : قلت ارایت امراة المفقود تعتد الاربع سنین في قول مالك بغیر امر السلطان قال: قال مالك: لاوان اقامت عشرین سنة ثم وقعت امرها السلطان نظر فیها و کتب الى موضعه الذی خرج الیه فان یئس منه ضرب لها من تلك الساعة اربع سنین (مجموعة الفتاوىٰ المالکیة الملحقة بالحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة ص ۱۳۰ مطبوعه دار الاشاعت کراتشی)

(۲) کذافي الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة' بحث حکم زوجه مفقود' فائده ص ۷۱' مطبوعه دار الاشاعت کراچی

(۳) حضرت مفتی اعظمؒ نے جو یہ فرمایا ہے کہ "اگر نکاح کے بعد آئے تو پھر اس کو زوجہ نہ ملے گی" اس مسئلہ میں کچھ تفصیل ہے جو حیلہ ناجزہ میں "واپسی مفقود کے احکام" کے عنوان سے درج ہے وہ یہ ہے کہ وہ مفقود جس پر مرافعہ و تفتیش کے بعد چار سال تک انتظار کر کے قاضی نے موت کا حکم کر دیا ہے' اگر حکم بالموت کے بعد واپس آجائے' خواہ عدت وفات کے اندر یا بعد اور خواہ نکاح ثانی سے پہلے یا بعد' اور دوسری صورت یہ ہے کہ ایسے وقت واپس آئے' جب کہ عدت وفات گزارنے کے بعد عورت دوسرے مرد سے نکاح کر چکی ہے' اور خلوت صحیحہ بھی ہو چکی ہے' ان میں سے پہلی صورت کا حکم بالاتفاق یہ ہے کہ زوجہ شوہر اول ہی کے نکاح میں بدستور سابق رہے گی' دوسرے خاوند کے پاس نہیں رہ سکتی' اور دوسری صورت میں مالکیہ کا مشہور مذہب یہی ہے کہ زوجہ دوسرے خاوند کے پاس رہے گی' اور شوہر اول کا اب اس سے کوئی تعلق نہیں رہا لیکن امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مذہب اس بارے میں یہ ہے کہ اگر مفقود حکم بالموت کے بعد بھی واپس آجائے تو اس کی عورت ہر حال میں اسی کو ملے گی خواہ عدت وفات کے اندر آجائے یا بعد انقضائے عدت کے اور خواہ نکاح ثانی' خلوت اور صحبت کے بعد آئے یا پہلے۔

لہذا حنفی کے لئے غیر حنفیہ کے مذہب پر فتویٰ دینا سخت ضرورت کے وقت تو جائز ہے' جیسے تاجیل زوجہ مفقود وغیرہ کی صورتیں ہیں' لیکن واپسی مفقود کی صورت میں دوسرے مذہب پر عمل کرنے کی کوئی ضرورت داعی نہیں' لہذا اس صورت ثانیہ میں بھی "یعنی جب کہ واپسی مفقود سے قبل شوہر ثانی خلوت صحیحہ بھی کر چکا ہے تب بھی" زوجہ اپنے خاوند سابق ہی کے نکاح میں رہے گی' شوہر ثانی کے پاس رہنا جائز نہیں' کیونکہ شوہر اول کی واپسی سے نکاح ثانی باطل قرار دیا گیا ہے' کما في الشامية لكن لو عاد حيا بعد الحكم بموت اقرانه قال الطحطاوي' الظاهر انه كالميت اذا احي والمرتد اذا اسلم فالبا قي يدرر ثته له ولا يطالب بما ذهب قال ثم بعد رقمه رايت المرحوم اباسعود نقله عن الشيخ شاهين و نقل ان زوجته له والا ولاد للثاني (هامش رد المحتار ' كتاب المفقود ٤-۲۹۷ ط سعيد كراتشي) اس مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے نزدیک مفتی بہ قول یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں (یعنی نکاح سے پہلے یا نکاح کے بعد) عورت خاوند اول ہی کو ملے گی' البتہ مفتی اعظمؒ نے جو نقل کیا ہے وہ غیر مفتی بہ ہے کما في الهندية: فان عادزوجها بعد مضى المدة فهو احق بها وان تزوجت فلا سبيل له عليها (الفتاوىٰ الهندية كتاب المفقود ۲-۳۰۰ ط ماجديه' كوئٹه) لہذا حیلہ ناجزہ کے حاشیہ میں یہ عبارت موجود ہے وما في العالمگيرية ص ۳۰۰ ج ۲ عن التاتر خانية : فان عاد زوجها بعد مضى المدة فهو احق بها وان تزوجت فلا سبيل له عليهما" فلا يعول عليه في مقابلة تصريح المبسوط یعنی مبسوط کی عبارت جس میں یہ مذکور ہے کہ " وقد صح رجوعه (يعني عمرؓ) الى قول عليؓ وانه (اى عليا) كان يقول ترد الى زوجها الاول و يفرق بينهما و بين الآخر ولها المهر بما استحل من فرجها ولا يقربها الاول حتى تنقضي عدتها من الآخر و بهذا كان ياخذ ابراهيم فيقول قول عليؓ احب اليّ من قول عمرؓ وبه ناخذ ايضا (المبسوط للسرخسي كتاب المفقود ۱۱-۳۷ ط دار المعرفة بيروت) یعنی شوہر اول کی واپسی سے زوجہ اسی کو ملے گی" کے مقابلہ میں عالمگیری کی عبارت جس میں یہ مذکور ہے کہ "زوج ثانی کے ساتھ شادی کے بعد خلوت صحیحہ ہو جانے سے زوجہ شوہر اول کو نہیں ملے گی" پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ فقط

جو نو سال سے گمشدہ ہے اس کی بیوی دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح حالت نابالغی میں کر دیا تھا اور اب اس کے شوہر کو گئے ہوئے ۹ سال کا عرصہ گزرتا ہے۔ پتہ نہیں چلتا۔ بہت کوشش اور جستجو کی گئی باپ غریب ہے لڑکی جوان ہو گئی ہے اسکا نکاح ثانی کیا جا سکتا ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۴۴۰ محمد عمر چیڑاسی (میرٹھ) یکم محرم ۱۳۵۴ھ م ۶ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۱۱) اس صورت میں متاخرین حنفیہ کے فتوے کے بموجب عورت کو حق ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنے شوہر کے مفقود ہونے یا نان نفقہ وصول نہ ہو سکنے کی بنا پر اپنا نکاح فسخ کرالے۔ (۱) فسخ نکاح کا حکم حاصل ہونے کے بعد وہ دوسرا نکاح کر سکے گی (۲) اور اگر وطی و خلوت کی نوبت نہ آئی تھی تو عدت بھی لازم نہ ہو گی (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جس عورت کا شوہر پانچ سال سے لاپتہ ہو وہ امام مالکؒ کے فتویٰ پر عمل کرے

(سوال) مسماۃ ہندہ کا خاوند بحالت دیوانگی عرصہ پانچ سال سے مفقود ہے جس کا کچھ پتہ نہیں اور حالات حاضرہ کی بناء پر آئندہ بھی اس کی خبر ملنے کی توقع نہیں اور ہندہ کے واسطے نان نفقہ وغیرہ مشکلات کا سامنا ہے لہذا ہندہ اپنا نکاح امام احمدؒ کے قول پر عمل کر کے فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں ؟ اگر نکاح فسخ کرانے کے واسطے قاضی کی ضرورت ہے تو کیا کرے۔ شرعی قاضی تو ہے نہیں یا جماعت مسلمین سے فسخ کرا سکتی ہے ؟ بینوا توجروا

المستفتی نمبر ۹۳۶ سنجالوی (افریقہ) ۲۷ صفر ۱۳۵۵ھ م ۱۹ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) مسماۃ ہندہ بوجہ مفقود الخبر ہونے زوج کے موافق قول حضرت امام مالکؒ کے نکاح فسخ کرا سکتی ہے کیونکہ فقہائے متاخرین حنفیہ نے موافق قول حضرت امام مالکؒ کے فتویٰ دیدیا ہے (۴) کہ بعد انتظار چار سال کے مفقود الخبر کی زوجہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں درخواست دیکر نکاح اول کے فسخ کر دینے کا حکم و فیصلہ حاصل کر لے اس کے بعد وفات کی عدت پوری گزار کر نکاح ثانی کر سکے گی (۵) غیر مسلم حکومت کی عدالت کے حاکم کا بھی یہ فیصلہ کافی ہو گا بشرطیکہ حاکم مسلمان ہو۔ (۶) فقط

حبیب المرسلین عفی اللہ عنہ، نائب مفتی۔

---

(۱) الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة' بحث حكم زوجه مفقود ص ۶۲ مطبوعه دار الاشاعت كراچى

(۲) (خلافا لمالك) فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضى اربع سنين..... وقد قال فى البزازية الفتوى فى زماننا على قول مالك وقال الزاهدى كان بعض اصحابنا يفتون به للضرورة(هامش ردالمحتار مع الدر المختار'كتاب المفقود ۴/۲۹۵ ط سعيد كراتشى)

(۳) وقال الله تعالىٰ يا ايها الذين آمنوا اذا نكحتم المؤمنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسو هن فما لكم عليهن من عدة تعتدونها (الاحزاب: ۴۹)

(۴) دیکھئے حوالہ حاشیہ نمبر ۲

(۵) كذافى الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة' بحث حكم زوجه مفقود ص ۶۲ مطبوعه دار الاشاعت كراچى

(۶) دیکھئے الحيلة الناجزة' بحث حكم زوجه مفقود جواب سوال پنجم ص ۶۵ ' ومقدمہ دربیان حکم قضائے قاضی در ہندوستان و دیگر ممالک اسلامیہ ص ۳۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(جواب ۲۱۲) (از حضرت مفتی اعظمؒ) ہاں امام مالک کے مسلک کے موافق جماعت مسلمین جس کے افراد مسئلہ شرعیہ سے واقف اور متدین ہوں ایسے معاملے میں فسخ نکاح کا حکم کر سکتی ہے(۱) رہا قانونی نفاذ تو اس کی کوئی سبیل کر لینی قانون داں اصحاب کا کام ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جس عورت کا شوہر سات سال سے گم ہے' تو وہ نان و نفقہ نہ پانے کی وجہ سے تفریق کرا سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) مساۃ فیدن کا شوہر تقریباً سات سال ہوئے فرار ہو گیا ہے آج تک لا پتہ ہے نہ معلوم کہ زندہ ہے یا مر گیا ہے متعدد جگہ تلاش کیا مگر پتہ نہیں چلا مساۃ مذکور کے لئے اندیشہ ہے کہ چال چلن خراب نہ ہو جائے مساۃ مذکور کی عمر ۲۰ سال ہے سائل تنگدست ہے صورت ہذا میں عقد ثانی ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۰۷۱ اننشی ولد گلاب (آگرہ) ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۳۰ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۳) اس صورت میں مساۃ کو بوجہ نفقہ نہ ملنے اور عصمت خراب ہونے کے خوف کے یہ حق ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا پہلا نکاح فسخ کرا لے(۲) اور پھر عدت گزار کے دوسرا نکاح کر لے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جس کا شوہر پانچ سال سے گم ہو' وہ عورت کیا کرے ؟

(سوال) ایک شخص نے اپنی دختر کا نکاح کیا اور اس کا شوہر کچھ مدت اس کے پاس رہا اور پھر کہیں چلا گیا اور کسی سے ذکر نہ کیا جس کو عرصہ پورا پانچ برس کا گزر گیا خاوند نے نہ خط لکھا اور نہ کہیں اس کا پتہ ہے بہت تلاش بھی کیا مگر کچھ پتہ و نشان نہیں معلوم ہوا دختر مذکور جوان ہے اب اس کے واسطے علمائے دین کیا فرماتے ہیں اس کا نکاح دوسرے سے کر دینا جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۸۵۵ قاضی عبدالحق صاحب (میسور) ۲۹ رجب ۱۳۵۶ھ م ۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء

---

(۱) صرح بذلك العلامه الصالح التونسی مفتی المالکیة فی المسجد النبوی الشریف بالمدینةالمنورة فی فتاواه الذی علیه الجمهور وبه العمل وهو المشهور ان ذلك التفریق ووسائله وما یتعلق به للحاكم فان عدم حسا او اعتبارا فجماعة المسلمین الثلاثة فما فوقه تقوم مقامه ولا یکفی الواحد فی مثل هذا (مجموعة الفتاویٰ المالکیه الملحقة بالحیلة الناجزة' الروایة السابعة عشر ص ۱۲۸ مطبوعه دار الاشاعت کراچی)

(۲) وقال فی غرر الاذکار : ثم اعلم ان مشایخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائبا ممن مذهب التفریق بینهما اذا کان الزوج حاضرا اوابیٰ عن الطلاق ثم قال بعد صفحه : و علیه یحمل مافی فتاوی قاری الهدایة حیث سال عمن غاب زوجها ولم یترك لها نفقة فاجاب : اذا اقامت بینة علی ذلك و طلبت فسخ النكاح من قاض یراه ففسخ نفذ وهو قضاء علی الغائب و فی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا' فعلی القول بنفاذه یسوغ للحنفی ان یز[illegible]ها من الغیر بعد العدة (هامش ردالمحتار' کتاب الطلاق' باب النفقة ۳/ ۵۹۰'۵۹۱ مطلب فی فسخ النكاح' بالعجز عن النفقة و بالغیبة ط سعید کراتشی) وکذافی الحیلة الناجزة بحث حکم زوجه مفقود ص ۷۲

(جواب ۲۱۴) کسی مسلمان حاکم سے اس عورت کا نکاح فسخ کرایا جائے(۱) اس کے بعد یہ عورت عدت پوری کرلے اس کے بعد دوسرا نکاح ہو سکے گا۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جوان العمر عورت جس کا شوہر دس سال سے لاپتہ ہے اس کی خبر گیری نہ کرے اور نان و نفقہ کا بندوبست نہیں' تو کیا کرے؟

(سوال) ایک عورت کا خاوند عرصہ دس سال تین ماہ سے مفقود الخبر ہے اس کی کچھ خبر نہیں ہے اس عرصہ میں اس نے نہ کبھی خط لکھا ہے اور نہ ہی خرچ بھیجا ہے خدا جانتا ہے کہ زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ گھر سے روانگی کے وقت کہہ گیا تھا کہ میں کلکتہ جا رہا ہوں۔ اس دن سے آج تک اس کی کچھ خبر نہیں ہے بہتیر ی تلاش کی اور کلکتہ سے آنے جانے والوں سے پوچھا۔ عورت حنفی المذہب ہے عورت مذکورہ دوسرا عقد کرنا چاہتی ہے چونکہ جوان عمر ہے۔ عورت کا ذریعہ معاش کچھ نہیں ہے اور نہ کوئی امداد کرنے والا ہے اسکے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۹۳۹ (لاہور) ۲۱ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۵) یہ عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا نکاح بر بنائے عدم وصول نفقہ و خطرہ عصمت فسخ کرا سکتی ہے اور فسخ نکاح کا حکم حاصل کرکے عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

گمشدہ شوہر کی بیوی کے سلسلہ میں امام مالکؒ کا فتویٰ' اور حنفیہ کا اس پر عمل

(سوال) ایک شخص عرصہ چھ سال سے مفقود الخبر ہے' اس کی زوجہ نو عمر ہے جذبات انسانی و خواہشات نفسانی کے باعث انتظار و صبر کی متحمل نہیں ہو سکتی' بموجب مذہب اہل سنت والجماعت نکاح ثانی کی مجاز ہے؟ یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۸۰ شریف احمد صاحب نئی چھاؤنی دہلی ۲۸ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۳ نومبر ۱۹۳۷ء

---

(۱) اس لئے کہ زوجہ مفقود کسی صورت میں اس کے نکاح سے خارج ہونے میں خود مختار نہیں' بلکہ ہر حال میں قضائے قاضی شرط ہے کما ہو مصرح فی الروایۃ المشہورین من الامام مالکؒ (حیلہ ناجزہ' بحث حکم زوجہ' مفقود' جواب سوال سوم ص ۶۴ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

(۲) اس لئے کہ عدت میں معتدہ عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں' کما فی الشامیۃ اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ . فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (ہامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب العدۃ' مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۳/۵۱۶ ط سعید کراتشی) وکذا فی الہندیۃ: لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ وکذا المعتدۃ کذا فی السراج الوہاج (الفتاویٰ الہندیۃ' کتاب النکاح' الباب الثالث فی بیان المحرمات' القسم السادس المحرمات التی یتعلق من الغیر ۱/۲۸۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۳) وعلیہ یحمل ما فی فتاوی قاریٔ الہدایۃ' حیث سال عمن غاب زوجہا ولم یترک لہا نفقۃ: فاجاب اذا اقامت بینۃ علی ذلک و طلبت فسخ النکاح من قاض یراہ ففسخ نفذ وہو قضاء علی الغائب و فی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذہ یسوغ للحنفی ان یزوجہا من الغیر بعد العدۃ (ہامش رد المحتار کتاب الطلاق' باب النفقۃ' مطلب فی فسخ النکاح بالعجز عن النفقۃ و بالغیبۃ ۳/۵۹۱ ط سعید کراتشی)

جواب ۲۱۶) حنفیہ نے امام مالکؒ کے مذہب کے موافق چار سال انتظار کرنے کے بعد اس امر کی اجازت دیدی ہے کہ عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرالے اور پھر عدت گزار کر دوسرا نکاح کرلے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مفقود الخبر کی بیوی موجودہ زمانہ میں کتنے دنوں کے بعد نکاح کرے گی ؟

(سوال) اگر کسی عورت کا شوہر گم ہو جائے اور اس کا کوئی پتہ نہ چلے تو وہ عورت کتنی مدت تک بعد دوسرا خاوند کر سکتی ہے۔ المستفتی نمبر ۲۱۰۰ عبدالمجید خاں صاحب (روہتک) ۷ شوال ۱۳۵۶ھ م ۱۱ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۷) چار سال انتظار کرکے کسی مسلمان حاکم سے اپنا نکاح فسخ کرائے اور پھر عدت گزار کر دوسرا نکاح کرے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر کے تقریباً پانچ سال گمشدگی کے بعد بیوی نے دوسری شادی بغیر قضائے قاضی کے کرلی تو جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال) ایک عورت کا خاوند اپنے سسرال کے رشتہ داروں سے کسی بات پر تنازعہ ہونے سے لڑ جھگڑ کر اور ناراضگی ظاہر کرکے کسی دور دراز جگہ چلا گیا اور عرصہ تک اس عورت کے والدین نے ہر چند اس کو تلاش کیا لیکن کہیں سراغ نہ ملا اس کے بعد چار سال چار ماہ دس دن کی مدت سے زائد عرصہ قریباً پانچ سال گزر جانے پر عورت مذکور کا نکاح ثانی کسی دیگر شخص سے کردیا گیا جسکو اب تقریباً تین سال کا عرصہ ہو گیا ہے اور عورت کا خاوند ازاول تا ہنوز مفقود الخبر ہے کیا اس عورت کا نکاح ثانی درست ہے اور عقد پڑھانے والے پر کوئی ذمہ داری تو عائد نہیں ہوئی اگر ہوئی ہے تو اس کے لئے اب کیا حکم ہے جب کہ وہ ایک قریہ کی مسجد کا امام ہے۔

المستفتی نمبر ۲۱۷۳ جناب منشی حفیظ اللہ صاحب (حصار) ۷ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۱۰ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۱۸) جب کہ خاوند آٹھ سال سے مفقود الخبر ہے تو اس کی زوجہ کو یہ حق ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرائے اور پھر عدت گزار کر دوسرا نکاح کرلے (۳) پہلا نکاح فسخ کرانے سے پہلے

---

(۱) (قوله خلافا لمالك) فان عنده تعتد زوجة المفقود عدةالوفاة بعد مضى اربع سنين......وقد قال فى البزازية: الفتوى فى زماننا على قول مالك وقال الزاهدى كان بعض اصحابنا يفتون به للضرورة (هامش رد المحتار مع الدرالمختار' كتاب المفقود' مطلب فى الافتاء بمذهب مالك فى زوجة المفقود ٤/٢٩٥ ط سعيد كراتشى)

(۲) ولا يفرق بينه و بين امراته وقال مالكؒ اذا مضى اربع سنين يفرق القاضى بينه و بين امراته و تعتد عدة الوفاة ثم تزوج من شاء ت' لان عمرؓ هكذا قضى فى الذى استهواه الجن بالمدينة وكفى به اماما (الهداية' كتاب المفقود ٢/٦٢٢ ط شركة علميه ملتان)

(۳) ولا يفرق بينه و بين امراته وقال مالكؒ اذا مضى اربع سنين يفرق القاضى بينه و بين امراته و تعتدعدة الوفاة ثم تزوج من شاء ت ' لان عمرؓ هكذا قضى فى الذى استهواه الجن بالمدينة وكفى به اماما (الهداية' كتاب المفقود ٢/٦٢٢ ط شركة علميه ملتان)

جو نکاح کر دیا گیا وہ جائز نہیں ہوا (۱) نکاح پڑھانے والے نے اگر یہ جانتے ہوئے کہ عورت منکوحہ ہے اور اس کا نکاح فسخ نہیں کرایا گیا نکاح پڑھایا تو وہ گناہ گار ہوا اس کو توبہ کرنی لازم ہے توبہ کے بعد وہ امامت پر قائم رکھ جائے تو جائز ہے۔(۲)

مسلمان حاکم میسر نہ ہو تو جماعت مسلمین جس میں علماء و عمائد شریک ہوں فسخ کی کارروائی کر سکتے ہیں ان کی کارروائی شرعی جواز کے لئے کافی ہو گی (۳) قانونی مواخذہ قائم رہے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

گمشدہ شوہر کی بیوی کی دوسری شادی کے لئے قضائے قاضی ضروری ہے 'اور اگر قاضی نہ ہو تو جماعت مسلمین یہ کام کر سکتی ہے

(سوال) میری لڑکی جوان ہے اور شوہر اسکا پانچ سال سے مفقود ہے بہت تلاش کیا گیا مگر پتہ نہیں چلا کوئی ذریعہ اس کے گزارہ کا نہیں اور ہندوستان میں قاضی شرعی بھی موجود نہیں کیا یہ ممکن ہے کہ جماعت مسلمین کے سامنے یہ قضیہ پیش کر کے مذہب مالکی پر فتویٰ لیا جائے جس میں چار سال کے بعد حکم موت مفقود کا کر دیا ہے۔ میں غریب آدمی ہوں کسی اسلامی ریاست تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اس واسطے کوئی آسان تدبیر لڑکی کی رہائی کی ارشاد فرمائی جائے اور جماعت مسلمین کے فیصلے کے لئے کیا شرائط ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۳۹ شیخ سلیم الدین صاحب میرٹھ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۲۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۱۹) جماعت مسلمین بھی یہ کام کر سکتی ہے جب کہ شرعی قاضی نہ ہو اور کوئی دوسری صورت ممکن نہ ہو (۴) موجودہ حالت میں مسلمان جج بھی شرعی قاضی کے قائم مقام ہو سکتا ہے (۵) اور حافظ عبداللہ کا شریعت بل جو پاس ہو کر ایکٹ بن چکا ہے اس کے ماتحت مقدمہ چل سکتا ہے اور رہائی ہو سکتی ہے جماعت مسلمین کی کارروائی قانوناً قابل اعتبار نہ ہو گی اور جب اس کے ہاتھ میں قوت تنفیذیہ نہیں تو وہ غیر مفید ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته...... فلم یقل احد بجواز فلم ینعقد اصلا(ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العدة'مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۳/۵۱۶ ط سعید کراتشی) وکذافی الھندیة لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیرہ وکذا المعتدة کذافی السراج الوھاج (الفتاویٰ الھندیة ' کتاب النکاح' الباب الثالث فی بیان المحرمات القسم السادس المحرمات التی یتعلق بھا حق الغیر ۱/۲۸۰ ط ماجدیه کوئٹه)

(۲) حدیث شریف میں ہے: عن ابی عبید بن عبداللہ عن ابیه قال قال رسول اللہ ﷺ التائب من الذنب کمن لا ذنب له (رواہ ماجه فی سننه باب ذکر التوبة ص ۳۲۳ ط میر محمد کراتشی)

(۳) الحیلة الناجزة' بحث حکم زوجہ مفقود' جواب سوال پنجم ص ۶۵ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(٤) الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة' بحث مقدمہ دربیان حکم قضائے قاضی در ہندوستان ودیگر ممالک غیر اسلامیہ ص ۳۴ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۵) الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة' بحث مقدمہ دربیان حکم قضائے قاضی در ہندوستان ودیگر ممالک غیر اسلامیہ ص ۳۴ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

جس عورت کا شوہر وفات پا چکا ہے' وہ عدت وفات کے بعد دوسری شادی کر سکتی ہے

(سوال) ہندہ کا شوہر بکر تھا جو عرصہ پانچ سال سے مفقود الخبر ہے زائد حصہ تحقیقات کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ ہلاک کر ڈالا گیا اب ہندہ زید کے ساتھ عقد کر سکتی ہے جب کہ زید کا ناجائز تعلق ہندہ کے ساتھ بکر کی زندگی میں بھی تھا۔ فقط المستفتی نمبر ۲۳۶۵ قاضی منظور احمد صاحب (ہردوئی) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۱۰ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۲۰) جب کہ ہندہ کا شوہر بکر ہلاک ہو چکا ہے تو ہندہ زید کے ساتھ عقد کر سکتی ہے اگرچہ اس کا زید سے ناجائز تعلق تھا۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

دس سال بعد جماعت مسلمین نے گمشدہ کی بیوی کی دوسری شادی کر دی' بعد میں پہلا شوہر آگیا' تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) ایک مسماۃ کا شوہر جو اس کے بیان سے معلوم ہوا کہ دس برس سے مفقود الخبر تھا اس مسماۃ نے اپنے گاؤں کے پنچوں کی اجازت اور مشورے سے زید کے ساتھ عقد پڑھا لیا عقد کے چند روز بعد اس کا اصلی شوہر جو مفقود الخبر تھا آگیا تو اب وہ عورت کو واپس لے سکتا ہے یا نہیں اور اصلی شوہر کے آجانے سے دوسرے شوہر کا عقد باقی رہا یا ٹوٹ گیا؟ المستفتی نمبر ۲۴۷۳ شہادت صاحب برہانپور (سی پی) ۱۳ صفر ۱۳۵۸ھ ۴ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۲۱) اگر عورت نے اپنے شوہر کا مفقود الخبر ہونا جماعت مسلمین پر واضح کر دیا تھا اور جماعت نے تحقیق کر کے عدم نفقہ یا خوف زنا کی وجہ سے عورت کا پہلا نکاح فسخ کر کے دوسرے نکاح کی اجازت دیدی تھی تو اب شوہر اول عورت کو واپس نہیں لے سکتا نکاح ثانی قائم ہے اور قائم رہے گا بشر طیکہ عورت نے عدت گزار کر باقاعدہ دوسرا نکاح کیا ہو۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(جواب دیگر ۲۲۲) مفقود کی زوجہ کے لئے ۹۰ سال انتظار کرنے کے بارے میں فقہائے متاخرین نے سخت دشواری محسوس کی اس لئے انہوں نے اس قول پر فتویٰ دینا ترک کر دیا اور چار سال انتظار کرنے کے بعد نکاح فسخ کر دینے کا حکم دے دیا اور آج کل اسی پر عمل ہے(۳) حاکم سے نکاح فسخ کرایا جائے اور عورت عدت

---

(۱) وصح الموطوءة بملك او الموطوءة بزنی ای جاز نکاح من رآها تزنی وله وطؤها بلا استبراء واما قوله تعالیٰ: "والزانية لا ينكحها الا زان" فمنسوخة بآية" فانكحوا ما طاب لكم من النساء" (الدر المختار' مع هامش ردالمحتار' كتاب النكاح' فصل في المحرمات ۳/ ۵۰ ط سعيد كراتشي)

(۲) فان عاد زوجها بعد مضى المدة فهو احق بها وان تزوجت فلا سبيل له عليها (الفتاویٰ الهندية' كتاب المفقود ۲/ ۳۰۰ ط ماجدية كوئٹه) حضرت مفتی اعظمؒ کے ایسے ہی ایک جواب کی پوری تفصیل جواب نمبر ۲۱۰ کے حاشیہ نمبر ۳ میں گزر چکی ہے وہاں دیکھ لی جائے۔

(۳) (قوله خلافا لمالك) فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضى اربع سنين – وقد قال في البزازية' الفتوىٰ في زماننا على قول مالك وقال الزاهدى كان بعض اصحابنا يفتون به للضرورة (هامش رد المحتارمع الدر المختار' كتاب المفقود' مطلب في الافتاء بمذهب مالك في زوجة المفقود ۴/ ۲۹۵ ط سعيد كراتشي)

گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ 'دہلی

نابالغ کی بیوی کو زنا میں مبتلا ہونے کا ڈر ہو 'تو وہ کیا کرے ؟

(سوال) ایک لڑکی جس کی عمر اٹھارہ انیس سال ہے اس کا نکاح ایک لڑکے سے جس کی عمر آٹھ نو سال کی ہے کر دیا گیا۔ چونکہ فتنہ کا سخت خطرہ ہے کیا کوئی صورت تفریق کی ہو سکتی ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۶۶۲ مولوی نصیر بخش بہاولپور مورخہ ۲۳ صفر ۱۳۶۰ھ م ۲۲ مارچ ۱۹۴۱ء

(جواب ۲۲۳) اگر لڑکی کے مبتلائے معصیت ہونے کا قوی خطرہ ہو تو کوئی مسلمان حاکم اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ 'دہلی

گزارش ہے کہ حضرت علامہ مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ نے اس جواب کا حوالہ طلب فرمایا ہے۔ براہ کرم حوالہ تحریر فرمائیں۔

(جواب) خاص اس صورت میں کہ لڑکا نابالغ ہو اور لڑکی بالغہ ہو جائے اور اس کے زنا میں مبتلا ہو جانے کا قوی خطرہ ہو مخصوص جزئی نظر سے نہیں گزری مگر جواب میں جو حکم لکھا گیا ہے وہ اس پر مبنی ہے کہ ابتلاء زنا کا خطرہ اور حبس شہوت کا ضرر ضرر عدم نفقہ سے قوی ہے اور مفقود میں تضرر بعدم النفقہ و تضرر بحبس الشہوۃ دونوں کو عذر قرار دیا گیا اور تضرر بحبس الشہوۃ کو اقوی قرار دیکر اس کے لئے چار سال کی مدت بھی ضروری نہیں سمجھی بلکہ فوراً فسخ نکاح کی اجازت مالکیہ نے دیدی اور صورت مسئول عنہا میں تضرر بحبس الشہوۃ بوجہ نابالغی و عدم صلاحیت شوہر کے یقینی ہے جس کے لئے کسی انتظار کی ضرورت نہیں جیسے کہ مفقود میں اس خاص صورت (خوف زنا) میں نہیں رکھی گئی یہ بات کہ زوجۃ المفقود میں خوف زنا کی صورت میں تاخیر ضروری نہیں سمجھی گئی حیلہ ناجزہ کے صفحہ (۳) ۱۰۱ اور ۱۱۲ میں موجود ہے مگر امراۃ مفقود کے بارے میں یہ روایات ہیں۔ نیز اس صورت میں ضرورت کی وجہ سے امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کے موافق نابالغ ممیز سے طلاق دلوا کر اس کے نفاذ کا حکم بھی دیا جا سکتا ہے۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ 'دہلی

---

(۱) قال مالکؒ : اذا مضى اربع سنين يفرق القاضي بينه و بين امراته و تعتد عدة الوفاة ثم تزوج من شاء ت لان عمرؓ هكذا قضى في الذي استهواه الجن بالمدينة (الهداية' كتاب المفقود ۲/ ۶۲۲ ط شركة علميه ملتان) وكذا في الحيلة الناجزة' بحث حكم زوجه مفقود ص ۵۹ مطبوعه دار الاشاعت كراچى)

(۲) الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة' بحث حكم زوجه متعنت ص ۷۳ مطبوعه دار الاشاعت كراچى

(۳) الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة' بحث حكم زوجه مفقود' واپس مفقود کے احکام فائدہ ص ۷۱ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۴) (قوله وجوزه الامام احمد) اى اذا كان مميزا يعقله بان يعلم ان زوجته تبين منه كما هو مقرر في متون مذهبه فافهم (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق ۳/ ۲۴۳ ط سعيد كراتشى)

جس عورت کے شوہر کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ وہ مر گیا ہے یا زندہ ہے' تو وہ عورت کیا کرے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) بیان مسماۃ گلاب بانو دختر عبد اللہ ذات بلوچ عمر تیس سال سکنہ حال موگا ضلع فیروز پور باقرار صالح مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۲۶ء بیان کیا کہ میرا نکاح ہمراہ خان بیگ ولد شیر خاں ذات بلوچ سکنہ جایا ضلع میانوالی حال آباد کالا باغ ضلع میانوالی عرصہ نو دس سال کا ہوا ہے ہوا تھا اور حق مہر معجل و غیر موجل یکصد روپیہ مقرر ہوا۔ اس کے گھر تقریباً چھ سات سال آباد رہی اس کے نطفے اور میرے بطن سے ایک لڑکی بعمر تین سال موجود ہے تین سال کا عرصہ ہوا کہ اس نے مجھے گھر سے نکالدیا ہے اور آج تک میرے نان نفقہ کا کوئی انتظام نہیں کیا میں محنت کر کے اپنا گزارہ کرتی ہوں معلوم نہیں وہ مر گیا یا زندہ ہے مجھے آنکھوں سے کم نظر آتا ہے میں چاہتی ہوں اگر شرع اجازت دے تو کسی دیگر شخص سے نکاح کر لوں اس وقت اسپتال کو بغرض علاج آئی ہوں مگر علاج درست نہیں ہوا ہے اس لئے محنت کرنے سے بھی معذور ہوں۔

(جواب ۲۲۴) اگر شوہر کی زندگی معلوم یا مظنون ہو تو اس سے طلاق لینے اور فیصلہ کرنے کے بغیر دوسرا نکاح نہیں ہو سکتا(۱)، ہاں اگر اس کا مرجانا یقینی ہو تو عدت وفات گزار کر دوسرا نکاح کیا جا سکتا ہے(۲) اور موت اور حیات دونوں میں سے کسی کا یقین نہ ہو تو اس صورت میں وہ مفقود الخبر کہلائے گا اور اس کی زوجہ کو خاوند کے مفقود الخبر ہونے کے وقت سے کم از کم چار سال کا انتظار کرنا پڑے گا(۳)۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ'

متاخرین حنفیہ نے گمشدہ شوہر کی بیوی کے بارے میں امام مالکؒ کے فتویٰ پر عمل کیا ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۲۷ء)

(سوال) اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۲۶ء میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ زوجہ کو خاوند کے مفقود الخبر ہونے کے وقت سے کم از کم چار سال انتظار کرنا پڑے گا اس مسئلہ کے متعلق یہاں کے بعض علماء اعتراض کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ ہمارے مذہب میں نہیں بلکہ امام مالکؒ کا مذہب ہے۔

(جواب ۲۲۵) ہاں ان بزرگوں کا یہ کہنا صحیح ہے کہ زوجہ مفقود کے لئے چار سال انتظار کرنے کے بعد نکاح کی اجازت دینا حضرت امام مالکؒ کا مذہب ہے اور یہ کہ حنفیہ کا اصل مذہب اس کے خلاف ہے(۴)، مگر ان کے

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ : حرمت علیکم امہاتکم ...... والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتب اللہ علیکم واحل لکم ماوراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم (النساء: ۲۳-۲۴)

(۲) والذین یتوفون منکم و یذرون ازواجا یتربصن بانفسہن اربعۃ اشہر و عشرا (البقرۃ: ۲۳۴)

(۳) (قولہ خلافا لمالک) فان عندہ تعتد زوجۃ المفقود عدۃ الوفاۃ بعد مضی اربع سنین...... وقد قال فی البزازیۃ: الفتوی فی زماننا علی قول مالک وقال الزاہدی کان بعض اصحابنا یفتون بہ للضرورۃ (ہامش رد المحتار مع الدرالمختار' کتاب المفقود مطلب فی الافتاء بمذہب مالک فی زوجۃ المفقود ۲۹۵/۴ ط سعید کراتشی) (۴) ولا یفرق بینہ و بین امراتہ و حکم بموتہ بمضی تسعین سنۃ وعلیہ الفتوی و فی ظاہر الروایۃ یقدر بموت اقرانہ فاذا لم یبق احد من اقرانہ حیا حکم بموتہ و یعتبر موت اقرانہ فی اہل بلدہ کذا فی الکافی والمختار انہ یفوض الی رای الامام کذافی التبین (الفتاوی الہندیۃ' کتاب المفقود ۳۰۰/۲ ط ماجدیۃ' کوئٹہ)

ساتھ ان بزرگوں کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئیے کہ متاخرین حنفیہ نے زمانہ موجودہ کی ضرورت پر نظر کرتے ہوئے حضرت امام مالکؒ کے قول پر فتویٰ دیدیا ہے شامی میں اس کی تصریح موجود ہے(۱) اسی بنا پر میں نے پہلا فتویٰ لکھا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

سوال متعلقہ استفتائے سابق

(الجمعیۃ مورخہ ۲ مارچ ۱۹۲۷ء)

(جواب ۲۲۶) جب کہ خاوند چھ سال سے مفقود الخبر ہے تو اس کی عورت حاکم مجاز سے اجازت حاصل کر کے عدت وفات پوری کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کیا عورت پانچ چھ سال گمشدہ شوہر کا انتظار کرنے کے بعد دوسری شادی کر سکتی ہے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۲۷ء)

(سوال) ہندہ کے چچا نے ہندہ کی شادی زید سے بحالت نابالغی کر دی تھی آج عرصہ پانچ چھ سال کا ہوتا ہے کہ زید مفقود الخبر ہے اور ہندہ چار سال سے بالغ ہے کیا ایسی صورت میں ہندہ نکاح ثانی کر سکتی ہے ؟

(جواب ۲۲۷) اس صورت میں ہندہ حاکم مجاز سے اپنا نکاح فسخ کرا کے اور عدت گزار کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے(۳) بغیر حکم فسخ دوسرا نکاح جائز نہیں ہے(۴) فقط محمد کفایت اللہ غفرلہ'

عورت کو اگر شوہر کی موت کا یقین یا ظن غالب ہو' تو وہ عدت وفات پوری کر کے دوسری شادی کر سکتی ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) زید مزدوری کی غرض سے دوسرے شہر (مثلاً لاہور) گیا ہوا تھا وہاں بیمار ہو گیا۔ دوستوں کے شورے سے وطن روانہ ہونے کے ارادے سے اکیلا موٹر میں بیٹھ کر لاہور کے اسٹیشن پہنچا اور اسٹیشن پر ہی انتقال کر گیا اقارب واعزہ کو اس کی موت کی خبر نہ تھی جب اس کے رفقا گھر آئے تو معلوم ہوا کہ وہ گھر نہیں

---

(۱) (قوله خلافا لمالك) فان عنده تعتدزوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضى اربع سنين ...... وقد قال فى البزازية الفتوىٰ فى زماننا على قول مالك وقال الزاهدى : كان بعض اصحابنا يفتون به للضرورة (هامش ردالمحتار مع الدرالمختار' كتاب المفقود' مطلب فى الافتاء بمذهب مالك فى زوجة المفقود ٤/٢٩٥ ط سعيد كراتشى)

(۲) وقال مالك اذا مضى اربع سنين يفرق القاضى بينه و بين امراته و تعتد عدة الوفاة ثم تزوج من شاء ت (الهداية' كتاب المفقود ٢/٦٢٢ و كذافى الحيلة الناجزة بحث حكم زوجه مفقود ص ٦٣' ٦٤ مطبوعه دار الاشاعت)

(۳) الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة' بحث حكم زوجه مفقود ص ٦٣'٦٤ مطبوعه دارالاشاعت كراچى)

(٤) اما نكاح منكوحة الغير و معتدته..... فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق' باب العدة' مطلب فى النكاح الفاسد والباطل ٣/٥١٦ ط سعيد كراتشى)

پہنچا اس اثنا میں اس کی موت کی خبر تھانے میں پہنچی اور فوٹو آیا یہ فوٹو جو پولیس کے ذریعے سے آیا ہے بعینہ اسی مرنے والے کا ہے مگر کوئی شاہد نہیں ہے اب زید کو مفقود سمجھا جائے یا متوفی اور اس کی عورت کے نکاح ثانی کا طریقہ کیا ہوگا ؟

(جواب ۲۲۸) اگرچہ پولیس کی خبر اور فوٹو کا اس صورت معلومہ کے ساتھ مشابہ ہونا حجت شرعیہ نہیں بنے تاہم اس کی عورت کو اگر اس خبر سے موت زوج کا یقین یا ظن غالب حاصل ہو جائے تو وہ عدت وفات پوری کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

خاوند پانچ سال سے لاپتہ ہے' تو عورت دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) ایک عورت کا خاوند عرصہ پانچ سال سے مفقود ہے عورت سخت تنگ دست اور پریشان ہے اندریں حالت کسی دوسرے فرقہ کے عالم سے فتویٰ لیکر اس کی مخلصی کی صورت پیدا کی جا سکتی ہے ؟

(جواب ۲۲۹) مفقود الخبر کی زوجہ کے بارے میں تو متاخرین فقہائے حنفیہ نے بھی یہ فتویٰ دیدیا ہے کہ زوجہ مفقود سخت ضرورت کے وقت مسلمان حاکم کی عدالت میں رجوع کرے اور حاکم چار سال کے بعد اس کو پہلے خاوند کی موت کا حکم دیکر نکاح ثانی کی اجازت دیدے اور وہ عدت گزار کر دوسرا نکاح کر لے(۲) انگریزی عدالتوں کے مسلمان حکام اور جماعتی پنچ بھی یہ کام کر سکتے ہیں(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جس عورت کا شوہر عرصہ دو سال سے نان و نفقہ اور حقوق زوجیت ادا نہ کرے' تو وہ عورت کیا کرے ؟

(سوال) میرا شوہر ایک برس سے زائد عرصہ سے مفقود ہے سننے میں آتا ہے کہ وہ اپنے خویش و اقارب سے خط و کتابت جاری رکھا ہے مگر اس مظلومہ و بے سر و سامان عاجزہ پر کوئی قسم مہربانی نہیں دو سال سے مجھ کو نان و نفقہ سے بھی محروم رکھا ہے اب ایک معتبر انجمن کے ماتحت اپنی زندگی بسر کر رہی ہوں ایسا ظالم اور بد

---

(۱) وفیہ عن الجوھرۃ: اخبر ھاثقۃ ان زوجھا الغائب مات او طلقھا ثلاثا او اتاھا منہ کتاب علی یدثقۃ بالطلاق' ان اکبر رایھا انہ حق فلا باس ان تعتد و تزوج (درمختار) وقال فی الرد : وفی جامع الفصولین : اخبر ھا واحد بموت زوجھا او بردتہ او بتطلیقھا حل لھا التزوج (ھامش ردالمحتار مع الدرالمختار' کتاب الطلاق' باب العدۃ ۳/۵۲۹ ط سعید کراتشی)

(۲) (قولہ خلافا لمالک) فان عندہ تعتد زوجۃ المفقود عدۃ الوفاۃ بعد مضی اربع سنین... وقد قال فی البزازیۃ الفتوی فی زماننا علی قول مالک وقال الزاھدی کان بعض اصحابنا یفتون بہ للضرورۃ (ھامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب المفقود ' مطلب فی الافتاء بمذھب مالک فی زوجۃ المفقود ٤/۲۹۵ ط سعید کراتشی)

(۳) الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ' بحث حکم زوجہ مفقود جواب سوال پنجم ص ٦٥ ' ومقدمہ بیان حکم قضائے قاضی در ہندوستان و دیگر ممالک غیر اسلامیہ ص ۲۳ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

اخلاق شوہر مجھے ملا۔

(جواب ۲۳۰) اگر شوہر کسی طرح راہ راست پر نہیں آتا اور اپنی بیوی کے حقوق ادا نہیں کرتا تو کوئی مسلمان حاکم اس کے نکاح کو فسخ کر سکتا ہے۔ حضرت امام احمدؒ اور امام مالکؒ کے مذہب کے موافق فسخ نکاح کی صورت ہو سکتی ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) و علیه یحمل ما فی فتاوی قاری الهدایة حیث سال عمن غاب زوجها ولم یترك لها نفقة فاجاب: اذا اقامت بینة علی ذلك و طلبت فسخ النكاح من قاض یراه ففسخ نفذ وهو قضاء علی الغائب و فی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذه یسوغ للحنفی ان یزوجها من الغیر بعد العدة... فقوله من قاض یراه لا یصح ان یراد به الشافعی فضلا عن الحنفی بل یراد به الحنبلی فافهم (هامش ردالمحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب العدة ۳ / ۵۹۱ ط سعید کراتشی)

چھٹا باب
عنین

نامرد کی بیوی ایک سال کی مہلت کے بعد تفریق کرا سکتی ہے

(سوال) ایک شخص نے نکاح کیا بعد نکاح معلوم ہوا کہ وہ عنین یعنی نامرد ہے اس سے کہا گیا کہ تو بیوی کو طلاق دیدے تو وہ کہتا ہے کہ مہر اخرچہ جو ہوا ہے دے دو اور مہر بھی چھوڑ دو۔ تو طلاق دیتا ہوں ورنہ نہیں اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۳۱) جب کہ خاوند عنین یعنی نامرد ہو تو عورت کو یہ حق ہے کہ وہ حاکم مجاز کی عدالت میں فسخ نکاح کی درخواست کرے حاکم خاوند کو بغرض علاج ایک سال کی مہلت دے گا ایک سال میں اگر خاوند کی حالت درست ہو گئی تو خیر ورنہ پھر عورت کی دوبارہ درخواست پر حاکم نکاح کو فسخ کردے گا خاوند کے ذمہ (اگر خلوت صحیحہ ہو چکی ہو) پورا مہر واجب الاداء ہے نکاح کے مصارف میں سے عورت کے ذمہ کچھ لازم نہیں۔
اذا رفعت المرأة زوجها الى القاضي وادعت انه عنين و طلبت الفرقة فان القاضي يسأله هل وصل اليها او لم يصل فان اقرانه لم يصل... اجله سنة الخ(هنديه) (۱) جاء ت المرأة الى القاضي بعد مضي الا جل وادعت انه لم يصل اليها واقرالزوج انه لم يصل اليها خيرها القاضي في الفرقة ان اختارت الفرقة امر القاضي ان يطلقها طلقة بائنة فان ابى فرق بينهما ولها المهر كاملا وعليها العدة بالا جماع ان كان الزوج قد خلا بها وان لم يخل بها فلا عدة عليها ولها نصف المهر ان كان مسمى والمتعة ان لم يكن مسمى (هنديه ملتقطا)(۲)

جس عورت کا شوہر نامرد ہو تو وہ نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) سات سال کا عرصہ ہوا ایک عورت نے ایک شخص سے نکاح کیا اور خلوت ہونے پر عورت کو معلوم ہوا کہ میاں نامرد ہے وہ اپنے باپ کے گھر چلی گئی باپ کے گھر رہتے ہوئے چھ برس سے زائد ہو گئے تو لڑکے والوں نے اس کو بلایا اور کہا کہ اب تمہارے شوہر کی طبیعت ٹھیک ہے چنانچہ عورت گئی تو اپنے مرد کو مثل سابق نامرد پایا عورت جوان ہے تقریباً تیس سال کے قریب عمر ہے۔ اس کے ماں باپ مفلس ہیں نہ یہ خلع کرتے ہیں نہ لڑکا طلاق دیتا ہے ایسی مظلومہ کے لئے تفریق کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ المستفتی نمبر ۴۰ مولانا حکیم محمد ابراہیم۔ راند یر ۲۴ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ م ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۳۲) شوہر عنین ہو تو عورت کو اپنا نکاح فسخ کرانے کا حق ہوتا ہے یہ حق امتداد مدت سے ساقط

---

(۱) الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الثاني عشر في العنين ۱ / ۵۲۲ ط ماجدية، كوئته
(۲) الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الثاني عشر في العنين ۱ / ۵۲٤ ط ماجدية، كوئته

نہیں ہوتا یعنی اگر بیوی نے شادی کے بعد کئی سال تک خاموشی اختیار کی تو اس کا حق ساقط نہ ہوگا(۱) اگر شوہر خود طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو تو عورت کسی مسلمان مجسٹریٹ کی عدالت میں درخواست دے کہ میرا خاوند نامرد ہے اس لئے میرا نکاح فسخ کر دیا جائے حاکم شوہر کو ایک سال کی مہلت دیگا کہ وہ علاج کرلے ایک سال میں اگر وہ درست ہو گیا تو خیر ورنہ عورت مکرر درخواست کرے کہ خاوند کی حالت درست نہیں ہوئی لہذا میرا نکاح توڑ دیا جائے اب حاکم خاوند سے دریافت کرے اگر وہ اس کا اقرار کرے کہ وہ عورت سے صحبت کرنے پر قادر نہیں ہوا تو حاکم نکاح فسخ کر دے گا اور اگر خاوند کہے کہ میں صحبت کر چکا ہوں اور عورت کہے کہ نہیں کی تو قاضی عورت کا کسی معتبر اور ماہر عورت سے معائنہ کرائے اگر عورت کا باکرہ ہونا اس کی شہادت سے ثابت ہو جائے تو قاضی عورت کی خواہش پر تفریق کرا دے گا(۲) انگریزی عدالت کے مسلمان حاکم کا فیصلہ بھی شرعاً کافی ہے۔(۳) واللہ اعلم ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نابالغی میں نامرد سے نکاح ہو گیا' اب بالغ ہونے کے بعد کیا کرے ؟

(سوال) کسی لڑکی کی شادی صغر سنی میں ہو گئی جب وہ لڑکی سن بلوغ کو پہنچی تو شوہر اس کا نامرد ثابت ہوا پھر اس کے شوہر کو علاج کرانے کا موقع دیا گیا مگر وہ درست نہیں ہوا ایسی حالت میں بھی جب کہ وہ ناقابل ہے طلاق نہیں دیتا اور اب وہ لڑکی بالغہ ہے کیا وہ لڑکی عقد ثانی کر سکتی ہے اس کا شوہر بغرض علاج پانچ سال تک مختلف مقامات پر گیا اور علاج کرایا مگر درست نہیں ہوا ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئیے۔ المستفتی نمبر ۱۵۳۲ حافظ بشیر احمد صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ (ضلع جھانسی) ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۴ جون ۱۹۳۷ء

(جواب) (از مولوی عبدالاول صاحب)اگر شوہر واقعی ناقابل علاج ہے تو ایسی صورت میں عورت کسی مسلمان حاکم کے ہاں درخواست دیکر فسخ نکاح کا حکم حاصل کر سکتی ہے اور پھر عدت گزار کر عقد ثانی کر سکتی ہے۔واللہ اعلم بالصواب۔ خادم العلماء محمد عبدالاول راسخ دفتر جمعیۃ علماء ہند دہلی ۱۸۔۵۔۵۲

(جواب ۲۳۳) (از حضرت مفتی اعظمؒ) فسخ کا دعویٰ شوہر کے عنین ہونے کی بنا پر ہوگا تو قاضی یا حاکم ایک سال کی مہلت بغرض علاج دے گا اور ایک سال کے بعد عورت کی دوبارہ درخواست پر نکاح فسخ کر دے گا۔
(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) وهو اى هذا الخيار على التراضى لا الفور فلو وجدته عنينا او مجبوبا ولم تخاصم زمانا لم يبطل حقها وكذا لو خاصمته ثم تركت مدة فلها المطالبة (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب العنين وغيره ۳/۴۹۹ ط سعيد كراتشي)

(۲) اس تمام تفصیل کے لئے دیکھئے الدر المختار مع هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق' باب العنين وغير ۳/۴۹۹' ۵۰۰ ط سعيد كراتشي)

(۳) الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة' تحت مقدمہ دربیان حکم قضائے قاضی در ہندوستان و دیگر ممالک غیر اسلامیہ ص ۳۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۴) تفصیل کے لئے دیکھئے الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الثانى عشر فى العنين ۱/۵۲۲'۵۲۴ ط ماجدية' كوئٹه)

جب نامرد شوہر بیوی کو طلاق نہ دے' تو وہ کیا کرے ؟

(سوال) ایک لڑکی کا شوہر نامرد ہے جب یہ بات ظاہر ہوئی تو علاج متواتر تین سال کرلیا گیا مگر وہ کامیاب نہیں ہوا والدین لڑکی کا طلاق چاہتے ہیں وہ نہیں دیتا اور وہ اپنی مرضی سے لڑکی کو دوسری جگہ بٹھلانا چاہتا ہے جس کو وہ لڑکی اور وارثان پسند نہیں کرتے ایسی صورت میں کیا حکم ہے۔ المستفتی نمبر ۱۸۹۱ رحمان بخش صاحب (گوڑگانوہ) ۷ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۴) اگر شوہر نامرد ہے تو زوجہ کو حق ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں درخواست دیکر نکاح فسخ کردینے کی استدعا کرے حاکم شوہر کو بقاعدہ شرعیہ ایک سال کی مہلت دے گا اور ایک سال میں بھی شوہر تندرست نہ ہوا تو عورت کی دوبارہ درخواست پر نکاح فسخ کردے گا۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نامرد کی بیوی دوسرا نکاح کیسے کرے ؟

(سوال) زید اور زبیدہ کی شادی صغر سنی میں اس کے والدین نے کی زید اور زبیدہ بالغ ہوئے باہم مجامعت نہیں ہوئی زبیدہ عرصہ دراز تک شرم و حجاب میں خاموش رہی اب مجبور ہو کر اظہار کیا ہے کہ میرا شوہر قطعی نامرد ہے مجھ سے کبھی قصداً بھی نہیں کیا میرا نکاح فسخ کرا کر شادی دوسرے مرد سے کی جائے زید کی ظاہراً حالت زنانیہ ہے زبیدہ عرصہ آٹھ ماہ سے ناامید ہو کر اپنے پیر بیٹھی ہے لڑکے کے وارثوں نے لڑکے سے سپردگی کا دعویٰ عدالت میں کرایا عدالت سے زید کو ڈگری مل گئی ہے جس سے اس کا منشا زبیدہ کو روک کر تکلیف پہنچانا ہے زید پیدائشی نامرد ہے اور اس کے وارث چھٹکارا نہیں کرنے دیتے۔ ایسی حالت میں زبیدہ کیا کرے اپنی جان پر کب تک ظلم برداشت کرے۔ المستفتی نمبر ۱۹۲۴ کریم بخش صاحب ضلع پیلواڑہ ۲۰ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۵) زبیدہ کو حق ہے کہ وہ عدالت میں اپنے شوہر کے نامرد ہونے کی بنا پر فسخ نکاح کا دعویٰ کرے اور عدالت اس کے شوہر کو بلا کر ایک سال کی مہلت دے گی اور اگر اس عرصہ میں بھی وہ تندرست نہ ہوا تو عورت کی دوبارہ درخواست پر عدالت نکاح فسخ کردے گی۔(۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

موجودہ زمانہ میں نامرد کی بیوی کی تفریق کس طرح کرائی جائے؟ جب کہ قاضی شرعی موجود نہیں

(سوال) زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح ہوا جس کو آج پندرہ سال کا زمانہ گزر چکا لیکن زن و شو کے مخصوص تعلقات نہ قائم ہو سکے بوجہ اس کے کہ زید نامرد ہے جس کی شہادت ہندہ دیتی ہے اب ہندہ طلاق چاہتی ہے لیکن زید

---

(۱) دیکھئے حوالہ سابقہ ہم

(۲) دیکھئے الفتاوی الهندية' كتاب الطلاق' الباب الثانی عشر فی العنين ۱/ ۵۲۲' ۵۲٤ ط ماجدیه کوئٹه

طلاق نہیں دیتا ایسی صورت میں ہندہ کے لئے کیا چارہ کار ہے۔ درآں حالیکہ آج کل شرعی قاضی بھی نہیں ہے تو ہندہ کے لئے حصول طلاق کی کیا صورت ہوگی ؟ المستفتی نمبر ۲۳۱۰ محمد یوسف صاحب ضلع بلیا ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۳ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۳۶) ایسی صورت میں ہندہ انگریزی عدالتوں سے کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں فسخ نکاح کے لئے درخواست کرے اور حاکم شوہر کو ایک سال کی مہلت بغرض علاج دے اگر سال بھر میں وہ تندرست ہو جائے تو خیر ورنہ عورت کی دوبارہ درخواست پر حاکم نکاح فسخ کردے گا اور عورت بعد انقضائے عدت دوسرا نکاح کرلے گی۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نامرد سے نکاح ہو جاتا ہے اور اس کی امامت بھی درست ہے

(سوال) ایک شخص فطرۃً نامرد ہے یعنی قوت مردی سے محروم ہے اس کی حرکات و سکنات میں بھی عورتوں سے مشابہت ہے ایسے شخص کی امامت صحیح ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۷۶۶ قاضی عبدالحمید امام جامع مسجد کراچی۔ ۱۳ رجب ۱۳۵۶ھ م ۱۹ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۷) عنین کا نکاح صحیح ہو جاتا ہے خواہ مادرزاد عنین ہو جب کہ مردانہ اعضاء موجود ہوں اور عورت کے اعضاء نہ ہوں (جیسے کہ خنثیٰ میں دونوں اعضاء ہوتے ہیں) تو وہ مرد ہے(۲) اور اس کا نکاح صحیح ہے(۳) حرکات اور بول چال میں عورتوں کی مشابہت ہو تو یہ صحت نکاح کے لئے مانع نہیں ہے ایسے شخص کی امامت بھی درست ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نامرد کی بیوی کی تفریق بذریعہ طلاق، حکم یا خلع ہو سکتی ہے ان کے بغیر دوسرا نکاح درست نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) زید نامرد ہے۔ اس کی زوجہ اس حالت میں اس کے پاس گزارا نہیں کرسکتی اور وہ طلاق نہیں دیتا۔

---

(۱) دیکھئے الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العنین وغیرہ ۳/ ۴۹۹ ، ۵۰۰ ط سعید کراتشی

(۲) العنین ھو الذی لا یصل الی النساء مع قیام الآلۃ (الفتاوی الھندیۃ' الباب الثانی عشر فی العنین ۱/ ۵۲۲ ط ماجدیہ کوئٹہ) وقال فی الدر ولو وجدتہ عنینا ھو من لا یصل الی النساء لمرض او کبر او سحر و یسمی المعقود (درمختار) وقال فی الرد (قولہ ھو من لا یصل الی النساء) ھذا معناہ لغۃ' اما معناہ الشرعی المراد ھنا فھو من لا یقدر علی جماع فرج زوجتہ مع قیام الآلۃ لمرض بہ (ھامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب العنین وغیرہ ۳/ ۴۹۶ ط سعید کراتشی)

(۳) و ینعقد بایجاب من احدھما و قبول من الآخر (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب النکاح ۳/ ۹ ط سعید کراتشی) نامرد کی بیوی کا قاضی سے فسخ نکاح کرانے پھر دوسری جگہ نکاح نہ کر سکنا نامرد سے نکاح منعقد ہونے کی دلیل ہے۔

(۴) نامرد ہونے سے امامت پر کوئی اثر نہیں پڑتا یہ ایسا عیب نہیں جو امامت کی کراہیت کا باعث ہو اور فقہاء کرام نے نامردی کو کراہیت امامت کے اسباب میں ذکر نہیں کیا ہے۔

(جواب ۲۳۸) بغیر طلاق یا حکم فسخ حاصل کئے جانے یا خلع کے دوسرا نکاح نہیں ہو سکتا۔ ہاں مرد کا نکاح حسب قاعدہ فسخ کیا جا سکتا ہے اگر وہ طلاق یا خلع پر راضی نہ ہو تو عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں فسخ نکاح کی درخواست کرے حاکم شوہر کو ایک سال کی مہلت بغرض علاج دے گا اس کے بعد اگر وہ تندرست نہ ہو تو عورت کی دوبارہ درخواست پر حاکم نکاح کو فسخ کر دے گا۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ساتواں باب
تحریری طلاق

"معافی مہر کے بعد طلاق دیتا ہوں" کی تحریر لکھوا کر دستخط کرنے سے کون سی طلاق واقع ہوگی؟

(سوال) زید کے عقد میں ہندہ تھی۔ دونوں میں لڑائی ہوئی۔ عورت (ہندہ) نے مرد (زید) سے کہا کہ مجھ کو طلاق دیدو زید خاموش رہا پھر دوسرے وقت کہا کہ طلاق دے دو اس پر زید نے کہا کہ تم مہر نامہ لکھ دو میں طلاق دے دوں گا زید دو پہر کو باہر چلا گیا رات کو زید بازار سے کھانا لایا اور دونوں نے کھایا پھر دوسرے روز ہندہ نے کہا کہ ہمارا فیصلہ نہ ہوگا زید نے جواب دیا نہیں ہوگا غرضیکہ لڑائی میں چار روز گزر گئے نہ کھانا پکا نہ کھایا گیا پانچویں روز بہت اصرار پر زید کاتب اور حافظ صاحب کو بلا کر لایا حافظ صاحب نے ہندہ کو بہت سمجھایا لیکن وہ نہ مانی تب کاتب نے ہندہ سے دریافت کیا کہ تم مہر سے دست بردار ہو گی ہندہ نے جواب دیا میں ایسے تو دست بردار نہیں ہوں گی مجھ کو بیس روپے اور گھر کی گرہستی دیں تو دست بردار ہو سکتی ہوں زید نے جواب دیا میں نہیں دے سکتا پھر معاملہ ملتوی ہو گیا دو دن بعد پھر ہندہ نے کہا خدا کے واسطے میرا فیصلہ کر دو۔ چاہے مجھ کو کچھ بھی نہ دو اس پر زید پھر کاتب کے پاس گیا اور کاتب سے کہا کہ ہندہ فیصلہ کرانا چاہتی ہے جو کچھ لکھنا لکھانا ہو لکھ دو (کاتب ہندو وثیقہ نویس ہے) کاغذ اسٹامپ کی خریداری کے دستخط اور نشان انگوٹھا زید اور ہندہ کے بھی لئے اسٹامپ لیکر کاتب مکان چلا آیا پھر صبح کو آیا اور عورت سے پوچھا کہ کاغذ لکھوں ہندہ نے جواب دیا لکھو۔ پھر زید سے پوچھا اس نے کہا کہ اگر ان کی مرضی ہے تو لکھو کاتب نے دوسرے کمرے میں جا کر مسودہ لکھا

---

(۱) فان وطی مرۃ فبھا والا بانت بالتفریق من القاضی ان ابی طلاقھا بطلبھا (درمختار) وقال فی الرد (قولہ من القاضی ان ابی طلاقھا) ای ان ابی الزوج لانہ وجب علیہ التسریح بالاحسان حین عجز عن الامساک بالمعروف فاذا امتنع کان ظالما فناب عنہ واضیف فعلہ الیہ (ہامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب العنین وغیرہ ۳/۴۹۸ ط سعید کراتشی)

(۲) اس تمام تفصیل کے لئے دیکھئے الفتاوی الھندیۃ' کتاب الطلاق' الباب الثانی عشر فی العنین ۱/۵۲۲' ۵۲۴ ط ماجدیہ کوئٹہ (وکذا فی الدر المختار مع ہامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العنین وغیرہ ۳/۴۹۹' ۵۰۰ ط سعید کراتشی)

وہاں زید وہندہ کوئی نہ تھا پھر زید وہاں گیا کاتب نے اس کو مسودہ سنایا جس کی نقل پر انگوٹھا اور دستخط زید کا لیا گیا (جس کی نقل ہمر شتہ تحریر ہذا ہے) یعنی طلاق نامہ۔ اس کو سن کر زید خاموش چلا گیا اس کے بعد دونوں کاغذ اسٹامپ پر لکھے گئے اور پھر کسی کو کوئی مضمون نہیں سنایا گیا بلکہ دونوں کے دستخط اور نشان انگوٹھا بھی لے لئے گئے ہندہ نے زید سے چند چیزیں مانگیں وہ زید نے خوشی دیدیں ہندہ وہ سامان لیکر دوسرے مکان میں چلی گئی اور وہاں ایک دن اور ایک رات رہی اس کے بعد زید کو بلا کر ہندہ نے کہا کہ اب مجھ کو گھر لے چلو میں کسی کے پاس نہیں رہ سکتی جس طرح ہو مجھ کو دو روٹیاں دو یہ کل سر گزشت ہے لہذا جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۴۸۵ ایچ ایم کریم بخش (ضلع اٹاوہ) ۲۴ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ م ۲۵ اگست ۱۹۳۵ء

نقل معافی نامہ مہر۔ کاغذ قیمتی ایک روپیہ۔ منکہ مسماۃ حشمت بیگم دختر کالے خاں قوم مسلمان ساکن قصبہ اوریا ضلع اٹاوہ کی ہوں واضح ہو کہ حسب منشاء منمقر بعد معافی زر مہر عوض مبلغ پانچ سو روپے بروئے تحریر طلاق نامہ مورخہ امروزہ نوشتہ امتیاز محمد خاں ولد ولایت خاں مسلمان ساکن قصبہ اوریا پرگنہ اوریا ضلع اٹاوہ نے مجھ کو طلاق دیدی ہے لہذا ذریعہ تحریر ہذا اقرار کرتی ہوں اور لکھے دیتی ہوں اور اعلان کرتی ہوں کہ اب من مقرہ سے اور امتیاز محمد خاں سے کوئی واسطہ اور تعلق کسی قسم کا نہ رہا اور نہ آئندہ ہوگا اگر آئندہ کبھی مقرہ یا میرے ورثہ و جانشینان مشار الیہ سے طلب نان و نفقہ یا بعد وفات مشار الیہ خواستگاری حق زوجیت کا دعویٰ کریں تو از روئے تحریر ہذا بالکل باطل اور کاذب متصور ہو کر روبرو حاکمان وقت قابل پذیرائی تصور نہ فرمایا جاوے لہذا یہ چند کلمے بطریق دستاویز اظہار انفساخ ازدواج لکھ دیئے کہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آوے مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۵ء بقلم راج بہادر وثیقہ نویس اوریا نشانی انگوٹھہ و دستخط مسماۃ حشمت بیگم گواہ شد محمد عظیم بخش بقلم خود گواہ شد محمد عبدالمنان بقلم خود۔

نقل طلاق نامہ۔ منکہ امتیاز محمد خاں ولد ولایت خاں قوم مسلمان ساکن قصبہ اوریا ضلع اٹاوہ کا ہوں جو کہ مسماۃ حشمت دختر کالے خاں مسلمان ساکن قصبہ اوریا ضلع اٹاوہ بالعوض مبلغ پانچ سو روپے زر مہر مؤجل عرصہ ڈیڑھ سال سے میری زوجیت میں تھی لیکن بوجہ اختلاف مزاج و اختلاف طبیعت باہم منمقر وزوجہ مذکورہ کشیدگی رہا کرتی ہے اور آئے دن طرح طرح کے قصے پیدا ہوتے رہتے ہیں کہ جس کی وجہ سے تنازعات پیدا ہورہے ہیں اور مسماۃ مذکورہ باوجود فہمائش اہل برادری طلب زر مہر پر زور دیتی ہے یوں تو میں بھی طلاق دینے پر آمادہ تھا لیکن اب مسماۃ مذکور بخوشی خاطر خود بمعافی زر مہر مبلغ پانچ سو روپے مجھ سے طالب طلاق ہوئی چنانچہ آج میں بعد معاف کرالینے زر مہر مذکور کے بمعاوضہ زر مہر بطریق جائز بمواجہہ گواہان حاشیہ و دیگر اشخاص مسماۃ حشمت مذکور کو طلاق دی اور جلسہ عام میں کچھ ٹھہر ٹھہر کر تین طلاقیں حسب احکام شریعت محمدی دیدیں اور اپنی زوجیت سے خارج کر دیا اب میری اور زوجہ میری کی قطعی جدائی ہوگئی اب آئندہ نہ مجھ کو مسماۃ مذکور پر دعویٰ زوجیت کا رہا اور نہ مسماۃ کا مہر مجھ پر رہا اب مسماۃ کو اختیار ہے کہ چاہے اپنا نکاح دوسرے سے کرے یا نہ کرے اگر آئندہ میں مسماۃ پر دعویٰ زوجیت کا کروں یا مسماۃ مجھ سے مہر کی خواستگار ہو یا نان نفقہ کی عدالت میں نالش کرے تو قطعی ناجائز اور باطل ہوگی لہذا یہ چند کلمے بطریق طلاق نامہ لکھ دیئے کہ سند رہے

اور وقت ضرورت کام آوے۔
مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۵ء۔ بقلم راج بہادر وثیقہ نویس۔ العبد نشان انگوٹھا ودستخط امتیاز محمد خاں گواہ شد محمد عظیم بخش بقلم خود۔ گواہ شد عبدالمنان بقلم خود۔
(جواب ۲۳۹) اس روداد پر جو کاغذ نمبر ایک میں درج ہے اور جس کا ماحصل یہ ہے کہ ہندہ اور زید نے صرف کاغذوں پر دستخط کئے ہیں زبان سے کچھ نہیں کہا یعنی طلاق زبان سے نہیں دی ہے جواب یہ ہے کہ یہ طلاق بائن بعوض معافی مہر کے ہوئی ہے(۱) طلاق مغلظہ نہیں ہوئی ہے اگر زید اور ہندہ باہم راضی ہوں تو بدون حلالہ نکاح جدید کر سکتے ہیں(۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

غصہ کی حالت میں یکدم تین طلاق لکھنے سے کتنی طلاقیں واقع ہوئیں ؟

(سوال) زید اور اس کی زوجہ ہندہ کا خانگی امور میں نزاع رہتا تھا نوبت یہاں تک پہنچی کہ زید تنگ آگیا اور غصہ اور بے بسی کی حالت میں عورت کے روبرو خط تحریر کر کے ہندہ کو دیدیا کہ ہندہ بنت بکر کو تینوں طلاق ساتھ دیتا ہوں اور اپنے دستخط کر کے ہندہ کو دے دیا اور خویش واقارب سے مذاکراۃً کہا کہ میں نے ہندہ کو طلاق دے دی تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ صورت مسئولہ میں غصہ اور بے بسی کی حالت میں جو ہندہ کو طلاق دی گئی ہے اس سے طلاق واقع ہو گی یا نہیں ؟ اگر واقع ہو گی تو کتنی واقع ہو گی رجعی بائن یا مغلظ ؟ کیا تینوں طلاق کے ساتھ دینے میں اور علیحدہ علیحدہ دینے میں کچھ فرق ہے یا دونوں کا ایک حکم ہے اور عورت کے روبرو ہوتے ہوئے تحریر طلاق معتبر ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا المستفتی نمبر ۸۷۳ محمد اسمعیل سیدات (جوہانسبرگ) ۲۵ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۸ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۲۴۰) تینوں طلاقیں یکدم دینا ناجائز اور مکروہ ہے لیکن اگر کوئی اس مکروہ فعل کو عمل میں لے آئے تو تینوں طلاقیں پڑ جاتی ہیں اور شخص مذکور خلاف ہدایت عمل کرنے کا مواخذہ دار ہوتا ہے(۳) تینوں طلاقوں کا پڑ جانا اور طلاق مغلظ ہو جانا امام ابو حنیفہ' امام مالک' امام شافعی اور امام احمد بن حنبلؒ یعنی چاروں اماموں اور جمہور

---

(۱) وحکمہ ان الواقع بہ ولو بلا مال و بالطلاق الصریح علی مال طلاق بائن (تنویر الابصار و شرحہ مع ہامش ردالمحتار کتاب الطلاق' باب الخلع ۳/۴۴۴ ط سعید کراتشی) وقال فی ردالمحتار' ان الصریح نوعان' صریح رجعی و صریح بائن فالاول ان یکون بحروف الطلاق بعد الدخول حقیقۃ غیر مقرون بعوض ولا بعد الثلاث' واما الثانی فبخلافہ (ہامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الصریح' مطلب الصریح نوعان رجعی و بائن ۳/۲۵۰ ط سعید کراتشی)
(۲) اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فلہ ان یتزوجہا فی العدۃ و بعد انقضائہا (الفتاویٰ الہندیۃ' کتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعۃ' فصل فیماتحل بہ المطلقۃ وما یتصل بہ ۱/۴۷۲ ط ماجدیہ' کوئٹہ)
(۳) اما البدعی ان یطلقہا ثلاثا فی طہر واحد بکلمۃ واحدۃ او بکلمات متفرقۃ او یجمع بین التطلیقتین فی طہر واحد بکلمۃ واحدۃ او بکلمتین متفرقتین فاذا فعل ذلک وقع الطلاق و کان عاصیا (الفتاویٰ الہندیۃ' کتاب الطلاق' الباب الاول فی تفسیرہ ۱/۳۴۸ ط ماجدیہ کوئٹہ)

امت محمدیہ کا مذہب ہے(۱) غصہ کی حالت کی طلاق پڑ جاتی ہے(۲) لفظ بے بسی سے کیا مراد ہے؟ اگر اس سے مراد اکراہ ہو تو حالت اکراہ کی تحریری طلاق واقع نہیں ہوتی بشرطیکہ زبان سے تلفظ نہ کیا ہو صرف کسی کے جبر و اکراہ سے قلم سے لکھ دی ہو۔(۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

معلق طلاق میں جب شرائط نہیں پائی گئیں تو طلاق بھی نہیں ہوئی

(سوال) اول نور محمد کی لڑکی اور رحمت اللہ کا لڑکا دوم نور محمد کی لڑکی اور رحمت اللہ کا لڑکا سوئم نور محمد کی لڑکی اور رحمت اللہ کا لڑکا چہارم ولایت خاں کی لڑکی اور محمود خاں کا لڑکا پنجم ولایت خاں کی لڑکی اور نور محمد کا لڑکا ششم محمود خاں کی لڑکی اور نور محمد کا لڑکا نابالغ تھے اور سب بالغ تھے یہ سب آپس میں دو گواہوں کے سامنے اس شرط پر اپنے گھر سے قاضی صاحب کے یہاں گئے اور جو شرط مقرر کی وہ یہ ہے کہ تم ہماری کو طلاق دو گے تو ہم تمہاری کو طلاق دے دیں گے اور قاضی صاحب کے وہاں جاکر گواہوں کی موجودگی میں قاضی صاحب سے بھی کہا کہ یہ ہماری کو طلاق دیتے ہیں اور ہم ان کی کو طلاق دیتے ہیں واسطے ان سب کے طلاق نامہ لکھ دو۔ ازاں بعد قاضی صاحب نے ان سب کے طلاق ناموں کی تحریریں چھ تیار کیں ان تحریروں میں قاضی صاحب سہوا الفاظ شرط کو بھول گئے باوجودیکہ طرفین نے قاضی صاحب کو بایں شرط کہا تھا یہ ہماری کو طلاق دیتے ہیں تو ہم ان کی کو طلاق دیتے ہیں ازاں بعد ایک ایک تحریر پر مع گواہوں کے قاضی صاحب نے دستخط لینے شروع کئے تو چار نے دستخط دے دیئے اور ایک بیمار تھا وہاں جاکر دستخط لینے پر ملتوی رکھا اور جو نابالغ تھا وہ حاضر نہ تھا مگر اس کے طلاق کی تحریر اس کے والد نے لکھائی تھی گواہوں کے روبرو مگر دستخط کرنے کو اس کے والد کو کہا تھا تو اس کے والد نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ تو جنہوں نے چار تحریروں پر دستخط کئے تھے انہوں نے بھی قاضی صاحب کو کہا جب یہ دستخط کرنے سے انکار کرتا ہے تو ہماری طرف سے بھی طلاق نہیں ہے کیونکہ ہماری شرط یہ تھی کہ یہ ہماری کو طلاق دیں گے تو ہم ان کی کو طلاق دیں گے تو اس

---

(۱) وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعد هم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث.... وقد ثبت النقل عن اكثر هم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال . و عن هذا قلنالو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الا جتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف (هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق ۲۳۳/۳ ط سعيد كراتشي) جمہور فقہاء کی دلیل حدیث عائشہؓ ہے جسکو امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں نقل کیا ہے عن عائشةؓ ان رجلا طلق امراته ثلاثافتزوجت فطلق فسئل النبي ﷺ اتحل للاول قال لاحتى يذوق عسيلتها كما ذاق الاول (رواه البخاري في الجامع الصحيح' كتاب الطلاق' باب من اجاز طلاق الثلاث لقوله تعالى الطلاق مرتان فامساك بمعروف اوتسريح باحسان ۲ ۱ ۹ ۷ ط قديمي كراتشي)

(۲) و يقع طلاق من غضب خلافا لا بن القيم' وهذا الموافق عندنا لما مرفي المدهوش(هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق' مطلب في طلاق المدهوش ۳/ ۲۴۴ ط سعيد كراتشي)

(۳) و في البحران المراد الاكراه على التلفظ بالطلاق'فلو اكره على ان يكتب طلاق امراته فكتب لا تطلق' لان الكتابة اقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولاحاجة هناكذا في الخانية (هامش ردالمحتار مع الدرالمختار' كتاب الطلاق ۲۳۶/۳ ط سعيد كراتشي)

صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۸۰۷ حاجی معین الدین صاحب (ڈیسہ) ۱۹ رجب ۱۳۵۶ھ ۲۵ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۱) چونکہ طلاق دینے والوں نے طلاق مشروط لکھنے کا حکم دیا تھا لیکن قاضی صاحب نے طلاق غیر مشروط لکھ دی اور دستخط کرنے والوں نے طلاق مشروط سمجھ کر دستخط کر دیئے تو یہ طلاق نہیں ہوئی(۱) اور نابالغ کی طرف سے اس کے ولی کو طلاق دینے کا حق نہیں ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

طلاق نامہ خود لکھنے یا کسی دوسرے سے لکھوانے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

(سوال) زید نے اپنی منکوحہ زوجہ کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں طلاق لکھ کر بھیج دی جس کو عرصہ بیس روز کا ہوا بعد ازاں وہ اپنی زوجہ کو اپنی طرف رجوع کرنا چاہتا ہے نیز یہ بھی کہتا ہے کہ میرا طلاق دینے کا قطعی ارادہ نہ تھا ایک دشمن نے میرے اوپر سفلی علم کرایا جس کا اثر یہ ہوا کہ میرا ایک گھنٹہ میں طلاق دینے کا ارادہ ہو گیا اور اسی وقت طلاق لکھ کر بھیج دی گویا مجھے اس بات کا ہوش نہ رہا کہ میں کیا کر رہا ہوں اور کیا نہیں کر رہا اور یہ بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ ایک دشمن نے میرے اوپر سفلی کرائی ہے لہذا اب زوجہ کو رجوع کرنے کے لئے شرع المقدس کیا اجازت دیتی ہے اور کس طرح ؟ المستفتی نمبر ۱۸۳۲ عبدالغفور محلہ نیاریان دہلی ۲۶ رجب ۱۳۵۶ھ م ۲ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۲) اگر خاوند اس امر کا اقرار کرے کہ لکھی ہوئی تحریر اسی نے لکھ کر یا لکھوا کر بھیجی ہے تو طلاق پڑ گئی(۳) اور جس قسم کی طلاق تحریر میں ہو گی اس قسم کی پڑی ہے اگر تین طلاقیں لکھی تھیں تو تین پڑیں اور رجوع جائز نہیں(۴) یہ عذر کہ شوہر کے ہوش و حواس قائم نہ تھے اس کی تحقیقات بذریعہ قاضی یا ثالث کے ہو سکتی ہے اگر قاضی یا ثالث بعد تحقیقات کے یہ فیصلہ کر دے کہ فی الحقیقت شوہر تحریر طلاق کے وقت ہوش و حواس بجا نہ رکھتا تھا اور زوال ہوش و حواس اس کے اختیاری ناجائز فعل سے نہ تھا تو قاضی یا حکم

---

(۱) لو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها و قرأه على الزوج فأخذه الزوج و ختمه و عنونه و بعث اليها فأتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه ..... وان لم يقر انه كتابه و لم تقم بينة لكنه و صف الامر على وجهه لا تطلق قضاء ولا ديانة وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر انه كتابه (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' مطلب في الطلاق بالكتابة ۲۴۶/۳ ط سعيد كراتشى)

(۲) لا يقع طلاق المولىٰ على امرأة عبده لحديث ابن ماجه الطلاق لمن اخذ بالساق' والمجنون والصبي ولو مراهقا (الدرالمختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق ۲۴۲/۳ ط سعيد كراتشى)۔

(۳) كتب الطلاق ان مستبينا على نحو لوح وقع ان نوى و قيل مطلقا (درمختار) وقال في الرد : ولو استكتب من آخر كتابا بطلاقها وقرأه على الزوج فأخذه الزوج و ختمه و عنونه و بعث اليها وقع ان اقر الزوج انه كتابه..... (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق' مطب في الطلاق بالكتابة ۲۴۶/۳ ط سعيد كراتشى)

(۴) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا في الهداية (الفتاوىٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس في الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۳/۱ ط ماجديه' كوئته)

یہ فیصلہ دے سکتا ہے کہ طلاق واقع نہیں ہوئی۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر نے طلاق نامہ خود نہیں لکھا اور نہ کسی دوسرے سے لکھوایا' تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) ایک مسلمان کی شادی بلوغیت کی حالت میں ایک نابالغ مسلمان لڑکی سے ہوئی اب لڑکی بالغ ہو گئی ہے مگر آجتک رخصتی نہ ہوئی ہے بات یہی تھی کہ محرم کے ماہ میں رخصتی ہوگی اسکا شوہر کلکتہ میں ملازمت کرتا ہے اس نے کسی کی شکایت یابد ظنی کی بنا پر طلاق نامہ لکھ کر ڈاک کے ذریعہ سے لڑکی کے وارث کے پاس بھیج دیا جسکا خلاصہ یہ ہے۔

علی جان سبحان و علی بخش کو معلوم ہو کہ ہماری شادی جو تمہاری بہن زینب سے ہوا تھا ہم اس کو آج مجبوری سے طلاق دیتے ہیں خدا رسول اور سب فرشتوں کو گواہ رکھ کر تین طلاق۔ تمہارے خاندان کا حال پہلے سے ایسا معلوم نہ تھا سب لوگ کہتے بھی تھے بولو تمہاری بہن تھانہ کے داروغہ سے پھنسی ہے۔ روشن میاں سے بھی پھنسی ہے وغیرہ ہم نے آنکھ سے دیکھا جو مولوی صاحب کو بھی ہم بولے تھے علی خاں اپنی ماں اور خالہ سے بھی کہہ دیں کہ ہم تمہاری بیٹی زیب النساء کو تین طلاق دیا' طلاق دیا' طلاق دیا ہم نے محبوب میاں' عبدل میاں کو بھی لکھ کر بھیج دیا ہے تم سب لوگ بھڑوا ہو لواب گھر میں رکھ کر کمائی کھاؤ خدا تم لوگوں کو غارت کرے گا ہم کو بہت لڑکی ہیں مگر تمہارے جیسے رنڈی نہیں۔ شیخ محی الدین علی پور' کلکتہ

مندرجہ بالا طلاق نامہ آنے کے بعد محی الدین کہتا ہے کہ رخصتی کردو ہم نے طلاق نہیں دی ہے بالکل جھوٹ بات ہے یہ طلاق نامہ ہم نے نہیں لکھا ہے خدا کی قسم اور بھاری بھاری قسم کھاتا ہے کہ ہم کو طلاق تک کی خبر نہیں ہے کسی دشمن یا دوسرے شخص نے میری طرف سے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دیا ہوگا ہم نے نہ تو طلاق دیا ہے نہ برا بھلا کہا ہے ہم کو لڑکی رخصت کردو۔ یہ طلاق نامہ جعلی ہے طلاق نامہ لڑکی کے یہاں موجود ہے اور وہ انکار کرتا ہے کہ ہم نے نہیں لکھا ہے اور ڈاکخانہ کا مہر بھی صاف کلکتہ کا ہے جہاں وہ ملازم ہے اس کے علاوہ ایک خط اور بھی ہے جو شوہر کی ماں لے کر لڑکی کے پاس آئی تھی یہ طلاق نامہ کے پہلے اس میں لکھا ہے۔ یعنی انہوں نے اپنی ماں کو لکھا ہے کہ تم برابر یہ خط لیکر گرگپور رخصتی کے لئے جاؤ رخصتی مانگو اور کہہ دو کہ یہاں کا چال چلن اچھا نہیں ہے لڑکی اب بچی نہیں ہے اور کہہ دو کہ اگر رخصتی نہ کرو گے تو ہم پھر طلاق دیدیں گے تو پھر پچھتاؤ گے لڑکی والے نے رخصتی نہ کی اور خط بھی لڑکی والے نے رکھ لیا شوہر کہتا ہے کہ یہ خط بھی ہم نے نہیں لکھا ہے سب جعلی ہے ماں کو کوئی بھیجا ہوگا اب بتلائیے کہ لڑکی کو طلاق پڑی یا نہیں کیا اس

---

(۱) وسئل نظمافیمن طلق زوجته ثلاثا فی مجلس القاضی وهو معتاظ مدهوش' فاجاب نظما ایضا فان الدهش من اقسام الجنون فلا یقع واذا کان یعتاده بان عرف منه الدهش مرة یصدق بلا برهان (هامش ردالمحتار' کتاب الطلاق' مطلب فی طلاق المدهوش ۳/ ۲۴٤ ط سعید کراتشی) وقال ابن عابدین فی العقود الدریه' فعلی هذا حیث وصل للرجل دهش زال به عقله وصار لا شعور له لا یقع طلاقه والقول قوله بیمینه ان عرف منه الدهش وان لم یعرف منه لا یقبل قوله قضاء الا ببینة کما صرح بذلك علماء الحنفیة' (العقود الدریة فی تنقیح الفتاوی الحامدیة' کتاب الطلاق ۱/ ۳۸ ط حاجی عبدالغفار قندهار' افغانستان)

کیا اس کے انکاری ہونے سے طلاق صحیح نہ ہوگی۔ المستفتی نمبر ۲۰۳۷ محمد رمضان خاں (ضلع مونگیر)

(جواب ۲٤۳) تحریری طلاق نامہ کے معتبر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ یا تو شوہر خود اقرار کرے کہ اس نے طلاق نامہ بھیجا ہے(۱) یا اس امر کے شاہد موجود ہوں جو شہادت دیں کہ یہ طلاق نامہ ان کے سامنے شوہر نے لکھا ہے یا لکھوایا ہے(۲) اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو پھر شوہر کا یہ حلفیہ بیان کہ اس نے یہ طلاق نامہ نہیں لکھا نہ لکھوایا نہ بھیجا قبول ہوگا اور طلاق کا حکم نہ دیا جائے گا۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

صرف تحریری طلاق سے بھی طلاق ہو جاتی ہے۔

(سوال) تحریری طلاق دیکر انکار کرنا تحریر کا اپنی ہونے کا اقرار لیکن طلاق دینے سے انکار ہے اور واقعی زبان سے طلاق نہیں دی ہے گواہ یہی کہتے ہیں کہ زبان سے طلاق نہیں دی صرف لکھ دیا ہے طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۳٤۱ حافظ محمد اسماعیل صاحب (آگرہ) ۲٦ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۲٦ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲٤٤) تحریری طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے جب کہ شوہر اپنے ہاتھ سے طلاق تحریر کرے یا دوسرے کی طلاق کو پڑھ کر یا سنکر خوشی سے دستخط کر دے۔ (٤) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر سے جبراً طلاق نامہ لکھوایا گیا' مگر اس نے زبان سے نہیں کہا' تو طلاق واقع نہیں ہوئی

(سوال) ہندہ بنت ابوبکر زوجہ عمر نکاح کے دو سال بعد اپنی والدہ کے ہاں گئی جب عمر لینے کے واسطے گیا تو ابوبکر وغیرہ نے اپنے چند ہمسایوں کو جمع کر کے عمر کو دھمکی قتل اور مار پیٹ کی دیکر طلاقنامہ مندرجہ ذیل لکھوالیا۔

منکہ عمر ولد عبداللہ ساکن فلاں جگہ کا ہوں جو کہ عقد نکاح میرے ساتھ مسماۃ ہندہ بنت ابوبکر کے

---

(۱) لو استکتب من آخر کتابا بطلاقها وقراه علی الزوج فاخذه الزوج و ختمه وعنونه وبعث الیها فاتاها وقع ان اقرا لزوج انه کتابه....وان لم یقرانه کتابه ولم تقم بینةلکنه وصف الامر علی وجهه لاتطلق قضاء ولادیانة وکذا کل کتاب لم یکتبه بخطه او لم یمله بنفسه لایقع الطلاق مالم یقرانه کتابه (هامش ردالمحتار' کتاب الطلاق' مطلب فی الطلاق بالکتابة ۲٤٦/۳'۲٤۷ ط سعید کراتشی)

(۲) و نصابها لغیر ها من الحقوق' سواء کان الحق مالا او غیره کنکاح و طلاق.... رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار مع هامش ردالمحتار'کتاب الشهادات ٤٦٥/٥ ط سعید کراتشی)

(۳) ویسأل القاضی المدعی علیه عن الدعوی فیقول انه ادعی علیك کذاثما ذایقول... فان اقر فیها اوانکرفبرهن المدعی قضی علیه بلا طلب المدعی والا یبرهن حلفه الحاکم بعدطلبه (الدرالمختارمع هامش ردالمحتار'کتاب الدعوی ٥٤٧/٥ ط سعید کراتشی)

(٤) لو استکتب من آخر کتابا بطلاقها وقراه علی الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه و بعث الیهافاتاها وقع ان اقرالزوج انه کتابه ....وان لم یقر کتابه ولم تقم بینة لکنه وصف الامر علی وجهه لاتطلق قضاء ولا دیانة وکذا کل کتاب لم یکتبه بخطه اولم یمله بنفسه لایقع الطلاق مالم یقرانه کتابه (هامش ردالمحتارمع الدرالمختار' کتاب الطلاق' مطلب فی الطلاق بالکتابة ۲٤٦/۳ ط سعید کراتشی) .

ہوا تھا اب وہ مجھ سے ناراض ہے اور میرے ساتھ جانا نہیں چاہتی اور خواہش مند طلاق کی ہے لہذا میں نے اس کو عنداللہ طلاق دیکر آزاد کر دیا اب میرا اس کے ساتھ کوئی واسطہ نہ رہا۔
بعد تحریر کہا کہ یہ تحریر میں نے تم لوگوں کے کہنے سے لکھدی ہے اگر میں ہزار سال بھی زندہ رہوں گا تو بھی طلاق نہیں دوں گا ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۷۸۴ نواب زادہ محمد مرشد خاں مراد آباد ۵ ارجب ۱۳۵۶ھ م ۲۱ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۵) اگر یہ تحریر جبر واکراہ سے لکھوائی گئی ہے اور زبان سے طلاق کا تلفظ نہیں ہوا تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ کذافی کتب الفقه (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

زبردستی شوہر سے طلاق نامہ پر کوئی انگوٹھا لگوالے' تو اس سے طلاق واقع نہ ہو گی
(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ جون ۱۹۳۴ء)

(سوال) ایک شخص نے اپنی زبان سے اپنی منکوحہ عورت کو طلاق کا کوئی لفظ صراحۃً اور کنایۃً نہیں کہا ہاں ایک فرضی طلاق نامہ لکھ کر تین چار آدمیوں نے زبردستی اسکا ہاتھ پکڑ کر اس جعلی اور فرضی طلاق نامہ پر اس کا انگوٹھا ضرور لگوالیا ہے اس صورت میں اس کی منکوحہ پر طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟
سائل مذکور ان کے مجبور کرنے پر طلاق کا کاغذ خرید نے تو ان کے ساتھ گیا مگر ہر چند انکار کرتا رہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق نہیں دوں گا اور کاتب کو ہر چند طلاق نامہ لکھنے سے روکا گیا مگر مکر ہین نے اپنے طور پر ایک فرضی طلاق نامہ تیار کر لیا اور سائل سے زبردستی صرف انگوٹھا لگوالیا گیا اور سائل نے طلاق کا لفظ زبان سے نہیں کہا۔ چند آدمی ایک پاس کے شہر میں سائل کو دھوکے سے لے گئے انہوں نے اپنی گرہ سے دام دیکر طلاق کا کاغذ خرید لیا اور وثیقہ نویس سے طلاق کا کاغذ لکھوانا شروع کیا میں نے وثیقہ نویس کو ہر چند لکھنے سے روکا اور بیس روپے دینے کا وعدہ بھی کیا مگر وہ نہ مانا یہ جعلی کاغذ لکھوا کر تین چار آدمیوں نے پکڑ کر میرا انگوٹھا لگوالیا۔

(جواب ۲۴۶) اس طرح زبردستی انگوٹھا لگوالینے سے اس کی بیوی پر طلاق نہیں ہوئی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) و فی البحر : ان المرادالاکراہ علی التلفظ بالطلاق' فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امراته فکتب لاتطلق لان الکتابة اقیمت مقام العبارة باعتبارالحاجة ولا حاجة ھنا کذافی الخانیة(ھامش ردالمحتار مع الدرالمختار' کتاب الطلاق ۳/۲۳۶ ط سعید کراتشی)
(۲) رجل اکرہ بالضرب والحبس علی ان یکتب طلاق امراته فلانة بنت فلان فکتب امراته فلانة بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امراته' لان الکتابة اقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة ھھنا (الفتاوی الخانیة علی ھامش الفتاوی الھندیة' کتاب الطلاق' فصل فی الطلاق بالکتابة ۱/۴۷۲ ط ماجدیه کوئٹه)

شوہر طلاق خود لکھنے یا دوسرے سے لکھوانے کا انکار کرتا ہے مگر گواہ نہیں ہے' تو کیا حکم ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۹ نومبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) سلیمان صاحب کا بیان ہے کہ ستمبر ۱۹۳۳ء میں میرا لڑکا اپنی بہن خدیجہ بی بی کو مولمین سے رنگون لینے کو آیا اور اپنی بہن کو لیکر رنگون اسٹیشن پر پہنچا اسٹیشن پر خدیجہ بی بی کا شوہر احمد آیا اور خدیجہ بی بی کو قرآن شریف دیا اور کہا کہ تم اپنا قرآن شریف بھی لیتی جاؤ مولمین پہنچ کر تقریباً ایک ماہ بعد خدیجہ بی بی کو قرآن شریف پڑھتے پڑھتے ایک خط اس میں رکھا ہوا ملا جس کا مضمون یہ تھا مرقومہ ۲۱ دسمبر ۱۹۳۲ء میں نے اپنی بی بی خدیجہ بنت سلیمان کو اپنی خوشی سے تین طلاقیں دیں۔ بقلم احمد

احمد شوہر خدیجہ بی بی کا حلفیہ بیان ہے کہ میں نے کبھی بھی اس قسم کا نہ خط لکھا اور نہ دوسرے سے لکھوایا نہ میں نے قرآن شریف میں رکھا نہ رکھوایا ایسی صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۴۷) اگر خدیجہ بی بی اس امر کا ثبوت پیش کر سکتی ہے کہ یہ خط اس کے شوہر نے لکھایا لکھوایا ہے تو البتہ وقوع طلاق کا حکم دیا جا سکتا ہے لیکن اگر اس کے پاس کوئی شہادت نہیں(۱) صرف قرآن مجید میں یہ پرچہ نکلنا بیان کرتی ہے تو شوہر کا حلفیہ بیان قبول کیا جائے گا(۲) اور طلاق واقع ہونے کا حکم نہ دیا جائے گا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اسٹامپ پیپر خرید کر طلاق نامہ ادھورا لکھا مگر دستخط نہیں کیے' تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۶ء)

(سوال) میری ہمشیرہ عرصہ سے میرے مکان پر رہتی تھی اسی ایام میں میرے بہنوئی بشارت علی نے ہمیشہ جھگڑا فساد کیا اور نوبت تفریق تک پہنچی اسٹامپ کاغذ خود بشارت علی لایا اور لکھا جس وقت کاغذ لکھا جا رہا تھا اسوقت بیس پچیس آدمی وہاں موجود تھے کاغذ لکھتے لکھتے گود کی لڑکی کا ذکر آیا جس پر بشارت علی نے جھگڑا کیا اور اسٹامپ کا غذ ادھورا رہ گیا وہ نامکمل کاغذ لیکر اپنے گھر چلا گیا کچھ روز کے بعد دو چار آدمی اور بشارت کے والد اور احباب میرے گھر جمع ہوئے اور مصالحت ہوئی ہم نے ہمشیرہ کو بشارت کے والد کے ساتھ مع گود کی بچی کے بھیج دیا ایک ماہ بعد پھر جھگڑا فساد مار پیٹ کی گئی اب ہمشیرہ مع بچی کے میرے گھر آگئی ہے اور وہ اسٹامپ کاغذ بھی میرے پاس ہے جس پر نہ بشارت کے دستخط ہیں نہ کسی گواہ کے۔

---

(۱) ثبوت کے لئے دو مرد عادل یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے' کما فی الدرالمختار' و نصابها لغیر ها من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیرہ کنکاح و طلاق..... رجلان او رجل وامر اتان (الدرالمختار مع هامش ردالمحتار' کتاب الشهادات ۵/۴۶۵ ط سعید کراتشی)

(۲) ویسأل القاضی المدعی علیه عن الدعویٰ فیقول انه ادعیٰ علیك کذا فماذاتقول.... فان اقربها او انکر فبرهن المدعی قضی علیه بلا طلب المدعی والا یبرهن حلفه الحاکم بعد طلبه (الدرالمختار مع هامش ردالمحتار' کتاب الدعویٰ ۵/۵۴۷ ط سعید کراتشی)

(جواب ۲٤۸) اگر بشارت نے زبانی طلاق دے دی ہو تو طلاق ہوئی(۱) زبانی طلاق کی شہادت پیش کرنا عورت کے ذمہ ہے(۲) اور زبانی طلاق نہیں دی تھی صرف اسٹامپ لکھا تھا تو یہ اسٹامپ جس پر دستخط نہیں ہیں بیکار ہے اس سے طلاق کا حکم نہیں دیا جا سکتا(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

آٹھواں باب
طلاق بالاکراہ

جبراً طلاق دلوانے سے طلاق پڑتی ہے یا نہیں؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی ہندہ کو اپنے باپ کے جبر واکراہ سے مجبور ہو کر طلاق دی زید طلاق دینے پر راضی نہ تھا اور نہ اس کو یہ مسئلہ معلوم تھا کہ تین طلاق دینے کے بعد حلالہ کی ضرورت ہوتی ہے صرف یہ معلوم تھا کہ عدت کے بعد تجدید نکاح کی ضرورت ہو گی لہذا زید اپنے اس فعل پر سخت منفعل ہے عورت بھی کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا نہیں چاہتی بلکہ زید کے پاس واپس آنا چاہتی ہے حلالہ کرنا بھی نہیں چاہتی وہ اپنی عصمت کو دوسرے مرد کے ہاتھ بیچنا نہیں چاہتی ہے قوی احتمال ہے کہ بلا حلالہ وہ نکاح کر لیں اور حدود شرع سے تجاوز کریں عورت عفت مآب ہے دونوں کی محبت درجہ عشق تک پہنچی ہوئی ہے۔ المستفتی نمبر ۶۲۳ مولوی عبدالوہاب (ضلع بارہ بنکی) ۳ رجب ۱۳۵۴ھ م ۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲٤۹) اگر معاملہ فی الحقیقت اس حد تک پہنچ گیا ہو تو زوج کسی ایسے عالم سے جو طلاق مکرہ کے وقوع کا قائل نہ ہو فتویٰ حاصل کر کے احتیاطاً تجدید نکاح کر کے عمل کر لے(٤) حنفیہ کے مذہب میں تو طلاق

---

(۱) ورکنه لفظ مخصوص (درمختار) وقال في الرد (قوله لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية .... واراد اللفظ ولو حكما..... و به ظهر ان من تشاجر مع زوجته فاعطاها ثلاثة احجار ينوى الطلاق ولم يذكر لفظا لا صريحا ولا كناية لا يقع عليه (هامش ردالمحتار مع الدرالمختار' كتاب الطلاق ۳/ ۲۳۰ ط سعيد كراتشى)

(۲) اس لئے کہ عورت مدعی طلاق ہے' اور مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا ہے' جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے' عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان النبى ﷺ قال فى خطبة البينة على المدعى واليمين على المدعى عليه وقال الترمذى بعد اسطر' والعمل على هذا عند اهل العلم من اصحاب النبى ﷺ وغير هم ان البينة على المدعى و اليمين على المدعى عليه (رواه الترمذى' ابواب الاحكام' باب ماجاء فى ان البينة على المدعى واليمين على المدعى عليه ۱/ ۲٤۹ ط سعيد كراتشى)

(۳) لو استكتب من آخر كتابا بطلاقها وقراه على الزوج فاخذه الزوج و ختمه وعنونه و بعث به اليها فاتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه ... و كذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر انه كتابه (هامش رد المحتار مع الدرالمختار' كتاب الطلاق' مطلب فى الطلاق بالكتابة ۳/ ۲٤٦ ط سعيد كراتشى)

(٤) فى المجتبى عن محمد فى المضافة لا يقع' و به افتى ائمة خوارزم انتهى' وهو قول الشافعى و للحنفى تقليده بفسخ قاض بل محكم بل افتاء عدل (الدر المختار مع هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق' باب التعليق ۳/ ۳٤٦ ط سعيد كراتشى) وقال فى الدرالمختار : يفيد صحة التحكيم فى كل المجتهدات كحكمه يكون (جاری ہے)

مکرہ واقع ہو جاتی ہے(۱) نیز تین طلاقوں کے بعد بغیر حلالہ تجدید نکاح بھی نہیں ہو سکتی(۲) اور بدون وطی حلالہ بھی معتبر نہیں ہوتا(۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

صورت مسئولہ میں نکاح صحیح ہے' اور طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) بیوہ عورت سے جو نکاح کرنا چاہتا ہے لیکن وہ بیوہ اس سے نکاح کرنے پر آمادہ نہیں ہے پھر وظیفہ کے ذریعہ سے یا تعویذ کے ذریعہ اس کا رجحان ہو جاتا ہے اور وہ نکاح کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے بعد ازاں نکاح ہو جاتا ہے کچھ عرصہ کے بعد عمل کا اثر جاتا رہتا ہے یا کہنے والے کہتے ہیں کہ تو تو انکاری تھی اور نکاح کیوں کیا اب وہ جواب دیتی ہے کہ خود میں حیران ہوں کہ پہلے تو مجھ کو انکار تھا ایک دم میں نے دل سے اقرار کرتے ہوئے نکاح کر لیا اب اسے معلوم ہوتا ہے کہ میرے اوپر کسی قسم کا عمل تعویذ وغیرہ کا کیا گیا اور مرد بھی اقراری ہوتا ہے کہ ہاں میں نے ایسا کیا یہ عورت فوراً بدظن ہو جاتی ہے آیا یہ نکاح جائز رہا یا نہیں اسی طریقہ سے بالغہ باکرہ کے ساتھ مندرجہ بالا عمل ہوتا ہے پھر وہ بھی اس سے بدظن ہو جاتی ہے ایسے ہی دیکھا گیا کہ خاوند طلاق دینے کو آمادہ نہیں ہے اور اس کو تعویذ وغیرہ کے ذریعہ آمادہ طلاق کیا گیا اور اس نے طلاق دیدی ایسے حالات میں طلاق صحیح پڑی یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۱۴۰ ۵ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۴ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۵۰) نکاح اور طلاق سب صحیح اور واقع ہو جاتی ہے جب کہ اختیار اور خوشی سے واقع ہوں(۴) یہ وہم کہ عمل یا تعویذ کے ذریعہ سے ایسا ہوا معتبر نہیں ہے۔(۵) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(بقیہ صفحہ گزشتہ) الکنایات رواجع و فسخ الیمین المضافۃ الی الملک و غیر ذلک لکن ھذا مما یعلم و یکتم (درمختار) وقال فی الرد : قال فی الفتح ' و فی الفتاوی الصغری حکم المحکم فی الطلاق المضاف ینفذ لکن لا یفتی بہ و فیھا روی عن اصحابنا ما ھو اوسع من ھذا' وھو ان صاحب الحادثۃ لو استفتی فقیھا عدلا فافتاہ ببطلان الیمین و سعہ اتباع فتواہ وامساک المراۃ المحلوف بطلاقھا وروی عنھم ماھو اوسع وھو ان تزوج اخری وکان خلف بطلاق کل امراۃ یتزوجھا فاستفتی فقیھا آخر فافتاہ بصحۃ الیمین فانہ یفارق الاخری و یمسک الاولی عملا بفتواھما (ھامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب القضاء' باب التحکیم' مطلب حکم بینھما قبل تحکیمہ ثم اجازہ جاز ۵/ ۴۳۰ ط سعید کراتشی)

(۱) و یقع طلاق کل زوج بالغ عاقل .... ولو عبدا او مکرھا فان طلاقہ صحیح (الدر المختار' مع ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ۳/۲۳۵ ط سعید کراتشی)

(۲) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ اوثنتین فی الامۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا یدخل بھا ثم یطلقھا او یموت عنھا والاصل فیہ قولہ تعالی :" فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ" والمراد الطلقۃ الثالثۃ (الھدایۃ' کتاب الطلاق' باب الرجعۃ فصل فیما تحل بہ المطلقۃ ۲/ ۳۹۹ ط شرکۃ علمیہ ملتان)

(۳) لا ینکح مطلقۃ من نکاح نافذ بھا ای بالثلاث لو حرۃ ..... حتی یطاھا غیرہ ولو الغیر مراھقا (الدر المختار مع ھامش ردالمحتار' کتاب الطلاق' باب الرجعۃ ۳/ ۴۰۹ ط سعید کراتشی)

(۴) و ینعقد بایجاب من احدھما و قبول من الآخر (الدرالمختار مع ھامش ردالمحتار' کتاب النکاح ۳/ ۹ ط سعید کراتشی) وقال ایضا : و یقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو تقدیرا بدائع لیدخل السکران ولو عبدا او مکرھا فان طلاقہ صحیح .... او ھازلا او سفیھا او سکران (الدر المختار مع ھامش ردالمحتار ' کتاب الطلاق ۳/ ۲۳۵ ط سعید کراتشی)

(۵) اس لئے کہ تعویذ سے عقل اور اختیار سلب نہیں ہو جاتا لہذا تعویذ کئے بھی ہوں تو بھی نکاح، طلاق ہو جاتے ہیں۔

جبراً طلاق نامہ لکھوانے سے طلاق نہیں ہوتی

(سوال) ایک شخص پر اس کا بڑا بھائی حملہ کرتا ہے اور جس پر وہ حملہ آور ہے اسکو اپنی جان کا خطرہ ہے حملہ آور کا مطالبہ ہے کہ اگر تجھ کو اپنی جان بچانی ہے تو اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے۔ وہ شخص ہر طرح انکار کرتا ہے مگر طلاق سے اس کا انکار و عذر و معذرت کوئی کارگر نہیں اپنے خوف سے جس میں جان کا خوف ہے وہ شخص قلم دوات لیکر ایک کاغذ پر طلاق مکرر سہ لکھ دیتا ہے اور جب طلاق کا لفظ لکھنے لگا ہے تو بار بار رو رو کر یہ کہتا ہے کہ تیرے ڈر سے میں یہ لفظ لکھ رہا ہوں میرے دل سے طلاق کا انکار ہے میں طلاق ہرگز نہیں دیتا ویسے لکھ دیتا ہوں اور یہ شرعاً طلاق ہو ہی نہیں سکتی صورت مذکورہ میں مکرہ شخص کی بیوی کو کیا شرعاً طلاق ہو گئی یا نہیں طلاق کا لفظ لکھتے وقت وہ طلاق سے صاف منکر ہے جو حکم شرعی ہو اس سے اطلاع تشفی جاوے تاکہ اس پر عمل ہو کیونکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے عدم وقوع طلاق کا فتویٰ دیا ہے اگر ایسا ہی ہو تو زہے قسمت ورنہ جو حکم شرعی ہو اس پر عمل کیا جائے۔ المستفتی نمبر ۱۳۴۷ سیکریٹری انجمن رحمانیہ (جہانیا منڈی ضلع ملتان) ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۵۱) اگر اس شخص نے بحالت اضطرار صرف طلاق لکھ دی ہے زبان سے ایقاع طلاق کے الفاظ ادا نہیں کئے تو اس کی بیوی پر طلاق نہیں پڑی فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امرأته و کتب لاتطلق الخ (شامی) (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

زبردستی طلاق دلوانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی، جب تک کہ زبان سے الفاظ طلاق نہ ادا کئے ہوں

(سوال) بکر کے رشتہ دار نے آکر بکر سے کہا کہ تم اپنی بیوی کلثوم کو طلاق دے دینا ورنہ ہم تم سے تعلق قطع کرلیں گے اور تمہاری بدنامی و خواری کریں گے تو بکر نے اپنی عزت شکنی کے خوف سے ان لوگوں کے سامنے اپنی عزت بچانے کے لئے ایک پرچہ پر لکھ دیا کہ میری بیوی فلانہ بنت فلاں میری طرف سے تجھ کو طلاق ہے صرف تحریر کر دیا مگر زبان سے کچھ نہیں کہا اور نہ دل میں ارادہ طلاق دینے کا تھا تو حکم شرعی کلثوم کے حق میں کیا ہے اگر یہ چاروں وقوعات ایک ہی عورت کے ساتھ واقع ہو جائیں تو اس کے حق میں کیا حکم شرعی صادر ہوتا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۰۶ مولوی محمد وسیم صاحب مدرس اول مدرسہ ریاض العلوم (کانپور) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۶ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۵۲) اگر زید کو اس کتابت پر مجبور کیا گیا ہو تو اس لکھ دینے سے طلاق نہ ہوگی بشرطیکہ زبان سے

---

(۱) ہامش ردالمحتار، کتاب الطلاق مطلب فی الاکراہ علی التوکیل بالطلاق والنکاح والعتاق ۳/۲۳۶ ط سعید کراتشی)

تلفظ نہ کیا گیا ہو(۱) مجبوری سے مراد یہ ہے کہ اس کو جان کا یا کسی عضو کے تلف ہونے یا ضرب شدید کا خوف اور ظن غالب ہو گیا ہو۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

جبراً شوہر سے طلاق لکھوانے سے اس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی

(سوال) میری ساس صبح چھ بجے آئیں اور مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ چل میں نے کہا چلتا ہوں کیا کام ہے ابھی سو کر اٹھا ہوں منہ ہاتھ دھو لوں اس کے بعد چلوں گا آپ ذرا بیٹھ جائیں ابھی چلتا ہوں اس پر ساس صاحبہ نے جواب دیا منہ ہاتھ بعد میں آکر دھو لیجیو میں یہاں نہیں بیٹھتی ۔ ابھی میرے ساتھ چل میں مجبوراً ساس صاحبہ کے کہنے پر چلا گیا اور وہ مجھے اپنے ماموں کے یہاں لے گئیں وہاں میں نے دیکھا کہ کئی مرد اور عورتیں جمع ہیں میں خاموش جا کر بیٹھ گیا اور حیران تھا کہ کیا ماجرا ہے کچھ دیر کے بعد مجھ سے سب نے کہا ہماری لڑکی کو طلاق دے میں نے طلاق دینے سے انکار کیا اور سب نے مجھے گھیر لیا تب میں نے مجبوراً یہ کہا اچھا مجھے دو دن کی مہلت دو اس کے بعد طلاق دے دوں گا اس پر سب نے کہا ابھی طلاق دے مہلت نہیں دیتے میں نے کہا اچھا ایک دن کی ہی مہلت دے دو اس پر بھی انکار کیا گیا اس کے بعد پھر میں نے کہا کہ گھنٹہ دو گھنٹہ کی مہلت دو بار بار مہلت مانگی لیکن کسی صورت مجھے مہلت نہ دی اور طلاق دینے پر مجبور کیا اور چاروں طرف سے سب نے مجھے گھیر لیا اور ہزاروں باتیں بنائیں اور میرے بزرگوں کو گالیاں دیں میں سب کچھ برداشت کرتا رہا کیوں کہ میں تنہا تھا اور میرا وہاں کوئی نہ تھا اور مجھے دھوکہ سے بلا لیا تھا کہ ضروری کام ہے اسی جبر کی صورت میں بیدلی اور بیکسی کی حالت میں مجھ سے جو میرے ساڑھو نے کہا وہ لکھ دیا میرا ساڑھو جو کچھ لکھواتا رہا میں لکھتا رہا خوف کی وجہ سے لکھنے سے انکار نہیں کیا تھا کیونکہ میرا ساڑھو مجھ سے طاقتور اور قوی ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی مرد تھے میں اپنی ذات سے اکیلا تھا مجھ سے جو طلاق کے طور پر کاغذ لکھوایا تھا وہ میری ساس صاحبہ میرے ہاتھ سے چھین کر لے گئیں تب میں نے پڑوسیوں کی طرف مخاطب ہو کر زور سے کہا کہ مجھ سے زبردستی طلاق لکھوائی ہے میں نے دل سے طلاق نہیں لکھی اور نہ اپنی زبان سے طلاق دی اس کے بعد مجھے ہوش نہ رہا جب مجھے ہوش آیا تو میں ناتوانی کی حالت میں گھر آیا اور کسی سے کچھ نہ کہا اس کے بعد اپنی ملازمت پر چلا گیا کیونکہ میری ملازمت کا وقت ہو چکا تھا اور دیر بھی ہو گئی تھی دوسرے روز میں نے وہاں کے پڑوسیوں سے پوچھا کہ تم کو کچھ پتہ ہے میں نے کیا لکھا ہے اور مجھ

---

(۱) وفی البحران المراد الاکراہ علی التلفظ بالطلاق' فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امراتہ فکتب لا تطلق' لان الکتابۃ اقیمت مقام العبارۃ باعتبار الحاجۃ ولا حاجۃ ہنا کذافی الخانیۃ (ہامش ردالمحتار' کتاب الطلاق' مطلب فی الاکراہ علی التوکیل بالطلاق والنکاح والعتاق ۳/۲۳۶ ط سعید کراتشی)

(۲) وشرطہ اربعۃ امور قدرۃ المکرہ علی ایقاع ماہدد بہ سلطانا اولصا والثانی خوف المکرہ ایقاعہ فی الحال والثالث کون الشئ المکرہ بہ متلفا نفسا او عضوا او موجبا غما یعدم الرضا والرابع کون المکرہ ممتنعا عما اکرہ علیہ قبلہ اما لحقہ.... (الدرالمختار مع ہامش ردالمحتار' کتاب الاکراہ ۶/۱۲۹ ط سعید کراتشی)

سے کیا لکھایا گیا ۔ تب وہاں کے پڑوسیوں نے زبانی مضمون بتایا اور کہا کہ لکھتے وقت تجھے ہوش نہ تھا ہم تیرے معاملے میں اس وجہ سے نہیں بولے کہ ہم سے روزانہ لڑائی رہتی ۔ وہ مضمون یہ ہے جو کہ مجھ سے جبریہ لکھوایا گیا ۔ (میںمحمد اکرام اللہ خاں ولد کفایت اللہ خاں زوجہ اپنی کو مولوی عبدالہادی و محمد یامین خاں کے سامنے اپنی اہلیہ اور اس کی والدہ کے کہنے پر اپنی لڑکی رئیسہ خاتون کو لیکر تین طلاقیں دیتا ہوں اور اپنی زوجیت سے خارج کرتا ہوں اکرام اللہ خاں بقلم خود ۔ مورخہ ۲ اگست ۱۹۳۸ء)

میری زوجہ کو تین یا چار ماہ کا حمل بھی ہے اور میری لڑکی اپنی ماں کے ہی پاس ہے اور دوماہ پیشتر بیوی کی نانی صاحبہ سے میرا جھگڑا ہوا تھا اب معلوم یہ کرنا ہے کہ بے دلی اور بغیر زبان کے طلاق دیئے طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی ۔ فقط

میں حلفیہ کہتا ہوں کہ نہ میرے دل میں طلاق کا خیال تھا اور نہ میں نے دل سے طلاق لکھی اور نہ زبان سے طلاق کا کوئی لفظ ادا کیا اتنی بات ضرور ہے کہ میرا ساڑھو عبدالہادی مجھ سے دشمنی رکھتا ہے کیونکہ مجھ سے پیشتر اس کے چھوٹے بھائی سے میری زوجہ کا نکاح ہوا تھا ۔ المستفتی نمبر ۲۴۰۶ اکرام اللہ خاں دہلی ۳ رجب ۱۳۵۷ھ م ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۵۳) اگر یہ طلاق جبراً لکھوائی گئی ہے اور زبان سے طلاق نہیں دی گئی تو طلاق نہیں ہوئی (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ، دہلی

زبردستی طلاق دلوانے سے یا نشہ کی حالت میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) طلاق جو بالجبر حاصل کی جائے یا شوہر نے بحالت نشہ دی ہو کیا اثر رکھتی ہے اہل تشیع میں ایسی طلاق مانی نہیں جاتی مگر اہل سنت اس کو مانتے ہیں کیا اس مسئلہ کے ہوتے ہوئے کوئی کمزور مسلمان اپنی بیوی کو قبضہ میں رکھ سکتا ہے ؟ حضرت عائشہؓ کی سوانح عمری مؤلفہ مولانا سید سلیمان ندوی جو دارالمصنفین سے شائع ہوئی ہے اس میں جبریہ حاصل کی ہوئی طلاق کو ناجائز اور ناقابل عمل لکھا ہے ۔

(جواب ۲۵۴) جبریہ طلاق میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف ضرور ہے مگر ہم حنفیہ اس کے قائل ہیں کہ جبریہ طلاق اور نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور ہماری دلیل حدیث ”ثلاث جدھن

---

(۱) رجل اکرہ بالضرب والحبس علی ان یکتب طلاق امراتہ فلانۃ بنت فلان بن فلان ، فکتب امراتہ فلانۃ بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امراتہ ، لان الکتابۃ اقیمت مقام العبارۃ باعتبار الحاجۃ ولا حاجۃ ھھنا (الفتاویٰ الخانیۃ علی ہامش الفتاوی الھندیۃ ، کتاب الطلاق ، فصل فی الطلاق بالکتابۃ ۱/۴۷۲ ط ماجدیہ کوئٹہ)

جد وھزلھن جد "ہے(۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ'

نواں باب
لعان

شوہر بیوی پر ناجائز تعلقات کاالزام لگاتاہے' اور بیوی انکار کرتی ہے

(سوال) ایک منکوحہ عورت پر اس کے شوہر نے ایک غیر مرد کے ساتھ ناجائز تعلق قائم کرنے کاالزام لگایااور اس بناء پر اس سے قطع تعلق کرلیا نیز اس کے نان نفقہ سے بے نیاز ہو کر روپوش ہو گیا عورت مذکرہ الزام کو بے بنیاد ٹھہراتی ہے اور الزام دہندہ شوہر سے خلاصی حاصل کرنے کے لئے حاکم ضلع کی عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کیا۔ عدالت سے شخص مذکور کے نام تین سمن جاری کئے گئے لیکن اس نے سمن کی تعمیل نہ کی اور حاضر عدالت نہ ہوالہذا عدالت نے تنسیخ نکاح کا حکم دے دیا عورت اپنے آپ کو مطلقہ تصور کرتے ہوئے بعد انقضائے عدت ایک امام مسجد کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک ایسے شخص سے نکاح کی طالب ہوئی جو کہ وہ نہیں ہے جس سے ناجائز تعلقات قائم کرنے کاالزام اس کے شوہر نے لگایا تھا امام مسجد نے عدالت کے حکم تنسیخ نکاح کو کافی نہ جانااور کسی عالم دین کے فتوے پر نکاح پڑھانے کی آمادگی ظاہر کی طالب نکاح اور طالبہ نکاح نے انجمن اسلامیہ لاہور کے مقرر کردہ مفتی مقیم شاہی مسجد لاہور سے ایک فتویٰ حاصل کیاجو کہ لف ہذا ہے مفتی مذکور اس صورت کو لعان ٹھہراتے ہیں حالانکہ شوہر ان کے روبرو حاضر نہیں ہوا امام مسجد نے اس فتوے کی سند پر نکاح پڑھادیا عورت اپنے جدید شوہر کے گھر آباد ہے چند مسلمان ایسے ہیں جو مفتی صاحب کے فتویٰ کو غلط تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ معاملہ مذکورہ میں لعان کی صورت پیدا نہیں ہوئی اور امام مسجد نے اس فتویٰ کی بنا پر مذکور مرد اور عورت کا نکاح پڑھنے سے ایک حرام فعل کا ارتکاب کیا ہے۔ ان چند مسلمان بھائیوں کا یہ خیال ایک دوسرے فتوے کی بناء پر ہے جو انہوں نے ایک مولانا سے حاصل کیا ہے مولانا ممدوح کا فتویٰ بھی لف ہذا ہے۔ ڈپٹی صاحب کے فیصلے کی نقل بھی منسلک ہے مسلمانوں میں دو فریق ہو گئے ہیں فیصلہ ان امور کے متعلق مطلوب ہے :-

الف : مفتی صاحب مسطورہ فوق کا فتویٰ فقہ حنفی کی رو سے درست ہے یا غلط ؟

ب : اگر فتویٰ مفتی صاحب کا غلط ہے تو کیا اس کی بناء پر امام مسجد کا مذکورہ عورت مرد کا نکاح پڑھا

---

(۱) عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ثلاث جدھن جد وھزلھن جد النکاح والطلاق والرجعۃ ھذا حدیث حسن غریب والعمل علی ھذا عند اھل العلم من اصحاب النبی ﷺ و غیر ھم (رواہ الترمذی فی الجامع' ابواب الطلاق واللعان' باب ماجاء فی الجدوالھزل فی الطلاق ۱/ ۲۲۵ ط سعید کراتشی "و رواہ ابوداؤد فی سننہ' کتاب الطلاق' باب فی الطلاق علی الھزل ۱/ ۳۰۵ ط امدادیہ' ملتان)

دینا امام مسجد کو اس قابل بنادیتا ہے کہ اپنی بیوی سے دوبارہ نکاح کرے کیونکہ مخالف فتویٰ گروہ کہتا ہے کہ امام مسجد نے حرام فعل کا ارتکاب کیا ہے اور مرتکب حرام کافر ہے۔

المستفتی طالب حق ایم فضل الدین' پنجاب کو آپریٹو یونین' لاہور

نقل سوال وجواب انجمن اسلامیہ لاہور۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ میرے شوہر نے مجھے متہم بزنا کر کے بلانان نفقہ چھوڑا ہوا تھامیں نے عدالت میں اس امر کی چارہ جوئی کی اور وہاں سے مجھے تنسیخ نکاح کا حکم ملااب میں دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہوں آیا شرعاً میرا نکاح فسخ ہو گیا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) صورت مذکورہ میں بحکم لعان کے حکم حاکم سے طلاق واقع ہو گئی اور نکاح فسخ ہو گیا۔ کیونکہ لعان میں حاکم و قاضی کے حکم سے تفریق واقع ہوتی ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ سببه قذف الرجل امرأته قذ فايوجب الحد في الاجانب فيجب به اللعان بين الزوجين كذافي النهاية .اذا قال لها يازانية او انت زنيت او رأيتك تزنين فانه يجب اللعان . كذافي السراج الوهاج (۱) اذاالتعنا فرق الحاكم بينهما ولا تقع الفرقة حتى يقضى بالفرقة على الزوج فيفا رقها بالطلاق فان امتنع فرق القاضي بينهما و قبل ان يفرق القاضي لا تقع الفرقة الخ. فتاوىٰ عالمگیری (۲) جلد ثانی صفحه ۱۸٦ و ۱۸۷ مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ لعان کی صورت میں حاکم و قاضی کے حکم سے طلاق و تفریق واقع ہوتی ہے اور نکاح فسخ ہو جاتا ہے پھر ایام عدت گزر جانے کے بعد عورت جس شخص کے ساتھ چاہے نکاح کر سکتی ہے اس لئے مذکورہ بالا صورت میں مسماۃ نصیرن کا نکاح حکم حاکم سے فسخ ہو گیا اور اب اسے شرعاً اختیار ہے کہ جس شخص کے ساتھ چاہے عقد ثانی کر لے۔ نکاح سابق فسخ ہو گیا۔ کتبہ العبد الضعیف محمد عبدالستار عفی عنہ 'مفتی شاہی مسجد لاہور

نقل سوال و جواب مفتی عبدالقادر صاحب مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ لاہور' کیا عورت کے اتنا دعویٰ کرنے سے کہ شوہر نے مجھ پر زنا کی تہمت لگائی ہے اس الزام سے میں شوہر سے علیحدہ ہونا چاہتی ہوں اس قسم کا دعویٰ حاکم وقت کے پاس دائر کیا اور دوسری جگہ نکاح کرنے کی اجازت حاصل کر لی اس اجازت کو مولوی عبدالستار صاحب نے لعان بنا کر جواز نکاح پر زور دیا اس کے بعد ایک امام مسجد نے مطابق اجازت کے نکاح پڑھا دیا اب شرعاً نکاح اور نکاح خواں کا کیا حکم ہے ؟ بینوا توجروا۔

(الجواب) صورت مسئولہ میں عورت اپنے شوہر سے علیحدہ نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ طلاق نہ دے محض الزام لگانے سے تفریق کسی وجہ سے نہیں ہو سکتی لعان قاضی شرعی کے روبرو ہوا کرتا ہے یہاں وہ صورت اصلاً نہیں پائی جاتی لہذا نکاح کی اجازت بلا محل ثابت ہوئی اسی وجہ سے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے امام

---

(۱) الفتاویٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب الحادى عشر في اللعان ۱/۵۱۵ ط ماجدية' كوئٹه
(۲) الفتاویٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب الحادى عشر في اللعان ۱/۵۱٦ ط ماجدية' كوئٹه

مسجد نے جو نکاح پڑھایا ہے یہ ان کا فعل حرام ہے لقوله تعالیٰ. والمحصنات من النساء (۱) شوہر والی عورت کا نکاح پڑھنا حرام ہے اور حرام کا مستحل کافر ہے کافر کا اپنا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اس کے پیچھے نماز وغیرہ قبل از توبہ ناجائز ہے مجمع عام میں توبہ کرے اور تجدید نکاح و تجدید ایمان کرے گواہوں کا بھی یہی حکم ہے اور عورت شوہر ثانی سے نکال کر شوہر اول کے حوالے کرے ہذا ما عندی۔ کتبہ مفتی عبدالقادر مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادھوان لاہور خطیب شاہی ستمبر ۱۹۲۹ء

(جواب ۲۵۵) (از حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صدر جمعیۃ علماء ہند) دونوں فتوے درست نہیں ہیں پہلا تو اس لئے کہ لعان جاری نہیں ہوا اور جب تک لعان جاری نہ ہو جائے لعان کا حکم یعنی تفریق بھی نہیں ہو سکتی اور لعان ہو جانے کے بعد بھی قاضی کے حکم تفریق سے تفریق واقع ہوتی ہے (۲) نہ کہ خود بخود۔ اور قاضی کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے غیر مسلم حاکم کا فیصلہ کافی نہیں۔ (۳)

دوسرا فتویٰ اس لئے کہ ارتکاب حرام موجب کفر نہیں البتہ حرام قطعی کا استحلال موجب کفر ہوتا ہے اور کسی حرام کا ارتکاب مستلزم استحلال نہیں (۴) پس امام جس نے نکاح پڑھایا ہے اس کے کفر کا حکم کرنا اور اس کے نکاح ٹوٹ جانے کا حکم کر دینا درست نہیں ہے البتہ اس نے نکاح پڑھانے میں غلطی ضرور کی ہے لیکن یہ غلطی اسے کافر نہیں بناتی اسی طرح نکاح کے گواہ اور شرکاء بھی کافر نہیں ہوتے تیز نکاح خواں نے اس فتوے کی بناء پر نکاح پڑھایا جس میں نکاح کو جائز بتایا تھا تو اس نے منکوحۃ الغیر کا نکاح نہیں پڑھایا بلکہ اپنے خیال میں ایسی عورت کا نکاح پڑھایا جس کو وہ ایک عالم کے فتوے کے بموجب نکاح پڑھانے کا محل سمجھتا تھا اور اس صورت میں وہ مستحل حرام قرار نہیں دیا جا سکتا اگرچہ فی الحقیقت اس کا یہ خیال مطابق واقع نہ ہو مگر اسکو تکفیر سے بچانے کے لئے کافی ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ غفرلہ' مدرسہ امینیہ دہلی

شوہر نے بیوی پر تہمت لگائی ہے' اب بیوی تفریق کرا کر دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے' تو کیا حکم ہے؟

(سوال) (۱) اگر ناکح خود اپنی زوجہ منکوحہ کا حمل حرام قرار دے اور مشہور کرے تو نکاح قائم رہتا ہے یا

---

(۱) النساء : ۲٤

(۲) و صفته ما نطق النص الشرعي به من كتاب و سنة فان التعنا ولو اكثره بانت بتفريق الحاكم فيتوارثان قبل تفريقه الذى وقع اللعان عنه و يفرق (در مختار) وقال فى الرد' وهو انه لا تقع الفرقة بنفس اللعان قبل تفريق الحاكم (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب اللعان ۳/۴۸۸ ط سعيد)

(۳) واهله اهل الشهادة اى ادائها على المسلمين (در مختار) وقال فى الرد' و حاصله ان شروط الشهادة من الاسلام والعقل والبلوغ الحرية' و مقتضاه ان تقليد الكافر لا يصح' قال فى البحر و به علم ان تقليد الكافر صحيح وان لم يصح قضاءه على المسلم حال كفره (هامش رد المحتار مع الدرالمختار' كتاب القضاء ٥/٣٥٤ ط سعيد كراتشى)

(٤) اذا اعتقد الحرام حلالا فان كانت حرمته لعينه و قد ثبت بدليل قطعى بكفر والا فلا بان يكون حرمته لغيره او ثبت بدليل ظنى و بعضهم لم يفرق بين الحرام لعينه و لغيره' وقال من استحل حراما..... فكافر وفعل هذه الاشباه و بدون الاستحلال فسق (شرح العقائد النسفية ص ۱۸۵)

نہیں ؟ (۲) ناکح حمل حرام ثابت کرنے کے بعد اسے بطور زوجہ منکوحہ اپنے گھر رکھ سکتا ہے یا نہیں ؟ (۳) بصورت سوال نمبر ا انفساخ نکاح پر مساۃ دوسری جگہ اپنا نکاح کرنے کی مستحق ہے یا نہیں ؟ ناکح کا تحریری بیان ہے کہ میں ۹ ماہ سے اب تک اپنی منکوحہ کے پاس نہیں گیا اور نہ ہی اس سے ہم بستر ہوا اور منکوحہ کا سات ماہ کا حمل اس وقت ہو چکا ہے مقدمہ منجانب منکوحہ واسطے تنسیخ نکاح عدالت کے سپرد ہے۔ المستفتی نمبر ۲۲ بابو نور الٰہی شملہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ ۷ اگست ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۵۶) اس قسم کے بیان سے جیسا کہ ناکح نے دیا ہے اور سوال میں مذکور ہے نکاح فسخ نہیں ہوا (۱) اگر وہ عدالت میں بھی یہی بیان دے اور اس پر قائم رہے تو بقاعدہ شرعیہ اس کو لعان کرنا پڑے گا (۲) اور اگر لعان کرالیا جائے گا تو پھر حاکم زوجین میں تفریق کرا سکے گا (۳) ناکح کا یہ خیال کہ میں ۹ ماہ سے زوجہ سے ہمبستر نہیں ہوا اور اس کو سات ماہ کا حمل ہے تو یہ حمل کسی بد فعلی کا ہی نتیجہ ہے غلط ہے اس لئے کہ جس حمل کو سات ماہ کا سمجھا جاتا ہے ممکن ہے کہ وہ زیادہ مدت کا ہو کیونکہ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال تک ہے (۴) ضروری نہیں ہے کہ نو ماہ میں ہی بچہ پیدا ہو جائے تو اس کو اس خیال سے باز آنا چاہئے جب تک باقاعدہ لعان نہ ہو جائے اس وقت تک اس کی منکوحہ اس کی بیوی ہے اور وہ اس کو مثل زوجہ رکھ سکتا ہے ہاں اگر وہ اس قسم کا جھوٹا الزام لگائے گا تو اس پر حد قذف لازم آئے گی یا لعان کرنا ہوگا۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی
الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی۔ الجواب صحیح محمد عظمت اللہ نائب مفتی جمعیۃ علمائے ہند۔
زوجہ کے لئے بہتر ہے کہ شوہر سے خوبصورتی سے تصفیہ کرلے ورنہ لعان آخری شرعی فیصلہ ہے۔
کتبہ بندہ محمد یوسف عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی

بیوی کو شوہر نے زنا کی تہمت لگائی' تو دونوں کے درمیان لعان ہوگا

(سوال) اگر کسی شخص کی بیوی اپنے خاوند کے گھر سے کسی رشتہ دار کے گھر آوے اور وہاں آکر دو ماہ بعد

---

(۱) وهو انه لا تقع الفرقة بنفس اللعان قبل تفريق الحاكم (هامش رد المحتار مع الدرالمختار' كتاب الطلاق' باب اللعان ۴۸۸/۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) وسببه قذف الرجل زوجته قذفا يوجب الحد في الاجنبية' فمن قذف بصريح الزنا في دار الاسلام زوجته او من نفى نسب الولد منه و طالبته به لا عن فان ابى حبس حتى يلا عن او يكذب نفسه فيحد فان لا عن لا عنت والا حبست فيند فع به اللعان ولا تحد (تنزير الابصار و شرحه مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق باب اللعان ۴۸۳/۳ ... ۴۸۵ ط سعيد كراتشي)

(۳) و صفته ما نطق النص الشرعي به من كتاب و سنة' فان التعنا ولو اكثره بانت بتفريق الحاكم الذي يوضع اللعان عنده و يفرق وان لم يرضيا بالفرقة (تنوير الابصار وشرحه مع هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق باب اللعان ۴۸۸/۳ ط سعيد كراتشي)

(۴) اكثر مدة الحمل سنتان (الدر المختار مع هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق' فصل في ثبوت النسب ۵۴۰/۳ ط سعيد كراتشي)

(۵) يحد الحر اوالعبد قاذف المسلم الحر الثابتة حرية البالغ العاقل العفيف عن فعل الزنا بصريح الزنا (الدرالمختار مع هامش ردالمحتار' كتاب الحدود' باب حد القذف ۴۵/۴ ط سعيد كراتشي)

حمل قرار پاجائے اور خاوند اپنے تئیں اس رشتہ دار کے گھر آنا بغرض الزام زناکاری ظاہر نہ کرے اور اس رشتہ دار سے اپنی بیوی کا ناجائز تعلق بیان کرے اور بیوی پر تہمت زناکاری لگائے اور حمل قرار دے تو بروئے لعان مندرجہ منکوحہ تنسیخ نکاح کی مستحق ہے یا نہیں اور علمائے دین تفریق زوجین بقاعدہ شرعیہ کس طرح فرماتے ہیں (۲) مسماۃ مذکورہ کا حمل اس وقت سات ماہ کا ہے بصورت تنسیخ نکاح دوسری جگہ اپنا نکاح کس وقت کر سکتی ہے ؟المستفتی نمبر ۲۳ بابو نور الٰہی شملہ ۴ اربیع الثانی ۱۳۵۲ھ ۷ اگست ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۵۷) خاوند کی طرف سے بیوی پر زنا کی تہمت لگائی جائے تو لعان واجب ہوتا ہے(۱) لعان کی صورت یہ ہے کہ مرد پانچ قسمیں کھاتا ہے کہ میں نے عورت کی طرف جو زناکاری کی نسبت کی ہے اس میں میں سچا ہوں اور اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو پھر عورت بھی پانچ قسمیں کھائے کہ میرا خاوند اس الزام لگانے میں جھوٹا ہے اگر وہ سچا ہو تو میرے اوپر خدا کا غضب نازل ہو اگر فریقین یہ قسمیں کھالیں تو لعان پورا ہوا(۲) اور اس کے بعد حاکم دونوں میں تفریق کر دیتا ہے اور نکاح فسخ ہو جاتا ہے(۳) زوجہ کو مہر دلوادیا جاتا ہے اور بعد انقضائے عدت وہ دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔(۴) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

لعان کے لئے دارالاسلام اور قاضی شرعی کا ہونا شرط ہے

(سوال) زید تین سال کے بعد پردیس سے واپس آیا اس کی زوجہ ہندہ نے اس کی غیوبت کے زمانے کا نفقہ طلب کیا زید نے خرچہ دینے سے انکار کیا اور بہتان زنا کا دیا ہندہ نے اپنا تعلق زن و شو قطع کر کے بہتان زنا کا دعویٰ حاکم وقت کے سامنے پیش کیا حاکم نے فریقین کے دعوے اور جواب اور شہادت سننے کے بعد فسخ نکاح کا حکم صادر فرمایا اس وجہ سے کہ زید نے خرچہ طلب کرنے پر جھوٹا بہتان تہمت زنا کی لگائی ہے اس لئے

---

(۱) فمن قذف بصريح الزنا في دار الاسلام زوجته العفيفة عن فعل الزنا و تهمته..... وصلحالاداء الشهادة على المسلم او من نفى نسب الولد و طالبته به لا عن فان ابى حبس حتى يلا عن او يكذب نفسه فيحد فان لا عن لا عنت (الدرالمختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب اللعان ۳/ ۴۸۴'۴۸۵ ط سعيد)

(۲) و شرعا شهادات اربعة كشهود الزنا مؤ كدات بالا يمان مقرونة شهادته باللعن و شهادتها بالغضب قائمة شهادته مقام حد القذف في حقه وشهاداتها مقام حدالزنا في حقها (الدر المختار مع هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق' باب اللعان ۳/ ۴۸۲ ط سعيد كراتشي) وقال في الهداية' و صفة اللعان ان يبدى القاضي بالزوج فيشهد اربع مرات يقول في كل مرة اشهد بالله اني لمن الصادقين فيما رميتها به و يقول في الخامسة لعنة الله عليه ان كان من الكاذبين فيما رما هابه من الزنا يشير اليها في جميع ذلك ثم تشهد المراة اربع مرات تقول في كل مرة اشهد بالله انه لمن الكاذبين فيما رما ني به من الزنا و تقول في الخامسة غضب الله عليها ان كان من الصادقين فيما رماني به من الزنا (الهداية' كتاب الطلاق' باب اللعان ۲/ ۴۱۸ ط شركة علميه ملتان)

(۳) فان التعنا بانت بتفريق الحاكم الذى وقع اللعان عنده (در مختار) وقال في الرد (قوله بانت بتفريق الحاكم) اى تكون الفرقة تطليقة بائنة عندهما وقال ابو يوسف هو تحريم مؤبد هداية.... وهو انه لا تقع الفرقة بنفس اللعان قبل تفريق الحاكم (هامش رد المحتار مع الدرالمختار' كتاب الطلاق' باب اللعان ۳/ ۴۸۸ ط سعيد كراتشي)

(۴) اس لئے کہ عدت میں نکاح نہیں کر سکتی' اما نكاح منكوحة الغير و معتدته ...... فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق' باب العدة مطلب في النكاح الفاسد والباطل ۳/ ۵۱۶ ط سعيد كراتشي)

قانون محمدی کی رو سے ہندہ فسخ نکاح کی مستحق ہے زید نے عدالت عالیہ میں اپیل داخل کر کے پردیس دوسری سلطنت میں چلا گیا تین سال کے بعد حاکم نے اپیل خارج کر کے پہلا فیصلہ بحال رکھا ہر دو حاکم غیر مسلم تھے فسخ نکاح کی نسبت چند عالموں سے دریافت کیا گیا تو یہی جواب ملا کہ فسخ نکاح کے لئے شرعی قاضی شرط ہے یہاں کے حاکم کا فیصلہ کوئی چیز نہیں ہے ایک شخص نے یہ بھی رائے دی کہ اس ملک میں تبدیل مذہب سے نکاح فسخ کیا جاتا ہے اور فیصلہ کو نو سال ہو گیا اور چودہ سال سے زید نے نان و نفقہ نہیں دیا نہ اس کا پورا پتہ معلوم ہے نہ اس کے آنے کی کوئی امید پائی جاتی ہے اور ہندہ نکاح کی خواہش رکھتی ہے اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ علاوہ تبدیل مذہب کوئی صورت فسخ نکاح اور اجازت عقد ثانی کی نکل سکتی ہو تو ارقام فرمائی جاوے۔ المستفتی نمبر ۲۲۶۲ بنارسی نابینا (بنارس سٹی) ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب) (از مولانا سید سلیمان ندوی) یہ صورت لعان کی ہے لعان میں صرف لعان سے تفریق واقع نہیں ہوتی حنفیہ کے نزدیک قاضی کا فیصلہ شرط ہے نیز یہ کہ وہ قاضی مسلمان ہو اور دار الاسلام میں ہو البتہ شوافع کے نزدیک نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے اور قضاء قاضی کی ضرورت نہیں (دیکھئے شامی (۱) ص ۹۱۰ مصری) ہندوستان کی جو صورت ہے اس میں اس وقت تک جب تک نظام شریعت قائم نہیں حاکم وقت کا فیصلہ مجبوری مان لیا جائے گا اس لئے صورت مسئولہ میں اگر حاکم نے تفریق کا فیصلہ کر دیا ہے تو عورت نکاح کر سکتی ہے۔ (۲) سید سلیمان ندوی

(جواب ۲۵۸) (از حضرت مفتی اعظمؒ) عورت کو لازم ہے کہ کسی مسلمان مجسٹریٹ کے سامنے اپنا معاملہ پیش کرے خواہ جدید فیصلہ حاصل کر لے یا فیصلہ سابق کی اس سے تنفیذ کرا لے (۳) اس کے بعد نکاح ثانی کر سکے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی۔

---

(۱) فمن قذف بصریح الزنا فی دارالاسلام زوجته العفیفة عن فعل الزنا وتهمته او نفی نسب الولد و طالبته به لا عن...... و صفته ما نطق النص الشرعی به من کتاب و سنة فان التعنا ولو اکثره بانت بتفریق الحاکم الذی وقع اللعان عنده (درمختار) وقال فی الرد (قوله فی دارالاسلام) اخرج دارالحرب (قوله بانت بتفریق الحاکم)... وهو انه لا تقع الفرقة بنفس اللعان قبل تفریق الحاکم وقال بعد سطر و عند الشافعی تقع الفرقة بنفس اللعان(هامش ردالمحتار مع الدرالمختار'کتاب الطلاق' باب اللعان ۳/ ۴۸۴'۴۸۵'۴۸۸ ط سعید کراتشی)

(۲) بشرطیکہ لعان کرانے والا قاضی مسلمان ہو اور شرعی قاعدہ کے مطابق لعان کروا کے نکاح فسخ کرائے۔

(۳) اس لئے کہ دار الحرب میں لعان نہیں ہو سکتا اس کے لئے دار الاسلام ہونا شرط ہے' کما صرح به فی الدرالمختار فمن قذف بصریح الزنا فی دارالاسلام زوجته الحیة العفیفة عن فعل الزنا وتهمته (درمختار) وقال فی الرد (قوله فی دار الاسلام) اخرج دارالحرب لا نقطاع الولایة(هامش ردالمحتار مع الدرالمختار' کتاب الطلاق' باب اللعان ۳/ ۴۸۴ ط سعید کراتشی)البتہ اگر حاکم مسلمان ہو اور وہ حکومت غیر مسلمہ کا مامور و ملازم ہو اور قاعدہ شرعیہ کے مطابق لعان کروا کے نکاح فسخ کرا دے تو لعان ہو جائے گا کیونکہ وہ بھی بحکم قاضی ہے کما صرح به فی الدر المختار مع هامش ردالمحتار' واهله اهل الشهادة ای ادائها علی المسلمین (درمختار) وقال فی الرد' قال فی البحر : و به علم ان تقلید الکافر صحیح وان لم یصح قضاءه علی المسلم حال کفره (هامش رد المحتار مع الدرالمختار'کتاب القضاء ۵/ ۳۵۴ ط سعید کراتشی) وقال ایضا : ویجوز تقلید القضاء من السلطان العادل و الجائر ولو کافر (الدرالمختار مع هامش ردالمحتار'کتاب القضاء ۵/۳۶۸ ط سعید کراتشی) کذافی امداد المفتین للشیخ المفتی الاعظم محمد شفیع الدیوبندی' کتاب الطلاق' باب الظهار والا یلاء واللعان ۲/ ۵۷۴ ط ادارة المعارف دار العلوم کراتشی)

دسواں باب
تعلیق

طلاق کو بھائیوں سے روپیہ نہ ملنے پر معلق کیا' تو روپیہ نہ ملنے پر طلاق واقع ہو جائے گی .

(سوال) زید نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ مجھ کو کچھ روپیہ کاروبار کے واسطے دو بھائیوں نے اس خیال سے کہ زید روپیہ مفت میں برباد کر دے گا کہا کہ ہم نہیں دیں گے زید نے اس غصہ میں کہا کہ اگر تم مجھ کو روپیہ نہیں دو گے تو میری زوجہ پر تین طلاق یعنی ایک دو تین۔ پس اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق بالفعل واقع ہوئی یا نہیں ؟ یا معلق رہی کیونکہ الفاظ تعلیق اس میں مصرح موجود ہیں۔

(جواب ۲۵۹) صورت مسئولہ میں طلاق معلق رہے گی اگر اس کے بھائیوں نے روپیہ نہیں دیا تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر دیدیا تو کچھ نہیں واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا (عالمگیری) (۱) لیکن اگر زید کے کلام یا قرینہ مقام سے روپیہ دینے کا کوئی وقت معین ہو تا ہو تو اس وقت تک نہ دینے سے طلاق پڑ جائے گی اور اگر وقت کا مطلقاً ذکر نہ ہو تو زید یا اس کے بھائیوں میں سے اول مرنے والے کے اخیر جزء حیات میں طلاق پڑے گی۔(۲) واللہ اعلم

معافی مہر کی شرط پر طلاق دی' اب بعد طلاق عورت کہتی ہے کہ میں نے مہر معاف نہیں کیا.

(سوال) کسی زن و شو میں نااتفاقی ہو گئی اور زوجہ نے زید اپنے شوہر کو طلاق دینے کے لئے مجبور کیا مگر زید نے طلاق نہ دی ہندہ زوجہ زید نے اس کو بار بار تنگ کرنا شروع کیا تو زید نے کہا کہ اگر تم مہر بخش دو تو میں طلاق دے دوں ہندہ نے نامنظور کیا لیکن لوگوں کی فہمائش سے اس نے کہا کہ اچھا ہم مہر بخشے دیتے ہیں تم طلاق دیدو اور پھر تنگ کرنا شروع کیا زید نے مجبوراً غصہ کے وقت طلاق بائن کہہ کر ایک طلاق دی ہندہ نے دوسرے ہی دن یہ اعلان کیا کہ میں نے مہر نہیں بخشا زید طلاق دینے کے بعد سفر کو جا چکا تھا جب وہ واپس آیا تو اس کو بھی معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ اگر تم نے مہر لوگوں کے سمجھانے سے بخشا تھا اور اب کہتی ہو کہ نہیں بخشا ہے تو میں نے بھی تمہیں طلاق مہر بخشنے پر دی تھی اور میرے طلاق دینے میں شرط تھی یعنی بشرط

---

(۱) الفتاوىٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب الرابع فى الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فى تعليق الطلاق بكلمة ان واذاوغيرهما ۱/ ۴۲۰ ط ماجديه' كوئٹه)

(۲) بخلاف ما اذا كان شرط الحنث امرا عدميا مثل ان لم اكلم زيدا : وان لم ادخل فانها لا تبطل بفوت المحل بل يتحقق به الحنث للياس من شرط البر وهذا اذا لم يكن شرط البر مستحيلا (هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق' باب التعليق' مطلب فى مسئلة الكوز ۳/ ۳۴۹ ط سعيد كراتشى)

بہ مہر میں نے تجھ کو طلاق دی تھی اب ہندہ رہنے پر راضی ہے اور زید رکھنے پر راضی ہے ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں ؟بینوا توجروا

(جواب ۲۶۰) اگر زید نے طلاق کو معافی مہر پر معلق کر کے طلاق دی تھی اور ہندہ نے مہر معاف نہیں کیا تو طلاق واقع نہیں ہوئی(۱)اور اگر زید نے ہندہ کے وعدہ پر اعتبار کر کے بلا تعلیق کے طلاق دیدی تو طلاق واقع ہوئی ہے(۲)لیکن چونکہ ایک طلاق بائن ہے اس لئے زید دوبارہ نکاح کر کے اس کو رکھ سکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہیں(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر نے کہا کہ ”اگر تم میرے ہمراہ نہ چلیں' تو اب میرا تم سے تمام عمر کوئی تعلق نہیں رہا“ تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید عرصہ دو سال بعد بموجب حکم حاکم ہندہ یعنی اپنی زوجہ منکوحہ کو لینے کے واسطے آیا ہندہ نے جانے سے انکار کیا ہندہ کے انکار کی وجہ سے بات بڑھ گئی اور زید نے بحالت غصہ ہندہ سے یہ کہا کہ اگر تم اس وقت میرے ہمراہ نہ چلیں تو بس تم ہمیشہ کے لئے مجھ سے چھوٹ گئیں اور اب میرا تم سے تمام عمر کے لئے کوئی تعلق نہیں رہا ہندہ خاموش ہو گئی اور زید کے ہمراہ نہیں گئی کیا مذہب حنفیہ میں زید کے مذکورہ بالا الفاظ سے ہندہ پر طلاق شرعی قائم ہو گئی یا نہیں ؟ فقط

(جواب ۲۶۱) یہ الفاظ چونکہ غصہ وغضب کی حالت میں کہے گئے ہیں اور متمحض للجواب ہیں'(۴)اس لئے اگر عورت اس وقت خاوند کے ساتھ نہیں گئی تو اس پر طلاق بائن واقع ہوئی(۵) نکاح جدید کے ساتھ اس خاوند کے پاس بھی رہ سکتی ہے(۶)واللہ اعلم

---

(۱) قوله لها انت بالف او على الف و قبلت في مجلسها لزم الالف لانه تعويض او تعليق (درمختار) وقال في الرد (قوله لانه تعويض) ......قال الزيلعي :ولابدمن قبولها لانه عقد معاوضة او تعليق بشرط فلا تنعقد المعاوضة بدون القبول ولا ينزل المعلق بدون الشرط' اذلا ولاية لا حد هما في الزام صاحبه بدون رضاه (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب الخلع ۳/۴۴۹ ط سعيد كراتشي)

(۲) يقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مكرها (الدر المختار' مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق ۳/۲۳۵ ط سعيد كراتشي)

(۳) اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة وبعدانقضائها (الفتاوىٰ الهندية ' كتاب الطلاق' الباب السادس في الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/۴۷۲ ط ماجديه كوئٹه)

(۴) یہ الفاظ (اگر تم اس وقت میرے ہمراہ نہ چلیں' تو بس تم ہمیشہ کے لئے مجھ سے چھوٹ گئیں) محض اور خالص جواب کے لئے ہیں-

(۵) اس لئے کہ یہ الفاظ الفاظ کنایات میں سے ہیں' کما في الهندية: او قال لم يبق بيني و بينك نكاح يقع الطلاق ان نوى... وفي الفتاوىٰ لم يبق بيني و بينك عمل و نوى يقع (الفتاوىٰ الهنديه' كتاب الطلاق' الباب الثاني في ايقاع الطلاق' الفصل الخامس في الكنايات ۱/۳۷۵' ۳۷۶ ط ماجديه' كوئٹه)

(۶) اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث' فله ان يتزوجها في العدة و بعدانقضائها (الفتاوىٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس في الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/۴۷۲ ط ماجديه' كوئٹه)

اس شرط پر نکاح کیا کہ اگر چھ ماہ تک نفقہ نہ دوں تو تجھ کو طلاق کا اختیار ہے' پھر نفقہ نہ دیا!

(سوال) ایک شخص نے ایک عورت سے اس شرط پر نکاح کیا کہ اگر میں چھ ماہ تک نان نفقہ لباس نہ دوں تو چھ ماہ بعد تجھ کو طلاق ہے اور دوسرے مرد کے ساتھ تجھ کو نکاح کرنے کا اختیار ہے آٹھ آنے کے سرکاری دستاویزی کاغذ پر یہ تحریر لکھی گئی نکاح کے بعد زوج کے پاس یہ عورت دو سال برابر رہی بعد دو برس کے یہ شخص نکاح کرنے والا اپنے وطن کو چلا گیا اور وطن گئے ہوئے اس کو چار سال ہو گئے اس مدت میں نہ اس شخص نے زوجہ کے لئے کچھ خرچ بھیجا نہ کوئی خط روانہ کیا عورت نے زوج کے پاس کئی خط روانہ کئے اس مضمون کے کہ یا تو مجھے نفقہ دے یا طلاق دے مگر وہ شخص اس کا کچھ جواب نہیں دیتا نہ وطن سے آتا ہے وہ شخص زندہ موجود ہے صورت مسئولہ میں اس دستاویز کے مطابق عورت کو طلاق ہو چکی یا الگ طلاق دینے کی ضرورت ہے۔ بینوا توجروا

(جواب ۲۶۲) یہ تعلیق اگر قبل النکاح واقع ہوئی جب تو لغو ہے کیونکہ اس وقت تک منکوحہ پر اسے ملک استمتاع حاصل تھی اور اس تعلیق میں اضافت الی الملک نہیں ہے(۱) ہاں اگر اس طرح تعلیق کی گئی ہو کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں اور پھر چھ ماہ تک نفقہ نہ دوں تو تجھ پر طلاق ہے تو تعلیق صحیح ہو جائے گی اسی طرح اگر بعد النکاح یہ تعلیق واقع کی گئی ہو تو بعد وجود شرط عورت پر طلاق پڑ گئی اور بعد انقضائے عدت اسے دوسرے نکاح کا اختیار ہے۔ قال لا جنبية مادمت فی نکاحی فکل امرأة اتزوجها فهی طالق ثم تزوجها فتزوج علیها امرأة لا یقع ولو قال ان تزوجت کما دمت فی نکاحی فکل امرأة اتزوجها والمسئلة بحالها یقع. کذافی الوجیز للکردری (عالمگیری)(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مشروط طلاق میں شرط پائے جانے سے طلاق ہو جاتی ہے.

(سوال) شخصے در کابین نامہ زن خود نوشتہ داد کہ تاحین حیات تو زن دیگر نکاح نکنم اگر کنم براں زن یک دوسہ طلاق واقع است۔ اکنوں شخص مذکور زوجہ اولیٰ را طلاق دادہ نکاح دیگر کردہ است بموجب شرط مذکور بالا بزوجہ ثانیہ طلاق واقع شدیانہ ؟بینوا توجروا

(ترجمہ) ایک شخص نے اپنی منکوحہ کے کابین نامہ میں یہ تحریر دی کہ تیری زندگی بھر کسی دوسری عورت سے نکاح نہ کروں گا اگر کروں تو اس عورت پر ایک دو تین طلاق ہے۔ اب اس شخص نے پہلی بیوی کو طلاق دیکر نکاح ثانی کر لیا ہے تو شرط مذکورہ بالا کے مطابق زوجہ ثانیہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟بینوا توجروا۔

---

(۱) واذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا... ولا تصح اضافة الطلاق الا ان یکون الحالف مالکا او یضیفه الی ملك (الفتاویٰ الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الرابع فی الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا وغیرهما ۱/۴۲۰ ط ماجدیه کوئٹه)

(۲) الفتاویٰ الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الرابع فی الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا وغیرهما ۱/۴۲۶ ط ماجدیه' کوئٹه)

(جواب ۲۶۳) طلاق معلق بشرط بوقت وقوع شرط واقع می شود(۱) ودر صورت سوال شرط طلاق زوجہ ثانیہ ایں قرار دادہ کہ نکاحش بحیات زوجہ اولیٰ واقع شود پس تاوقتیکہ زوجہ اولیٰ بقید حیات است بہ ہیچ زنیدیگر نکاحش روا نباشد اگر کند زن ثانیہ مطلقہ گردد۔ زیرا کہ در الفاظ تعلیق حیات زوجہ اولیٰ را مطلق ذکر کردہ است تقیید زمانہ حیات بمنکوحہ بودن زن اولی نہ کردہ پس نظر بہ منطوق کلام زمانہ حیات بر اطلاق خود باشد خواہ منکوحہ باشد یا نہ باشد۔

و علی هذالو قال کل امرأة اتزوجها بغیر اذنك فطالق - فطلق امرأته طلاقا بائنا او ثلاثا ثم تزوج بغیر اذنهاطلقت لانه لم یتقید یمینه ببقاء النکاح لا نها انما تتقید به لو کانت المرأة تستفید ولایة الاذن والمنع بعقد النکاح انتهی فتح (ردالمحتار)(۲)

قلت یوخذ من هذا ان التقیید بالنکاح انما یعتبر اذا کان للنکاح مدخل فی افادة الشرط ولذاالغوا تقیید الیمین المذکور بزمان النکاح لانه لیس لعقد النکاح مدخل فی افادة ولایة الاذن بالتزوج للزوجة فان الزوج مستقل فی تزوج الثانیة بغیر استیذان ولا استشارةٍ من الزوجة الاولیٰ. وظهر بهذاحکم السؤال الذی نحن بصدد جوابه انه لما علق طلاق الثانیة بوجود التزوج فی حیاة الزوجة الاولیٰ- و ابان الزوجة الاولیٰ وتزوج الثانیة فی حیاتها تطلق الثانیة ولا تتقید الیمین بزمان النکاح فان عقد النکاح لا یفید المنع من التزوج بالثانیة فلا دلالة علی التقیید بزمان النکاح فی کلامه فیجری علی اطلاقه.

لیکن اگر زوج در کلام خود نیت کردہ باشد کہ یمین مقید بزمانہ نکاح زوجہ اولیٰ ہست وبریں تقیید عمل کردہ بعد تطلیق وبانتہ زوجہ اولیٰ نکاح دیگر کردہ پس ایں نیت دیانۃً معتبر باشد واورا فیما بینہ وبین اللہ میرسد کہ بزوجہ ثانیہ معاشرۃ قائم دارد۔

نیة تخصیص العام تصح دیانة اجماعاً- لا یصدق قضاءً (درمختار) (۳)

کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہٗ سنہری مسجد دہلی

(ترجمہ) مشروط طلاق شرط کے پائے جانے پر واقع ہو جاتی ہے صورت مسئولہ میں زوجہ ثانیہ پر طلاق پڑنے کی یہ شرط قرار دی گئی ہے کہ اس کا نکاح زوجہ اولیٰ کی زندگی میں منعقد ہوا تو جب تک کہ زوجہ اولیٰ زندہ ہے اس شخص کا کسی دوسری عورت سے نکاح صحیح نہیں ہوگا اگر کرے گا تو زوجہ ثانیہ پر طلاق پڑ جائے گی

---

(۱) واذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا مثل ان یقول لا مرأته ان دخلت الدارفانت طالق (الفتاویٰ الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الرابع فی الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذاوغیرهما ۱/۴۲۰ ط ماجدیه' کوئٹه)

(۲) هامش ردالمحتار' کتاب الایمان' باب الیمین فی الضرب والقتل و غیر ذلك' مطلب حلفه وان لیعلمنه بکل داعر ۳/۸٤۵ ط سعید کراتشی)

(۳) الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الایمان' باب الیمین فی الأکل والشرب واللبس و الکلام ۳/۷۸٤ ط سعید کراتشی)

کیونکہ تعلیق کے الفاظ میں زوجہ اولیٰ کی زندگی کو مطلقاً ذکر کیا ہے اور زندگی کے ساتھ اس کے نکاح میں رہنے نہ رہنے کی قید نہیں لگائی ہے پس ظاہر کلام کے لحاظ سے زمانہ حیات کو اپنے اطلاق پر ہی رکھا جائے گا خواہ وہ اس کے نکاح میں رہے یا نہ رہے۔

علیٰ ہذا اگر کسی شخص نے کہا کہ ہر وہ عورت جس کے ساتھ تیری اجازت کے بغیر نکاح کروں اس پر طلاق ہے اور پھر اس نے اس بیوی کو طلاق بائن یا مغلظہ دیدی اور بغیر اسکی اجازت کے دوسری عورت سے نکاح کر لیا تو اس پر طلاق پڑ جائے گی کیونکہ اس کی یمین بقائے نکاح زوجہ اولیٰ کے ساتھ مقید نہیں ہے یہ تقیید اس وقت ہو سکتی تھی جب کہ عورت کو مرد کے عقد نکاح کے لئے منع واجازت کا حق اور ولایت حاصل ہوتی (ردالمحتار)

میں (مجیب) کہتا ہوں کہ مذکورہ اقتباس سے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ بقائے نکاح زوجہ اولیٰ کی قید اس وقت معتبر ہو سکتی تھی جب کہ بقائے نکاح شرط کے لئے مفید ہوتا اور اسی وجہ سے فقہاء نے زمانہ نکاح کی قید کو لغو قرار دیا ہے کیونکہ مرد کے نکاح ثانی کے لئے زوجہ اولیٰ کو ولایت اذن حاصل نہیں ہے مرد کو زوجہ اولیٰ کے مشورہ واجازت کے بغیر نکاح ثانی کا پورا اختیار حاصل ہوتا ہے اس سے مسئلہ مذکورہ سوال کا حکم معلوم ہو گیا کہ مرد نے جبکہ طلاق زوجہ ثانیہ کو حیات زوجہ اولیٰ کے اندر تزوج کے ساتھ مشروط کیا اور پہلی زوجہ کو طلاق دیکر اس کی زندگی میں دوسری عورت سے نکاح کر لیا تو دوسری پر طلاق پڑ جائے گی اور اس یمین کو زمانہ منکوحیت زوجہ اولیٰ کے ساتھ مقید نہیں کیا جائے گا کیونکہ زوجہ اولیٰ کا زمانہ منکوحیت عقد ثانی کے لئے مانع نہ تھا لہذا یمین کو اس کے ساتھ مقید کرنے کے لئے کوئی دلیل نہیں پس اس کا کلام اپنے اطلاق پر ہی رکھا جائے گا لیکن اگر شوہر نے اپنے کلام میں یہ نیت کر لی ہو کہ یہ یمین زمانہ منکوحیت زوجہ اولیٰ کے ساتھ مقید ہے اور اس تقیید کو پیش نظر رکھتے ہوئے زوجہ اولیٰ کو طلاق دینے اور علیحدہ کرنے کے بعد نکاح ثانی کیا تو یہ نیت دیانۃً معتبر ہوگی اس صورت میں اگر وہ زوجہ ثانیہ کے ساتھ تعلقات رکھے تو آخرت میں باز پرس نہ ہوگی کسی عام کی تخصیص کی نیت دیانۃً معتبر ہوتی ہے یہ متفق علیہ مسئلہ ہے' مگر قضاءً قابل اعتبار نہیں ہے۔ (در مختار) کتبہ محمد کفایت اللہ غفر لہ' دہلی

جب شرط نہیں پائی گئی' تو طلاق بھی نہیں ہوئی.

(سوال) زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر آج میں مغرب کی نماز نہ ادا کروں تو تجھ پر تین طلاق پھر اس نے مغرب کی نماز پڑھی لیکن قرأت میں غلطی کی کہ بجائے عصیٰ ادم ربه کے میم پر زبر اور ربہ کی با پر پیش پڑھ گیا اس کی زوجہ نے یہ غلطی سن لی تھی زوجہ نے قاضی کے ہاں دعویٰ کیا کہ میرے خاوند نے میری طلاق کو مغرب کی نماز ادا نہ کرنے پر معلق کیا تھا اور اس نے نماز ادا نہیں کی کیونکہ مذکورہ بالا غلطی اس نے کی جس سے اس کی نماز فاسد ہو گئی اس لئے وجود شرط کی وجہ سے میں مطلقہ ہو گئی ہوں قاضی نے زید سے دریافت کیا اس نے غلطی کرنے کا اقرار کیا مگر کہا کہ چونکہ یہ غلطی مجھ سے خطاءً ہوئی قصداً میں نے غلط نہیں پڑھا

اس لئے میری نماز صحیح ہوئی اور وجود شرط نہیں ہوا قاضی نے زوج کے اقرار بالخطا کو تسلیم کر کے اس کی صحت نماز کا حکم کر دیا اور زوجہ کا دعویٰ طلاق خارج کر دیا اس کے بعد عورت نے یہ دعویٰ کیا کہ چونکہ کلمہ مذکورہ ایک کلمہ کفریہ ہو گیا تھا زید نے کلمہ کفریہ کا تکلم کیا ہے اس لئے وہ مرتد ہو گیا اور ارتداد کی وجہ سے دعویٰ فسخ نکاح کا حق مجھے حاصل ہو گیا ہے میرا نکاح فسخ کر دیا جائے یعنی فسخ نکاح کا حکم کر دیا جائے سوال یہ ہے کہ قاضی کا پہلا حکم دربارہ صحت نماز صحیح واقع ہوا یا نہیں اور کیا اب قاضی زید پر ارتداد کا حکم کر کے فسخ نکاح کا حکم دے سکتا ہے ؟بینوا توجروا

(جواب ۲٦٤) زید کا دعویٰ دربارہ صدور غلطی عن الخطا و عدم قصد و اختیار مقبول ہے کیونکہ نماز اور اس کے ارکان و شرائط حقوق اللہ خالصۃ میں سے ہے اور حقوق اللہ خالصۃ میں دعوئے خطا دیانۃ و قضاءً مقبول ہے والخطا وھو عذر صالح لسقوط حق اللہ تعالیٰ و یصیر شبھۃ فی دفع العقوبۃ حتی لا یاثم الخاطی و لا یؤاخذ بحد او قصاص (کذافی نور الانوار) (۱) فان زفت الیہ غیر امرأتہ فظنھا انھا امرأتہ فوطنھا لا یحد و لا یصیر اثما (نور الانوار) (۲) جیسے کہ خطأً غیر عورت سے وطی کر لی یا شکار سمجھ کر کسی انسان کو مار ڈالا تو ان صورتوں میں دعویٰ خطا قضاءً بھی مقبول ہے اور حد و قصاص واجب نہیں ہوتا کیونکہ حدود حقوق اللہ خالصہ میں سے ہیں اور ان میں دعوائے خطا مقبول ہے پس جب کہ دعوائے خطا مقبول ہوا تو اب یہ دیکھنا ہے کہ قرأت میں خطأً اعراب غلط پڑھنے کا کیا حکم ہے تو متقدمین اگرچہ ایسی غلطی میں جس سے معنی میں تغیر فاحش ہو جائے فساد صلوٰۃ کے قائل ہیں لیکن متاخرین میں سے بہت سے جلیل القدر فقہا فرماتے ہیں کہ نماز صحیح ہو جائے گی فاسد نہ ہوگی اور یہی قول مفتی بہ ہے۔ واما المتاخرون کابن مقاتل وابن سلام و اسمعیل الزاھد وابی بکر البلخی والھندوانی وابن الفضل والحلوانی فاتفقوا علی ان الخطا فی الاعراب لایفسد مطلقا ولو اعتقادہ کفرا (رد المحتار) (۳) و کذا وعصی ادم ربہ بنصب الاول ورفع الثانی یفسد عند العامۃ۔ و کذا فساء مطر المنذرین بکسر الذال وایاك نعبد بکسر الکاف والمصور بفتح الواو۔ و فی النوازل لا تفسد فی الکل و بہ یفتی . بزازیہ و خلاصہ (ردالمحتار) (۴) وھو الاشبہ کذافی المحیط و بہ یفتی کذافی العتابیہ وھکذا فی الظھیریہ (عالمگیری) (۵) پس اس قول مفتی بہ کے موافق قضائے اول یعنی صحت

---

(۱) نور الانوار شرح المنار' باب القیاس' فصل فی بیان الاھلیۃ' ص ۳۱۰ ط سعید کراتشی۔

(۲) ایضاً حوالہ سابقہ

(۳) ھامش ردالمحتار' کتاب الصلاۃ' باب ما یفسد الصلاۃ و ما یکرہ فیھا' مطلب مسائل زلۃ القاری ۱/ ٦۳۱ ط سعید کراتشی)

(٤) ایضاً حوالہ سابقہ

(۵) الفتاویٰ الھندیۃ' کتاب الصلاۃ' الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ' الفصل الخامس فی زلۃ القاری ۱/۸۱ ط ماجدیۃ' کوئٹہ)

نماز کا حکم صحیح ہو گیا اور جب نماز صحیح ہو گئی تو وجود شرط نہ ہوا اور طلاق معلق واقع نہ ہوئی(۱) اس کے بعد عورت کا ارتداد زوج کی وجہ سے دعویٰ فسخ نکاح کرنا غیر مسموع ہے کیونکہ قاضی اس صورت میں ارتداد زوج کا حکم نہیں کر سکتا جس کے وجوہ حسب ذیل ہیں :-

(۱) اب اگر حکم بالارتداد کیا جائے تو دو حال سے خالی نہیں اول یہ کہ قضائے اول بحالہ باقی رہے اور قضابالا رتداد بھی کر دی جائے اس میں تو صریح طور پر اجتماع ضدین بلکہ نقیضین ہے۔ کیونکہ قضائے اول کا مقتضی صحت نماز ہے اور قضائے ثانی کا بطلان نماز قضائے اول کا مقتضابقائے نکاح ہے اور قضائے ثانی کا بطلان نکاح قضائے اول کا مقتضے اسلام زید ہے (کیونکہ صحت صلوۃ کے حکم کے لئے اسلام مصلی شرط ہے) اور قضائے ثانی کا مقتضے کفر زید اور مبنی ان دونوں متناقض حکموں کا وہی کلام واحد ہے۔ دوئم یہ کہ قضائے اول کو باطل کر دیا جائے اور قضائے ثانی کو صحیح واجب النفاذ سمجھا جائے مگر یہ دونوں صورتیں باطل ہیں پہلی تو بوجہ لزوم اجتماع نقیضین کے اور دوسری اس وجہ سے کہ قضائے اول جب کہ مسئلہ مجتہد فیہ میں واقع ہو جائے تو پھر وہ واجب العمل والتنفیذ ہو جاتی ہے اور خود اس قاضی کو یا کسی دوسرے قاضی کو اس کے ابطال کا اختیار نہیں رہتا۔ واذا رفع الیہ حکم قاض اخر– قید اتفاقی اذ حکم نفسہ قبل ذلك (ای الرفع) کذلك نفذہ . ای الزام الحکم بمقتضاہ لو مجتهد ا فیہ (در مختار) قولہ نفذہ ای یجب علیہ تنفیذہ (رد المحتار) اعلم انهم قسموا الحکم ثلاثة اقسام قسم یرد بکل حال وهو ما خالف النص اوالا جماع و قسم یمضی بکل حال وهو الحکم فی محل الاجتهاد الخ (رد المحتار) (۲)

(۲) حکم بالردۃ حقوق اللہ خالصہ میں سے ہے اور حقوق اللہ خالصہ میں دعوائے خطا قضاءً مقبول ہے ورنہ وطی بالشبہۃ میں دعوائے خطا مقبول نہ ہوتا اور حد زنا لازم آتی رمی الانسان بالخطامیں دعوائے خطا مقبول نہ ہوتا اور قصاص قضاءً لازم آتا حالانکہ لازم باطل ہے یعنی قضاءً وجوب حد یا قصاص کا حکم نہیں دیا جاتا کیونکہ حدود حقوق اللہ میں سے ہیں اور قصاص میں اگرچہ حق عبد بھی ہے لیکن اس کا بدل دیت کی صورت میں ادا کر دیا گیا اور اس کی شکستگی خاطر کا جبر ہو گیا اور اخلائے عالم عن الفساد جو موجب قصاص تھا بوجہ دعوئے خطا اس کا حکم مرتفع ہو گیا یہ بات کہ حکم بالردۃ حقوق اللہ میں سے ہے اس عبارت سے ثابت ہے۔ بخلاف الارتداد لا نہ معنی یتفرد بہ المرتد لاحق فیہ لغیرہ من الاد میین (بزازیہ) (۳) پس جب کہ صورت مسئولہ میں زید تکلم بالخطا کا مدعی ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کا قول قضاءً مقبول نہ ہو۔

---

(۱) تنحل ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرۃ (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب التعلیق ۳/۳۵۲ ط سعید کراتشی)

(۲) هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب القضاء' فصل فی الحبس ' مطلب ما ینفذ من القضاء وما لا ینفذ ۵/۳۹۳' ۳۹٤ ط سعید کراتشی)

(۳) الفتاویٰ البزازیة علی هامش الفتاویٰ الهندیة' کتاب الفاظ تکون اسلاما او کفرا او خطأ' الفصل الثانی فیما یکون کفرا من المسلم وما لا یکون ٦/۳۲۲ ط ماجدیة' کوئٹه)

(۳) ردۃ کی حقیقت فقہا نے اس طرح بیان کی ہے اجراء کلمة الکفر علی اللسان (۱) یعنی کلمہ کفر قصداً زبان پر جاری کرنا قصداً کی قید لفظ اجراء سے مفہوم ہوتی ہے ورنہ جریان کلمۃ الکفر کہا جاتا پھر جہاں شرائط صحت ردۃ بیان کئے ہیں وہاں طوع یعنی اختیار کو شرائط صحت میں بھی ذکر کیا ہے۔ پس جب تک کہ قصد و اختیار متحقق نہ ہو ردۃ کا تحقق ہی نہیں ہو سکتا (۲) اور کسی چیز کے تحقق سے قبل اس کا حکم کر دینا بداہتہً باطل ہے مثلاً وضو شرائط نماز میں سے ہے تو جو نماز بے وضو پڑھی جائے وہ صحیح نماز نہ ہو گی تو قبل تحقق وضو کے صحت نماز کا حکم کر دینا یقیناً غلط اور باطل ہے (۳) اور یہ ظاہر ہے کہ قصد و اختیار امور قلبیہ میں سے ہے اس پر سوا صاحب معاملہ کے کسی دوسرے انسان کو اطلاع نہیں ہو سکتی جب تک کہ صاحب معاملہ خود اقرار نہ کرے پس تحقق شرط ردۃ کے لئے صاحب معاملہ کا یہ اقرار کہ اس نے قصداً الفاظ کفریہ کا تلفظ کیا ہے ضروری ہے اور چونکہ اس کے اقرار کے سوا اور کوئی سبیل اس کے حکم کی نہیں اس لئے اس کے انکار و اقرار کی تصدیق ضروری ہو گی ہاں کبھی اس کے عدم انکار قصد کو قائم مقام اقرار قصد کے حکم قضا میں کر لیا جائے تو ممکن ہے لیکن اس کے انکار صریح کی کہ تعمد سے صراحتہً منکر ہو تصدیق نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں نیز اقرار صرف تلفظ بالاختیار کا ثبوت ردۃ کے لئے کافی ہے اس کے معنی کا قصد کرنا اور مراد لینا شرط نہیں کیونکہ ہازل ولاعب کے ارتداد کا حکم فتح القدیر و بحر وغیرہما کتب معتبرہ میں مصرح ہے اور ان دونوں کے کفر کی وجہ ان کا یہ کلمہ کفریہ غیر مقصود المعنی نہیں بلکہ استخفاف بالدین ہے پس یہ قول کہ ادعائے خطا کی صورت میں ارتداد کا حکم نہ کرنا چاہئے یقیناً راجح بلکہ صواب ہے قال فی البحر' والحاصل ان من تكلم بكلمة الكفر ھا زلا اولا عبا كفر عند الكل ولا اعتبار باعتقاده كما صرح به فی الخانية' ومن تكلم بها مخطئا او مكرها لا يكفر عند الكل الى اخره (ردالمحتار) (۴) اس عبارت کا ظاہر مفہوم یہی ہے کہ خطا اور اکراہ کی صورت میں دیانۃً و قضاءً بالاتفاق کافر نہ ہو گا کیونکہ خطا اور اکراہ کو ایک مد میں شامل کیا ہے اور اکراہ میں قضاءً کافر نہ ہونا مسلم ہے فکذا فی الخطا۔ اگر شبہ کیا جائے کہ ردۃ زوج کے ساتھ زوجہ کا حق فسخ و خروج عن الملک متعلق ہے تو ممکن ہے کہ خطا کے ادعا سے اس پر فیمابینہ و بین اللہ کفر کا حکم عائد نہ ہو لیکن اگر قاضی ادعائے خطا کی تصدیق کر لے تو زوجہ کا حق باطل ہوتا ہے اور اسی وجہ سے بزازیہ اور شامی میں ہے کہ " خطا

---

(۱) وركنها اجراء كلمة الكفر على اللسان بعد الايمان (الدر المختار مع هامش ردالمحتار' كتاب الجهاد' باب المرتد ۲۲۱/۴ ط سعید کراتشی)

(۲) وشرائط صحتها العقل والصحو والطوع (درمختار) وقال فی الرد ومن تكلم بها مخطئاً او مكرها لا يكفر عند الكل ومن تكلم بها عامدا عالما كفر عند الكل (هامش ردالمحتار مع الدر المختار' كتاب الجهاد' باب المرتد ۲۲۴/۴ ط سعيد كراتشی)

(۳) ثم الشرط لغة العلامة و شرعا ما يتوقف عليه الشئ ولا يدخل فيه (درمختار) وقال في الرد اما ان يتوقف الشئ عليه كالوضوء للصلاة فيسمى شرطا (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الصلاة' باب شروط الصلاة ۴۰۲/۱ ط سعيد كراتشی)

(۴) هامش رد المحتار' كتاب الجهاد' باب المرتد ۲۲۴/۴ ط سعید کراتشی –

میں اگرچہ کافر نہیں ہوتا مگر قاضی تصدیق نہ کرے' تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم خود بزازیہ سے نمبر ۳ میں نقل کر چکے ہیں کہ ردت کا حکم کرنے میں کسی آدمی کا حق متعلق نہیں پس اس کی یہ عبارت خود اس حکم عدم تصدیق قاضی کے منافی ہے اور شامی نے اس قول کو صرف بلفظ بدلیل صرحوا(۱) بیان کیا ہے اور تصریح کرنے والوں کا نام نہیں بتایا اس لئے یہ نقل چنداں قابل اعتماد نہیں پھر ہم کہتے ہیں کہ زوجہ کا حق نفس تکلم بکلمۃ الکفر کے ساتھ متعلق نہیں بلکہ ردت کے آثار مترتبہ علیہا میں سے ہے اور ترتب آثار بعد وجود حقیقت ہوتا ہے اور جب تک کہ طوع و اختیار ثابت نہ ہو جائے حقیقت ردت تو متحقق ہوئی نہیں' اس پر آثار کا ترتب کیسا پھر خود شامی نے جامع الفصولین و نور العین و خیریہ و بحر سے نقل کیا کہ ایسے الفاظ کفریہ جن میں کوئی بعید تاویل بھی ہو سکتی ہے بولنے پر بھی حکم بکفر نہ کیا جائے اور علامہ شامی فرماتے ہیں و مفهومه انه لا يحكم بفسخ النكاح - یعنی جامع الفصولین و نور العین کی عبارتوں کا مفہوم یہ ہے کہ فسخ نکاح کا حکم نہ کیا جائے پس جامع الفصولین و نور العین و خیریہ کی نقول شامی کی بحث سے بدرجہا اولیٰ بالعمل والقبول ہیں(۲) پھر یہ اس صورت کا حکم ہے کہ قائل نے کلمہ کفریہ کا یقیناً تکلم کیا اور خود کوئی صورت بچاؤ کی پیش نہیں کی۔ حالانکہ صورت مسئولہ میں قائل خود ہی اپنی معذوری اور بے اختیاری بیان کرتا ہے پس یہاں بدرجہ اولیٰ حکم ردت نہیں ہو سکتا۔

(۴) تعلیقات طلاق (ان دخلت الدار فانت طالق) جس میں عورت کا حق بالذات متعلق ہوتا ہے ان کا حکم یہ ہے کہ اگر زوج تعلیق یا وجود شرط کا انکار کر دے اور زوجہ تعلیق یا وجود شرط کی مدعی ہو تو بینہ زوجہ کے ذمہ ہے اور قول زوج کا معتبر ہوتا ہے - وان اختلفا في وجود الشرط فالقول له الا اذا برهنت وما لا يعلم الا منها فالقول لها في حقها (عالمگیری)(۳) فان اختلفا في وجود الشرط فالقول له مع اليمين لا نكار الطلاق (در مختار) قوله في وجود الشرط اى اصلاً او تحققاً كما في شرح المجمع اختلفا في وجود اصل التعليق بالشرط او في الشرط بعد التعليق . و في

---

(۱) بدليل ماصرحوا به من انهم اذا اراد ان يتكلم بكلمة مباحة فجرى على لسانه كلمة الكفر خطأ بلا قصد لا يصدق القاضي وان كان لا يكفر فيما بينه و بين ربه تعالىٰ (هامش ردالمحتار' كتاب الجهاد' باب المرتد ۴/۲۲۹ ط سعيد كراتشي)

(۲) ثم ان مقتضى كلامهم ايضا انه لا كفر بشتم دين مسلم اى لا يحكم بكفره لا مكان التاويل ثم رايته في جامع الفصولين حيث قال بعد كلام اقول' و على هذا ينبغي ان يكفر من شتم دين مسلم ولكن يمكن التاويل بان مراده اخلاقه الرديئة و معاملة القبيحة لا حقيقة دين الاسلام فينبغي ان لا يكفر حينئذ والله تعالىٰ اعلم' واقره في نور العين و مفهومه انه لا يحكم بفسخ النكاح' و فيه البحث الذى قلناه واما امره بتجديد النكاح فهو لا شك فيه احتياط خصوصا في حق الهمج الارذال الذين يشتمون بهذه الكلمة فانهم لا يخطر على بالهم هذا المعنى اصلا وقد سئل في الخيرية عمن قال له الحاكم ارض بالشرع فقال لا اقبل فافتى مفت بانه كفر و بانت زوجته فهل يثبت كفره بذلك فاجاب بانه لا ينبغي للعالم ان يبادر بتكفير اهل الاسلام الى آخر ما حرره في البحر (هامش رد المحتار كتاب الجهاد' باب المرتد' مطلب في حكم من شتم دين مسلم ۴/۲۳۰ ط سعيد كراتشي)

(۳) الفتاوىٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب الرابع في الشرط' الفصل الثالث في التعليق بكلمة ان واذا و غيرهما' مطلب اختلاف الزوجين في وجود الشرط ۱/۴۲۲ ط ماجديه كوئٹه)

البزازیة ادعی الاستثناء او الشرط فالقول له الخ (ردالمحتار) (۱) پس دعوائے فسخ نکاح میں گویا زوجہ وجود شرط کی مدعی ہے اور وہ تکلم بکلمۃ الکفر طوعاً و اختیاراً ہے اور زوج اس کا منکر ہے لہذا حسب قاعدہ مذکورہ قول زوج قضاءً بھی معتبر ہونا چاہئے بلکہ یہاں بدرجہ اولیٰ قول زوج کا اعتبار ہوگا کیونکہ عورت کا حق بالذات ثبوت ردت کے ساتھ متعلق نہیں بلکہ احکام ردت میں سے ہے وحکم الشئ ثمرته واثره المترتب علیه (رد المحتار) (۲) الحاصل جس شخص کی زبان سے کوئی کلمہ کفریہ نکل جائے اور وہ خطاءً نکلنے کا مدعی ہے جیسے کہ اکثر نماز میں خطاءً ایسے ایسے الفاظ جن کا تعمد کفر ہے نکل جاتے ہیں دیانۃً حکم ارتداد کا عائد نہ ہونا تو متفق علیہ ہے قضاءً بھی اس کے قول کی مع یمین تصدیق کی جائے گی اور قاضی کو کوئی حق نہیں کہ اس پر ارتداد کا حکم لگائے اور اس کی قسم کا اعتبار نہ کرے یا اس کی زوجہ کا نکاح فسخ کردے نیز خطاءً کسی کلمہ کے زبان سے نکلنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ متکلم بے ہوش ہو یا مجنون ہو بلکہ ہوش و حواس صحیح ہونے اور ادراک و شعور قائم ہونے کی حالت میں بھی بلا قصد الفاظ زبان سے نکل جاتے ہیں انت طالق کہنے کے بعد یہ تاویل کہ میری مراد طالق عن وثاق تھی قضاءً اس لئے معتبر نہیں کہ الفاظ طلاق خود موجب حکم ہیں اور ان کے صدور کے ساتھ بالذات حق عورت متعلق ہو جاتا ہے بخلاف کلمہ کفر کے کہ یہ بالذات موجب ردۃ نہیں بلکہ طوع و اختیار شرائط صحت ردت سے ہے اور اس کے ساتھ کسی انسان کا حق بالذات متعلق نہیں پس انکار اختیار درحقیقت انکار سبب ہے پس انکار حکم مع الاقرار بالسبب۔ ہذا واللہ اعلم بالصواب ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی ۷ رجب ۱۳۳۶ھ

شوہر نے کہا کہ ”اگر کبھی جوا کھیلوں تو میری بیوی پر ”طلاق“ ہے“ تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) ایک شخص نے ایک جماعت کثیرہ سے جو ہمیشہ جوا کھیلتی ہے ہر شخص سے یہ قسم لی کہ خدا کی قسم میں کبھی جوا نہیں کھیلوں گا اگر کبھی جوا کھیلوں تو میری بیوی پر طلاق ہے اب اگر اس جماعت میں سے کوئی شخص جوا کھیلے تو اس کی بیوی پر طلاق پڑے گی یا نہیں اور پڑے گی تو کون سی طلاق ؟

(جواب ۲۶۵) ان قسم کھانے والوں میں سے جس جس کی شادی ہو چکی تھی اور قسم کے وقت اس کے نکاح میں کوئی عورت تھی وہ اگر اس قسم کے بعد جوا کھیلے گا تو اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی پڑ جائے گی (۳) کیونکہ معلق طلاق واحد صریح ہے اور وہ رجعی ہوتی ہے (۴) واللہ اعلم۔ کتبہ محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرس مدرسہ امینیہ سنہری مسجد دہلی۔

---

(۱) هامش ردالمحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب التعلیق' مطلب اختلاف الزوجین فی وجود الشرط ۳/۳۵۶ ط سعید کراتشی)

(۲) هامش رد المحتار' کتاب الوقف ٤/٣٤٠ ط سعید کراتشی)

(۳) وتنحل الیمین بعد الشرط مطلقاً لکن ان وجد فی الملك طلقت و عتقت والا لا (الدرالمختار' مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب التعلیق ۳/۳۵۵ ط سعید کراتشی) (٤) الطلاق علی ضربین' صریح و کنایة والصریح قوله انت طالق و مطلقة وطلقتك فهذا یقع به الطلاق الرجعی' لان هذه الالفاظ تستعمل فی الطلاق ولا تستعمل فی غیره فکان صریحا وانه یعقب الرجعة بالنص (الهدایة' کتاب الطلاق' باب ایقاع الطلاق ۲/۳۵۹ ط شرکة علمیه ملتان)

الجواب صواب بندہ ضیاء الحق عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب صواب بندہ محمد قاسم عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ مہر دارالافتا۔

نکاح نامے میں لکھوائی گئی شرطوں کی خلاف ورزی.

(سوال) لڑکی والے نکاح نامہ میں ناکح سے یہ شرطیں لکھواتے ہیں کہ اتنا نفقہ ماہوار دیا جائے اور مرد عورت پر ظلم نہ کرے اور اگر اس کا خلاف ہو تو عورت کو اختیار ہے کہ وہ مرد کو چھوڑ دے یا اس طرح کہ اگر اس کا خلاف ہو تو عورت کو طلاق ہے دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا طلاق نامہ کی یہ شرطیں صحیح ہیں اور کیا ان کی رو سے خلاف شرط ہونے پر عورت خاوند کو چھوڑ سکتی ہے ؟ یا اس پر طلاق واقع ہو سکتی ہے ؟ بینوا توجروا

(جواب ۲۶۶) طلاق کو کسی شرط پر معلق کرنا یا عورت کو کسی شرط پر طلاق اپنے اوپر ڈال لینے کا اختیار دینا یہ دونوں باتیں جائز اور صحیح ہیں لیکن دونوں میں یہ شرط ہے کہ جس عورت کو طلاق دینے کا ذکر ہے وہ اس تعلیق یا تفویض کے وقت منکوحہ ہو یا طلاق کی اضافت نکاح کی جانب ہو مثلاً یوں کہے کہ اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے پس یہ نکاح نامے جن میں شروط مذکورہ فی السوال لکھی جاتی ہیں اگر عقد نکاح سے یعنی ایجاب و قبول سے پہلے لکھے گئے تو بالکل بیکار ہیں ان کی رو سے نہ عورت کو طلاق ڈالنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے اور نہ خلاف شرط ہونے کی صورت میں اس پر طلاق واقع ہو سکتی ہے کیونکہ بوقت تحریر نکاح نامہ نہ وہ منکوحہ تھی نہ اضافت الی النکاح پائی گئی ولا تصح اضافۃ الطلاق الا ان یکون الحالف مالکا او یضیفہ الی ملک۔ الی قولہ فان قال لا جنبیۃ ان دخلت الدار فانت طالق ثم تزوجھا فدخلت الدار لم تطلق لان الحالف لیس بما لک وما اضافہ الی الملک و سببہ ولا بدمن واحد منھما (ھدایۃ) (۱) واللہ اعلم کتبہ محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرس مدرسہ امینیہ دہلی، مہر دارالافتا

شوہر نے بیوی سے کہا "اگر تو نے اس رات کے اندر روپیہ مذکور نہیں دیا" تو تجھ پر تین طلاق ہے "کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید کے مقفل سوٹ کیس کے اندر سے چند روپے کھو گئے تھے زید نے اپنی بی بی پر شبہ کیا کہ ہندہ نے میرا روپیہ چرایا ہے اس کی کوئی دلیل نہیں تھی نہ کسی نے دیکھا تھا ہندہ نے بھی انکار کیا زید نے ہندہ سے کہا کہ اگر تو نے اس رات کے اندر روپیہ مذکور نہیں دیا تو تجھ پر تین طلاق ہے وہ رات گزر گئی ہندہ نے روپیہ نہیں چرایا تھا۔ بینوا توجروا المستفتی نمبر ۱۱۰ لطف الرحمن جونیر مدرس مالدہ ۲۴ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۴ نومبر ۱۹۳۳ء

---

(۱) الہدایۃ کتاب الطلاق باب الایمان فی الطلاق ۲/ ۳۸۵ ط شرکۃ علمیہ ملتان۔

(جواب ۲۶۷) اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ تعلیق میں الفاظ یہ تھے "اگر تو نے اس رات میں روپیہ مذکور نہیں دیا الخ" اور روپیہ مذکور کے معنی یہ ہیں کہ جو روپیہ تو نے چرایا ہے اور جب کہ ہندہ نے وہ روپیہ نہیں چرایا تھا تو تعلیق لغو ہو گئی۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جس شرط پر طلاق کو معلق کیا وہ شرط پائے جانے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے' ورنہ نہیں .

(سوال) ایک شخص نے ان خط کشیدہ الفاظ میں تعلیق کی کہ آج سے اگر میں اس گھر کے اندر (اس سے مراد ایک مکان معین ہے) عورتوں کے پاس جاؤں (یعنی اس گھر کے اندر داخل ہوں یہاں تک کہ ان عورتوں تک چلا جاؤں جو اس گھر میں رہتی ہیں) علاوہ دہلیز کے (دہلیز مکان کے ابتدائی حصہ کو کہتے ہیں جو ہر خاص و عام کے بیٹھنے کے لئے ہوتا ہے' یعنی اس مکان کی دہلیز میں جا سکتا ہوں) اور زید کے گھر اور عمرو کے گھر اور بجر کی جانب احاطہ میں (ایک احاطہ ہے جس کے بیچ میں دیوار ہے اور دونوں جانب مکان بنے ہیں ایک طرف بجر رہتا ہے' اور دوسری طرف سلیمان) اور خالد کے گھر (خالد کے دو مکان جدا جدا ہیں ایک زنانہ دوسرا مردانہ اس نے زنانہ مکان مراد لیا) اگر میں قدم رکھوں تو میری عورت کو طلاق۔ متعلقہ صورت بالا حسب ذیل سوالات ہیں۔

(۱) کسی ضرورت سے مکان اول میں جا سکتا ہے یا نہیں بشرطیکہ عورتوں تک نہ جائے۔

(۲) دہلیز کی استثناء درست ہو گی یا نہیں ؟ (۳) ایک مدت ہوئی کہ زید کی وفات ہو چکی بعد ازاں اس کا لڑکا اس مکان میں رہنے لگا چنانچہ بوقت تعلیق اس کا لڑکا ہی اس مکان میں رہتا تھا اور اب بھی ہے تو کیا اس مکان میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ (۴) عمرو کی وفات کے بعد اس کے گھر میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ (۵) سلیمان کی طرف کے مکان میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ (۶) بجر و سلیمان نے اپنے مکانوں کا تبادلہ کر لیا تو اب کس جانب جا سکتا ہے اور کس جانب نہیں (۷) خالد کا باپ یونس ابھی زندہ ہے اور وہی مکان کا مالک بھی ہے تو کیا ان ہر دو مکان زنانہ و مردانہ میں داخل ہو سکتا ہے اگر نہیں تو کس میں ؟ (۸) یونس کی وفات کے بعد اس کے دونوں لڑکے خالد اور احمد و دیگر ورثہ مکانوں کے مالک ہوں گے تو اب خالد کے مکان میں جا سکتا ہے یا نہیں ؟ (۹) اشخاص مذکورین بالا اگر اب کوئی جدید مکان حاصل کریں یا بنوائیں تو اس میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ (۱۰) سہواً مکان میں داخل ہوا اور یاد آنے کے بعد فوراً نکل آیا تو کیا طلاق واقع

---

(۱) لما فی الهندية' واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لا مرأته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوی الهندية' كتاب الطلاق' الباب الرابع فی الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فی تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱/ ۴۲۰ ط ماجدية' كوئته)

ہوگی یا نہیں ؟(۱۱) اگر جبراً ان مکانوں میں داخل کیا گیا تو کیا حکم ہے ؟(۱۲) جملہ اشخاص مذکورین بالا کے مکانوں میں داخل ہونے کے بعد وقوع طلاق ہوگا یا نہیں ؟ یا کسی ایک مکان میں داخل ہونے سے وقوع طلاق ہو جائے گی (۱۳) مکانات مذکورہ بالا میں ترتیب وار داخل ہونے اور بغیر ترتیب کے داخل ہونے میں کوئی فرق ہو تو بیان فرمایا جائے (۱۴) طلاق رجعی ہوگی یا بائن ؟ (۱۵) اگر بائن ہے تو کیوں اور کیا عدت گزرنے سے پہلے نکاح کر لینا کافی ہے ؟(۱٦) ان سب صورتوں سے بچنے کے لئے اگر کوئی حیلہ شرعی ہو تو بیان فرماویں (۱۷) فقہاء کے مشہور قول التنجیز یبطل التعلیق کا کیا مطلب ہے اور کیا صورت مذکورہ بالا میں یہ حیلہ چل سکتا ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۱۱ مولوی محمد یحییٰ اعظمی مبارکپوری لکھنؤ ۲ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ م ۷ افروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۲٦۸) (۱) اگر اس گھر کے اندر عورتیں موجود ہیں تو ضرورت اور عدم ضرورت دونوں صورتوں میں نہیں جا سکتا(۱) اور عورتیں نہ ہوں تو دونوں صورتوں میں جا سکتا ہے (۲) درست ہے(۲) (۳) نہیں داخل ہو سکتا کیونکہ اگرچہ زید کا لڑکا اس میں سکونت رکھتا تھا مگر مکان زید کے نام سے مشہور ہوگا اسی بنا پر حالف نے زید کی طرف مکان کی نسبت کر کے وہی مکان مراد لیا(۳) (۴) نہیں جب تک کہ وہ مکان عمرو کے نام سے معروف رہے(٤) (۵) داخل ہو سکتا ہے(٥) (٦) تبادلہ کر لینے کی صورت میں جس جانب بکر ہوگا اس جانب نہیں جا سکتا(٦) (۷) اگر خالد بھی ان مکانوں میں سکونت پذیر ہے تو مکانوں میں نہیں جا سکتا۔ (۸) خالد کے مکان میں نہیں جا سکتا۔

---

(۱) جس کام پر قسم اٹھائے اسے ضرورت کی وجہ سے کرنے پر بھی قسم ٹوٹ جاتی ہے' لما فی الهداية والقاصد فی الیمین والمكره والناسي سواء حتى تجب الكفارة (الهداية' كتاب الأيمان ۲/ ٤٧٩ ط شركة علميه ملتان) وقال فی الدر'لو الحالف مكرها او مخطئا او ذاهلا او ساهيا او ناسيا بان حلف ان لا يحلف ثم نسي و حلف فيكفر مرتين مرة لحنثه واخرى اذا فعل المحلوف عليه عيني لحديث ' ثلاث هزلهن جد'منها اليمين فی اليمين او الحنث فيحنث بفعل المحلوف عليه مكرها (اندر المختار مع هامش ردالمحتار' كتاب الايمان ۳/ ۷۰۸' ۷۰۹ ط سعيد كراتشی)

(۲) والا صل ان الاستثناء تكلم بالحاصل بعد الثنيا وهو الصحيح و معناه انه تكلم بالمستثنیٰ منه فيصح استثناء البعض من الجملة لانه يبقى التكلم بالبعض بعده (الهداية' كتاب الطلاق' باب الايمان فی الطلاق' فصل فی الاستثناء ۲/ ۳۹۰ ط شركة علميه ملتان)

(۳) و فی حلفه لا يكلم عبده اى عبد فلان او عرسه او صديقه او لا يدخل داره او لا يلبس ثوبه او لا ياكل طعامه او لا يركب دابته ان زالت اضافته ببيع او طلاق او عداوة و كلمه لم يحنث فی العبد اشار اليه بهذا او لا على المذهب و فی غيره ان اشار بهذا او عين حنث والا يشر ولم يعين لا يحنث (تنوير الابصار و شرحه مع هامش رد المحتار' كتاب الايمان باب اليمين فی الاكل والشرب واللبس والكلام ۳/ ۷۹۷' ۷۹۸ ط سعيد كراتشی)

(٤) و فی حلفه لا يكلم عبده اى عبد فلان او عرسه او صديقه او لا يدخل داره او لا يلبس ثوبه او لا ياكل طعامه او لا يركب دابته ان زالت اضافته ببيع او طلاق او عداوة و كلمه لم يحنث فی العبد اشار اليه بهذا او لا و فی غيره ان اشار بهذا او عين حنث والا يشر و لم يعين لا يحنث (تنوير الابصار' مع هامش رد المحتار' كتاب الايمان' باب اليمين فی الاكل والشرب ۳/ ۷۹۷ ط سعيد كراتشی)

(۵) اس لئے کہ شرط میں سلیمان کے گھر میں داخل ہونے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

(٦) فی الخانية ايضا حلف لا يدخل دار زيد ثم حلف لا يدخل دار عمرو فباعها زيد من عمرو و سلمها اليه فدخلها الحالف حنث فی اليمين الثانية عنده لان عنده المستحدث بعد اليمين يدخل فيها لومات مالك الدار فدخل لا يحنث لانتقالها للورثة (هامش رد المحتار' كتاب الايمان' باب اليمين فی الدخول والخروج و السكنى والا تيان والركوب وغير ذلك ۳/ ۷٦۱)

اور جب تک مکان تقسیم نہ ہوں اس وقت تک کسی مکان میں نہیں جا سکتا(۱) (۹) اگر کوئی جدید مکان ہوائیں اور اس میں خود سکونت پذیر ہو جائیں تو نہیں جا سکتا (۱۰) طلاق واقع ہو جائے گی(۲) (۱۱) جبر کا یہ مطلب کہ کوئی اس کو زبردستی اٹھا کر مکان میں لے گیا تو طلاق نہیں ہو گی مگر جب ہٹتے ہی بلا توقف فوراً وہاں سے نکلنا لازم ہو گا اگر ذرا بھی خود ٹھہرا تو طلاق ہو جائے گی(۳) (۱۲) ہر ایک مکان میں داخل ہونے سے طلاق ہو گی (۱۳) کوئی فرق نہیں (۱۴) طلاق رجعی ہو گی (۱۵) بائن نہیں(۴) (۱۶) کوئی حیلہ نہیں (۱۷) اس صورت میں اس کا کوئی اثر نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' مدرسہ امینیہ دہلی

شوہر نے بیوی سے کہا ”اباجی کو اٹھنے دو' تو خدا کی قسم تم کو طلاق دوں گا' تو طلاق واقع ہو گی یا نہیں ؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی سے کسی بات پر کچھ جھگڑا کیا غصہ میں اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اباجی کو اٹھنے دو تو خدا کی قسم تم کو طلاق دوں گا اس کے بعد ان دونوں میں بحث ہوئی بیوی کہتی تھی کہ اباجی کے اٹھنے پر طلاق ہو گئی کیونکہ مندرجہ بالا الفاظ اس کی بیوی نے سنے تھے زید کہتا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی میرے یہ الفاظ تھے کہ اباجی کے اٹھنے پر میں اس بات کا تصفیہ کرواؤں گا اگر انہوں نے تصفیہ نہ کیا تو تم کو طلاق دوں گا بیوی کہتی ہے کہ خدا میں نے یہ سنا ہے کہ اباجی کے اٹھنے پر تم کو خدا کی قسم طلاق دوں گا زید کہتا ہے کہ اس میں میں نے لفظ دوں گا شامل کیا تھا یہ لفظ شرطیہ ہے میں نے تصفیہ کرنے کی شرط رکھی تھی بیوی کہتی ہے کہ پہلے صرف یہ کہا تھا کہ اباجی کو اٹھنے دو خدا کی قسم تم کو طلاق دوں گا اگر انہوں نے تصفیہ نہ کیا یعنی تصفیہ کا لفظ آخر میں کہا ہے۔
المستفتی نمبر ۲۳۴ سید اولاد حسن اصفہانی ۹ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ ۶ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۶۹) جو الفاظ عورت بھی تسلیم کرتی ہے وہ یہ ہیں ”اباجی کو اٹھنے دو خدا کی قسم تم کو طلاق دوں گا“ ان الفاظ سے طلاق نہیں پڑ سکتی نہ بالفعل نہ اباجی کے اٹھنے پر(۵) بلکہ اباجی کے اٹھنے پر زید پھر طلاق دے تو

---

(۱) ایضاً حوالہ سابقہ صفحہ گزشتہ

(۲) اس لئے کہ قسم ٹوٹنے میں سہو اور غیر سہو میں کوئی فرق نہیں ہے کما فی الدر : ولو الحالف مکرھا او مخطئا اوزاھلا او ساھیا اوناسیا فان حلف ان لا یحلف ثم نسی و حلف فیکفر مرتین مرۃ لحنثہ واخری اذا فعل المحلوف عینی لحدیث ثلاث ھز لھن جد" منھا الیمین فی الیمین او الحنث فیحنث بفعل المحلوف علیہ مکرھا (الدر المختار مع ھامش رد المحتار کتاب الایمان ۳/۷۰۸، ۷۰۹ ط سعید کراتشی)

(۳) اذا حلف الرجل لا یدخل دار فلان فادخل مکرھا لا یحنث ھذا اذا حملہ انسان واد خلہ مکرھا (الفتاویٰ الھندیۃ' کتاب الحیل' الفصل التاسع فی الایمان ۶/۴۰۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۴) اس لئے کہ صریح طلاق کو معلق کیا ہے لہذا بعد تحقق شرط رجعی طلاق واقع ہو گی– لمافی الھدایۃ الطلاق علی ضربین' صریح و کنایۃ فالصریح قولہ انت طالق و مطلقہ وطلقتک فھذا یقع بہ الرجعی (الہدایۃ' کتاب الطلاق' باب ایقاع الطلاق ۲/۳۵۹ ط شرکۃ علمیہ ملتان)

(۵) اس لئے کہ ”تم کو طلاق دوں گا“ وعدہ طلاق یا ارادہ طلاق کا اظہار ہے' اور وعدہ و ارادہ طلاق سے طلاق واقع نہیں ہوتی' کما فی الدر المختار' بخلاف قولہ طلقی نفسک فقالت انا طالق او انا اطلق نفسی لم یقع لانہ وعد جو ھرۃ مالم یتعارف او تنو الانشاء فتح (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب تفویض الطلاق ۳/۳۱۹ ط سعید کراتشی)

پڑے گی ورنہ نہیں عورت کا یہ خیال کہ اباجی کے اٹھنے پر خود بخود طلاق پڑ گئی صحیح نہیں ہے ہاں اگر الفاظ یہی تھے اور اباجی کے اٹھنے پر زید نے طلاق نہیں دی تو زید پر قسم کا کفارہ ادا کرنا واجب ہوگا کہ اس نے قسم پوری نہیں کی (۱) لیکن اگر یہ قسم بھی تصفیہ نہ ہونے کی صورت میں طلاق دینے کی تھی اور اباجی کے اٹھنے پر تصفیہ ہوگیا تو نہ طلاق پڑی اور نہ قسم کا کفارہ واجب ہوا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نکاح سے پہلے کہا "اگر میں نے جھوٹ بولا تو جب میں نکاح کروں وہ عورت مجھ پر طلاق ہے"

(سوال) زید نے قبل ملک نکاح کے کہا کہ اگر میں نے کبھی بھی جھوٹ بولا تو جب میں نکاح کروں وہ عورت مجھ پر طلاق ہے اب اس شرط ٹھہرانے کے بعد زید نے جھوٹ بھی قصداً یا عذراً بولا اب زید نے نکاح بعد وقوع شرط کے کیا یا کرتا ہے تو کیا اس وقوع شرط سے جو قبل ملک نکاح سے ہے وقوع مشروط بھی لازم ہوتا ہے یا نہیں اور اگر بالفرض نکاح بھی کر لیا تو کیا ہم بستر ہونا زنا میں شمار ہوگا ؟ المستفتی نمبر ۲۹۸ گل محمد (ضلع سورت) ۱۶ صفر ۱۳۵۳ھ ۳۱ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۷۰) ہاں نکاح کرنے کے بعد عورت پر طلاق ہو جائے گی طلاق نہ ہونے کا حیلہ یہ ہے کہ زید خود نکاح نہ کرے نہ کسی کو وکیل بنائے نہ امر کرے بلکہ کوئی دوسرا شخص بطور فضولی کے زید کا نکاح کسی عورت سے کردے اور زید اس نکاح کی منظوری قول کے ساتھ نہ دے بلکہ اس منکوحہ عورت سے وطی کرلے تو یہ وطی نکاح کی اجازت بھی ہو جائے گی اور زید کا نکاح بھی ہو جائے گا اور طلاق بھی نہیں پڑے گی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مہر نفقہ عدت وغیرہ کی معافی کی شرط پر طلاق

(سوال) زید کی لڑکی نابالغہ جس کی عمر وقت نکاح سات سال تھی بولایت پدر' بکر کے لڑکے بالغ کے ساتھ عقد ہوا یہ لڑکی بکر کے لڑکے کے نکاح میں سات سال رہی اور اس عرصہ میں وہ اپنے خاوند کے ہاں نہیں گئی بعد گزرنے سات سال کے بکر کے لڑکے نے اس وجہ سے کہ لڑکی نابالغ بتائی جاتی ہے اور مجھے دکھائی نہیں گئی اس لئے وقت بالغ ہونے کے ایسا نہ ہو کہ مہر و نفقہ طلب کرے اس شرط پر طلاق بائن دی کہ آئندہ کوئی جھگڑا مہر وغیرہ کا منجانب لڑکی نہ ہو زید نے کل ذمہ داری بہ جلسہ عدالت کے اور طلاق قبول کی زید کی لڑکی کو نہ تو وقت طلاق بلایا گیا اور نہ اس نے مہر و نفقہ وغیرہ کی معافی دی اور نہ طلاق قبول کی تو کیا طلاق ہوگئی ؟

---

(۱) وهذا القسم فيه الكفارة فقط ان حنث (الدر المختار هامش ردالمحتار' كتاب الايمان ۷۰۸/۳ ط سعيد كراتشي) قسم توڑنے کی صورت میں کفارہ قسم یہ ہے (۱) غلام آزاد کرنا)(۲) یا دس مسکینوں کا دونوں وقت کھانا کھلانا (۳) یا دس مسکینوں کو دس جوڑے کپڑے کا دینا اور اگر یہ تینوں نہ ہو سکیں تو تین دن کے روزے پے در پے رکھنا کما في الدر المختار و كفارته تحرير رقبة او اطعام عشرة مساكين او كسوتهم بما يستر عامة البدن 'وان عجز عنها كلها وقت الاداء عندنا..... صام ثلاثة ايام ولاء (الدرالمختار مع هامش ردالمحتار' كتاب الايمان ۷۲۵/۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) حلف لا يتزوج فزوجه فضولي فاجاز بالقول حنث وبالفعل و منه بالكتابة خلافا لا بن سماعة لا يحنث به يفتي خانية (درمختار) وقال في الرد: (قوله بالفعل) كبعث المهر اوبعضه بشرط ان يصل اليها و قيل الوصول ليس بشرط نهر' و كتقبيلها بشهوة و جماعها لكن يكره تحريما بقرب نفوذ العقد من المحرم بحر قلت فلو بعث المهر اولا لم يكره التقبيل والجماع لحصول الاجازة قبله (هامش رد المحتار مع الدرالمختار' كتاب الايمان ' باب اليمين في الضرب والقتل وغير ذلك ۸٤٦/۳ ط سعيد كراتشي)

وقت طلاق کے بکر کے لڑکے کو بتایا گیا کہ لڑکی نابالغ ہے اس لئے میں یعنی زید مہر وغیرہ کی معافی اور طلاق قبول کر سکتا ہے اور آئندہ کوئی جھگڑا نہیں ہوگا طلاق بائن حاصل کی حالانکہ لڑکی اس وقت بالغ تھی اس لئے کہ وقت نکاح سات سال تھی اور وقت طلاق ۱۴ سالہ ہوگئی تو کیا ایسی صورت میں زید کا مہر وغیرہ معاف کرنا اور طلاق قبول کرنا جائز ہوا؟ اور طلاق صحیح ہوگئی؟ طلاق کے بعد جب پانچ ماہ گزر گئے تو نکاح ثانی ہوا اور بالغ ثابت ہوئی اور صحیح معلوم ہوا کہ لڑکی ایک سال سے بالغ ہے۔

لڑکے نے یہ الفاظ بوقت طلاق اپنی زبان سے کہے تھے میں بمعاوضہ معافی مہر و نفقہ عدت جہیز و چڑھاوا وغیرہ طلاق بائن دیتا ہوں زید نے طلاق قبول کی اور چڑھاوا وغیرہ اپنی لڑکی کی طرف سے معاف کیا اب جو مسئلہ شرعی ہو اس سے آگاہ کیا جائے؟ المستفتی نمبر ۷۰۴ سیف اللہ (کوٹہ راجپوتانہ) ۲۲ جمادی الثانی۔

(جواب ۲۷۱) یہ طلاق مہر کی معافی اور نفقہ عدت و جہیز و چڑھاوا کے بدلے میں دی گئی ہے۔ باپ کو ان چیزوں کا اختیار نہیں تھا۔ البتہ اگر لڑکی نے مہر معاف کر دیا ہو اور نفقہ عدت و جہیز و چڑھاوا چھوڑ کر طلاق لینا قبول کیا ہو تو طلاق صحیح ہوگئی ورنہ نہیں(۱)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

شوہر نے کہا" اگر یہ لڑکی اس مرض میں مر گئی تو اس کے مرنے کے ساتھ تجھ پر تین طلاق پڑ جائیں گی" تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید کی ایک لڑکی مرض شدید میں مبتلا تھی۔ زید کی زوجہ یعنی لڑکی کی والدہ نے اس لڑکی کو حالت مرض میں سخت تکلیفیں دیں۔ اس پر زید کو بہت صدمہ ہوا اور اس نے غصہ میں آکر کہہ دیا کہ اگر یہ لڑکی اس مرض میں مر گئی تو اس کے مرنے کے ساتھ تجھ پر تین طلاقیں پڑ جائیں گی اور تو مطلقہ ثلثہ ہو جائے گی۔ بعد چند دن کے وہ لڑکی اسی مرض سے مر گئی۔ اب زید کی زوجہ کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

المستفتی نمبر ۴۱۹ محمد یونس (چاٹگام) ۱۷ رجب ۱۳۵۳ھ ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۷۲ / ۱۵۶۷) (از دار الافتاء دیوبند) یہ تعلیق بالشرط ہے اور جب کہ دختر مذکورہ اسی مرض میں مر گئی ہے جس میں مر جانے پر طلاق ثلاث کو معلق کیا تھا تو تین طلاقیں واقع ہونے میں تردد نہیں کیا جا سکتا ہے(۲) رہا یہ کہ جزا میں لفظ استقبال کا ہے قابل التفات نہیں ہے عموماً جزا مستقبل ہی ہوتی ہے اس کے خلاف کی صورتیں کم ہوتی ہیں علاوہ(۳) ازیں جزائے مستقبل کی صحت نصوص میں موجود ہے ستجدنی ان شاء اللہ صابرا ولا اعصی لك امرا. ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین—(۴) ان کے بعد دونوں جگہ

---

(۱) (قوله وكذا الكبيرة الخ) اى اذا خلعها ابوها بلا اذنها فانه لا يلزمها المال بالا ولى لانه كالا جنبى فى حقها و فى الفصولين' اذا ضمنه الاب اوالا جنبى وقع الخلع' ثم ان اجازت تقد عليها و برئ الزوج من المهر' وان لم يضمن توقف الخلع على اجازتها فان اجازت جاز وبرئ الزوج عن المهر 'والا لم يجز (هامش ردالمحتار' مع الدرالمختار' كتاب الطلاق' باب الخلع' مطلب فى خلع الصغيرة ۳/۴۵۷ ط سعيد كراتشى)

(۲) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقامثل ان يقول لا مراته ان دخلت الدارفانت طالق (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الرابع فى الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فى تعليق الطلاق ۱/۴۲۰ ط ماجديه' كوئٹه)

(۳) الكهف: ۶۹ (۴) الصافات ۱۰۲

مضارع کے اول میں سین داخل ہے جواستقبال کے لئے ہے اس کے باوجود یہ تعلیق صحیح ہوگی بناءعلیہ زید کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی ہیں فقط محمد اعزاز علی امروہوی (مقیم دارالعلوم دیوبند) نفس جواب صحیح ہے بندہ اصغر حسین عفااللہ عنہ۔الجواب صحیح بندہ محمد شفیع غفرلہ (خادم دارالافتادارالعلوم دیوبند) الجواب صحیح۔ ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ۔ صحیح ہے ریاض الدین عفی عنہ۔الجواب صحیح اشرف علی یکم رجب ۳۵۳ھ طلاق واقع ہوگئی شبیر احمد عثمانی دیوبندی۔ الجواب صحیح خاکسار سراج احمد رشیدی عفی عنہ (مدرس مدرسہ عربیہ ڈابھیل) الجواب صواب بندہ محمد بدر عالم مدرس مدرسہ عربیہ ڈابھیل۔الجواب صحیح عبدالرحمٰن کان اللہ لہ' ولوالدیہ ولجمیع المسلمین۔الجواب صحیح احمد غفرلہ مہتمم مدرسہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت۔ تین طلاقیں ہوگئیں محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' مہر دارالافتا مدرسہ امینیہ مہر دارالافتاء دیوبند مہر دارالا فتاڈابھیل۔

اگر اپنی بیوی کو ماہانہ خرچ نہ دیا' تو ایک ماہ انتظار کے بعد تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی' تو کیا حکم ہے؟

(سوال) محمد یوسف کی شادی شیخ بھنو علی کی لڑکی سے ہوئی کچھ عرصہ زن وشوہر کے درمیان محبت رہی اور محمد یوسف سسرال ہی میں مع بیوی رہنے لگے اور اپنا گھربار بلا مرمت چھوڑ دیا زاں بعد محمد یوسف سفر میں چلے گئے اور جب کچھ عرصہ بعد سفر سے واپس آئے تو بھنو علی نے پنچایت بٹھلایا کہ یوسف علی میری لڑکی کو کھانا خرچ نہیں دیتے اس لئے میری صفائی کرادیں پنچ نے محمد یوسف کو تنبیہ کی اور بھنو علی نے اپنی رضامندی اس بات پر ظاہر کی کہ محمد یوسف برابر ماہ بماہ خرچ دینے کا ایک شرائط نامہ لکھ دے۔ چنانچہ محمد یوسف نے شرائط نامہ لکھ دیا جس کی نقل منسلکہ استفتائے ہذا ہے محمد یوسف پھر سسرال میں ہی رہنے لگے اس کے ہفتہ دو ہفتہ بعد محمد یوسف اور ان کی سسرال والوں کے درمیان نااتفاقی ہوگئی اور محمد یوسف نے وداعگی مانگی۔ اس پر بھنو علی نے کہا کہ محمد یوسف اپنا مکان بنوائے تو وداعگی میں مجھ کو کچھ عذر نہ ہوگا محمد یوسف نے مکان بنوالیا اس کے بعد رخصتی ہوئی اور محمد یوسف اپنی بیوی کو گھر لایا اور بارام رکھنا شروع کیا لیکن لڑکی کے میکے والے محمد یوسف کے خلاف رہے آخرکار ۲۹ مئی ۱۹۳۱ء کو جب محمد یوسف محرم کا تماشا دیکھنے گیا ہوا تھا تو اس کے غائبانہ اس کی خوشدامن صاحبہ بغیر اجازت محمد یوسف کے اس کی بیوی کو اپنے گھر لے گئیں جب محمد یوسف واپس آیا اور بیوی کو لاپتہ پایا تو سسرال گئے وہاں تکرار ہوئی اور لڑکی کے میکے والوں نے رخصتی سے انکار کردیا اور لڑکی ہنوز میکے میں روکی ہوئی ہے اس کے بعد محمد یوسف نے پنچایت میں ایک عرضی دی اس پر پنچ نے رخصتی دلانے کی کوشش کی اور بہت اصرار کیا لڑکی والوں نے صاف انکار کردیا اور کہا کہ لڑکی محمد یوسف کی بیوی نہیں رہی حالانکہ لڑکی کو گئے ہوئے ایک ماہ بھی نہ گزرا تھا آخرکار مجبور ہو کر پنچ نے محمد یوسف کی عرضی و شرائط نامہ مع مناسب سوالات کے دارالعلوم دیوبند بھیج دیا جس کی نقل مع جواب مشمولہ استفتائے ہذا ہے اس ہیر پھیر میں شرائط نامہ کے مطابق مہینہ پورا ہو رہا تھا اس لئے محمد یوسف نے مبلغ پانچ روپے خرچہ کے لئے اپنی بیوی کو بھیج دیا لیکن اس نے لینے سے انکار کیا اور نہیں لیا اسکے بعد استفتا کا جواب آیا کہ میکے میں خرچ دینا واجب نہیں محمد یوسف نے میکے میں خرچ دینا موقوف کردیا البتہ رخصتی کے لئے کئی مرتبہ تقاضا کیا اور ہنوز کررہا ہے

لیکن اس کے خسر صاحب رخصتی نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ اس کی بیوی مطلقہ ہو گئی۔
نقل اقرار نامہ۔ میں شیخ یوسف علی پسر شیخ کنی خلیفہ ساکن کھڑ کپور آگئے ہم پنچان کے سامنے اقرار کرتے ہیں اور لکھ دیتے ہیں کہ ہم اپنی بیوی کو برابر ماہ بماہ خرچ خانہ داری دیں گے اگر دینے میں کسی طرح کی کوتاہی کریں تو ایک ماہ انتظار دیکھے کر آخری دو ماہ تک نہیں دیں تو ہمارا تینوں طلاق واقع ہو جائے گی اس لئے اقرار نامہ پر انگشت نشان دیا کہ وقت پر کام آئے کاتب شیخ امیر علی۔ تاریخ ۳-۱۰-۳۱ المستفتی نمبر ۴۳۴ قادر بخش خواجہ (ضلع مونگھیر) ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ م ۹ فروری ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۳) اقرارنامہ میں اس کی تصریح نہیں کہ محمد یوسف اپنی بیوی کو نفقہ اس صورت میں دے گا کہ بیوی اس کے گھر میں رہے اس لئے محمد یوسف کو دونوں صورتوں میں نفقہ دینا لازم ہے خواہ بیوی محمد یوسف کے گھر رہے خواہ محمد یوسف کی رضامندی یا کسی عذر صحیح شرعی کی وجہ سے میکے میں رہے البتہ اگر بیوی محمد یوسف کی اجازت کے بغیر اور بغیر کسی حق شرعی کے میکے میں رہے گی تو نفقہ کی مستحق نہ ہو گی(۱) پس اگر صورت واقعہ میں اس کی بیوی ناحق میکے میں چلی گئی اور بغیر کسی عذر صحیح شرعی کے وہاں رہی تو نفقہ کی مستحق نہیں(۲) لیکن اگر وہ محمد یوسف کی کسی ایسی حرکت کی وجہ سے چلی گئی ہے جس پر اسے جانا اور میکے میں رہنا جائز تھا تو وہ نفقہ کی مستحق ہے پہلے مہینے کا نفقہ محمد یوسف نے مدت کے اندر بھیجا مگر زوجہ نے نہیں لیا تو اس عورت کا مطالبہ ساقط اور اقرار نامہ اس مدت کے لئے غیر مؤثر ہو گیا کیونکہ محمد یوسف نے نفقہ بھیج دیا نہ لینا عورت کا قصور ہے۔ محمد یوسف کی جانب سے خلاف ورزی نہیں ہوئی۔ نفقہ کم ہونے کا عذر عورت کی جانب سے صحیح نہیں کیونکہ اقرار نامہ میں کوئی مقدار مذکور نہیں اس کے بعد محمد یوسف نے نفقہ نہیں دیا تو اگر عورت میکے میں کسی عذر صحیح شرعی کی بناء پر مقیم ہے تو محمد یوسف کے نفقہ نہ دینے سے طلاق ہو گئی اور پہلی مرتبہ واپس کر دینے کو محمد یوسف اپنے نہ دینے کے عذر میں بیان نہیں کر سکتا اگر عورت ناحق میکے میں مقیم ہے تو بوجہ اس کے کہ وہ نفقہ کی مستحق ہی نہیں۔ محمد یوسف کے نفقہ نہ دینے سے اس پر طلاق نہیں ہوئی(۳) کیونکہ اقرار نامہ استحقاق نفقہ کی صورت سے ہی متعلق ہو سکتا ہے۔

طلاق کو کسی کام کرنے پر معلق کیا' اب اس کام کو کرنے سے بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں ؟

(سوال) زید دہلی میں بکر کے ہاں ملازمت کرتا تھا در میان ملازمت میں زید نے بکر کے کچھ روپے غبن کئے

---

(۱) لا نفقة لا حدى عشر مرتدة.... و خارجة من بيته بغير حق و هي الناشزة حتى تعود ولو بعد سفره خلافا للشافعي' والقول لها بعدم النشوز بيمينها (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب النفقة ۵۷۶/۳ ط سعيد كراتشى)
(۲) اس لئے کہ وہ عورت ناشزہ ہے اور ناشزہ عورت کو شوہر کی طرف سے نفقہ نہیں ملتا کما صرح به في الدر المختار' كتاب الطلاق' باب النفقة ۵۷۶/۳ ط سعيد كراتشى)
(۳) اس لئے کہ اس میں شرط نہیں پائی گئی اور جب شرط نہیں پائی گئی' تو طلاق بھی واقع نہیں ہوئی کما في الهندية' واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا (الفتاوىٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب الرابع في الطلاق بالشرط' الفصل الثالث في تعليق الطلاق ۴۲۰/۱ ط ماجدية' كوئٹہ)

اور جب بکر کو اس کا علم ہوا تو زید بکر کے ہاں سے چلا آیا اور دہلی میں ہی روپوش ہو گیا بکر نے اس غبن کی پولیس میں رپورٹ کرائی اور زید کے خلاف وارنٹ جاری ہو گیا جب زید کو اس کا علم ہوا تو وہ اپنے ایک عزیز کے پاس گیا اور ان سے مدد کا طالب ہوا مگر عزیز نے یہ کہہ کر مدد دینے سے انکار کر دیا کہ بغیر تمہارے والد کی اجازت کے کچھ نہیں کر سکتا اور جب زید کو کہیں سے مدد نہ ملی تو وہ اپنی زوجہ کے پاس گیا اس کی زوجہ نے اس کی مدد کا وعدہ کیا لیکن اس شرط پر کہ وہ اپنی زوجہ کو مندرجہ ذیل تحریر لکھ دے۔ "اگر اس قسم کی کارروائی جو میں نے بکر کے ساتھ کی ہے آئندہ کروں یا تم کو چھوڑ کر کبھی چلا جاؤں تو تم پر تین طلاق ہیں" زید کو چونکہ اس وقت تک کہیں سے مدد نہ ملی تھی اس نے گرفتاری کے اندیشے سے اپنی زوجہ کو یہ تحریر دیدی اور اس کی زوجہ نے کچھ روپے بکر کے دینے کے لئے زید کے رشتہ دار کے پاس رکھوا دیئے اور دو تین روز بعد زید کے رشتہ دار نے زید کے باپ کی اجازت مل جانے پر ان روپوں میں جو کمی تھی اس کو پورا کر کے بکر کو ادا کر دیئے چونکہ اس سے قبل بھی زید اس قسم کے فعل کر چکا تھا اور جب کبھی اس سے اس قسم کے فعل سرزد ہوئے وہ اپنی عادت کے موافق روپوش ہو جایا کرتا تھا اس لئے تحریر لیتے وقت زوجہ کی اور تحریر دیتے وقت شوہر کی یہ نیت نہ تھی کہ تحریر دینے کے بعد بغیر اجازت زوجہ کے باہر بھی نہ جا سکے بلکہ منشایہ تھی کہ اس قسم کی حرکات کرنے کے بعد جو زید روپوش ہو جایا کرتا تھا وہ آئندہ ایسا نہ کر سکے۔ اس واقعہ کے ایک ہفتہ کے بعد زید اور اس کی زوجہ میں کچھ تکرار ہو گئی جس کی وجہ سے زوجہ نے اس کو کچھ جسمانی تکلیف پہنچائی چونکہ زید کو جسمانی تکلیف پہنچی تھی اس لئے وہ اپنی زوجہ سے یہ کہہ کر چلا گیا کہ "اچھا میں جاتا ہوں خدا حافظ" اس تکرار کے درمیان زید کے ایک عزیز کو جو وہیں قریب رہتا تھا بلایا گیا انہوں نے اس معاملہ کو رفع دفع کرنے کے لئے زید سے کہا کہ آج رات کو تم میرے گھر سو رہو کل صبح آجانا اور اس کی اجازت تحریر کی رو سے زید کی زوجہ سے مانگی زوجہ نے کہا کہ میرے والد سے پوچھو۔ اس کے والد سے پوچھا تو انہوں نے کہا زوجہ سے پوچھو۔ غرضکہ دونوں میں سے کسی نے صاف جواب نہیں دیا اس لئے زید اپنے عزیز کے ہاں چلا گیا تھوڑی دیر بعد زید نے پھر اپنے عزیز کو زوجہ کے والد کے پاس بھیجا اور زید کے عزیز نے زوجہ کے والد سے جا کر کہا کہ اس وقت معاملہ کو رفع دفع کر دو اور زید کو میرے ہاں رہنے کی اجازت اس کی زوجہ سے دلوا دو مگر زوجہ اور اس کے والد نے اس وقت زید کے عزیز سے یہ کہا کہ زید تو جاتے وقت اپنی زوجہ سے تین دفعہ یہ کہہ گیا ہے کہ میرا تیرا آخری فیصلہ ہے مگر زید قسم کھا کر ان لفظوں کے کہنے سے انکار کرتا ہے بلکہ کہتا ہے کہ میں نے صرف یہ کہا تھا کہ "اچھا میں جاتا ہوں خدا حافظ" مگر زوجہ اور اس کے والد یہی کہتے رہے کہ وہ کہہ گیا ہے کہ "میرا تیرا آخری فیصلہ ہے" اب وہ کیسے گھر آسکتا ہے اس وجہ سے مجبوراً زید پھر زوجہ کے گھر اب تک نہیں گیا اور کچھ اپنے کپڑے بھی ساتھ لے آیا۔ بینوا توجروا۔ المستفتی حاجی متین احمد خلف حاجی رشید احمد دہلی۔

(جواب ۲۷٤) اس واقعہ کے متعلق دو فتوے میں پہلے لکھ چکا ہوں یہ تیسرا ہے اور افسوس کہ پہلے فتوؤں کی نقل بھی نہیں رکھی گئی اگر جوابوں میں کچھ اختلاف نظر آئے تو وہ بیان سائل کے اختلاف پر مبنی ہوگا کیونکہ مفتی کے پاس اس بات کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ کون سا بیان سچا اور واقعہ کے مطابق

ہے اور کون سا جھوٹا اور واقعہ کے خلاف ہے اس سوال میں زید کی تحریر کے جو الفاظ نقل کئے گئے ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ دو باتوں میں سے کوئی ایک بات پیش آئے گی تو بیوی پر تین طلاقیں پڑ جائیں گی۔ اول یہ کہ زید کوئی ایسی حرکت کرے جو چوری یا خیانت کی حد تک پہنچتی ہو (کیونکہ پہلی حرکت جو بکر کے ساتھ کی گئی تھی اسی قسم کی تھی) دوئم یہ کہ زید اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر اس کو چھوڑ کر کہیں چلا جائے یہ دونوں شرطیں مستقل ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی پائی جائے تو طلاق ہو جائے گی دوسری پائی جائے یا نہ پائی جائے۔ پس صورت مسئلہ میں جب کہ زید اپنی بیوی سے لڑ بھڑ کر اس کی اجازت کے بغیر اپنا سامان کپڑے وغیرہ لیکر اس کے گھر سے چلا آیا اور اس پر کئی دن گزر گئے دوسری شرط کا وجود متحقق ہو گیا اور طلاق معلق واقع ہو گئی۔(۱) زید کا اور اس کے عزیز کا زوجہ سے اجازت مانگنا اس امر کی دلیل ہے کہ وہ خود بھی اپنے اس فعل کو شرط کی خلاف ورزی تصور کرتا تھا اس لئے اجازت حاصل کرنے کی کوشش کرتا تھا لیکن اجازت نہ ملنے پر وہ یوں ہی بلا اجازت عزیز کے گھر رہنے لگا یعنی قصداً شرط کی خلاف ورزی کی اور کوئی پروانہ کی اور یہ عذر کہ زوجہ اور اس کے والد نے یہ کہا کہ وہ تو جاتے وقت یہ کہہ گیا ہے "میرا تیر آخری فیصلہ ہے" زید کے لئے مفید نہیں ہے اس لئے کہ جب اس کے حلفیہ بیان کے بموجب اس نے یہ الفاظ نہیں کئے تھے تو اس کو لازم تھا کہ وہ زوجہ کے گھر میں ہی رہتا تاکہ شرط سابق کی خلاف ورزی نہ ہوتی۔ ہذا واللہ اعلم بالصواب۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اگر میں نے اس قسم کی کارروائی کی 'یا تم کو چھوڑ کر چلا جاؤں تو تم پر تین طلاقیں ہیں' تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید نے ایک تحریر اپنی زوجہ کے نام لکھی تھی جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ بنام بلقیس بیگم۔ اگر اس قسم کی کارروائی جو میں نے ضمیر الحق کے ساتھ کی ہے آئندہ کروں یا تم کو چھوڑ کر چلا جاؤں تو تم پر تین طلاق ہیں۔ دستخط محمد عثمان بقلم خود۔ ۱۶ جون ۱۹۳۵ء

اس تحریر کے تقریباً ایک ماہ بعد زید اور اس کی زوجہ میں خرچ وغیرہ پر بھی کچھ جھگڑا ہوا اور کچھ مار پیٹ کی بھی نوبت آگئی اور اس جھگڑے کے بعد ۱۶ جولائی ۱۹۳۵ء سے ۲۴ جولائی ۱۹۳۵ء تک جس کو ایک ہفتہ سے زیادہ ہو گیا شوہر اپنی زوجہ کو چھوڑ کر اور اپنا کل سامان لیکر چلا گیا اور اس کے بعد اب تک نہیں آیا اور نہ کچھ خبر گیری کی نہ کوئی اطلاع کی۔ دریافت طلب یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں زید کی زوجہ پر حسب تحریر بالا طلاق واقع ہو گئی یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۵۷۳ حافظ حنیف الدین دہلی ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ م ۱۳ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۵) اپنا سامان لیکر گھر سے بغیر اجازت زوجہ کے نکل جانا اور پھر متعدد دنوں تک غائب رہنا

---

(۱) واذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقاً مثل ان یقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الرابع فی الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق ۱ / ۴۲۰ ط ماجدیه' کوئٹه)

چھوڑ کر چلے جانے میں داخل ہے اس لئے طلاق معلق واقع ہو گئی۔(۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'
(جواب)(از نائب مفتی صاحب) اگر محمد عثمان ۱۶ جولائی ۱۹۳۵ء سے ۲۳ جولائی ۱۹۳۵ء تک اپنی زوجہ بلقیس کو چھوڑ کر چلا گیا ہے تو اس کی زوجہ بموجب اس کی تحریر کے مطلقہ مغلظہ ہو گئی ہے بغیر حلالہ کے رجوع کرنا محمد عثمان کا ہرگز صحیح نہ ہو گا۔(۲) فقط حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ' دہلی

اگر تم کو چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں' تو تم پر تین طلاقیں ہیں' چھوڑ کر چلا گیا

(سوال) زید بکر کے ہاں ملازمت کرتا تھا درمیان ملازمت میں زید نے بکر کے کچھ روپے غبن کئے بکر کو علم ہوا تو زید روپوش ہو گیا اسی حالت میں زید اپنی زوجہ کے پاس گیا اور مدد چاہی اس کی زوجہ نے بکر کا تمام روپیہ ادا کرنے کا وعدہ کیا لیکن اس شرط پر کہ زید اپنی زوجہ کو اس قسم کی تحریر دیوے کہ "آئندہ اگر میں اس قسم کی کوئی کارروائی کروں جو میں نے بکر کے ساتھ کی ہے یا تم کو چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں تو تم پر تین طلاق ہیں" زید چونکہ اس سے قبل بھی کئی دفعہ اس قسم کی حرکت کر چکا تھا اور جب کبھی ایسی حرکت اس سے ہو جاتی تھی تو وہ شرم و خجالت کی وجہ سے روپوش ہو جاتا تھا تحریر دینے والے اور تحریر لینے والے کی منشا اور نیت یہ نہ تھی کہ وہ اس تحریر دینے کے بعد بغیر اجازت زوجہ کے گھر سے باہر قدم بھی نہ نکال سکے بلکہ نیت یہ تھی کہ ایسی کارروائی کرنے کے بعد زید جو روپوش ہو جایا کرتا تھا' وہ آئندہ ایسا نہ کر سکے زید چونکہ دہلی میں اس قسم کی حرکت کر چکا ہے اور دہلی میں ملازمت کرنے کے قابل نہیں ہے اس لئے وہ اپنی فلاح و بہبودی کے لئے اپنے والد کے پاس کلکتہ جانا چاہتا ہے یا اور کسی شہر میں ملازمت کی تلاش میں جانا چاہتا ہے لیکن اس کی زوجہ اس کو دہلی سے باہر جانے کی اجازت نہیں دیتی اب زید بغیر اجازت اپنی زوجہ کے دہلی سے باہر جا سکتا ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۴۷۵ محمد عثمان دہلی ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ م ۱۳ اگست ۱۹۳۵ء
(جواب ۲۷۲) خاوند کے الفاظ یہ ہیں "یا تم کو چھوڑ کر چلا جاؤں" اس کا مفہوم یہ ہے کہ بیوی کی اجازت کے بغیر دہلی (یعنی وطن) سے باہر چلا جائے یا اپنے گھر سے ایسی طرح غائب ہو جائے جس کو یہ کہہ سکیں کہ بیوی کو چھوڑ کر کھا ہے تو طلاق ہو گئی (۳) گھر میں سے باہر جانا مطلقاً مراد نہیں ہو سکتا مثلاً نماز کے لئے باہر جانا یا سودا سلف لینے کے لئے گھر سے نکلنے یا گھنٹہ دو گھنٹے کے لئے گھر سے باہر رہنے یا کاروبار کے لئے دن میں

---

(۱) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقامثل ان يقول لامراته ان دخلت الدارفانت طالق (الفتاوىٰ الهندية' كتاب الطلاق'الباب الرابع فى الطلاق بالشرط'الفصل الثالث في تعليق الطلاق ۱/ ۴۲۰ ط ماجديه' كوئته)
(۲) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والا صل فيه لقوله تعالىٰ : فان طلقها فلاتحل لهٗ من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة(الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة ۲/ ۳۹۹ شركة علميه ملتان)
(۳) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط مثل ان يقول لا مراته ان دخلت الدار فانت طالق وهذا بالا تفاق لان الملك قائم في الحال والظاهر بقاء ه الى وجود الشرط فيصح يمينا او ايقاعا (الهداية' كتاب الطلاق' باب الايمان فى الطلاق ۲/ ۳۸۵ ط شركة علميه ملتان)

گھر سے باہر رہنے پر طلاق نہیں ہوگی کیونکہ ان صورتوں میں عرفاً یہ صادق نہیں آتا کہ وہ بیوی کو چھوڑ کر باہر چلا گیا اور یمین کا دارومدار عرف پر ہوتا ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

اگر میری اجازت کے بغیر میرے گھر آئے تو میرے حق میں تین طلاق ہوگی

(سوال) ایک شخص اس طرح زبان بندی دیتا ہے کہ اپنی زوجہ کے ساتھ جھگڑے کے بعد زوجہ میری لڑکی کو مارنے سے میں خفا ہو کر اس کو اپنے دار مسکونہ سے نکال کر کہا کہ یہ میرے گھر آنے سے تین طلاق ساتھ ہی دوسری دفعہ کہا کہ یہ اگر میری اجازت کے بغیر میرے گھر آئے تو میرے حق میں تین طلاق ہوگی میری یہ بات کہنے کی وجہ یہ ہے کہ میری زوجہ جھگڑے میں ہمیشہ مشغول رہتی ہے کسی طرح سے اس سے روکی نہیں جاتی اور کسی سے ڈرتی بھی نہیں اور مانتی بھی نہیں ایسی حالت میں لڑکی کو مارنے سے میں خفا ہو کر اور اس کے برتاؤ سے دق ہو کر کہا یہ میرے گھر جانے سے تین طلاق اور یہ بات کہنے کے بعد دل میں آیا کہ اس کو ڈرانے کے لئے کہتا ہوں لیکن جس طرح زبان سے بات نکل گئی وہ ارادہ دل کے خلاف ہوا ساتھ ہی یا کچھ دل کی باتیں کھول کر کہا ہے کہ یہ اگر میری اجازت کے بغیر میرے گھر جائے تو میرے حق میں تین طلاق ہوگی اب گزارش یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں تنجیز ہوگی یا تعلیق ؟ تنجیز کی صورت میں ترک اضافت کی وجہ سے عدم وقوع طلاق کا حکم دیا جا سکتا ہے یا نہیں ؟ اور ہمارے اس دیار کے عرف وعادت کے لحاظ سے شق اول کو تعلیق کہا جاتا ہے پس بنابر تعلیق عدم حنث کی کوئی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ دار مسکونہ میں حالف کی سکونت ہے بر تقدیر تعلیق حالف دار مسکونہ کو بعوض مہر زوجہ مذکورہ سے بیچ کر اس میں سکونت کر سکتا ہے یا نہیں۔ یا یمین فی الفور کے ذریعہ اس کی رہائی کی کوئی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ یا اگر کوئی شخص زوجہ مذکورہ کو جبراً اٹھا کر دار مسکونہ میں داخل کر دے تو عدم حنث کی کوئی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ دوسری گزارش یہ ہے کہ حالف مذکور اپنی زبان بندی کے کئی روز بعد کہتا ہے کہ میں نے اپنی زبان بندی میں غلطی کی ہے یعنی میں نے یہ کہا اگر یہ میرے گھر آئے تو تین طلاق اب حالف کی یہ بات مانی جائے گی یا نہیں ؟
المستفتی نمبر ۶۳۵ مولوی فضل الرحمن (ضلع نواکھالی) ۳ رجب ۱۳۵۴ھ م ۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء۔
(جواب ۲۷۷) (از نائب مفتی) اس واقعہ مرقومہ میں یہ عورت اگر اپنے شوہر کے یہاں آئے گی تو اس عورت پر تین طلاقیں پڑ جائیں گی (۲) آسانی کے ساتھ وقوع طلاق سے خلاصی اس طرح ہو سکتی ہے کہ

---

(۱) والاصل ان الایمان مبنیة عند الشافعی علی الحقیقة اللغویة' و عندنا علی العرف مالم ینو ما یحتمله اللفظ درمختار' وقال فی الرد (قوله و عندنا علی العرف) لان المتکلم انما یتکلم بالکلام العرفی اعنی الالفاظ التی یراد بها معانیها التی وضعت لها فی العرف (هامش ردالمحتار مع الدرالمختار' کتاب الایمان' باب الیمین فی الدخول و الخروج والسکنی والاتیان والرکوب وغیر ذلک ۳/۷۴۳ ط سعید کراتشی)
(۲) واذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا مثل ان یقول لا مراته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الرابع فی الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا وغیر هما ۱/۴۲۰ ط ماجدیه' کوئٹه)

بغیر اس عورت کے کہنے کے کہار اس کو ڈولی میں سوار کرلیں کسی اور شخص کے کہنے سے یہ عورت ڈولی میں سوار ہو جائے تو کہار ڈولی کو اس کے شوہر کے مکان کے دروازے میں سے اندر لے جاکر مکان میں اتار دیں یعنی کہہ دیں کہ ڈولی میں سے اتر جاؤ تو طلاق کے واقع ہونے سے یہ عورت بچ جائے گی(۱) فقط (حضرت مفتی صاحب قبلہ کی رائے لیکر جواب لکھا گیا ہے) حبیب المرسلین عفی عنہ'

اگر فلاں کام فلاں وقت معین میں نہ کیا' تو میری بیوی کو طلاق واقع ہو جائے گی' تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید نے ایک طلاق معلق بشرط معین زبانی بایں مضمون کہ اگر میں زید فلاں کام فلاں وقت معین میں نہ کیا تو میری زوجہ فلاں ہندہ کو طلاق واقع ہو جاوے گی کاتب سے صک مروجہ سرکاری پر لکھوا کر زوجہ اپنی ہندہ مذکورہ کے حوالے کیا پھر حالف نے کام معین بوقت معین میں نہ کیا بعد عرصہ پانچ چھ مہینے کے یقین وقوع طلاق مفتی علاقہ کے پاس دعوائے رجوع کیا۔ مگر مفتی صاحب نے سبب عدم ثبوت رجوع فی العدۃ دعویٰ اس کا رد کیا پس چند ایام کے بعد حالف نے از سر نو دعوائے ثانی کیا کہ میری ایک شرط تعلیق کی دیگر علاوہ شرط محررہ فی الصک سے تھی مثلاً سکونت جو وہ موجود نہیں ہوئی لہذا میری زوجہ ہندہ مذکورہ مطلقہ نہیں ہوئی حالانکہ بہ نسبت ظاہر صک شرط زائد مغیر عین محررہ ہے اور بوقت دعوائے رجوع کوئی شرط زائد کا ذکر نہ تھا اور تحریر صک میں بھی نہیں اور بلحاظ ظاہر صک برادران ہندہ شرط زائد کے منکر ہیں اور نصاب شہادت عند الطرفین موجود نہیں آیا دعویٰ شرط زائد بعد دعوائے رجوع جو مبنی بر وقوع طلاق تھا مسموع ہے یا نہ ؟ اگر مسموع ہے تو حلف کس قرین پر ہوگی تنقیح یعنی دعوائے حالف اولاًبابت رجوع جو اقتضاءً اقرار بوقوع طلاق اور عدم شرائط زائد ہے اور دعویٰ حالف ثانیاً شرط زائد و عدم طلاق ہندہ کے درمیان تناقض ہے یا نہ ؟ بینوا توجروا۔ المستفتی نمبر ۸۰۲ محمد موسیٰ پرواضلع۔ ڈیرہ اسمٰعیل خاں ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ م ۱۲ مارچ ۱۹۳۶ء۔

(جواب ۲۷۸) اگر اس شخص نے تعلیق باللفظ کی تھی اور اس کے الفاظ کے شاہد موجود ہیں اور ان الفاظ میں شرط زائد مذکور نہیں تو اب دعوائے زیادت شرط درست نہیں لیکن اگر تعلیق باللفظ نہ تھی بلکہ بالکتابۃ تھی تو اگر زوج خواندہ شخص ہے اور اس نے خود کاغذ پڑھ لیا اور اس پر دستخط کئے یا اسکو حرفاً حرفاً سنادیا گیا اور اس کی شہادت موجود ہو تو اس صورت میں بھی دعوائے زیادت شرط درست نہیں(۲) لیکن اگر وہ ناخواندہ ہے اور صک اسے حرفاً حرفاً سنائی نہیں گئی اور اسے انگوٹھا لگوالیا یا دستخط کرالئے (بعض ناخواندہ لوگ بھی دستخط کرنا سیکھ

---

(۱) اذا حلف الرجل لا يدخل دار فلان فادخل مكرها لا يحنث هذا اذا حمله انسان و ادخله مكرها (الفتاوى الهندية' كتاب الحيل' الفصل التاسع فى الايمان ٦/ ٤٠٠ ط ماجدية' كوئٹه)

(۲) اس لئے کہ جب نصاب شہادت شرعیہ موجود ہو تو اس کے مقابلے میں کوئی بات معتبر نہیں۔

لیتے ہیں اور دستخطوں کے علاوہ کچھ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے) تو اس کا دعویٰ قابل سماعت ہوگا(۱) رہا یہ دعویٰ کہ رجعت کر چکا ہے یہ ایسا معارض نہیں ہے کہ اس سے دعوائے شرط زائد غیر مسموع ہو جائے کیونکہ ان دونوں باتوں میں اس صورت میں تطبیق ممکن ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

فلاں کی اولاد میں سے جب جب میرا نکاح کسی لڑکی سے ہوگا' تو میری طرف سے اس پر فوراً تین طلاقیں پڑ جائیں گی!

(سوال) مسماۃ نور بھری ولد عالم خاں ایک ادھیڑ عورت کا نکاح میرے ایک کمسن عزیز مسمی محمد خان سے کرادیا گیا نکاح کرنے والوں کی ناپاک اغراض کچھ بھی ہوں مگر محمد خاں نے ہوش سنبھالتے ہی مذکورہ عورت سے نہایت نفرت کے ساتھ بیزاری کا اظہار کیا اور نہ یہ کہ تین طلاقیں دیدیں بلکہ اپنے ارد گرد مکر و فریب کا تنا ہوا جال محسوس کر کے اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ عالم خاں کی اولاد میں سے جب جب میرا نکاح کسی لڑکی سے ہوگا میری طرف سے فوراً اس پر تب تب تین پڑتی جائیں گی سائل کو تین سوالوں کا جواب درکار ہے (۱) حنفیہ کے نزدیک حد بلوغ کیا ہے ؟ شامی نے پندرہ سال لکھی ہے کیا یہ صحیح ہے ؟ (۲) محمد خاں کی عمر طلاق دیتے وقت پندرہ سال تین ماہ تھی اور بالغ بھی تھا کیا طلاق واقع ہونے میں کوئی شبہ ہے ؟ (۳) اگر کسی فریب میں لاکر محمد خاں سے حلالہ کرایا جائے یا اس کا نکاح عالم خاں کی اولاد میں سے کسی لڑکی سے کیا جائے تو کیا یہ ممکن ہے ؟ المستفتی نمبر ۹۰۲ دوست محمد (کوہاٹ) ۷ صفر ۱۳۵۵ھ م ۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۹) بلوغ احتلام سے یا جب کہ لڑکے کی عمر پندرہ سال کی ہو جائے ثابت ہو جاتا ہے(۲) یعنی پندرہ سال عمر کے لڑکے کی طلاق معتبر ہے(۳) پندرہ سال تین ماہ کے لڑکے کی طلاق پڑ جانے میں شبہ نہیں عالم خاں کی اولاد میں کسی لڑکی سے محمد خاں کا نکاح درست نہ ہوگا یعنی جب نکاح ہوگا طلاق پڑ جائے گی حلالہ کے بعد بھی طلاق کا سلسلہ جاری رہے گا۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

---

(۱) کیونکہ نہ تو خود لکھا اور نہ دوسرے کے لکھے ہوئے پر اقرار کیا' بلکہ لکھے ہوئے میں شرط زائد کا دعویٰ کر رہا ہے' حالانکہ کتب فقہ میں تصریح ہے : لو استكتب من آخر كتابا بطلاقها و قراه على الزوج فاخذه الزوج و ختمه و عنونه و بعث به اليها فاتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه' وان لم يقر انه كتابه ولم تقم بينة لكنه و صف الامر على وجهه لا تطلق قضاء ولا ديانة وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر انه كتابه (هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق' مطلب في الطلاق بالكتابة ۲۴۶/۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) بلوغ الغلام بالاحتلام والا حبال والا نزال ' فان لم يوجد فيهما شئ فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصر اعمارا هل زماننا (الدر المختار'مع هامش ردالمحتار' كتاب الماذون' فصل في بلوغ الغلام ۱۵۳/۶ ط سعيد كراتشي)

(۳) و يقع طلاق كل زوج اذا كان عاقلا بالغا ولا يقع طلاق الصبى والمجنون والنائم (الهداية' كتاب الطلاق فصل ۳۵۸/۲ ط شركة علميه ملتان)

(۴) تنحل اى تبطل اليمين ببطلان التعليق اذا وجد الشرط مرة الا في كلما فانه ينحل بعد الثلاث لا قتضاء عموم الافعال (درمختار) وقال في الرد (قوله الا في كلما) فان اليمين لا تنتهي بوجود الشرط مرة وافاد حصره ان متى لاتفيد التكرار و قيل تفيد والحق انها انما تفيد عموم الا وقات ففي متى خرجت فانت طالق المفاد ان اى وقت تحقق فيه الخروج يقع الطلاق ثم لايقع بخروج آخر (هامش رد المحتار مع الدرالمختار' كتاب الطلاق' باب التعليق ۳۵۲/۳' ۳۵۳ ط سعيد كراتشي)

شوہر نے کہا "اگر تیرے سوا کوئی اور پانی لانے والا نہیں ہے، تو تجھے ایک دو تین طلاق دیدیں" یہ تعلیق طلاق ہے یا تنجیز ؟

(سوال) زینب کو اس کے شوہر اور ساس نے تالاب میں سے پانی لانے کی ممانعت کی کیوں کہ وہاں پردے کا کوئی انتظام نہ تھا مگر اس نے اس کی کوئی پروا نہیں کی اور پانی لینے کو چلی گئی جب واپس آئی تو شوہر نے کہا کہ اتنی سخت ممانعت کے باوجود تو پانی لینے کیوں گئی ؟ زینب نے کہا کہ اگر میں پانی لینے نہیں جاؤں گی تو کون لائے گا ؟ اس کے شوہر نے خفا ہو کر کہا کہ اگر تیرے سوا کوئی اور پانی لانے والا نہیں ہے تو تجھے ایک دو تین طلاق دیدیں کہاں جائے گی چلی جا اس مسئلہ میں دو عالم مختلف الرائے ہیں ایک صاحب کہتے ہیں کہ یہ تعلیق ہے لہذا اگر زینب کے علاوہ کوئی دوسرا پانی لانے والا ہو تو طلاق نہیں پڑی گی دوسرے صاحب کہتے ہیں کہ یہ تنجیز ہے کیونکہ دی ہوئی طلاق کی تنجیز کے کیا معنی جب اس نے ایقاع کی خبر بلفظ ماضی دیدی ہے نیز بعد کو کہاں جائے گی چلی جا کہہ کر تنجیز کی تاکید کر دی ہے تو تعلیق کیونکر ہو گی۔ گو شرط کا ذکر ہے مگر وہ لغو چلی جائے گی۔ المستفتی نمبر ۹۷۳ مولوی کبڈ صاحب (ضلع نواکھالی)

(جواب ۲۸۰) اس صورت میں شوہر کے بیان حلفی پر فیصلہ ہوگا اس سے دریافت کیا جائے کہ اس کا مطلب کیا تھا اگر وہ ایسا مطلب بیان کرے جس سے تعلیق کے معنی پیدا ہوتے ہوں تو تعلیق ہو گی اور اگر ایسا مطلب ظاہر کرے جس سے تنجیز نکلتی ہو تو تنجیز ہو گی اس کے الفاظ دونوں معنی کے محتمل ہیں اس لئے اس کے حلفی بیان سے ایک صورت متعین کی جاسکتی ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اگر میں اس مدرسہ کو تمہاری اجازت کے بغیر چھوڑ کر چلا جاؤں تو میری بیوی کو تین طلاق ہو جائیں گی

(سوال) بکر نے اپنے بھتیجے زید کو افریقہ اپنے قائم کردہ مدرسے میں پڑھانے کے لئے بلایا زید کے افریقہ آنے کے بعد تقریباً ایک سال تک بکر نے بلا تنخواہ صرف خورد و نوش پر مدرسی کرائی بعدہ بکر نے اپنی لڑکی ہندہ کے ساتھ زید کا نکاح کر دیا اور زید اب داماد کی حیثیت سے رہنے اور مدرسی کا کام انجام دینے لگا ایسے میں ساس جو کہ ہندہ کی سوتیلی ماں ہے داماد کے ساتھ جھگڑا فساد کرنے لگی جس سے تنگ آکر زید نکل گیا اور مدرسہ بھی بکر نے اٹھا دیا جھگڑا تقریباً تین چار ماہ قائم رہا پھر چند دوسروں کی فہمائش پر زید اور بکر و ساس میں صلح ہو گئی اور زید ساتھ رہنے لگا پھر ایک روز زید کے کھانے میں کوئی دست آور چیز ملا کر کھلا دی جس سے خون تک جاری ہو گیا تھا علاج سے دست بند ہوئے لیکن کمزوری حد سے بڑھ گئی اس کمزوری کی حالت میں ساس اور خسر نے ڈرا دھمکا کر بالاکراہ حسب ذیل تحریر لکھوالی :-

---

(۱) تاثیر علی نیة للا حتمال والقول له بیمینه فی عدم النیة (درمختار) وقال فی الرد (قوله للاحتمال) لماذکرنا من ان کل واحد من الالفاظ یحتمل الطلاق وغیره والحال لا تدل علی احد هما فیسأل عن نیته ویصدق فی ذلك قضاء بدائع (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب الکنایات ۳/ ۳۰۰ ط سعید کراتشی)

"میں خود زید بیں اپنی عقل ہوشیاری اور راضی خوشی سے نہ کسی کی عقل ہوشیاری سے نیچے کی شرط اپنی عقل ہوشیاری سے لکھ دیتا ہوں (۱) میں بکر کے مدرسے میں جو نمبر ۱۱ ٹولی اسٹریٹ پر ہے اس میں پڑھا سکتا ہوں اور دوسرے مدرسے میں جیسا کہ ماٹا نڈل اور نیو کلر اور تھانون یا نیو لینڈ کے پڑھانے کا اور دوسرا کوئی کام کرنے کا مجھ کو حق نہیں ہے اگر میں ایسا کروں تو بکر کو حق ہے پولیس کی معرفت سے یا کسی دوسرے کی معرفت سے مجھ کو بلوا سکتا ہے (۲) دوسرا اگر میں اس مدرسے کو چھوڑ کر چلا جاؤں تو میری عورت ہندہ کو تین طلاق ہو جائیں گی پھر اس پر میرا کچھ حق نہیں اور اگر ان کی خوشی اور اجازت سے جاؤں تو جا سکتا ہوں (۳) یہ کہ اس مدرسہ میں جتنے بچے پڑھتے ہیں ان کو پھر لانے کا مجھ کو حق ہے اور اگر سرکار مجھ کو یہاں سے نکال دے تو یہ کاغذ سے طلاق ہو جائے گی۔"

اس تحریر کے بعد زید تندرست ہوا لیکن مدرسہ بکر کا قائم نہ رہا تو زید نے دوسرے مدرسہ میں ملازمت بر ضائے بکر اختیار کی چند ماہ بعد اس مدرسے سے علیحدہ ہوا تو ایک رئیس نے بکر سے کہا کہ تم اپنے بھتیجے یا داماد کو بلا کر تمہارا مدرسہ پھر جاری کرو اور تنخواہ تمہارے داماد کو میں دوں گا بہت فہمائش کے باوجود بکر راضی نہ ہوا اور زید کے متعلق ناشائستہ کلام منہ سے نکالنے لگا بلآخر زید نے بلا رضا و اجازت بکر شہر سے دور دوسرے شہر میں ملازمت تلاش کر لی اور وہاں چلا گیا اس عرصہ میں ہندہ کو ایک لڑکا بھی ہوا ہے زید وہاں سے وقتاً فوقتاً خط و کتابت کرنے لگا تو بکر واپس کر دیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے اس سے کچھ واسطہ نہیں اب سوال یہ ہے کہ بنا بر تحریر و شرائط و حالات مذکورہ بالا کے زید کی اس تحریر سے اور پھر بلا اجازت دوسرے شہر میں ملازمت اختیار کرنے سے ہندہ کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ **المستفتی** نمبر ۹۷۶ حافظ محمود جو ہانسبرگ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۱) اگر یہ تحریر جبراً لکھوائی گئی ہے تو بالکل غیر معتبر اور غیر مؤثر ہے اس کی کوئی شرط بھی قابل اعتبار نہیں (۱) اور اگر جبر و اکراہ نہ ہو تو معتبر ہے اور اس صورت میں شرط نمبر (۱) اس وقت مؤثر ہو سکتی ہے کہ بکر کا مدرسہ نمبر ۱۱ ٹولی اسٹریٹ پر ہونے کے باوجود زید اسے چھوڑ کر دوسرے مدرسے میں جاتا اور بغیر اجازت جاتا تو طلاق واقع ہوتی لیکن اگر دوسرے شہر میں جانے کے وقت بکر کا مدرسہ نہیں تھا یا تھا مگر اجازت سے گیا تو ان دونوں صورتوں میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

(۱) وفی البحر ان المراد الاکراہ علی التلفظ بالطلاق فلو اکراہ علی ان یکتب طلاق امراتہ فکتب لاتطلق لان الکتابۃ اقیمت مقام العبارۃ باعتبار الحاجۃ ولا حاجۃ ھنا، کذا فی الخانیۃ (ھامش رد المحتار، کتاب الطلاق ۳/۲۳۶ ط سعید کراتشی)

(۲) واذا اضافہ الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا مثل ان یقول لامراتہ ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمۃ ان واذا وغیرھما ۱/۴۲۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

شوہر نے کہا کہ ”اگر میں پنچوں کا فیصلہ نا منظور کروں“ تو یہی تحریر میری طلاق سمجھی جائے“ تو کیا حکم ہے؟

(سوال) مسماۃ منگو (دختر عیدو گھوسی سکنہ ٹونڈلہ ضلع آگرہ) کا عقد ہمراہ خدا بخش (ولد رولیا گھوسی لدھیانہ) سال ۱۹۱۷ء میں بزمانہ نابالغی مسماۃ ہوا تھا بعد نکاح رخصتی نہیں ہوئی بوجوہات خانگی زوجین میں مقدمہ بازی ہوگئی چنانچہ اسی دوران میں زوجین نے بذریعہ تحریر اقرار نامہ ثالثان مقرر کر دیئے شوہر مذکور نے علاوہ تحریر اقرار ثالثی کے یہ الفاظ بھی لکھے کہ بصورت نامنظور کرنے کے پنچان کو یہ تحریر میری قطعاً شرعاً قانوناً طلاق صحیح و معتبر سمجھی جاتے پس ثالثان نے بعد تحقیقات و لئے جانے بیانات کے یہ طے کیا کہ مسماۃ مذکورہ شوہر موصوف کو مبلغ تین سو روپے دے کر خلع کر لے شوہر مذکور نے فیصلہ پنچان کو نا منظور کیا اور روپیہ لینے سے انکار کیا مسماۃ مذکورہ نے ایک دعویٰ استقرار یہ منسوخی نکاح عدالت دیوانی میں بمقابلہ شوہر مذکور دائر کیا بدیں دادرسی کہ استقرار منسوخ و منقطع ہونے نکاح مدعیہ کا مدعا علیہ سے بدست بزداری مہر کیا جائے چنانچہ عدالت مجاز نے بعد تحقیقات و ثبوت یہ تجویز فرمایا کہ دعویٰ استقرار متعلق دادرسی (اے) مع خرچہ یکطرفہ ڈگری کیا گیا جب کہ عدالت منصفی آگرہ موصوفہ نے دعویٰ استقرار منسوخ نکاح بحق مسماۃ منگو مذکورہ نے جو اپنا عقد ثانی بعد فیصلہ عدالت ممدوحہ چار ماہ بعد کیا ہے یہ جائز ہے یا ناجائز؟ المستفتی نمبر ۱۰۹۷ مسماۃ منگو معرفت قاضی ضمیر الدین صاحب (میرٹھ) ۱۴ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۳ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۲) اگر زوج نے یہ تحریر دیدی تھی کہ اگر میں پنچوں کا فیصلہ نا منظور کروں تو یہی تحریر میری قطعاً شرعاً قانوناً طلاق صحیح و معتبر سمجھی جائے تو پنچوں کا فیصلہ نا منظور کرنے پر اس کی طرف سے طلاق ہوگئی(۱) اور بعد انقضائے عدت دوسرا نکاح عورت کا جائز ہو گیا۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ‘ دہلی

جو کوئی معاہدہ کی خلاف ورزی کرے گویا اس نے اپنی عورت کو طلاق دے دی‘ تو خلاف ورزی پر طلاق ہوگی یا نہیں؟

(سوال) دو گروہ میں جھگڑا ہوا اور وہ جھگڑا اس قدر طویل ہو گیا کہ ہر ایک گروہ کے آدمیوں نے آپس میں یہ طے کیا اور باقاعدہ لکھ دیا کہ ایک گروہ دوسرے کے یہاں نہ تو کھانا وغیرہ کھاوے اور آپس میں کسی کے یہاں نہ لڑکی لاوے نہ اپنی دے اس معاہدے کے جو خلاف کرے تو گویا اس نے اپنی عورت کو طلاق دے دیا یہی معاہدہ دونوں گروہوں کا ہوا کچھ دنوں کے بعد جھگڑا ختم ہوا اور پیشتر کا معاہدہ جو تھا اس کو ترک کر کے آپس

---

(۱) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لامراته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوى الهندية‘ كتاب الطلاق‘ الباب الرابع في الطلاق بالشرط‘ الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱/۴۲۰ ط ماجديه كوئٹه) وقال في الدر - و تنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا‘ لكن ان وجد في الملك طلقت و عتق والا لا (الدرالمختار‘ مع هامش ردالمحتار‘ كتاب الطلاق‘ باب التعليق ۳/۳۵۵ ط سعيد كراتشي)

(۲) قال الله تعالى : ”ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب اجله“ (البقرة : ۲۳۵)

میں کھانا وغیرہ کھانے لگے اب اس صورت میں ان کی عورتوں کو طلاق ہو گی یا کہ نہیں اب اگر طلاق واقع ہو تو اب کیا کرنا چاہئیے۔ المستفتی نمبر ۱۱۷۳ عبدالرزاق صاحب (ضلع میدنی پور) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۳) اگر معاہدہ کے الفاظ یہ تھے کہ جو کوئی معاہدہ کے خلاف کرے گویا اس نے اپنی عورت کو طلاق دے دی تو خلاف کرنے والوں کی بیویوں پر طلاق نہیں ہو گی بلکہ ان پر یمین کا کفارہ لازم ہو گا(۱) یعنی دس مسکینوں کو پونے دو سیر فی مسکین کے حساب سے گیہوں دینے ہوں گے۔(۲) فقط محمد کفایت اللہ

اگر میں عمر سے ملوں یا اس کے پاس جاؤں' تو میری بیوی پر طلاق ہے' تو عمر سے ملنے سے بیوی پر طلاق پڑ جائے گی

(سوال) زید نے حلف اٹھایا کہ میں عمر سے نہ ملوں گا اور نہ اس کے پاس جاؤں گا خالد نے کہا کہ مجھے تیری اس قسم کا اعتبار نہیں بلکہ یوں کہو کہ اگر میں عمر سے ملوں یا اس کے پاس جاؤں تو میری بیوی پر طلاق ہے بعینہ ان الفاظ کو زید نے تین بار کہا مگر پندرہ بیس دن کے بعد زید عمر کے پاس گیا اور اس سے ملا خالد نے کہا کہ تو نے تو نہ ملنے پر طلاق دی تھی ایسا کیوں کیا زید نے کہا کہ میں بھول گیا تھا لہذا از روئے شرع فرمایا جاوے کہ صورت مذکورہ میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر واقع ہوئی تو کونسی ؟ المستفتی نمبر ۱۲۰۶ مستجاب الدین ریاض الدین صاحبان سوداگران ظروف بازار شاہی مسجد مراد آباد۔ ۱۱ رجب ۱۳۵۵ھ م ۲۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب) (از مولانا خلیل احمد صاحب) ہو الموصوب صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہو گئیں لہذا اب بدون حلالہ نکاح نہیں ہو سکتا جیسا کہ درمختار میں ہے۔ فی ایمان الفتح ما لفظه وقد عرف فی الطلاق انه لو قال ان دخلت الدار فانت طالق ان دخلت الدار فانت طالق ان دخلت الدار فانت طالق وقع الثلث واقره المصنف (هامش شامی ص ۵۲۹) (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب حررہ الملتجی عفو ربہ الجلیل الصمد المدعو خلیل احمد وفقہ اللہ التزود لغد مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۳۶ء۔

الجواب صواب محمد عجب نور غفرلہ۔ لقد اصاب من اجاب احقر محمد نعیم غفرلہ' مدرس مدرسہ امدادیہ۔

---

(۱) کیونکہ لفظ "گویا" جب تنجیز طلاق میں ہو تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی' اسی طرح جب وہ تعلیق طلاق میں استعمال ہو جائے تب بھی طلاق نہیں پڑے گی' البتہ اس میں اس قسم کا معنی متحقق ہوتا ہے' اور جب اس کے خلاف کیا تو قسم ٹوٹ گئی' لہذا قسم کا کفارہ لازم ہو گا کما فی الدر المختار' الیمین لغة القوة و شرعا عبارة عن عقد قوی به عزم الحالف علی الفعل او الترك فدخل التعلیق فانه یمین شرعا (الدر المختار مع هامش ردالمحتار' کتاب الایمان ۷۰۲/۲ ط سعید کراتشی)

(۲) و کفارته تحریر رقبة او اطعام عشرة مساکین کما مر فی الظهار او کسوتهم بما یستر عامة البدن وان عجز عنها کلها وقت الاداء صام ثلاثة ایام ولاء (تنویر الابصار و شرحه) وقال فی الرد (قوله عشرة مساکین) ای تحقیقا او تقدیرا حتی لو اعطی مسکینا واحدا فی عشرة ایام کل یوم نصف صاع یجوز (هامش ردالمحتار مع الدر المختار' کتاب الایمان' مطلب کفارة الیمین ۷۲۵/۳ ط سعید کراتشی)

(۳) الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الایمان' باب التعلیق ۳۷۶/۳ ط سعید کراتشی)

الجواب صحیح بندہ عبداللہ غفرلہ' مدرسہ امدادیہ عربیہ مراد آباد ۲۴ جمادی الثانی ۱۹۵۵ھ۔ الجواب صحیح فخر الدین احمد (مدرس اول مدرسہ شاہی مسجد مراد آباد)

(جواب ۲۸٤) (از حضرت مفتی اعظمؒ) بھول جانے کا عذر مفید نہیں اور قضاءً تین طلاق پڑنے کا ہی حکم دیا جائے گا۔(۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اگر میں شرع کے خلاف کوئی کام کروں تو مجھ پر طلاق اضافی ہو گی' ان الفاظ سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

(سوال) برائے زید پدر یا مادر یا برادران زید مثلاً نکاح کردہ۔ وودروقت نکاح کردن زن صغیرہ بود وزید کامل عاقل بالغ بود وزن درخانہ پدر بود وبخانہ شوہر نیاوردہ شد زیراکہ صغیرہ بود پس ازیں قسم نکاح کہ ذکر شد از زبان زید الفاظ ذیل بجائے حلف یعنی در موضع استعمال حلف صادر شد کہ "اگر من پس ازایں زمانہ از شریعت مخالفت کردم مرا طلاق اضافی باشد" این معلوم نیست کہ ایں الفاظ مذکورہ یکبار گفتہ یا دو سہ بار گفتہ۔ وحالف در حالت حلف نمی داند کہ طلاق اضافی بچہ طور است وکدام الفاظ الفاظ طلاق اضافی است پس از چنیں حلف از حالف تجاوز از حد شرعی صادر شد پس از حانث شدن زید نسن او بالغ شدہ بود وزن وپدر زن از زید طلب کرد کہ زن خود را بخانہ خود بیاورد زید از علماء فتویٰ طلب کرد کہ برائے زید ایں زن منکوحہ جائز است یا نہ۔ دریں مسئلہ اختلافات کثیرہ از علماء صاحبان واقع شدہ بیان اختلاف این است کہ بعض علماء حکم کردہ کہ برائے زید بالکل نکاح کردن جائز نیست۔ خواہ آں زن سابقہ باشد کہ پدر یا مادر یا برادران زید برائے زید نکاح کردہ یا دیگر زن نو باشد زیراکہ ایں الفاظ کہ از زبان زید صادر شدہ کنایہ ہست از طلاق اضافی وحکم طلاق اضافی این است کہ بالکل انسان از نکاح کردن محروم می شود وبعض علماء حکم کردہ کہ ایں الفاظ یعنی لفظ اضافی طلاق مہمل است برایں چنیں لفظ طلاق واقع نمی شود واضافی واقع می شود۔

دیگر علماء جواب می دہند کہ قول اول بالکل غلط است زیراکہ عمل یمین در نکاح کہ قبل از یمین شدہ بود ہرگز جاری نمی شود نہ غیر اضافی واقع می شود بلکہ برائے زید نکاح کردن جائز است خواہ آں سابقہ بود یا دیگر زن نو بود خواہ بزبان خود بود یا بزبان دیگر شخص بود وبطور اجازت خواہ اجازت قولاً خواہ کتابۃً بود یعنی بہر طور کہ ہست برائے زید حالف نکاح کردن جائز است۔ واز حنث خود فدیہ یمین بر زید واجب شدہ وبعض علماء حکم کردہ کہ اگر دیگر شخص خواہ ولی زید بود یا غیر ولی بود برائے زید نکاح می کند بغیر زن سابقہ یعنی دیگر زن نو برائے زید نکاح می کنند بغیر اجازت زید قولاً یا کتابۃً برایں تقدیر مذکورہ برائے زید نکاح کردن جائز است واگر از طرف زید اجازت قولاً یا کتابۃً واقع شود پس بر تقدیر اجازت زید نکاح کردن دیگر شخص برائے زید ہم جائز نیست۔ وبرایں

---

(۱) لو الحالف مکرھا او مخطئا او ذاھلا او ساھیا او ناسیا بان حلف ان لا یحلف ثم نسی و حلف فیکفر مرتین مرۃ لحنثه واخری اذا فعل المحلوف علیه عینی لحدیث " ثلاث ھزلھن جد" منھا الیمین فی الیمین او الحنث فیحنث یفعل المحلوف علیه مکرھا (الدر المختار مع ھامش ردالمحتار کتاب الایمان ۳/ ۷۰۸ ' ۷۰۹ ط سعید کراتشی)

اختلاف مذکورہ دوازدہ سال گزشتہ تاہذاالوقت بوجہ مفصل مطابق مذہب خود حل نہ شدہ آخر الامر ہمہ اختلاف کنندہ صاحبان حالف مذکورہ کہ زید است عمل باتفاق بر فتویٰ مولانا مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب مقرر کردہ کہ بہر طور حکم از طرف کفایت اللہ صاحب خواہد آمد در جواز نکاح کردن برائے زید مذکورہ یا در عدم جواز نکاح کردن برائے زید بر آں حکم عمل می کنیم انشاء اللہ تعالیٰ۔

المستفتی نمبر ۱۲۹۲ عزیزاللہ صاحب حق شیر وردہ معرفت نور شیر محمد صاحب. پشاوری نوواردو دہلی ۲۵ شوال ۱۳۵۵ھ م ۹ جنوری ۱۹۳۷ء

(ترجمہ) زید کے واسطے مثلاً اس کے باپ یاماں یا بھائیوں نے نکاح کیا اور نکاح کے وقت منکوحہ کم سن تھی اور زید جوان عاقل بالغ تھا اور کم سنی کی وجہ سے منکوحہ کو شوہر کے گھر رخصت نہیں کیا گیا اس طرح کے نکاح کے بعد زید کی زبان سے مندرجہ ذیل الفاظ بطور حلف کے صادر ہوئے کہ ”اگر میں اس وقت کے بعد سے شریعت کے خلاف کروں تو مجھ پر طلاق اضافی ہوگی“ یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ الفاظ اس نے ایک دفعہ کہے یا دو تین بار کہے۔

اور زید حالف نہیں جانتا ہے کہ طلاق اضافی کیا چیز ہے اور اس کے الفاظ کس طرح پر ہیں۔ اس حلف کے بعد زید کی طرف سے حدود شرعیہ سے تجاوز سرزد ہوا زید کے حانث ہونے کے بعد اس کی منکوحہ بالغ ہو چکی تھی اس کے والدین نے زید سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی منکوحہ کو رخصت کرالائے۔

زید نے علماء سے فتویٰ طلب کیا کہ یہ اس کی منکوحہ اس کے لئے جائز و حلال ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں علماء نے مختلف فتوے صادر فرمائے بعض علماء نے حکم دیا کہ زید کے لئے بالکل نکاح کرنا جائز نہیں خواہ وہ پہلی ہی عورت ہو جسکا زید کے لئے اس کے باپ یاماں یا بھائیوں نے نکاح کیا تھا خواہ کوئی دوسری عورت ہو کیونکہ زید کی زبان سے جو الفاظ نکلے ہیں وہ طلاق اضافی سے کنایہ ہیں اور طلاق اضافی کا حکم یہ ہے کہ انسان نکاح کرنے سے بالکل محروم ہو جاتا ہے۔

بعض علماء نے حکم دیا کہ یہ الفاظ یعنی لفظ اضافی طلاق مہمل ہے اور ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور اضافی واقع ہو جاتی ہے۔ دیگر علماء جواب میں فرماتے ہیں کہ قول اول بالکل غلط ہے کیونکہ یمین کا عمل اس نکاح پر جو یمین سے پہلے منعقد ہوا تھا ہرگز جاری نہ ہوگا اور طلاق غیر اضافی بھی واقع نہیں ہوگی بلکہ زید کے لئے نکاح کرنا جائز ہے خواہ پہلی عورت ہو یا دوسری نئی عورت ہو۔ خواہ نکاح اپنی زبان سے ہو یا دوسرے شخص کی زبان سے باجازت زید قولاً یا کتابۃً۔ یعنی جس طرح بھی ہو زید کو نکاح کرنا جائز ہے اور قسم توڑنے کا کفارہ زید پر واجب ہے۔ پھر بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اگر دوسرا شخص ولی زید ہو یا غیر ولی زید کے لئے کسی نئی عورت کا نکاح کرے اور زید کی اجازت قولاً یا کتابۃً حاصل نہ کرے اس تقدیر پر نکاح کرنا جائز ہے۔ اور اگر زید کی طرف سے اجازت قولاً یا کتابۃً واقع ہو جائے تو اس اجازت کے بعد شخص دیگر کا کیا ہوا نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔

اس اختلاف پر بارہ سال گزر چکے ہیں اور اب تک اپنے مذہب کے مطابق یہ مسئلہ حل نہیں ہوا آخر

الامر تمام اختلاف کرنے والے علماء نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کے فیصلہ کو تسلیم کریں گے اور زید کے لئے حضرت مفتی صاحب موصوف جو حکم صادر فرمائیں گے اسی پر عمل کیا جائے گا۔

(جواب ۲۸۵) قول زید یعنی این الفاظ (کہ اگر من خلاف شرع کارے بکنم مرا طلاق اضافی باشد) قول مہمل است اگر شخص مذکور بعد ازیں حانث شود بر و طلاق لازم نہ گردد و نکاح او کہ قبل از حلف شدہ بود ازیں حنث باطل نہ شود(۱) واگر اوبعد از حنث نکاح جدید ہم کند آں نکاح جدید ہم جائز باشد۔(۲)

اگر فرضاً ایں یمین را موثر ہم قرار دادہ شود اثر او بر نکاح کہ بعد از یمین منعقد کردہ شود خواہد بود اما بر نکاحے کہ بوقت یمین موجود بود بر واثر یمین ہرگز نخواہد بود۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(ترجمہ) زید کا یہ قول کہ "اگر میں شرع کے خلاف کوئی کام کروں تو مجھ پر طلاق اضافی ہو گی" بالکل لغو اور مہمل ہے اگر زید حانث ہو جائے تو طلاق لازم نہیں ہو گی اور اس کا وہ نکاح جو پہلے ہو چکا تھا اس حانث ہونے سے باطل نہیں ہو گا اور حانث ہونے کے بعد وہ جو جدید نکاح کرے گا وہ بھی جائز ہو گا۔

اگر بالفرض اس یمین کو نکاح پر اثر انداز مان بھی لیا جائے تو وہ اس نکاح پر اثر انداز ہو سکتی ہے جو یمین کے بعد منعقد کیا جائے لیکن جو نکاح کہ یمین کے وقت موجود تھا اس پر ہرگز اثر انداز نہیں ہو سکتی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اگر میں اسے رکھوں' تو اس پر تین طلاق' نکاح کرنے سے تین طلاق واقع ہو جائیں گی

(سوال) ایک شخص کے لئے اس کے والد نے ایک عورت کا خطبہ کیا ابتدائے گفت وشنید سے وہ شخص اس عورت پر ناراض تھا نکاح کے قبل وہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ نکاح کے متعلق گفتگو کر رہا تھا اثناء گفتگو میں ہمسایوں میں سے ایک نے کہا کہ تمہیں اس عورت سے ضرور نکاح کرنا ہو گا۔ اس وقت اس شخص نے کہا کہ اگر میں اسے رکھوں تو اس پر تین طلاق۔ صورت مسئولہ میں بعد نکاح تین طلاق واقع ہو گی یا نہیں بر تقدیر اول تحلیل کی ضرورت ہو گی یا زوج کے لئے نکاح ثانی کافی ہو گا۔ نوٹ :- ہمارے یہاں کے محاورہ میں

---

(۱) اس لئے کہ طلاق اضافی کا مطلب یہ ہے کہ "اگر میں شرع کے خلاف کوئی کام کروں' تو جب نکاح کروں تو میرے پردہ عورت طلاق ہے" اور صورت مسئولہ میں یہ عورت پہلے سے اس کی بیوی ہے' اس سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا' پس یہ کلام لغو ہوا: لما فی الدر المختار' و شرط صحته کون الشرط معدو ماعلی خطر الوجود (درمختار) وقال فی الرد (قوله لغو) فلا یقع اصلا لان غرضه منه تحقیق النفی حیث علقه بامر محال هذا یرجع الی قولهماامکان البر شرط انعقادالیمین خلافالا بی یوسف (هامش ردا لمحتار مع الدرالمختار' کتاب الطلاق' باب التعلیق ۳/۳٤۲ ط سعید کراتشی) پس موجودہ حالت میں جب کہ وہ عورت اس کے نکاح میں پہلے سے ہے' اس پر بسبب تعلیق مذکور کے طلاق واقع نہیں ہو گی

(۲) اور جب شرع کے خلاف کوئی کام کرنے سے قسم ٹوٹ گئی' تو اب کسی دوسری عورت سے نکاح کرنے سے دوبارہ حانث نہ ہو گا' کیونکہ قسم ختم ہو چکی ہے' کما فی الدرالمختار : و فیها کلها تنحل الیمین ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق ان وجدالشرط مرة (الدرالمختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق باب التعلیق ۳/۳۵۲ ط سعید کراتشی)

رکھوں سے عرفاً نکاح کروں مراد لیا جاتا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۳۷۷ مسٹر محمد اظہار صاحب (ضلع اکیاب) ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۰ مارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸۶) اگر وہ اقرار کرے کہ لفظ رکھوں سے اس کی مراد نکاح کروں تھی تو تینوں طلاقیں نکاح کرنے پر پڑ جائیں گی (۱) اور بدون تحلیل وہ عورت اس شخص کے لئے حلال نہ ہوگی (۲) اور اقرار نہ کرے تو رکھوں کا لفظ نکاح کروں کے معنی پر محمول نہ ہوگا اور وقوع طلاق کا حکم نہ ہوگا۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) شوہر نے بیوی سے کہا "اگر تو گھر میں داخل ہوئی، تو تجھ پر طلاق ہے"
(۲) شوہر نے بیوی سے کہا "اگر تم خالد کے گھر جاؤ گی، تو تمہارا اور ہمارا تعلق قطع ہو جائے گا"

(سوال) (۱) زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھ پر طلاق ہے لیکن طلاق کی نیت نہ تھی پھر وہ گھر میں داخل ہوئی تو طلاق مغلظہ ہوگی یا رجعی؟ (۲) زید نے اپنی زوجہ ہندہ سے ڈرانے کی غرض سے کہا کہ اگر تم خالد کے گھر جاؤ گی تو تمہارا اور ہمارا تعلق قطع ہو جائے گا لیکن نیت طلاق کی نہ تھی اور نہ جدائی کی نیت تھی نہ بینونت کی نیت تھی محض ڈرانے کے لئے کہا تھا پھر ہندہ زید سے پوشیدہ خالد کے گھر گئی تو جو حکم ہندہ کے حق میں صادر ہوتا ہے تحریر فرمایا جائے؟ المستفتی نمبر ۱۶۰۶ مولوی محمود خاں صاحب مدرس اول مدرسہ ریاض العلوم (کانپور) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸۷) (۱) اس صورت میں اگر عورت گھر میں داخل ہوئی تو طلاق پڑ جائے گی (۳) مگر طلاق رجعی ہوگی (۴) البتہ اگر عورت غیر مدخولہ ہوگی تو طلاق بائن ہوگی مغلظہ نہ ہوگی (۵) (۲) اس صورت میں چونکہ نیت طلاق کی نہیں تھی اور طلاق کا صریح لفظ بھی نہ تھا اس لئے طلاق نہ ہوگی۔ (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) اذا اضاف الطلاق الی النکاح وقع عقیب النکاح نحو ان یقول لامراۃ ان تزوجتک فانت طالق او کل امراۃ اتزوجھا فھی طالق (الفتاویٰ الھندیۃ' کتاب الطلاق' الباب الرابع فی الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمۃ ان واذا وغیرھما) ۱/۴۲۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ اوثنتین فی الامۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا و یدخل بھا ثم یطلقھا او یموت عنھا والاصل فیہ قولہ تعالیٰ: " فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ والمراد الطلقۃ الثالثۃ (الھدایۃ' کتاب الطلاق' باب الرجعۃ فصل فیما تحل بہ المطلقۃ ۲/۳۹۹ ط شرکۃ علمیہ ملتان)

(۳) واذا اضافہ الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا مثل ان یقول لامراتہ ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاویٰ الھندیۃ' کتاب الطلاق الباب الرابع فی الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمۃ ان واذا وغیرھما ۱/۴۲۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۴) وصریحہ مالم یستعمل الا فیہ' کطلقتک وانت طالق و مطلقۃ و یقع بھا ای بھذہ الالفاظ وما بمعناہ من الصریح واحدۃ رجعیۃ (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق باب الصریح ۳/۲۴۷ ط سعید کراتشی)

(۵) فان فرق الطلاق بانت بالاولی ولم تقع الثانیۃ والثالثۃ' وکذا اذا قال لھا انت طالق' وقعت واحدۃ ما ذکر نا انھا بانت بالاولی (الھدایۃ' کتاب الطلاق' فصل فی الطلاق قبل الدخول ۲/۳۷۱ ط شرکۃ علمیہ ملتان)

(۶) فالکنایات لا تطلق بھا قضاء الا بنیۃ او دلالۃ الحال وھی حالۃ مذاکرۃ الطلاق او الغضب (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الکنایات ۳/۲۹۶ ط سعید کراتشی)

اگر آج سے تو نے میرے سامنے رنگین کپڑے پہنے تو میری طرف سے تین طلاق ہے۔

(سوال) ایک شخص سے اس کی بیوی کی لڑائی ہوتی ہے لڑائی کا سبب یہ ہوتا ہے کہ مرد رنگین کپڑوں سے خوش ہوتا ہے اور عورت کو رنگین کپڑوں سے رغبت کم ہوتی ہے یہاں رنگین کپڑوں سے مراد گھر کے رنگے ہوئے کپڑے ہیں جو اپنے ہاتھ سے رنگ کر پہنے جاتے ہیں ایک روز عورت کو کسی محفل میں شریک ہونا تھا اور وہ چاہتی تھی کہ سفید کپڑے پہن کر محفل میں شریک ہو مگر اس وقت سفید کپڑے موجود نہیں تھے بس یہی سبب اصل لڑائی کا ہوتا ہے دن بھر مرد غصہ کی حالت میں برا بھلا کہتا رہا ہے شام کو قصہ طول پکڑ جاتا ہے مرد غصہ کی حالت میں عورت سے کہتا ہے کہ اگر آج سے تو نے میرے سامنے رنگین کپڑے پہنے تو میری طرف سے تین طلاق ہے بلکہ تو میری سگی بہن کے برابر ہو گی اب عورت کے پاس گھر کے رنگے ہوئے کپڑوں کے علاوہ ولایتی رنگے ہوئے کپڑے بہت ہیں جن کو وہ پہننا چاہتی ہے اور اس میں مرد بھی راضی ہے کیا عورت اب رنگے ہوئے ولایتی کپڑے پہن سکتی ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۶۵۵ فضل حق نثار احمد پانی والے (دہلی) ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۴ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸۸) طلاق معلق سے وہ صورت خارج ہے کہ عورت مرد کے سامنے نہ ہو اور رنگین کپڑے پہن لے یعنی اس صورت میں طلاق نہیں پڑے گی لیکن اگر رنگین کپڑوں میں مرد کے سامنے آجائے گی تو طلاق پڑ جائے گی۔(۱)

مرد کے الفاظ میں تو رنگین کپڑوں کا ذکر ہے اور وہ گھر کے رنگے ہوئے اور ولایتی رنگے ہوئے دونوں کو شامل ہے اس کے کلام میں کوئی تفصیل نہیں ہے لیکن اگر جھگڑا انہیں کپڑوں کے متعلق تھا جو گھر میں رنگے جاتے ہیں اور ولایتی رنگین کپڑوں کے متعلق نہیں تھا اور مرد بھی اقرار کرتا ہے کہ اس کی نیت بھی ولایتی رنگین کپڑوں سے متعلق نہ تھی تو ولایتی رنگین کپڑوں کے ساتھ طلاق متعلق نہ ہو گی۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

گاؤں کے باشندوں نے متفق ہو کر کہا کہ اگر کوئی شخص پنچایت سے الگ ہو جائے اور مسجد میں نماز نہ پڑھے' تو اس کی بیوی کو تین طلاق

(سوال) ایک گاؤں میں ایک ہی مسجد ہے کوئی دوسری مسجد نہیں ہے اور وہاں کے باشندوں نے متفق ہو کر

---

(۱) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لا مراته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الرابع في الطلاق بالشرط' الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱ / ۴۲۰ ط ماجديه' كوئٹہ)

(۲) حلفه وال ليعلمنه بكل داعر بمهملتين اى مفسد دخل البلدة تقيد حلفه بقيام ولايته بيان لكون اليمين المطلقة تصير مقيدة بدلالة الحال وينبغي تقييد يمينه بفور علمه (درمختار) وقال في الرد (قوله تقيد حلفه بقيام ولايته) هذا التخصيص بالزمان ثبت بدلالة الحال وهو العلم بان المقصود من هذا الاستحلاف زجره بما يدفع شره او شر غيره بزجره (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الايمان' باب اليمين في الضرب والقتل وغيره' مطلب حلفه وال ليعلمنه بكل داعر ۳ / ۸۴۴ ط سعيد كراتشي)

یہ کہا کہ اگر آپس میں کوئی جھگڑا فساد ہو جائے تو سب مل کر آپس ہی میں فیصلہ کر لیا کریں گے اور پنچایت بھی قائم کر لی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ سب مل کر مسجد ہی میں نماز پڑھا کریں گے اگر کوئی شخص پنچایت سے علیحدہ ہو جائے اور مسجد میں نماز نہ پڑھے تو اس کی بیوی کو تین طلاق اور اس بات کو ہر شخص نے منظور کر لیا اتفاق وقت کہ کسی بات پر آپس میں جھگڑا ہو گیا اور چند آدمی پنچایت سے فیصلہ ہونے سے پہلے پنچایت سے علیحدہ ہو گئے اور مسجد میں نماز بھی پڑھنا چھوڑ دی اور عید اور بقر عید کی نماز بھی علیحدہ پڑھی آیا وہ لوگ جو جماعت سے علیحدہ ہو گئے ہیں ان لوگوں کی بیویوں کو ان لوگوں کے قول کے مطابق تین طلاق ہوئی یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۸۵۷ محمد امین پیش امام مسجد (آگرہ) ۳۰ رجب ۱۳۵۶ھ م ۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸۹) جو لوگ پنچایت سے علیحدہ ہوئے اور مسجد میں نماز پڑھنی چھوڑ دی اگر انہوں نے خود یہ تعلیق کی تھی کہ اگر ہم پنچایت سے علیحدہ ہوں اور مسجد میں نماز نہ پڑھیں تو ہماری بیوی پر تین طلاق تو بے شک ان کی بیویوں پر طلاق مغلظہ پڑ گئی (۱) اور اگر انہوں نے یہ تعلیق اپنی زبان سے نہیں کی تھی تو ان کی بیویوں پر طلاق نہیں پڑی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اگر میں ان شرائط کی خلاف ورزی کروں یا زدو کوب کروں، تو میری زوجہ کو طلاق مغلظہ ہو گی

"نقل اقرار نامہ"

(سوال) منکہ شبراتی ولد علی قوم بز قصاب ساکن بازار ہرپت گنج مزرعہ موضع ہیرا گوبند پور پرگنہ و تحصیل و ضلع رائے بریلی کا ہوں عرصہ قریباً بارہ سال کا ہوا کہ منمقر کا عقد ہمراہ مسماۃ رمضانی دختر بکر عیدی بز قصاب ساکن تیلیا کوٹ شہر رائے بریلی سے حسب شرع شریف محمدی حدیث حنفیہ کے ہوا اور مسماۃ مذکور رخصت ہو کر آتی جاتی رہی منمقر کی جانب سے اکثر تساہلی نان و نفقہ ہوتی رہی چنانچہ منمقر نے رائے بریلی آکر روبرو پنچان داد خواہ ہوا کہ منمقر کی غفلتوں کا اعتراف کرتے ہوئے زوجہ منمقر ہمراہ مظہر رخصت کر دی جائے اب مظہر مذکور تکلیف روحانی و جسمانی نہ پہنچائے گا قبل اس کے بھی ایک اقرار نامہ منمقر نے نسبت نان و نفقہ زوجہ اپنی کو تحریر کر دیا تھا جس کی پابندی منمقر سے نہیں ہو سکی پنچان بنظر رحم خسروانہ ہمراہ منمقر زوجہ منمقر کو رخصت کرا دینے پر آمادہ و تیار ہوئے کہ مظہر ایک اقرار نامہ تحریر کر دیوے کہ اب کسی قسم کی تکلیف روحانی و جسمانی زوجہ منکوحہ کو نہ پہنچائے گا اور بآرام نان و نفقہ حسب استطاعت خود کرے گا چنانچہ منمقر حسب ذیل کا پابند ہوتا ہے اول یہ کہ منمقر زوجہ منکوحہ اپنی کو اپنے مکان میں بآرام رکھوں گا کسی طرح کی تکلیف روحانی و جسمانی نہ پہنچاؤں گا اور نہ کوئی کمی نان و نفقہ میں کروں گا اور بموجب رواج رخصت بھی دیا کروں

---

(۱) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لا مرأته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاویٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب الرابع في الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فى تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱/ ۴۲۰ ط ماجديه كوئٹه)

گااور بعد میں آمدورفت رہے گی اگر مُمقر شرائط بالا کے خلاف کرے گا اور تکلیف روحانی و جسمانی پہنچائے گا اور نان ونفقہ میں کمی کرے گا یا زدوکوب کرے تو مُمقر اقرار شرعی کرتا ہے اور تحریر کئے دیتا ہے کہ میری زوجہ کو طلاق مغلظ ہو گی اور زوجہ مُمقر کو اختیار ہو گا کہ وہ جس شخص کے ساتھ چاہے عقد ثانی کرلیوے مجھ کو دعویٰ وحق نہ ہو گا اور مُمقر ادائے دین مہر کا ذمہ دار ہو گا۔ المستفتی نمبر ۱۹۳۴ عبدالغنی صاحب' رائے بریلی ۲۰ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۰) چونکہ زوج نے اپنے اقرار میں لکھا ہے کہ اگر ان شرائط کی خلاف ورزی کروں یا زدوکوب کروں تو منکوحہ کو طلاق مغلظہ ہو جائے گی تو اگر زوج نے اس اقرار نامہ کی تحریر کے بعد منکوحہ کو زدوکوب کیا ہے یا دیگر شرائط کی خلاف ورزی کی ہے تو منکوحہ پر طلاق مغلظہ اس کی تحریر کے بموجب واقع ہو گئی(۱) اور وہ دوسرا نکاح بعد عدت کرنے کی حق دار ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اگر دس روپے ماہوار نہ دوں یا علیحدہ رہنا اختیار کروں تو اس دن سے میری منکوحہ سے میرا کوئی تعلق نہ رہے گا

نقل کابین نامہ

مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۶ء ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ

(سوال) اقرار کرد صحیح واعتراف نمود شرعی معتبر اسم ونسب خود مظفر حسین خلف مظہر حسین خاں ساکن قدیمی اندور سے عوض مہر ۵۰۰ روپے کلدار نصف معجّل ونصف موجل بموجب رسم شریعت کے ہوا ہے لہذا اس جلسہ نکاح میں روبرو قاضی صاحب بصحت عقل وحواس ودرستی دماغ کے میں اپنے کو خاص اس تحریر کے ذریعہ پابند کر کے لکھ دیتا ہوں کہ میں اپنی منکوحہ کو نان و نفقہ اور کسی بات کی تکلیف نہ دوں گا اور ہمیشہ استرضاء زوجہ خود مسطورہ کوشش کروں گا کوئی بات خلاف شرافت کے نہ ہو گی یعنی سخت کلامی دشنام دہی وزدوکوب نہ کروں گا اور اپنے قوت بازو سے کماؤں گا اور اپنی بیوی کے ہاتھ میں دوں گا پردیس نہیں لے جاؤں گا اور آمدورفت گھر وعزیز واقارب سے مانع نہ ہوں گا اور اس بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری بیوی نہ کروں گا۔ مزید برآں میں اپنے کو پابند کر کے اقرار کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ یوم عقد سے میں اور میری منکوحہ خسر غلام دستگیر خاں صاحب اور خوشدامن کلثوم بی کی خدمت میں رہوں گا جہاں رہیں گی ہرگز علیحدہ نہ رہوں گا اور خود اپنی کمائی سے ہم میاں بیوی اپنا کھائیں گے اور جملہ اخراجات وابستگی انسان کریں گے اور خدانخواستہ

---

(۱) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط مثل ان يقول لا مراته ان دخلت الدار فانت طالق وهذا بالا تفاق لان الملك قائم في الحال والظاهر بقاء ه الى وقت وجود الشرط فيصح يمينا و ايقاعا(الهداية' كتاب الطلاق' باب الايمان في الطلاق ۳۸۵/۲ ط شركة علميه ملتان) وقال في الدر : و تنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا لكن ان وجد في الملك طلقت و عتق والا لا(الدرالمختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب التعليق ۳۵۵/۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) قال الله تعالیٰ ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب اجله(البقرة ۲۳۵)

نا اتفاقی واقع ہو تو نان و نفقہ کو دس روپے ماہوار اپنی منکوحہ کو بلا کسی عذر و حیلہ ادا کرتا رہوں گا اگر دس روپے ماہوار نہ دوں یا علیحدہ رہنا اختیار کروں تو اس وقت اور اس دن سے میری منکوحہ سے میرا کوئی تعلق نہ رہے گا حسب شرع میری طرف سے مثل طلاق ثلاثہ کے رہیگا یہ چند کلمات بطور اقرار نامہ کے لکھ دیئے ہیں کہ سند ہوں اور وقت ضرورت کام آویں۔ مظفر حسین' گواہ نور محمد' نظیر محمد' قاضی صاحب وغیرہ

اس صورت میں کہ جس شخص نے یہ کابین نامہ مع گواہ مندرجہ بالا کے تحریر کر کے اپنے کو پابند کابین نامہ کیا ہے مگر وہ اس کابین نامہ کے شرائط کا پابند نہیں ہے تو ایسی صورت میں طلاق متصور ہوگی یا نہیں۔ جواب مرحمت ہو ؟ المستفتی نمبر ۲۰۸۲ ایم ' کے بمبئی والا (سورت) ۲۵ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۳۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۱) کابین نامہ کی تمام شرائط کی خلاف ورزی پر طلاق معلق نہیں کی گئی ہے بلکہ طلاق صرف دو شرطوں پر معلق ہے جو لفظ اگر سے شروع ہوتی ہے وہ یہ ہیں کہ بصورت نا اتفاقی کے دس روپے ماہوار نہ دے اور دوسری شرط یہ ہے کہ بی بی کو چھوڑ کر علیحدہ رہنا اختیار کرے ان دو شرطوں میں سے کسی ایک کے واقع ہونے پر طلاق ہوگی۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اگر بموجب اقرار نامہ کے بیوی کے لئے نان و نفقہ کا انتظام نہیں کریں گے' تو اپنی بیوی سے لادعویٰ ہو جائیں گے' کیا حکم ہے ؟

(سوال) مسمی نبی رسول ولد میر انخش نے ایک اقرار نامہ لکھا اس پر قائم نہیں رہے اور بیوی سے بالکل بے تعلق ہیں جس کو آج چار سال کے قریب ہوتا ہے تو آیا اس اقرار نامہ سے طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں شرط طلاق نامہ یہ ہے کہ مسماۃ فہیمہ بی بی دختر میاں جی نور محمد ساکن موضع کب مانوں عرف درگاہ تحصیل گھوسی ضلع اعظم گڑھ کو خرچ خانگی مبلغ صد روپے ماہوار اور سال میں دو جوڑہ کپڑا برابر دیا کریں گے اور اگر درمیان میں کسی طور کا نقص و فتور ہوگا یا ہم فتور پیدا کریں گے تو ہماری ذات و جائیداد سے ساتھ دعوے کے میاں جی نور محمد صاحب وصول کرلیویں گے اور علاوہ اس کے یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ بموجب اقرار نامہ کے نہیں انتظام کریں گے تو اپنی بیوی سے لا دعویٰ ہو جائیں گے۔ المستفتی نمبر ۲۱۰۹ شیخ نور محمد صاحب (اعظم گڑھ) ۹ شوال ۱۳۵۶ھ م ۱۳ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۲) اگر نبی رسول اقرار کرے کہ اس کا مطلب ان الفاظ سے یہ تھا کہ بیوی کو طلاق ہو جائے گی تو اس کی خلاف ورزی کرنے پر طلاق ہوگئی اور اگر وہ اقرار نہ کرے تو اس اقرار سے تو طلاق نہیں

---

(۱)واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط مثل ان يقول لا مراته ان دخلت الدار فانت طالق وهذا بالا تفاق لان الملك قائم في الحال والظاهر بقاء ه الى وقت وجود الشرط فيصح يمينا وايقاعا (الهداية' كتاب الطلاق' باب الايمان في الطلاق ۳۸۵/۲ ط شركة علميه ملتان)

ہوئی(۱) مگر عورت کو بوجہ نان و نفقہ وصول نہ ہونے کے مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرانے کا حق ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر نے بیوی سے کہا "اگر تم اپنے بھائی کے سامنے ہوگی' تو تو حرام ہو جائے گی" تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی سے کسی رنجش کی بنا پر غصہ کی حالت میں کہا کہ اگر تو اپنے بھائی کے سامنے ہوگی تو تو حرام ہو جائے گی اور اسی وقت لوگوں نے زید سے کہا کہ تم ایسا لفظ زبان پر کیوں لاتے ہو تو زید نے فوراً اپنی نشست میں کہا میں طلاق کی نیت سے یہ لفظ زبان پر نہیں لایا آپ لوگ خواہ مخواہ نیا مطلب لگاتے ہیں مگر سامعین اس کی باتوں پر یقین نہ کرتے ہوئے شبہ کرتے ہیں کہ زید نے ضرور نیت طلاق سے کہا ہوگا لیکن لفظ کی گرفت کی وجہ سے نیت طلاق سے انکار کرتا ہے پھر ایسی صورت میں زید کے قول سے طلاق معلق ہوئی کہ نہیں اگر زید کی بیوی اپنے بھائی کے سامنے ہوگی تو طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں اور لوگوں کا شبہ کرنا کہاں تک صحیح ہے ؟

(۲) زید سے جب لوگوں نے پوچھا اور اس نے کہا کہ میری نیت طلاق کی نہیں ہے بلکہ میں نے دھمکی دینے اور اس سے میل جول کرنے سے روکنے کے لئے ایسا کہا ہے اب میں سامنے ہونے کے لئے اجازت دیتا ہوں مگر اس کی بیوی احتیاطاً اب تک اپنے بھائی کے سامنے نہیں ہوتی ہے اب جب کہ زید نے سامنے ہونے کی اجازت دیدی ہے تو اگر زید کی بیوی اپنے بھائی کے سامنے ہو تو کیا حکم ہے ؟ **المستفتی نمبر ۲۱۳۴** ابو رضوان محمد غازی (پٹنہ) ۱۷ شوال ۱۳۵۶ھ م ۲۱ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۳) منکوحہ کے لئے حرام کا لفظ بغیر نیت طلاق کے بھی طلاق کے معنی ہی پر محمول ہوتا ہے اس لئے پہلا عذر غلط ہے(۳) ہاں جب اس نے اجازت دیدی تو اب اس کی بیوی کے اپنے بھائی کے سامنے ہونے سے طلاق نہیں پڑے گی کیونکہ پہلی تعلیق بشہادت عرف بغیر اجازت زوج سامنے ہونے پر محمول

---

(۱) اس لئے کہ " ادعوئی ہو جائیں گے " الفاظ کنایہ میں سے ہے' صریح طلاق کا لفظ نہیں ہے لہذا اس میں اگر طلاق کی نیت ہو' تو طلاق بائنہ واقع ہوگی' ورنہ نہیں ؟ اور نیت کا حال شوہر سے معلوم ہو سکتا ہے' کما في الدر المختار : فالكنايات لا تطلق بها قضاء الا بنية او دلالة الحال وهي حالة مذاكرة الطلاق او الغضب.....والقول له بيمينه في عدم النية(تنوير الابصار و شرحه مع هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق' باب الكنايات ۳/۲۹۶'۲۹۷' ۳۰۰ ط سعيد كراتشي)

(۲) دیکھئے اس کتاب کا باب فسخ و انفساخ' فصل سوم عدم نان نفقہ مسئلہ نمبر ۴۰۱ حاشیہ نمبر ۴

(۳) قال لا مراته انت علي حرام ايلاء ان نوى التحريم اولم ينو شيئا وظهار ان نواه وهدران نوى الكذب و تطليقة بائنة ان نوى الطلاق و ثلاث ان نواها و يفتي بانه طلاق بائن ان لم ينوه لغلبة العرف (الدر المختار ' مع هامش ردالمحتار كتاب الطلاق باب الايلاء ۳/۴۳۳ ط سعيد كراتشي) وقال في رد المحتار' والحاصل ان المتاخرين خالفوا المتقدمين في وقوع البائن بالحرام بلانية حتى لا يصدق اذا قال لم انو لا جل العرف الحادث في زمان المتاخرين(هامش رد المحتار ' كتاب الطلاق' باب الكنايات ۳/۲۹۹ ط سعيد كراتشي)

ہو گی اور اجازت کے ساتھ سامنے ہونا شرط کے وجود کا باعث نہ ہوگا۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

جب تک تم اس شہر میں ہو 'اگر میں نے یہ امامت کی تو میری عورت کو تین طلاق ہے

(سوال) زید و عمر دو بھائیوں کے درمیان لڑائی ہوئی زید نے عمرو کو ایک کام کرنے پر مجبور کرنا چاہا اور عمرو نے انکار کیا مگر زید نے بہت تنگ کیا اور غصہ ہو کر عمرو کو کہا کہ تو کافر ہے عمرو نے اپنی جان چھڑانے کے لئے بہت غصہ میں کہا کہ ہاں بھائی میں کافر ہوں اور دو خدا ہیں (نعوذ باللہ) اور عمرو کا دل بالکل مطمئن تھا وحدانیت الٰہی پر مگر غصہ کی حالت تھی کیا عمرو اس کلمہ کے کہنے سے مرتد ہو گیا یا نہیں ؟ پھر کلمہ توحید پڑھ کر عمرو وہاں سے روانہ ہوا زید اس کے پیچھے چلا تھوڑی دور جا کر زید نے کہا اچھا بھائی تو میری جگہ پر امامت کرنا میں کسی دوسری جگہ گزارہ کروں گا عمرو نے کہا کہ جب تک تو اسی شہر میں ہو اگر میں نے یہ امامت کی تو میری عورت کو تین طلاق 'اور دونوں بہت غصہ کی حالت میں تھے زید نے کہا بہت اچھا امامت نہ کرو اور دو تین گھنٹے بعد غصہ فرو ہوا تو دونوں راضی ہو گئے اور اس بات پر اتفاق ہوا کہ دوسرے دن میں اس شہر سے چلا جاؤں گا اور تم یہ امامت کرو عمرو نے کہا بہت اچھا ! چنانچہ زید سامان لے کر روانہ ہوا اور شہر سے نکل گیا عمرو نے امامت کی تین چار نماز پڑھائی دوسرے دن زید مع سامان کے اسی شہر میں پھر داخل ہوا اور عمرو نے ظہر کی امامت کر لی زید کہتا ہے کہ میرا اس شہر سے واپس جانے کا ارادہ تھا کیا عمرو کی عورت کو طلاق ہو جائے گی یا نہیں ؟ اور کیا عمرو کے لئے اول اوپر کے کلمے کہنے سے امامت کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۸۱۵ مولانا حشمت علی صاحب صدر مدرس مدرسہ قاسمیہ بلند شہر ۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۴) اگر یہ الفاظ کہ "ہاں بھائی میں کافر ہوں اور دو خدا ہیں" عمرو نے ہوش و حواس قائم ہونے کی حالت میں کہے ہیں تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا(۲) مگر دوسری بار تعلیق طلاق سے تعلیق صحیح ہو گئی اور خلاف ورزیٔ شرط پر طلاق معلق واقع ہو جائے گی(۳) اور اگر وہ ہوش و حواس قائم نہ رکھتا تھا یعنی شدت

---

(۱) حلفه وال ليعلمنه بكل داعر بمهملتين اى مفسد دخل البلدة تقيد حلفه بقيام ولايته بيان لكون اليمين المطلقة تصير مقيدة بدلالة الحال و ينبغي تقييد يمينه بفور علمه (درمختار) وقال في الرد (قوله تقيد حلفه بقيام ولايته) هذا التخصيص بالزمان ثبت بدلالة الحال وهو العلم بان المقصود من هذا الاستحلاف زجره بما يدفع شره او شر غيره بزجره (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الايمان باب اليمين في الضرب والقتل وغيره' مطلب حلفه وال ليعلمنه بكل داعر ۸٤٤/۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) اذا اطلق الرجل كلمة الكفر عمدا لكنه لم يعتقد الكفر قال بعض اصحابنا لا يكفر لان الكفر يتعلق بالضمير ولم يعتقد الضمير على الكفر وقال بعضهم يكفر وهو الصحيح عندي لانه استخف بدينه (هامش ردالمحتار' كتاب الجهاد' باب المرتد ٤/ ۲۲٤ ط سعيد كراتشي)

(۳) بشر طیکہ تجدید نکاح کر لیا ہو' اس لئے کہ مرتد ہونے سے نکاح فوراً فسخ ہو جاتا ہے' اور جب نکاح فسخ ہو گیا' تو عورت پر طلاق نہیں ہو گی کیونکہ وقوع طلاق کے لئے عورت کا شوہر کے نکاح میں ہونا ضروری ہے' كما في الرد (قوله و محله المنكوحة) اى ولو معتدة عن طلاق رجعي او بائن غير ثلاث في حرة و ثنتين في امة(هامش رد المحتار' كتاب الطلاق ۳/ ۲۳۰ ط سعيد كراتشي)

غضب میں مسلوب الحواس ہو گیا تھا تو ارتداد نہیں ہوا(۱) اور تعلیق طلاق صحیح ہو گئی اور پھر زید کے شہر میں داخل ہونے کی حالت میں جو نماز ظہر عمرو نے پڑھائی اس سے شرط کی خلاف ورزی ہو کر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ 'دہلی

سوال متعلقہ استفتائے سابق

متعلقہ استفتائے سابق

(سوال) (۱) بصورت فسخ نکاح جب یہ الفاظ کہ "اگر میں نے یہ امامت کی تو میری عورت کو تین طلاق ہیں" صادر ہوئے تو عورت منکوحہ نہ تھی کیونکہ نکاح بوجہ ارتداد فسخ ہو گیا لہذا یہ تعلیق کیونکر صحیح ہو گی علاوہ ازیں حروف شرط میں سے کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو اس امر کو ظاہر کر رہا ہو کہ جب کبھی یہ نکاح کرے گا تو وجود شرط کی وجہ سے طلاق واقع ہو جائے گی۔

(۲) کیا یہ صورت یمین فوری نہیں ہو سکتی کہ اگر زید شہر میں رہتا ہو تا اور عمرو اسی وقت امامت کرتا تو ضرور طلاق واقع ہو جاتی حالانکہ واقعہ ایسا نہیں ہوا علاوہ ازیں اگر اس نے زید کے آنے کے بعد اور غصہ کے فرو ہونے کے بعد ظہر کی نماز پڑھائی تو عرف اور کلام متخاصمین میں امامت سے مراد تو مستقلاً امامت ہے کیونکہ زید نے یہ کہا تھا کہ میری جگہ پر امامت کرنا نہ یہ کہ ایک وقت کی نماز پڑھانا کیونکہ زید مستقلاً امام ہے ہاں اگر عمرو یہ کہہ دیتا کہ اگر کسی وقت بھی میں نے یہ امامت کی تو میری عورت پر تین طلاق ہیں تو اور بات تھی۔
المستفتی نمبر ۲۱۳۵ مولانا حشمت علی صاحب مدرس اول مدرسہ قاسمیہ بلند شہر۔ ۷ اشوال ۱۳۵۶ھ ۲۱ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۵)(۱) قال فی الفتح و یقع طلاق زوج المرتدة علیها مادامت فی العدة لان الحرمة بالردة غیر متابدة فانها ترتفع بالا سلام فیقع طلاقه علیها فی العدة مستتبعافائدته من حرمتها علیه بعدالثلاث حرمة مغیاة بوطء زوج اخر بخلاف حرمة المحر میة فانها متابدة لا غایة لها فلا یفید لحوق الطلاق فائدة الخ (شامی ص ۴۲۵ ج ۲) (۳) اور جب تنجیز طلاق مرتد سے صحیح ہے تو تعلیق بدرجہ اولیٰ صحیح ہو گی۔

---

(۱) وشرائط صحتها العقل والصحو والطوع فلا تصح ردة مجنون و معتوه و موسوس و صبی لا یعقل (درمختار) وقال فی الرد (قوله معتوه) عزاه فی النهر الی السراج وهو الناقص العقل و قیل المدهوش من غیر جنون كذافی المغرب (هامش رد المحتار مع الدرالمختار' كتاب الجهاد' باب المرتد ۴/۲۲۴ ط سعید کراتشی) وقال فی الهندية' وكذا لو كان معتوها او موسوسا اومغلوبا علی عقله بوجه من الوجوه فهو علی هذا (الفتاوی الهندية' كتاب السیر' الباب التاسع فی احكام المرتدین ۲/۲۵۳ ط ماجدیه' كوئٹه)

(۲) تنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا لكن ان وجد فی الملك طلقت و عتق والا لا (الدر المختار' مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب التعلیق ۳/۳۵۵ ط سعید کراتشی)

(۳) هامش ردالمحتار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۳/۱۹۳ ط سعید کراتشی)

(۲) یمین فور کے احکام اس وجہ سے جاری نہیں ہو سکتے کہ فور کا وجود نہیں پہلے غصہ کی حالت رفع ہو چکی ہے اور عمرو توبہ و استغفار کر کے جا چکا ہے زید نے اس کو جا کر ایک امر پیش کیا اس پر اس نے یمین کی یمین کے الفاظ میں امامت مستقلہ یا عارضہ کا کوئی فرق نہیں کیا گیا اس لئے وہ مطلق امامت پر محمول ہو گی(۱) اور شرط کے وجود پر طلاق ضرور ہو گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مشروط طلاق میں شرط پوری نہ ہونے کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہو گی.

(سوال) زید نے اپنی شادی کے وقت لڑکی کے اسٹامپ پر اقرار کیا ہے کہ بصورت نااتفاقی و ناچاقی زوجہ ام کو مبلغ ۔ روپے ماہوار گزارہ اس کے والدین کے یہاں بیٹھی کو دوں گا اگر کسی وجہ سے دو ماہ تک رقم گزارہ نہ دے سکوں تو پھر میری زوجہ میری زوجیت سے آزاد ہو جائے گی اور نکاح بعدم نکاح متصور ہو گا زید نو ماہ تک تو بیوی خود کے پاس رہ کر اس کا گزارہ حسب خواہش کرتا رہا اس کے بعد دوسری جگہ ملازم ہو کر چلا گیا جہاں سے دس روپے ماہوار بذریعہ منی آرڈر بھیجتا رہا رسید منی آرڈر دو ماہ کی زید کے پاس موجود ہیں مگر زوجہ زید نے منی آرڈر نہیں لئے واپس کرتی رہی اب نوٹس دے دیا ہے کہ گیارہ ماہ سے تم نے مجھے گزارہ نہیں دیا اس لئے میں تمہاری زوجیت سے بموجب تمہاری تحریر کے آزاد ہوں لہذا رقم مہر مبلغ دد؍ روپے عند الطلب اور رقم گزارہ ۱۱ ماہ ادا کر دو ورنہ بذریعہ عدالت بموجب تمہاری تحریر کے وصول کروں گی اس لئے براہ مہربانی تحریر فرمائیں کہ ایسی صورت و حالت میں طلاق واجب ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۳۴ بشیر احمد (کوہ شملہ) ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۲۳ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۹۶) اگر زید نو ماہ تک بیوی کے ساتھ رہا اور دونوں گزارہ کرتے رہے پھر سفر میں گیا تو وہاں سے بھی دس روپے ماہوار بھیجے زوجہ نے منی آرڈر وصول نہیں کیا تو زید کی طرف سے شرط کی خلاف ورزی نہیں ہوئی اور طلاق واقع نہیں ہوئی۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اگر سوا مہینہ کے اندر اندر تمہارے نان و نفقہ کی جملہ واجب الادا رقم پہنچا کر تمہیں اپنے ساتھ نہ لے جاؤں' تو میری اس تحریر کو طلاق سمجھے

(سوال) (۱) عبدالرحمن نامی ایک شخص نے مسماۃ فاطمہ بو سے نکاح کیا اور سال ڈیڑھ سال کے بعد اپنی زوجہ فاطمہ بو کو اپنے خسر کے مکان پر بھیج دیا اور خود زوج گداگر بن کر چلہ کشیوں کے بہانہ سے آستانوں مزاروں پر

---

(۱) بل المطلق یجری علی اطلاقہ والمقید علی تقییدہ (اصول الشاشی' البحث الاول فی کتاب اللہ تعالیٰ فصل فی المطلق والمقید ص ۱۱ ط قدیمی کراتشی) وقال فی التوضیح' حکم المطلق ان یجری علی اطلاقہ کما ان المقید علی تقییدہ فاذا ورد ای المطلق والمقید فان اختلف الحکم لم یحمل الحکم المطلق علی المقید (التوضیح والتلویح' فصل حکم المطلق ۱/۱۶۹ ط میر محمد کراتشی)

(۲) واذا اضافہ الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا (الفتاویٰ الہندیۃ' کتاب الطلاق'الباب الرابع فی الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمۃ ان واذا و غیرھما ۱/۴۲۰ ط ماجدیۃ' کوئٹہ)

بیٹھ کر مفت کی روٹیاں کھانے لگا اور ملازمت وغیرہ سب چھوڑ کر اپنے اوپر کسب حلال کا سد باب ہی کر لیا اسی طرح ڈھائی تین سال تک آوارہ گردی میں لاپتہ رہا اور فاطمہ بو کے غریب والدین اپنی لڑکی کے نان و نفقہ کا خرچ برداشت کرتے رہے۔

(۲) آخر الامر عبدالرحمٰن خاں اپنی زوجہ کے شہر میں گھومتے گھماتے آنکلا اپنی زوجہ کے پاس آنے کی نیت سے نہیں بلکہ اس ارادہ سے آگیا تھا کہ کسی آستانہ پر چند روز مفت کی روٹیاں کھا کر چلتا بنوں مگر اتفاق سے راہ میں عبدالرحمٰن خاں کو اس کے سالے نے دیکھ لیا اور اسے سمجھا بجھا کر اس کی زوجہ کے پاس لے آیا زوجہ نے اپنے زوج سے نان و نفقہ واجبہ کا مطالبہ کیا اور خود کو ساتھ لے جانے کو کہا مگر سر دست عبدالرحمٰن خاں میں یہ وسعت کہاں تھی کہ مذکورہ مدت کا نان و نفقہ ادا کر کے زوجہ کو سنبھال لے جب کہ اپنا پیٹ پالنا مشکل ہو بالآخر زوج مذکور نے ایک تحریر بمضمون ذیل لکھ کر زوجہ کے حوالے کی۔

من محرر عبدالرحمٰن خاں ولد بھیکن خاں وجہ تحریر اینکہ چونکہ میں تمہارے نان و نفقہ کا متحمل نہیں ہو سکا اس لئے میں نے تم کو تمہارے والدین کے مکان پر بھجوا دیا اور انہوں نے ڈھائی تین سال تک تمہارے نان و نفقہ کا خرچ برداشت کیا جب کہ انہوں نے تم کو اتنی مدت سنبھالا ہے تو میں مزید بر آں تم سے مہینہ سوا مہینہ کی مہلت اور چاہتا ہوں اگر مہینہ سوا مہینہ کے اندر اندر تمہارے نان و نفقہ کی جملہ واجب الادا رقم پہنچا کر تمہیں اپنے ساتھ نہ لے جاؤں تو میری اس تحریر کو طلاق سمجھیے۔ الراقم عبدالرحمٰن خاں ولد بھیکن خاں۔

عبدالرحمٰن خاں کی بیوی سے وثوق کے ساتھ معلوم ہوا ہے کہ میں جب تک اپنے زوج کے ساتھ رہی وہاں تک بھی میرا زوج جیسا چاہئیے ویسا صحبت پر قادر نہ تھا اور جس وقت زوج نے مذکورہ تحریر میرے حوالے کی اور جانے لگا اس وقت یہ کہہ گیا ہے کہ میں اب دنیا کی لائن میں نہیں ہوں یہ بات بھی جناب کی خاص توجہ کی محتاج ہے تحریر تعلیق طلاق عبدالرحمٰن خاں زوجہ کے حوالے کر کے چلتا بنا حتی کہ مدت مطلوبہ ختم ہو چکی اور اس پر بھی آٹھ نو مہینے گزر چکے ہیں اور مدت مطلوبہ ختم ہونے کے قبل و بعد بذریعہ رجسٹری متعدد نوٹسوں سے زوج کو مدت تعلیق طلاق کی یاد دہانی بھی کی گئی مگر جملہ تدابیر بے سود ہوئیں زوجہ عبدالرحمٰن خاں فاطمہ بو صورت مسئولہ میں مطلقہ سمجھی جائے گی یا نہیں۔ آپ کی جانب سے شرعی جواب آجانے کے بعد دوسرے نکاح کے لئے عدت کی مدت گزارنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۴۷ مولوی حسین میاں صاحب (کاٹھیاواڑ) ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۲۸ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۹۷) یہ تحریر جو عبدالرحمٰن خاں نے خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر زوجہ کو دی معتبر اور تعلیق صحیح ہے اس تحریر کی تاریخ سے سوا مہینے یعنی ۳۸ دن گزرنے کے بعد زوجہ پر طلاق پڑ گئی جب کہ اس کو اس مدت میں کل رقم نفقہ واجبہ کی ادا نہ کی گئی ہو (۱) اور اس کے بعد اگر تین حیض آچکے تو عدت بھی ختم

---

(۱) ؛ اذا اضافہ الی الشرط وقع عقیب الشرط مثل ان یقول لا مرأتہ ان دخلت الدار فانت طالق (الھدایۃ، کتاب الطلاق، باب الایمان فی الطلاق ۲/ ۳۸۵ ط شرکۃ علمیہ ملتان)

ہو گئی(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شرائط لکھنے کے بعد عمل نہ کرے تو اس کی بیوی مطلقہ ہو گی یا نہیں ؟

(سوال) ایک شخص شفیع محمد نامی نے جس کا نکاح خاتون سعیدن سے ۵ برس قبل ہوا تھا اور جو گزشتہ سنین میں خاتون سعیدن کے نان نفقہ کا کوئی مناسب بندوبست نہ کر سکا مورخہ ۱۵ جون ۱۹۳۷ء کو جب موصوف بسلسلہ روزگار ترک وطن کر رہا تھا تحریر ہذا لکھ کر دی۔

یہکہ شفیع محمد ولد غریبی قوم مسلمان ساکن بیٹ مارکیٹ کا ہوں جو کہ میری شادی و نکاح مسماۃ سعیدن دختر نھے خان قوم مسلمان ساکن بیروں اور چھار دروازہ شہر جھانسی سے عرصہ چار سال جب ہوا تھا مگر میں مقراب تک مسماۃ مذکور کے نان و نفقہ وغیرہ کا مناسب انتظام نہیں کر سکا اس لئے بغرض اطمینان مسماۃ مذکور کو حسب شرائط ذیل اقرار نامہ کر رہا ہوں۔

(۱) یہ کہ میں مقر بے بسی سے بسلسلہ ملازم ہو کر باہر جا رہا ہے اور مسماۃ مذکور جو کہ اپنے والدین کے ہاں عرصہ سے موجود ہے اس کے واسطے آٹھ روپے ماہوار نفقہ وغیرہ روانہ کرتا رہے گا۔

(۲) یہ کہ منمقر اب کبھی مسماۃ مذکور کو کسی قسم کی کوئی تکلیف روحانی و جسمانی وغیرہ نہ دے گا۔

(۳) یہ کہ منمقر اگر چھ ماہ تک مسماۃ مذکور کو مبلغ آٹھ روپے ماہوار کے حساب سے نان و نفقہ وغیرہ نہ ادا کرے اور نہ کسی قسم کی روحانی و جسمانی خبر لے اور نہ خط و کتابت رکھے تو یہ اقرار نامہ بطور طلاق نامہ متصور ہو گا اور مسماۃ مذکور کو بعد گزرنے میعاد عدت اختیار ہو گا کہ مسماۃ مذکور اپنا دوسرا عقد کر لے تو منمقر کو عقد ثانی کی نسبت کوئی کارروائی پنچایتی و عدالتی کرنے کا کوئی حق و اختیار نہ ہو گا اور یہ طلاق ساتھ رضامندی کے ہو گی اور نہ کوئی میرے رشتہ داروں کو حق اعتراض ہو گا۔

(۴) یہ کہ اگر منمقر نان و نفقہ میعاد مقررہ تک ادا نہ کرے اور طلاق ہو جاوے تو اس صورت میں مسماۃ مذکور کو اختیار ہو گا کہ تین ماہ پندرہ یوم گزرنے میعاد عدت کے نان و نفقہ رقم مہر تعدادی مبلغ پانچ سو روپے کا دعویٰ کرے اور مجھ کو اور وارثان میرے کو کسی طرح کا عذر و حیلہ نہ ہو گا۔

(۵) اور یہ کہ منمقر مسماۃ مذکور کو اپنے ہمراہ کسی وقت لے جاوے اور وہاں پر کسی طرح کی تکلیف روحانی و جسمانی وغیرہ اس کو دیوے تو مسماۃ مذکور کو اختیار ہو گا کہ وہ بلا اجازت میرے اپنے والدین خواہ اپنے کسی رشتہ دار کے یہاں جا سکتی ہے اور کسی وقت مسماۃ مذکور کو خواہ کوئی حقیقی رشتہ دار بنابر رخصت مذکور کو لینے کے واسطے پہنچے تو منمقر بلا عذر و حیلہ اس کے ساتھ فوراً رخصت کر دے گا اور یہ اقرار نامہ بدرستی ہوش و حواس اور نہ کسی زور کے ساتھ تحریر کر دیا کہ سند ہو اور وقت ضرورت کام آوے۔ دستخط بقلم خود سید اشتیاق

---

(۱) وهي في حق حرة تحيض لطلاق ولو رجعيا او فسخ بجميع اسبابه بعد الدخول حقيقة او حكما ثلاث حيض كوامل (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/ ۵۰۴ ط سعيد كراتشي)

احمد محرر وکیل کلکٹری جھانسی ۱۵ جون ۱۹۳۷ء

لکھ کر لڑکی مذکور کے ورثاء کے حوالہ کر گیا تاہنوز موصوف نے اپنا اقرار پورا نہیں کیا نہ نان و نفقہ نہ خط و کتابت جس کو عرصہ ایک سال کا ہوا اب دریافت طلب امر یہ ہے۔

(۱) طلاق واقع ہوگئی یا نہیں اگر ہوئی تو کب نیز لڑکی کو ازروئے شرع عقد ثانی کا اختیار ہے یا نہیں اور عدت ختم ہو چکی یا نہیں ؟

(۲) لڑکی شخص مذکور سے زر مہر لے سکتی ہے یا نہیں ؟

(۳) شخص موصوف کو طلاق واقع ہونے کی صورت میں کوئی حق باقی رہتا ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۳۰۷ نھے خاں صاحب (جھانسی) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ ۱۲ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۹۸) اگر شوہر نے اقرار نامہ لکھایا لکھوایا تھا اور اس پر دستخط یا نشان انگوٹھا لگایا تھا اور پھر چھ ماہ تک نفقہ مقررہ ادا نہیں کیا اور کوئی خبر گیری نہ کی اور نہ خط و کتابت رکھی تو چھ ماہ گزرتے ہی عورت پر طلاق ہوگئی (۱) اور اس کے بعد تین مرتبہ حیض آچکا ہو تو عدت بھی پوری ہوگئی (۲) اب وہ شوہر سے مہر لے سکتی ہے (۳) اور اپنی مرضی سے جہاں چاہے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

شوہر نے بیوی سے کہا "اگر تو نے زنانہ کیا تو تو میری بیوی ہے اور اگر تو نے زنا کیا ہے تو میری طرف سے تین دفعہ طلاق ہے" تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) (۱) زید کا نکاح ہندہ سے ہوا جس کو عرصہ بیس سال کا ہوا ہوگا زید سے ہندہ کے ایک لڑکی ہے جو کہ اب شادی شدہ ہے اب زید ہندہ پر چند شبہات کی وجہ سے زنا کا شک کرتا ہے کہ ہندہ نے محمود سے زنا کیا ہوگا جو کہ زید کا بہنوئی ہے محمود کی عمر ۵۰ سال کی ہے زید نے محمود کو ہندہ سے زنا کرتے نہیں دیکھا نہ کوئی اور گواہ زنا کرتے ہوئے دیکھنے کا ہے۔

(۲) زید نے برادری کے دو آدمیوں سے کہا کہ مجھ کو محمود پر شک ہے کہ اس نے ہندہ سے زنا کیا ہو اس لئے کیا محمود اپنے بیٹے پر ہاتھ رکھ کر قسم کھا کر میرا شک دور کر سکتا ہے ان دو آدمیوں نے محمود سے لڑکے پر ہاتھ رکھ کر قسم کھانے کو کہا محمود نے یہ کہا کہ میں لڑکے پر ہاتھ رکھ کر قسم کھانے کو تیار ہوں اور

---

(۱) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لا مرأته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق الباب الرابع فى الطلاق بالشرط الفصل الثالث فى تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱/ ۴۲۰ ط ماجدية كوئته)

(۲) وهى فى حق حرة تحيض لطلاق بعد الدخول حقيقة او حكما ثلاث حيض كوامل بعدم تجزى الحيضة (الدر المختار مع هامش ردالمحتار كتاب الطلاق باب العدة ۳/ ۵۰۴ ط سعيد كراتشى)

(۳) وتجب ان سماها او دونها و يجب الا كثر منها ان سمى الاكثر ويتا كد عند وطئ او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما (الدر المختار مع هامش ردالمحتار كتاب النكاح باب المهر ۳/ ۱۰۲ ط سعيد كراتشى)

قرآن شریف ہاتھ میں لے کر قسم کھانے کو تیار ہوں کہ میں نے ہندہ سے نہ زنا کیا نہ کبھی بد نیتی سے دیکھا بلکہ ہندہ کو میں اپنی بیٹی کے برابر سمجھتا رہا ہوں ان دو آدمیوں نے زید سے آکر کہا کہ محمود ہر قسم کی قسم کھانے کو تیار ہے مگر زید بد گمانی سے باز نہیں آیا۔

(۳) ہندہ قرآن شریف کی قسم کھانے کو تیار ہے اور ہندہ کے ایک بیٹی ہے بیٹی کی قسم کھانے کو تیار ہے مگر زید بد گمانی کرتا ہے۔

(۴) اب یہ معاملہ درپیش ہے کہ زید ہندہ کو شرطی طلاق اس طرح پر دیتا ہے کہ ہندہ کو زید طلاق دیتا ہے تین اس شرط پر کہ اگر تو نے زنا نہ کیا تو میری بیوی ہے اور جو تو نے محمود سے زنا کیا ہے تو میری طرف سے تین دفعہ طلاق۔

(۵) اب ایسی صورت میں جب کہ ہندہ اور محمود قسم کھا کر زنا سے انکار کرتے ہیں شرطی طلاق دینی چاہئیے یا نہیں اور شرطی طلاق دینے سے طلاق ہوگی یا نہیں اور ہندہ اپنا مہر زید سے لے سکتی ہے یا نہیں ہر حالت میں شرط کے ساتھ طلاق دے یا صاف طلاق دے۔ المستفتی نمبر ۲۳۸۹ محمد عمر محمد ظفر (گوڑ گانوہ) ۸ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ ۶ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۹۹) اس صورت میں زنا کا شبہ کرنا اور اس کی وجہ سے عورت کو طلاق دینا درست نہیں اگر خاوند طلاق دے دے گا تو مہر ادا کرنا ہوگا (۱) اگر طلاق باشرط دی جائے گی اور فی الواقع زنا نہیں ہوا تھا تو طلاق واقع نہیں ہوگی (۲) لیکن خاوند کو جب زنا کا شبہ ہے تو عورت سے احتراز کرے گا اور عورت باوجود غیر مطلقہ ہونے کے مطلقہ جیسی ہو جائے گی لہذا یہ طلاق بالشرط فضول ہے یا تو خاوند اپنے دل کو عورت کی طرف سے صاف کرلے اور دونوں میاں بیوی کی طرح رہیں یا پھر قطعی طور پر طلاق دے کر علیحدہ کردے (۳) اور اس کا مہر ادا کردے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شرائط نامہ کی خلاف ورزی کا حکم

(سوال) ایک شخص مسمی خلافت حسین نے ایک عورت سے نکاح کیا اور نکاح کے کچھ دنوں کے بعد سے بیوی کی خبر گیری بالکل چھوڑ دی آمد و رفت نان و نفقہ سب بند کردیا جب عرصہ تک یہ حال رہا تو عورت کے والد نے پنچایت بٹھالی اور اس میں خلافت حسین کو بلوایا گیا اس پنچایت میں اس نے ایک اقرار نامہ لکھا جس کی

---

(۱) لا خلاف لا حد ان تاجیل المہر الی غایۃ معلومۃ نحو شہر او سنۃ صحیح وان کان لا الی غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشایخ فیہ قال بعضہم یصح وہو الصحیح وہذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسہا وہو الطلاق او الموت الا تری ان تاجیل البعض صحیح وان لم ینصا علی غایۃ معلومۃ کذا فی المحیط (الفتاوی الہندیۃ' کتاب النکاح' الباب السابع فی المہر' الفصل الحادی عشر فی منع المراۃ نفسہا بمہرہا والتاجیل فی المہر وما یتعلق بہما ۱/۳۱۸ ط ماجدیہ' کوئٹہ)

(۲) واذا اضافہ الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا (الفتاوی الہندیۃ' کتاب الطلاق' الباب الرابع فی الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمۃ ان واذا وغیرہما ۱/۴۲۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۳) قال اللہ تعالی فامساک بمعروف او تسریح باحسان (البقرۃ: ۲۲۹)

نقل اس استفتا کے ساتھ ہے اس پنچایت اور اقرار کے بعد خلافت حسین اپنی بیوی کو لے گیا اور تقریباً ڈیڑھ پونے دو ماہ تک اس کو اپنے ساتھ رکھا اور نان نفقہ بھی دیا اس کے بعد یکایک بغیر ایک روز کا بھی خرچ دیئے اور بغیر کوئی انتظام کئے ہوئے کلکتہ چلا گیا چند روز تک خلافت حسین کے چھوٹے بھائی نے خلافت حسین کی بیوی کو کھانا وغیرہ دیا لیکن عورت کی تکلیف بڑھ چلی اور خلافت حسین کے گھر والوں نے اس کو پریشان کرنا شروع کیا تو عورت اپنے باپ کے گھر چلی آئی۔ اس واقعہ کے بعد تقریباً پونے دو برس تک خلافت حسین نے اپنی بیوی کی کوئی خبر نہیں لی نہ نان و نفقہ دیا نہ کبھی لے گیا اور نہ خود کبھی آیا باوجودیکہ خلافت حسین کے چھوٹے بھائی نے خلافت حسین کو اس کے بارے میں بارہا خط لکھا لیکن کوئی جواب بھی نہیں دیا باوجودیکہ وہ کلکتہ میں کماتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے اور منسلکہ اقرار نامہ کے بعد خلافت حسین کی بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں اب وہ خلافت حسین کے پاس جا سکتی ہے یا نہیں اور اگر اب وہ عورت دوسرا نکاح کرنا چاہے تو عدت گزارنی پڑے گی یا عدت پوری ہو چکی براہ کرم جواب سے جلد سرفراز فرمایا جاوے۔

نقل اقرار نامہ

میں خلافت حسین ولد رجب علی حی القائم ساکن محلہ سبحان گنج تھانہ و ضلع مونگیر بمقابلہ پنچان محلہ حاجی سبحان و صندل پور کے حلفیہ آج بتاریخ ۱۴ مارچ ۱۹۳۷ء کو حسب ذیل اقرار کرتا ہوں۔

(۱) یہ کہ آج کی تاریخ سے ہم اپنی بی بی کو کھانا کپڑا کو اچھی طرح سے رکھیں گے اور کھانا کپڑا اپنی اوقات کے موافق دیا کریں گے اور اپنے باپ کے گھر میں محلہ حاجی سبحان پرگنہ مونگیر میں اپنی بیوی کے ساتھ رہا کریں گے۔

(۲) یہ کہ اگر ہم قصداً بلاوجہ اپنی بی بی کو کھانا کپڑا نہیں دیں اور خبر گیری چھ ماہ نہیں لیں تو ہم کو اپنی بی بی سے کوئی سروکار نہیں ہوگا اور طلاق بائن سمجھی جائے گی اور ہماری بی بی کو اختیار کامل ہوگا کہ وہ اپنا عقد کسی دوسرے مرد سے کرلے اس میں ہم کو کوئی عذر نہ ہوگا۔

(۳) یہ کہ اگر ہم کو یا ہماری بی بی کو ایک دوسرے سے کسی قسم کی شکایت ہو تو ہم دونوں کو یہ فرض عین ہوگا کہ اپنے گھر والوں کو اپنے محلہ والوں کو آگاہ کریں گے اور ان کے ذریعہ اس شکایت کو رفع کریں گے۔

(۴) یہ کہ اگر کسی قسم کی بد عنوانی ہم سے یا ہمارے والدین سے یا ہمارے ساس سسر وغیرہ سے بہ نسبت ہماری بی بی کے ہو جائے تو اس کو فوراً ہر شخص اپنے اپنے محلہ کے پنچوں کو رجوع کریں گے اور تصفیہ کرائیں گے۔

(۵) یہ کہ اقرار نامہ ہم نے خوب سمجھ بوجھ کر لکھوایا ہے کبھی کسی مضمون سے انحرافی نہیں کریں گے اور اگر انحرافی کریں تو رد باطل و نا مسموع ہوگا اس لئے یہ اقرار نامہ لکھ دیا جو وقت ضرورت کام آ ئے۔ فقط

المستفتی نمبر ۲۴۳۸ محبوب علی صاحب محلہ صندلپور (مونگیر) ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ م ۷ جنوری ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۰۰) اقرار نامہ کی شرط نمبر ۲ بالکل صاف ہے اور جب کہ خلافت حسین نے غائب ہونے کے دن سے بی بی کو چھ ماہ تک نفقہ نہیں دیا اور خبر گیری نہیں کی تو چھ ماہ پورے ہونے پر اس کی بیوی پر طلاق بائن پڑ گئی(۱) اور وہ اس کے نکاح سے باہر ہو گئی اور اس کے بعد اگر تین مرتبہ حیض آچکا تو عدت بھی پوری ہو گئی(۲) اب عورت کو حق ہے کہ وہ جس سے چاہے اپنا نکاح کر لے۔(۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

میں فلانی عورت سے نکاح کروں' تو اپنی ماں سے کروں' وہ میرے اوپر قیامت تک حرام ہے' یہ الفاظ تعلیق کے ہیں یا ظہار کے ؟

(سوال) ایک شخص نے کہا کہ میں فلانی عورت سے نکاح کروں تو اپنی ماں سے کروں وہ میرے اوپر قیامت تک حرام ہے یہ بات کہتے وقت عورت کا نام اور اپنی ماں کا نام لیا اب اس شخص نے اسی عورت سے نکاح کر لیا ہے اس شخص کا نکاح جائز ہے یا نہیں' طلاق واقع ہو گئی ہے یا نہیں قدسمع اللہ میں جو آیات شریفہ ہیں اس اصول کے مطابق کیا کفارہ ہو سکتا ہے۔ المستفتی نمبر ۲۴۵۱ مولوی خلیل الرحمٰن صاحب (مراد آباد) ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ م ۱۱ فروری ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۰۱) یہ ظہار نہیں ہے تعلیق طلاق ہے(۴) اور نکاح کرتے ہی طلاق نہیں پڑی' کیونکہ یہ صورت بظاہر تعلیق تھی مگر حقیقت میں یمین تھی(۵) نکاح کرنے سے اس پر کفارہ یمین واجب ہو گا(۶) یعنی دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا واجب ہو گا۔(۷) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

---

(۱) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الرابع فى الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فى تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱/ ۴۲۰ ط ماجدية' كوئٹه)

(۲) وهى فى حق حرة تحيض لطلاق بعد الدخول حقيقة او حكما ثلاث حيض كوامل لعدم تجزى الحيضة (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/ ۵۰۴ ط سعيد كراتشى)

(۳) قال الله تعالىٰ : فاذا بلغن اجلهن فامسكوهن بمعروف اوفارقوهن بمعروف واشهدوا ذوى عدل منكم (الطلاق : ۲) فاذا بلغن اجلهن فلا جناح عليكم فيما فعلن فى انفسهن بالمعروف و الله بما تعملون خبير (البقرة ۲۳۴).

(۴) اس لئے کہ یہ الفاظ ظہار نہیں ہیں' لہذا ظہار نہ ہونے کی وجہ سے طلاق بھی واقع نہیں ہو گی' كمافى الدر المختار' وان نوى بانت على مثل امى او كامى وكذا لو حذف على خانية برا او ظهارا او طلاقا صحت نيته ووقع مانواه لانه كناية والا ينو شيئا او حذف الكاف لغا(الدر المختار مع هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق' باب الظهار ۳/ ۴۷۰ ط سعيد كراتشى)

(۵) وفى ايمان البحر' ظاهر ما فى البدائع ان التعليق يمين فى اللغة ايضا قال لان محمدا اطلق عليه يمينا وقوله حجة فى اللغة فافاد انه يمين لغة واصطلاحا وكذا قال فى معراج الدراية : اليمين يقع على الحلف بالله و على التعليق (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب التعليق' مطلب فيما لو حلف لا يحلف فعلق ۳/ ۳۴۶ ط سعيد كراتشى)

(۶) و فيه الكفارة لآية " واحفظوا ايمانكم" فقط ان حنث (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الايمان ۳/ ۷۲۶ ط سعيد كراتشى)

(۷) و كفارته تحرير رقبة او اطعام عشرة مساكين او كسوتهم بما يستر عامة البدن (تنوير الابصار مع هامش ردالمحتار' كتاب الايمان ۳/ ۷۲۵ ط سعيد كراتشى)

شوہر نے کہا" اگر ہمارے پاس رہنا نہیں چاہتی ہو تو ہم تم کو طلاق دیتے ہیں" تو طلاق واقع ہو گی یا نہیں ؟

(سوال) زید اپنی بی بی منکوحہ کو کسی ناخوشی پر بی بی کے باپ کے گھر پر آکر جہاں کچھ عرصہ سے بی بی مقیم تھی بموجودگی اپنے سسر اور ساس اور حقیقی بھائی کے اور غصہ کی حالت میں اپنی بی بی کو بلاتا ہے بی بی اس وقت بیس قدم کے فاصلہ پر ایک کمرہ کے اندر تھی اس کی بی بی اس وقت اس کے پاس نہیں پہنچتی ہے بھائی کی مزید تاکید پر یہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے والدین کی تعمیل حکم کرنے آیا ہوں اگر تم ہمارے پاس رہنا نہیں چاہتی ہو تو ہم تم کو طلاق دیتے ہیں۔ طلاق کا لفظ تین مرتبہ کہا اور اٹھ کر اپنے مکان پر چلا گیا بی بی کا بیان ہے کہ میں نے کچھ نہیں سنا۔ لوگوں سے بعد میں معلوم ہوا پس ایسی حالت میں واقعہ مذکورہ کے متعلق کیا حکم ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۵۰۴ نصیب احمد (غازی پور) ۸ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ ۸ جون ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۰۲) یہ طلاق معلق ہے "اگر تم ہمارے پاس رہنا نہیں چاہتی ہو تو ہم تم کو طلاق دیتے ہیں" اگر بی بی یہ کہے کہ میں رہنا نہیں چاہتی تو طلاق پڑ ی ورنہ نہیں(۱)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اقرار نامہ کے خلاف کرنے سے طلاق واقع ہو گی یا نہیں ؟

(سوال) زید نے نسیمہ جان دختر اکبر دین کے ساتھ حسب ذیل شرائط و پابندی کے ساتھ نکاح کیا اور نکاح کرتے وقت زید نے خود اپنی طرف سے بطور اقرار نامہ شرائط تحریر کر دی ہیں اور وہ شرائط یہ ہیں۔

(۱) کہ میں اپنی منکوحہ بیوی مسماۃ نسیمہ جان کو تمام زندگی اپنی سسرال کے ساتھ رکھوں گا۔ (۲) اگر مسماۃ مذکور اپنے والدین کے ساتھ کراچی سے علاوہ کسی اور جگہ یا اپنے عزیز وطن کو چلی جائے تو مجھے اسے روکنے کا کوئی حق نہیں ہوگا (۳) جب تک میں اور میری بیوی زندہ ہے میں اپنی بیوی کے ساتھ اس کے والدین کے ساتھ رہوں گا (۴) اگر میں مسماۃ مذکورہ سے یا اپنی سسرال کی رضامندی کے بغیر اپنی بیوی کو کسی دوسری جگہ لیجاؤں یا صرف اپنی بیوی کو سسرال چھوڑ کر کہیں بھی چلا جاؤں تو پھر مجھے اپنی منکوحہ بیوی کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق اور حق نہیں ہوگا دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید مذکورہ بالا شرائط کی خلاف ورزی کر کے اپنی بیوی کو اپنی سسرال چھوڑ کر علیحدہ ہو گیا ہے کیا ایسی صورت میں زید کی منکوحہ بیوی کو شریعت حقہ کی رُو سے طلاق ہو گئی یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۵۳۶ کرم خاں صاحب (کراچی) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ م ۷ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۰۳) نمبر ۴ میں طلاق ہونے کا ذکر نہیں کیا گیا صرف یہ لکھا ہے کہ مجھے اپنی منکوحہ بیوی کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق اور حق نہیں ہوگا اس سے اسوقت تک طلاق ہونے کا حکم نہیں دیا جا سکتا جب

---

(۱) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقامثل ان يقول لامراته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱/ ۴۲۰ ط ماجديه كوئٹه)

تک کہ زوج اس امر کا اقرار نہ کرے، کہ ان الفاظ سے اس نے طلاق کی نیت کی تھی۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی

شوہر نے کہا ”اگر میرے گھر میں سے شادی میں شریک ہوئی ہو گی، تو میں نے اس کو طلاق دی“ تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید کا اور زید کے بھانجے کا مکان ایک ہے صرف کوٹھریاں الگ الگ ہیں زید کا اور اس کے والدین وغیرہ کا شبیر سے تنازعہ تھا اب بھانجے کی شادی میں زید کی بیوی کو اور والد کو نہایت مجبور کیا گیا مجبوراً زید کی بیوی کو بھی معمولی شرکت کرنی پڑی کیونکہ اس درمیان میں زید کی لڑکی سخت درد قولنج میں مبتلا ہو گئی تھی کامل شرکت نہیں ہوئی یعنی بارات میں نہیں گئی ولیمہ کا کھانا کھایا اگرچہ کھانا بھی اپنے ہی گھر میں کھایا تھا کیونکہ تمام شادی کی عورتوں کو زید ہی کے مکان میں کھانا کھلایا گیا تھا خلاصہ یہ ہے کہ زید کی بیوی بارات و نکاح میں شریک نہیں ہوئی البتہ زید کے بھانجے کے گھر آئی اگرچہ تھوڑی ہی دیر کے واسطے بعد شادی کے مکان سے زید کے بڑے بھائی نے زید کو تحریر کیا کہ بوجہ مجبوری شریک ہونا پڑا گویا بہت اصرار کرنے کے بعد زید نے یہ مضمون سنتے ہی اپنے جسم کو توڑنا شروع کر دیا بحالت جنون و غصہ کے اس کی زبان سے یہ کلمات ادا ہوئے۔

(۱) میں نے طلاق دیدی اگر گھر میں سے شادی میں شریک ہوئی ہو گی ۔ صرف ایک بار پھر دوسرے جلسہ میں زید نے بحالت جنون ہی کے اپنے برادر خورد وغیرہ سے یہ کہا۔

(۲) بس میرے سامنے سے ہٹ جاؤ مکان کو خط بھیج دو اس کو طلاق ہو گئی اس کلمہ میں شادی کا ذکر نہیں ہے۔ (۳) پھر بحالت جنون ہی کے ایک لفافہ زید نے مکان بنام بڑے بھائی ارسال کیا جس کی نقل یہ ہے اور اصل شامل فتویٰ ہے۔

مکرم جناب بھائی قاری صاحب گزارش خدمت ہے کہ عین انتظار کے بعد آپ کا خوشی نامہ ملا کل حال سے آگاہی ہوئی بہت خوشی ہوئی۔ اگرچہ والدہ صاحبہ نے شرکت کر لی لیکن اگر میرے گھر میں سے بھی شرکت کی ہے تو میں نے اس کو طلاق دی اب بعد عدت پوری کرنے کے اس کو اختیار ہے کہ کہیں جائے اور میرے کل حقوق خانگی سامان و مکان ادائیگی مہر اس کو دے دیا جائے خواہ فروخت کر کے قیمت لے جائے یا اس ملکیت کا کچھ بھی کرے اس کو اختیار ہے جب میرا دنیا میں کوئی نہیں ہے تو میں بھی کسی کا نہیں ہوں۔ یہ ضرور ہے کہ وہ بے خطا تھی لیکن غلہ کے ہمراہ گھن بھی پس جایا کرتے ہیں میں اپنی بینائی دل سے مجبور تھا امید ہے کہ خبر آپ کو پہلے ہی مل گئی ہو گی کیونکہ میں نے معین الدین کو پرچہ کے پڑھنے کے بعد ہی جوابی کارڈ دے

---

(۱) فالكنايات لا تطلق بها قضاء الا بنية اودلالة الحال وهي حالة مذاكرة الطلاق او الغضب تتوقف الاقسام الثلاثة تاثيرا على نية للاحتمال والقول له بيمينه في عدم النية (تنوير الابصار وشرحه مع هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق' باب الكنايات ۳/۲۹٦'۲۹۷' ۳۰۰ ط سعيد كراتشي)

دیا تھا کہ تم یہ مضمون لکھ کر ابھی ڈال دو کیونکہ میری حالت اس قابل نہیں رہی تھی کہ جو میں لکھتا اور نہ اب تک ہے لیکن اس نے میرے کہنے پر شاید عمل نہ کیا ہوگا یہ مفصل اور صاف حال نہ لکھا ہوگا اس وجہ سے بمجبوری جس طرح لکھا گیا لکھ کر ارسال خدمت ہے۔ فقط رشید الدین۔

از روئے شرع شریف فرمائیں کہ زید کی بیوی مطلقہ ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو کون سی طلاق ہوئی۔ المستفتی نمبر ۲۵۰۷ جناب معین الدین صاحب (نئی دہلی) ۲۶ محرم ۱۳۵۹ھ م ۶ مارچ ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۰٤) اگر یہ تمام واقعات مذکورہ سوال صحیح ہیں تو زید سے دریافت کیا جائے کہ شادی کی شرکت سے اس کی مراد کیا تھی اگر کامل شرکت یعنی بارات و نکاح کی شرکت مراد تھی اور اس پر طلاق معلق کی تھی تو اس کی بیوی پر کوئی طلاق نہیں پڑی لیکن اگر فی الجملہ شرکت کو بھی ناپسند کرتا تھا اور اس پر طلاق معلق کی تھی تو اس کی بیوی پر دو طلاقیں پڑ گئیں (۱) مگر دونوں مل کر بھی رجعی طلاق ہوئی (۲) عدت کے اندر رجعت ہو سکتی ہے (۳) سوال میں نمبر ۲ کے الفاظ اس کو خط بھیج دو اس کو طلاق ہو گئی بیکار ہیں (۴) ان سے کوئی طلاق نہیں پڑی صرف نمبر ایک اور نمبر ۳ (۵) کے الفاظ سے دو طلاقیں ہوتی ہیں نمبر ۳ میں جو الفاظ مذکور ہیں وہ رجعی کو بائن بنانے کے لئے یقینی طور پر حجت نہیں ہیں احتیاط برتی جائے تو تجدید نکاح عدت کے اندر یا بعد عدت کر لی جائے بہر صورت طلاق مغلظہ نہیں ہے اور حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ لہ، دہلی

میں تمہاری اجازت کے بغیر دوسری شادی نہیں کروں گا
اگر کروں تو اس بیوی پر ایک دو تین طلاق واقع ہوں گی

(سوال) ایک شخص مسمی منصور علی نے اپنی زوجہ ارخول کے کابین نامہ میں لکھا کہ "میں تمہاری بلا اجازت دوسری شادی نہیں کروں گا اگر سخت ضرورت ہو تو تمہارا پورا مہر ادا کر کے اور تم سے تحریری اجازت حاصل کر کے کروں گا بلا اجازت کرنے سے اس بی بی پر ایک دو تین طلاق واقع ہوں گی" منصور علی نے ایک دوسری شادی کی ارخول نے طلاق تفویض کی بناء پر ایک طلاق نامہ رجسٹری کرایا جس میں لکھا کہ میرے شوہر نے مجھ سے اجازت لئے بغیر دوسری شادی کی ہے حکم کے پاس یہ مقدمہ پیش ہوا تو منصور علی نے تحصیل

---

(۱) پہلی زبانی اور دوسری تحریری' پہلی طلاق شدید غصہ کی حالت میں تھی' لیکن ہوش و حواس قائم تھے' لہذا وہ بھی واقع ہے۔ واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لا مراته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاویٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب الرابع في الطلاق بالشرط' الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱/۴۲۰)

(۲) صريحه مالم يستعمل الا فيه ولو بالفارسية كطلقتك وانت طالق و مطلقة ' يقع بها اى بهذه الالفاظ وما بمعنا ها من الصريح' واحدة رجعية (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق باب الصريح ۳/۲۴۹ ط سعيد كراتشی)

(۳) اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة و بعدانقضائها (الفتاویٰ الهندية كتاب الطلاق' الباب السادس في الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/۴۷۲ ط ماجديه' كوئٹه)

(۴) کیونکہ یہ پہلی طلاق کی جزء ہے نئی طلاق نہیں۔

(۵) نمبر ا میں نے طلاق دے دی' اگر گھر میں سے شادی میں شریک ہوئی ہو گی الخ' نمبر ۳ اگرچہ والدہ صاحبہ نے شرکت کر لی' لیکن اگر میرے گھر میں سے بھی شرکت کی ہے تو میں نے اس کو طلاق دی الخ

اجازت زبانی کا دعویٰ کیا اور اپنے دعوے پر دو شاہد پیش کئے نیز ارخول نے بھی کابین نامہ کی تحریر سے رجوع کیا اور اقرار کیا کہ منصور علی نے مجھ سے اجازت حاصل کر کے دوسری شادی کی ہے اس صورت میں منصور علی کی دوسری بی بی مطلقہ ہوگی یا نہیں اور کیا اس کی زبانی اجازت لے لینی کافی ہوگی ؟ ایک مولوی صاحب نے اس کے جواب میں لکھا کہ :-

ارخول کا پہلا قول غیر معتبر ہے اور منصور علی کی اس سے اجازت زبانی حاصل کرنی اس کے قول ثانی اور شہادت سے ثابت ہے منصور علی نے دوسری بی بی پر طلاق واقع ہونے کو نکاح بلا اجازت کے ساتھ معلق کیا تھا چونکہ اس نے اجازت حاصل کرنے کے بعد دوسری شادی کی لہذا اس کی دوسری بی بی پر طلاق واقع نہیں ہوئی فتاویٰ عالمگیری میں ہے (۱) فاذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً کابین نامہ مذکور میں "بلا اجازت کرنے سے الخ یہ عبارت تعلیق طلاق کی ہے اس سے اوپر والی عبارت میں محض وعدہ ہے کہ اگر دوسری شادی کرنی ہو تو قبل شادی پورا مہر ادا کرے گا اور تحریری اجازت حاصل کرے گا مگر جملہ تعلیق میں اجازت کو مطلق رکھا گیا فقہاء احناف کے نزدیک جب تک مطلق کو اطلاق پر باقی رکھنے کی گنجائش ہو اسکو مقید پر حمل نہیں کیا جاتا البتہ اگر حادثہ ایک ہونے کے ساتھ حکم بھی ایک ہو تو ناچار مقید پر حمل کیا جاتا ہے ۔ فی المنار (۲) عندنا لا يحمل المطلق على المقيد وانكانا في حادثة واحدة لا مكان العمل بهما الا ان يكون في حكم واحد وفی التوضيح (۳) حكم المطلق ان يجرى على اطلاقه كما ان المقيد على تقييده فاذا ورداای المطلق والمقيد فان اختلاف الحكم لم يحمل الحكم المطلق على المقيد ايضاً فيه اذا حمل المطلق على المقيد يلزم ابطال المطلق لانه بدل على اطلاقه والمقيد على تقييده عندالامكان. صورت مذکورہ میں وعدہ کے اندر اجازت مقید ہو تحریری کے ساتھ اور تعلیق میں مطلق ہو تو کوئی تنافی نہیں قرینہ سیاق سے بھی شبہ نہ ہونا چاہئیے کیونکہ عبارت ما سبق میں ادائے مہر کا بھی ذکر ہے مگر ظاہر ہے کہ اس کے ساتھ طلاق معلق نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جملہ تعلیق ماسبق سے مستقل ہے لہذا منصور علی کی زبانی اجازت لے لینی کافی ہوگی جو کہ مطلق اجازت کا ایک فرد ہے ۔

دوسرے ایک مولوی صاحب نے اس کا جواب لکھا جس کا ماحصل یہ ہے کہ منصور علی تحریری اجازت حاصل نہ کرنے کی وجہ سے حانث ہو گیا اس لئے کہ قولہ بلا اجازت کرنے سے الخ قوله تغدى معى فقال ان تغديت فكذا (۴) کا مشابہ ہے جیسا سوال میں تغدی مقید ہے اور جواب میں مطلق ہے تاہم مقید پر محمول

---

(۱) الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱/ ۴۲۰ ط ماجدیه، کوئٹه)
(۲) نور الانوار شرح المنار، بحث الوجوه الفاسدة ص ۱۵۹ ط سعید کراتشی
(۳) التوضيح والتلويح، فصل حكم المطلق ۱/ ۱۶۹ ط میر محمد کراتشی
(۴) الدرالمختار مع هامش ردالمحتار، كتاب الايمان، باب اليمين في الدخول والخروج والسكنى والاتيان والركوب وغير ذلك ۳/ ۷۶۲ ط سعيد كراتشي)

ہے اسی طرح حادثہ مذکورہ میں اجازت مطلقہ کو تحریری اجازت پر محمول کیا جائے گا مجیب ثانی نے توضیح کی ان عبارتوں سے استدلال کیا۔ اللفظ الذی وردبعد سوال او حادثة امااں لا یکون مستقلاً (۱) الخ ص ۱۰۱

جناب والا کے نزدیک مسئلہ کا جوجواب صحیح ہو تحریر فرمائیں دلائل کی بھی تصریح فرمادیں مذکورہ بالا دونوں جواب کی تصریح سوال میں کردینا اس لئے مناسب معلوم ہوا تاکہ حضرت والا مخالف کے جواب کی وجہ تغلیط ظاہر فرمادیں۔ المستفتی نمبر ۲۶۵۹ مولوی عبدالجلیل صاحب فاضل دیوبند (ڈھاکہ بنگال) ۲ صفر ۱۳۶۰ھ م یکم مارچ ۱۹۴۱ء

(جواب ۳۰۵) مجیب اول کا جواب صحیح ہے پہلی جگہ کابین نامہ میں لفظ بلا اجازت مطلق ہے دوسری جگہ مقید تیسری جگہ مطلق پہلے دونوں مقام وعدہ کے منفی اور مثبت پہلو ہیں تیسرا مقام تعلیق کا ہے اسے اگر مطلق رکھا جائے تو پہلے مقام کے ساتھ اس کی مطابقت ظاہر ہے اس کرنے کو پہلے مقام کے نہ کرنے کے مقابلے ہی پر رکھنا اوفق ہے۔ یعنی وعدہ یہ تھا بلا اجازت دوسری شادی نہ کروں گا اور تعلیق یہ ہے کہ بلا اجازت کرنے سے الخ درمیانی عبارت وعدہ کے متعلق اثباتی پہلو کو بتاتی ہے جس میں تبرعاً اجازت کو تحریری اجازت تک بڑھادیا گیا ہے لہذا تعلیق پر اس کا اثر نہ ہونا چاہئیے اسی طرح اس اثباتی جملہ میں ادائے مہر کا بھی ذکر ہے مگر تعلیق میں نہیں ہے اس لئے اس کا تعلیق پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نکاح کی طرف اضافت کر کے تعلیق کی' تو شرط پائے جانے سے طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں ؟

(سوال) ایک غیر شادی شدہ حنفی شخص نے جو مذاہب اربعہ کو حق مانتا ہے یہ کہا کہ اگر وہ یہ کام کرے تو اگر نکاح کرے تو اس کی بیوی پر تین طلاق ایسی صورت میں اگر وہ شخص امام شافعیؒ کے مذہب پر عمل کرلے تو کیا شرعاً اس کو اجازت ہے اگر نہیں ہے تو امام اعظمؒ کے مذہب کی بنا پر نکاح کی صورت کیا ہے نیز اگر بجائے لفظ اگر کے وہ لفظ یہ کہے کہ جب کبھی وہ نکاح کرے یعنی لفظ (کلما) تو اس کی بیوی پر تین طلاق تو کیا ایسی مجبوری کی صورت میں امام شافعیؒ کے مذہب پر عمل کر سکتا ہے اگر کر سکتا ہے تو کیا فتوی مفتی شرط ہے اگر وہ شخص خود بھی عالم ہو تو کیا اپنے رائے کے مطابق امام شافعیؒ کے قول پر عمل کر سکتا ہے اگر کسی نے مجبوری کے ماتحت کرلیا تو گناہ ہوگا یا نہیں اگر ہوگا تو کس قسم کا گناہ ؟ المستفتی نمبر ۲۶۷۹ محمد صالح و عبدالرحمن جامع مسجد امروہہ (مراد آباد) ۲ رجب ۱۳۶۰ھ م ۲۸ جولائی ۱۹۴۱ء

(جواب ۳۰۶) "اگر" اور "جب کبھی" دونوں صورتوں میں یمین کے بعد نکاح کرنے سے منکوحہ پر تین

---

(۱) التوضیح والتلویح' مسئلة ۱۶۷/۱ ط میر محمد کراتشی

طلاقیں پڑجائیں گی اور یمین منحل ہو جائے گی (۱) دوسرے نکاح میں طلاقیں نہیں پڑیں گی (۲) کلما کا مطلب یا تو تکرار لفظ "جب" سے پیدا ہوگا مثلاً یوں کہے "جب میں نکاح کروں" یا لفظ بھی لانے سے مثلاً یوں کہے "جب بھی نکاح کروں" (۳) اور ان دونوں صورتوں میں مخلصی کی صورت یہ ہے کہ خود نکاح نہ کرے بلکہ کوئی فضولی اس کے امر اور اجازت کے بغیر اس کا نکاح کردے اور یہ اجازت بالقول نہ دے بلکہ اجازت بالفعل دے مثلاً مہر ادا کردے یا منکوحہ سے وطی کرلے تو طلاق نہیں پڑے گی۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ 'دہلی

شوہر نے بیوی سے کہا "اگر ایک ہفتہ کے اندر نہ آؤ گی تو طلاق ہو جاوے گی 'تم کو طلاق ہے 'تم کو طلاق ہے 'رجعی 'کیا حکم ہے؟

(سوال) مسمی سعید احمد نے ایک تحریر اپنی بی بی صغریٰ کو دی جو بعینہ درج ذیل ہے :-

"اپنی بی بی صغریٰ کا کہا کرتا ہوں میں۔ اگر ایک ہفتے کے اندر نہ آؤ گی میکے میں سے تو طلاق ہو جاوے گی تم کو طلاق ہے تم کو طلاق ہے رجعی"

بیان حلفی سعید احمد کا۔ "بیان کیا کہ طلاق نامہ لکھے ہوئے قریب ایک ماہ کے ہوا لکھنے کے بعد میں نے رکھ دیا پھر اس نے لے لیا یعنی صغریٰ نے اور اس نے کہا تھا کہ طلاق نامہ لکھ دو اور اس میں یہ شرط لکھ دو کہ اگر ایک ہفتہ کے اندر نہ آؤ گی تو طلاق ہو جائے گی اگر نہ لکھو گے تو ہمبستری نہ کرنے دوں گی طلاق نامہ لکھنے کے بعد دو مرتبہ یہاں میکے آئی ہے اس مرتبہ کو لے کر پہلی مرتبہ طلاق نامہ لکھنے کے بعد جو آئی تھی سات آٹھ دن کے بعد آئی تھی اور صرف چار روز رہ کر میکے میں پھر میرے گھر گئی اس کے بعد ہمارے یہاں دس روز رہ کر جب دوبارہ میکے میں آئی پھر نہیں گئی"

بیان حلفی صغریٰ کا۔ "طلاق نامہ جو ملا ہے مجھ کو پندرہ سولہ روز ہوا ہوگا جب میں یہاں میکے سے گئی اس کے دو تین روز بعد ملا ہے جب یہ طلاق نامہ ملا ہے اس کے دس پندرہ روز قبل کا لکھا ہوا ہے۔

---

(۱) اذا اضاف الطلاق الی النکاح وقع عقیب النکاح نحو ان یقول لا مراتہ ان تزوجتک فانت طالق او کل امراۃ اتزوجھا فھی طالق (الفتاویٰ الھندیۃ' کتاب الطلاق' الباب الرابع فی الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمۃ ان واذا وغیر ھما ۱/ ۴۲۰ ط ماجدیۃ' کوئٹہ)

(۲) و فیھا کلھا تنحل ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذاوجد الشرط مرۃ' (الدر المختار مع ھامش ردالمحتار' کتاب الطلاق' باب التعلیق ۳/ ۳۵۲ ط سعید کراتشی)

(۳) الا فی کلما فانہ ینحل بعد الثلاث لا قتضا ئھا عموم الافعال کاقتضاء کل عموم الاسماء فلا یقع ان نکحھا بعد زوج آخر الا اذا دخلت کلما علی التزوج نحو کلما تزوجت فانت کذا(الدر المختار' مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب التعلیق ۳/ ۳۵۲ ط سعید کراتشی)

(٤) حلف لا یتزوج فزوجہ فضولی فاجازبالقول حنث و بالفعل و منہ الکتابۃ خلافا لابن سماعۃ لا یحنث بہ یفتی خانیۃ (درمختار) وقال فی الرد (قولہ بالفعل) کبعث المھر او بعضہ بشرط ان یصل الیھا ......وکتقبیلھا بشھوۃ و جماعھا لکن یکرہ تحریما لقرب نفوذ العقد من المحرم بحر (ھامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الایمان ' باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک مطلب حلف لا یتزوج فزوجہ فضولی ۳/ ۸٤٦ ط سعید کراتشی)

یہ خیال ہے کہ مرہی(۱)بند ہوئی تھی اس وقت کا لکھا ہوا ہے مرہی بند ہونے کے بعد جب میکے آئی اور چار روز رہ کر وہاں یعنی سسرال گئی اور وہاں دس روز رہی پھر اس کے بعد جب دوبارہ میکے آئی ہوں آج بارہ روز ہوئے طلاق نامے کا سبب مجھ کو معلوم نہیں طلاق نامہ لکھنے کو میں نے اس بات پر کہا تھا کہ جب انہوں نے کہا کہ میکے میں ملی ہو اس پر میں نے کہا کہ اگر ایسا سمجھتے ہو تو طلاق نامہ لکھ دو یہ ہیں بیانات زوجین کے۔

اب سوال یہ ہے کہ طلاق نامہ لکھنے اور اس سے مطلع ہونے کے بعد میکے گئی اور صرف چار روز رہ کر شوہر کے یہاں واپس آگئی اب اس کے بعد دس روز رہ کر دوبارہ میکے گئی اور ایک ہفتہ سے زیادہ رہ گئی اس صورت میں طلاق واقع ہو گی یا نہیں ؟ اگر واقع ہو گی تو کیسی ؟ ایک طلاق رجعی یا تین طلاق مغلظ ؟ اور پہلی بار جب کہ ایک ہفتہ کے اندر واپس آگئی تو شرط ختم ہو گئی یا باقی رہی ؟ یا دوبارہ میکے جا کر ایک ہفتہ سے زیادہ رہنے پر شرط پائی جائے گی اور طلاق واقع ہو گی۔ شرط کا وجود کب سے شروع ہو گا ؟

(جواب)(از حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی) جب ہفتہ کے اندر ایک بار واپس آگئی تو تعلیق ختم ہو گئی اور ہر بار جانے کے بعد کی واپسی مراد نہیں ہو سکتی کیونکہ لفظ "اگر" عموم کے لئے نہیں۔ اشرف علی عفی عنہ

(جواب)(از مولانا مفتی ریاض الدین صاحب دار العلوم دیوبند) جب ایک ہفتہ سے کم میں واپس آگئی کسی قسم کی طلاق نہیں پڑی کیونکہ شوہر نے دو طلاق کو ایک ہفتہ نہ آنے پر معلق کیا ہے شرط نہیں پائی گئی طلاق نہیں پڑی وتنحل الیمین بعد وجود الشرط (درمختار) (۲)صورت مذکورہ میں وجود شرط نہیں ہوا اگر شرط کا وجود ہوتا تو طلاق پڑتی شرط کا وجود نہیں ہوا' طلاق بھی نہیں پڑی صورت مذکور میں چونکہ شرط نہیں پائی گئی طلاق کسی قسم کی نہیں پڑی۔ ریاض الدین عفی عنہ مفتی دیوبند۔

(جواب) (از مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری) قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ قضیہ وقتیہ ہے مستمرہ نہیں۔ پس پہلی دفعہ آجانے کے بعد اس شرط کا اثر نہیں رہتا دو طلاق واقع نہ ہو گی کیونکہ یہ شرط کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔ واللہ اعلم (ابو الوفا ثناء اللہ عفی عنہ امرتسری)

(جواب)(از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی دار المصنفین اعظم گڑھ) جب پہلی دفعہ چار روز کے بعد واپس آگئی شرط ختم ہو گئی دو طلاق جو بعد میں ہے وہ الگ نہیں ہے بلکہ اس پہلی شرط کا بیان ہے اس لئے کسی قسم کی کوئی طلاق نہیں پڑی۔ سید سلیمان ندوی

(جواب) (از مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مدرس اول مدرسہ مفتاح العلوم مئو) صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہو گئی لفظ "اگر" عربی کے لفظ اِنْ کا ترجمہ ہے اور اِنْ تراخی کے لئے ہوتا ہے (اشباہ)(۳)بشرطیکہ فور کا

---

(۱) مرہی ہونے کے دن سے بیانات قلم بند ہونے تک ایک ماہ ہوتا ہے۔

(۲) الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب التعليق ۳/ ۳۵۵ ط سعيد كراتشى

(۳) ان على التراخي الا بقرينة الفور (الاشباه والنظائر' كتاب الطلاق ۲/ ۱۳۲ ط مكتبه ادارة القرآن و العلوم الاسلامية كراتشى)

کوئی قرینہ نہ ہو (شامی) (۱) اور صورت مسئولہ میں فور کا کوئی قرینہ نہیں ہے بلکہ بیانات میں تراخی کا قرینہ موجود ہے مثلاً صغریٰ کا طلاق نامہ لکھنے کے سات آٹھ دن بعد میکے جانا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی دن یا اسی وقت وہ میکے نہیں جا رہی تھی اور جب فور کا قرینہ موجود نہیں ہوتا تو جس وقت بھی شرط کا تحقق ہوتا ہے طلاق واقع ہو جاتی ہے شامی و عالمگیری دونوں میں یہ جزئیہ مذکور ہے۔ **ان بعثت اليك فلم تاتني فعبدی حر فبعث اليه فاتاه ثم بعث اليه ثانيا فلم ياته حنث ولا يبطل اليمين بالبر حتى يحنث مرة فيبطل اليمين (عالمگیری** (۲) **ص ۷۱ ج ۳ شامی ص ۸۷ ج ۳)** (۳) اور طلاق بھی مغلظ واقع ہوگی اس لئے کہ بظاہر سعید احمد نے تینوں طلاقیں اسی شرط پر معلق کی تھیں پس وجود شرط کے بعد تینوں واقع ہوں گی اور اگر پچھلی دونوں منجز ہیں جیسا کہ ظاہر صیغہ سے مستفاد ہوتا ہے تو دو اسی وقت واقع ہوں گی اور تیسری وجود شرط کے بعد۔

(جواب الجواب) (از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی) مجھے اس تحقیق سے اتفاق نہیں شرطیت نہ ہونے کی صورت میں بھی طلاق واحد رجعی سے معاملہ آگے نہیں بڑھ سکتا جو صاحب اس کے خلاف پر اصرار کرتے ہیں مجھے ان سے شدید اختلاف ہے اشباہ و شامی کے حوالے بے سود ہیں اردو زبان ہر شخص جانتا اور سمجھتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔ سید سلیمان ندوی

(جواب الجواب) (از مفتی ریاض الدین صاحب دار العلوم دیوبند) مولوی صاحب کا افتا اور مسئلہ جزئیہ پر قیاس کرنا کسی طرح درست نہیں کیونکہ اول تو اِنْ تاخیر کے لئے آتا ہے غلط ہے **كمافي الهداية** (۴) **والفاظ الشرط ان واذا واذا ما وغيرها . ثم كلمته ان حرف الشرط لانه ليس فيها معنى الوقت وما ورائها ملحق بها. ففي هذه الا لفاظ اذا وجد الشرط انحلت وانتهت اليمين لانها غير مقتضية للعموم والتكرار لغة فبو جود الفعل مرة يتم الشرط ولا بقاء لليمين بدونه** خواہ ''ان'' حرف شرط ہو یا دوسرا کوئی حرف شرط ہو شرط افعال ہوتے ہیں جس فعل پر معلق کیا ہے وہ شرط ہے جب اس فعل کا وجود متحقق ہوگا جزا مرتب ہوگی خواہ کبھی احدہما کی موت سے پہلے جب تک زوجیت قائم ہے شرط کا تحقق ہو جزا مرتب ہوگی جب زوج نے ایک ہفتہ کی قید لگا دی اور ہفتہ سے پہلے واپس آگئی شرط متحقق نہ ہوئی یمین ختم ہوگئی طلاق نہیں پڑی ہاں اگر ایسے فعل پر معلق کرتا کہ مقید بالزمان نہ ہوتا تو جب اس فعل کا تحقق ہوتا طلاق پڑ جاتی اور یہاں مقید بالزمان ہے اور جو ہفتہ طلاق کے بعد آئے گا وہی شمار ہوگا اس ہفتہ کے گزرنے سے پہلے اگر

---

(۱) وفي طلاق الاشباه ان للتراخي الا بقرينة الفور (درمختار) وقال في الرد : و معنى كون ان للتراخي انها تكون للتراخي وغيره عند عدم قرينة الفور (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الايمان' باب اليمين في الدخول والخروج والسكنى والا تيان والركوب وغير ذلك ۳/۷٦۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) الفتاوى الهندية' كتاب الايمان' الباب السابع في اليمين في الطلاق والعتاق ۲/۱۱۲ ط مكتبه ماجديه' كوئته

(۳) هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الايمان' باب اليمين في الدخول والخروج والسكنى والا تيان والركوب وغير ذلك ۳/۷٦۳ ط سعيد كراتشي)

(٤) الهداية' كتاب الطلاق' باب الايمان في الطلاق ۲/۳۸۵ ط مكتبه شركة علميه ملتان

آگئی طلاق نہ ہوئی مثال مذکور سے استدلال کرنا درست نہیں مثال مذکور میں جزادو شرطوں پر موقوف ہے ایک ارسال دوم عدم اتیان۔ دونوں کے تحقق کے بعد غلام آزاد ہوگا اسی واسطے اگر بھیجا اور آگیا شرط نہ پائی گئی غلام آزاد نہ ہوا۔ لہذا دوسری بار اگر بھیجا اور نہ آیا اب شرط کا وجود ہوا جزا مرتب ہوگی اور غلام آزاد ہوگا۔ نہ اس وجہ سے کہ ان میں تاخیر ہے یا تکرار کا مقتضی ہے اور یہاں فور سے کچھ واسطہ نہیں بلکہ طلاق کو ایک زمانہ معینہ پر معلق کیا ہے جب زمانہ معینہ کا وجود بلا شرط پایا گیا اس وقت طلاق ہوگی اور اس سے پہلے اگر وجود شرط ہو گیا طلاق نہ ہوگی اور وہ مطلق اسبوع نہیں بلکہ جو طلاق کے بعد ہفتہ آئے گا وہی معتبر ہے چنانچہ اگر زوج نے یوں کہا انت طالق غداً او فی غدٍ یقع عند طلوع الصبح۔ باوجود یکہ غد کا لفظ نکرہ ہے غد معین نہیں کہ کل ہی معین غد ہے اگر یہی عموم ہے تو چاہئیے کہ غد سے کوئی غد موت تک لے سکے۔ یا غد بمعنی قیامت بھی آیا ہے وہ لے لے۔ ولا یقول به جاهل فضلا ان یقول به عالم۔ الغرض جب ایک ہفتہ کے اندر واپسی پر طلاق کو معلق کیا ہے اگر ایک ہفتہ میں واپس آگئی وہ یمین ختم ہوگئی اور اس کا حکم باقی نہیں رہا اور طلاق نہیں ہوئی۔ کما حررته اولا وافتی به العلماء الکبار۔ ریاض الدین عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند۔

حضرت مفتی صاحب۔ یہ تمام جوابات موافق و مخالف اور اصل طلاق نامہ ارسال خدمت کر رہا ہوں ملاحظہ فرما کر اپنی رائے عالی سے مطلع فرمائیں۔

(الجواب ۳۰۷) والله الهادی الی الحق والصواب (از حضرت مفتی اعظمؒ) سعید احمد نے جو تحریر لکھی ہے اس میں اپنی بی بی کو خطاب کیا ہے اس لئے اس تحریر کا عمل لکھنے کے وقت سے شروع نہیں ہوگا بلکہ عورت کو اس کا علم ہونے کے بعد سے شروع ہوگا اس تحریر میں ایک طلاق رجعی معلق کی گئی ہے ایک سے زیادہ نہ طلاق معلق ہے نہ منجز اگرچہ عبارت میں لفظ طلاق تین مرتبہ آگیا ہے لیکن عبارت ایک ہی سیاق میں منتظم ہے اور اس کا مفاد ایک رجعی طلاق کی تعلیق سے زیادہ نہیں ہے سعید احمد کی اس عبارت اور اس کے بیان کی دوسری عبارت منقولہ فی السوال سے بوضاحت اس کا طرز کلام اور محاورہ ظاہر ہوتا ہے اس کے لحاظ سے عبارت تعلیق کا تجزیہ اس طرح ہوتا ہے۔

(۱) اگر ایک ہفتہ کے اندر نہ آؤ گی میکے میں سے تو طلاق ہو جائے گی تم کو۔

(۲)........................ طلاق ہے تم کو۔

(۳)........................ طلاق ہے رجعی۔

پہلے فقرے میں پوری تعلیق شرط و جزا کے ساتھ موجود ہے مگر چونکہ جزا کے الفاظ بوجہ صیغہ مستقبل ہونے کے انشائے طلاق کے معنی ظاہر کرنے میں مشتبہ تھے اس لئے اس کو صاف کرنے کے لئے اس نے اسی کی توضیح اور تعیین ارادہ انشا کے لئے دوسرا فقرہ استعمال کیا جس کا مطلب اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ دوسرا فقرہ کہہ دینے کے بعد اب عبارت یہ ہوگئی۔ اگر ایک ہفتہ کے اندر نہ آؤ گی میکے میں سے تو طلاق ہے تم کو۔ اس کے بعد اس نے اسی طلاق معلق کی نوعیت متعین کرنے کے لئے تیسرا فقرہ استعمال کیا کہ "طلاق ہے رجعی"

تواب تینوں فقروں کے ملنے سے یہ عبارت حاصل ہوئی :-

"اگر ایک ہفتہ کے اندر نہ آوگی میکے میں سے تو طلاق ہے تم کو طلاق رجعی"

اور اس عبارت کا مفاد صرف ایک رجعی طلاق کی تعلیق ہے فقرہ نمبر ۲ و ۳ کو نمبر ایک سے علیحدہ کرنا اور تنجیز قرار دینا اس وقت تک صحیح نہیں جب تک سعید احمد خود اس کا اقرار نہ کرے کہ میں نے یہ دونوں فقرے پہلی معلق طلاق سے جداگانہ دو نئی طلاقیں فوراً دینے کے ارادے سے لکھے تھے۔

اس کے بعد یہ امر غور طلب ہے کہ تعلیق میں جو شرط مذکور ہے اس کا مفاد کیا ہے آیا ہفتہ سے کوئی معین ہفتہ مراد ہے یا مطلقاً ہر وہ ہفتہ جس میں عورت اپنے میکے جائے اور وہ جانے کے دن سے شمار کیا جائے یا تعلیق کا علم عورت کو ہونے کے وقت سے ؟ یہ ظاہر ہے کہ معین ہفتہ مراد ہونے کی کوئی دلیل عبارت مذکورہ میں نہیں ہے ہاں کسی قرینہ حالیہ سے تعین ممکن ہے اور یہ صرف دو صورتوں میں منحصر ہے اول یہ کہ عورت اپنے میکے میں موجود ہوتی اور خاوند وہاں خود جاکر اس کو خطاب کر کے زبانی کہتا کہ "اگر ایک ہفتہ کے اندر نہ آوگی میکے میں سے تو......" یا اسی مضمون کی تحریر اس کو میکے میں ہونے کی حالت میں بھیج دیتا تو عورت کا میکے میں ہونا اور اس کی جلدی واپسی کے ارادے سے ہفتہ یا زیادہ قیام کرنے پر طلاق کو معلق کرنا اس کا قرینہ ہو سکتا ہے کہ ہفتہ سے یہی خاص ہفتہ مراد لے لیا جائے جو اس کے مخاطب کرنے یا تحریر بھیجنے کے وقت موجود ہے اور اس صورت میں اس ہفتہ کی ابتدا وقت خطاب یا علم بالتعلیق کے وقت سے ہوگی اور اگر وہ اس ہفتہ کے اندر واپس آگئی تو طلاق نہ ہوگی اور تعلیق بھی باطل ہو جائے گی دوسری صورت یہ ہے کہ عورت خاوند کے گھر میں ہو مگر میکے جارہی ہو یا میکے جانے کا خاوند سے تذکرہ ہو رہا ہو وہ ہفتہ کے اندر واپس آنے کا مطالبہ کر رہا ہو اور عورت زیادہ قیام کرنا چاہتی ہو اور یہ سب گفتگو اسی مرتبہ جانے آنے کے متعلق ہو اور خاوند اس کو تعلیق مذکور کے الفاظ کہہ دے یا لکھ کر دیدے تو یہاں اس امر کا قرینہ موجود ہے کہ ہفتہ ... مراد یہی ہفتہ ہو جو اس تعلیق کے بعد ہوگا مگر اس صورت میں اس کی ابتدا اس وقت سے ہوگی جس وقت وہ میکے کو جائے گی اور اگر جانے سے ایک ہفتہ کے اندر واپس آگئی تو طلاق نہ پڑے گی اور تعلیق باطل ہو جائے گی تعلیق کے ساتھ مخاطب کرنے یا لکھ کر دینے کے بعد خواہ کتنے ہی دن خاوند کے یہاں رہے تعلیق پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا اور جب میکے جائے گی اس وقت سے ہفتہ تعلیق کی ابتدا ہوگی۔(۱)

مذکورہ بالا دونوں صورتیں نہ ہوں تو پھر معین مراد لینا صحیح نہ ہوگا اور تعلیق مذکور کا مطلب یہ لینا پڑے گا کہ عورت جب بھی میکے میں جائے' جانے سے ایک ہفتہ کے اندر واپس آنا لازم ہوگا تاکہ طلاق نہ پڑے اور جب کبھی جاکر ایک ہفتہ کے اندر واپس نہ آئے گی تو طلاق پڑ جائے گی ہاں ایک مرتبہ طلاق

---

(۱) اس لئے کہ یہ تعلیق غیر متعین کی صورت ہے آخر عمر تک انتظار کیا جائے گا کہ عورت میکے گئی اور ایک ہفتہ کے اندر واپس نہیں آئی تو عورت پر طلاق پڑ جائے گی' کما فی الرد : بخلاف ماإذا كان شرط الحنث امرا عدميا مثل ان لم اكلم زيدا وان لم ادخل فانهالا تبطل بفوت المحل بل يتحقق به الحنث للياس من شرط البروهذا اذالم يكن شرط البرمستحيلا (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب التعليق' مطلب في مسئلة الكوز ۳/۳٤۹ ط سعيد كراتشى)

پڑ جانے کے بعد یمین منحل یعنی ختم ہو جائے گی۔(۱)
پس واقعہ سوال میں اگر معین ہفتہ مراد لینے کی مذکورہ بالا صورتوں میں سے قرائن حالیہ کے ذریعہ سے کوئی صورت معین ہو جائے اور اس معین ہفتہ میں عورت چار دن میکے میں رہ کر واپس آگئی تھی تو طلاق نہیں پڑی اور یمین باطل ہو جانے کی وجہ سے دوسری مرتبہ زیادہ رہنے سے بھی طلاق نہیں پڑے گی۔(۲)
اور اگر تعیین ہفتہ کی کوئی صورت نہ ہو تو مطلقاً ہر وہ ہفتہ مراد ہو گا جس میں عورت میکے میں جائے پہلی مرتبہ جاکر چونکہ ہفتہ کے اندر واپس آگئی تو شرط طلاق نہیں پائی گئی اس لئے طلاق نہیں پڑی لیکن یمین منحل نہیں ہوئی بلکہ بحالہ قائم ہے جب دوسری بار گئی اور ہفتہ کے اندر واپس نہ آئی تو اب شرط طلاق متحقق ہوئی اور طلاق رجعی معلق واقع ہو گئی۔(۳)
اگر ہفتہ معینہ مراد نہ لیا جاسکے (جس کے لئے مذکورہ بالا قرائن حالیہ کی ضرورت ہے) تو ایک مرتبہ میکے جاکر ہفتہ کے اندر واپس آجانے سے یمین منحل نہیں ہو سکتی کیونکہ یمین کا انحلال وجود شرط کے بعد ہوتا ہے اور صورت مذکورہ میں وجود شرط (ہفتہ کے اندر واپس نہ ہونا) نہیں ہوا پس انحلال یمین کی کوئی وجہ نہیں ہاں ایک مرتبہ وجود شرط ہو کر طلاق پڑ جانے کے بعد یمین منحل ہو جائے گی کیونکہ حرف شرط یعنی لفظ "اگر" عموم و تکرار کو مقتضی نہیں پہلی مرتبہ ہفتہ کے اندر واپس آجانے میں چونکہ شرط کا تحقق ہی نہیں ہوا تھا اس لئے دوسری مرتبہ میں تحقق شرط کی بنا پر طلاق پڑے گی نہ اس بنا پر کہ (لفظ ان یا اگر) حرف شرط کو مقتضی تکرار قرار دیا گیا۔ وھذا ظاھر جداً۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ، اسپشل جیل گجرات

شوہر نے بیوی کے عزیز سے کہا کہ آپ ہمارے ذاتی معاملات میں بالکل دخل مت دیجئے اس پر آپ نہیں مانتے تو ہم اپنی عورت کو طلاق دیتے ہیں کیا حکم ہے؟

(سوال) زید ہندوستان کا رہنے والا رنگون میں ملازم ہے وطن میں بیوی بچے ہیں جن کے نان نفقہ کا فرض ادا نہیں کرتا تقریباً چھ مہینے گزرے کہ اس نے اپنی دوسری شادی کے لئے کوشش کی اور مشہور یہ کیا کہ وطن میں میرے گھر میں بچہ پیدا ہوا تھا وہ بچہ اور میری بیوی دونوں انتقال کر گئے رنگون میں ہی جب اس کی اطلاع زید کے خاص عزیز خالد کو ہوئی تو اس نے اس غرض سے دوڑ دھوپ شروع کر دی کہ زید کا نکاح نہ ہونے پائے چونکہ یہ کوشش اور دوڑ دھوپ زید کے جذبات کے خلاف تھی اس نے ایک تحریر بنام خالد بھیجی جس کا مضمون یہ ہے "آپ ہمارے ذاتی معاملات میں بالکل دخل مت دیجئے ہم نے جو کچھ کیا ہے سوچ سمجھ کر حتمی

---

(۱) وفیها کلها تنحل ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرۃ (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق باب التعلیق ۳/ ۳۵۲ ط سعید کراتشی)
(۲) ایضاً سابقہ حوالہ
(۳) واذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا مثل ان یقول لامراته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق الباب الرابع فی الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا وغیرهما ۱/ ۴۲۰ ط ماجدیه' کوئٹه)

فیصلہ کیا ہے، ہماری موت حیات کا سوال ہے اس پر آپ نہیں مانتے تو ہم اپنی عورت کو طلاق دیتے ہیں ہم کو اپنے والد کی جائیداد یا کوئی چیز نہیں چاہئیے ہم کو اپنے وطن سے کوئی تعلق نہیں" الخ اس تحریر کے پہنچنے کے بعد بھی خالد نے مجوزہ نکاح میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے اپنی کوشش کا سلسلہ جاری رکھا لیکن کامیابی نہ ہوئی اور زید کا نکاح ہو گیا پس سوال یہ ہے کہ آیا صورت مسئولہ میں شرعاً زید کی وطنی بیوی پر طلاق واقع ہو گئی یا نہیں ؟

المستفتی محمد یعقوب شاہجہانپوری ۲۱ نومبر ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۰۸) اگر خالد نے اس کے بعد بھی مخالفانہ کارروائی اور زید کے نکاح میں دخل اندازی جاری رکھی تو زید کی بیوی پر طلاق پڑ گئی (۱) لیکن یہ طلاق ایک رجعی طلاق ہے (۲) عدت کے اندر رجعت اور عدت کے بعد تجدید نکاح ہو سکتا ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

دنیا کے پردہ پر جتنی عورتیں ہیں' ان سے میرا نکاح ہو تو ان سبھوں پر طلاق طلاق طلاق ' تو کیا حکم ہے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۶ء)

(سوال) ایک شخص حنفی المذہب عاقل وبالغ جس کا نکاح ابھی تک کسی عورت سے نہیں ہوا ہے اس نے کہا کہ پردۂ دنیا پر جتنی عورتیں ہیں ان سے میرا نکاح ہو تو ان سبھوں پر طلاق ' طلاق ' طلاق اب اس کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ دیگر اماموں کے مذاہب میں کوئی گنجائش ہے یا نہیں ؟

(جواب ۳۰۹) حنفیہ کے نزدیک یہ تعلیق صحیح ہو جاتی ہے اور جس عورت سے اس کے بعد اس شخص کا نکاح ہو گا اس پر طلاق ہو جائے گی (۴) ہاں سخت مجبوری اور اضطرار کی حالت میں یہ جائز ہو جاتا ہے کہ صاحب واقعہ حضرت امام شافعیؒ کے مذہب سے استفادہ کرے (۵) اور اس کی صورت یہ ہے کہ کسی عورت سے نکاح

---

(۱) واذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا مثل ان یقول لا مراته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الرابع فی الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا وغیر هما ۱/۴۲۰ ط مکتبه ماجدیه' کوئٹه)

(۲) صریحه مالم یستعمل الا فیه.... کطلقتك وانت طالق......یقع بها ای بهذه الالفاظ ومابمعنا ها من الصریح......واحدة رجعیة(الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الصریح ۳/۲۴۷ ط سعید کراتشی)

(۳) واذا طلق الرجل امراته تطلیقة رجعیة ' فله ان یراجعها فی عدتها (الهدایة' کتاب الطلاق' باب الرجعة ۲/۴۷۲ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان)

(۴) واذا اضاف الطلاق الی النکاح وقع عقیب النکاح مثل ان یقول لا مراة ان تزوجتك فانت طالق او کل امراة اتزوجها فهی طالق (الهدایة' کتاب الطلاق' باب الایمان فی الطلاق ۲/۳۸۵ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان)

(۵) فی المجتبی عن محمد فی المضافة لا یقع و به افتی ائمة خوارزم انتهی وهو قول الشافعی و للحنفی تقلیده بفسخ قاض بل محکم بل افتاء عدل (درمختار) وقال فی الرد : وفی البحر عن البزازیة' و عن اصحابنا ما هو اوسع من ذلك وهو انه لو استفتی فقیها عدلافا فتاه ببطلان الیمین حل له العمل بفتواه و امساکها (هامش ردالمحتار مع الدرالمختار' کتاب الطلاق ' باب التعلیق ۳/۳۴۶'۳۴۷ ط سعید کراتشی) وقال فی الرد ایضا هذا وقد صرح ابن مجدان فی تاسیس النظائر وغیره انه اذا لم یوجد نص فی حکم من کتب اصحابنا یرفع الی مذهب مالك (هامش ردالمحتار' کتاب النکاح' باب القسم ۳/۲۰۳ ط سعید کراتشی)

کرے اور قبل وطی و خلوت وہ عورت طلاق پڑ جانے کا دعویٰ کردے اور زوجین کسی شافعی عالم کو اپنا حکم (ثالث) مقرر کر کے اس کے فیصلہ پر راضی ہو جائیں وہ ثالث اپنے مذہب کے موافق فیصلہ کردے کہ یہ تعلیق غیر معتبر ہے اور عورت مطلقہ نہیں ہوئی اور زوجین اس حکم کے موافق عمل کرلیں۔(۱) واللہ اعلم ۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سوال متعلقہ سوال سابق

(الجمعیۃ مورخہ ۲ فروری ۱۹۲۶ء)

(سوال) اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۶ء میں ایک مسئلہ نظر سے گزرا جس کا سوال یہ ہے کہ ایک شخص حنفی المذہب عاقل بالغ نے کہا کہ پردہ دنیا پر جتنی عورتیں ہیں ان سے میرا نکاح ہو تو ان سبھوں پر طلاق' طلاق' طلاق۔ جناب میں نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ "مذہب حنفیہ میں یہ تعلیق صحیح ہو جاتی ہے" اس میں دریافت طلب یہ امر ہے کہ آئندہ جو عورتیں پیدا ہونے والی ہیں ان سے بھی اس کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(جواب ۳۱۰) ہاں اگر تعلیق ان لفظوں میں ہو کہ "دنیا کے پردہ پر جس قدر عورتیں موجود ہیں ان سے میرا نکاح ہو تو ان پر طلاق طلاق طلاق تو اس تعلیق کے بعد کی پیدا شدہ عورتیں اس تعلیق میں داخل نہ ہوں گی اور ان سے نکاح ہو سکے گا۔(۲) محمد کفایت اللہ غفر لہ'

شوہر نے کہا" اس خط کو دیکھتے ہی اگر تم نے ان دونوں باتوں میں سے ایک بات بھی قبول نہ کی تو تم کو ہماری طرف سے ایک طلاق ہے' تو کیا حکم ہے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص کی زوجہ کانپور میں اپنی والدہ کے ہاں مقیم تھی اس نے ایک خط لکھ کر اس کے نام روانہ کیا کہ "تم اس خط کو دیکھتے ہی فوراً اٹاوہ چلی آؤ اگر کسی طرح نہ آسکو تو جو زیور تمہارے پاس ہمارا ہے وہ بذریعہ پارسل میرے پاس روانہ کر دو فوراً اس خط کے دیکھتے ہی اگر تم نے ان دونوں باتوں میں سے ایک بات بھی قبول نہ کی تو تم کو ہماری طرف سے ایک طلاق ہے۔ یہ مضمون بطور ڈراوے کے لکھا تھا کہ اس خط کو راستہ میں ایک شخص نے لے لیا اور جب اس شخص کو یہ معلوم ہوا کہ میرا خط میری زوجہ کو نہیں پہنچا تو اس نے کہا

---

(۱) وقال الشافعي لا يقع لقوله عليه السلام لا طلاق قبل النكاح (الهداية' كتاب الطلاق' باب الايمان فى الطلاق ۲/۳۸۵ مكتبه شركة علميه ملتان)

(۲) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لا مراته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوىٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب الرابع فى الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فى تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱/۴۲۰ ط ماجديه كوئته)

کہ میں اس طلاق سے باز آیا میں اپنی زوجہ کو اپنے پاس ہی رکھوں گا اور کئی بار رجعت کی مگر زوجہ کی غیر موجودگی کی وجہ سے وہ اس سے مل نہ سکا۔

(جواب ۳۱۱) جب تک وہ خط زوجہ کو نہ پہنچے اور وہ اسے نہ دیکھے بے اثر ہے یعنی اس خط میں لکھی ہوئی طلاق کا کوئی اثر نہیں نہ طلاق پڑ سکتی ہے اور اگر وہ خط زوجہ کے پاس پہنچنے اور اس کے دیکھنے سے پہلے ضائع کر دیا جائے تو تعلیق باطل ہو جائے گی(۱) اگر وہ خط زوجہ کے پاس پہنچ جاتا اور وہ دیکھ لیتی اور دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہ کرتی جب بھی اس پر ایک طلاق پڑتی(۲) اور عدت کے اندر رجعت کر لینے سے رجعت صحیح ہو جاتی۔(۳) محمد کفایت اللہ غفر لہ'

اگر میں تمہاری لڑکی کے سوا کسی اور سے شادی کروں' تو وہ حرام ہے.

(الجمعیۃ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) میں نے یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ زید نے اپنے چچا بکر سے کہا کہ "اگر میں تمہاری لڑکی کے سوا کسی اور سے نکاح کروں تو وہ حرام ہے" بعد ازاں اس نے اپنے ماموں عمر کی لڑکی سے نکاح کر لیا تو وہ نکاح شرعاً جائز تھا؟ آپ نے جواب دیا ہے کہ "نکاح ناجائز ہے لیکن زید کو حق ہے کہ تجدید نکاح کر لے"

میری سمجھ میں نہیں آیا اگر وضاحت فرمائیں تو مہربانی ہو گی فرض کیجئے کہ زید نے لفظ حرام کہا لیکن بعد میں اس کی طبیعت چچا کی لڑکی سے نکاح کرنے کو نہ چاہی تو کیا زید پر ضروری ہے کہ وہ اسی جگہ نکاح کرے دوسری کسی لڑکی کے ساتھ نکاح ناجائز ہے؟ جب کہ از روئے شریعت ایک آدمی چار نکاح کر سکتا ہے آپ نے فرمایا کہ تجدید نکاح کر لے تو اس کا مطلب یہ نکلا کہ ایک عورت سے دوبار نکاح کرنے سے نکاح جائز ہو سکتا ہے۔

ایک اور بات ہے جب ایک عورت سے نکاح ہی نہیں کیا تو اس پر طلاق ہی کیسے پڑے گی؟ تجدید

---

(۱) اس لئے کہ تعلیق میں شوہر نے خط دیکھنے کا ذکر کیا ہے' یعنی خط دیکھتے ہی دونوں باتوں میں سے ایک بات بھی قبول نہ کی تو تم کو ہماری طرف سے ایک طلاق ہے' لہذا جب تک عورت خط نہیں دیکھے گی' اس وقت تک تعلیق پر عمل ممکن نہیں' کما فی الدر المختار' لو کتب علی وجه الرسالة والخطاب کان یکتب یا فلانة اذا اتاك کتابی هذا فانت طالق' طلقت بوصول الکتاب جوهرة (درمختار) وقال فی الرد (قوله طلقت بوصول الکتاب) ای الیها ولا یحتاج الی النیة فی المستبین المرسوم...... ولو وصل الی ابیها فمزقه ولم یدفعه الیها فان کان متصرفا فی جمیع امورها فوصل الیه فی بلدها وقع وان لم یکن کذلك فلا ما لم یصل الیها وان اخبرها بوصوله الیه ودفعه الیها ممزقا' ان امکن فهمه وقراء ته وقع والا فلا طحطاوی عن الهندیة (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' مطلب فی الطلاق بالکتابة ۳/۲۴۶ ط سعید کراتشی)

(۲) وصریحه مالم یستعمل الا فیه ولو بالفارسیة کطلقتك وانت طالق ومطلقة ..... ویقع بها ای بهذه الالفاظ وما بمعناها من الصریح..... واحدة رجعیة (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الصریح ۳/۲۴۷ ط سعید کراتشی)

(۳) اذا طلق الرجل امراته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها (الهدایة' کتاب الطلاق' باب الرجعة ۲/۳۹۴ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان)

نکاح کی تو جب ضرورت پڑتی جب کہ زید نے ماموں کی لڑکی سے نکاح کیا ہوتا اور بعد ازاں چچا سے کہا ہوتا کہ اگر تمہاری لڑکی کے سوا کسی اور جگہ نکاح کروں تو وہ حرام ہے تب پہلی عورت پر طلاق پڑتی۔ اب اگر زید کسی اور عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو کیا اس کو ایک دفعہ ہی نکاح کر لینا ٹھیک نہ ہوگا؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پہلے نکاح کرنے سے عورت پر طلاق پڑی پھر تجدید کرنے پر نکاح جائز ہوا۔

(جواب ۳۱۲) جب زید نے اپنے چچا سے کہا کہ "اگر میں تمہاری لڑکی کے سوا کسی اور سے شادی کروں تو وہ حرام ہے" یہ صورت تعلیق طلاق کی ہوئی اور چونکہ نکاح کرنے پر طلاق کا وقوع معلق ہے اس لئے اس کے بعد زید نے چچا کی لڑکی کے سوا جس لڑکی سے نکاح کیا اس پر نکاح ہوتے ہی طلاق پڑ گئی (۱) اور نکاح جاتا رہا کیونکہ طلاق بائن ہوئی جس میں نکاح جاتا رہتا ہے اب اس کی قسم یعنی طلاق معلق کا اثر ختم ہو گیا (۲) اس کے بعد زید خواہ اسی عورت سے یا کسی اور عورت سے نکاح کرے تو طلاق نہ پڑے گی کیونکہ تعلیق میں عموم کا کوئی لفظ نہیں ہے صرف ایک دفعہ کے نکاح پر اس کا اثر ہوگا اس کے بعد نہ ہوگا۔ (۳) محمد کفایت اللہ غفر لہ

شرائط نامہ کی خلاف ورزی سے بیوی کو طلاق کا حق حاصل ہو گیا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۵ اگست ۱۹۳۱ء)

(سوال) مسماۃ بی بی زلیخا کی شادی شیخ میاں جان سے ہوئی جس کو تقریباً نو سال کا عرصہ ہوتا ہے شیخ میاں جان شوہر زلیخا ساڑھے تین برس سے آوارگی اور بد چلنی میں مبتلا ہے اور بازاری عورت سے اس کا تعلق بھی ہے زلیخا سے بالکل قطع تعلق کئے ہوئے ہے کسی قسم کا سلوک اور مدد نہیں کرتا ہے کئی مرتبہ محلہ اور برادری کی پنچایت نے اس کو تنبیہ کی مگر کوئی اثر نہیں ہوا بتاریخ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو پھر محلہ اور برادری کی پنچایت ہوئی اس میں شیخ میاں جان موصوف نے ایک باقاعدہ اقرار نامہ اپنے انگوٹھے کا نشان اور پنچایت کے چھ معزز اشخاص کی گواہی کے ساتھ تحریر کر دیا ہے اس میں یہ شرائط بخوشی تحریر کی ہے کہ اگر تین ماہ کے اندر اپنے چال چلن کی اصلاح نہ کی اور ماہانہ پانچ روپے اپنی بیوی زلیخا کو نفقہ کے لئے نہ دیئے تو ایسی حالت میں بی بی زلیخا کو اختیار و مجاز ہے کہ وہ دوسرے سے عقد شادی کر لے بجائے تین ماہ کے نو ماہ گزر رہے ہیں اب تک اس نے نہ اپنے چال چلن کی اصلاح کی اور نہ ایک خر مہرہ خورد و نوش کے واسطے دیا زلیخا کی عمر اب ساڑھے سترہ سال کی ہے۔

---

(۱) اذا اضاف الطلاق الی النکاح وقع عقیب النکاح نحو ان یقول لامراته ان تزوجتك فانت طالق او کل امراة اتزوجها فهی طالق (الفتاویٰ الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الرابع فی الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا وغیرهما ۱/ ۴۲۰ ط ماجدیه کوئٹه)

(۲) وفیها کلها تنحل ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرة (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب التعلیق ۳/ ۳۵۲ ط سعید کراتشی)

(۳) (قوله ای تبطل الیمین) ای تنتهی و تتم واذا تمت حنث فلا یتصور الحنث ثانیا الا بیمین اخری لانها غیر مقتضیة للعموم والتکرار لغة نهر (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب التعلیق ۳/ ۳۵۲ ط سعید کراتشی)

(جواب ۳۱۳) ہاں تین مہینے گزرنے پر زلیخا کو طلاق ہو گئی(۱) اور عدت کے بعد وہ دوسرا نکاح کرنے کی مجاز ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ غفر لہ'

ہم پر ہماری عورتیں تین تین طلاق سے طلاق ہوں گی' اگر ہم ہندو کی زمین کاشت کریں گے' تو خلاف ورزی کرنے پر طلاق واقع ہو گی ؟

(الجمعیتہ مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) موضع مٹھو تحصیل ٹانک ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے مسلمان باشندوں نے وعدہ کیا اور قسم کھائی کہ ہم پر ہماری عورتیں تین تین طلاق سے طلاق ہوں گی اگر ہم ہندو کی زمین کاشت کریں گے کیونکہ ۸ / ۵ حصہ غلہ زمیندار خود لیتا ہے اور ۸ / ۳ حصہ ہم کو دیتا ہے اور ہم پر سخت ظلم کرتا ہے اگر ہندو نصف حصہ غلہ ہم کو دے گا اور باقی نصف خود رکھے گا تو ہم کاشت کریں گے اور جو اقرار توڑے گا اور اس سے اقرار نہ توڑنے والا کوئی آدمی احسان کرے گا اس پر بھی عورت تین طلاق سے طلاق ہو گی اب وعدہ خلافی کر کے چند آدمی کاشت کرنے لگے ہیں لوگوں نے ان سے کہا کہ تمہاری عورتیں تم پر طلاق ہو گئی ہیں لیکن ایک مولوی ٹانک کا محمد حسن خطیب جامع مسجد ان سے کہتا ہے کہ مرزائی دین کے اصول سے تم پر عورتیں طلاق نہیں ہیں وہ بھی مسلمانوں کا ایک دین ہے لہذا تم ہندو کی زمین کاشت کرو۔

(جواب ۳۱٤) جن لوگوں نے حلف کے خلاف کیا ہے ان کی بیویوں پر طلاق پڑ گئی ہے(۳) مولوی محمد حسن کا فتویٰ غلط ہے اور مرزائی جماعت ہندوستان کے تمام علماء کے متفقہ فتوے کے بموجب گمراہ اور کافر ہے اور یہ بھی صحیح نہیں کہ مرزائی دین میں ان حالفین کے خلف سے طلاق نہیں پڑتی کیونکہ مرزائیوں کی کتابوں میں یہ بات کہیں نہیں لکھی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کہا اگر تم اس خط کو دیکھتے ہی جواب لے کر فوراً اپنے گھر واپس نہ گئیں تو تم پر طلاق' یعنی میرے نکاح سے خارج ہو جاؤ گی' تو کیا حکم ہے ؟

(متعلقہ طلاق مشروط)

(جواب ۳۱۵) اگر زوج نے اپنے خط میں مندرجہ ذیل الفاظ لکھے تھے :-

---

(۱) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لا مراته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاویٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب الرابع في الطلاق بالشرط' الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱ / ٤۲۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) قال الله تعالیٰ ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب اجله (البقرة : ۲۳۵)

(۳) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لا مراته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاویٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب الرابع في الطلاق بالشرط' الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان واذا و غيرهما ۱ / ٤۲۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

"اگر تم اس خط کو دیکھتے ہی جواب لے کر فوراً اپنے گھر واپس نہ گئیں تو تم پر طلاق یعنی تم میرے نکاح سے خارج ہو جاؤ گی خدا اور اس کے رسول کے درمیان۔"

اور اس کی زوجہ اس خط کو دیکھ کر اپنے والدین سے کوئی جواب لے کر فوراً خاوند کے گھر نہیں گئی تو اس پر ایک طلاق بائن پڑ گئی کیونکہ طلاق کی یہ تشریح "یعنی تم میرے نکاح سے خارج ہو جاؤ گی" اس کو بائن بنا دیتی ہے طلاق رجعی میں عورت نکاح سے خارج نہیں ہوتی بلکہ نکاح قائم رہتا ہے اور عدت ختم ہونے پر نکاح کے احکام ختم ہوتے ہیں ویؤیدہ قولہ فی الفتح عند الکلام علی قول الشافعی بحرمۃ الوطی انہ عندنا یحل لقیام ملک النکاح من کل وجہ وانما یزول عند انقضاء العدۃ فیکون الحل (ای حل الوطی فی عدۃ الطلاق الرجعی) قائما قبل انقضاء ھا اہ (رد المحتار (۱) مصری ص ۵٤٤) بائن میں البتہ عورت فی الجملہ نکاح سے نکل جاتی ہے اسی وجہ سے دوبارہ تعلقات زوجیت قائم کرنے کے لئے تجدید نکاح کی ضرورت ہے۔(۲) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

گیارہواں باب
تفویض

اقرار نامہ کے مطابق عورت خود کو طلاق دے سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) ہندہ کا شوہر عرصہ چھ سات سال سے مفقود الخبر ہے اور اس نے نکاح کے وقت ہندہ کو اس مضمون کا ایک کابین نامہ لکھ دیا تھا کہ "اگر میں نامرد ہو جاؤں یا سرکاری حکومت سے سزا یافتہ یا مفقود الخبر ہو جاؤں یا کہ پردیس میں رہ کر تمہارے پاس آنا جانا خیر و خبر نہ لوں وغیرہ وجوہات سے مدت دو سال تک ہمارا انتظار دیکھ کر مجھے طلاق دینے کا جو حق واختیار ہے وہ تمہیں سپرد کرتا ہوں تم اس سے مختار ہو کر مجھے تین طلاق دے کر دوسرے خاوند سے نکاح کر کے زندگی بسر کر سکتی ہو" اب سوال یہ ہے کہ یہ عورت بوجہ تنگ دستی کے بہت تکلیف سے زندگی بسر کرتی ہے اور وہ خوب جوان ہے شوہر کی سخت ضرورت ہے قریب ہے کہ زنا میں مبتلا ہو جاوے ایسی حالت میں دیگر ائمہ کے مذہب یا کہ کابین نامہ کی شرط کی رو سے اپنے خاوند پر تین طلاق دے کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(جواب ۳۱٦) صورت مسئولہ میں اگر عورت طلاق لینا چاہے تو اس کو طلاق ہو سکتی ہے ولو جعل امرھا بیدھا علی انہ ان غاب عنھا ثلثۃ اشھر ولم تصل نفقتہ الیھا فھی تطلق متی شاء ت

---

(۱) ہامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الرجعۃ ۳/۳۹۸ ط سعید کراتشی

(۲) اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فلہ ان یتزوجھا فی العدۃ و بعد انقضائھا (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعۃ، فصل فیما تحل بہ المطلقۃ وما یتصل بہ ۱/٤۷۲ ط ماجدیہ، کوئٹہ)

فبعث الیها درهما قال ان لم یکن هذا قدر نفقتها هذه المدة صارا مرها بیدها الخ (هندیة ص ۴۲۵)(۱)

بیس دن تک تمہیں اکیلے چھوڑ کر غیر حاضر رہوں تو تم کو طلاق کا اختیار ہے' تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) عورت کو جو خاوند نے اختیار دیا ہے. بیس یوم کے بعد دوسرا عقد بعد عدت کے کر سکتی ہے یا نہیں منکہ عبدالغنی ولد خدا بخش قوم راجپوت پیشہ سقہ ساکن ساڈھورہ تحصیل نرائن گڈھ ضلع انبالہ کا ہوں جو کہ منمقر کا نکاح ہمراہ مسماۃ مجیداً دختر مولا بخش ولد خبا قوم راجپوت پیشہ سقہ ساکن قصبہ سرہند بروئے اقرار نامہ ۷ ر مگھر سمسہ ۱۹۸۷ ہو چکا ہے جس میں مفصل شرائط درج ہیں منمقر اپنے معاہدہ سابقہ کے خلاف اکیلا ہی ساڈھورے کو چلا گیا اور یہاں سے غیر حاضر ایک سال تک رہا مسماۃ مجیداً زوجہ ام میری غیر حاضری میں اپنے والد کے گھر ہے اب منمقر مسماۃ مجیداً کو اپنے ساتھ رخصت کرا کے لے جانا چاہتا ہے اور شرط مقرر کرتا ہے کہ متواتر بیس یوم مسماۃ مجیداً کو اکیلے چھوڑ کر غیر حاضر نہیں ہوگا اگر منمقر بیس یوم غیر حاضر رہے تو مسماۃ مجیداً زوجہ ام کو اختیار ہوگا کہ اپنا نکاح ثانی کسی دوسرے شخص سے کرلیوے مجھ کو عذر نہیں ہوگا اور نیز منمقر جس قدر عرصہ مجیداً کو اپنے گھر رکھوں گا خوش و خرم رکھوں گا اور مجیداً اگر چاہے میرے سے گزارہ قدر دس روپے ماہوار مندرجہ اقرار نامہ لیوے یا نکاح ثانی میری غیر حاضری کی وجہ سے کرلیوے مجھ کو عذر نہیں ہوگا اور نیز ایک سال کی غیر حاضری منمقر کا خرچ نان و نفقہ زوجہ ام کا مولا بخش والد مجیداً نے خود برداشت کیا ہے اس وجہ سے دوسرے اقرار نامہ کی ضرورت پیش آئی اور مسماۃ مجیداً بھی منمقر کے پاس رہے گی چنانچہ منمقر یہ چند کلمے بصحت نفس و ثبات عقل بلا اکراہ و اجبار بغرض اطمینان مولا بخش خسر خود مسماۃ مجیداً زوجہ خود کو لکھ کر بطور اقرار نامہ ثانی دیتا ہے کہ سند ہوں اور وقت ضرورت کام آویں۔ **المستفتی** نمبر ۳۶۶ مولا بخش پٹیالہ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۷ جولائی ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۷) اگر مسماۃ مجیداً نے بیس یوم کی غیر حاضری شوہر کے بعد فوراً اسی مجلس میں اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیا ہو تو وہ عدت کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے لیکن غیر حاضری کے وقت سے بیس یوم گزرنے پر اگر اس نے ذرا بھی توقف کیا کہ مجلس میں علیحدگی اختیار نہیں کی تو وہ اختیار باطل ہو گیا۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) الفتاویٰ الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الثالث فی تفویض الطلاق' الفصل الثانی فی الامر بالید ۱/۳۹۸ ط ماجدیه' کوئٹه)

(۲) قال لها اختاری او امرك بیدك ینوی تفویض الطلاق...... او طلقی نفسك فلها ان تطلق فی مجلس علمها به مشافهة او اخبارا وان طال مالم تقم لتبدل مجلسها حقیقة او حکما بان تعمل ما یقطعه...... لا تطلق بعده ای المجلس (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب تفویض الطلاق ۳/۳۱۵ ط سعید کراتشی)

اگر شوہر نے کسی غیر کو طلاق دینے کا اختیار دیا تو اس اختیار کے بعد اس کی طلاق واقع ہو گی یا نہیں ؟

(سوال) (۱) کیا زید ہندہ کو اس شرط پر نکاح کر سکتا ہے کہ ہندہ کو طلاق دینے کا اختیار عمرو کے ہاتھ میں رہے یا زید کی کوئی دوسری بیوی (خالدہ) کے ہاتھ میں رہے اب بعد نکاح عمرو یا خالدہ نے ہندہ کو طلاق دے دیا اس سے ہندہ پر طلاق پڑے گی یا نہیں ؟ (۲) یہاں بعض کابین نامہ میں شوہر لکھ دیتے ہیں کہ میں نکاح ثانی نہیں کروں گا اگر ثانی نکاح کروں تو اس کو طلاق دینے کا اختیار تجھے (زوجہ کو) دیتا ہوں یا دے دیا ہوں۔ اب اگر نکاح ثانی کرے اور زوجہ اولیٰ بنا بر اختیار مذکور زوجہ ثانیہ کو طلاق بھی دیدے اس سے زوجہ ثانیہ پر طلاق واقع ہو گی یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۱۸۷ پروفیسر محمد طاہر صاحب ایم اے (ضلع میمن سنگھ) ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۱۸) (۱) ایسی تعلیق درست اور جائز ہوتی ہے اور جس کے ہاتھ میں اختیار دیا گیا ہے وہ طلاق دیدے تو طلاق ہو جائے گی (۱) (۲) اس کا جواب بھی وہی ہے جو نمبر ۱ کا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اقرار نامہ کے مطابق عورت طلاق لے سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) ایک شخص نے مسماۃ فلاں کے ساتھ نکاح کیا او روقت نکاح ایک اقرار نامہ منسلکہ درخواست ہذا تحریر کر دیا اور عرصہ سے مسماۃ مذکور کے ساتھ بد سلوکی کرتا رہا اس اثنا میں دونوں میں ناچاقی ہوئی اور مسماۃ مذکور اپنے باپ کے گھر چلی گئی اب شوہر مذکور نے ایک دوسرا نکاح کیا ہے خلاف مرضی وبغرض تکلیف دہی مسماۃ مذکور کے کر لیا ہے ایسی صورت میں بصورت اقرار نامہ حسب دفعہ ۵ و ۶ مسماۃ مذکور کو طلاق ہوئی یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۶۹۶ چودھری عید و چوڑی فروش (الہ آباد) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۸ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۱۹) اقرار نامہ کی شرط نمبر ۶ کی رو سے مسماۃ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی جھگڑے کے وقت اپنے اوپر طلاق ڈال لے (۲) جب وہ دو گواہوں کے سامنے ایسا کرے گی تو اس پر طلاق پڑ جائے

---

(۱) کما ذکر ما یوقعه بنفسه بنوعیه ذکر ما یوقعه غیره باذنه وانواعه ثلاثة تفویض و توکیل و رسالة......واما فی طلقی ضرتك او قوله لا جنبی طلق امراتی فیصح رجوعه منه ولم یتقید بالمجلس لانه توکیل محض وفی طلقی نفسك و ضرتك کان تملیکا فی حقها توکیل فی حق ضرتها جوهرة(الدر المختار مع هامش ردالمحتار' کتاب الطلاق' باب تفویض الطلاق ۳/۳۱۷ ط سعید کراتشی) وقال فی الهندیة' و فی الفتاویٰ الصغریٰ لو قال لا جنبی امر امراتی بیدك یقتصر علی المجلس ولا یملك الرجوع قال فی المحیط وهو الاصح کذافی الخلاصة المفوض الیه ان کان یسمع فالا مر بیده ما دام فی ذلك المجلس وان لم یسمع او کان غائبا فانما یصیر الا مر بیده اذا علم او بلغه الخبر و یکون الامر فی یده مادام فی مجلس العلم (الفتاویٰ الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الثالث فی تفویض الطلاق' الفصل الثالث فی الامر بالید ۱/۳۹۳ ط ماجدیه' کوئٹه)

(۲) قال لها اختاری اوامرك بیدك ینوی تفویض الطلاق...... او طلقی نفسك فلها ان تطلق فی مجلس علمها به مشافهة او اخبارا (الدر المختار' مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب تفویض الطلاق ۳/۳۱۵ ط سعید کراتشی)

گی۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اقرار نامہ ۳

نقل مطابق اصل۔ اسٹامپ قیمتی ۸

مایاں کہ مکوولد عیدو ساکن محلّہ میر گنج وبقر عیدی ولد مدر ساکن محلّہ دارا گنج و جمن ولد بدل ساکن محلّہ کیٹ گنج شہر الہ آباد اقوام چوڑھاد ہن۔

جو کہ مقر نمبر ۳ مقران نمبر ا و ۲ کا بھتیجا ہے اور مقر نمبر ۳ کی شادی ہونا ضروری ہے چنانچہ مقر نمبر ۳ کی شادی ہمراہ دختر عیدو چودھری کے حسب رائے برادری ہونا قرار پایا ہے مگر دختر کے باپ کا اس بات کا اصرار ہے کہ قبل ہونے شادی کے مجھ کو اس بات کا اطمینان دیدیا جائے کہ بعد ہو جانے شادی کے میری لڑکی مسماۃ نیکی کو کسی قسم کی تکلیف خورد و نوش وغیرہ کی نہ ہونے پاوے گی لہذا ہم مقران بحالت صحت نفس و ثبات عقل بدرستی ہوش و حواس صحیح بلا جبر و اکراہ و ترغیب و تحریص کسی دوسرے کے بخوشی و رضامندی حسب ذیل اقرار تحریر کر کے اس کے پابند ہوتے ہیں اور یہ کہ بعد ہو جانے شادی مسماۃ نیکی دختر حیدر کے ہمراہ مقر نمبر ۳ کے ہم مقران کا فرض ہو گا کہ اس کے آسائش و خورد و نوش کا انتظام حسب حیثیت کرتے رہیں گے کسی قسم کی تکلیف کی نوبت نہ آوے گی۔

نمبر ۲ یہ کہ بعد ہو جانے شادی کے جس وقت مسمی عیدو پسر دختریاان کے رشتہ داران بغرض کرانے رخصتی مسماۃ نیکی آویں گے تو ہم مقران بلا کسی عذر و حیلہ کے رخصت کر دیا کریں گے اس میں کسی قسم کا عذر نہ کریں گے اور نوبت شکایت کی نہ آنے دیں گے۔

نمبر ۳ یہ کہ ہم مقران رخصت کرنے سے انکار کریں یا کوئی عذر یا حیلہ کریں تو اس وقت مسمی عیدو پدر دختر کو اختیار ہو گا کہ اپنی اہل برادری میں جو کہ معزز و دیانت دار اور کسی سے بھی ان سے اس شکایت کی اطلاع کر کے مسماۃ نیکی کو ہم مقران کے یہاں سے رخصت کرا کے لے آویں یا اگر ہم مقران سے قاصر رہیں تو مسمی عیدو پدر دختر کو اختیار ہے وہو گا کہ بذریعہ چارہ جوئی عدالت مسمی نیکی اپنی لڑکی کو رخصت کرالیویں اس میں ہم مقران کو کسی قسم کا عذر نہیں ہے (۴) یہ کہ اگر ہم مقران مسماۃ نیکی مذکور کو کسی قسم کی تکلیف خورد و نوش یا کپڑے وغیرہ کی دیویں تو مسماۃ نیکی کو اختیار ہے وہو گا کہ اپنے باپ کے یہاں چلی آوے اور ان کے ہمراہ رہے اور مبلغ ۱۵ روپے ماہوار بطور خرچ نان نفقہ کے ہم مقران کی ذات و جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ہر قسم سے بذریعہ عدالت وصول کرلیویں اس میں ہم مقران کو کسی قسم کا عذر نہیں ہے اور نہ آئندہ ہو گا۔

---

(۱) ذکر فی اجناس الناطفی شهد رجلان علی رجل وقالا شهد ان فلانا امرنا ان نبلغ امراته انه جعل امرها بیدها و بلغناها وقد طلقت نفسها بعد ذلك جازت شهادتهما (الفتاویٰ الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الثالث فی تفویض الطلاق' الفصل الثانی فی الامر بالید ۱/۳۹۸ ط ماجدیه' کوئٹه)

نمبر ۵ یہ کہ اگر خدا نخواستہ مقر نمبر ۳ بعد ہو جانے شادی کے کوئی دوسری شادی کرے یا کوئی عورت مدخولہ کرلیویں تو اس حالت میں مسماۃ نیکی دختر عیدو کو اختیار ہے وہو گا کہ مبلغ پانچ سو روپے (صمار) جو کہ دین مہر مقرر ہوا ہے اس میں مناسب ہم مقران کی ذات و جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ہر قسم سے وصول کرلیویں علاوہ اس کے ہر ایک حالت میں ہر وقت مسماۃ نیکی کو اختیار حاصل رہے گا جب اور جس وقت چاہے دین مہر مقررہ مبلغ پانچ سو روپے کے وصول کرلیویں اس میں ہم مقران خواہ وارثان قائمقامان کو کوئی عذر نہیں ہے اور نہ آئندہ ہو گا اور نان و نفقہ مقران سے وصول کرلیں۔

نمبر ۶ اگر مابین مقر نمبر ۳ و مسماۃ نیکی کسی قسم کا جھگڑا و فساد پیدا ہووے تو مسماۃ نیکی کو اختیار ہے وہو گا کہ طلاق دے کر علیحدہ ہو جائے لہذا یہ چند کلمے بطریق اقرار نامہ کے لکھ دیئے کہ سند رہے اور وقت پر کام آوے۔ فقط المرقوم ۱۶ مئی ۱۹۳۱ء

شوہر بیوی کو طلاق کا اختیار دیدے تو عورت کو طلاق کا حق حاصل ہوتا ہے

(سوال) زید ہندہ کو ایک ہزار روپیہ جس میں سے دو سو روپیہ زیورات بابت نقد وصول باقی آٹھ سو روپے میں سے چار سو معجّل یعنی عند الطلب اور ضروری اور چار سو مؤجل یعنی تابقاء نکاح رفتہ رفتہ اداء ضروری اور کابین نامہ بحیثیت کابین نامہ خویش و اقربا اقرار کر کے شادی پر راضی ہوا اور عقد بست کے روز بوجہ قلت فرصت سادہ کاغذ میں فقط دو ما زید و دیگر شاہدوں کے دستخط بدون تفصیل و تحریر شرائط کابین نامہ ایجاب و قبول ہو گئے اور چند روز بعد بحیثیت مذکورہ کابین نامہ گیارہ شرط اور جزا کے ساتھ لکھوا کر دولہا زید کو سنایا گیا اور وہ بھی بحال طبعیت سمجھ کر کابین نامہ مطالعہ کر کے رجسٹری کر دیا اور زوج زید دو تین ماہ تک سسرال میں اپنی بی بی ہندہ کے پاس آمد و رفت کیا مگر تاہنوز اپنی بی بی ہندہ کو اپنے مکان میں نہیں لے گیا کابین نامہ میں لکھی ہوئی شرطوں میں سے آخری شرط یہ ہے کہ خدانہ کرے اگر میں مفقود یا مجنون یا محبوس یا بوجہ مرض دیگر معاملہ زوجیت پر قادر نہ ہوں یا دیگر مرض ہالک مثل جذام وغیرہ میں مبتلا ہوں یا وطن میں چھ مہینے اور سفر میں دو برس سے زائد زمانہ آپ کی مواصلت سے باز رہوں یا مہر معجّل عند الطلب ادا نہ کروں یا آپ کے نان و نفقہ سے عاجز ہو جاؤں یا شروط مذکورہ میں سے بعض یا کل کے خلاف کروں تو مہر مؤجل معجّل ہو جائے گا اور مجھ کو شریعت کی رو سے آپ کو طلاق دینے کا جو حق اور اختیار ہے وہ اس کابین نامہ کے ذریعہ سے نیز زبانی بھی آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ آپ جب چاہیں بلا قید زمان و مکان اپنے نفس پر تین طلاق واقع کر کے میری زوجیت سے الگ ہو کر دوسرا زوج اختیار کر سکتی ہیں میرا کوئی عذر اس میں مسموع نہ ہو گا بعد ازاں زید کابین نامہ کی شرائط میں سے چھ شرطوں کا مخالف ہوا زوجہ ہندہ دو برس سات ماہ تک انتظار کر کے بذریعہ وکیل کورٹ مہر معجّل و خورد و نوش طلبی نوٹس کرائی جواب و مہر و خورد و نوش نہ پانے کے بعد شروط کی مخالفت کے سبب کابین نامہ میں زوج نے زوجہ کو جو قوت و اختیار بذریعہ تحریر واللفظ عطا کیا اسی مسلمہ قوت و اختیار سے زوجہ بحال طبعیت شاہدوں کے سامنے اپنے نفس پر ایک دو تین طلاق واقع کر کے مطلقہ ہو گئی اور طلاق نامہ رجسٹری کر دیا بعد ازاں زوج نے

زوجیت کا مقدمہ کیا اور جج صاحب نے زوج کو ڈگری دی اب دریافت طلب یہ ہے کہ زوجہ مذکورہ کو اپنے نفس پر تین طلاق واقع کرنی صحیح ہے یا نہیں ؟ بر تقدیر اول جج صاحب کی ڈگری کے موافق زید ہندہ کو بلا تحلیل لے سکتا ہے یا نہیں ہندہ کو بھی حسب ڈگری جج صاحب بلا تحلیل زید کی زوجیت میں داخل ہو کر جماع ولوازمات جماع کرنی جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۱۷۶ محمد عبدالرشید صاحب (بنگال) ۷ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۱۰ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۲۰) اگر فی الحقیقت زوج نے یہ اقرار نامہ لکھا تھا تو زوجہ کا اپنے نفس پر طلاق ڈالنا صحیح تھا (۱) اور غیر مسلم جج کا فیصلہ درست نہیں ہوا (۲) اور زوجہ کو بلا تحلیل زوج کے ساتھ تعلقات زوجیت قائم کرنا جائز نہیں (۳) ہاں اگر واقعات مذکورہ سوال ثابت نہ ہوں تو حکم بدل جائے گا زوجہ کو اپیل کرنا چاہئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

اگر میں بد فعل ہو جاؤں یا تمہاری اجازت کے بغیر نکاح کروں ' تو تم کو اختیار ہے ' اس کے بعد عورت خود کو طلاق دے سکتی ہے ؟

(سوال) ایک عورت اپنے خاوند سے ایک تحریری معاہدہ لیتی ہے جس میں وہ لکھواتی ہے کہ اگر تم بد فعل ہو جاؤ یا عقد ثانی کر لو تو مجھے بعد از فراہمی ثبوت تمہاری طرف سے دو شرعی طلاق ہو جائیں اور اس کے بعد مجھے یہ حق بھی حاصل رہے کہ اگر میں چاہوں تو پھر نکاح کر کے تمہارے ساتھ زندگی بسر کر لوں اس کا خاوند بھی بطیب خاطر اس چیز کو منظور کر کے تحریری معاہدہ لکھ دیتا ہے اس بارے میں جناب کوئی واضح اور صاف امر شرعی تحریر فرمائیں اور اس چیز کی بھی وضاحت فرمائیں کہ کیا ایسا معاہدہ ہو سکتا ہے اگر ہو سکتا ہے تو اس کی کیا صورت ہے اس کے علاوہ یہ بھی تحریر فرمائیں کہ شرعی گواہی کتنے اشخاص پر مبنی ہوتی ہے ؟
المستفتی نمبر ۲۲۶۱ مالکہ زنانہ میڈیکل ہال (لاہور) ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۲۱) اقرار نامہ کی عبارت شوہر کے الفاظ میں اس طرح سے ہو کہ "اگر میں بد فعل ہو جاؤں یا بلا اجازت اپنی اہلیہ فلاں بنت فلاں سے عقد ثانی کر لوں تو میری اہلیہ فلاں بنت فلاں کو میری طرف سے یہ حق

---

(۱) قال لها اختاری اوامرك بيدك ينوى تفويض الطلاق لا نها كناية فلا يعملان بلا نية او طلقي نفسك فلها ان تطلق في مجلس علمها به مشافهة اواخبارا (الدرالمختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب تفويض الطلاق ۳/۳۱۵ ط سعيد كراتشي) وقال ايضا: قال لها طلقي نفسك ولم ينواونوى واحدة فطلقت وقعت رجعية وان طلقت ثلاثا و نواه وقعن (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق فصل في المشيئة ۳/۳۳۱ ط سعيد كراتشي)
(۲) واهله اهل الشهادة اى ادائها على المسلمين (در مختار) وقال في الرد' قال في البحر وبه علم ان تقليد الكافر صحيح وان لم يصح قضاء ه على المسلم حال كفره (هامش ردالمحتار مع الدر المختار' كتاب القضاء ۵/۳۵۴ ط سعيد كراتشي)
(۳) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والا صل فيه قوله تعالى" فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

اور اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے اوپر طلاق بائن جب چاہے ڈال لے۔“
اس کے بعد اگر دونوں شرطوں میں سے کسی ایک کی خلاف ورزی پر عورت اپنے نفس پر طلاق ڈال لے تو طلاق بائن پڑ جائے گی (۱) اور پھر اگر وہ راضی ہو تو اسی شوہر کے ساتھ تجدید نکاح بھی کر سکے گی کیونکہ طلاق بائن کے بعد زوجین تجدید نکاح کر سکتے ہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بارھواں باب
طلاق مغلظہ اور حلالہ

ایک مجلس میں تین طلاق دینے کے بعد دوسرے مسلک پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی کو حالت غضب میں تین طلاقیں ایک وقت میں دیں اور بلا حلالہ کے نکاح جدید کے ساتھ رجوع کیا آیا زید کی رجعت کسی امام نے ائمہ اربعہ میں سے جائز رکھی ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا
(جواب ۳۲۲) ایک وقت میں اگر تین طلاقیں دیں جائیں تو تینوں واقع ہوں گی یہی مذہب ہے جمہور صحابہ و تابعین اور ائمہ مسلمین کا۔ البتہ فرقہ امامیہ کے نزدیک ایک طلاق شمار کی جاتی ہے لیکن یہ مذہب بالاتفاق مردود ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ کا فیصلہ محضر صحابہؓ میں خود اس پر شاہد ہے۔ **فقال عمر ان الناس قد استعجلوا فی امر کان لهم فیه افادة فلو مضیناه علیهم فامضاه علیهم و ذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعدهم من ائمة المسلمین الیٰ انه یقع ثلاث.** (۳) پس مذہب اہل سنت والجماعت کے موافق اس شخص کو قبل التحلیل رجوع حرام ہے۔

تین طلاق دینے کے بعد شوہر انکار کرتا ہے، حالانکہ دو گواہ موجود ہیں، تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) ایک شخص محی الدین نے غصہ میں اپنی زوجہ کو طلاق دی اور دو تین گواہوں سے یہ بات ثابت ہے کہ اس نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دی ہیں اور وہ شخص اب انکار کرتا ہے کہ تین طلاق نہیں دی ہیں بلکہ دو طلاق دی ہیں اب اس صورت میں شرعاً کتنی طلاق واقع ہوں گی اور اگر کوئی یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ کے

---

(۱) قال لها اختاری او امرك بیدك ینوی تفویض الطلاق لانها کنایة فلا یعملان بلانیة او طلقی نفسك فلها ان تطلق فی مجلس علمها به مشافهة او اخبارا (الدرالمختار مع هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق ۳/۳۱۵ ط سعید کراتشی)
(۲) اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة و بعد انقضائها (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به ۱/۴۷۲ ط ماجدیه، کوئٹه)
(۳) هامش رد المحتار، کتاب الطلاق ۳/۲۳۳ ط سعید کراتشی

زمانے میں تین طلاقیں دیتے تھے تو ایک طلاق ہوتی تھی لہذا یہاں بھی ایک ہی طلاق ہوگی معتبر ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۳۲۳) ائمہ اربعہ یعنی امام ابو حنیفہ و امام مالک و امام شافعی و امام احمد بن حنبلؒ اور جماہیر اہل سنت والجماعت اس امر کے قائل ہیں کہ تین طلاق دینے سے تینوں پڑ جاتی ہیں خواہ ایک لفظ سے دی جائیں یا ایک جلسہ میں یا ایک طہر میں۔(۱) پس صورت مسئولہ میں چونکہ گواہوں سے (بشر طیکہ گواہ عادل بھی ہوں) یہ بات ثابت ہے کہ زوج نے تین طلاقیں دی ہیں اس لئے اس کی منکوحہ مطلقہ مغلظہ ہوگئی اور اب بدون حلالہ اس کے لئے حلال نہیں ہو سکتی(۲) آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بہ نیت انشائے طلاق تین طلاقیں دینے پر ایک کا حکم نہیں دیا جاتا تھا بلکہ نیت تاکید کا اعتبار کر لیا جاتا تھا اور یہ اعتبار حضرت ﷺ کے حکم اور صحابہؓ کے اتفاق سے ساقط ہو گیا۔(۳) واللہ اعلم۔

شوہر نے بخوشی طلاق نامہ لکھوا کر دستخط بھی کیا، مگر گواہ موجود نہیں، تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید نے عمرو سے کہا کہ میں اپنی منکوحہ مسماۃ خدیجہ کو طلاق دینا چاہتا ہوں تم مجھے طلاق نامہ لکھ دو عمرو نے جواب دیا کہ طلاق کے معاملے میں اس قدر عجلت مناسب نہیں سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہئے زید نے کہا کہ نہیں مجھے طلاق ہی دینا منظور ہے لہذا تم جلد لکھو میں اس پر دستخط کر دیتا ہوں عمرو نے ہر چند ٹالا لیکن زید اصرار کرتا رہا جب عمرو نے دیکھا کہ زید باوجود فہمائش کے بھی اپنے ارادے سے باز نہیں آتا تو عمرو نے مجبور ہو کر طلاق نامہ لکھ دیا جس میں زید کی طرف سے مسماۃ خدیجہ اہلیہ زید کو تین طلاق انت طالق انت طالق

---

(۱) والبدعی ثلاث متفرقة او ثنتان بمرة او مرتين في طهر واحد لا رجعة فيه (در مختار) وقال فى الرد (قوله ثلاث متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالأولى..... و ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق ۳/۲۳۳ ط سعيد كراتشى)

(۲) انظر البقرة۲۳۰ قال الله تعالى " فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والصحيح للبخارى' كتاب الطلاق' باب من اجاز طلاق' الثلاث ۲/۷۹۱ ط قديمى كراتشى عن عائشةؓ " ان رجلا طلق امراته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبى ﷺ اتحل للاول قال لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الاول' والهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط مكتبه شركة علميه' والفتاوىٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس فى الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/۴۷۳ ط ماجديه' كوئٹه)

(۳) وقد اختلف العلماء فيمن قال لامراته انت طالق ثلاثا فقال الشافعي و مالك و ابو حنيفة واحمد و جماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث....' اما حديث ابن عباسؓ فاختلف العلماء فى جوابه و تاويله فالا صح ان معناه انه كان فى اول الامر اذا قال لها انت طالق انت طالق انت طالق ولم ينو تاكيدا ولا استينافا يحكم بوقوع طلقة تعلقة ارادتهم الاستيناف بذلك فحمل على الغالب الذى هو ارادة التاكيد فلما كان فى زمن عمرؓ وكثر استعمال الناس بهذه الصيغة و غلب منهم ارادة الاستيناف بها حملت عندالاطلاق على الثلاث عملا بالغالب السابق الى الفهم منها و فى ذلك العصر و قيل المراد ان المعتاد فى الزمن الاول كان طلقة واحدة و صار الناس فى زمن عمر يوقعون الثلاث دفعة فنفذه عمر فعلى هذا يكون اخبارا عن اختلاف عادة الناس لا عن تغير حكم فى مسئلة واحدة (شرح الصحيح لمسلم للعلامة النووىؒ كتاب الطلاق' باب طلاق الثلاث ۱/۴۷۸ ط قديمى كراتشى)

انت طالق صریح الفاظ میں لکھی اور یہ طلاق نامہ دو دفعہ زید کو پڑھ کر سنایا اس کے بعد زید نے اس طلاق نامہ پر دستخط کئے پھر یہ طلاق نامہ اور بعوض مہر مبلغ پندرہ سو روپے کا چیک ایک شخص کے ہاتھ متعلقین مطلقہ کے پاس بھیج دیا اور زید ایک دوسرے مقام پر جہاں اس کا مستقل قیام ہے چلا گیا جب طلاق نامہ مطلقہ کے متعلقین کے پاس پہنچا اور دیکھا تو اس پر گواہوں کے دستخط نہ تھے اس لئے اس طلاق نامہ کو اپنے خیال میں غیر معتبر سمجھ کر واپس دے دیا اور کہا کہ اس پر گواہوں کے دستخط نہیں ہیں اور مہر کے ساتھ زمانہ عدت کے مصارف بھی نہیں ہیں اس واسطے تم زید کو واپس کر دو اس مبلغ نے وہ طلاق نامہ بذریعہ ڈاک واپس روانہ کر دیا اور نہ لینے کی وجہ بھی لکھ دی اس کے واپس پہنچنے کے بعد زید نے ایک طلاق نامہ دوسرا لکھوایا اور اس پر اپنے دستخط کے ساتھ گواہوں کے دستخط بھی کرائے اور ایک خط لکھا جس میں مہر اور زمانہ عدت کے مصارف کا ذکر ہے یہ ہر دو پرچے ایک رجسٹری خط میں مطلقہ کے بھائی کے نام بذریعہ ڈاک روانہ کئے اور اسی وقت تین خط اپنے دوستوں کو لکھے اور اطلاع کی کہ میں اپنی اہلیہ خدیجہ کو طلاق دے چکا ہوں اور مہر اور دیگر مصارف بھی دے چکا ہوں اس رجسٹری کے روانہ ہو جانے کے بعد زید کو اپنی اس عاجلانہ کارروائی پر ندامت ہوئی اور اس نے فوراً مرسل الیہ کو تار دیا کہ میں نے تمہارے نام ایک رجسٹری غلطی سے روانہ کی ہے اسے تم وصول نہ کرو اور واپس کر دو مرسل الیہ کو اگلے واقعہ کی خبر تھی ہی اس لئے اس نے رجسٹری وصول کر لی دیکھا تو اس میں ایک طلاق نامہ اور ایک خط جس میں مہر وغیرہ مصارف کے حوالہ کا ذکر تھا نکلے دوسرے روز زید یہاں آیا اور اس کے کہنے اور دلانے سے ایک دوسری جگہ سے پندرہ سو اسی روپے بابت مہر و مصارف عدت متعلقین مطلقہ نے وصول کئے اب زید لوگوں سے کہتا ہے اور متعلقین مطلقہ کو کہلاتا ہے کہ میں نے یہ طلاق نامے ہوش کی حالت میں نہیں لکھوائے اور مجھے طلاق دینی منظور نہیں اب میں اس طلاق سے رجوع کرنا چاہتا ہوں مطلقہ کے متعلقین نے جواب دیا کہ علماء سے دریافت کرنے کے بعد معلوم ہو کہ تین طلاق دینے کے بعد رجوع کرنا صحیح ہے تو ہم مطلقہ کو تمہارے ہاں رخصت کر دیں گے ورنہ نہیں۔ زوجین ہر دو حنفی المذہب ہیں چنانچہ علمائے احناف سے دریافت کیا گیا تو سب نے یہی جواب دیا کہ یہ طلاق مغلظہ ہے اس میں رجوع صحیح نہیں زید نے اس واقعہ میں علمائے اہل حدیث کی طرف رجوع کیا تو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے یہ جواب دیا کہ ایک مجلس کی تین طلاق ایک ہی رجعی شمار ہوں گی رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں تین طلاق ایک ہی شمار ہوتی تھی اس لئے مسلم کی روایت کے مطابق اس شخص کو رجوع کرنا صحیح ہوگا اور اس میں خلاف حنفیہ کا ہے انتہی اب سوال یہ ہے کہ (۱) تین طلاق لفظاً یا کتابۃً میں ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور دو طلاق تاکید سمجھی جائیں گی یا نہیں ؟ اور ایک کی نیت کرنی ہر دو حالت میں جائز اور صحیح ہے یا نہیں (۲) اگر ایک کی نیت صحیح ہے تو دار قطنی کی روایت کے موافق حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا حضور اکرم ﷺ سے یہ سوال کرنا کہ ارایت لو

طلقتها ثلاثا ایحل لی ان اراجعها تو جواب میں آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ لا کانت تبین منك و کانت معصیة کا کیا مطلب ہوگا ؟ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کی نیت صحیح نہیں ورنہ رجوع صحیح ہوتا لیکن آپ نے انکار فرمادیا (۳) اگر ایک کی نیت صحیح نہیں تو حدیث کانه طلقها ثلاثا فی مجلس واحد میں آپ کا یہ فرمانا انما تلك طلقة واحدة کا صحیح محمل کیا ہوگا ؟ (۴) حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے جو مسلم میں مروی ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ وحضرت ابوبکر صدیقؓ اور شروع زمانہ خلافت عمرؓ میں تین طلاق ایک ہی شمار ہوتی تھیں اور اب نہیں ہوسکتی اس کی کیا وجہ ہے ؟ (۵) طلاق نامہ کی یہ عبارت وضارت لا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره' ایک کی نیت کرنے کی نفی اور مغلظہ بالثلث کی تصریح کرتی ہے یا نہیں ؟ اگر تصریح کرتی ہے تو ایقاع ثلث کی نیت ہوتے ہوئے بھی ایک کی نیت کرنی صحیح ہے یا نہیں اور اگر ایک کی نیت صحیح نہیں تو طلاق نامہ کی اس عبارت کی رو سے اہل حدیث کے نزدیک بھی تین طلاقیں واقع ہوں گی یا ایک ؟ (۶) حنفی المذہب کو ایسے وقت میں اہل حدیث کے مسلک کے موافق مطابق حدیث مسلم رجوع کرنا صحیح ہے یا نہیں ؟ ثانی طلاق نامہ اور خط بابت مہر و مصارف عدت ذیل میں مندرج ہے :-

نقل طلاق نامہ :- اقر واعترف واشهد علی نفسه اسمعیل بن احمد ٹیمول المقیم فی باسین (برما) وهو فی حال السلامة المعتبرة شرعا انه طلق زوجته المدخول بها خدیجة بنت غلام محمد کترادا المقیمة فی رنگون ثلاثا امام الشهود المرقومة اسماء هم ادناه وقدسلمها المهر و قدره الف و خمس مأته روبیه و نفقة العدة و قدرها ثما نون روبیه فصارت خدیجة المذکورة لا تستحق طرف اسمعیل المذکور شیئا و صارت لا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره وقد حررت هذه الوثیقة للعمل بمقتضاها عند اللزوم تحریر ۱۹ جمادی الاخری ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۱۷ء المطلق ۔ اسمعیل احمد جی ٹیمول ۔ شهد علی ذلك نور احمد پیش امام بنگالی مسجد' شهد علی ذلك عبدالکریم ابن شبراتی مقیم بسین برما بقلم نور احمد پیش امام بنگالی مسجد بسین برما ۔

نقل خط ۔ نیک نام میاں محمد یوسف غلام محمد کھتراوا صاحب ۔ مقام رنگون ۔ بعد تحریر عرض آنکہ مبلغ پندرہ سو روپے مہر کے اور اسی روپے مصارف عدت کے یہ دونوں ملا کر پندرہ سو اسی روپے میاں اسمعیل و سید صاحب کو بھیج کر میاں عبدالعزیز اینڈ سنز کے پاس سے منگالیں اگر آپ میاں اسمعیل و سید صاحب کی معرفت نہیں منگوائیں گے تو کسی دوسرے شخص کو وہ نہیں دیں گے ۔ راقم اسمعیل احمد جی ٹیمول ۔ بسین بتاریخ ۱۲ اپریل ۱۹۱۷ء ۔ امید ہے کہ احادیث کو مد نظر رکھتے ہوئے جواب کا وہ پہلو اختیار کیا جائے جو احناف و اہل حدیث ہر دو کے لئے موجب طمانیت ہو ۔

(جواب ۳۲۴) صورت مسئولہ میں اسمعیل احمد جی ٹیمول کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور اس کی بیوی

خدیجہ اس کے نکاح سے خارج اور اس کے اوپر حرام ہو گئی اب بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہیں ہو سکتی(۱) اور طلاق اس وقت سے واقع ہوئی جس وقت پہلا طلاق نامہ لکھا گیا اور زوج نے اس پر دستخط کئے(۲) کیونکہ نفس وقوع طلاق کے لئے گواہوں کی ضرورت نہیں ہاں ثبوت کے لئے گواہوں کی ضرورت ہے مگر زوج طلاق نامہ لکھنے اور بھیجنے کا مقر ہو تو پھر شہادت کی ضرورت نہیں(۳) اور ایک مجلس کی تین طلاقیں یا ایک لفظ سے تین طلاقیں تمام صحابہ و تابعین وائمہ مجتہدین و جمہور علمائے اہل سنت والجماعۃ کے نزدیک واقع ہو جاتی ہیں اور تین ہی سمجھی جاتی ہیں ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہ امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبلؒ کا یہی مذہب ہے اور اسی پر سلفاً و خلفاً تمام مسلمانوں کا عمل ہے اور یہی قرآن مجید و احادیث نبویہ و فتاویٰ اکابر صحابہؓ سے ثابت ہے پس جو اس کا خلاف کرے وہ اہل سنت والجماعت کا مخالف ہے اور گروہ مبتدعین میں داخل ہے اب بقدر ضرورت دلائل بیان کئے دیتا ہوں۔ قال اللہ تعالیٰ الطلاق مرتان الیٰ قولہ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ (۴) اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ وہ طلاق جس کے بعد رجعت جائز ہے دو طلاقیں ہیں اور جب خاوند تیسری طلاق دے دے تو پھر عورت اس کے لئے بغیر حلالہ حلال نہیں (انتہی) آیت اپنے عموم سے ان تمام صورتوں کو شامل ہے کہ تیسری طلاق ایک ہی مجلس میں ہویا دوسری مجلس میں۔ ایک طہر میں ہو یا اطہار متعددہ میں یا حالت حیض میں۔ طلاق اول و ثانی و ثالث کے درمیان رجعت متخلل ہوئی ہو یا نہیں آیت کے عموم سے ان تمام صورتوں کا حکم یہی ثابت ہوتا ہے کہ تینوں طلاق واقع ہو کر حرمت مغلظہ پیدا کر دیں گی اور زوجہ بغیر حلالہ زوج کے لئے حلال نہ ہو گی اگرچہ بعض صورتوں میں زوج گناہ گار بھی ہو گا مثلاً حالت حیض میں مطلقاً طلاق دینے یا طہر واحد میں تینوں طلاق دینے کی صورت میں لیکن وقوع طلاقمیں کچھ شبہ نہیں وعن عبادة بن الصامتؓ ان اباه طلق امراة الف تطليقة فانطلق عبادة الى رسول الله ﷺ فسالہ فقال بانت بثلاث فی معصية الله رواه عبدالرزاق (کذافی فتح القدیر) (۵) یعنی عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ ان کے والد صامت نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دیدیں تو عبادہؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا حکم دریافت کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عورت تین طلاقوں کے ساتھ بائنہ ہو گئی اور خدا کی نافرمانی بھی ہوئی مطلب یہ کہ

---

(۱) وان كان الطلاق ثلاثا فی الحرة او ثنتين فی الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا او يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالى " فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره " المراد الطلقة الثالثة (الهداية ' كتاب الطلاق ' باب الرجعة ' فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۲) ولو استكتب من آخر كتابا بطلاقها وقراه على الزوج فاخذه الزوج و ختمه وعنونه و بعث به اليها وقع ان اقر الزوج انه كتابه (هامش رد المحتار مع الدر المختار ' كتاب الطلاق ' مطلب فی الطلاق بالكتابة ۳/۲۴۶'۲۴۷ ط سعيد كراتشى)

(۳) وان لم يقرانه كتابه ولم تقم بينة لكنه وصف الامر على وجهه لا تطلق قضاء ولا ديانة وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقرانه كتابه (هامش رد المحتار ' كتاب الطلاق ' مطلب فی الطلاق بالكتابة ۳/۲۴۷ ط سعيد كراتشى)

(۴) البقرة ۲۲۹ ' ۲۳۰

(۵) فتح القدير ' كتاب الطلاق ' باب طلاق السنة ۳/۳۳۰ ط مكتبه رشيديه كوئٹه

ہزار میں سے تین طلاقیں پڑ گئیں اور باقی ۹۹۷ لغو ہو گئیں اور چونکہ تینوں طلاقیں ایک دفعہ دی گئیں اس لئے زوج گناہ گار بھی ہوا اس حدیث سے دو باتیں صراحۃً ثابت ہوتی ہیں اول یہ کہ تین طلاقیں ایک دفعہ دینے سے تینوں پڑ جاتی ہیں اور یہ کہ خود آنحضرت ﷺ نے تینوں طلاقیں پڑ جانے کا حکم دیا ہے دوم یہ کہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ایک دفعہ سے تین طلاقیں دینا اگرچہ گناہ ہے لیکن اس کا منہی عنہ اور معصیت ہونا عدم وقوع کو مستلزم نہیں طلاق مغلظہ تو پڑ کر ہی رہے گی زوج گناہ گار ہو گا یہ بات علیحدہ ہے اور اس بات کی نظیر شریعت مقدسہ میں دوسری بھی موجود ہے وہ یہ کہ حالت حیض میں طلاق دینا بھی منع ہے لیکن اگر کوئی مرد اپنی حائضہ بیوی کو طلاق دیدے تو طلاق پڑ جائے گی۔ عن نافع عن عبداللہ انہ طلق امراتہ و ھی حائض تطلیقۃ واحدۃ فامرہ رسول اللہ ﷺ ان یراجعھا (متفق علیہ)(۱) وعن سالم ابن عبداللہ قال قال ابن عمر فراجعتھا و حسبت لھا التطلیقۃ التی طلقتھا (رواہ مسلم)(۲) و عن سعید بن جبیر ابن عمر قال حسبت علی بتطلیقۃ(رواہ البخاری) (۳) یعنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی (یعنی ایک طلاق) تو آنحضرت ﷺ نے ان کو رجعت کر لینے کا حکم فرمایا اور انہوں نے رجعت کر لی پھر وہ خود فرماتے ہیں کہ میرے اوپر یہ ایک طلاق شمار کر لی گئی اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ حالت حیض میں طلاق دینا اگرچہ گناہ ہے لیکن طلاق پھر بھی پڑ جاتی ہے ورنہ اس کا ایک طلاق شمار کیا جانا بے معنی ہو گا۔ وعن سھل بن سعدالساعدی ان عویمر العجلانی قال یا رسول اللہ ﷺ ارایت رجلا وجدمع امراتہ رجلا ایقتلہ فتقتلونہ ام کیف یفعل فقال رسول اللہ ﷺ قد انزل اللہ فیك و فی صاحبتك فاذھب فات بھا قال سھل فتلا عن فی المسجد وانا مع الناس عند رسول اللہ ﷺ فلما فرغا قال عویمر کذبت علیھا یا رسول اللہ ﷺ ان امسکتھا و طلقھا ثلاثا (رواہ الشیخان) (۴) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عویمر نے اپنی بیوی کو لعان کے بعد تین طلاقیں دیں اور آنحضرت ﷺ نے سکوت فرمایا یعنی ان کو یہ نہ فرمایا کہ تین طلاقیں دینے سے کیا فائدہ جب کہ تین سے بھی ایک ہی ہوتی ہے تو ایک ہی دینی چاہئے تھی و عن نافع قال کان ابن عمر اذا سئل عمن طلق ثلاثا قال لو طلقت مرۃ اومرتین فان النبی ﷺ امرنی بھذا فان طلقتھا ثلاثا فقد حرمت علیك حتی تنکح زوجا غیرك و عصیت اللہ تعالیٰ فیما امرك من طلاق امراتك (رواہ المسلم) (۵) یعنی نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے جب ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جاتا تھا جو اپنی

---

(۱) واللفظ لمسلم' کتاب الطلاق' باب تحریم طلاق الحائض ۱/ ۴۷۶ ط مکتبہ قدیمی کراتشی
(۲) رواہ مسلم فی الصحیح' کتاب الطلاق' باب تحریم طلاق الحائض ۱/۴۷۶ ط مکتبہ قدیمی کراتشی
(۳) رواہ البخاری فی الجامع الصحیح' کتاب الطلاق' باب اذا طلقت الحائض یعتد بذلك الطلاق ۱/ ۷۹۰ ط مکتبہ قدیمی کراتشی)
(۴) رواہ البخاری فی الجامع الصحیح' کتاب الطلاق' باب من اجاز الطلاق الثلاث ۲/ ۷۹۱' و باب اللعان و من طلق بعد اللعان ۲/ ۷۹۹ ط مکتبہ قدیمی کراتشی ' و رواہ مسلم فی الصحیح' کتاب اللعان ۱/ ۴۸۸ ط مکتبہ قدیمی کراتشی)
(۵) رواہ مسلم فی الصحیح' کتاب الطلاق ' باب تحریم طلاق الحائض ۱/ ۴۷۶ ط مکتبہ قدیمی کراتشی

بیوی کو تین طلاق دیدے تو وہ فرماتے تھے کہ اگر ایک یا دو طلاق دے تو بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی بات کا حکم فرمایا تھا لیکن اگر تو بیوی کو تین طلاق دیدے گا تو وہ تجھ پر حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ کسی دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور تو خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والا ہو گا اس حکم میں جو دربارہ طلاق زوجہ تجھ کو دیا ہے اس حدیث سے بھی صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ تین طلاقیں ایک دفعہ یا ایک طہر میں دینے سے پڑ جاتی ہیں کیونکہ گناہ گار ہونا انہیں جیسی صورتوں میں ہوتا ہے۔عن ابی سلمة ان حفص بن المغیرة طلق امراته فاطمة بنت قیس علی عهد رسول الله ﷺ ثلث تطلیقات فی کلمة واحدة فابانها منه النبی ﷺ الحدیث (رواه الدارقطنی) (۱) یعنی ابو سلمہ سے روایت ہے کہ حفص بن مغیرہ نے اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس کو تین طلاقیں ایک کلمہ میں دیدیں تو نبی اکرم ﷺ نے فاطمہ کو ان سے جدا کر دیا اس حدیث سے بھی صاف ثابت ہے کہ ایک دفعہ کی دی ہوئی تین طلاقیں پڑ جاتی ہیں اور عورت بائنہ مغلظہ ہو جاتی ہے۔و عن عمرو بن مرة قال سمعت هامان یسئل سعید بن جبیر عن رجل طلق امراته ثلثا فقال سعید سئل ابن عباسؓ عن رجل طلق امراته مائة فقال ثلث یحرم علیك امراتك و سائر هن وزر اتخذت ایات الله هزوا (رواه الدار قطنی) (۲) یعنی عمرو بن مرہ کہتے ہیں کہ میں نے ہامان کو سعید بن جبیر سے یہ پوچھتے سنا کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دے دے تو کیا حکم ہے سعید نے کہا کہ حضرت ابن عباسؓ سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں تو انہوں نے فرمایا تھا کہ تین طلاقیں تیری بیوی کو تجھ پر حرام کر دیتی ہیں اور باقی ستانوے گناہ رہیں تو نے آیات اللہ کو ٹھٹھا بنالیا ہے وعن مجاهد عن ابن عباس انه سئل عن رجل طلق امراته مائة قال عصیت ربك وفارقت امراتك لم تتق الله فیجعل لك مخرجا (رواه الدارقطنی) (۳) مجاہد کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیدی ہیں انہوں نے فرمایا کہ تو نے اپنے خدا کی نافرمانی کی اور اپنی بیوی سے جدا ہو گیا تو نے خدا کا خوف نہیں کیا کہ وہ تیرے لئے کوئی سبیل نکالتا۔وعن مجاهد قال جاء رجل من قریش الی ابن عباسؓ فقال یا ابا عباس انی طلقت امراتی ثلثا وانا غضبان فقال ان ابن عباس لا یستطیع ان یحل لك ماحرم علیك عصیت ربك و حرمت علیك امراتك الحدیث (رواه الدار قطنی) (۴) مجاہد کہتے ہیں کہ قریش میں سے ایک شخص ابن عباسؓ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو بحالت غصہ تین طلاقیں دیدی ہیں انہوں نے فرمایا کہ ابن عباس کی یہ طاقت نہیں کہ وہ تیرے لئے حلال کر دے وہ چیز جو حرام کی گئی تو نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ پر حرام ہو گئی۔

---

(۱) رواہ الدار قطنی فی سننہ کتاب الطلاق والخلع والایلاء ٤: ۱۲ ط دارنشر الکتب الاسلامیة لاهور باکستان
(۲) المصدر السابق ٤: ۱۲
(۳) المصدر السابق ٤: ۱۳
(٤) المصدر السابق ٤: ۱۳

وعن عمرانه رفع اليه رجل طلق امراته الفاً فقال له عمرا طلقت امراتك قال لا انما كنت العب فعلاه عمر بالدرة فقال انما يكفيك من ذلك ثلث' اخرجه عبدالرزاق كذافي التعليق المغني (۱) یعنی حضرت عمرؓ کے سامنے ایک شخص لایا گیا جس نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دیدی تھیں حضرت عمرؓ نے اس سے پوچھا کہ تو نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے اس نے کہا نہیں میں تو مذاق کرتا تھا حضرت عمرؓ نے اس کے درے مارے اور فرمایا کہ تجھے تین طلاقیں دینا کافی تھا۔

یہ تمام حدیثیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ ایک کلمہ سے یا ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے تینوں پڑ جاتی ہیں اور یہ کہ جناب رسالتمآب ﷺ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ یہی فتوے دیتے تھے جیسا کہ روایات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے۔

قال صاحب المنتقى بعد ما اورد روايات ابن عباسؓ وهذا كله يدل على اجماعهم على صحة وقوع الثلث بالكلمة الواحدة كذافي التعليق المغني (۲) صاحب منتقی نے حضرت ابن عباسؓ کی روایتیں بیان کر کے فرمایا کہ یہ سب اس امر پر دال ہیں کہ صحابہؓ و تابعینؒ کا اس امر پر اجماع تھا کہ ایک کلمہ سے تینوں طلاقوں کا واقع ہونا صحیح ہے۔ وقال الامام النووی فی شرح صحيح مسلم (۳) وقد اختلف العلماء فيمن قال لامراته انت طالق ثلثا فقال الشافعي و مالك و ابو حنيفة واحمد و جماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث الخ . یعنی امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ علماء نے اس شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کو انت طالق ثلثا کہہ دے یعنی ایک ہی کلمہ سے تین طلاقیں دیدے اختلاف کیا ہے پس امام شافعیؒ امام مالکؒ امام ابو حنیفہ اور امام احمدؒ اور جماہیر علماء سلف و خلف اس بات کے قائل ہیں کہ تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی وقال الشيخ ابن الهمام فی فتح القدير (۴) و ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع الثلاث۔ یعنی تمام جمہور صحابہؓ و تابعینؒ اور ان کے بعد ائمہ مسلمین اس بات کے قائل ہیں کہ تینوں طلاقیں پڑ جاتی ہیں۔ وقال الزرقانی فی شرح المؤطا (۵) والجمهور على وقوع طلاق الثلاث بل حكى ابن عبدالبر للاجماع قائلا بان خلافه شاذلا يلتفت اليه. یعنی علامہ زرقانی نے مؤطا امام مالکؒ کی شرح میں فرمایا کہ جمہور اسی پر ہیں کہ تینوں طلاقیں پڑ جاتی ہیں بلکہ علامہ ابن عبدالبر نے اس پر اجماع نقل کر کے کہا کہ اس کا خلاف شاذ ہے اس کی طرف التفات نہ کرنا چاہئے۔

---

(۱) التعليق المغني على سنن الدار قطني" كتاب الطلاق والخلع والا يلاء وغيره ۱۳/٤ ط دار نشر الكتب الاسلامية لاهور پاكستان' اخرجه عبدالرزاق في مصنفه' كتاب الطلاق' باب المطلق ثلاثا ۳۹۳/٦ ط المكتب الاسلامي بيروت لبنان)

(۲) المصدر السابق ۱۳/۱

(۳) شرح الصحيح للامام مسلم للعلامة النووي' كتاب الطلاق' باب طلاق الثلاث' ٤٧٨/۱ ط مكتبه قديمي كراتشي

(٤) فتح القدير' كتاب الطلاق' باب طلاق السنة ۳/٤٦٩ ط مكتبه مصطفى البابي الحلبي بمصر۔

(٥) شرح الزرقاني على مؤطا الامام مالك' كتاب الطلاق' باب ماجاء في البتة ۱٦٧/۳ ط دار الفكر بيروت)

وقال العلامة العینی فی شرح الهدایه(۱) اذا طلق الرجل امراته ثلاثا قبل الدخول بها وقعن علیها عندعامة العلماء وهو مذهب عمرو علی و ابن عباس و ابی هریرة و عبدالله بن عمر و بن العاص و عبدالله بن مسعود وانس بن مالک و به قال سعید بن المسیب و محمد بن سیرین و عکرمة و ابراهیم و عامر الشعبی و سعید بن جبیر والحکم و ابن ابی لیلی والا وزاعی و سفیان الثوری و ابن المنذر و ذکر ابن ابی شیبة انه قول عائشة وام سلمة و خالد بن محمد و مکحول و حمید بن عبدالرحمن الخ۔ یعنی علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں فرمایاہے کہ جب کہ آدمی اپنی بیوی کو ایک دفعہ سے تین طلاق قبل الدخول دیدے تو تینوں پڑ جائیں گی نزدیک علمائے عامہ کے اور یہی مذہب ہے حضرت عمر اور حضرت علی اور ابن عباس اور ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن مسعود اور انس بن مالکؓ کا اور اسی کے قائل ہیں سعید بن مسیب اور محمد بن سیرین اور عکرمہ اور ابراہیم اور عامر شعبی اور سعید بن جبیر اور حکم اور ابن ابی لیلیٰ اور اوزاعی اور سفیان ثوری اور ابن منذر رحمہم اللہ اور حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ نے ذکر کیا کہ یہی قول ہے حضرت عائشہؓ اور ام سلمہ اور خالد بن محمد اور مکحول اور حمید بن عبدالرحمن کا۔ وقال العلامة العینی فی شرح صحیح البخاری(۲) وذهب جماهیر العلماء من التابعین ومن بعدهم منهم النخعی والثوری و ابو حنیفة و مالک و الشافعی و احمد واخرون کثیرون الی من طلق امراته ثلثا و قعن علیها لکنه یاثم وقالوا من خالف فیه فهو شاذ مخالف لا هل السنة وانما تعلق به اهل البدعة ومن لا یلتفت الیه لشذوذه عن الجماعة. یعنی علامہ عینی نے شرح صحیح بخاری میں ذکر کیا ہے کہ جماہیر علمائے تابعین اس امر کی طرف گئے ہیں کہ جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدے تو تینوں پڑ جائیں گی لیکن وہ گناہ گار ہوگا۔ اسی کے قائل ہیں ابراہیم نخعی اور سفیان ثوری اور ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمدؒ اور بہت لوگ۔ اور کہا انہوں نے کہ جو اس کا خلاف کرے وہ شاذ ہے اور اہل سنت کا مخالف ہے اور نا قابل التفات کیونکہ جماعت اہل علم سے جدا ہے وقال الحافظ ابن حجر بعد البحث الطویل والراجح ایقاع الثلاث للاجماع الذی انعقدفی عهد عمر علی ذلک ولا یحفظ ان احدا فی عهده خالفه فی ذلک وقد دل اجماعهم علی وجود ناسخ وان کان خفی عن بعضهم قبل ذلک حتی ظهر لجمیعهم فی عهد عمر فالمخالف بعد هذاالاجماع منا بذله' والجمهور علی عدمه اعتبار من احدث الاختلاف بعدالاتفاق والله اعلم (تعلیق المغنی) (۳) یعنی حافظ ابن حجر نے فتح

---

(۱) البنایة شرح الهدایة' کتاب الطلاق' فصل فی الطلاق قبل الدخول ۹۶'۹۵/۵ ط رشیدیه' کوئٹه

(۲) عمدة القاری شرح الصحیح للبخاری' کتاب الطلاق' باب من اجاز طلاق الثلاث ۲۳۳/۲۰ ط ادارة الطباعة المنیریة' محمد امین دمج بیروت

(۳) تعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی' کتاب الطلاق والخلع والایلاء وغیره ۶۰/۴ ط دارنشر الکتب الاسلامیه لاهور پاکستان و فتح الباری شرح الصحیح للبخاری' کتاب الطلاق' باب من جوز طلاق الثلاث ۳۱۹/۹ ط الکبری المیریة بیر لاق مصر –

الباری میں بحث طویل کے بعد فرمایا اور راجح یہ ہے کہ تینوں طلاقیں واقع کر دی جائیں کیونکہ اس پر حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں اجماع منعقد ہو گیا ہے اور یہ بات محفوظ نہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کسی نے ان کا اس مسئلہ میں خلاف کیا ہو اور ان کا اجماع اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی ناسخ موجود ہے اگرچہ وہ ناسخ اس سے پہلے بعض لوگوں سے پوشیدہ رہا یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں سب پر ظاہر ہو گیا پس اس اجماع کے بعد جو اس میں خلاف کرے وہ اجماع کا مخالف ہے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اجماع و اتفاق کے بعد جو اختلاف کرے وہ غیر معتبر ہے۔

پس ان تمام عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ ایک کلمہ یا ایک مجلس کی دی ہوئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور یہی حکم قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہے اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اس پر صحابہ و تابعین کا اجماع ہو گیا اور ائمہ اربعہ بھی اسی کے قائل ہیں اور سلفاو خلفا علمائے امت کا یہی مذہب ہے اور اس کا مخالف اہل سنت والجماعت سے جدا ہے اور اس کا قول غیر معتبر ہے۔

اب آپ کے سوالوں کا جواب نمبروار تحریر کیا جاتا ہے۔

(۱) سوال اول کا جواب یہ ہے کہ صریح تین طلاقیں لفظاً ہوں یا کنایۃً (بشروط معتبرہ فی الکنایات) ایک لفظ سے اور ایک مجلس میں ہوں یا متعدد الفاظ سے مختلف مجالس میں ہوں تینوں پڑ جاتی ہیں اور عورت مطلقہ مغلظہ ہو جاتی ہے اور قضاءً ایک کی نیت کا ہرگز اعتبار نہ ہو گا ہاں اگر ایک کلمہ میں تین طلاقیں نہ دی ہوں بلکہ لفظ طلاق کو تین مرتبہ مکرر کیا ہو اور اخیرین میں تاکید کی نیت کی ہو تو دیانۃً یہ نیت معتبر ہو گی اور قضاءً تینوں پڑ جائیں گی کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین (درمختار) ای وقع الکل قضاء وکذااذاطلق اشباه ای بان لم ینوا استینا فاولا تاکید الان الاصل عدم التاکید (رد المحتار) (۱)

(۲) سوال دوم کا جواب خود صاف ہو گیا کہ صورت مسئولہ میں ایک کی نیت نہ دیانۃً صحیح ہے نہ قضاءً کیونکہ طلاق مغلظہ کلمہ واحدہ سے دی گئی ہے اور ایسی طلاق کا پڑ جانا اور منکوحہ کا مطلقہ مغلظہ ہو جانا قرآن مجید و حدیث شریف واجماع صحابہ و تابعین سے ثابت ہو چکا ہے۔

(۳) سوال سوم کا جواب یہ ہے کہ طلاق ثلث میں ایک کی نیت ہونے کی صورت یہ ہے کہ لفظ طلاق کو مکرر کیا جائے اور اخیر کے دو لفظوں سے پہلی مرتبہ کے تلفظ کی تاکید مقصود ہو یعنی استیناف و انشا کا ارادہ نہ کیا جائے لیکن صورت سوال میں یہ نہیں ہے بلکہ یہاں تو ایک لفظ سے طلاق ثلثہ مغلظہ دی گئی ہے اور خود زوج مطلق نے اپنی نیت کی تشریح ان الفاظ سے کر دی ہے کہ وصارت لا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ — پھر ایسی صورت میں ایک کی نیت ہونے کے کوئی معنی نہیں رہی حدیث رکانہ اور حدیث ابن عباس جو مسلم میں مروی ہے تو اس کے متعلق اولاً یہ گزارش ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یہ بات

---

(۱) ھامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب طلاق غیر المدخول بھا ۲۹۳/۳ ط سعید کراتشی

تھی کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو تین طلاق اس طرح دیتا تھا کہ انت طالق انت طالق انت طالق اور پہلے لفظ سے تو انشائے طلاق مقصود ہوتا اور پچھلے دو لفظوں سے تاکید مقصد ہوتی اور وہ یہ کہتا کہ میری نیت میں تو ایک ہی طلاق تھی تو آنحضرت ﷺ اس کے قول کا اعتبار فرمالیتے اور ایک طلاق کا حکم دیتے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ خود آنحضرت ﷺ نے صامتؓ کے قصہ میں جنھوں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی تھیں بانت بثلاث فی معصیۃ اللہ فرماکر ہزار میں سے تین طلاقیں پڑنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ ہم شروع میں مسند عبدالرزاق سے بحوالہ فتح القدیر نقل کر چکے ہیں۔ وقال الامام النووی(۱) اما حدیث ابن عباسؓ فاختلف العلماء فی جوابه و تاویله والا صح ان معناه انه کان فی اول الامر اذا قال انت طالق انت طالق انت طالق ولم ینوا التاکید ولا الا استیناف یحکم بوقوع طلقة واحدة لقلة ارادتهم الاستیناف بذلك فحمل علی الغالب الذی هو ارادة التاکید فلما کان زمن عمرو کثر استعمال الناس بهذه الصیغة و غلب منهم ارادة الاستیناف بها حملت عندالاطلاق علی الثلث عملا بالغالب السابق الی الفهم منها فی ذلك العصر - یعنی امام نوویؒ نے فرمایا کہ ابن عباس کی روایت کا جواب دینے اور معنی بیان کرنے میں علما نے اختلاف کیا ہے اور اصح یہ ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ابتدا میں یہ بات تھی کہ جب کوئی شخص انت طالق انت طالق تین مرتبہ کہتا اور تاکید اور استیناف کا بہت کم ارادہ کرتے تھے پس اسی اکثری حالت پر حمل کیا گیا پھر جب حضرت عمرؓ کا زمانہ ہوا اور لوگوں نے اسی صیغہ کا استعمال بکثرت شروع کر دیا اور ان کی جانب سے استیناف کا ارادہ غالب ہو گیا تو اطلاق کے وقت تین طلاقوں پر حمل کیا گیا تاکہ احتمال غالب سابق الی الفہم پر عمل ہو جائے رکانہ کی حدیث مضطرب ہے مسند امام احمد (۲) کی روایت میں یہ لفظ ہیں جو سائل نے سوال میں ذکر کئے ہیں یعنی طلق رکانة بن عبدیزید امراته ثلثا فی مجلس واحد . الخ ۔ اور ابو داؤد اور ترمذی اور دار قطنی (۳) وغیرہ میں اس طرح ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق ثلثہ دیدی اور آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تمہاری نیت کیا تھی انہوں نے عرض کیا کہ ایک طلاق کی نیت تھی آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم ایک ہی طلاق کی نیت تھی ؟ عرض کیا کہ خدا کی قسم ایک ہی طلاق کی نیت تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا ایک ہی طلاق ہوئی - غرضیکہ یہ روایت مضطرب

---

(۱) شرح الصحیح لمسلم للعلامة النوویؒ' کتاب الطلاق' باب طلاق الثلاث ۱/ ۴۷۸ ط مکتبه قدیمی کراتشی -

(۲) عن ابن عباسؓ قال طلق رکانة بن عبد یزید اخو بنی المطلب امراته ثلاثا فی مجلس واحد فحزن علیها حزنا شدیدا قال فساله رسول الله ﷺ کیف طلقتها؟ قال ثلاثا قال : فقال فی مجلس واحد ؟ قال نعم قال فانما تلك واحدة فارجعها ان شئت قال فرجعها فکان ابن یری انما الطلاق عند کل طهر (رواه احمد فی مسنده' مسند عبدالله بن عباس ۱/ ۴۳۸ ط دار احیاء التراث العربی بیروت)

(۳) عن علی بن یزید بن رکانة عن ابیه عن جده انه طلق امراته البتة فاتی رسول الله ﷺ فقال ما اردت قال واحدة قال الله قال الله قال هو علی ما اردت (رواه ابوداؤد فی سننه' کتاب الطلاق' باب فی البتة ۱/ ۳۰۰ ط سعید کراتشی' و رواه الترمذی فی الجامع' ابواب الطلاق واللعان' باب ماجاء ان الرجل طلق امراته البتة ۱/ ۲۲۰ ط سعید کراتشی) ورواه الدار قطنی فی سننه' کتاب الطلاق والخلع والایلاء وغیره ۴/ ۳۴ ط دار نشر الکتب الاسلامیة' لاهور باکستان)

ہے اس سے استدلال کرنا مستقیم نہیں۔قولہ ان رکانۃ بن عبد یزید طلق امراتہ . الحدیث – رواہ الشافعی و ابوداؤد والترمذی و ابن ماجۃ و ابن حبان والحاکم واعلہ البخاری بالا ضطراب وقال ابن عبدالبر فی التمہید ضعفوہ واختلفوا ھل من مسند رکانۃ او مرسل رکانۃ کذافی التلخیص (التعلیق المغنی) (۱) وقال الشوکانی وھو مع ضعفہ مضطرب و معارض اما الاضطراب فکما تقدم – الخ (التعلیق المغنی)(۲) وقال المحقق ابن ھمام فی فتح القدیر (۳) فتاویلہ (ای معنی حدیث ابن عباس) ان قول الرجل انت طالق انت طالق انت طالق کان واحدۃ فی الزمان الاول لقصد ھم التاکید فی ذلک الزمان ثم صاروا یقصدون التجدید فالزمھم عمر بذلک لعلمہ بقصدھم . انتھی ان تمام عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت کا مطلب یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں تین طلاقوں کا ایک قرار دیا جانا اسی بناپر ہوتا تھا کہ تینوں بقصد انشاءو تجدید نہیں ہوتی تھیں اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں چونکہ لوگ بقصد انشاءو تجدید تین طلاقیں دینے لگے تو حضرت عمرؓ نے وقوع ثلاث کا حکم دے دیااور انشاءو تجدید کی نیت ہونے کی حالت میں تینوں طلاقیں پڑجانے کا حکم خود آنحضرت ﷺ کے اس حکم سے ماخوذ ہے جو صامت کی ہزار طلاقوں کے بارے میں آپ نے دیا تھا۔

(۵) سوال پنجم کا جواب بھی اب صاف ہو گیا کہ تین طلاق کی نیت ہوتے ہوئے بھی ایک طلاق کا حکم کرنا قرآن و حدیث واجماع کے خلاف ہےاور زوج کا صورت سوال میں یہ دعویٰ کرنا کہ میری نیت ایک طلاق کی تھی صریح تناقض ہے لہذا لغو ہے۔طلاق نامہ کی عبارت یہ ہے طلق زوجتہ المدخول بھا خدیجۃ بنت غلام محمد کترادا المقیمۃ فی رنگون ثلاثا– اس عبارت میں بھی ایک کی نیت کاادعا صحیح نہیں کیونکہ یہ ایک کلمہ سے تین طلاقیں دی گئی ہیں ایک کی نیت کا احتمال تو تکرار لفظ طلاق کی صورت میں ہو سکتا تھاوہ یہاں نہیں ہے اور پھر آگے یہ عبارت وصارت لا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ – تو ارادہ حرمت مغلظہ میں نص صریح ہے۔

(۶) سوال ششم کا جواب یہ ہے کہ ہرگز جائز نہیں کیونکہ اول تو یہ قول قرآن مجید اور حدیث شریف اوراجماع کے خلاف ہے اوربقول علامہ عینی اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے اوربقول حافظ ابن حجر اس کا قائل خارق اجماع ہے دوسرے یہ کہ ایسا کرنا در حقیقت خواہش نفسانی کااتباع اور شریعت مطہرہ کے ساتھ استہزا ہے۔نعوذ باللہ واللہ اعلم و علمہ اتم واحکم– کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہٗ مدرس مدرسہ امینیہ مسجدپانی پتیان دہلی

---

(۱) التعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی' کتاب الطلاق والخلع والایلاء وغیرہ ۴/۳۳ ط دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور–
(۲) التعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی' کتاب الطلاق والخلع والایلاء وغیرہ ۴/۳۴ ط دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور پاکستان
(۳) فتح القدیر' کتاب الطلاق' باب طلاق السنۃ ۳/۴۷۱ ط مکتبہ مصطفی الحلبی بمصر

تین طلاق کے بعد عورت مرتدہ ہو گئی اب بغیر حلالہ کے رجوع کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی جمیلہ کو تین طلاق مغلظہ دیدی جمیلہ کو بہت ملال ہوا اور وہ مرتد ہو کر ہندو مذہب میں شامل ہو گئی جب اس کے وارثوں کو معلوم ہوا تو اس کو سمجھا بجھا کر توبہ پر راضی کر لیا اس نے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا اور عدت طلاق گزار کر بغیر حلالہ کے اپنے شوہر زید مذکورہ کو راضی کر کے اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کر لیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں ؟

(جواب ۳۲۵) مرتد ہو جانے سے حلالہ ساقط نہیں ہوا(۱) اس کو لازم تھا کہ کسی دوسرے آدمی سے نکاح کرتی پہلے خاوند سے جس نے تین طلاقیں دی تھیں بغیر حلالہ کے نکاح جائز نہیں تھا۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تین طلاق کے بعد بیوی کو رکھنا کیسا ہے ؟

(سوال) میں نے اپنی زوجہ کو ہر چند سمجھایا کہ میری مرضی کے خلاف تم کوئی کام نہ کرو اور بہت عرصہ تک یہ انتظار کیا کہ یہ میری منشا کے خلاف کوئی کام نہ کرے لیکن جب میں مایوس ہو گیا تو مجبور ہو کر میں نے اس سے کہا کہ میں تجھ کو طلاق دے دوں گا اس نے کہا کہ یہ تو مجھ کو نظر آرہا ہے خیر میں مہر معاف کرتی ہوں اور تم دونوں بچے مجھے دے دو کچھ روز کے بعد میں نے اس کو تین طلاق دے دیں اور اس کو اس کے والد کے ہمراہ میکے بھیج دیا اب اس کے والد اور اس کے عزیز و اقارب مجھ پر زور ڈال رہے ہیں کہ اس کو اپنی بیوی بنا لو میں پریشان ہوں کہ کیا کروں ؟المستفتی نمبر ۲۰۷ عبدالرحمٰن دہلی ۲۸ شوال ۱۳۵۲ھ ۱۳ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۲۶) تین طلاقیں دیدینے کے بعد زوجہ کو بیوی بنا لینے کی صورت باقی نہیں رہی اب تو وہ جب تک کسی اور شخص کے نکاح میں نہ جائے اور اس سے بعد وطی طلاق کے ذریعہ یا اور کسی سبب سے علیحدہ نہ ہو شوہر اول کے نکاح میں نہیں آسکتی۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

---

(۱) فلا يحلها وطء المولى ولا ملك امة بعد طلقتين او حرة بعد ثلاث وردة و سبى' نظيره من فرق بينهما بظهار او لعان ثم ارتدت و سبيت ثم ملكها لم تحل له ابدا (درمختار) وقال في الرد : اى لو طلقها ثنتين وهى امة ثم ملكها او ثلاثا وهى حرة فارتدت ولحقت بدر الحرب ثم سبيت ثم ملكها لم تحل له ابدا (درمختار) وقال في الرد: اى لو طلقها ثنتين وهى امة ثم ملكها او ثلاثا وهي حرة فارتدت ولحقت بدار الحرب ثم سبيت و ملكها لا يحل له وطؤها بملك اليمين حتى يزوجها فيدخل بها الزوج ثم يطلقها كما فى الفتح.....فوجه الشبه بين المسئلتين ان الردة اللحاق والسبى لم تبطل حكم الظهار واللعان كما لم تبطل حكم الطلاق (هامش رد المحتار' مع الدرالمختار' كتاب الطلاق باب الرجعة ۴۱۲/۳ ط سعيد كراتشى)

(۲) وان كان الطلاق ثلاثا فى الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والا صل فيه قوله تعالى : " فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ۳۹۹/۲ ط شركة علميه ملتان)

(۳) دیکھئے قرآن شریف سورۃ بقرۃ آیت ۲۳۰ " فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" بخارى شريف كتاب الطلاق ' باب من اجاز طلاق الثلاث ۷۹۱/۲ ط قديمى عن عائشة ان رجلا طلق امراته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبى ﷺ اتحل للاول قال لاحتى يذوق عسيلتها كما ذاق الاول" شاميه' كتاب الطلاق' باب الرجعة ۴۰۹/۳ ط سعيد كراتشى' هداية كتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ۳۹۹/۲ ط مكتبه شركة علميه ملتان' هنديه كتاب الطلاق' الباب السادس فى الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ما يتصل به ۴۷۳/۱ ط ماجديه' كوئٹه

بیوی کا نام لئے بغیر کئی بار کہا کہ "میں نے اس کو طلاق دی" تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

(سوال) ایک شخص اپنی اہلیہ کو لے کر اپنی سسرال میں گئے وہاں جا کر بیوی کے سوتیلے بھائی سے تکرار ہو گئی تکرار ہوتے ہوئے یہ الفاظ منہ سے نکل گئے کہ میں نے اس کو طلاق دیا اور کئی مرتبہ کہہ دیا گیا اس وقت بیوی موجود نہیں تھی اور کسی مکان کے اندر بیٹھی ہوئی تھی نہ ہی بیوی کا نام لیا گیا اگر طلاق اس طرح واجب ہو گیا ہو تو اس کو دوبارہ نکاح میں لانے میں کیا رائے ہے بیوی سے کسی قسم کی تکرار نہیں ہوئی ۳ ماہ کا حمل ہے۔ المستفتی نمبر ۲۲۵ نیاز محمد صاحب کیتھل ضلع کرنال ۱۶ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ ۳ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۲۷) خاوند نے جب یہ لفظ کہہ دیئے کہ "میں نے اس کو طلاق دیا" اور اس کی نیت بیوی کو ہی طلاق دینا تھی تو اس کی بیوی پر طلاق پڑ گئی خواہ وہ سامنے موجود تھی یا نہ تھی (۱) حاملہ ہوتے یا نہ ہونے میں کوئی فرق نہیں (۲) اور یہ لفظ تین مرتبہ یا تین سے زیادہ کہہ دیا تو تین طلاقیں ہو گئیں اور عورت اس کے نکاح سے باہر ہو گئی اب جب تک کہ عورت کسی دوسرے شخص کے نکاح میں نہ جائے اور دوسرا خاوند بعد صحبت طلاق نہ دے اور عدت پوری نہ ہو پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ایک مجلس کی تین طلاق کے باوجود بغیر حلالہ رجوع کا فتویٰ کیسا ہے ؟

(سوال) زید نے اپنی عورت کو حالت غصہ میں تین طلاق ایک دم دے دیں بعدہ' اس نے اس عورت کو گھر سے نکال دیا پھر اس کی جدائی شاق گزری تو پھر بلا لیا کیونکہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو سنبھالنا بھی دشوار تھا پانچ ماہ کے بعد اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کر لیا مولانا عبدالحیؒ مرحوم کے فتوے پر جس کی عبارت ذیل میں ہے ص ۴۹ ہ۳ استفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی عورت کو حالت غضب میں کہا کہ میں نے طلاق دیا میں نے طلاق دیا میں نے طلاق دیا۔ تو اس تین بار کہنے سے تین طلاق واقع ہوں گی یا نہیں حنفی کو شافعی مذہب پر اس صورت خاص میں عمل کرنے کی رخصت دی جائے گی یا نہیں ہو المصوب اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک تین طلاق واقع ہوں گی اور بغیر تحلیل نکاح نادرست ہوگا مگر بوقت ضرورت کے کہ اس عورت کا علیحدہ ہو نا دشوار ہو اور احتمال مفاسد زائدہ کا ہو' تقلید کسی اور امام کی اگر کرے گا تو کچھ

---

(۱) ولا یلزم کون الاضافة صریحة فی کلامه لما فی البحر لو قال : طالق فقیل له من عنیت؟ فقال امراتی طلقت امراته ویؤیده ما فی البحر لو قال : امراة طالق او طلقت امراة ثلاثا وقال لم اعن امراتی یصدق' و یفهم منه انه لو لم یقل ذلك تطلق امراته لان العادة ان من له امراة انما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الصریح' مطلب " سن بوش" یقع به الرجعی ۲۴۸/۳ ط سعید کراتشی)

(۲) اس لئے کہ حاملہ کو حالت حمل میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے لما فی الهدایة' طلاق الحامل یجوز عقیب الجماع (الهدایة' کتاب الطلاق' باب طلاق السنة ۳۵۶/۲ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان)

(۳) ان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة او ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها کذافی الهدایة (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعة' فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به ۴۷۳/۱ ط مکتبه ماجدیه' کوئٹه)

مضا ئقہ نہ ہوگا۔الخ۔ اور صورت حال میں مفاسد ہونے کا یقین تھا اب کیا شخص مذکور کا نکاح ہوا یا فسخ کرے؟ بینواتوجروا المستفتی نمبر ۳۰۸ مسٹر محمد احمد (ضلع بھروچ) ۲۱ صفر ۱۳۵۳ھ م ۵ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۲۸) صرف حنفیہ کے نزدیک ہی نہیں بلکہ سب ائمہ مجتہدین یعنی امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک بھی تینوں طلاقیں پڑ گئیں(۱) اور عورت مطلقہ مغلظہ ہو گئی اور ان مفاسد کی بنا پر جو سوال میں مذکور ہیں دوبارہ نکاح کی اجازت مشکل ہے مولانا عبدالحیٔ نے جو لکھا ہے وہ اضطراری صورت میں تو قابل عمل ہو سکتا ہے (۲) لیکن ایسے امور میں جو صرف مشکلات کی حد میں داخل ہیں اضطرار تک نہیں پہنچتے ائمہ کے نزدیک اس کی اجازت دشوار ہے۔(۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ایک مجلس کی تین طلاق کے بعد حالت ضرورت شدیدہ میں دوسرے مسلک پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص نے ایک کافرہ کو مسلمان بنا کر اس سے نکاح کیا کچھ عرصہ کے بعد آپس کی ناچاقی کی وجہ سے اس کو تین طلاق دیدی اب صورت یہ پیش آگئی ہے کہ وہ عورت اس کو کسی طرح چھوڑنے کے لئے تیار نہیں کہتی ہے کہ میں کسی حالت میں بھی کسی اور شخص سے نکاح نہیں کروں گی اگر تو اپنے گھر میں نہیں رکھے گا تو میں خود کشی کر لوں گی یا پھر مرتد ہو جاؤں گی اب وہ شخص سخت پریشان ہے اور کہتا ہے کہ تاوقتیکہ شرعاً اجازت نہ ہو میں ہرگز نہیں رکھوں گا۔ المستفتی نمبر ۵۲۵ حکیم غلام محمد خاں جونا گڑھ ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۹ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب) (از مولوی حبیب المرسلین نائب مفتی) اگر اس شخص کو بظن غالب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر میں اس عورت کو نہیں رکھوں گا تو یہ عورت خود کشی کر لے گی یا مرتد ہو جائے گی تو عورت سے عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے اور اگر عدت گزر گئی تو صرف تجدید نکاح کی ضرورت ہو گی بوجہ لازم آنے مفاسد عظیمہ کے یہ اجازت دی جاتی ہے۔ فقط حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ' دہلی

---

(۱) والبدعي ثلاثة متفرقة (درمختار) وقال في الرد (قوله ثلاثة متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالاولى' و ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث وقد ثبت النقل عن اكثر صريحا بايقاع ثلاث ولم يظهر لهم مخالف' فماذا بعد الحق الا الضلال (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' ۲۳۳/۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) الضرورة ان تطر ا على الانسان حالة من الخطر اوالمشقة الشديدة بحيث يخاف حدوث ضرر او اذى بالنفس او بالعضوا و بالعرض او بالعقل او بالمال و توابعها ولا يمكن دفع ذلك الضرر الابارتكاب فعل محرم او ترك واجب شرعي او تاخيره عن وقته (نظرية الضرورة الشرعية للدكتور وهبة الزحيلي ص ۶۸'۶۷ ط بيروت)

(۳) في المجتبى عن محمد في المضافة لا يقع و به افتى ائمة خوارزم انتهى وهو قول الشافعي و للحنفي تقليده بفسخ قاض بل محكم بل افتاء عدل (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب التعليق ۳۴۶/۳ ط سعيد كراتشي) وقال ايضا : ولا باس بالتقليد عند الضرورة لكن بشرط ان يلزم جميع ما يوجبه ذلك الامام (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الصلاة ۳۸۲/۱ ط سعيد كراتشي)

(جواب)(از مولوی خلیق احمد صاحب) مفاسد عظیمہ کے وقت اجازت ہونے کے لئے حوالہ کتاب کی ضرورت ہے میرے نزدیک جواب مذکورہ صحیح نہیں ہے۔ خلیق احمد عفی عنہ خطیب و مفتی جامع مسجد جونا گڑھ

(جواب ۳۲۹) (از مفتی اعظمؒ) صورت واقعہ میں تینوں طلاقوں کا واقع ہو جانا اور رجوع کی اجازت نہ ہونا اور بدون حلالہ کے دوسرا نکاح جائز نہ ہونا ائمہ اربعہ کا مذہب ہے اور وہی راجح اور واجب العمل ہے(۱) مگر ائمہ اربعہ کے مذہب کے خلاف بعض اہل ظاہر اور اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ ایک دفعہ کی اور ایک مجلس کی تین طلاقیں نہیں پڑتیں بلکہ تین کی جگہ ایک طلاق پڑتی ہے(۲) اور خاوند کو رجعت کا حق عدت کے اندر اندر ہوتا ہے لیکن عدت گزر جانے کے بعد بالاتفاق زوجین کو از سر نو ایجاب و قبول کر کے تجدید نکاح کرنی ہوگی (۳) اگر اس بات کا یقین یا ظن غالب ہو کہ عورت خودکشی کرے گی یا مرتد ہو جائے گی تو زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ اہل ظاہر و اہل حدیث کے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت دیدی جائے لیکن انقضائے عدت کے بعد تجدید نکاح کا لازم ہونا اور بغیر تجدید نکاح کے رجعت جائز نہ ہونا تو اتفاقی مسئلہ ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ

(جواب)(از مولوی خلیق احمد صاحب) صورت مسئولہ میں بغیر حلالہ کے اب شوہر اول سے نکاح کسی طرح بھی درست نہیں وان کان الطلاق ثلثة فی الحرة او ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها (هدایة ص ۳۷۵ ج ۲)(۴) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں اب بغیر حلالہ کے شوہر اول سے کسی طرح بھی تجدید نکاح جائز نہیں اور یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں بہر نوع تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں حدیث شریف میں ہے ان رجلا قال لعبدالله بن عباس انی طلقت امراتی مائة تطلیقة فما ذا تری علی فقال ابن عباس طلقت منك بثلث و سبع و تسعون اتخذت بایات الله هزوا— رواه فی المؤطا (مشکوة ص ۲۸٤) (۵) اس حدیث کے مضمون سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ بیک وقت اگر تین یا

---

(۱) وقد اختلف العلماء فیمن قال لا مراته انت طالق ثلاثا فقال الشافعی و مالك وابو حنیفة و احمد و جماهیر العلماء من السلف والخلف یقع الثلاث (شرح الصحیح لمسلم للعلامة النووی' کتاب الطلاق' باب طلاق الثلاث ۱/٤۷۸' ط مکتبه قدیمی کراتشی) و ذهب جمهور الصحابة والتابعین و من بعدهم من ائمة المسلمین الی انه یقع ثلاث ' فتح القدیر' کتاب الطلاق' باب طلاق السنة' ۳/٤٦۹ ط مکتبه مصطفی البانی الحلبی بمصر)

(۲) وقال طاوس و بعض اهل الظاهر لا یقع بذلك الا واحدة وهو روایة عن الحجاج بن ارطاة و محمد بن اسحاق و المشهور عن الحجاج بن ارطاة انه لا یقع شئ وهو قول ابن مقاتل وروایة عن محمد بن اسحاق (شرح الصحیح لمسلم للعلامة النووی' کتاب الطلاق' باب طلاق الثلاث ۱/٤۷۸ ط مکتبه قدیمی کراتشی)

(۳) اس لئے کہ ان کے نزدیک صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے' اور طلاق رجعی میں جب شوہر عدت کے اندر رجوع نہ کرے' تو وہ بائن ہو جاتی ہے اور طلاق بائن میں تجدید نکاح ضروری ہے – کما فی الهندیة' اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة و بعد انقضائها (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعة' فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به ۱/٤۷۲ ط ماجدیة' کوئٹہ)

(٤) الهدایة' کتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فیما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط کتبه شرکة علمیه ملتان

(٥) رواه مالك فی المؤطا' کتاب الطلاق' باب ماجاء فی البتة ص ٥۱۰ ط مکتبه میر محمد کرتشی' و مشکوة المصابیح باب الخلع والطلاق ۲/۲۸٤ ط مکتبه سعید کراتشی

تین سے زیادہ طلاقیں دی جائیں تو بہر صورت تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور تمام علمائے امت کا یہی مذہب و مسلک ہے بہر حال صورت مسئولہ میں ہرگز ہرگز کسی طرح بھی تجدید نکاح بغیر حلالہ کے درست نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔ خادم العلماء خلیق احمد خطیب و مفتی ریاست جوناگڑھ ۱۵ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب)(از حضرت مفتی اعظمؒ) صورت مسئولہ میں حنفی فقہ کی رو سے بیشک تین طلاقیں واقع ہونے کا حکم صحیح ہے لیکن جب کہ عورت کے مرتد ہو جانے یا خود کشی کرنے کا ظن غالب یا یقین ہو تو ایسی صورت میں اہل ظاہر کے مذہب پر عمل کر لینے کی گنجائش ہے (۱) اس کے لئے مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحیؒ جلد دوم کے صفحہ ۵۳ میں اس قسم کا سوال و جواب ملاحظہ فرمایا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

یکبارگی تین طلاق دی، رجعت کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق طلاق طلاق دے کر اپنے سے علیحدہ کر دیا اور زوجہ اپنے والدین کے گھر چلی گئی جب ہر دو فریق کا غصہ فرو ہوا تو سخت پشیمان ہوئے زید کے خیر خواہوں نے علمائے اہل حدیث کے فتوے سے جواز دلا دیا جس کی رو سے زید اپنی بیوی کو لے آیا جس کو دو ماہ گزر گئے کیا مذہب امام اعظمؒ کی رو سے یہ رجعت جائز ہے ؟ المستفتی نمبر ۵۴۲ عبدالشکور دہرہ دون۔ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۳۰) امام اعظمؒ' امام شافعیؒ' امام مالکؒ' امام احمد بن حنبلؒ چاروں اماموں کے مذہب کے موافق یہ رجعت جائز نہیں ہوئی ایک مجلس کی تین طلاقیں چاروں اماموں کے نزدیک تین ہی قرار دی جاتی ہیں۔ (۲)

شوہر نے ایک ہی مجلس میں کہا " طلاق ہے' طلاق ہے' طلاق ہے' تو کون سی اور کتنی طلاقیں واقع ہوئیں ؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی کی سخت بد زبانی اور گستاخانہ تلخ کلامی سے نہایت مشتعل اور غضب ناک ہو کر

---

(۱) ایسی ضرورت شدیدہ میں فقہاء حنفیؒ نے دوسرے مجتہد کے قول پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے' بشرطیکہ واقعتاً ضرورت اضطراری حالت کو پہنچ چکا ہو' جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامیؒ نے شرح عقود رسم المفتی میں نقل کرتے ہیں : و به علم ان المضطر له العمل بذلك لنفسه كما قلنا وان المفتي له الافتاء به للمضطر فما مر من انه ليس له العمل بالضعيف والا فتاء به محمول على غير مواضع الضرورة (رسائل ابن عابدين' شرح عقود رسم المفتي ص ٥٠) وكذا في هامش رد المحتار مع الدر المختار ٧٤/١ ط سعيد كراتشي وفي الدر المختار' قال ولا باس بالتقليد عند الضرورة لكن بشرط ان يلتزم جميع ما يوجبه ذلك الامام لما قدمنا ان الحكم الملفق باطل بالاجماع (الدر المختار مع هامش رد المحتار ' كتاب الصلاة ٣٨٢/١ ط سعيد كراتشي)

(٢) وان طلق ثلاثا بكلمة واحدة وقع الثلاث و حرمت عليه حتى تنكح زوجا غيره ولا فرق بين قبل الدخول و بعده روى ذلك عن ابن عباس و ابي هريرة و ابن عمر و عبدالله بن عمرو و ابن مسعود و انس وهو قول اكثر اهل العلم من التابعين والائمة بعد هم (المغني لا بن قدامة ' كتاب الطلاق' باب تطليق الثلاث بكلمة واحدة' فصل ٥٨٢٠ ' ٢٨٢/٧ ط دار الفكر بيروت)

ایک ہی جلسہ میں تین طلاقیں دیدیں الفاظ یہ ادا کئے تھے کہ طلاق ہے' طلاق ہے' طلاق ہے۔ علماء نے طلاق مغلظہ واقع ہونے کے فتوے دے دیئے بیوی حاملہ ہے چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں تحلیل زید کو گوارا نہیں نیز تحلیل کی کوئی یقینی معتمد صورت بھی نظر نہیں آتی موجودہ حالت میں بچے ماں کے پاس رہیں یا باپ کے۔ دونوں صورتوں میں پرورش اور تعلیم وتربیت کے لحاظ سے ان کی تباہی وبربادی کا غالب گمان ہوتا ہے عورت کی آئندہ زندگی بھی مذہبی واخلاقی نقطہ نظر سے اندیشہ ناک معلوم ہوتی ہے طرفین تجدید نکاح پر آمادہ بھی ہیں مذکورہ بالا جملہ میں لفظ نسبت نہیں تھا اور وقوع طلاق کے لئے لفظاً معنی نسبت ہونی چاہئے اگرچہ حالت باہمی گفتگو اور ہم کلامی کی تھی ایک لڑکی زید کی بعمر ہفت سالہ صرف کھڑی تھی دوسرے زاد المعاد میں مرقوم ہے کہ ایک جلسہ میں اس طرح تین طلاقیں دینے سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں یہ چاروں اماموں کا مذہب ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے نزدیک اور بعض دیگر علماء کے مسلک پر ایسی طلاق سے یا تو طلاق ہی نہیں ہوتی یا ایک طلاق ہوتی ہے حنفیہ کے نزدیک شدید ضرورت کی صورت میں دوسرے امام کے طریقہ پر عمل کرنے کی اجازت ہے مذکورہ صورت میں بغیر تحلیل کے صرف تجدید نکاح پر اکتفا کرنے کی صورت نکل سکتی ہو تو مطلع فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۸۷۵ سید نثار علی' جاورہ ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ م ۱۴ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۳۱) طلاق کے الفاظ میں منکوحہ کی طرف نسبت (۱) لفظاً ہو یا کنایۃً یا دلالۃً اور دلالت میں یہ بھی معتبر ہے کہ مقام ہم کلامی میں الفاظ ادا کئے گئے ہوں (۲) اور یہ سب اس وقت ہے کہ مطلق کی نیت کا علم نہ ہو لیکن اگر اس نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے لئے ہی الفاظ طلاق استعمال کئے ہیں اور اس کا اقرار بھی کر رہا ہے جیسا کہ اسی سوال میں تصریح ہے کہ زید نے اپنی بیوی کی سخت بدزبانی اور گستاخانہ تلخ کلامی سے نہایت مشتعل وغضبناک ہو کر ایک ہی جلسہ میں تین طلاقیں دے دیں اب ظاہر ہے کہ اس کا مطلب بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو اس اقرار کے بعد نسبت طلاق کی بحث چھیڑنا فضول ہے۔ اور تین طلاقیں جو ایک ہی جلسہ میں دی جائیں وہ ائمہ اربعہ اور جماہیر علمائے امت کے نزدیک تین ہی قرار پاتی ہیں اور راجح اور قوی دلیل کے لحاظ سے یہی صحیح ہے۔ (۳) صورت مسئولہ میں ضرورت

---

(۱) (قوله لتركه الاضافة) اى المعنوية فانها الشرط والخطاب من الاضافة المعنوية وكذا الاشارة نحو هذه طالق وكذا نحو امراتي طالق وزينب طالق (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب الصريح' مطب " سن بوش" يقع به الرجعي ۳ / ۲٤۸ ط سعيد كراتشي)

(۲) ولايلزم كون الاضافة صريحة في كلامه لما في البحر لو قال طالق فقيل له من عنيت؟ فقال امراتي طلقت امراته' ويزيده ما في البحر لو قال ' امراة طالق او قال طلقت امراة ثلاثا وقال لم اعن امراتي يصدق ويفهم منه انه لو لم يقل ذلك تطلق امراته' لان العادة ان من له امراة انما يحلف بطلاقها ولا بطلاق غيرها فقوله انی حلفت بالطلاق ينصرف اليها مالم يرد غيرها لانه يحتمله كلامه (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الصريح' مطلب "سن بوش" يقع به الرجعي ۳/ ۲٤۸ ط سعيد كراتشي)

(۳) والبدعي ثلاث متفرقة (درمختار) وقال في الرد (قوله ثلاثة متفرقة) كذا بكلمة واحدة بالاولى...... وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث (هامش رد المحتار مع (جاری ہے)

شدیدہ کی بھی کوئی وجہ نہیں بیان کی گئی سوائے اس کے کہ تحلیل زید کو گوارا نہیں تو یہ بات ایک ایسے مسئلے میں جو ائمہ اربعہ اور جماہیر امت کا متفق علیہ ہو وجہ عدول نہیں ہو سکتی۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ نکاح درست نہیں ہے.

(سوال) ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک مجلس میں دیدیں پھر عدت گزرنے کے بعد دوبارہ نکاح کرلیا کیا یہ نکاح صحیح ہے ؟ ہمارے یہاں لوگ کہتے ہیں کہ اس نکاح کے پڑھانے والوں اور گواہوں اور نکاح کی اجازت دینے والوں کی بیویوں پر طلاق پڑ گئی اور یہ نکاح بھی فاسد ہے آیا ان لوگوں کے گھر کھانا پینا اور ان کے ہاتھ کا ذبح کردہ جانور کا کھانا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۶۹۳ ارشاد عالم (دہلی) ۲۸ رمضان ۱۳۵۴ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۳۲) ایک مجلس میں تین طلاقیں ائمہ اربعہ اور جماہیر علمائے اسلام کے نزدیک تین ہی شمار ہوتی ہیں(۲) اور مطلقہ طلاق مغلظہ کے ساتھ مطلقہ ہو جاتی ہے اور بدون تحلیل اس خاوند کے لئے حلال نہیں رہتی (۳) پس صورت مسئولہ میں نکاح درست نہیں ہوا یہ تو صحیح نہیں کہ نکاح پڑھانے والوں اور اجازت دینے والوں اور شریک ہونے والوں کے نکاح ٹوٹ گئے مگر یہ بات ٹھیک ہے کہ چاروں اماموں اور جمہور امت محمدیہ کے مسلک کے موافق یہ سب لوگ سخت گناہ گار اور فاسق ہوئے اور ان کا ذبیحہ حرام نہیں(۴) ہاں انکو امام بنانا مکروہ ہے۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(بقیہ صفحہ گزشتہ) الدر المختار' كتاب الطلاق ٣/٢٣٣ ط سعيد كراتشي) وقال في بداية المجتهد ' جمهور فقهاء الامصار على ان الطلاق بلفظ الثلاث حكمه حكم الطلقة الثالثة (بداية المجتهد و نهاية المقتصد لابن رشد الاندلسي' كتاب الطلاق' باب الطلاق بلفظ الثلاث ٤/٣٤٧ ط دار الكتب العلميه بيروت)

(١) وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا با يقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف' فما ذا بعد الحق الا الضلال – وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق ٣/٢٣٣ ط سعيد كراتشي)

(٢) والبدعي ثلاثة متفرقة (درمختار) وقال في الرد (قوله ثلاثة متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالاولى.... و ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث ...... وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف ' فما ذا بعد الحق الا الضلال' و عن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق ٣/٢٣٣ ط سعيد كراتشي)

(٣) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والا صل فيه قوله تعالىٰ : فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره' والمراد الطلقة الثالثة (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ٢/٣٩٩ ط شركة علميه ملتان)

(۴) اس لئے کہ ذابح کا مسلمان ہونا کافی ہے' و شرط كون الذابح مسلما (الدر المختار' مع هامش رد المحتار' كتاب الذبائح ٦/٢٩٦ ط سعيد كراتشي) (٥) و يكره امامة عبدواعرابي و فاسق واعمى (درمختار) وقال في الرد (قوله و فاسق) من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة و لعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا و نحو ذلك كذافي البر جندي اسماعيل و في المعراج قال اصحابنا : لا ينبغي ان يقتدى بالفاسق الا في الجمعة لانه في غيرها يجد اما ما غيره (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الصلاة' باب الامامة ١/٥٦٠ ط سعيد كراتشي)

تین طلاق کے بعد پھر بیوی کا شوہر کے پاس رہنا کیسا ہے ؟

(سوال) (۱) تقریباً ڈھائی سال کا عرصہ ہوا کہ زید اپنی زوجہ ہندہ کو چند احباب کے سامنے (جو بحیثیت شواہد کے موجود تھے) فوری طلاق ثلاثہ دیا طلاق ثلاثہ دینے کے ایک ماہ بعد زید اور مطلقہ ہندہ میں خفیہ طور پر پھر سابقہ تعلقات قائم ہو گئے اس مدت میں ہندہ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی زید ڈھائی سال کے عرصہ سے تعلقات سابقہ کو بدستور قائم رکھ کر ہنوز ہندہ کے نان نفقہ کا انتظام کرتا ہے اب زید اور ہندہ دونوں شرعی طور پر رجوع ہونا چاہتے ہیں آیا زید اپنی زوجہ سے شرعاً رجوع کر سکتا ہے ؟ المستفتی نمبر ۸۵۶ قاضی حکیم محمد نور الحق صاحب (چامراج نگر) ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ م ۱۴ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۳) فوری طلاق یا ایک مجلس میں تینوں طلاق دینے سے ائمہ اربعہ اور جمہور علمائے اسلام کے نزدیک تینوں طلاقیں پڑ جاتی ہیں(۱) اور تینوں طلاقیں پڑ جانے کے بعد بدون اس کے کہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے اور بعد وطی و مباشرت اس سے کسی جائز ذریعہ سے علیحدگی حاصل ہو زوج اول کے نکاح میں نہیں آسکتی (۲) سوال میں جو واقعہ مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ طلاق ثلاثہ دینے کے بعد خفیہ تعلقات قائم کر لینا زید کے لئے حرام تھا اس کو مطلقہ سے کلی علیحدگی لازم تھی اور اب بھی لازم ہے کہ فوراً علیحدگی کر لے اور دونوں نکاح بھی نہیں کر سکتے ائمہ اربعہ کا مذہب یہی ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

تین طلاق جدا جدا کر کے تین مرتبہ دی' تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) (۱) ایک شخص نے اپنی زوجہ منکوحہ جائز کو ایک رجعی طلاق بتاریخ ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء دی اور قریب ۷ ایوم بعد طلاق شوہر نے طلاق مذکورہ بتاریخ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء بہ طیب خاطر منسوخ کر کے بموجب احکام شریعت رجوع کر لیا اور بعدہ وہ میاں بیوی کے طور پر خوش و خرم آباد رہے (۲) ساڑھے سات سال بعد رجوع مذکور جدید حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ اس شخص نے پھر اپنی اس منکوحہ کو ایک طلاق روبرو گواہان بتاریخ ۲۹ فروری ۱۹۳۶ء تحریر کر کے دیدی جب کہ وہ بحالت طہر تھی (۳) چند یوم بعد ایک طلاق مذکور

---

(۱) والبدعی ثلاثة متفرقة (درمختار) وقال فی الرد (قوله ثلاثة متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالاولى...و ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث' وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا با يقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف -فماذا بعد الحق الا الضلال - وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لايسوغ فيه الاجتهاد فهو خلاف لا اختلاف (هامش رد المحتار مع الدر المختار ' كتاب الطلاق ۲۳۳/۳ ط سعيد كراتشى)

(۲) وان كان الطلاق ثلاثا فى الحرة و ثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا فى الهداية (الفتاوىٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس فى الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۳/۱ ط ماجديه كوئٹه)

(۳) وان طلق ثلاثا بكلمة واحدة وقع الثلاث و حرمت عليه حتى تنكح زوجا غيره ولا فرق بين قبل الدخول و بعده' روى ذلك عن ابن عباس و ابى هريرة و ابن عمر و عبدالله و عمرو ز ابن مسعود و انس وهو قول اكثر اهل العلم من التابعين والائمة بعد هم (المغنى لابن قدامه كتاب الطلاق' باب تطليق الثلاث بكلمة واحدة' فصل ۵۸۲۰' ۲۸۲/۷ ط دار الفكر بيروت)

مندرجہ ضمن نمبر ۲ بالا اس عورت کو ایام ماہواری آنے اور جب وہ ایام ماہواری سے فارغ ہو گئی تو اسے دوسری طلاق بتاریخ ۴ ا مارچ ۱۹۳۶ء بعدم موجودگی کسی گواہ کے تحریر کر کے بھیج دی گئی میاں بیوی مذکور اس دوسری طلاق کے واقعہ کو تسلیم کرتے ہیں (۴) دوسری طلاق مذکور کے بعد آج تک تیسری طلاق نہیں دی گئی میعاد عدت ختم ہو چکی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۲۱۹ شیخ غلام حیدر صاحب بی-اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ (فیروز پور شہر) ۱۹ رجب ۱۳۵۵ھ م ۶ ا کتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ٤ ۳۳) شریعت مقدسہ نے مرد کو ایک عورت کے متعلق تین طلاقیں دینے کا اختیار دیا ہے یہ تین طلاقیں خواہ یکے بعد دیگرے پیہم ایک طہر میں یا ایک مجلس میں ہوں یا تین مجلسوں یا تین طہروں میں ہوں یا ایک طلاق یا دو طلاق کے بعد مدت طویلہ گزر جانے کے بعد ہوں اور خواہ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجعت کر لی گئی ہو یا نہ کی ہو (۱) رجعت نہ کرنے کی صورت میں دوسری طلاق انقضاء عدت سے قبل ہو گی تو محسوب ہو گی ورنہ نہیں (۲) پس صورت مسئولہ مذکورہ میں پہلی طلاق ۱۹۳۳ء محسوب ہو گی اور ۱۹۳۶ء کی دو طلاقوں کے ساتھ مل کر طلاق مغلظہ ہو گئی۔ اور اب بدون تحلیل وہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہیں تمام کتب فقہ میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

غصے میں گالی دے کر کہا طلاق طلاق طلاق' اور کہتا ہے نیت نہ تھی

(سوال) ایک عورت کو اس کے شوہر نے کسی بنا پر مارا تو وہ ناراض ہو کر اپنے بھائی کے گھر چلی گئی جب دوسرے دن شوہر لینے گیا تو اس نے مارنے کا سبب دریافت کیا اس کے جواب میں شوہر نے اس عورت کو گالی دی اور طلاق طلاق طلاق کہہ کر باہر کا راستہ لیا دریافت کرنے پر یہ شخص کہتا ہے کہ غصہ میں یہ الفاظ اس طرح نکلے۔ نیت طلاق دینے کی نہ تھی اس صورت میں از روئے شرع متین طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو کتنی اور کیسی اب اگر یہ مرد اور عورت پھر ملنا چاہیں تو اس کی کیا شکل ہو سکتی ہے ؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۰ ایم امر ا (ڈربن) ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۴ فروری ۱۹۳۷ء

---

(۱) قال الله تعالیٰ : الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان ' فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره (البقرة : ۲۲۹' ۲۳۰) و عن نافع قال كان عبدالله اذا سئل عن ذلك قال لاحد هم اما انت طلقت امراتك مرة او مرتين فان رسول الله ﷺ امرني بهذا وان كنت طلقتها ثلاثا فقد حرمت عليك حتى تنكح زوجا غيرك و عصيت الله فيما امرك من طلاق امرأتك (رواه مسلم في الصحيح' كتاب الطلاق' باب تحريم طلاق الحائض ۱/ ٤٧٦ ط قديمي كراتشي)

(۲) اس لئے کہ طلاق واقع ہونے کے لئے عورت کا منکوحہ یا معتدہ ہونا ضروری ہے' كما في هامش رد المحتار (قوله و محله المنكوحة) اى ولو معتدة عن طلاق رجعى او بائن غير ثلاث في حرة و ثنتين في امة (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق ۳/ ۲۳۰ ط سعيد كراتشى)

(۳) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالى :" فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ۲/ ۳۹۹ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(جواب)(از مولوی احمد مختار صدیقی صاحب) صورت مذکورہ بالا میں چونکہ الفاظ صریح نہیں لہذا ایک طلاق واقع ہوئی دوسری دوبار جو لفظ طلاق طلاق کہا ہے وہ اس پہلی کی تاکید مانی جائے گی اس لئے بائن ہو جائے گی اور طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ اگر مرد و عورت پھر راضی ہو جائیں تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ہذا فی الکتب الفقہیۃ۔احمد مختار ڈربن

(جواب ٣٣٥) (از حضرت مفتی اعظمؒ) ہوالموفق یہ جواب صحیح نہیں ہے قرآن وحدیث وفقہ کے اصول کے خلاف ہے صحیح جواب یہ ہے کہ لفظ طلاق اگرچہ صریح ہے مگر بیوی کی طرف اضافت صراحتہً وجود نہیں ہے اس لئے شوہر اگر اس بات پر حلف کرے کہ لفظ طلاق کہنے سے زوجہ کو طلاق دینا مقصود نہ تھا تو طلاق ایک بھی نہیں ہوئی اور اگر وہ کہے کہ زوجہ کو طلاق دینا مقصود تھا یا قسم کھانے سے انکار کرے تو طلاق مغلظہ کا حکم ہوگا (١) اور بدون حلالہ یہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی (٢) طلاق بائن کی اس واقعہ میں کوئی صورت نہیں ہے اگر طلاق کے دو لفظوں کو پہلے لفظ کی تاکید ہونے کا وہ دعویٰ کرے تو یہ قول اس کا حکم کے لئے تسلیم نہ کیا جائے گا ہاں دیانۃً وہ اس کو صرف ایک طلاق سمجھ کر بدون تجدید نکاح رجعت کرے تو عنداللہ ماخوذ نہ ہوگا۔ کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین (درمختار) قولہ کرر لفظ الطلاق بان قال للمدخولۃ انت طالق انت طالق اوقدطلقتك قدطلقتك الخ (رد المحتار) قولہ وان نوی التاکید دین ای ووقع الکل قضاءً الخ (ردالمحتار)(٣) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جب تین طلاق دی' تو طلاق مغلظہ ہوئی بغیر حلالہ رجوع جائز نہیں!

(سوال) جو مرد اپنی عورت کو ایک مجلس میں تین طلاق دے کر چار برس پردیس میں رہے اور نان ونفقہ بھی نہ دے اب واپس آکر رجوع کرنا چاہے تو رجوع کر سکتا ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ١٤٩٢ کرم الٰہی صاحب (ضلع رنگ پور) ٣ ربیع الثانی ١٣٥٦ھ م ١٣ جون ١٩٣٧ء

(جواب ٣٣٦) ایک مجلس کی تین طلاقیں ائمہ اربعہ کے نزدیک تین ہی شمار کی جاتی ہیں (٤) اور اس میں

---

(١) لو قال ان خرجت یقع الطلاق اولا تخرجی الا باذنی فانی حلفت بالطلاق فخرجت لم یقع لترکہ الاضافۃ الیہا (درمختار) وقال فی الرد (قولہ لترکہ الاضافۃ) ای المعنویۃ فانہا الشرط والخطاب من الاضافۃ المعنویۃ وکذا الاشارۃ' وقال بعد اسطر ولا یلزم کون الاضافۃ صریحۃ فی کلامہ لما فی البحر لو قال طالق فقیل من عنیت فقال امراتی طلقت امراتہ..... ویؤیدہ ما فی البحر لو قال امراۃ طالق او قال طلقت امراۃ ثلاثا وقال لم اعن امراتی یصدق' و یفہم منہ انہ لو لم یقل ذلك تطلق امراتہ لان العادۃ ان من عندہ امراۃ انما یحلف بطلاقہا لا بطلاق غیرہا لقولہ انی حلفت بالطلاق ینصرف الیہا مالم یرد غیرہا لانہ یحتملہ کلامہ(ہامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب الصریح' مطلب "سن بوش" یقع بہ الرجعی ٣/٢٤٨ ط سعید کراتشی)

(٢) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ و ثنتین فی الامۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا و یدخل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا کذافی الہدایۃ (الفتاوی الہندیۃ' کتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعۃ' فصل فیما تحل بہ المطلقۃ وما یتصل بہ ١/٤٧٣ ط ماجدیہ' کوئٹہ)

(٣) ہامش رد المحتار' مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب طلاق غیر المدخول بہا ٣/٢٩٣ ط سعید کراتشی

(٤) وذہب جمہور الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم من ائمۃ المسلمین الی انہ یقع ثلاث' وقد ثبت النقل عن اکثرہم صریحا بایقاع الثلاث ولم یظہر لہم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال' وعن ہذا قلنا لو حکم حاکم بانہا واحدۃ لم ینفذ حکمہ لانہ لایسوغ الاجتہاد فیہ فہو خلاف لا اختلاف (ہامش رد المحتار' کتاب الطلاق ٣/٢٣٣ ط سعید کراتشی)

رجوع کا شوہر کو حق نہیں ہوتا (۱) اور جو لوگ کہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک شمار کرتے ہیں ان کے نزدیک بھی عدت کے اندر رجعت کا حق ہوتا ہے انقضائے عدت کے بعد رجوع کرنے کا حق کسی کے نزدیک بھی نہیں رہتا۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

حلالہ میں جماع شرط ہے' اگر بغیر صحبت کے طلاق دے گا تو پہلے شوہر کے لئے جائز نہ ہو گی.

(سوال) زید نے اپنے والدین کے اصرار پر ہندہ کو طلاق مغلظہ دیدی لیکن چونکہ میاں بیوی میں محبت تھی اس لئے طلاق کے چند روز بعد پھر یکجا ہو گئے اس وقت بڑوں کی پنچایت نے دونوں میں پھر تفریق کرادی ہے لیکن دونوں بہت پریشان ہیں طلاق کے وقت ہندہ حاملہ تھی جس نے ایک بیٹا بھی پیدا ہو گیا ہے' اس نے دونوں کی محبت میں اور اضافہ کردیا ہے ایسی حالت میں دونوں کو باہمی جدائی اور بھی زیادہ شاق معلوم ہو رہی ہے اب خاندان والے بھی کوشاں ہیں کہ زید و ہندہ کی کوئی ازدواجی صورت پیدا ہو جائے لیکن زید و ہندہ اس کے لئے تیار نہیں کہ ہندہ دوسرے سے عقد کرے اور زوج ثانی اس سے صحبت صحیحہ کرے اور شوہر ثانی کے طلاق کے بعد زید کے عقد میں آئے جب تک کہ زید کے خاندان والے زید و ہندہ کی وابستگی کی صورت پیدا کرنے میں کوشاں ہیں دونوں امید و بیم کی صورت میں خاموش ہیں لیکن قطعی ناامیدی کی صورت میں مفاسد و حوادث کے خطرات ہیں مثلاً یہ کہ دونوں پہلے کی طرح بصورت حرام یکجا ہو جائیں یا دونوں میں سے کوئی ارتکاب خودکشی کر بیٹھے وغیرہ پس کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ ہندہ کا نکاح کسی اور شخص سے اس صورت سے ہو جائے کہ شخص مذکور بغیر صحبت صحیحہ ہندہ کو طلاق دیدے اور پھر ہندہ کا نکاح شوہر اول سے درست ہو جائے یا زوج ثانی کی ہندہ سے صحبت صحیحہ لازمی ہے اگر حنفی مذہب میں صحبت صحیحہ لازمی ہو تو کیا ایسی صورت میں کسی غیر مذہب کے مسئلہ پر عمل کیا جاسکتا ہے حضرت مولانا عبدالحیٔ لکھنوی مرحوم کے مجموعہ فتاویٰ جلد اول ص ۳۴۹ مطبوعہ یوسفی پریس فرنگی محل میں ایک فتویٰ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تفریق

---

(۱) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذافي الهداية(الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس في الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/۴۷۳ ط ماجديه' كوئته)

(۲) اس لئے کہ ان کے نزدیک صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے' اور طلاق رجعی میں جب شوہر عدت کے اندر رجوع نہ کرے تو عدت کے بعد وہ طلاق رجعی طلاق بائن بن جاتی ہے' فاذا انقضت العدة ولم يراجعها بانت منه (فقه السنة' كتاب الطلاق' حكم الطلاق الرجعي ۲/۲۷۴ ط دار الكتب العربي بيروت) اور طلاق بائن کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے' واذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة و بعد انقضائها (الهداية كتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ مكتبه شركة علميه ملتان)

میں مفاسد کا خوف ہو تو حضرت امام شافعیؒ کے مذہب پر عمل کیا جاسکتا ہے کیا یہ صحیح ہے اور صحیح ہے تو اس کی کیا صورت ہے غیر مقلدین صحبت واحدہ میں ایک سے زائد طلاق کو ایک ہی شمار کرتے ہیں اور زید نے دو صحبتوں میں کئی بار ہندہ کو طلاق دی ہے تو کیا بحالت مذکورہ حنفی غیر مقلدین کے مسئلہ پر عمل کر سکتا ہے بہر حالت زید و ہندہ کی مکرر وابستگی کی آسان سے آسان تر جو صورتیں ممکن ہوں ان سے مطلع فرماکر دونوں کو حوادث و مفاسد سے بچائیں۔ المستفتی نمبر ۱۶۱۹ جناب قمر الدین صاحب (بنارس) ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۱ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۳۷) تین طلاقیں ایک مجلس میں ہوں یا دو مجلسوں میں دینے سے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی چاروں مذہبوں میں طلاق مغلظہ واقع ہو جاتی ہے (۱) اور اس کے بعد بغیر حلالہ کے زوجہ زوج اول کے لئے حلال نہیں ہوتی (۲) حلالہ میں زوج ثانی کا صحبت کرنا شرط ہے ہاں صحبت میں صرف دخول حشفہ کافی ہے انزال شرط نہیں (۳) مولانا عبدالحیؒ نے فتاویٰ میں ضرورت کے وقت مذہب شافعی پر عمل کرنے پر لکھا ہے مگر اس مسئلہ میں امام شافعیؒ کا مذہب بھی یہی ہے کہ حلالہ لازم ہے۔ (۴)

ہاں غیر مقلدین کا مذہب یہ ہے کہ ایک طلاق ہوئی اور حلالہ شرط نہیں بغیر حلالہ تجدید نکاح کافی ہے ہم حنفی تو اس مذہب کو صحیح نہیں سمجھتے اس لئے اس پر فتویٰ نہیں دے سکتے۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث، وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف، فما ذا بعد الحق الا الضلال، و عن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق ۳/۲۳۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالىٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره، والمراد الطلقة الثالثة (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط شركة علميه ملتان)

(۳) ويشترط ان يكون الايلاج موجبا للغسل وهو التقاء الختانين هكذا في العيني شرح الكنز، اما الانزال فليس بشرط للاحلال (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/۴۷۳ ط ماجدية، كوئته) وقال في الهداية: والشرط الايلاج دون الانزال لانه كمال و مبالغة فيه و الكمال قيد زائد (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۴۰۰ ط شركة علميه ملتان)

(۴) قال المزني قال الشافعيؒ: واحب ان يطلق واحدة، ولا يحرم عليه ان يطلقها ثلاثا، قال الماوردي هذا كما قال، فان طلقها ثلاثا في وقت واحد وقعت الثلاث (الحاوي الكبير للماوردي الشافعي، كتاب الطلاق، باب اباحة الطلاق، ووجهه و تفريعه ۱۲/۳۸۸ ط دار الفكر بيروت) اذا قال الرجل لامرأته التي تحيض انت طالق ثلاثا للسنة وقعن جميعا معا في وقت طلاق السنة اذا كانت طاهرا من غير جماع وقعن حين قاله (الام للامام الشافعي، بحث تفريق طلاق السنة في المدخول بها التي تحيض اذا كان الزوج غائبا ۵/۱۸۱ ط دار المعرفة بيروت)

(۵) وقد اثبتنا النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال. وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بان الثلاث بفم واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف (فتح القدير، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة ۳/۳۳۰ ط مكتبه رشيديه، كوئته)

تین دفعہ سے زیادہ طلاق دی، تو کون سی طلاق واقع ہوئی؟

(سوال) زید بحالت غصہ اپنی بیوی ہندہ کو روبرو ایک لڑکا قریب البلوغ کے کہا کہ میری بیوی کے والدین کو خبر کرو کہ ہم اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دیدیں گے وہ اپنی لڑکی کو اپنے گھر لے جائیں لڑکے نے جانے سے انکار کیا بس زید محلہ میں بخانہ دیگر شخص پہنچ کر اہل خانہ سے یوں بیان کیا کہ میں اپنی بیوی ہندہ کو ایک طلاق دو طلاق تین طلاق چار طلاق بلکہ اس کے ساتھ بائنہ لفظ کہا گیا ہے، جب کہ خبر طلاق دینے کی زید کے محلہ میں منتشر ہوئی تو زید کے ولی نے اس کے استاد کو بلایا اور کہا کہ زید سے ایسی خطا ظاہر ہوئی ہے استاد نے بعد دریافت حالات طلاق زید سے پوچھا کہ تمہاری نیت طلاق سے کیا ہے زید نے جواب دیا کہ میری نیت چھوڑنے کی نہیں ہے استاد صاحب نے زید وولی زید کو یہ ہدایت کی کہ کسی مفتی سے فتویٰ لے کر عمل در آمد کرو مگر ولی زید وخود زید نے استاد کے کہنے پر عمل نہ کرتے ہوئے ازروئے حدیث خلاصۃ النکاح جس میں حوالہ شرح وقایہ کا درج ہے اس کی رو سے نکاح کی تجدید ہندہ سے کیا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۷۱۰ محمد ابراہیم صاحب (ضلع پورنیہ) ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۳۱ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۳۸) جب کہ زید نے اپنی بیوی کو بلفظ طلاق صریح چار طلاقیں دیدی ہیں تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظ واقع ہو گئی ہے(۱) اور اس کے لئے تجدید نکاح جائز نہیں تھی وہ عورت زید کے لئے حرام ہو گئی اور جب تک کسی دوسرے زوج کے ساتھ نکاح ہو کر بعد وطی اس کے نکاح سے باہر نہ نکلے زید کے لئے حلال نہیں ہو سکتی(۲) ائمہ اربعہ کا مذہب یہی ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ایک مجلس میں تین طلاق دی، اب رجوع کرنا چاہتا ہے، تو کیا حکم ہے؟

(سوال) کیا ایک وقت میں تین طلاقیں دینے سے طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں اور تین طلاق فوری کے بعد پہلا خاوند اپنی ایسی مطلقہ ثلاثہ بیوی سے رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟

کتاب اسرار شریعت جلد دوم مولفہ مولوی محمد فضل خاں ڈاک خانہ چنگا بنگیال ضلع راولپنڈی صفحہ ۱۹۳ لغایت ۲۲۰ ظاہر کیا گیا ہے کہ تین طلاق دفعۃً واحدۃً دی جائیں تو ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ اور ایک

---

(۱) وطلاق البدعة ان يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة او ثلاثا في طهر واحد فاذا فعل ذلك وقع الطلاق و كان عاصيا (الهداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة ۲/۳۵۵ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۲) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت والا صل فيه قوله تعالىٰ " فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۳) وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الىٰ انه يقع ثلاث وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا با يقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف، فماذا بعد الحق الا الضلال (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق ۳/۲۳۳ ط سعيد كراتشي) وقال في بداية المجتهد : جمهور فقهاء الامصار على ان الطلاق بلفظ الثلاث حكمه حكم الطلقة الثالثة (بداية المجتهد و نهاية المقتصد، كتاب الطلاق، باب الطلاق بلفظ الثلاث ۴/۳۴۷ ط دار الكتب العلميه بيروت)

دفعہ تین طلاقیں دینا خدا اور رسول نے حرام ٹھہرایا ہے اور طلاق میں عدت کار کھنا واجب ٹھہرایا ہے طلاق میں عدت نہ رکھنا ناقص اور امر الٰہی کے مخالف ہے اور ایسی بات کامل نہیں ہو سکتی نیز پارہ ۲۸ سورہ طلاق کما قال اللہ تعالیٰ واشھدوا ذوی عدل منکم تک آیات نقل کر کے اور چند احادیث درج کر کے ثابت کیا ہے کہ ایک طہر میں ایک طلاق دینی چاہئے دوسرے طہر میں دوسری اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق یعنی ہر حیض کے بعد خاوند عورت کو طلاق دے اور جب تیسرا طہر یا مہینہ آوے خاوند کو ہوشیار ہونا چاہئے کہ اب تیسرا طہر ہے طلاق دے کر دائمی جدائی ہے یا تیسری طلاق سے رک جائے اور اگر تیسری طلاق جو تیسرے حیض کے بعد ہوتی ہے دیدے تو اب وہ عورت اس کی عورت نہیں اور جب تک یہ خاوند نہ کرے تب تک پہلے خاوند کے نکاح میں نہیں آسکتی اس لئے تیسری طلاق سے پہلے بیوی اور خاوند آپس میں رجوع کر سکتے ہیں۔
المستفتی نمبر ۷۹۹ ازراعت اللہ بیگ (ضلع ملتان) ۷ ارجب ۱۳۵۶ھ م ۲۳ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۳۹) یہ صحیح ہے کہ شریعت مقدسہ نے طلاق دینے کا جو طریقہ تعلیم کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک طہر میں ایک طلاق دی جائے اور پھر دوسرے طہر سے پہلے دوسری طلاق نہ دی جائے ممکن ہے کہ طہر اول کے بقیہ حصہ اور زمانہ حیض کے گزرنے تک میاں بیوی میں مصالحت کی صورت پیدا ہو جائے اور خاوند رجوع کر لے لیکن اس مدت تک صلح صفائی نہ ہو سکے اور طلاق دینے پر ہی خاوند آمادہ ہو تو دوسرے میں ایک طلاق (جو دوسری ہوگی) دی جائے اور پھر بقیہ طہر اور زمانہ حیض تک خاوند خاموش رہے اگر اس زمانے میں صلح صفائی کی صورت نکلے تو رجوع کر لے لیکن اگر اس مدت میں بھی صفائی نہ ہو سکے اور خاوند بالکل قطع تعلق کا ہی ارادہ کرلے تو تیسرے طہر میں تیسری طلاق دیدے اس کے بعد رجوع کا حق نہیں رہتا اور عورت اس مرد پر قطعی حرام ہو جاتی ہے یہ طریقہ تو خدا اور رسول کا تعلیم فرمودہ اور ہمارے لئے مفید اور بہت سے مصالح پر مبنی تھا (۱) لیکن اگر کوئی شخص شامت اعمال سے اس پر عمل نہ کرے اور ایک دفعہ ہی ایک ہی مجلس میں یا ایک لفظ سے تین طلاقیں دیدے تو جمہور فقہاء و محدثین وائمہ اربعہ یعنی امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ امام مالکؒ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک تینوں طلاقیں پڑ جاتی ہیں (۲) اور عورت قطعی حرام ہو جاتی ہے اور یہ شخص طریقہ شرعیہ کے خلاف طلاق دینے کا گناہ گار بھی ہوتا ہے یہ سب کہتے ہیں کہ ایک مجلس میں ایک طہر میں یا ایک لفظ سے تین طلاقیں دیدے تو پڑ گئیں تینوں ایک نہ ہوگی (۳) قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت نہیں جسکا یہ مطلب ہو کہ

---

(۱) اما الطلاق السنی فی العدد والوقت فنو عان حسن واحسن فلا حسن ان یطلق امراته واحدة رجعیة فی طهر لم یجامعها فیه ثم یترکها حتی تنقضی عدتها او کانت حاملا قد استبان حملها والحسن ان یطلقها واحدة فی طهر لم یجامعها فیه ثم فی طهر آخر اخری ثم فی طهر آخر اخری کذافی محیط السرخسی (الفتاویٰ الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الاول فی تفسیره ۱/۳۴۸ ط مکتبه ماجدیه' کوئٹه)

(۲) وذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعدهم من ائمة المسلمین الی انه یقع ثلاث وقد ثبت النقل عن اکثرهم صریحا با یقاع الثلاث ولم یظهر لهم مخالف' فما ذا بعدالحق الا الضلال (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق ۳/۲۳۳ ط سعید کراتشی) (۳) واما البدعی' ان یطلقها ثلاثا فی طهر واحد بکلمة واحدة او بکلمات متفرقة او یجمع بین التطلیقتین فی طهر واحد بکلمة واحدة او بکلمتین متفرقتین فاذا فعل ذلک وقع الطلاق و کان عاصیا (الفتاوىٰ الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الاول فی تفسیره ورکنه ۱/۳۴۹ ط ماجدیه کوئٹه)

ایک مجلس کی یاایک طہر کی یاایک لفظ کی تین طلاقیں دی جائیں توایک طلاق ہو گی اور حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دیدیں توانہوں نے فرمایا کہ تین طلاقیں پڑ کر وہ بائنہ (مغلظہ)ہو گئی اور ۹۹۷بیکار گئیں (۱) کتاب اسرار شریعت سے جو عبارت نقل کی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس صورت میں ایک طلاق ہو گی ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء و محدثین کے مذہب کے خلاف ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کہا"ایک دو تین طلاق دیتا ہوں"تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) (۱) ایک شخص کی اپنی منکوحہ عورت کے ساتھ لڑائی ہوئی عورت منکوحہ نے اپنے مرد کوایسے سخت کلمے کہے کہ مرد برداشت نہ کر سکا غصہ کا غلبہ زیادہ ہوا اس وقت مرد نے اپنے تایازاد بھائی سے کہا کہ اس میری عورت کو گھر سے نکال دو تایازاد بھائی نے کہا کہ تم باہر جاؤ میں اس عورت کو سمجھاؤں گا اور کل گاڑی کرایہ کر کے اس کو اس کے باپ کے گھر بھیج دوں گا۔مرد نے اس بات کو بھائی سے کئی مرتبہ کہا کہ اس عورت کو گھر سے نکال دو میں نہیں مانوں گا آخر بھائی نے بھائی کو سمجھایا کہ تم باہر جاؤ میں ٹھیک کر دوں گا اس پر مرد مذکور برائے نماز بوقت عشا چلا گیااور نماز عشا سے فارغ ہو کر آیااور اپنے بھائی سے کہا تم نے اس عورت کو نکالا نہیں انہوں نے پھر سمجھانے کی بات کہی مذکور عورت کا مرد غصہ سے بھرا ہوا باہر چلا گیااور اپنی برادری کے تین آدمیوں کو بلا کر لایا اپنی بیٹھک میں جہاں سے عورت کا رہنا فاصلہ پر تھااور بیٹھک میں اپنے بھائی کو بھی بلا لیاوہاں بیٹھ کر مرد نے اپنی برادری کے لوگوں کے سامنے یہ کہا کہ میری عورت مجھ کو بہت زیادہ تکلیف دیتی ہے اور بہت تنگ کرتی ہے میں آپ لوگوں کے سامنے ایک دو تین طلاق دیتا ہوں۔زمین پر لکھ دیتا رہا جب تین لکیر ہو چکی اس وقت ایک دفعہ لفظ طلاق کہہ دیا مرد کے منہ سے طلاق کی آواز مذکورہ عورت نے اپنے کان سے نہیں سنی اس عورت کواور مخلوق سے معلوم ہوا کہ تیرے خاوند نے تجھ کو رات کے وقت طلاق دے دی ہے مندرجہ بالا تحریر کے بموجب طلاق پڑ گئی یا نہیں اور ان دونوں مرد عورت میں کوئی صورت نکاح کی نکل سکتی ہے یا نہیں (۲) نمبر ایک سوال کے بموجب اگر طلاق پڑ گئی تو مرد کے اوپر گناہ تو لازم نہیں آتااور اگر گناہ لازم آیا تو اس کا کفارہ کیا ہو گا ؟ المستفتی نمبر ۱۷۱۹ نیاز محمد خاں (روہتک) ۲۷ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۴۰) (۱) اس صورت میں عورت پر طلاق پڑ گئی اور طلاق مغلظہ پڑی اب بدون حلالہ کوئی صورت ان کے اجتماع کی نہیں ہے(۲)(۲) دفعتہً تین طلاق دے دینا خلاف شریعت فعل ہے اس کا گناہ ہوا اگر

(۱) مالك انه بلغه ان رجلا قال لابن عباس انی طلقت امراتی مائة تطليقة فما ذا ترى علی فقال له ابن عباس طلقت منك بثلاث و سبع و تسعون اتخذت بها آيات الله هزوا (رواه مالك فی المؤطا' كتاب الطلاق' باب ماجاء فی البتة' ص ۵۱۰ ط مكتبه مير محمد كراتشی) (۲) ان كان الطلاق ثلاثا فی الحرة و ثنتين فی الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذافی الهداية (الفتاوىٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/۴۷۳ ط ماجدية' كوئٹه)

طلاق پڑ گئیں(۱)اور اس گناہ کا کفارہ توبہ ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

تین دفعہ "طلاق' طلاق' طلاق کہہ دیا" تو کون سی طلاق واقع ہوئی ؟

(سوال) ایک مرد کا اپنی عورت سے جھگڑا ہوا غصہ کی حالت میں مرد نے عورت کو کہہ دیا تم پر طلاق' طلاق' طلاق۔ ایسا تین دفعہ کہہ دیا مگر طلاق دیتے وقت بائن نہیں کہا تھا اور پہلے سے اس مرد کا اپنی عورت کو طلاق دینے کا مطلب نہیں تھا آیا طلاق ہوئی کہ نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۹۹۲ محمد علی حسن (آسام) ۲ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۴۱) طلاق بائن کا لفظ کہا یا نہیں طلاق ہو گئی اور تین دفعہ طلاق کہنے سے مغلظہ ہو گئی (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مطلقہ مغلظہ جو زنا سے حاملہ تھی' کے ساتھ نکاح کیا' پھر جماع کے بعد طلاق دیدی' تو شوہر اول کے لئے حلال ہوئی یا نہیں ؟

(سوال) زید ہندہ راسہ طلاق داد بعد انقضائے عدت زید با ہندہ زنا نمود بعد ازاں خالد ہندہ مزنیہ را نکاح کرد واندریں نکاح موقوف خالد با ہندہ وطی حرام نمود بعد وطی ہندہ وضع حمل نمود اندریں صورت با زید ہندہ را نکاح کردن تواند یا نہ بر تقدیر اول الوطی فی النکاح الموقوف کالوطی فی النکاح الفاسد چہ معنی دارد حالانکہ در نکاح فاسد وطی محلل نشود۔ المستفتی نمبر ۱۹۹۴ شیخ احمد صاحب (نواکھالی) ۳ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(ترجمہ) زید نے ہندہ کو طلاق مغلظہ دی اور عدت گزرنے کے بعد زید نے ہندہ سے زنا کیا پھر خالد نے ہندہ مزنیہ سے نکاح کیا اور اس نکاح موقوف کے اندر خالد نے ہندہ کے ساتھ وطی حرام کی' بعد وطی ہندہ نے وضع حمل کیا اس صورت میں زید اور ہندہ کا نکاح کیا جا سکتا ہے یا نہیں ؟ بر تقدیر اول الوطی فی النکاح الموقوف کالوطی فی النکاح الفاسد کا کیا مطلب ہوگا ؟ حالانکہ نکاح فاسد میں وطی محلل نہیں ہوتی ؟

(جواب ۳۴۲) مطلقہ بعد عدت اجنبیہ محضہ شدہ زید کہ با دو وطی کرد این زنا واقع شد و نکاح مزنیہ صحیح است پس نکاح خالد صحیح شد ووطی اگرچہ بسبب حمل زنا حرام بود اما برائے تحلیل کافی باشد۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(ترجمہ) مطلقہ عدت گزرنے کے بعد زید کے لئے محض اجنبی عورت ہو گئی اور زید نے جو اس کے ساتھ

---

(۱) واما البدعی ان یطلقها ثلاثا فی طهر واحد بكلمة واحدة او بكلمات متفرقة او یجمع بین التطلیقتین فی طهر واحد بكلمة واحدة او بكلمتين متفرقتين فاذا فعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصيا (الفتاوی الهندية' كتاب الطلاق' الباب الاول فی تفسيره وركنه ۱/۳۴۹ ط ماجدیه' كوئٹه)

(۲) كما ورد فی الحدیث الشریف' عن ابی عبیدة بن عبدالله عن ابیه قال قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب كمن ذنب له (رواه ابن ماجه فی سننه' باب ذكر التوبة ص ۳۲۳ ط میر محمد كراتشی) .

(۳) و طلاق البدعة ان یطلقها ثلاثا بكلمة واحدة او ثلاثا فی طهر واحد فاذا فعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصیا (الهدایة' كتاب الطلاق باب طلاق السنة ۲/۳۵۵ ط مكتبه شركة علمیه ملتان)

صحبت کی یہ خالص زنا ہوا اور مزنیہ کا نکاح صحیح ہو جاتا ہے(۱) پس خالد کا نکاح صحیح ہو گیا اور خالد کا اس کے ساتھ صحبت کرنا اگرچہ حاملہ من الزنا ہونے کی وجہ سے حرام تھا(۲) لیکن حلالہ ہو جانے کے لئے کافی ہے(۳)

شوہر نے یہ الفاظ لکھے "کہ سواب تحریر ہر سہ طلاق ایک دو تین ہیں' آج سے باہمی کوئی واسطہ نہ رہا" تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) اگر خاوند کی طرف سے حسب ذیل الفاظ کہ "سواب تحریری ہر سہ طلاق ایک دو تین ہیں' آج سے باہمی کوئی واسطہ نہ رہا" تحریر ہوں تو کیا مذکورہ بالا الفاظ کی رو سے عورت کو طلاق ہے۔المستفتی نمبر ۱۹۹۶ احمد نواز شاہ صاحب (ڈیرہ غازی خاں) ۳ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۴۳) اگر یہ طلاق نامہ مسٹر شاہ نواز شاہ کا لکھا ہوا ہے یا لکھوایا ہوا ہے تو طلاق مغلظہ اس تحریر سے واقع ہو گئی۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) جس عورت سے زنا کیا' اس سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں ؟
(۲) حاملہ عورت کو تین طلاق دی' طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

(سوال) (۱) ہندہ پہلے بیوہ تھی اور اس درمیان میں اس نے زید سے ناجائز تعلق کر کے حاملہ ہو گئی چھ ماہ گزرنے پر زید نے حمل پوشیدہ کرنے کی غرض سے ہندہ سے عقد کر لیا نکاح صحیح ہوا یا غلط ؟

(۲) کچھ دنوں تک ہندہ زید کے شامل اطمینان سے رہی بعد اس کے زید کے خلاف ہوئی اور ہمیشہ اس کی نافرمانی کرنے لگی جو کہ بالکل خدا اور رسول کے خلاف باتیں تھیں حالانکہ علاقے والے بھی اس کی بد زبانی و نالائقی پر رنج خاطر تھے بلکہ ہندہ نے خدا اور رسول کی قسم دیکر زید کو طلاق دینے پر مجبور کر لیا زید نے مجبور

---

(۱) وصح نکاح حبلی من زنی لا حبلی من غیرہ ای الزنا وان حرم وطؤ ھا ودوا عیہ حتی تضع (الدر المختار مع ھامش رد المختار' کتاب النکاح' فصل فی المحرمات ۳/۴۸ ط سعید کراتشی)

(۲) وان حرم وطؤھا ودواعیہ حتی تضع متصل بالمسئلۃ الاولی لئلا یسقی ماؤہ زرع غیرہ اذ الشعر ینبت منہ ولو نکحھا الزانی حل لہ وطؤ ھا اتفاقا والولد لہ ولزمہ النفقۃ (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب النکاح' فصل فی المحرمات ۳/۴۹ ط سعید کراتشی)

(۳) والشرط الا یلاج دون الانزال لانہ کمال و مبالغۃ فیہ والکمال قید زائد (الھدایۃ' کتاب الطلاق' باب الرجعۃ فصل فیما تحل بہ المطلقۃ ۲/۴۰۰ ط مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان)

(۴) کتب الطلاق' ان مستبینا علی نحو لوح وقع ان نوی و قیل مطلقا (درمختار) وقال فی الرد (ولو قال لکاتب اکتب طلاق امراتی کان اقرار بالطلاق وان لم یکتب' واستکتب من آخر کتابا بطلاقھا و قراہ علی الزوج فاخذہ الزوج و ختمہ و عنونہ و بعث بہ الیھا فاتاھا وقع ان اقر الزوج انہ کتابہ' وان لم یقرانہ کتابہ ولم تقم بینۃ لکنہ و صف الامر علی وجھہ لا تطلق قضاء ولا دیانۃ وکذا کل کتاب لم یکتبہ بخطہ ولم یملہ بنفسہ لا یقع الطلاق' مالم یقرانہ کتابہ (ھامش رد المحتار مع الدرالمختار ' کتاب الطلاق' مطلب فی الطلاق بالکتابۃ ۳/۲۴۶' ۲۴۷ ط سعید کراتشی)

ہو کر ہندہ کو ایک جلسہ میں تین طلاق دے دیا طلاق دینے کے بعد معلوم ہوا کہ ہندہ دو ماہ کے حمل سے تھی اب سوال یہ ہے کہ طلاق صحیح ہوا یا غلط ؟ اب زید اگر پھر دوبارہ اس سے عقد کرنا چاہے تو اس کی صورت کیا ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۰۱۴ محمد فصیح الدین صاحب (ہزاری باغ) ۹ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۴ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ٣٤٤) اگر ہندہ بیوی کی عدت گزار چکی تھی اور اس کے بعد زید کے ساتھ ناجائز تعلق ہوا اور زنا سے حاملہ ہوئی اور پھر زید نے نکاح کر لیا تو یہ نکاح صحیح ہو گیا کیونکہ حاملہ من الزنا کا نکاح درست ہے (۱) اور حمل کی حالت میں طلاق بھی پڑ جاتی ہے (۲) زید نے اگر تین طلاقیں دیدیں تو ہندہ کے حاملہ ہو جانے کے باوجود وہ تینوں طلاقیں پڑ گئیں اور اب بدون حلالہ کے زید کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی

غصہ میں بیوی کو تین چار مرتبہ طلاق دی ' تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) میرا بڑا لڑکا جاہل صرف اردو کی دو تین کتابیں مدرسہ کا پڑھا ہوا ہے اور چودہ سال کی عمر سے بمقام کراچی ریلوے کارخانہ میں ملازم ہے جس کو عرصہ بائیس سال کے قریب ہو گیا ہے گویا عرصہ بائیس سال سے کارخانہ میں جاہلوں کی صحبت میں رہ کر اور زیادہ جاہل اور بے تمیز سا ہو گیا ہے شرع اور مسئلہ وغیرہ کے نتائج سے بالکل بے خبر ہے وہ سال بھر میں ایک مرتبہ چھٹی لیکر مکان پر ایک مہینہ کے واسطے آتا ہے اس کی شادی اس کی پھوپھی کی لڑکی سے ہوئی ہے اب سے پہلی مرتبہ جو وہ مکان پر آیا تھا تو وہ اپنی اہلیہ سے کہہ گیا تھا کہ تو اپنے بھائی کے مکان پر نہ جانا لیکن اس کے بعد وہ ایک مرتبہ امر ضروری کی وجہ سے مجھ سے یعنی اپنے خسر سے دریافت کر کے چلی گئی اور تین چار روز رہ کر واپس چلی آئی اس کے ایک لڑکی ہے جس کی عمر پانچ سال کی ہے اور اب جو وہ دس روز کی چھٹی لیکر مکان پر آیا تو اس کی لڑکی نے کہا کہ بابو آپا تو ماموں کے یہاں گئی تھی اس نے اپنی اہلیہ سے دریافت کیا اس نے جانے سے انکار کیا جس پر اس نے کہا کہ اچھا قسم کھاؤ کہ میرا بھائی مرے جو میں گئی ہوں اس نے اس طرح قسم کھانے سے بھی انکار کیا۔ اس پر اس کی ضد بڑھتی چلی گئی نتیجہ یہاں تک پہنچا کہ اس نے غصہ میں اس کو دو عورتوں کے مواجہہ میں جس میں سے ایک عورت تو کوٹھے میں اس کے پاس تھی اور دوسری باہر صحن میں موجود تھی طلاق تین چار مرتبہ دے دی لیکن طلاق کے نتیجہ سے پورے طور پر واقف نہ ہو کر اور یہ سمجھ کر کہ یہ بھی ایک قسم کی گالی اور دھمکی ہے کچھ عرصہ کے بعد پھر

---

(۱) وصح نکاح حبلی من زنی لا حبلی من غیرہ ای الزنا' وان حرم وطؤ ھا ودواعیہ حتی تضع ' لو نکح الزانی حل لہ وطؤھا اتفاقا والولد لہ ولزمہ النفقۃ (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب النکاح' فصل فی المحرمات ۴۸/۳' ۹۴ ط سعید کراتشی)

(۲) و طلاق الحامل یجوز عقیب الجماع لانہ لا یؤدی الی اشتباہ وجہ العدۃ (الھدایۃ' کتاب الطلاق' باب طلاق السنۃ ۳۵۶/۲ ط مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان)

(۳) قال اللہ تعالیٰ : الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسریح باحسان ' فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ" (البقرۃ : ۲۲۹ ' ۲۳۰)

ایک ہو جائیں لیکن جب اس کو اس طلاق کا نتیجہ اصلی طور پر معلوم ہوا تب وہ بہت شرمندہ ہوا اور صبح کو روتا ہوا اپنی ملازمت پر چلا گیا تو اس قسم کی طلاق کا کیا حکم ہے وہ پھر اس کی بیوی ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۰۲۷ منشی اصغر حسین (مظفر نگر) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳٤٥) طلاق اگر لفظ طلاق کے ساتھ دی ہے جب تو طلاق مغلظہ ہو گئی (۱) اور اگر الفاظ کچھ اور استعمال کئے ہوں مثلاً فارغ خطی یا اس کے مثل تو وہ الفاظ بتا کر حکم دریافت کیا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اگر بیوی سے کہا "طلاق دیدی 'طلاق دیدی' دیدی 'دیدی تو کتنی طلاق واقع ہوئیں ؟

(سوال) زید اپنی رخصت ختم کر کے باہر اپنی ملازمت پر جارہا تھا چند امور خانگی کی وجہ سے زید کی بیوی یہ کہہ گزری کہ میں آپ کے ساتھ نہیں جاتی اس پر زید نے غصہ میں آکر کہا کہ اگر تم میرے ساتھ نہیں چلتیں تو میں نے تم کو طلاق دے دی ایک دم تین مرتبہ کہہ دیا درمیان میں کوئی وقفہ نہیں ہوا اور زید اپنی ملازمت پر چلا گیا آیا اس کو طلاق ہوئی یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۰۹۲ ماسٹر محمد اللہ صاحب (گوجرانوالہ) ۳ شوال ۱۳۵۶ھ م ۷ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳٤٦) اگر خاوند کے الفاظ یہی تھے کہ میں نے تم کو طلاق دے دی تو اس صورت میں خاوند اگر اقرار کرے کہ تین طلاقیں دینی مقصود تھیں تو طلاق مغلظہ ہوئی (۲) اور اگر وہ اقرار نہ کرے تو ایک طلاق رجعی ہوئی ہے (۳) عدت کے اندر رجعت ہو سکتی ہے۔ (٤) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر نے نشہ میں کسی کے دھمکانے پر بیوی کو طلاق دی' تو کون سی طلاق واقع ہوئی ؟

(سوال) میاں بیوی میں جھگڑا ہو گیا بی بی کہنے لگی کہ ہم کو سواری منگادو تا کہ ہم میکے چلے جاویں اور اس گھر میں برابر تکرار ہوتا ہے اس پر میاں نے کہا کہ جاؤ تم کو تین طلاق شوہر کی نیت طلاق کی نہ تھی محض ڈرانے اور تادیب کے خیال سے کہا تھا اور نیت فقط ایک ہی کی تھی اور لفظ تین صرف مضبوطی کے لئے کہا تھا اس پر کیا حکم مرتب ہوتا ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۱۵۷ لطافت حسین (ضلع پورنیہ) ۲۷ شوال ۱۳۵۶ھ

---

(۱) والبدعی ثلاث متفرقة (درمختار) وقال فی الرد (قوله ثلاثة متفرقة)وکذا بکلمة واحدة بالاولی وذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعد هم من ائمة المسلمین الی انه یقع ثلاث (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق ۲۳۳/۳ ط سعید کراتشی)

(۲) واما البدعی ' ان یطلقها ثلاثا فی طهر واحد بکلمة واحدة او بکلمات متفرقة' فاذافعل ذلك وقع الطلاق و کان عاصیا (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الاول فی تفسیره ۳٤۸/۱ ط مکتبه ماجدیه' کوئٹه)

(۳) کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین (درمختار) وقال فی الرد : (قوله کرر لفظ الطلاق) بان قال للمدخولة انت طالق انت طالق اوقدطلقتك قد طلقتك اوانت طالق قد طلقتك او انت تطالق وانت طالق' (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب طلاق غیر المدخول بها ۲۹۳/۳ ط سعید کراتشی)

(٤) واذا طلق الرجل امراته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها رضیت بذلك او لم ترض (الهدایة' کتاب الطلاق باب الرجعة ۳۹٤/۲ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان)

م ۳۱ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۴۷) عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر نے بیوی سے کہا "جاؤ تم کو تین طلاق" مگر نیت تین طلاق کی نہ تھی، تو کتنی طلاق واقع ہوئی؟

(سوال) زید نے شراب کے نشہ میں اپنے ماموں کے دھمکانے پر قاضی کے سامنے اپنی بیوی کو طلاق دی زید کی بیوی کا کوئی قصور نہیں نہ بیوی بد چلن ہے بلکہ زید اپنی نوکری پر گیا ہوا تھا تو زید کا ماموں اور زید کا باپ زید کی بیوی کو میکے سے لینے گئے زید کے سسر سے کچھ جھگڑا زید کے ماموں اور باپ کا ہو گیا تو ماموں نے یہ کہا کہ ہم تمہاری لڑکی کو طلاق دلوادیں گے۔ جب زید اپنی نوکری پر سے چھٹی لیکر مکان گیا تو زید کے ماموں نے زور دیا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو ورنہ میں تم کو گولی سے مار دوں گا اس پر قاضی کو بلوا کر اور زید کے والد وغیرہ کو بلوا کر طلاق دلوادی اب زید اور اس کی بیوی بہت پریشان ہیں اور شرعی مسئلہ چاہتے ہیں کہ یہ طلاق ہو گئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہو گئی ہو تو پھر نکاح کس صورت سے ہو سکتا ہے اور بحالت مجبوری شرع کیا اجازت دیتی ہے؟ المستفتی نمبر ۲۲۱۸ ارتضا علی کانسٹبل (دہرہ دون) ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۲۳ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۴۸) طلاق تو ہو گئی (۲) اور اگر تین طلاقیں دی ہیں تو اب بدون حلالہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا (۳) اگر تین طلاقیں نہ دی ہوں تو دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

تین طلاق کے بعد میاں بیوی کا ساتھ رہنا جائز نہیں!

(سوال) (۱) کسی نے اپنی زوجہ کو گزشتہ سال تین طلاق بائن دے دیا تھا پھر اسی مطلقہ عورت کو اپنے مکان میں رکھا مابین زوج و زوجہ کے دستور کے مطابق سب کچھ ہوا الغرض اس کی تحلیل جائز ہو گی یا نہیں اگر تحلیل جائز ہے تو تحلیل سے قبل مذکورہ عورت کو عدت کرنی ہو گی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۶۴

---

(۱) فالصريح قوله انت طالق و مطلقة و طلقتك فهذا يقع به الطلاق الرجعي، ولا يفتقر الى النية لانه صريح فيه لغلبة الاستعمال (الهداية، كتاب الطلاق، باب ايقاع الطلاق ۲/۳۵۹ ط شركة علميه ملتان.)

(۲) و يقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو تقديرا بدائع ليدخل السكران ولو عبدا او مكرها فان طلاقه صحيح لا اقراره بالطلاق (درمختار) وقال في الرد (قوله ليدخل السكران) اى فانه في حكم العاقل زجراله فلا منافاة بين قوله عاقل و قوله آلاتي او سكران (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق ۳/۲۳۵ ط سعيد كراتشي)

(۳) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالىٰ " فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية، كتاب الطلاق باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(٤) اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة و بعد انقضائها (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/٤۷۲ ط مكتبه ماجديه، كوئٹه)

محمد عبدالوہاب صاحب (رامپور) ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۴۹) جس عورت کو تین طلاقیں دیدی تھیں اس کو اپنے پاس رکھنا اور زوجین کی طرح تعلقات قائم کرنا حرام ہے۔(۱) اس کو فوراً علیحدہ کرنا چاہئیے اور بعد عدت کے وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ صحبت کرنے کے بعد طلاق دیدے اور اس کی عدت بھی گزر جائے جب زوج اول کے ساتھ نکاح ہو سکے گا۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

تین طلاق دی' تو تینوں ہی واقع ہوئی

(سوال) (۱) ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق بیک وقت دیدی جس کو ۶۔ ۷ ماہ کا عرصہ گزر رہا ہے طلاق دینے کے بعد سے اب تک وہ عورت اپنے والدین کے گھر نہیں گئی بلکہ اپنے شوہر ہی کے گھر اس امید پر رہی کہ قرآن و حدیث کی رو سے تین طلاق واقع ہو جانے کے بعد جو صورت حلالہ ہونے کی ہو وہ کر کے پھر پہلے ہی شوہر کے ساتھ دوبارہ نکاح ہو تاکہ اپنے پہلے ہی شوہر کے ساتھ رہ کر زندگی بسر کرے مگر اس عورت کا پہلا شوہر (جس نے طلاق دے دیا ہے) کسی صورت سے راضی اور خوش نہیں ہوتا ہے کہ میرا نکاح پہلی بی بی سے دوبارہ ہو ایسی حالت میں مرد و عورت کے لئے جو بہتر طریقہ ہو تحریر فرمائیں (۲) اس عورت کی گود میں دو سال کی لڑکی بھی ہے (۳) جس بستی کا یہ واقعہ ہے وہاں کے کچھ آدمیوں کی رائے ہے کہ جس صورت سے ممکن ہو یہ عورت پہلے ہی مرد کے پاس رہے مگر مرد اس کے بالکل خلاف ہے (۴) جس مرد نے طلاق دی ہے اس کے باپ اور بڑے بھائی (جو گھر کے مالک و مختار ہیں) کا بھی زور ہے کہ اس عورت سے دوبارہ نکاح کر کے اپنے گھر میں رکھو مگر مرد کسی کے کہنے سے راضی نہیں ہوتا ہے جس کی وجہ سے مرد کو بستی کے کچھ لوگ اور اس کے باپ بھائی دھمکی دے رہے ہیں کہ دوبارہ نکاح ضرور کرو لہذا ایسی صورت میں مرد کی رضامندی کا خیال کیا جاوے یا عورت کی ؟(۵) غالب گمان ہے کہ مرد کسی صورت سے دوبارہ نکاح کرنے کے لئے راضی نہیں ہوا تو بستی کے کچھ لوگ اور عورت دین مہر کے لئے مطالبہ کریں گے ایسی صورت میں مرد کو کیا کرنا ہوگا ؟ المستفتی نمبر ۲۳۰۴ محمد شہیم الدین صاحب (ضلع ساون) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۹ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۵۰) جب کہ خاوند نے تین طلاقیں دیدی ہیں تو عورت مطلقہ مغلظہ ہو گئی

---

(۱) ومفادہ انہ لو وطئہا بعد الثلاث فی العدۃ بلا نکاح عالما بحرمتہا لا تجب عدۃ اخری لانہ زنا وفی البزازیۃ' طلقہا ثلاثا و وطئہا فی العدۃ مع العلم بالحرمۃ لاتستانف العدۃ بثلاث حیض ویرجمان اذا علما بالحرمۃ ووجہ شرائط الاحصان (ہامش رد المحتار ' کتاب الطلاق' باب العدۃ' مطلب فی وطء المعتدۃ بشبہۃ ۵۱۸/۳ ط سعید کراتشی)

(۲) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ و ثنتین فی الامۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا و یدخل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا کذافی الہدایۃ (الفتاویٰ الہندیۃ' کتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعۃ' فصل فیما تحل بہ المطلقۃ وما یتصل بہ ۴۷۳/۱ ط مکتبہ ماجدیہ' کوئٹہ)

ہے(۱)اور خاوند کے ذمہ عورت کا مہر واجب الادا ہو گیا وہ اپنا مہر وصول کر سکتی ہے ۔(۲)حلالہ کے بعد اس شوہر سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے لیکن اگر شوہر دوبارہ نکاح کرنے پر راضی نہیں ہے تو اس کو مجبور کرنا بھی صحیح نہیں اور بدون حلالہ اس شوہر سے دوبارہ نکاح کرنا جائز ہی نہیں(۳)حلالہ کی جائز صورت کسی مقامی عالم سے دریافت کر لیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر نے بیوی کو تین بار ”طلاق 'طلاق 'طلاق“ لکھ کر طلاق نامہ دیا تو کتنی طلاق واقع ہوئی 'اب رجوع کرنے کی کیا صورت ہے ؟

(سوال) زید نے عرصہ ایک ماہ کا ہوا ہندہ کو طلاق طلاق طلاق تین بار لکھ کر طلاق نامہ دیا ازاں بعد اپنے کئے پر ندامت آئی اور اب پھر دوبارہ ہندہ کو اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہے تو ازروئے شرع شریف بتلایا جائے کہ کس صورت سے ہندہ اس کے نکاح میں آسکتی ہے حلالہ یا بغیر حلالہ۔ ایک دوسرے شخص عمر نے اپنی عورت کو عرصہ گیارہ سال ہوئے طلاق دی طلاق نامہ مروجہ لکھ کر دیا جو عموماً تین طلاق ہی کا ہوتا ہے اس طلاق نامہ کی نقل دستیاب نہیں ہوئی اب عمر مذکور اپنی سابقہ عورت کو اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہے اس کے لئے بھی ازروئے شرع شریف کیا حکم ہے ؟ المستفتی حکیم عبدالکریم فاضل الطب والجراحت

(جواب ۳۵۱) دونوں صورتوں میں جب کہ تین طلاقیں دی گئی ہیں تو عورت مطلقہ مغلظہ ہو گئی اور اب وہ اپنے شوہروں کے نکاح میں بدون حلالہ کے نہیں آسکتیں۔ (۴)محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر نے کہا ”میں نے اس بڈھے کی بیٹی کو ثلاثہ دو طلاق دیدیا ہے 'تو کتنی طلاق واقع ہوئی ؟ دو یا تین ؟

(سوال) ایک شخص مسمی امداد حسین نے حالت غضب میں بہ ثبات عقل و ہوش بر سر مجلس اپنے سسر کی طرف جو اس وقت مجلس میں موجود تھا اشارہ کر کے کہا کہ میں نے اس بڈھے کی بیٹی کو دو طلاق دیا۔

---

(۱) وطلاق البدعة ان يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة او ثلاثا في طهر واحد فاذا فعل ذلك وقع وكان عاصيا (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۳۵۵ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۲) لا خلاف لا حد ان تاجيل المهر الى غاية معلومة نحو شهر او سنة صحيح وان كان لا الى غاية معلومة فقد اختلف المشائخ فيه قال بعضهم يصح وهو الصحيح وهذا لان الغاية معلومة في نفسها وهو الطلاق اوالموت الا يرى ان تاجيل البعض صحيح وان لم ينصا على غاية معلومة كذافي المحيط (الفتاوىٰ الهندية' كتاب النكاح' الباب السادس في المهر' الفصل الحادى عشر في منع المراة نفسها بمهرها والتاجيل في المهر وما يتعلق بها ۱/۳۱۸ ط مكتبه ماجديه' كوئته)

(۳) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة اوثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والا صل فيه قوله تعالىٰ " فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(٤) لا ينكح مطلقة من نكاح صحيح نافذ بها اى بالثلاث لوحرة و ثنتين لو امة ....حتى يطاها غيره ولو الغير مراهقا يجامع مثله ...... بنكاح (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الرجعة ۳/٤۰۹ ط سعيد كراتشى)

گھر کے باہر سے ایک شخص مسمی عبدالمطلب نے اس کو کہا کہ تو نے یہ کیا کیا امداد حسین نے اس کو کہا کہ عورت کی حرکات ناشائستہ سے میرا پیٹ بالکل جل گیا ہے پھر اپنے سسر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس بڈھے کی بیٹی عائشہ خاتون کو میں نے ثلثہ دو طلاق دے دیا ہے اب عرض خدمت میں یہ ہے کہ مذکورہ بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوں گی یا دو طلاق اور جملہ اس بڈھا کی بیٹی عائشہ خاتون کو میں نے ثلثہ دو طلاق دے دیا کا کیا معنی ہوگا ہم لوگ عجب حیرت میں پڑے ہیں کہ ثلثہ دو طلاق کس قسم کی طلاق ہے ازروئے مہربانی تحقیق جواب ارقام فرمائیں اور آدمی جاہل ہے کہتا ہے کہ میں ثلثہ کے معنی نہیں جانتا میری نیت دو طلاق کی تھی اس کا یہ قول شرعاً قابل اعتبار ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۸۵ مولوی حکیم قاری منیر الدین صاحب (برما) ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ یکم اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۵۲) اگر وہ ثلثہ کے معنی نہیں جانتا تھا (اس پر اس سے حلف لیا جائے) تو اس کی بیوی پر دو طلاقیں پڑیں (۱) اگر وہ جانتا تھا کہ ثلثہ کے معنی تین ہیں تو تین طلاقیں پڑیں اس صورت میں نیت کا اعتبار نہیں۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر نے کہا ”میں نے بیوی کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی“ تو کتنی طلاق واقع ہوئی؟

(سوال) عرصہ پانچ سال کا ہوا کہ مسماۃ بجھان کا نکاح مراد کے ساتھ ہوا لیکن صرف چار مہینے بجھان اپنے مالک کے گھر رہی اور بعد میں مناقشہ و لی نخش مابین زن و مرد ہوئی بجھان چار مہینے کے بعد اب تک اپنے میکے میں رہتی تھی اور بجھان کا لڑکا بھی میکے میں پیدا ہوا رنجش کی کیفیت اور واردات مندرجہ ذیل ہے۔ اس عرصہ میں سال میں دو تین دفعہ بکثرت آدمی شریف وغیر شریف مراد کے گھر جاکر صلح کرانے کی غرض سے گفتگو چھیڑا کرتے تھے لیکن مراد حاضرین مجلس (صلح کرانے والوں) کو یہی جواب دیتا کہ میں نے بجھان کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، اور وہ مجھ پر حرام حرام حرام ہے اب بجھان کے والدین و دیگر رشتہ داروں نے سوچا کہ اس کو ہمیشہ گھر بٹھایا جائے یا نکاح کیا جائے اب آپ مطلع فرمائیں کہ بجھان مطلقہ سمجھی جائے یا وہ اپنے مالک مراد کے گھر آباد ہو سکتی ہے اس وقت یہ تحریر خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر لکھی گئی ہے اس میں فرق نہیں ہے۔ نشانی انگوٹھہ حسب ذیل ہے۔

---

(۱) (قوله اولم ينو شيئا) مامران الصريح لا يحتاج الى النية ولكن لا بد في وقوعه قضاء وديانة من قصد اضافة لفظ الطلاق اليها عالما بمعناه، ولم يصرفه الى ما يحتمله كما افاده في الفتح وحققه في النهر احترازا عمالو كرر مسائل الطلاق بحضرتها او كتب ناقلا من كتاب امراتي طالق مع التلفظ او حكى يمين غيره فانه لا يقع اصلا مالم يقصد زوجته و عمالو لقنته لفظ الطلاق فتلفظ به غير عالم بمعناه فلا يقع اصلا على ما افتى به مشايخ اوزجند صيانة عن التلبيس (هامش رد المحتار مع الدرالمختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، مطلب في قول البحر ، ان الصريح يحتاج في وقوعه ديانة الى النية ۳/ ۲۵۰ ط سعيد كراتشي)

(۲) فالصريح قوله انت طالق و مطلقة و طلقتك فهذا يقع به الرجعي، ولا يفتقر الى النية لانه صريح فيه لغلبة الاستعمال (الهداية، كتاب الطلاق، باب ايقاع الطلاق ۲/ ۳۵۹ ط شركة علميه ملتان)

انگوٹھا میاں احمد گو پیرا سکنہ چک نمبر ایل ۱۱/ ۶۷۰ انگوٹھا مہر لال گو پیرا سکنہ چک نمبر ایل ۱۱/ ۶۷۰
انگوٹھا مہر محمد گو پیرا سکنہ چک نمبر ایل ۱۱/ ۶۷۰ مہر رمضان گو پیرا چک نمبر ایل ۱۱/ ۶۷۰ وغیرہ
اس کے علاوہ اور بھی بکثرت آدمی تھے جس میں چند ضروری اور شریف لوگوں کے حلفاً انگوٹھے لگوائے گئے تاکہ جناب کو تسلی ہو۔ المستفتی نمبر ۲۴۳۴ سید ظہور الحسن شاہ صاحب (ضلع لائل پور) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ م ۱۷ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۵۳) اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دے چکا ہے (۱) تو اس صورت میں اس کی بیوی عدت کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

طلاق اور مہر کے متعلق احکام

(سوال) (۱) مسماۃ حلیما زوجہ اللہ بخش دوکاندار روٹی اسٹیشن جا کھل نے بوقت لڑائی اپنی بیوی کو کہا کہ یا تو باز آجا ورنہ میں تجھے طلاق دے دوں گا اور یہی الفاظ اس سے پہلے کئی مرتبہ کہے اور اسکے بعد مجلس عام میں چار پانچ دفعہ کہا۔ طلاق طلاق۔

اور کہا کہ اب میری طرف سے تو طلاق ہے اور سب مجمع کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ بس میں نے طلاق دے دی ہے اس نے ساتھ میں یہ بھی قرآن شریف کی قسم کھا کر کہا کہ اگر اب اس پر ازار بند کھولوں تو اپنی ماں اور بہن پر کھولوں اور یہ لفظ بھی بعد اس موقع کے قسم کے ساتھ کئی مرتبہ دہرائے گئے تو ان کا نکاح قائم رہا یا طلاق ہو چکی ہے۔

(۲) اللہ بخش خاوند مسماۃ حلیما روٹی کی دکان کرتا ہے اور مسماۃ حلیما بھی دوسری روٹی کی دکان کرتی ہے مسماۃ حلیما کی دوکان بستی میں ہے اور اللہ بخش کی دوکان ریلوے حدود میں ہے اس حالت میں جب کہ ان کی طلاق ہو گئی ہو اور ان کا آنا جانا یا لینا دینا یا کسی قسم کی ایک دوسرے کی امداد یا کھانا پینا باقی رہے تو اس معاملہ میں شرع شریف کا کیا حکم ہے کہ ان کا یہ معاملہ قائم رہنا چاہئے یا نہیں اور نہیں تو کیا عام مسلمان ان کی دوکان پر کھانا کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ باقی ان کا باہمی جھگڑا کبھی کبھی پہلے بھی ہوتا رہا ہے اور اللہ بخش خاوند حلیما یہ کہتا رہا کہ تو باز آجا ورنہ میں تجھے طلاق دے دوں گا۔

(۳) اگر ان کی طلاق ہو چکی ہو تو ان کا دوبارہ نکاح کس صورت میں ہو سکتا ہے؟

---

(۱) والبدعي ثلاث متفرقة (درمختار) وقال في الرد (قوله ثلاثة متفرقة) كذا بكلمة واحدة بالاولى و ذهب جمهور الصحابة والتابعين و من بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث (هامش رد المحتار مع الدرالمختار، كتاب الطلاق ۲۳۳/۳ ط سعيد كراتشي) وقال في المغني: وان طلق ثلاثا بكلمة واحدة وقع الثلاث و حرمت عليه حتى تنكح زوجا غيره ولا فرق بين قبل الدخول و بعده روى ذلك عن ابن عباس و ابى هريرة و ابن عمر و عبدالله بن عمرو و ابن مسعود و انس و هو قول اكثر اهل العلم من التابعين والائمة بعد هم (المغنى لابن قدامه، كتاب الطلاق، باب تطليق الثلاث بكلمة واحدة، فصل ۵۸۲۰، ۲۸۲ ط دارالفكر بيروت)
(۲) قال الله تعالىٰ : ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب اجله (البقرة : ۲۳۵)

(۴) اگر اللہ بخش کے پاس زر مہر شرع محمدی یکمشت دینے کی ہمت نہ ہو تو کیا وہ اس کو قسط کے ساتھ ادا کر سکتا ہے ؟

(۵) اور کیا وہ اس سے زر مہر ادا کرنے تک کے عرصہ میں کوئی کسی قسم کا تعلق مثلاً بولنا چالنا یا کسی قسم کی امداد یا آنا جانا یا طرفین میں ایک دوسرے کی کھانے کی اشیاء استعمال کرنا قائم رکھ سکتا ہے یا نہیں ؟ **المستفتی** نمبر ۲۶۰۲ لطیف احمد خان (حصار) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ م ۱۸ مئی ۱۹۴۰ء

(**جواب ۳۵۴**) (۱) ان الفاظ سے کہ تو باز آجا ورنہ میں تجھے طلاق دے دوں گا طلاق نہیں ہوتی(۱) خواہ کتنے ہی مرتبہ کہے گئے ہوں مگر جب اس نے اس کے بعد یہ لفظ طلاق طلاق طلاق اپنی بیوی کو کہے اور یہ بھی کہا کہ اب سے میری طرف سے تو طلاق ہے اور یہ بھی کہا کہ اگر اب میں اس پر کمر بند کھولوں تو اپنی ماں اور بہن پر کھولوں تو اس کی زوجہ پر اس کی طرف سے طلاق ہو گئی اور چونکہ تین مرتبہ سے زیادہ اس نے یہ الفاظ استعمال کئے اس لئے طلاق مغلظہ ہو گئی اور وہ اس کے لئے حرام ہو گئی۔(۲)

(۲) ان دونوں کا نکاح باقی نہیں رہا اور اب ان دونوں میں تعلقات زوجیت قائم نہیں رہ سکتے اگر اب بھی یہ میاں بیوی کی طرح رہیں تو حرام کے مرتکب ہوں گے اور فاسق ہوں گے(۳) اور انکے ساتھ مسلمانوں کو تعلقات قائم رکھنا بہتر نہ ہوگا۔

(۳) چونکہ طلاق مغلظہ ہو چکی ہے اس لئے اب بدون حلالہ ان کا دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔(۴)

(۴) زر مہر یکدم ادا کرنے کی وسعت نہ ہو تو قسط وار ادائیگی ہو سکتی ہے دونوں آپس میں مفاہمت کر کے قسط کی مقدار مقرر کر لیں۔

(۵) بولنا چالنا ایک کو دوسرے کی چیز کھالینا تو جائز ہے میاں بیوی کے تعلقات اور ان کے درمیان بے تکلفی(۵)

---

(۱) صيغة المضارع لا يقع به الطلاق الا اذا غلب في الحال كما صرح به الكمال بن الهمام (الفتاوى الحامدية' كتاب الطلاق ۱/۳۸ ط مكتبه حاجي عبدالغفار قندهار افغانستان) وقال في الدر : بخلاف قوله طلقي نفسك فقالت انا طالق اوانا اطلق نفسي لم يقع لانه وعد جوهرة' مالم يتعارف او تنو الانشاء (الدر المختار' كتاب الطلاق' باب تفويض الطلاق ۳/۳۱۹ ط سعيد كراتشي)

(۲) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة اوثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالى . فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ۲ ۳۹۹ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۳) و مفاده انه لو وطئها بعد الثلاث في العدة بلا نكاح عالما بحرمتها لا تجب عدة اخرى لانه زنا (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب العدة' مطلب في وطء المعتدة بشبهة ۳/۵۱۸ ط سعيد كراتشي)

(۴) بخاری شریف میں ہے :عن عائشة ان رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبي ﷺ اتحل للاول قال لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الاول (رواه البخاري في الجامع الصحيح' كتاب الطلاق' باب ما اجاز طلاق الثلاث ۲/۷۹۱ ط مكتبه قديمي كراتشي)(۵) ولا بد من سترة بينهما في البائن لئلا يختلي ربالا جنبية و مفاده ان الحائل يمنع الخلوة المحرمة وفي المجتبى الا فصل الحيلولة بستر ولو فاسقا فبامرأة قال ولهما ان يسكنا بعد الثلاث في بيت واحد اذا لم يلتقيا التقاء الا زواج و لم يكن فيه خوف فتنة انتهى' وسئل شيخ الاسلام عن زوجين افترقا ولكل منهما ستون سنة و بينهما اولاد تتعذر عليهما مفارقتهم فيسكنان في بيتهم ولا يجتمعان في فراش ولا يلتقيان التقاء الازواج هل لهما ذلك قال نعم (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/۵۳۷' ۵۳۸ ط سعيد كراتشي)

اور بے پردگی جائز نہیں ایک غیر عورت کی طرح اس کو رہنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

تین طلاق کے بعد عورت عدت پوری کر کے دوسری شادی کر سکتی ہے

(سوال) مسماۃ زینب دختر بوٹا سکنہ کپور تھلہ پنجاب کا نکاح صغر سنی میں ضلع سیالکوٹ میں ہوا اور بالغ ہو کر بھی کچھ عرصہ وہ اپنے خاوند کے ہمراہ آباد رہی اس کو خاوند کی طرف سے سخت تکالیف دی گئیں بالآخر ایک روز اس کے خاوند نے اس کو زبانی طلاق دے دی تین مرتبہ اور مثل ماں بہن اپنے اوپر حرام قرار دیا اس کے بعد دیہاتی ملاؤں سے دریافت کیا جو سند یافتہ نہیں تھے انہوں نے کہا کہ ساٹھ مسلمانوں کو کھانا کھلاؤ' ساٹھ تہبند دو اور ساٹھ لوٹے مسجد میں دو چنانچہ اس نے ساٹھ مسلمانوں کو کھانا کھلا دیا لیکن تہبند اور لوٹے نہیں دیئے چند ماہ بعد پھر مسماۃ مذکور اس کے گھر سے اپنے والدین کے گھر آگئی عرصہ دو سال کا ہوا مسماۃ نے اپنے خاوند کو رجسٹرڈ نوٹس دیا کہ یا تو اس کو گزارہ دے یا گھر آباد کرے لیکن خاوند نہ اس کو گھر لے گیا اور نہ گزارہ دیا بلکہ آکر پھر دو آدمیوں کے روبرو زبانی طلاق تین مرتبہ دے دی اور اب مسماۃ مذکور کا ارادہ نکاح ثانی کرنے کا ہے ؟

(جواب ۳۵۵) اگر سوال کا بیان کردہ واقعہ صحیح ہے تو پہلی ہی مرتبہ جب کہ خاوند نے تین طلاقیں دیدی تھیں منکوحہ اس پر حرام ہو گئی تھی(۱) اور جن ملاؤں نے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے اور ساٹھ تہبند دینے اور ساٹھ لوٹے مسجد میں رکھنے کا فتویٰ دیا تھا وہ فتویٰ غلط تھا عورت کو پہلی ہی دفعہ کی تین طلاقوں کے بعد عدت پوری کر کے دوسرے شخص سے نکاح کر لینے کا حق تھا اور جب دوسری بار بھی وہ تین طلاقیں دے گیا تو اب شبہ کی کیا بات رہی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

حلالہ میں جب شوہر ثانی بغیر صحبت کے طلاق دے' تو وہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہو گی

(سوال) زید نے اپنی عورت سلیمہ کو طلاق مغلظہ دی تھی پھر سلیمہ نے عدت کے ایام گزار کر عمرو سے حلالہ کرالیا عمرو نے خلوت صحیحہ کے بعد سلیمہ کو طلاق مغلظہ دیدی لہذا سلیمہ نے عدت گزار کر اپنے پہلے شوہر زید سے دوبارہ نکاح کر لیا زید کو نکاح کے کچھ دن بعد پتہ چلا کہ عمرو نے خلوت صحیحہ کا موقع ملنے کے باوجود سلیمہ کو چھوا تک نہیں وطی نہ کرنے کی وجہ ممکن ہے یہ بھی ہو کہ عمرو نامرد ہو کیونکہ اس واقعہ کا پتہ زید کو سلیمہ سے نکاح کرنے کے بعد چلا ہے اب فرمایئے کہ زید اور سلیمہ کا یہ نکاح از روئے شریعت صحیح ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو اس کا تدارک اب کس طرح ہو گا ؟ المستفتی عقیل احمد آباد محلہ سید واڑہ مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء

(جواب ۳۵٦) سلیمہ کی بات کی تصدیق عمرو سے کرنی چاہئے اگر وہ بھی وطی نہ کرنے کا اقرار کرے تو زید اور

---

(۱) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ او ثنتین فی الامۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا و یدخل بھا ثم یطلقھا او یموت عنھا والا صل فیہ قولہ تعالیٰ :" فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ" والمراد الطلقۃ الثالثۃ (الھدایۃ' کتاب الطلاق' باب الرجعۃ' فصل فیما تحل بہ المطلقۃ ۲/۳۹۹ ط شرکۃ علمیہ ملتان)

سلیمہ کو علیحدہ ہونا چاہئیے کیونکہ ان کا یہ نکاح جائز نہیں ہوا(۱) عمرو اگر وطی کرنے کا مدعی ہو تو اس کی بات صحیح ہو گی اور عورت کی بات معتبر نہ ہو گی نکاح قائم رہے گا۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کیا سلیمہ کی بات کی تصدیق کرانا ضروری ہے اگر دریافت کرنے کے باوجود عمرو بسبب شرم یا ادب خاموش ہے تو کیا کیا جائے ؟ عقیل احمد آبادی

سلیمہ کی بات کی تصدیق کرانی ضروری ہے عمرو اگر وطی سے انکار نہ کرے تو وہ اس کا اقرار سمجھا جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

تین طلاق کے بعد عورت مرتدہ ہو گئی' پھر مسلمان ہو کر پہلے شوہر سے بغیر حلالہ کئے شادی کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق ثلثہ دیا بعدہ ہندہ مرتدہ ہو گئی اور کچھ عرصہ کے بعد تائب ہو کر مسلمان ہو گئی اب زید اس سے بغیر حلالہ کے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(جواب ۳۵۷) ارتداد زوجہ مطلقہ سے طلاق ثلاث کا حکم باطل نہیں ہوتا ضرورت تحلیل باقی رہتی ہے۔ ولو ارتدت المطلقة ثلاثا ولحقت بدار الحرب ثم استرقها او طلق زوجته الامة ثنتين ثم ملكها ففي هاتين لا يحل له الوطى الا بعد زوج اخر كذافي النهر الفائق .(۳) محمد کفایت اللہ غفرلہ

حنفی کے لئے تین طلاق کی صورت میں مسلک اہل حدیث پر عمل جائز ہے یا نہیں ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) زید حنفی المذہب نے اپنی بیوی ہندہ کو ایک مجلس میں بحالت غیظ و غضب و مرض میں بیک زبان تین طلاقیں دے دیں پھر پچھتایا اور نادم ہوا کہ گھر ویران اور بال بچے دربدر ہو جائیں گے اشد ضرورت میں مفتی اہل حدیث سے فتویٰ طلب کیا وہاں سے فتویٰ ملا کہ صرف ایک ہی طلاق ہوئی ہے زید نے رجوع کر لیا

---

(۱) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة اوثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالىٰ : " فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۲) و فيها قال الزوج الثاني كان النكاح فاسدا اولم ادخل بها وكذبته فالقول لها' وقال في الرد (قوله فالقول لها) كذافي البحر و عبارة البزازية ادعت ان الثاني جامعها وانكر الجماع حلت للاول و على القلب لا ز مثله في الفتاوىٰ الهندية عن الخلاصة و يخالف قوله و على القلب لا ما في الفتح و البحر' ولو قالت دخل بي الثاني والثاني منكر فا لمعتبر قوله وكذا في العكس (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب الرجعة ۳/۴۱۷'۴۱۸ ط سعيد كراتشى)

(۳) الفتاوىٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس في الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/۴۷۳ ط مكتبه ماجديه' كوئٹه).

اس پر دوسرے علماء مفتی اہل حدیث پر کفر کا فتویٰ لگادیا اور مقاطعہ کا حکم دیا اور مسجد میں آنے سے روک دیا گیا یہ فعل جائز ہے ؟ اور کیا ائمہ متقدمین میں سے کوئی اس کا قائل تھا یا نہیں ؟

(جواب ۳۵۸) ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے تینوں طلاقیں پڑ جانے کا مذہب جمہور علماء کا ہے اور ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کے علاوہ بعض علماء اس کے قائل ضرور ہیں کہ ایک طلاق رجعی ہوتی ہے اور یہ مذہب اہل حدیث نے بھی اختیار کیا ہے اور حضرت ابن عباس اور طاؤس و عکرمہ و ابن اسحٰق سے منقول ہے(۱) پس کسی اہل حدیث کو اس حکم کی وجہ سے کافر کہنا درست نہیں اور نہ وہ قابل مقاطعہ اور نہ مستحق اخراج عن المسجد ہے۔ ہاں حنفی کا اہل حدیث سے فتویٰ حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا تو یہ باعتبار فتویٰ ناجائز تھا۔(۲) لیکن اگر وہ بھی مجبوری اور اضطرار کی حالت میں اس کا مرتکب ہوا ہو تو قابل درگزر ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ'

حلالہ کی کیا تعریف ہے اور حلالہ کرنے والے کا حکم کیا ہے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) شرع شریف میں حلالہ کس کو کہتے ہیں ؟ بعض علاقوں میں مروجہ حلالہ عمل میں لاتے ہیں کس کے لئے حلالہ کرتے ہیں بعض مفتی اس پر جواز کا فتویٰ دیتے ہیں آیا یہ جائز ہے یا نہیں ؟ اگر جائز ہے تو حدیث شریف لعن رسول اللہ ﷺ المحلل والمحلل لہ' کا کیا مطلب ہے ؟

(جواب ۳۵۹) مطلقہ عورت کسی دوسرے خاوند سے نکاح کر لے اور پھر اس سے طلاق یا موت زوج کی

---

(۱) وقد اختلف العلماء فیمن قال لا مراته انت طالق ثلاثا فقال الشافعی و مالک و ابو حنیفة واحمد و جماهیر العلماء من السلف والخلف یقع الثلاث وقال طاؤس و بعض اهل الظاهر لا یقع بذلک الا واحدة وهو روایة عن الحجاج بن ارطاة و محمد بن اسحق و المشهور عن الحجاج بن ارطاة انه لا یقع به شئ وهو قول ابن مقاتل وروایة عن محمد بن اسحق (شرح الصحیح لمسلم للعلامة النووی کتاب الطلاق' باب طلاق الثلاث ۱/۴۷۸ ط مکتبه قدیمی کراتشی)

(۲) وقد ثبت النقل عن اکثرهم صریحا با یقاع الثلاث ولم یظهر مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال وعن هذا قلنا لو حکم حاکم با نها واحدة لم ینفذ حکمه لانه لا یسوغ الاجتهاد فیه فهو خلاف لا اختلاف (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق ۳/۲۳۳ ط سعید کراتشی)

(۳) فی المجتبی عن محمد فی المضافة لا یقع و به افتی ائمة خو رزم انتهی وهو قول الشافعی و للحنفی تقلیده بفسخ قاض بل محکم بل افتاء عدل (درمختار) وقال فی الرد (قوله بل افتاء عدل الخ) وفی البحر عن البزازیة وعن اصحابنا ماهوا وسع من ذلک وهو انه لو استفتی فقیها عدلا فافتاه ببطلان الیمین حل له العمل بفتواه و امساکها و روی اوسع من هذا وهو انه لو افتاه مفت بالحل ثم افتاه آخر بالحرمة بعد ما عمل بالفتوی الا ولی فانه یعمل بفتوی الثانی فی حق امراة اخری لا فی حق الاولی و یعمل بکلا الفتوتین فی حادثتین لکن لا یفتی به (هامش ردالمحتار مع الدر المختار کتاب الطلاق' باب التعلیق ۳/۳۴۶' ۳۴۷ ط سعید کراتشی) وقال فی الدر' ولا بأس بالتقلید عند الضرورة لکن بشرط ان یلتزم جمیع ما یوجبه ذلک الامام(الدرالمختار مع هامش رد المحتار' کتاب الصلوٰة ۱/۳۸۲ ط سعید کراتشی) وقال فی شرح عقود رسم المفتی' و به علم ان المضطر له العمل بذلک لنفسه کما قلنا وان المفتی له الافتاء به للمضطر فما مر من انه لیس له العمل بالضعیف والا فتاء به محمول علی غیر موضع الضرورة کما علمته من مجموع ما قررناه و الله اعلم (شرح عقود رسم المفتی ص ۵۰)

وجہ سے علیحدہ ہو کر پہلے زوج مطلق کے لئے حلال ہو جاتی ہے اس کا نام حلالہ ہے (۱) لیکن زوج اول یا زوجہ یا اس کے کسی ولی کی طرف سے زوج ثانی سے یہ شرط کرلی کہ وہ طلاق دیدے اور زوج ثانی کا اس شرط کو قبول کر کے نکاح کرنا یہ حرام ہے اس میں فریقین پر لعنت کی گئی ہے حدیث جو سوال میں مذکور ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ تحلیل کی شرط کر کے نکاح کرنا موجب لعنت ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ'

تیرھواں باب
طلاق بائن اور رجعی

شوہر نے بیوی سے کہا "اگر تو چاہے تو تجھے طلاق ہے" بیوی نے جواب میں کہا "اچھا مجھے طلاق دیدو" تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو چاہے تو تجھے طلاق ہے اس کی بیوی نے جواب میں کہا اچھا یا اچھی بات ہے یا اچھا مجھے طلاق دے دو یا اچھی بات ہے میں طلاق لے لوں گی شوہر خاموش ہو گیا طلاق ہوئی یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۳۲۳ احمد مجتبیٰ گورنمنٹ اسکول 'ایٹہ ۵ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۸ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۰) شوہر نے بیوی سے کہا کہ اگر تو چاہے تو تجھے طلاق ہے بیوی نے جواب میں کہا اچھا یا اچھی بات ہے یا اچھا مجھے طلاق دیدو یا اچھی بات ہے میں طلاق لے لوں گی ان چاروں صورتوں میں سے کوئی صورت واقع ہوئی ہو اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی پڑ گئی (۳) عدت کے اندر رجعت کر سکتا ہے۔(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها (الفتاوىٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس في الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ١/ ٤٧٣ ط ماجديه كوئٹه)

(۲) وكره التزوج للثاني تحريما لحديث لعن المحلل والمحلل له بشرط التحليل كتزوجتك على ان احللك وانحلت للاول بصحة النكاح و بطلان الشرط فلا يجبر على الطلاق كما حققه الكمال (الى قوله) اما اذا اضمرا ذلك لا يكره و كان الرجل ماجورا لقصد الاصلاح (درمختار) وقال في الرد (قوله بشرط التحليل) تاويل للحديث بحمل اللعن على ذلك (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب الرجعة ٣/ ٤١٤'٤١٥ ط سعيد كراتشى)

(۳) والفاظ التفويض ثلاثة تخيير وامر بيد و مشيئة' قال لها اختارى او امرك بيدك ينوى تفويض الطلاق (درمختار) وقال في الرد (قوله قال لها اختارى) ولو قال لها اختارى الطلاق فقالت اخترت الطلاق فهي واحدة رجعية لانه لما صرح بالطلاق كان التخيير بين الاتيان بالرجعي و تركه (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب تفويض الطلاق ٣/ ٣١٥ ط سعيد كراتشى) چوتھا جملہ اگرچہ مستقبل کا صیغہ ہے لیکن وہ بیوی کی چاہت اور لے لینے پر معلق تھا لہذا جب بیوی کی چاہت اور لے لینا معلوم ہو گیا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

(٤) واذا طلق الرجل امراته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها (الهداية' كتاب الطلاق باب الرجعة ٢/ ٣٩٤ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

بیوی تین طلاق کا دعویٰ کرتی ہے اور شوہر دو کا تو کتنی طلاق واقع ہوئی ؟

(سوال) (۱) عورت دعویٰ کرتی ہے کہ میرے شوہر نے میرے سامنے تین طلاق دی ہیں اور شوہر انکار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں نے تین طلاق ہرگز نہیں دیا بلکہ صرف دو طلاق۔ گواہ کسی کے پاس نہیں تو اس صورت میں کس کا قول معتبر ہوگا ؟ نیز شوہر رجعت کر سکتا ہے یا نہیں ؟
(۲) اور اگر کوئی دوسری صورت ایسی ہی پیش آئے جس میں شوہر شک وتردد ظاہر کرتا ہو تو کیا حکم ہوگا ؟
(۳) اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو تین طلاق دیتے ہوئے سنے اور شوہر منکر ہو تو اس عورت کو شوہر کے پاس رہنا جائز ہے یا نہیں ؟
(۴) فی زمانہ ہندوستان میں شرعی قاضی کہیں بھی موجود نہیں تو رفع نزاع کے لئے شرعی فیصلہ کی کیا صورت ہوگی فریقین کسی کو حکم مقرر کر کے یا پنچایت سے اگر فیصلہ حاصل کریں گے معتبر ہوگا یا نہیں ؟
(۵) اگر پنچ یا حکم مسئلہ شرعی سے ناواقف ہوں تو وہاں کا مفتی یا کوئی اور شخص قضا کا حکم بتا سکتا ہے یا نہیں ؟
بینوا توجروا ۔ المستفتی نمبر ۳۸۲ عبداللطیف قاسمی (ضلع اعظم گڑھ) یکم جمادی الاولی ۱۳۵۳ھ ۱۲ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۱) (۱) اگر زوجہ تین طلاق کی مدعی اور شوہر تین کا منکر اور دو کا مقر ہے تو اس صورت میں حکم دیانت (عند اللہ) یہ ہے کہ واقع میں تین طلاقیں دی ہیں تو طلاق مغلظہ ہوئی(۱) اور دو دی ہیں تو حق رجعت ہے(۲) لیکن اگر فریقین حکم دیانت پر قانع اور عاقل نہ ہوں تو حکم قضا یہ ہے کہ یا تو عورت تین طلاقوں کا ثبوت (بینہ عادلہ) پیش کرے ورنہ شوہر سے حلف لے کر اس کے موافق دو کا حکم دیا جائے گا (۳) اور اس کو اس صورت میں ظاہر کے لحاظ سے رجعت کا اختیار ہوگا (اگرچہ فی الحقیقت قسم جھوٹی ہونے کی صورت میں اسے رجعت کا کوئی حق نہیں رہا ہے) سوال دوم کا حکم بھی یہی ہے۔
(۳) اگر عورت نے خود شوہر کی زبان سے تین طلاقیں سنی ہیں تو اس کو شوہر کے پاس رہنا جائز نہیں یعنی دیانۃ وہ اس کے لئے حلال نہیں رہی استخلاص نفس کی سعی کرے۔(۴)

---

(۱) واما البدعی ان یطلقہا ثلاثا فی طہر واحد بکلمۃ واحدۃ او بکلمات متفرقۃ' فاذا فعل ذلک وقع الطلاق وکان عاصیا (الفتاویٰ الہندیۃ' کتاب الطلاق' الباب الاول فی تفسیرہ ۱/۳۴۸ ط مکتبہ ماجدیہ' کوئٹہ)
(۲) واذا طلق الرجل امراتہ تطلیقۃ رجعیۃ او تطلیقتین فلہ ان یراجعہا فی عدتہا (الہدایۃ' کتاب الطلاق' باب الرجعۃ ۲/۳۹۴ ط مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان) (۳) ویسال القاضی المدعی علیہ عن الدعویٰ فیقول انہ ادعی علیک کذا فما ذا تقول بعد صحتہا والا تصدر صحیحۃ لایسال لعدم وجوب جواب فان اقر فیہا او انکر فبرہن المدعی قضی علیہ بلا طلب المدعی والا یبرہن حلفہ الحاکم بعد طلبہ (الدر المختار مع ہامش رد المحتار' کتاب الدعویٰ ۵/۵۴۷ ط سعید)
(۴) والمراۃ کالقاضی اذا سمعتہ او اخبرہا عدل لا یحل لہا تمکینہ والفتویٰ علی انہ لیس لہا قتلہ ولا یقتل نفسہا بل تفدی نفسہا بمال او تہرب' کما انہ لیس لہ قتلہا اذا حرمت علیہ و کلما ہرب ردتہ بالسحر و فی البزازیۃ عن الاوزجندی انہا ترفع الامر الی القاضی فان حلف ولا بینۃ لہا فالا ثم علیہ (ہامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الصریح' مطلب فی قول البحر' ان الصریح یحتاج فی وقوعہ دیانۃ الی النیۃ ۳/۲۵۱ ط سعید کراتشی)

(۴) حکم اور ثالث اس مقدمہ کا فیصلہ کر سکتا ہے(۱) اور عدالت کا مسلمان جج بھی قاضی کے حکم میں ہو سکتا ہے(۲) اور جج یا سوال نمبر ۵ میں ذکر کئے ہوئے ثالث یا پنچایت جب خود مسئلے سے ناواقف ہوں تو ان کا فرض ہے کہ کسی عالم سے دریافت کر کے اس کے موافق فیصلہ کریں اور عالم ان کو قضا کی صورت شرعیہ بتادے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی

طلاق رجعی میں عدت کے اندر رجوع کرنے سے رجعت ہو جاتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) کیا دوران عدت میں مرد مطلقہ بیوی کو رجوع نہیں کر سکتا ہے بدون تجدید نکاح کے ؟ المستفتی نمبر ۹۴۵ عبدالعلی خاں (ریاست بھرت پور) یکم ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۶۲) رجوع کرنے سے مطلب یہ ہے کہ زبان سے کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجعت کرلی (۴) رجوع کرنے سے یہ مطلب نہیں کہ صحبت کرنا لازم ہو رجعی طلاق میں تجدید نکاح ضروری نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ

شوہر نے کہا ”میں نے آزاد کیا“ تو کون سی طلاق واقع ہوئی ؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی کے متعلق یہ سنا کہ وہ کچھ آوارہ ہو گئی ہے اس پر زید نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو وہ میرے لئے بیکار ہے اور میں نے آزاد کیا اس کے بعد معلوم ہوا کہ اس خبر کی کوئی اصلیت نہیں ہے تب زید اپنی بیوی کو لینے کے لئے گیا بیوی نے کہا کہ تم تو مجھ کو آزاد کر چکے ہو زید نے کہا کہ تمہارا یہاں رہنا کسی طرح مناسب نہیں ہے تم میرے ساتھ چلو اور اگر کچھ تردد ہو تو اطمینان رکھو میں ماں بہن ہی سمجھ کر خرچ دوں گا ایسی صورت میں شرعاً کیا حکم ہے ؟ المستفتی نمبر ۹۷۹ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۶ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۶۳) زید اپنی بیوی سے (احتیاطاً) نکاح کی تجدید کرلے(۵) یعنی دو گواہوں کے سامنے میاں

---

(۱) واما المحکم فشرطه اهلية القضاء و یقضی فیما سوی الحدود والقصاص ثم القاضی تنفید ولا یته بالزمان والمکان والحوادث (هامش رد المحتار' کتاب القضاء ۵/۳۵٤ ط سعید کراتشی) (۲) الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة' مقدمہ در بیان قضائے قاضی در ہندوستان دیگر ممالک غیر اسلامیہ ۳۳ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی

(۳) لان القضاء تابع للفتویٰ فی زماننا لجهل القضاة (هامش رد المحتار کتاب الحظر والاباحة' فصل فی البیع ٦/٤١ ٤ط سعید کراتشی) (٤) والرجعة ان یقول راجعتك او راجعت امراتی وهذا صریح فی الرجعة لا خلاف بین الائمة (ای لاحد فی جواز الرجعة بالقول) الهدایة ' کتاب الطلاق' باب الرجعة ۲/۳۹۵ ط سعید کراتشی)

(۵) اسلئے کہ لفظ ”آزاد کرنا“ یعنی انت حرۃ اصل کے اعتبار سے کنایات میں سے ہے ' اور کنایات کی اس قسم میں سے ہے جس میں بحالت غصہ بغیر نیت کئے طلاق بائن واقع ہو جاتی ہے 'لیکن اب بکثرت استعمال فی الطلاق ہونے کی وجہ سے اس کو طلاق صریح بائن میں شمار کیا جاتا ہے ' اس لئے حضرت مفتی اعظمؒ نے احتیاطاً تجدید نکاح کر لینے کو فرمایا ہے ' کما فی الرد ' بخلاف فارسیة قوله سرحتك وهو ”رها کردم“ لانه صار صریحا فی العرف علی ما صرح به نجم الزاهدی الخوارزمی فی شرح القدوری..... فان سرحتك كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله فی الصریح فاذا قال" رها کردم" ای سرحتك یقع به الرجعی مع ان اصله کنایة ایضا وما ذاك الا لانه غلب فی عرف الفرس استعماله فی الطلاق وقد مران الصریح مالم الا فی الطلاق من ای لغة کانت (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الکنایات ۳/۲۹۹ ط سعید کراتشی)

بیوی ایجاب و قبول کر لیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

دو طلاق کے بعد دوبارہ نکاح کس طرح سے ہوگا؟

(سوال) بکر و زید دو بھائی ہیں جس میں بکر بڑا ہے زید نے ایک بیوہ عورت سے جائز طریقہ سے نکاح کیا اور چند روز اپنے پاس رکھنے کے بعد اس کو اس شبہ پر کہ تعلق بکر سے ناجائز ہے جس سے زید نے مار پیٹ کی اور مار پیٹ کی حالت میں زید نے دو طلاقیں صریح دیدیں تیسری مرتبہ دینا چاہتا تھا کہ زید کی والدہ نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا جس سے تیسری طلاق نہ دے سکا بلکہ بیوی کو مکان سے نکال دیا وہ اپنی بہن کے پاس چلی گئی جس کو عرصہ اڑھائی سال ہو چکا ہے نان نفقہ کچھ نہیں دیا یہ واقعہ ۱۸ اپریل ۱۹۳۵ء کا ہے اب کسی وجہ سے زید پھر چاہتا ہے کہ مطلقہ عورت سے نکاح کر لوں تو بلا حلالہ زید اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۰۸۷ امید ان خاں دہلی ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۳۰ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۳٦٤) اگر زید نے صرف دو طلاقیں دی تھیں تین نہیں دی تھیں تو زید اپنی مطلقہ بیوی سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے(۱) حلالہ کی ضرورت نہیں مگر عورت کی رضامندی شرط ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر نے کہا "میں نے تجھے طلاق دی، تو میری بہن کی مانند ہے" تو ان الفاظ سے کون سی طلاق واقع ہوئی؟

(سوال) زید نے اپنی بی بی ہندہ سے دو عورتوں کی موجودگی میں ایکبار کہا کہ میں نے تجھے طلاق دیا تو میری بہن کی مانند ہے اور بعد میں بھی کئی آدمیوں سے کہا کہ وہ میری بہن کے مانند ہے اسے اپنے گھر میں رکھنا نہیں چاہتا ہوں بعد طلاق دینے زید کے ہندہ اپنے باپ کے گھر آگئی جس کو آج چار مہینے کا عرصہ ہوا لیکن اب زید لکھتا ہے کہ میں نے اسے طلاق نہیں دیا اور وہ دو عورتیں جن کے سامنے اس نے طلاق دی تھی زید کے دباؤ سے گواہی نہیں دیتی ہیں کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۹۰ ولایت حسین اجمیر شریف یکم رمضان ۱۳۵٦ھ ٦ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳٦٥) ایک دفعہ صریح طلاق دینے کے بعد تو رجعت کر سکتا تھا(۳) مگر تو میری بہن کے مانند ہے ان الفاظ سے طلاق بائن ہو جاتی ہے(۴) پس اگر ان الفاظ کے گواہ موجود ہوں تو طلاق بائن کا حکم دیا

(۱) اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة و بعد انقضائها (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة و مایتصل به ۱/ ٤٧٢ ط ماجدیه' کوئٹه) (۲) اس لئے کہ یہ نکاح جدید ہے' و ینعقد با یجاب من احدهما و قبول من الآخر (الدر المختار' کتاب النکاح ۳/ ۹ ط سعید کراتشی) (۳) اذا طلق الرجل امراته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها رضیت بذلك او لم ترض (الهدایة' کتاب الطلاق' باب الرجعة ۲/ ۳۹٤ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان) (۴) جب کہ ان سے طلاق کی نیت ہو اور یہاں ماقبل میں طلاق کا دینا نیت طلاق کے قائم مقام ہے' وان نوی بانت علی مثل امی او کامی وکذا لو حذف علی خانیة برا او ظهارا او طلاقا صحت نیته ووقع ما نواه لانه کنایة (درمختار) وقال فی الرد (قوله لا نه کنایة) ای من کنایات الظهار والطلاق' قال فی البحر' واذا نوی به الطلاق کان بائنا (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب الظهار ۳/ ٤٧٠ ط سعید کراتشی)

جائے اور عورت کو خاوند کے پاس نہ بھیجا جائے گاہاں تجدید نکاح جائز ہو گی۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر نے بیوی سے کہا" جامیں نے طلاق دی" تو اس سے کون سی طلاق واقع ہوئی ؟

(سوال) زید نے نکاح کیا اس کی بیوی تقریباً چودہ یوم اپنے شوہر (زید) کے مکان میں رہی لیکن پڑوسی عورتوں کے بھکانے سے وہ زید سے کہنے لگی کہ میں رہنا نہیں چاہتی ہوں زید نے اس امر سے منع کیا اور سمجھایا بلکہ بعض اوقات کچھ سخت سست الفاظ استعمال کئے اور سمجھاتا رہا اور وجہ دریافت کی جواباً کہا کہ میں رہنا نہیں چاہتی ہوں بھکانے سے اس نے ایک مرتبہ اپنے عزیزوں کے یہاں جانے کی اجازت چاہی زید نے جانے کی اجازت نہ دی زید چونکہ ملازم پیشہ ہے وہ اپنے کام پر چلا گیا وہ عورت موقع پاکر چھوٹے بچوں کو جو کہ اگلی عورت سے ہیں اور جن کی عمر آٹھ نو سال کے اندر اندر ہے ہمراہ لے کر اپنے عزیز جن کی معرفت اس کا نکاح زید سے ہوا تھا ان کے مکان پر صبح زید کے جانے پر چلی گئی اور وہاں تین چار بجے شام تک رہ کر ان بچوں کو ہمراہ لے کر زید کے مکان کو واپس ہوئی اثنائے راہ میں ایک نالہ حائل ہے وہاں پہنچ کر ان بچوں سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو میں پاخانہ پیشاب سے فارغ ہو کر آرہی ہوں اور وہ عورت اسی نالہ نالہ اپنے عزیز کے مکان کی طرف قریب میں پوشیدہ ہو گئی شام کو جب زید نوکری سے رخصت پاکر مکان گیا تو بچوں سے دریافت حال کر کے وہ اس کے عزیز کے مکان پر گیا ان کو مطلع کیا گیا انہوں نے تلاش کیا آخر ملنے پر اس کو لائے اور زید کے مکان پر اس کو چھوڑ گئے دوسرے دن سے پھر وہی کہنا شروع کیا کہ میں نہیں رہنا چاہتی چنانچہ جب زید تنگ ہو گیا تو اس نے پڑوسیوں کو اور اس کے عزیزوں کو جمع کر کے اس امر کا تذکرہ کیا اول ان لوگوں نے سمجھایا مگر وہ اس کے یہاں رہنے سے انکار کرتی رہی آخر اس مجمع کے دو آدمیوں نے عورت کو کہا کہ تو مہر معاف کر دے اس نے مہر معاف کر دیا پھر زید سے کہا کہ تم طلاق دیدو زید نے اس کے جانے کے رنج میں اور غصہ کی حالت میں اس عورت سے کہا' جاسالی میں نے طلاق دی'' اس لفظ کو سن کر اپنے عزیزوں کے ہمراہ مکان چلی گئی آٹھ دس یوم اپنے یہاں رہ کر زید کو خبر پہنچائی کہ مجھ کو آکر لے جاؤ جب بارہا خبر آتی رہی تو زید نے اس کے عزیزوں کو اور درمیانی آدمیوں کو جن کے ذریعہ نکاح ہوا تھا ساتھ لے کر اس عورت کے یہاں گئے اس سے گفتگو کی اور کہا کہ تیرا عقد ثانی دوسری جگہ کرادیویں اس نے کہا کہ نہیں میں زید کے مکان میں جاؤں گی اسی کے ساتھ رہوں گی ورنہ کہیں نہیں جاتی زیادتی کرنے پر مرجاؤں گی تو ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں ؟ اور زید رجعت کر سکتا ہے یا نہیں یا اس عورت کا عقد ثانی ہو کر طلاق ہو اور وہ عدت کے دن عزیزوں کے یہاں گزارے پھر زید سے نکاح ہو۔المستفتی نمبر ۲۰۸۶ علی جان صاحب (اجمیر شریف) ۲۶ رمضان ۱۳۵۶ھ م یکم دسمبر ۱۹۳۷ء۔

---

(۱) وینکح مبانۃ بمادون الثلاث فی العدۃ و بعد ھا بالا جماع (الدر المختار' کتاب الطلاق' باب الرجعۃ ۳/۴۰۹ ط سعید کراتشی)

(جواب ٣٦٦) سوال میں زید کے الفاظ طلاق جو منقول ہیں وہ صرف ایک مرتبہ یہ جملہ کہا گیا ہے "جا سالی میں نے طلاق دی" اس سے ایک طلاق پڑی(۱) سوال میں یہ بات صاف نہیں ہے کہ مہر کی معافی کا ذکر بطور شرط طلاق کے ہوا یا نہیں بہر حال اس واقعہ کا حکم یہ ہے کہ حلالہ کی ضرورت نہیں بدون حلالہ زید اور عورت دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کر لیں۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

میں نے تجھ کو چھوڑ دیا' صریح ہے یا کنایہ 'بنگال میں اسی کے کہنے کا رواج ہے

(سوال) طلقتك اور سرحتك ہر دو لفظ کا معنی بزبان ہندی میں نے تجھ کو چھوڑ دیا اور بزبان بنگالی یہی معنی ہیں یعنی ہر دو لفظ عربی کے تقاضے علیحدہ علیحدہ ہیں اور مقتضی ہے طلاق رجعی کا یعنی رجعت کافی ہے عقد ثانی کی ضرورت نہیں ہے ایک شخص اپنی زوجہ کو بزبان بنگالی جس کا معنی ہندی میں نے تجھ کو چھوڑ دیا کہا اس مسئلہ میں زید کہتا ہے کہ یہ طلاق طلاق رجعی ہے کیونکہ لسان ہندی میں اور بنگالی میں جو الفاظ مذکورہ ہیں یہ معنی طلقتك کے ہیں اور بکر کہتا ہے کہ یہ طلاق طلاق بائن ہے کیونکہ ہندی اور بنگالی زبان میں جو الفاظ مذکور ہیں وہ معنی طلقتك اور سرحتك ہر دونوں لفظ کا بن سکتا ہے بلکہ زبان ہندی اور بنگالی میں زوجہ کو جیسے یوں کہا جاتا ہے کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا ویسا ہی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ میں نے تجھے طلاق دیا اب صورت ثانیہ رجعی میں بالکل واضح ہے کیونکہ یہی معنی بالکل طلقتك کے مطابق ہیں اور صورت اولی طلاق بائن میں ظاہر ہے کیونکہ وہی معنی سرحتك کا بالکل مطابق معلوم ہوتا ہے اور سرحتك کا معنی ہندی اور بنگالی زبان میں الفاظ مذکورہ کے سوائے اور لفظ دیگر نہیں ملتا ہے بخلاف طلقتك کے لہذا صورت مسئولہ عنہا میں انہی الفاظ مذکورہ سے طلاق بائن واقع ہونا چاہئیے علاوہ اس کے جب دونوں لفظ عربی معنی واحد میں مشترک ہیں باوجود اس کے کہ ہر ایک کا مقتضی علیحدہ علیحدہ ہے تو احتیاطاً طلاق بائن واقع ہوگا اور عقد ثانی کی ضرورت ہے رجعی سے کافی نہیں ہوگا اب دریافت طلب یہ ہے کہ زید اور بکر کے اختلاف میں کس کا قول صحیح ہے اور صورت مسئولہ عنہا میں آپ کا کیا فتویٰ ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۱۶۷ مولوی محمد بدر الدجی (بنگال) ۲۹ شوال ۱۳۵٦ھ م ۲ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ٣٦٧) عربی میں طلقتك اور سرحتك کے معنی اگرچہ چھوڑ دیا کے ہیں لیکن طلقتك میں رجعی اور سرحتك میں بائن اس لئے ہوتی ہے کہ طلقتك کا لفظ طلاق کے لئے مخصوص ہو گیا بخلاف سرحتك کے۔ اس لئے پہلا لفظ طلقتك صریح اور دوسرا لفظ سرحتك کنایہ قرار دیا گیا یہی حال اس کے ترجمہ میں بھی ہوگا اگر کوئی لفظ ہندی کا طلاق کے لئے مخصوص ہو گیا ہو تو وہ صریح ہوگا اور مخصوص نہ ہو

---

(۱) صریحہ مالم یستعمل الأ فیہ ولو بالفارسیۃ کطلقتك وانت طالق و مطلقۃ...... و یقع بھا ای بھذہ الا لفاظ و ما بمعناھا من الصریح واحدۃ رجعیۃ (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الصریح ٣/٢٤٧ ط سعید کراتشی)

(۲) اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فلہ ان یتزوجھا فی العدۃ و بعد انقضائھا (الھدایۃ' کتاب الطلاق' باب الرجعۃ' فصل فیما تحل بہ المطلقۃ ٢/٣٩٩ ط شرکۃ علمیہ ملتان)

تو کنایہ ہوگا بنگالی الفاظ کا بھی یہی حکم ہوگا ہم بنگالی الفاظ کا مفہوم نہیں جانتے اس کا فیصلہ علمائے بنگالہ ہی کر سکتے ہیں چھوڑ دیا کو ہم کنایہ قرار دیتے ہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

تین مرتبہ لفظ حرام کہا' تو کتنی طلاق اور کون سی طلاق واقع ہوئی ؟

(سوال) زید کی ہندہ سے پہلے سے شادی تھی بعد میں مسماۃ زینب سے نکاح کر لیا مسماۃ ہندہ کے ورثاء زینب سے نکاح کرنے کو برا سمجھتے تھے مسمی زید کو اپنے مکان پر بلا کر کہا کہ مسماۃ زینب کو طلاق بلفظ حرام دیدے اس پر مسمی زید نے ٹال مٹول کیا اور اس سے گریز کیا مگر ہندہ کے ورثاء نے کاغذ پر لفظ حرام کو کاتب سے تین مرتبہ لکھوا کر اور پھر کاغذ کو سمیٹ کر زید کے سامنے پیش کیا اور اس سے یہ لفظ تین مرتبہ کہلوایا اور دستخط کرا لئے بعد میں تکمیل بلفظ ثلاثہ مغلظہ کر کے سرکاری طور پر سب رجسٹرار سے رجسٹری کرائی اور سب رجسٹرار نے بھی زید سے کچھ دریافت نہ کیا ویسے ہی رجسٹری کر لی چونکہ ہندہ کے ورثاء دنیاوی لحاظ سے اعلیٰ آفیسر ہیں اب قابل استفسار یہ امر ہے کہ لفظ حرام سے کون سی طلاق واقع ہوگی اور بعد میں جو لفظ ثلاثہ مغلظہ کو زیادہ کیا گیا ہے آیا اس کو بھی دخل ہے یا کہ نہیں اور سب رجسٹرار کا بغیر تصدیق مقر کے رجسٹری کر دینا اس کو بھی شرعاً کوئی دخل ہے کہ نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۵۱۴ سراج احمد صاحب (بہاولپور) ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ م ۵ جولائی ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۶۸) اگر زید نے ثلاثہ مغلظہ کا لفظ زبان سے نہیں کہا اور نہ اس لفظ کو دیکھ کر دستخط کئے تو صرف لفظ حرام زبان سے کہنے پر اس کی بیوی پر ایک طلاق بائن پڑے گی (۲) اگرچہ لفظ حرام تین مرتبہ کہا ہو (۳) اور وہ زینب سے تجدید نکاح کر سکتا ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) چھوڑ دیا اصل کے اعتبار سے تو کنایہ ہے' لیکن اب عرف کی وجہ سے طلاق صریح میں سے ہے' کما في الرد بخلاف فارسية قوله سرحتك وهو " رها كردم" لانه صار صريحا في العرف على ما صرح به نجم الزاهدي في شرح القدوري......فان سرحتك كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح' فاذا قال" رها كردم" اى سرحتك يقع به الرجعي مع ان اصله كناية ايضا (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الكنايات ۲۹۹/۳ ط سعيد كراتشي) لہذا جس علاقہ میں یہ لفظ صریح کے درجہ میں سمجھا جاتا ہے' تو وہاں اس لفظ سے بغیر نیت کے طلاق واقع ہوگی' اور جہاں صریح کے درجہ میں نہیں' تو وہاں اس لفظ سے بغیر نیت کے طلاق واقع نہیں ہوگی' اسی لئے حضرت مفتی اعظمؒ نے اس لفظ کو کنایہ طلاق میں شمار کیا ہے' کہ ان کے زمانہ میں ہندوستان میں یہ لفظ صریح طلاق میں استعمال نہیں ہوتا تھا' فقط واللہ اعلم

(۲) قال لامراته انت علي حرام و نحوذلك كانت معي في الحرام......و تطليقة بائنة ان نوى الطلاق و ثلاث ان نواها و يفتى بانه طلاق بائن و ان لم ينوه لغلبة العرف (الدرالمختار' مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الايلاء ۴۳۳/۳، ٤٣٤ ط سعيد كراتشي)

(۳) لا يلحق البائن البائن (درمختار) وقال في الرد (قوله لا يلحق البائن البائن) المراد بالبائن الذى لايلحق هو ما كان بلفظ الكناية لانه هو الذى ليس ظاهرا في انشاء الطلاق كذافي الفتح (هامش رد المحتار' مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب الكنايات ۳۰۸/۳ ط سعيد كراتشي)

(٤) اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة و بعد انقضائها (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس في الرجعة' فصل فيماتحل به المطلقة و ما يتصل به ٤٧٢/١ ط ماجديه' كوئٹه)

شوہر نے بیوی سے مخاطب ہو کر کہا ”آؤ اپنی طلاق لے لو تو بیوی پر طلاق پڑی یا نہیں ؟

(سوال) زید کی طبیعت ناساز تھی شام کے وقت جب وہ تنخواہ لے کر گھر میں لوٹا تو قرضخواہوں نے پیسہ کا تقاضا کیا اس وقت زید کی عورت نے زید سے جھگڑا کیا گالی دی۔ زید کو اس پر غصہ آیا عورت سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ آؤ اپنا طلاق لے لو عورت سنتے ہی روانہ ہو گئی زید نے زمین سے ایک مشت خاک اٹھائی اور عورت کی طرف پھینک دی شریعت کی روشنی میں زید اور اس کی عورت کے لئے کیا حکم صادر ہوتا ہے۔ المستفتی نمبر ۲۵۵۷ خلیفہ محمد اسمٰعیل صاحب (کراچی) ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ م ۷ جنوری ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۶۹) اگر زید نے طلاق دینے کی نیت سے یہ کہا اور مٹی پھینکی تو اس کی بیوی پر ایک طلاق پڑ گئی(۱) مگر زید کو عدت کے اندر رجعت کرنے کا حق ہے یعنی طلاق رجعی ہے(۲) تجدید نکاح کی ضرورت نہیں عدت کے اندر رجعت نہ کرے تو پھر عدت کے بعد تجدید نکاح ضروری ہو گی(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی۔

دو طلاق رجعی کے بعد جب بیوی سے صحبت کر لی' تو رجعت ہو گئی یا نہیں ؟

(سوال) ایک شخص نے اپنی عورت کو دو طلاقیں دیں اس کے بعد لوگوں نے اس کا منہ بند کر دیا جس سے وہ کچھ صاف طور پر نہ کہہ سکا علماء نے زبانی فتویٰ دے دیا کہ طلاق رجعی ہوئی وہ اپنی سسرال جاکر عورت کے پاس رہا اور رجوع کر لیا اور اس کے بعد کئی دفعہ اپنے یہاں رات کو بلایا چونکہ کوئی تحریری فتویٰ نہیں ملا تھا اس وجہ سے وہ علانیہ بیوی کو نہیں لا سکا اور پنچوں نے اس کو بند کر دیا اب پنچ لوگ فتوے کو صحیح جانتے ہیں مگر بیوی کے پاس آنا جانا اور بلانا اس کو پنچ لوگ رجعت نہیں سمجھتے تو شرعاً یہ رجعت ہوئی یا نہیں ؟ عدت طلاق کو تین ماہ دس دن مقرر کر سمجھنا کیسا ہے ؟ ایام حیض میں کوئی کمی بیشی بھی ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ یا ہمیشہ ایک ہی وقت مقررہ پر آیا کرتا ہے ؟ المستفتی حاجی یار محمد حاجی صدیق اللہ بنارس ۴ جون ۱۹۵۰ء

(جواب ۳۷۰) اگر دو طلاقیں دینے کے بعد اس نے بیوی سے صحبت کر لی تو یہ رجعت ہو گئی(۴) اور اب بیوی اس کے لئے حلال ہے عدت کی مدت تین حیض آجانے پر پوری ہو جاتی ہے (۵) حیض کے آنے میں

---

(۱) و به ظهران من تشاجر مع امراته فاعطا ها ثلاثة احجار ينوى الطلاق ولم يذكر لفظا لا صريحا ولا كناية لا يقع عليه كماافتى به الخير الرملي وغيره (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' مطلب في طلاق الدور ۳/ ۲۳۰ ط سعيد كراتشي)

(۲) اذا طلق الرجل امراته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة ۲/ ۳۹٤ ط سعيد كراتشي)

(۳) عدت کے اندر رجوع نہ کرنے سے طلاق بائن ہو لی ہے' فاذا انقضت العدة ولم يراجعها بانت منه (فقه السنة' كتاب الطلاق' حكم الطلاق الرجعي ۲/ ۲۷٤ ط دار الكتاب الغربي بيروت) اور طلاق بائن میں تجدید نکاح ضروری ہے اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجهافي العدة و بعد انقضائها (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة'فصل فيما تحل به المطلقة ۲/ ۳۹۹ ط سعيد كراتشي)

(٤) والرجعة ان يقول راجعتك او راجعت امراتي وهذا صريح في الرجعة لا خلاف بين الائمة او يطاها او يقبلهااو يلمسها بشهوة او ينظر الى فرجها بشهوة (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة ۲/ ۳۹۵ ط شركة علميه ملتان)

(۵) قال الله تعالىٰ : والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلاثة قروء (البقرة ۲۲۸)

دنوں کی کمی بیشی کا فرق ہو سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

طلاق دے دوں گا' یا دیتا ہوں' کہنے کے بعد دوبار طلاق طلاق کہا' تو کون سی طلاق واقع ہوئی؟

(سوال) ایک دن کسی واقعہ پر زید غصہ میں اپنی بیوی کو سزا دینے کو لپکا کہ بیوی کو مارے پیٹے اتنے میں زید کا باپ دونوں کے درمیان حائل ہوا اور زید کو زدوکوب کرنے سے منع کیا زید نے باپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ مارنے دو ورنہ طلاق دے دوں گا مگر چونکہ باپ بیچ میں حائل تھا زید اپنی بیوی کو سزا نہ دے سکا اور لفظ طلاق طلاق دو مرتبہ کہہ کر باہر چلا گیا مگر زوجہ کی طرف سے لفظ دیدوں گا میں اختلاف ہے زوجہ کہتی ہے کہ دیتا ہوں کہا تھا (جو کہ صریحاً غلط ہے) تاہم واقعہ جو بھی ہو دو ایک ہفتے بعد میاں بیوی ایک دوسرے کی طرف رجوع ہو گئے یعنی زید نے غصہ فرو ہونے کے بعد بیوی کو پھر اپنی زوجیت میں رکھ لیا اور وہی رشتہ ابھی تک قائم ہے؟ المستفتی نمبر ۲۲۶۹ منظور حسین (بمبئی) ۷ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۲۸ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۷۱) زید نے طلاق دے دوں گا کہا ہو جب تو یہ لفظ فضول ہے اور دیتا ہوں کہا ہو جب بھی یہ آئندہ دینے کے ارادہ پر محمول ہوگا (۱) پھر اس کے بعد دوبار طلاق طلاق کہا تو یہ دو طلاقیں ہوئیں اور ان کے بعد رجوع جائز تھا (۲) جو زوجین نے کر لیا لہذا واقعہ مذکورہ میں زوجین وظائف زوجیت ادا کر سکتے ہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

تین بار طلاق دینے کے بعد شوہر کو حق رجعت نہیں رہتا.

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کی غیبت میں کہا کہ ہندہ کو طلاق دیا طلاق دیا طلاق دیا اس وقت زید کی نیت طلاق بائن کی تھی اس واقعہ کے چند روز بعد زید نے ہندہ کو جب ایک مقام پر پہنچا دیا تو ہندہ نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس وقت بھی طلاق بائن کی نیت سے زید نے کہا کہ میں نے تمہیں طلاق دی' طلاق دی' طلاق دی۔ اسکے بعد زید چاہتا ہے کہ رجوع کر لے بعض علماء کہتے ہیں کہ طلاق بائن واقع نہیں ہوئی البتہ زید کہتا ہے کہ میں تم کو تین طلاق دیتا ہوں تو طلاق بائن واقع ہوتی۔

(جواب ۳۷۲) تین مرتبہ طلاق دے دینے کے بعد اور وہ بھی طلاق بائن (مغلظہ) کی نیت سے طلاق مغلظہ پڑ جاتی ہے اور حق رجعت باقی نہیں رہتا اور جب تک عورت دوسرے شخص سے نکاح کر کے اس

---

(۱) صیغة المضارع لا یقع به الطلاق الا اذا غلب فی الحال کما صرح به الکمال بن الهمام (الفتاوی الحامدیة' کتاب الطلاق ۱/ ۳۸ ط مکتبه عبدالغفار قندهار افغانستان) وقال فی الدر المختار بخلاف قوله طلقی نفسك فقالت انا طالق او انا اطلق نفسی لم یقع لانه وعد جوهرة (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب تفویض الطلاق ۳/ ۳۱۹ ط سعید کراتشی)

(۲) اذا طلق الرجل امراته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها رضیت بذلك ام لم ترض (الهدایة' کتاب الطلاق' باب الرجعة ۲/ ۳۹٤ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان)

سے آزاد ہو اس کے لئے حلال نہیں ہوتی(۱) ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ غفر لہ'

کسی نے اپنی بیوی سے کہا "میں تم کو طلاق دے دیا' میرے گھر سے نکل جاؤ" تو بیوی پر کون سی طلاق واقع ہوئی ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) ایک دفعہ تابعدار مکان بنوا رہا تھا اس میں مسلمان مزدور تھے تابعدار نے اپنی عورت سے کہا کہ تین چار آدمی مسلمان مزدور ہیں ان کا بھی کھانا ہم لوگوں کے کھانے کے ساتھ پک جانا بہتر ہے عورت مذکور نے کہا کہ میں کھانا نہ پکاؤں گی تابعدار نے بہت غصہ ہو کر کہا کہ میں تم کو طلاق دے دوں گا ایک ہفتہ عورت ادھر ادھر ڈر سے مجھ سے چھپ کر رہی کیونکہ بہت مارا تھا اور طلاق کا کاغذ لکھنے والا بلا لانے اور زبان سے بھی کہہ دیا بہت غصہ میں کہ تم کو طلاق دے دیا میرے گھر سے نکل جاؤ اور پھر ایک ہفتہ کے بعد بات چیت ہو گئی اور صلح ہو گئی اس واقعہ کو ایک سال ہو گیا۔

(جواب ۳۷۳) اگر زبان سے صرف یہ لفظ کہے تھے کہ تم کو طلاق دے دیا میرے گھر سے نکل جاؤ تو طلاق ہو گئی تھی(۳) مگر جب ایک ہفتہ کے اندر صلح ہو گئی اور میاں بیوی کی طرح رہنے لگے تو وہ طلاق کالعدم ہو گئی (۴) اب آئندہ احتیاط رکھنا کہ دو مرتبہ کہنے سے مغلظہ ہو جائے گی۔ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مدرسہ امینیہ دہلی

شوہر نے بیوی سے کہا "میں نے تجھ کو طلاق دی' دی' دی" تو کتنی طلاق واقع ہوئی ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۳۲ء)

(سوال) زید نے اپنی منکوحہ سے کہا "میں نے تجھ کو طلاق دی دی دی" یعنی لفظ طلاق کو ایک مرتبہ اور لفظ دی کو تین مرتبہ کہا ایسی صورت میں کون سی طلاق واقع ہوئی ؟

(جواب ۳۷۴) اس صورت میں اگر وہ خود تین طلاق دینے کی نیت کا اقرار نہ کرے تو ایک طلاق رجعی کا حکم دیا جائے گا۔(۵) فقط محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ' دہلی

---

(۱) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ او ثنتین فی الامۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا و یدخل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا والاصل فیہ قولہ تعالیٰ : " فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ" والمراد الطلقۃ الثالثۃ (الہدایۃ کتاب الطلاق' باب الرجعۃ فصل فیماتحل بہ المطلقۃ ۲/۳۹۹ ط مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان)

(۲) جمہور فقہاء الامصار علی ان الطلاق بلفظ الثلاث حکمہ حکم الطلقۃ الثالثۃ (بدایۃ المجتہد و نہایۃ المقتصد' کتاب الطلاق' بحث الطلاق بلفظ الثلاث ۴/۳۴۷ ط دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

(۳) وصریحہ مالم یستعمل الا فیہ ولو بالفارسیۃ کطلقتک وانت طالق و مطلقۃ...... یقع بہا ای بہذہ الالفاظ ومابمعناہا من الصریح...... واحدۃ رجعیۃ (الدر المختار مع ہامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الصریح ۳/۲۴۷ ط سعید کراتشی)

(۴) یعنی نکاح دوبارہ قائم ہو گیا باقی دو طلاق اپنی جگہ شمار میں قائم رہے گی۔

(۵) وکرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین (در مختار) وقال فی الرد (قولہ وان نوی التاکید دین) ای وقع الکل قضاء (ہامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب طلاق غیر المدخول بہا ۳/۲۹۳ ط سعید کراتشی)

جھگڑا کے دوران کہا "ہم اپنی عورت کو طلاق دیدیں گے" والد نے کہا "دیدے" شوہر نے کہا "جاؤ دیدیا" تو کیا حکم ہے ؟
(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) ایک روز جب کہ زید اور اس کے والدین کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا زید نے اپنے والد سے کہا کہ اگر اب تم کچھ بولو گے تو ضداً ہم اپنی عورت کو طلاق دیدیں گے والد نے کہا دیدے زید نے کہا جاؤ دیدیا اب کیا کیا جائے ؟

(جواب ۳۷۵) واقعہ مذکورہ کی صورت میں ایک مرتبہ کہنے سے ایک طلاق رجعی ہو گئی (۱) زبان سے کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجعت کرلی (۲) یعنی جو طلاق دی تھی اس سے رجوع کیا تو دونوں میاں بیوی بدستور میاں بیوی رہیں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

طلاق رجعی ' طلاق بائن اور طلاق مغلظہ کے احکام
(الجمعیۃ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) (۱) طلاق دیتے وقت طلاق رجعی یا بائن کا اظہار اور تشریح ضروری ہے یا نہیں ؟ اگر ضروری ہے تو رجعی یا بائن کا حکم اگر عورت کو معلوم ہو جائے تو بے پروائی کی وجہ سے اصلاح پذیر نہیں ہو گی۔
(۲) ایک یا دو طلاق دینے کے بعد رجعت کر لینے سے وہ ایک یا دو طلاق کیا ہو جاتے ہیں ؟
(۳) رجعت کیا ایک دو طلاق کو رد یا فسخ و باطل کر سکتی ہے یا نہیں ؟
(۴) اگر باطل نہیں کر سکتی تو رجعت کا کیا ماحصل ہوا اور رجعت سے کیا مقصد ہے ؟
(۵) رجعت کا حق ایک یا دو طلاقیں دینے کے بعد کب تک باقی رہتا ہے۔ ؟

(جواب ۳۷۶) (۱) رجعی اور طلاق بائن اور طلاق مغلظہ کے الفاظ اور طریقے متعین ہیں صریح طلاق کے لفظ سے ایک دو طلاقیں دینے سے رجعی طلاق ہوتی ہے (۳) بشرطیکہ لفظ طلاق کے ساتھ اور کوئی لفظ جو طلاق کو بائن بنا دیتا ہے نہ بولا جائے (۴) تین طلاقیں دینے سے طلاق مغلظہ ہو جاتی

---

(۱) ویستدل بهذین العبارتین ولو قیل له طلقت امراتك فقال نعم او بلی بالهجاء طلقت بحر (درمختار) وقال فی الرد قوله طلقت) ای بلا نیت علی ما قررناه آنفا (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب الصریح ۲۴۹/۳ ط سعید کراتشی) وقال فی الرد' و منه خذی طلاقك فقالت اخذت فقد صحیح الوقوع به بلا اشتراط نیة کما فی الفتح (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الصریح' مطلب " سن بوش" یقع به الرجعی ۲۴۸/۳ ط سعید کراتشی)
(۲) والرجعة ان یقول راجعتك او راجعت امراتی وهذا صریح فی الرجعة لا خلاف بین الائمة (الهدایة' کتاب الطلاق' باب الرجعة ۳۹۴/۲ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان) (۳) فالصریح قوله انت طالق و مطلقة و طلقتك فهذا یقع به الطلاق الرجعی لان هذه الالفاظ تستعمل فی الطلاق ولا تستعمل فی غیره فکان صریحا وانه یعقب الرجعة بالنص (الهدایة' کتاب الطلاق' باب ایقاع الطلاق ۲۵۹/۲ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان) (٤) ویقع بقوله انت طالق بائن او البتة او افحش الطلاق' او طلاق الشیطان او البدعة او اشر الطلاق او کالجبل او کالف او ملء البیت او تطلیقة شدیة او طویلة او اکبره' واحد بائنة (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الصریح ۲۷۶/۳'۲۷۷ ط سعید کراتشی)

ہے۔(۱)طلاق رجعی اور طلاق بائن اور طلاق مغلظہ کے احکام جدا جدا ہیں۔

(۲)ایک یادو مرتبہ صریح طلاق دینے کے بعد رجعت ہو سکتی ہے(۲)رجعت کر لینے سے بیوی نکاح میں لوٹ آتی ہے یہ طلاقیں شمار میں قائم رہتی ہیں(۳)یعنی دو طلاقیں دیکر رجعت کر لینے کے بعد اگر ایک طلاق دیدے گا تو پہلی دو کے ساتھ مل کر تین طلاق کا حکم ہو جائے گا اور طلاق مغلظ ہو جائے گی۔

(۳) رجعت اس حرمت کو جو طلاق سے پیدا ہوتی ہے زائل کر دیتی ہے مگر طلاق کے شمار کو زائل نہیں کرتی۔

(۴)رجعت کا مقصد یہی ہے کہ طلاق دے کر زوجہ کو اپنے لئے حرام کرنے میں زوج نے جو نافہمی اور ناعاقبت اندیشی کی ہے ایک حد تک اُس کا تدارک ہو جائے۔ (۴)

(۵) رجعت کا اختیار صرف زمانہ عدت تک رہتا ہے یعنی ایک یادو رجعی طلاقیں دینے کے بعد جب تک زوجہ عدت میں ہے اس وقت تک زوج رجعت کر سکتا ہے عدت ختم ہو جانے کے بعد رجعت کا حق زائل ہو جاتا ہے(۵)پھر اگر زوجین چاہیں تو نکاح ہو سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ'

چودھواں باب
مجنون اور طلاق مجنون

جس عورت کا شوہر عرصہ چودہ سال سے دیوانہ ہے 'وہ عورت کیا کرے ؟

(سوال) عرصہ چودہ سال سے ہندہ کا شوہر مسمی زید دیوانہ ہو گیا ہے جب سے دیوانہ ہوا ہے تب سے اس وقت تک برابر دیوانہ چلا آتا ہے چنانچہ چند سال سے لاہور کے پاگل خانہ میں داخل ہے ہندہ عرصہ مذکور سے خانہ والدین صبر کے بیٹھی رہی کہ شاید میرا شوہر تندرست ہو جائے آخر مایوس ہو گئی اور ہندہ کے والدین بھی

---

(۱) والبدعی ثلاث متفرقة (درمختار) وقال فی الرد [قوله ثلاثة متفرقة) كذا بكلمة واحدة (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق ۳/۲۳۳ ط سعيد كراتشى)

(۲) واذا طلق الرجل امراته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة ۲/۳۹٤ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۳) قد يستدل بهذه الآية' قال الله تعالىٰ : الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره (البقرة : ۲۲۹)

(٤) الرجعة ابقاء النكاح على ما كان مادامت فى العدة كذافى التبيين (الفتاوىٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس فى الرجعة ۱/٤٦٨ ط ماجديه' كوئٹه)

(۵) اذا طلق الرجل امراته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها رضيت بذلك او لم ترض لقوله تعالىٰ : فامسكوهن بمعروف. من غير فصل و لا بدمن قيام العدة' لان الرجعة استدامة الملك الا ترى انه سمى امساكا وهو الابقاء وانمايتحقق الاستدامة فى العدة لانه لا ملك بعدانقضائها (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة ۲/۳۹٤ ط شركة علميه ملتان)

صحت زید سے مایوس ہو گئے چونکہ ہندہ نوعمر ہے زیادہ صبر نہیں کر سکتی لہذا علمائے دین سے اس امر کی درخواست ہے کہ صورت فسخ نکاح ہندہ ہو سکتی ہے یا نہیں اور دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا؟

(جواب ۳۷۷) احناف کا اصل مذہب تو یہی ہے کہ جنون میں زوجین میں سے کسی کو اختیار نہیں(۱) لیکن امام محمدؒ سے مروی ہے کہ زوجہ کو زوج کے مجنون ہونے کی حالت میں فسخ نکاح کا اختیار ہے بعض فقہاء نے بوقت ضرورت اس پر فتویٰ بھی دیا ہے لہذا اگر شدید ضرورت ہو تو زوجہ حاکم مجاز سے نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔
قال محمدؒ ان کان الجنون حادثا یؤجله سنة کالعنة ثم تخیر المراۃ اذا لم یبرا وان کان مطبقا فهو کالجب والعنة وبه ناخذ . کذافی الحاوی القدسی (هندیه ص ۵۴۹ ج ۱)(۲)

دیوانہ کی بیوی نان ونفقہ نہ ملنے کی بناپر شوہر سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) ایک منکوحہ کا شوہر پاگل یعنی مجنون ہو گیا اور نان نفقہ وغیرہ کی خبر مطلق نہیں لے سکتا منکوحہ مذکور کے لئے کیا حکم ہے ؟ المستفتی نمبر ۳۵ عین اللہ طرفدار (ضلع میمن سنگھ) ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۷۸) ایسی حالت میں عورت اگر مجبور ہو جائے اور اگر گزر نہ کر سکے تو وہ کسی حاکم مسلم کی عدالت سے نفقہ وصول نہ کر سکنے کی بناپر فسخ نکاح کا حکم حاصل کر لے اور پھر بعد عدت دوسرا نکاح کر لے خاوند خواہ اسی شہر میں ہو یا باہر ہو۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

پاگل کی بیوی بغیر طلاق کے دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) ایک شخص جو تین سال سے مجنون ہے اور حالت جنون میں اس کی عورت نے بغیر طلاق کے ایک شخص سے نکاح کر لیا لیکن پھر لوگوں نے اس سے کہا کہ تیرا عقد نہیں ہوا ہے جس دن ایک مجلس میں اہل برادری جمع ہوئے تو لوگوں نے اس مجنون مذکور سے حالت جنون میں طلاق دلوائی بار دیگر اس نے نکاح کیا اسی پہلے شخص سے تو ایسی حالت میں یہ نکاح درست ہوا یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۲۲ رحمت الٰہی جائس ضلع

---

(۱) ولا یتخیر احدهما ای الزوجین بعیب الآخر فاحشا کجنون و جذام و برص و رتق و قرن (درمختار) وقال فی الرد (قوله ولا یتخیر) ای لیس لو احد من الزوجین خیار فسخ النکاح بعیب فی الآخر عند ابی حنیفة و ابی یوسف وهو قول عطاء والنخعی (رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب العنین وغیره ۳/۵۰۱ ط سعید کراتشی)
(۲) الفتاویٰ الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الثانی عشر فی العنین ۱/۵۲۶ ط ماجدیه' کوئٹه
(۳) و علیه یحمل ما فی فتاویٰ قاری الهدایة حیث سال عمن غاب زوجها ولم یترك لها نفقة فاجاب اذا اقامت بینة علی ذلك و طلبت فسخ النکاح من قاض یراه ففسخ نفذ وهو قضاء علی الغائب و فی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذه یسوغ للحنفی ان یزوجها من الغیر بعدالعدة (هامش ردالمحتار ' کتاب الطلاق' باب النفقة ۳/۵۱۹) وکذا فی الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة' بحث حکم زوجه متعنت فی النفقة ص ۷۳ مطبوعه دار الاشاعت کراچی

رائے بریلی ۲۹ رجب ۱۳۵۲ھ م ۱۹ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۷۹) وہ مجنون اگر ایسا مجنون ہے کہ کسی وقت افاقہ ہوتا ہے اور کسی وقت دیوانگی تو افاقہ کی حالت میں اس کی طلاق درست ہو سکتی ہے (۱) لیکن اگر کسی وقت بھی افاقہ نہیں ہوتا ہر وقت دیوانہ ہی ہے تو اس کی طلاق غیر معتبر ہے (۲) مگر جب کہ اہل برادری نے جمع ہو کر اس کی بیوی کو اس سے علیحدہ کرنے کا فیصلہ کر دیا اور عورت نے عدت گزار کر دوسرے شخص سے نکاح کر لیا ہو تو یہ نکاح درست ہو گا برادری کا فیصلہ قائم مقام عدالتی فیصلہ کے ہو جائے گا۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جس کا شوہر دیوانہ ہو جائے' اس کا نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں ؟

(سوال) منکوحہ غیر مدخولہ مجنون فسخ نکاح طلب کرتی ہے اور مجنون کے والد و برادر حقیقی اجازت فسخ نکاح کی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تزویج کے قابل نہیں اور ان تمام نے اپنا حکم مقرر کیا ہے اور والد مجنون یوں بھی کہتا ہے کہ میرے بیٹے نے میرے روبرو اپنی زوجہ کو مطلقہ کر دیا ہے اور طبیعت اس وقت اس کی منجمد تھی کلام میں استقامت تھی واللہ اعلم۔ اور حکم نے مجنون سے بہت سوال کئے حتی الطلاق کوئی جواب صحیح نہیں دیا بغیر اسمیت وولدیت کے باپ بہت بکواس سناتے اور لوگوں سے شہادت لی گئی کہ اقوال میں متحیر ہے الا نادراً۔ افعال کرانے سے درست کرتا ہے اگر مرضی ہو خود بخود علیحدہ کوئی کام نہیں کرتا حتی الاکل۔ کیا حکم فسخ نکاح کر سکتا ہے ؟ از روئے شرع شریف ۔علی قول محمد اذا کان بالزوج جنون فلها الخیار .و بموجب فتوی عبدالحیٰ فی فتاویٰ جلد سوم ص ۸٦ و بموجب قول الشامی فی باب نکاح الکافر جلد دوم ص ۳۹۰ بل هو اهل للوقوع ای حکم الشرع بوقوعه علیه عند وجود موجبه ای عند الحاجة ملخصا الی اخره بینوا اهو مجنون ام معتوه احکمهما واحد ام لا انا جل سنة ام لا لکن ابوه لا یطلب الا جل ومن المنکوحة خوف عظیم وجنونه منذ ثلاثین شهرا و عند عقد النکاح شرع الجنون به لکنه قلیل حینئذٍ وقد قبل العقدبنفسه علی الاستقامةو قدبلغت الان منکوحة وهی عند العقد صبیة وقد انکحها ابوهاایاه المستفتی نمبر ۲۰۲ مولوی محمد عظیم (ضلع میانوالی) ۲٦ شوال ۱۳۵۲ھ م ۱۱ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۸۰) حکم کو جب فریقین نے رضامندی سے حکم بنایا ہے اور اس کو فسخ نکاح کا اختیار دیا ہے اور

---

(۱) و جعله الزیلعی فی حال افاقته کالعاقل والمتبادر منه انه کالعاقل البالغ وماذکره الزیلعی علی ما اذا کان تام العقل (هامش رد المحتار کتاب الحجر ٦/ ۱٤٤ ط سعید کراتشی)

(۲) لا یقع طلاق المولی علی امراة عبده لحدیث ابن ماجة" الطلاق لمن اخذ بالساق" والمجنون والصبی و المعتوه (الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب الطلاق ۳/ ۲٤۲ ط سعید کراتشی)

(۳) دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ مقدمہ در بیان حکم قضائے قاضی در ہندوستان و دیگر ممالک غیر اسلامیہ ص ۴۳ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی۔

زوج مجنون ہے تو حکم دونوں کا نکاح فسخ کر سکتا ہے (۱) اور تاجیل کی حاجت نہیں کیونکہ جنون جب کہ ڈھائی سال سے ہے تو جنون مطبق ہے اس میں تاجیل کی ضرورت نہیں ہوتی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جو مجنون پاگل خانہ میں ہے اس کی بیوی کیا کرے ؟

(سوال) یک شخص از سالہا سال بہ انواع مظالم و مصائب زن خود در ابتلا نمودہ گناہ میکرد حالا آں شوہر ظالم پاگل شدہ در پاگل خانہ کراچی از مدت ہفت و ہشت ماہ محبوس میباشد آں زن مظلومہ دریں مدت نہ نان خوردن میدارد و نہ جائے سکونت و محرم میدارد بلکہ مہاجرہ در ملک غیر است دریں صورت دیگر شوہر کردہ میتواند یانہ۔ المستفتی نمبر ۲۳۷۹ حبیب الرحمٰن پشاور ۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ ۲۱ جولائی ۱۹۳۸ء

(ترجمہ) ایک شخص نے سالہا سال سے اپنی عورت کو قسم قسم کی مصیبتوں اور اذیتوں میں مبتلا کر رکھا تھا اب وہ پاگل ہو کر کراچی کے پاگل خانے میں سات آٹھ ماہ سے داخل ہے وہ مظلوم عورت بیکس ہے نہ کھانے کو روٹی ہے نہ رہنے کی جگہ نہ کوئی اس کا محرم رشتہ دار ہے بلکہ بے وطن اور مہاجرہ ہے اب وہ کیا کرے ؟

(جواب ۳۸۱) ایں زن مظلومہ را حق حاصل است کہ بر بنائے عدم تیسر حصول نفقہ از حاکم مسلم نکاح خود فسخ کناند و ہر گاہ کہ فیصلہ فسخ حاصل شود عدت بگذارد و بعد از عدت اختیار نکاح ثانی او را حاصل خواہد شد۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(ترجمہ) اس مظلوم عورت کو حق حاصل ہے کہ عدم تیسر حصول نفقہ کی بنا پر مسلم حاکم سے اپنا نکاح فسخ کرا لے اور فیصلہ فسخ حاصل ہونے کے بعد عدت گزار کر نکاح ثانی کر لے۔ (۳)

(جواب دیگر ۳۸۲) (۱۳۳۹) اہل سنت والجماعت حنفی مذہب کے موافق بھی مجنون کی بیوی اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے (۴) اور اب کہ جنون کو دس بارہ سال کا عرصہ ہو گیا ہے بغیر کسی مہلت کے کوئی حاکم

---

(۱) تولیۃ الخصمین حاکما یحکم بینہما ورکنہ لفظہ الدال علیہ مع قبول الآخر ذلک (درمختار) وقال فی الرد (قولہ کما مر) والمحکم کالقاضی (ردالمحتار مع الدر المختار' کتاب القضاء' باب التحکیم ۵/۴۲۸ ط سعید کراتشی)

(۲) قال محمد وان کان الجنون حادثا یؤجلہ سنۃ کالعنۃ ثم یخیر المرأۃ بعد الحول اذا لم یبرأ وان کان مطبقا فہو کالجب وبہ ناخذ کذافی الحاوی القدسی (الفتاوی الہندیۃ' کتاب الطلاق' الباب الثانی عشر فی العنین ۱/۵۲۶ ط ماجدیہ' کوئٹہ)

(۳) قال فی غرر الاذکار ثم اعلم ان مشایخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائبا ممن مذہبہ التفریق بینہما...... وعلیہ یحمل ما فی فتاوی قاری الہدایۃ حیث سال عمن غاب زوجہا ولم یترک لہا نفقۃ فاجاب اذا اقامت بینۃ علی ذلک وطلبت فسخ النکاح من قاض یراہ ففسخ نفذ وہو قضاء علی الغائب وفی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذہ یسوغ للحنفی ان یزوجہا من الغیر بعد العدۃ (ہامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب النفقۃ ۳/۵۹۰' ۵۹۱ ط سعید کراتشی) (کذافی الحیلۃ الناجزۃ' بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقۃ ص ۷۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

(۴) واذا کان بالزوج جنون او برص او جذام فلا خیار لہا عند ابی حنیفۃ و ابی یوسف و قال محمد لہا الخیار دفعا للضرر عنہا کما فی الجب والعنۃ (الہدایۃ' کتاب الطلاق' باب العنین وغیرہ ۲/۴۲۲ ط مکتبہ شرکہ علمیہ ملتان)

نکاح فسخ کر سکتا ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۸ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب دیگر ۱۳۵۷) اگر زید بالکل مجنون اور حقوق زوجیت ادا کرنے کے ناقابل ہے اور اس کا کوئی اثاثہ بھی نہیں ہے جو زوجہ کے نفقہ کے لئے کافی ہو اور زوجہ اس حالت پر زیادہ صبر نہیں کر سکتی تو ایسی حالت میں اسے حق ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنے خاوند کے مجنون ہونے کی بنا پر نکاح فسخ کرالے اور عدت گزار کر نکاح ثانی کر لے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۶ فروری ۱۹۳۷ء

پندرھواں باب
عدت اور نفقہ عدت

زانی زانیہ سے فوراً نکاح کر سکتا ہے' اور زانیہ پر عدت نہیں۔

(سوال) زید مسلم کا ہندہ کافرہ سے ایک عرصہ سے ناجائز تعلق تھا اور اس کے دو بچے بھی اس عرصہ میں ہوئے اب ہندہ مسلمان ہو گئی ہے اور وہ فوراً ہی زید مسلم کے ساتھ شرعی نکاح کرنا چاہتی ہے اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس کو عدت کی ضرورت ہے یا بغیر عدت اس کا نکاح صحیح و درست ہو گا یا نہیں؟

(جواب ۳۸٤) زید ہندہ کے ساتھ فوراً نکاح کر سکتا ہے کیونکہ زنا کی کوئی عدت شریعت میں مقرر نہیں اور سوال سے ظاہر ہے کہ ہندہ کسی اور زوج کی منکوحہ بھی نہیں ہے۔ **لا تجب العدة علی الزانیة وھذا قول ابی حنیفة و محمدؒ کذافی شرح الطحاوی (العالمگیری ص ۵٤۹ ج ۱)(۳)**

مطلقہ عورت کی عدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے۔

(سوال) ہندہ زید کے مکان سے اپنے والد کے مکان پر چلی گئی اس نے بہ سبیل ڈاک تین طلاقیں بھیج دیں تو کیا وہ عدت کا خرچ دے سکتا ہے یا نہیں اور مہر کا روپیہ بھی دے یا نہیں؟

(جواب ۳۸۵) شوہر پر زمانہ عدت کا نفقہ واجب ہے اور مہر بھی واجب الادا ہے۔ **المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسکنی کان الطلاق رجعیا اوبائنا اوثلاثا حاملا کانت المراۃ او لم تکن**

---

(۱) قال محمدؒ ان کان الجنون حادثا یؤجله سنة کالعنة ثم یخیر المراۃ بعد الحول اذالم یبرا وان کان مطبقا فھو کالجب و بہ ناخذ کذافی الحاوی القدسی (الفتاویٰ الھندیة' کتاب الطلاق' الباب الثانی عشر فی العنین ۱/۵۲٦ ط ماجدیہ' کوئٹہ)

(۲) دیکھئے الحیلة الناجزہ' بحث حکم زوجہ مجنون ص ۵۱ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۳) الفتاویٰ الھندیة' کتاب الطلاق' الباب الثالث عشر فی العدة ۱/۵۲٦ ط ماجدیہ' کوئٹہ

كذافي فتاوىٰ قاضي خان (هنديه)(۱)

جہاں شوہر کا انتقال ہوا ہے' عورت کو وہیں عدت گزارنی چاہئیے .

(سوال) مطلقہ عورت عدت کہاں رہ کر پوری کرے شوہر کے یہاں یا اپنے والد کے گھر ؟بینوا توجروا

(جواب ۳۸۶) مطلقہ عورت کے لئے اپنے گھر میں جہاں شوہر کے ساتھ رہتی تھی عدت پوری کرنی لازم ہے۔(۲)

مجبوری اور خوف ہو تو شوہر کے گھر کے بجائے والدین کے یہاں عدت گزارے !

(سوال) ہندہ کے شوہر زید کا انتقال ہوا زید کا کوئی مستقل مکان سکونت کا نہ تھا بلکہ زید اپنی بیماری سے پہلے اپنی ملازمت پر تھا اور اس کے اہل وعیال سب ساتھ تھے زید مکان کی تلاش میں ضرور تھا مگر اب تک کوئی مکان ملا نہ تھا ایام علالت میں جس مکان میں زید رہتا تھا وہ اس کے اور اس کے بھائیوں میں مشترک تھا اور چونکہ مکان جس میں اس کے بھائی ہیں بہت مختصر ہے ہندہ کو ایام عدت یہاں گزارنے پر پردہ کا بندوبست نہ ہو سکے گا نیز یہ کہ اس مکان میں کوئی ایسا شخص جو ہندہ کی دلدہی کر سکے نہیں ہے ہندہ اپنے سسرال کے لوگوں سے مانوس نہیں کیونکہ اس کی شادی ابھی حال میں ہوئی تھی لہذا ان وجوہات بالا کی بنا پر ہندہ اگر اپنے والد کے گھر اٹھ جائے تو جائز ہے یا ناجائز ؟بینوا توجروا؟

(جواب ۳۸۷) زید کے بھائی ہندہ کے غیر محرم ہیں اور اگر ورثائے زوج میں غیر محرم بھی ہوں اور معتدہ کا حصہ اس کی سکونت کے لئے کافی نہ ہو تو معتدۃ الوفاۃ کو زوج کے مکان سے اٹھ جانے کا اختیار ہوتا ہے۔لو كان في الورثة من ليس محرما لها و حصتها لا تكفيها فلها ان تخرج وان لم يخرجوها (رد المحتار) (۳)اس کے علاوہ اور باتیں جو سوال میں مذکور ہیں خروج معتدۃ کے لئے شرعاً عذر نہیں۔واللہ اعلم

دوسرے شوہر نے عدت میں نکاح کیا' تو وہ نکاح فاسد ہے اور وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہو گی.

(سوال) ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دی پھر وہ پچھتایا حلالہ کرانے کی غرض سے ایک شخص دیگر سے نکاح کرادیا اور پھر طلاق دلوادی زوج اول کی طلاق سے سات مہینے گزرنے کے بعد اس عورت کے بچہ

---

(۱) الفتاوىٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب السابع عشر في النفقات ' الفصل الثالث في نفقة المعتدة ۱/۵۵۷ ط ماجديه' كوئٹه

(۲) وتعتد ان معتدة طلاق و موت في بيت و جبت فيه ولا يخرجان منه الا ان تخرج او ينهدم بمنزل او تخاف انهدامه (الدر المختار' كتاب الطلاق' باب العدة' فصل في الحداد ۳/۵۳٦ ط سعيد كراتشي)

(۳) هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب العدة' فصل في الحداد ۳/۵۳۷ ط سعيد كراتشي)

پیدا ہوا اسی سات مہینے میں نکاح ثانی اور حلالہ بھی ہوا اب بچہ پیدا ہونے سے معلوم ہوا کہ نکاح ثانی عدت میں ہوا تھا جواب طلب یہ امر ہے کہ کیا یہ نکاح صحیح اور یہ حلالہ معتبر ہوا یا نہیں ؟

(جواب ۳۸۸) سات مہینے کی مدت اتنی مدت ہے کہ اس میں زوج اول کی طلاق کی عدت ختم ہو کر دوسرے سے علوق ہونا اور اقل مدت حمل میں بچہ پیدا ہونا ممکن نہیں زوج اول کی عدت گزرنے کے لئے اگر عدت بالحیض ہو کم از کم انتالیس چالیس روز درکار ہیں اور اس کے بعد علوق ہو کر وضع حمل سات مہینے میں غیر ممکن ہے لیکن چونکہ عدت طلاق مغلظہ کی ہے اور دوسرے سے نکاح کر لیا ہے اور دو سال سے قبل بچہ ہوا ہے اس لئے بچہ کا نسب زوج اول ہی سے ثابت ہوگا اور دوسرا نکاح نکاح فاسد ہوگا اور حلالہ غیر معتبر سمجھا جائے گا زوج اول کے لئے حلال ہونے کے واسطے کافی نہ ہوگا۔ اذا تزوجت المعتدة بزوج اخر ثم جاء ت بولدان جاء ت به لا قل من سنتين منذ طلقها الاول او مات ولا قل من ستة اشهر منذ تزوجهاالثانی فالولد للاول الخ (عالمگیری ص ۵۶۰ ج ۱ طبع مصر)(۱) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة و ثنتين فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غيره نكاحا صحيحاً و يدخل بهاالخ (عالمگیری ص ۵۰۱ ج ۱ طبع مصر)(۲) کتبہ محمد کفایت اللہ غفر لہ' سنہری مسجد دہلی

ایام عدت میں کوئی عورت زنا سے حاملہ ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید ہندہ را طلاق داد و بعد تطلیق زید با ہندہ زنا کرد و از زنائے زید ہندہ باردار شد۔ قبل وضع حمل ہندہ را خالد نکاح نمودہ وطی حرام کرد پس اندریں صورت اگر خالد ہندہ را طلاق دہد بعد وضع حمل نکاح ہندہ با زوج اول یعنی زید درست شود یا نہ ؟ بینوا توجروا

(ترجمہ) زید نے ہندہ کو طلاق دی اور طلاق دینے کے بعد زید نے ہندہ سے زنا کیا اور اس سے ہندہ حاملہ ہو گئی پھر وضع حمل سے قبل ہندہ سے خالد نے نکاح کر کے ناجائز صحبت کی پس اس صورت میں اگر خالد ہندہ کو طلاق دیدے تو وضع حمل کے بعد اس کا نکاح زوج اول یعنی زید کے ساتھ درست ہو گا یا نہیں ؟ بینوا توجروا

(جواب ۳۷۹) نکاح خالد فاسد واقع شد پس ہندہ برائے زید حلال نشد ایں حکم دراں صورت است کہ وطی زید با ہندہ اندر مدت عدت واقع شدہ باشد لیکن اگر زید بعد انقضائے عدت زنا کردہ بود و ہندہ حاملہ بزنا بود پس نکاح خالد صحیح شد و ہندہ برائے زید حلال شد۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(ترجمہ) خالد کا نکاح فاسد ہوا پس ہندہ زید کے لئے حلال نہیں ہوئی یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ

---

(۱) الفتاویٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب الخامس عشر في ثبوت النسب، ۱/۵۳۸ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۲) الفتاویٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس في الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/۴۷۳ ط ماجدیہ' کوئٹہ)

زید نے عدت کے اندر ہندہ سے وطیٔ کی ہو (۱) لیکن اگر انقضائے عدت کے بعد زنا کیا اور ہندہ حاملہ بزنا ہوئی تو خالد کا نکاح صحیح تھا (۲) اور ہندہ زید کے لئے حلال ہو جائے گی۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ایام عدت میں نکاح حرام ہے .

(سوال) ایک شخص مولوی محمد قاسم مدت سے مسجد کے امام چلے آتے ہیں اتفاقاً ایک بیوہ عورت کا نکاح جبکہ تین چار دن عدت کے باقی تھے انہوں نے ایک شخص کے ساتھ منعقد کر دیا حالانکہ پہلے انہوں نے تحقیق بھی کر لی تھی کہ عدت گزر چکی ہے یا نہیں لیکن نکاح کرنے والوں نے ان کو یہ بتایا تھا کہ عدت بتمامہ گزر چکی ہے ان کے کہنے پر اعتماد کر کے انہوں نے نکاح پڑھا دیا بعد میں صحیح حساب لگا کر دیکھا گیا تو چار دن ابھی باقی تھے لوگوں نے امام مذکور کو اس خطا کی وجہ سے معزول کر دیا ہے یہ نکاح غیر صحیح سمجھ کر ایک دوسرے مولوی صاحب کو فیس کثیرہ دے کر دوبارہ نکاح پڑھوا دیا گیا اور مولوی محمد قاسم کا بھی جدید نکاح کیا گیا۔
المستفتی نمبر ۲۵۶ مولوی محمد زماں خاں ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۴ اپریل ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۹۰) عدت کے اندر نکاح ناجائز ہے (۴) لیکن اگر نکاح پڑھانے والے کو معلوم نہ ہو یا اس کو دھوکا دیکر بتایا جائے کہ عدت گزر چکی ہے اور وہ نکاح پڑھا دے تو اس کے ذمہ کوئی مواخذہ نہیں اور اس کا اپنا نکاح ساقط نہیں ہوتا ہاں معتدہ کا دوبارہ نکاح پڑھا دینا چاہئیے پس صورت مسئولہ میں مولوی محمد قاسم کا نکاح دوبارہ پڑھانا فضول تھا اور ان کی امامت جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

زمانہ عدت میں کیا گیا نکاح باطل ہے

(سوال) ایک عورت چند سال ایک خاوند کے نکاح میں رہی اس کے بعد زوجین میں نااتفاقی پیدا ہو گئی اور عورت ناراض ہو کر اپنے والدین کے گھر چلی آئی یہاں آکر تین سال رہی اس اثنا میں حاملہ بزنا ہو گئی حاملہ

---

(۱) اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ فالدخول فیہ لا یوجب العدۃ ان علم انھا للغیر لانہ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العدۃ' مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۳/۵۱۶ ط سعید کراتشی)
(۲) اس لئے کہ یہ نکاح عدت کے بعد ہوا اور زنا کی مدت شریعت میں مقرر نہیں : لاتجب العدۃ علی الزانیۃ وھذا قول ابی حنیفۃ و محمد کذافی شرح الطحاوی (الفتاوی الھندیۃ' کتاب الطلاق' الباب الثالث عشر فی العدۃ ۱/۵۲۶ ط ماجدیۃ' کوئٹہ)
(۳) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ و ثنتین فی الامۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا و یدخل بھا ثم یطلقھا اویموت عنھا کذافی الھدایۃ (الفتاوی الھندیۃ' کتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعۃ' فصل فیماتحل بہ المطلقۃ وما یتصل بہ ۱/۴۷۳ ط ماجدیہ کوئٹہ)
(۴) قال اللہ تعالیٰ : ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ (البقرۃ ۲۳۵) لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ وکذلک المعتدۃ وکذا فی السراج الوھاج (الفتاوی الھندیۃ' کتاب النکاح' الباب الثالث فی بیان المحرمات' القسم السادس المحرمات التی یتعلق بھا حق الغیر ۱/۲۸۰ ط ماجدیۃ کوئٹہ)

ہونے کے بعد زانی نے عورت کے خاوند کو روپے دے کر تین طلاق حاصل کرلی اور عدت کے اندر اس سے نکاح کرلیا۔ آیا یہ جائز ہے ؟ المستفتی نمبر ۷ ۲۵ مولوی محمد زماں خاں' ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور ۹ ا ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۴ ۱ اپریل ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۹۱) اس عورت کا نکاح عدت کے اندر ناجائز ہے حاملہ بالزنا کا اس صورت میں نکاح جائز ہوتا ہے جب کہ وہ معتدۃ نہ ہو یہ صورت جواز نکاح کی نہیں ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

طلاق اور وفات کی عدت میں فرق کیوں ہے ؟

(سوال) عدت وفات اور عدت طلاق میں تفریق کی وجہ کیا ہے اگر عدت سے مقصود محض استبرائے رحم ہے تو وہ فقط ایک حیض آنے سے ہو سکتا ہے۔ المستفتی نمبر ۶ ۷ ۴ ابو محمد عبدالجبار (رنگون) ۱۰ صفر ۱۳۵۴ھ ۱۴ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۹۲) عدت وفات اور عدت طلاق میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ طلاق کی عدت مقرر کرنے کی وجہ استبرائے رحم ہے اور اگرچہ ایک حیض بھی استبرائے رحم کے لئے کافی ہے لیکن یہ احتمال بھی ہے کہ جس خون کو حیض سمجھا گیا وہ حقیقتہً حیض نہ ہو بلکہ حالت حمل میں کسی عارض کی وجہ سے آگیا ہو اور حیض کے ساتھ مشتبہ ہو گیا ہو اس لئے احتیاطاً تین حیض مقرر کئے گئے کہ تین مرتبہ عادت معہودہ کے ماتحت خون آجانے سے یقینی طور پر فراغ رحم ثابت ہو جائے اور کسی قسم کا شک و شبہ حمل کا باقی نہ رہے نیز طلاق رجعی ہو تو اس مرد اور عورت کو ایک کافی زمانہ غور و فکر کے لئے مل جائے کہ دونوں اپنے اختلافات پر سکون واطمینان سے غور کر کے اجتماع و اتفاق کی صورت نکال سکیں ان وجوہ پر نظر کرتے ہوئے تین حیض کی مدت عدت کے لئے مقرر کرنے کی حکمت واضح ہو جاتی ہے۔(۲)

عدت وفات میں استبرائے رحم کے ساتھ ایک دوسری وجہ بھی شامل ہے اور وہ یہ کہ عورت اور مرد کا ازدواجی تعلق شریعت کی نظر میں نہایت اہم ہے اور اس میں عورت کو زیادہ احتیاج ہے مرد کی وفات سے عورت کو سخت صدمہ اور نقصان پہنچتا ہے شریعت نے اس مہتم بالشان تعلق کی وفات شوہر سے منقطع ہو جانے پر اظہار تاسف اور سوگ کے لئے عورت پر عدت مقرر فرمائی ہے کہ اس عرصہ میں وہ ترک زینت کر کے اپنے فطری جذبہ کے ماتحت شوہر کی مفارقت کا رنج ظاہر کر سکے اسی لئے یہ عدت صغیرہ اور بالغہ

---

(۱) اما نکاح منکوحۃالغیر ومعتدتہ (الی قولہ) فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (ھامش ردالمحتار 'کتاب الطلاق' باب العدۃ' مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۳/۱۶ ۵ ط سعید کراتشی)

(۲) وھی فی حق حرۃ...... بعد الدخول حقیقۃ او حکما ثلاث حیض کوامل لعدم تجزی الحیضۃ فالا ولی لتعرف براءۃ الرحم والثانیۃ لحرمۃ النکاح والثالثۃ لفضیلۃ الحریۃ (درمختار) وقال فی الرد (قولہ فالاولی) بیان لحکمۃ کونھا ثلاثا مع ان مشروعیۃ العدۃ لتعرف براءۃ الرحم ای خلوہ عن الحمل وذلک یحصل بمرۃ فبین ان حکمۃ الثانیۃ لحرمۃ النکاح ای لا ظھار حرمتہ واعتبارہ حیث لم ینقطع اثرہ بحیضۃ واحدۃ فی الحرۃ و الامۃ و زید فی الحرۃ ثالثۃ لفضیلتھا (ھامش رد المحتار مع الدرالمختار' کتاب الطلاق' باب العدۃ ۳/۵۰۵ سعید کراتشی)

اور عجوز سب کے لئے ہے اگرچہ صغیرہ اور آئسہ میں استبرائے رحم کی ضرورت نہیں تھی مگر نکاح میں منسلک ہو جانے کی وجہ سے موت شوہر پر اظہار تحسر کے لئے یہی مناسب تھا۔

صغیرہ ناقابل وطی پر مطلقاً اور کبیرہ غیر مدخولہ وغیر مخلوہ بہا پر عدت طلاق لازم نہیں کہ وہاں استبرائے رحم کی ضرورت نہیں ہے مگر عدت وفات ان سب پر اس لئے لازم ہے کہ اس کی حکمت مفارقت زوج پر اظہار حسرت ہے اور اس میں یہ سب عورتیں یکساں ہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عدت کے اندر نکاح کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

(سوال) زید نے ہندہ معتدہ سے نکاح کیا اور جماع بھی کر لیا چند روز کے بعد پتہ چلا کہ نکاح کے وقت ہندہ کی عدت ختم نہیں ہوئی تھی تو ایسی حالت میں ناکح و گواہان اور زید و ہندہ سہو غلطی کے باوجود عند اللہ ماخوذ ہیں یا نہیں ؟ اور نکاح ہوا یا نہیں ؟ اب زید و ہندہ آپس میں کیا کریں گے ؟ المستفتی نمبر ۵۰۶ نذیر احمد پورنیہ ۷ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۳۰ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۹۳) اگر نادانستگی میں یہ بات ہو گئی تو کسی پر مؤاخذہ نہیں اور نہ ناکح کا نکاح ٹوٹا (۲) اب زید اور ہندہ دوبارہ ایجاب و قبول کر کے تجدید نکاح کر لیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جس کو طویل مدت تک حیض نہ آئے اس کی عدت کیا ہے ؟

(سوال) ایک عورت مطلقہ جس کو طلاق ہوئے تقریباً تین ماہ کا عرصہ ہوا دوسری شادی کرنا چاہتی ہے مگر تقریباً دس بارہ ماہ سے اس کو حیض آنا بند ہو گیا ہے اور اس کی عمر چالیس سال سے بھی کم ہے ایسی صورت میں اس کی عدت کی میعاد کتنی ہے کتنے عرصہ کے بعد وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے اور اس کو حمل وغیرہ کے کسی قسم کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ المستفتی نمبر ۵۴۵ حفیظ اللہ (میرٹھ) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۹۴) یہ عورت ممتدۃ الطہر ہے حنفیہ کے نزدیک تو اس کی عدت حیض سے ہی پوری ہو گی تاآنکہ سن ایاس تک پہنچے (۳) لیکن امام مالک کے نزدیک ایک روایت میں نو مہینے دوسری روایت میں سال بھر تک

---

(۱) انما وجبت العدة عليها وان لم يدخل بها وفاء للزوج المتوفى و مراعاة لحقه (فقه السنة' كتاب الطلاق' بحث عدة غير المدخول بها ۲/۳۲۶ ط دار الكتاب الغربي بيروت)

(۲) اس لئے کہ بغیر حقیقت حال کے علم کے کوئی غلطی ہو جائے تو اس پر مواخذہ نہیں : قال الله تعالىٰ :" لا يكلف الله نفسا الا وسعها لها ما كسبت و عليها ما اكتسبت" (البقرة: ۲۸۶)

(۳) والعدة في حق من لم تحض حرة ام ام ولد لصغر بان لم تبلغ تسعا او كبر بان بلغت سن الايا س او بلغت بالسن و خرج بقوله ولم تحض الشابة الممتدة بالطهر بان حاضت ثم امتد طهر ها فتعتدبالحيض الى ان تبلغ سن الاياس جوهرة وغير ها (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق' باب العدة ۳/۵۰۸ ط سعيد كراتشي)

حیض نہ آنے کی صورت میں انقضائے عدت کا حکم دے دیا جاتا ہے(۱) تو اگر کوئی سخت ضرورت لاحق ہو اور نکاح ثانی نہ ہونے کی صورت میں قوی خطرہ وقوع فی الحرام یا کسی ایسے ہی مفسدہ کا ہو تو کسی مالکی سے فتویٰ لیکر اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔(۲) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

طلاق کے بیس دن بعد دوسرے شوہر سے نکاح

(سوال) یہاں پر جماعت المسلمین شافعی مذہب کے ملا صاحب نے ایک عورت کا نکاح پڑھایا وہ عورت اپنے شوہر سے طلاق بیس روز آگے لے چکی تھی یعنی اس عورت کو اس کے شوہر نے اس نکاح سے بیس روز آگے طلاق دیا تھا تین سال سے وہ اپنے والدین کے گھر رہتی تھی شوہر اول کے پاس نہیں گئی تھی۔
المستفتی نمبر ۴۱۷ شیخ محمد بابا (ضلع رتناگری) ۲۵ شوال ۱۳۵۴ھ م ۲۱ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹۵) بیس روز میں طہر و حیض کے لحاظ سے عدت پوری نہیں ہوسکتی (۳) حاملہ کی عدت وضع حمل سے ہوتی ہے (۴) وہ تو ممکن ہے کہ طلاق کے بعد ہی وضع حمل ہو کر عدت پوری ہو جائے شوافع کے نزدیک طہر کی مدت کم از کم پندرہ روز ہے (۵) اور اگر طلاق طہر میں واقع ہوئی ہو تو دو طہر پورے اور درکار ہیں (۶) اس لئے بیس روز میں عدت پوری ہونے کا امکان نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) (قولہ من انقضائها بتسعة اشهر) ستة منها مدة الاياس و ثلاثة منها للعدة ورايت بخط شيخ مشايخنا السائحاني ان المعتمد عند المالكية انه لا بد لو فاء العدة من سنة كاملة تسعة اشهر لمدة الاياس و ثلاثة اشهر لانقضاء العدة وكذا عبر في الجمع بالحول (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/۵۰۸ ط سعيد كراتشی)

(۲) قلت هذا ظاهر اذا امكن قضاء مالكي به او تحكيمه اما في بلاد لا يو جدفيها مالكي يحكم به فالضرورة متحققة..... لهذا قال الزاهدی وقد كان بعض اصحابنا يفتون بقول مالك في هذه المسئلة الضرورة (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق باب العدة؛ مطلب في الافتاء بالضعيف ۳/۵۰۹ ط سعيد كراتشی)

(۳) اس لئے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عدت پوری ہونے کے لئے کم از کم ساٹھ دن درکار ہیں اور صاحبین کے نزدیک کم سے کم انتالیس دن۔ ولو بالحيض فاقلها لحرة ستون يوما و لامة اربعون يوما (درمختار) وقال في الرد و عندهما اقل مدة تصدق فيها الحرة تسعة وثلاثون يوما (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/۵۲۴ ط سعيد كراتشی)

(۴) قال الله تعالىٰ : واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن (الطلاق ٤) وان كانت حاملا فعدتها ان تضع حملها (الهداية' كتاب الطلاق ' باب العدة ۲/۴۲۳ ط مكتبہ شركة علميہ ملتان)

(۵) فصل واما اقل الطهر بين الحيضتين فخمسة عشر يوما فهو قول ابی حنيفة و اكثر الفقهاء (الى ان قال) ثبت ان اقل الطهر خمسة عشر يوما (الحاوی الكبير للعلامة الماوردی الشافعي' كتاب الطهارة' باب حيض المراة وطهرها واستحاضتها ۱/۵۳۴ ط دارالفكر بيروت)

(۶) وتاثيرهذا الاختلاف في حكم المعتدة ان من جعل الاقراء الاطهار قال : ان طلقت في طهر كان الباقي منه وان قل قرءاً فاذا حاضت و طهرت الطهر الثاني' كان قرءا ثانيا فاذا حاضت و طهرت الطهر الثالث حتى برزدم الحيضة الثالثة كان قرء اً ثالثا وقد انقضت عدتها (الحاوی الكبير للعلامة الماوردی الشافعي' كتاب العدد ۱/۱۸۹-۱۹۰ ط دار الفكر بيروت)

عدت وفات میں ضرورت شدیدہ کے وقت عورت گھر سے نکل سکتی ہے

(سوال) عورت عدت میں ہے اور اگر وہ مختار نامہ عام نہ کرے تو اس کا مال ضائع ہوتا ہے اور مختار نامہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ حاکم گھر پر آکر رجسٹری کرے گا اس کو اس کے سامنے پردے میں بولنا ہوگا آیا شرعاً اس کی اجازت ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۷۲۵ عبدالخالق صاحب صدر بازار دہلی ۵ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ م ۳۰ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹۶) عدت کے اندر بولنا بات کرنا تو منع نہیں ہے بلکہ اگر ضرورت ہو تو عورت رجسٹری کرانے کے لئے رجسٹری آفس میں بھی جا سکتی ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کافرہ عورت مسلمان ہونے کے بعد 'کسی مسلمان سے شادی کرے 'تو عدت گزارنی ضروری ہے یا نہیں ؟

(سوال) ایک عورت قوم کھتری بعمر تقریباً ۳۰ سال آکر مسلمان ہوتی ہے اور بیان دیتی ہے کہ میرا پہلا خاوند عرصہ ایک سال سے فوت ہو چکا ہے میں اب مسلمان ہو چکی ہوں اگر شرع اجازت دے تو ایک شخص جس نے اس کو مسلمان کرلیا ہے اس کے ساتھ نکاح کرلوں لہذا اس کا نکاح کر دیا ہے کوئی شخص کہتا ہے کہ اس عورت پر عدت لازم ہے اور نکاح نہیں ہوا ہے۔المستفتی نمبر ۷۵۹ مستری حاجی عبدالرشید (بہاولپور) ۲۲ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ م ۱۶ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹۷) اگر یہ قرار دیا جائے کہ وہ اسلام لانے کے وقت منکوحہ نہیں تھی بلکہ بیوی تھی تو اس پر کوئی عدت واجب نہیں لیکن اگر اسکو منکوحہ قرار دیا جائے تو اسلام لانے کے بعد بقول صاحبینؒ اس پر عدت واجب ہے(۲) اب دیکھنا یہ ہے کہ اس کے بیان کو تسلیم کیا جائے یا نہیں ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام لانے کے بعد اس کے بیان کو بظن غالب صحیح سمجھا جائے تو نکاح جائز ہے اور اگر کذب کے قرائن قائم ہوں تو بعد عدت نکاح کی اجازت دی جائے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) و معتدة موت تخرج في الجديد ين وتبيت اكثر الليل في منزلها لان نفقتها عليها فتحتاج للخروج حتى لو كان عندها كفايتها صارت كالمطلقة فلا يحل لها الخروج فتح وجوز في القنية خروجها لا صلاح مالا بد منه كزراعة ولا وكيل لها (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب العدة' فصل في الحداد ۳/۵۳۶ ط سعيد كراتشي)

(۲) ذمية غير حامل طلقها ذمي او مات عنها لم تعتد عند ابي حنيفة اذا اعتقد واذلك لانا امرنا بتركهم وما يعتقدون (درمختار) وقال في الرد وفي قول صاحبيه نكاحها باطل حتى تعتد بثلاث حيض (هامش ردالمحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/۵۲۶ ط سعيد كراتشي)

(۳) في الخانية قالت : ارتد زوجي بعد النكاح وسعه ان يعتمد على خبرها ويتزوجها وان اخبرت بالحرمة بامر عارض بعد النكاح من رضاع طارى او نحو ذلك' فان كانت ثقة اولم تكن ووقع في قلبه صدقها فلا باس بان يتزوجها الا لوقالت كان نكاحي فاسد او كان زوجي على غير الاسلام لانها اكبرت بامر مستنكر اى لان الاصل صحة النكاح (هامش رد المحتار كتاب الطلاق' باب العدة ۳/۵۲۹ ط سعيد كراتشي).

عدت سے متعلق چند سوالات

(سوال) (۱) ۲۹ فروری ۱۹۳۶ء کو ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق روبرو گواہان دی اور تحریر بھی کر دی (۲) ۲ مارچ سے ۹ مارچ تک اس عورت کو حالت حیض رہی (۳) ۱۴ مارچ کو اس عورت کو دوسری طلاق تحریر کر کے بدون ثبت کرانے گواہی گواہان اور بغیر موجودگی گواہان بھیج دی گئی جس کے دینے اور بھیجنے کو فریقین تسلیم کرتے ہیں (۴) ۲۸ مارچ سے ۴ اپریل تک حالت حیض رہی (۵) ۲۴ اپریل سے ۳۰ اپریل تک حالت حیض رہی (۶) ۲۰ مئی سے ۲۷ مئی تک حالت حیض رہی تیسری طلاق نہیں دی گئی مذکورہ واقعات کی روشنی میں سوالات حسب ذیل ہیں۔

(۱) ہمیں کالج میں پڑھایا گیا تھا کہ طلاق کے بعد عدت کی مدت تین طہر ہوتی ہے کیا پہلا طہر ۲ مارچ کو اور دوسرا طہر ۲۸ مارچ کو اور تیسرا طہر ۲۴ اپریل کو ختم نہ ہو گئے۔

(۲) اگر ختم ہو گئے تو کیا طلاق وعدت ۲۴ اپریل کو مکمل نہ ہو گئیں؟ اگر مکمل نہ ہوئیں تو کس تاریخ کو مکمل ہوں گی؟

(۳) اگر تیسری طلاق نہ دی گئی ہو تو کیا وہ عورت عدت اور طلاق کے مکمل ہونے کے بعد بغیر کسی دوسرے شخص سے نکاح و فراغت شرعی حاصل کرنے کے اس پہلے شخص سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(۴) آیا ایک طلاق اور تین طہر کی خاموشی اور دو طہروں میں دو طلاق اور بعدہ تیسرے طہر کے اختتام تک کی خاموشی سے اس شخص سے مکرر نکاح کے جواز پر کچھ فرق پیدا کرتی ہے؟

(۵) اگر ۴ اپریل سے ۲۴ اپریل تک کے درمیان کے عرصہ میں یعنی اس طہر میں تیسری طلاق دیدی جاتی تو پھر نکاح کب ختم ہوتا اور عدت کب ختم ہوتی۔ المستفتی نمبر ۸۳۴ شیخ غلام حیدر بی اے ایل ایل بی وکیل لاہور ہائی کورٹ ۱۴ محرم ۱۳۵۵ھ م ۷ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹۸) (۱) طلاق کی عدت کی مدت احناف کے یہاں تین حیض ہیں اور شوافع کے یہاں تین طہر (۱) میں نے جو جواب دیا تھا وہ مذہب حنفی کے اصول کے موافق تھا ۲۴ اپریل کو بھی تین طہر ختم نہیں ہوتے کیونکہ اب عدت دوسری طلاق ۱۴ مارچ کے بعد سے لی جائے گی ۲۷ مئی کو دوسری طلاق کے بعد سے تین حیض ختم ہوں گے اور اس وقت عورت عدت سے اصول حنفیہ کے بموجب فارغ ہو گی۔ (۲)

(۲) ۲۷ مئی کو عدت ختم ہو گی اور اس تاریخ کو طلاق مکمل یعنی بائن ہو جائے گی۔ (۳)

---

(۱) واذا طلق الرجل امراته طلاقا بائنا او رجعيا او وقعت الفرقة بينهما بغير طلاق وهي حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة اقراء لقوله تعالىٰ "والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلاثة قروء...... والا قراء الحيض عندنا وقال الشافعي الاطهار (الهداية' كتاب الطلاق' باب العدة ۲/ ۴۲۲ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۲) و مبدا العدة بعد الطلاق و بعد الموت على الفور و تنقضي العدة وان جهلت المراة بهما اى بالطلاق والموت (الدر المختار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/ ۵۲۰ ط سعيد كراتشي)

(۳) فاذا انقضت العدة ولم يراجعها بانت منه (فقه السنة' كتاب الطلاق' بحث حكم الطلاق الرجعي ۲/ ۲۷۴ ط دار الكتاب الغربي بيروت)

(۳) عدت کی تکمیل یعنی ۷ ۲ مئی گزرنے کے بعد عورت خود مختار ہوگی اگر چاہے تو زوج اول سے دوبارہ نکاح کرلے اور چاہے کسی اور سے تیسری طلاق نہ ہونے کی صورت میں طلاق بائن ہوتی ہے طلاق مغلظ نہیں ہوتی اور طلاق بائن کے بعد صرف تجدید نکاح کرنا ہوتا ہے کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنے کی اور پھر فراغت ہونے کی شوہر اول سے نکاح کرنے کے لئے حاجت نہیں ہوتی۔(۱)

(۴) دو طہروں میں دو طلاقیں دے کر انقضائے عدت تک خاموش ہو جانا حق تجدید نکاح پر اثر انداز نہیں ہوتا۔(۲)

(۵) اگر ۴ اپریل سے ۲۴ اپریل تک کے درمیانی عرصہ میں تیسری طلاق دیدی جاتی تو عدت کی ابتدا ۲۴ اپریل کو آنے والے حیض سے ہوتی اور ۷ ۲ مئی کو ختم ہونے والا حیض دوسرا حیض ہوتا اس کے بعد ایک اور حیض آنے پر عدت ختم ہوتی اور پھر شوہر اول کا حق تجدید بدون تحلیل ساقط ہو جاتا۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

حاملہ عورت کی عدت بچہ کی پیدائش سے پوری ہوتی ہے

(سوال) زمانہ عدت وضع حمل بچہ پیدا ہونے تک مانا جاتا ہے یا جب تک کہ عورت چالیس دن کا چلہ نہ نہالے کیونکہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ المستفتی نمبر ۹۴۵ عبدالعلی خاں (ریاست بھرت پور) یکم ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹۹) بچہ پیدا ہوتے ہی عدت ختم ہو جاتی ہے چالیس دن کا چلہ نہانا انقضائے عدت کے لئے لازم نہیں۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

غیر مدخولہ عورت پر عدت نہیں مگر جسکا شوہر مر جائے
اس پر ہر حال میں عدت ہے، چاہے بالغہ ہو یا نابالغہ

(سوال) منکوحہ غیر موطوءہ کو طلاق دی جائے تو اسپر عدت نہیں اور صغیرہ متوفی عنہا الزوج پر عدت ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ المستفتی نمبر ۱۱۰۲ شیخ عبدالغنی صاحب (ضلع لائل پور) ۱۵ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۴ اگست ۱۹۳۶ء

---

(۱) اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدۃ و بعد انقضائها (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعة' فصل فیما تحل به المطلقة و مایتصل به ۱/۴۷۲ ط ماجدیه کوئٹه)

(۲) ایضاً حوالہ سابقہ

(۳) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ او ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا و یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها والا صل فیه قوله تعالی " فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ" والمراد الطلقة الثالثة (الهدایة' کتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فیما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط شرکة علمیه ملتان)

(۴) و فی حق الحامل مطلقا وضع جمیع حملها لان الحمل اسم لجمیع ما فی البطن (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العدۃ ۳/۵۱۱ ط سعید کراتشی)

(جواب ۴۰۰) متوفی عنہا الزوج پر عدت براءت رحم کے لئے نہیں بلکہ خاوند کی موت پر اظہار حسرت کے لئے ہے اس لئے صغیرہ پر بھی واجب ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

بیوہ حاملہ کا نکاح بچہ کی پیدائش سے پہلے جائز نہیں

(سوال) مسماۃ ہندہ کا عقد زید سے کیا گیا باوجودیکہ ہندہ حمل سے تھی اور کسی کو اس کے حاملہ ہونے کا علم بوقت نکاح نہ تھا اب زید کے گھر ہندہ کی لڑکی سات ماہ کی دو مہینے بیس دن کے بعد پیدا ہوئی اب ہندہ سے دریافت کیا گیا کہ یہ لڑکی تمہارے خاوند زید کی ہے تو ہندہ نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ غیر کی ہے لہذا مسئلہ شرعی کی ضرورت ہے کہ زید سے جو عقد ہوا تھا باوجود ہندہ کے حاملہ من الغیر ہونے کے وہ عقد باقی رہا جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو تجدید نکاح زید سے ثانیاً کر دیا جاوے یا نہیں جو کچھ حکم شریعت کے موافق ہو وہ تحریر فرماکر ثواب دارین حاصل کیجئے۔ المستفتی نمبر ۱۳۴۲ محمد اسماعیل صاحب (دہلی) ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۹ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰۱) سائل نے زبانی بیان کیا کہ ہندہ مطلقہ تھی پہلے خاوند نے طلاق دی تھی طلاق کے تین ماہ بعد دوسرا نکاح ہوا اور نکاح سے دو ماہ بیس دن بعد بچہ پیدا ہوا تو لازم ہے کہ حمل طلاق سے پہلے کا ہو کیونکہ طلاق سے پانچ ماہ بیس دن بعد بچہ کی ولادت اسی کی مقتضی ہے(۲) اس لئے دوسرا نکاح اندرون عدت واقع ہوا اور ناجائز ہوا(۳) اب پھر از سر نو نکاح کرنا لازم ہے زید کے ساتھ از سر نو نکاح کر دینا درست ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نابالغہ مطلقہ پر بھی خلوت کے بعد عدت ہے

(سوال) زید کی شادی ہندہ سے ہوئی زید ہندہ کو رخصت کرا کے گھر لے گیا ہندہ اس وقت نابالغہ تھی نابالغہ ہونا زید کو اور اسکے والدین کو ناگوار و ناپسندیدہ خاطر ہوا پانچ چھ روز کے بعد ہندہ اسکے ماں باپ کے گھر پہنچادی گئی اس کو عرصہ زائد از یک سال قریب ۷ ماہ کے ہوتا ہے کہ ہندہ اپنے ماں باپ کے مکان میں ہے زید نے اس کی کوئی خبر نہ لی بلکہ اس عرصہ میں اس نے دوسری شادی بھی کرلی اب اگر زید نے ہندہ کو تحریری طلاق نامہ بایں مضمون کہ ہم نے تم کو بیک جلسہ تین طلاق دیدی لکھ بھیجا ہے دریافت طلب امر

---

(۱) والعدۃ للموت اربعۃ اشہر و عشر من الایام بشرط بقاء النکاح صحیحا الی الموت وطئت اولا ولو صغیرۃ او کتابیۃ تحت مسلم (الدر المختار مع ہامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العدۃ ۳/۵۱۰ ط سعید کراتشی) وقال ایضا اذا کانت معتدۃ بت او موت وان امرہا المطلق او المیت بترکہ لانہ حق الشرع اظہارا للتاسف علی فوات النکاح (الدرالمختار مع ہامش رد المحتار' کتاب الطلاق باب العدۃ ۳/۵۳۱ ط سعید کراتشی)

(۲) واذا تزوجت المعتدۃ بزوج آخر ثم جاءت بولد ان جاءت بہ لا قل من سنتین منذ طلقہا الاول او مات ولا قل من ستۃ اشہر منذ تزوجہا الثانی فالولد للاول (الفتاوی الہندیۃ' کتاب الطلاق' الباب الخامس فی العدۃ ۱/۵۳۸ ط مکتبہ ماجدیہ' کوئٹہ)

(۳) ولا یجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ وکذا المعتدۃ ہکذا فی السراج الوہاج (الفتاوی الہندیۃ' کتاب النکاح' الباب السادس فی بیان المحرمات' القسم السادس المحرمات التی یتعلق بہا حق الغیر ۱/۲۸۰ ط ماجدیہ' کوئٹہ)

یہ ہے کہ ہندہ سسرال گئی تو حسب دستور زمانہ دوایک شب تو خلوت ضرور ہوئی مگر بوجہ نابالغہ ہونے کے صحبت نہ ہوئی ایسی صورت میں ہندہ کو عدت گزارنا ضروری ہو گا یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۴۴۸
سید نصیر الدین صاحب (ضلع مونگیر) ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰۲) ہندہ کو عدت گزارنی ہوگی کیونکہ مراہقہ کی خلوت میں عدت لازم ہوگی(۱) اور حکم کا مدار طاقت پر ہے اور بعض فقہاء نو سال کی لڑکی کے ساتھ خلوت کو صحیح اور وطی کے حکم میں قرار دیتے ہیں۔(۲) عدت خلوت فاسدہ میں لازم ہوتی ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ 'دہلی

اگر دوماہ پانچ دن میں تین حیض آچکے ہیں 'تو عدت ختم ہو گئی

(سوال) زید نے اپنی عورت منکوحہ مسماۃ ہندہ کو تین طلاقیں سہہ کر روبرو گواہان کے دے کر عدالت میں بذریعہ وکیل طلاق نامہ تحریر کر دیا کہ میں نے اپنی عورت مسماۃ فلاں بنت فلاں کو بموجب قانون شرعی کے تین طلاقیں دیدی ہیں اور اپنے اوپر حرام کر دیا ہے آج سے میرا کوئی تعلق زوجیت کا عورت مذکورہ کے ساتھ نہیں ہے بعد گزارنے ایام عدت کے جہاں چاہے نکاح کر لے بعد گزرنے ۲ ماہ پانچ دن کے عورت نے کہا کہ مجھے تین حیض گزر چکے ہیں جس گھر میں مطلقہ عدت پوری کر رہی تھی اس گھر سے بھی بعد تحقیق معلوم ہوا کہ تین حیض مطلقہ کے ختم ہو چکے ہیں لہذا بعد طلاق کے تین حیض جو کہ ۲ ماہ پانچ دن کے اندر ختم ہو چکے ہیں نکاح کر دیا گیا بعد نکاح کے چند لوگوں نے شبہ ڈال دیا کہ یہ نکاح درست نہیں ہے کیونکہ عدت مطلقہ کی تین ماہ دس دن ہے بعد گزرنے تین ماہ دس دن کے نکاح ہونا چاہئیے تھا لہذا بعد تحقیق بدلائل شرعیہ مطلقہ کی عدت سے اور نکاح کے صحیح ہونے یا نہ ہونے سے مطلع فرمایا جائے۔ المستفتی نمبر ۱۵۱۲ پیش امام لعل میر صاحب 'پونا چھاؤنی ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۰ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰۳) عدت مطلقہ کی تین حیض سے پوری ہو جاتی ہے(۴) اور دوماہ پانچ دن میں تین حیض آسکتے ہیں(۵) لہذا جب کہ عورت نے کہا کہ مجھے تین حیض آچکے اور مدت اتنی تھی کہ اس میں تین حیض آسکتے تھے تو

(۱) والعدة في حق من لم تحض حرة ام ام ولد لصغر بان لم تبلغ او كبر بان بلغت سن الاياس او بلغت بالسن ولم تحض...... ثلاثة اشهر ان وطئت في الكل ولو حكما كالخلوة ولو فاسدة كمامر (درمختار) وقال في الرد (قوله بان تبلغ تسعا) و قيل سبعا بتقديم السين على الباء المؤحدة و في الفتح والاول اصح وهذا بيان اقل سن يمكن فيه بلوغ الانثى وتقييده بذلك تبعا للفتح والبحر والنهر لا يعلم منه حكم من زاد سنها على ذلك و لم تبلغ بالسن و تسمى المراهقة وقد ذكر في الفتح ان عدتها ايضا ثلاثة اشهر...... وهي من لم تبلغ تسعا (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب العدة مطلب في عدة الصغيرة المراهقة ۳/۵۰۷ ط سعيد) (۲) وقدرت الاطاقة بالبلوغ و قيل بالتسع (هامش رد المحتار' كتاب النكاح' باب المهر' مطلب في احكام الخلوة ۳/۱۱۴ ط سعيد كراتشي) (۳) و تجب العدة بخلوته وان كانت فاسدة لان تصريحهم بوجوبها بالخلوة الفاسدة شامل لخلوة الصبى كذافي البحر من باب العدة (هامش رد المحتار' كتاب النكاح' باب المهر' مطلب في احكام الخلوة ۳/۱۱۴ ط سعيد) (۴) وهي في حق حرة ولو كتابية تحت مسلم تحيض لطلاق ولو رجعيا او فسخ بجميع اسبابه......بعد الدخول حقيقة او حكما ثلاث حيض كوامل لعدم تجزى الحيضة (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق باب العدة ۳/۵۰۴ ط سعيد كراتشي)
(۵) اس لئے کہ انقضائے عدت کے لئے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کم از کم ساٹھ دن درکار ہیں اور صاحبینؒ کے نزدیک کم از کم انتالیس دن' ولو بالحيض فاقلها لحرة ستون يوما (درمختار) وقال في الرد (قوله ستون يوما) فيجعل كانها طلقها في الطهر بعد الوطء ويؤ خذ لها اقل الطهر خمسة عشر لانه لاغاية لا كثره واوسط الحيض خمسة لان اجتماع اقلهما نادر.....و عندهما اقل مدة تصدق فيها الحرة تسعة و ثلاثون يوما ثلاث حيض بتسعة ايام و طهران بثلاثين (هامش رد المحتار' مع الدر المختار' كتاب الطلاق ' باب العدة ۳/۵۲۳' ۵۲۴ ط سعيد كراتشي)

یہ نکاح صحیح ہو گیا(۱) جو لوگ کہتے ہیں کہ مطلقہ کی عدت تین ماہ دس روز ہے وہ غلط کہتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

زمانہ عدت والا نکاح باطل ہے' اور بعد عدت والا درست ہے

(سوال) زید نے ایک عورت مطلقہ ثلاث سے عدت کے اندر نکاح کر لیا اور میاں بیوی کی طرح رہائش کرنے لگے لوگوں نے اعتراض کیا کہ نکاح فاسد ہے تین حیض کے تمام ہو لینے کے بعد نکاح ہوتا ہے جب صحیح ہوتا تو کسی دوسری جگہ جا کر یہ بیان کیا عدت تمام ہو گئی ہے وہاں دوبارہ نکاح پڑھوا لیا اب دریافت طلب چند چیزیں ہیں (۱) کہ اول نکاح جو عدت میں صرف ایک حیض کے گزرنے پر ہوا وہ شرعاً معتبر رہے گا یا ساقط الاعتبار (۲) اس کے ہونے سے عدت پر بھی کچھ اثر پڑے گا یا نہیں (۳) عدت طلاق لینے کے وقت سے شمار ہو گی یا نکاح اول کے بعد سے تین حیض پورے کرنا لازم ہے (۴) اگر طلاق کے وقت سے تین حیض پورے ہو کر نکاح ثانی ہوا ہو لیکن نکاح اول کے وطی بالشبہ کے بعد جب کہ تین حیض تاحال پورے نہ ہوں تو ایسی حالت میں نکاح ثانی صحیح و معتبر شرعاً ہو گا یا یہ بھی مثل اول فاسد ہے؟ (۵) کیا خاوند بیوی میں عدت کے لئے مفارقت بھی ضروری ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۷۲ مولوی عبدالقدیر صاحب (گوجرانوالہ) ۲ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۱۴ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب) (از مولوی عبدالقدیر صاحب) (۱) نکاح اول جو صرف ایک حیض کے تمام پر کیا گیا وہ فاسد ہے اس اثناء میں جو منافع زوجیت حاصل کئے وہ سب حرام اور زناکاری کے درجہ میں ہیں خاوند اور بیوی پر بحیثیت مسلمان ہونے کے فرض ہے کہ ایک دوسرے سے علیحدہ رہیں اور جب تک صحیح اور جائز طور سے نکاح نہ ہو آپس میں ملاپ نہ کریں (۲) اگر یہ نکاح جو اثناء عدت میں کیا گیا ہے نہ ہوا ہوتا تو عدت طلاق لینے کے وقت سے شروع ہوتی' لیکن نکاح فاسد کے ہونے سے جس میں وطی بشبہۃ النکاح ہو چکی ہے مستقل طور سے دوسری عدت واجب ہو گی البتہ علمائے احناف اول عدت طلاق اور دوسری عدت کو تداخل سے پورا کر لینا کافی کہتے ہیں۔ قال فی الھدایۃ (۲) ص ۴۰۵ اذا وطئت المعتدۃ بشبھۃ فعلیھا عدۃ اخریٰ و تداخلت العدتان و تکون ما تراہ المراۃ من الحیض محتسبا منھما فاذا انقضت العدۃ الاولیٰ ولم تکمل الثانیۃ فعلیھا تمام الثانیہ اھ موطوءۃ معتدہ بالشبہ کی متعدد صورتیں فقہاءؒ نے بیان کی ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عدت میں کسی سے نکاح ہو گیا اس سے اس شبہ سے جماع کر لیا تو اس صورت میں دوسری عدت لازم ہو جاتی ہے قال فی العنایۃ علی ھامش الفتح (۳) ص ۲۸۳ ج ۳ عند تعدید صور الموطؤۃ بالشبھۃ المحکومۃ علیھا بوجوب العدتین اذا وجب علی المراۃ عدتان

---

(۱) قالت مضت عدتی والمدۃ تحتملہ و کذبھا الزوج قبل قولھا مع حلفھا والا تحتملہ المدۃ لا (درمختار) وقال فی الرد (قولہ قالت مضت عدتی) اعلم ان انقضاء العدۃ لا ینحصر فی اخبار ھا بل یکون بہ وبالفعل بان تزوجت بآخر بعد مدۃ تنقضی فی مثلھا العدۃ (ھامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب العدۃ ۵۲۳/۳ ط سعید کراتشی)
(۲) الھدایۃ' ' کتاب الطلاق' باب العدۃ ۴۲۵/۲ ط مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان
(۳) العنایۃ علی ھامش الفتح للعلامۃ' اکمل الدین محمد بن محمود البابرتی' کتاب الطلاق' باب العدۃ ۳۲۵/۴ '۳۲۶ ط مکتبۃ مصطفی البابی الحلبی بمصر

الیٰ قوله او من جنس واحد کالمطلقة اذا تزوجت فی عدتها فوطیها الثانی و فرق بینهما تداخلان عندنا و نحوه فی رد المحتار(۱) من باب العدة عن الدرر تعلیقاً علی قوله فی المتن اذا وطئت المعتدة بشبهة ولو من المطلق – ان عبارتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عدت میں نکاح ہوکر وطی کرلے تو یہ وطی بالشبہ ہوگی اور اس میں جدید عدت مستقل لازم ہوتی ہے البتہ اول عدت کو دوسری میں مدغم کرکے تداخل سے دونوں کو تمام کیا جائے گا قال فی الکنز(۲) ص ۱۴۷ تجب عدة اخریٰ بوطی المعتدة بشبهة الخ . معلوم ہوا کہ وطی بالشبہ بھی موجب عدت ہے۔

(۳) مذکورہ بالا عبارتوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ طلاق کے وقت سے تین حیض پورے کرلینا نکاح ثانی کی صحت کے لئے کافی نہیں جبکہ نکاح اول جو کہ ایک حیض کے بعد ہوا وہاں سے عدت پوری نہ ہوجائے علیے تفصیل سیاتی پس بصورت مذکورہ محررہ سابقہ نکاح ثانی جو طلاق کے وقت سے تین حیض پورے کرکر کرادیا ہے وہ بھی نکاح فاسد ہی ہوا کیونکہ مبدء عدت طلاق دینے کا وقت اس صورت میں نہیں ہے بلکہ نکاح اول جو ایک حیض کے بعد ہوا اور اس میں وطی بالشبہ ہوئی اس کے بعد مفارقت کرا کر عدت پوری کی جاتی اور اس کے بعد نکاح کیا جاتا جب صحیح ہوتا ولہذا نکاح ثانی بھی قبل از تمام عدت ہی ہوکر فاسد ہوگا قال فی الدر المختار(۳) من باب العدة و مبدء ها (ای العدة) فی النکاح الفاسد بعد التفریق. وطی بالشبہ نکاح فاسد میں مستقل موجب عدت ہے یہاں سے تین حیض پورے کرائے جاتے جب نکاح ثانی درست ہوتا صرف طلاق کے وقت سے پورے کرلینے کافی نہیں بلکہ نکاح اول جو ایک حیض کے تمام پر ہوا ہے اس میں بھی وطی سے عدت جب شروع ہوتی کہ زوجین میں تفریق ہوجاتی اور تفریق کرانے کا لزوم فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا۔ کما نقله عن الدر المختار (۴) و مبدئها فی النکاح الفاسد بعد التفریق و سیأتی تمامه اب نکاح ثانی کا فساد دو وجہ سے ہوا کہ (۱) عدت طلاق کے وقت سے پوری کی گئی حالانکہ ضروری یہ تھا کہ نکاح فاسد اول سے عدت پوری کی جاتی (۲) جب کہ مفارقت بین الزوجین نہیں پائی گئی اور نہ متارکت کماینبہ بلکہ مستمرا خاوند بیوی کا سا تعلق قائم رہا تو اب عدت سوائے وجود شرط کیسے پوری مانی گئی۔

(۴) معلوم ہوچکا کہ نکاح ثانی بدون تمام عدت ہوا ہے شرعاً یہ نکاح بھی بمثل اول فاسد ہوگا ناکح ثانی نے جو صرف تین کے عدد پر کفایت کی ہے اور یہ تفتیش نہیں کی کہ تین نکاح فاسد اول سے ہیں یا طلاق سے یا طلاق سے تین پورے کرلینے پر کفایت کی ہے وہ اس کی غلطی ہے نیز بلا مفارقت و بلا متارکت حقوق زوجیت قائم رہتے ہوئے عدت پوری مان لینا یہ بھی احکام شرعیہ میں مسابلت ہے اس چشم پوشی سے نکاح جو ہوا ہے ہرگز صحیح نہیں۔

---

(۱) الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العدة ۳ /۵۱۸ ط سعید کراتشی
(۲) کنز الدقائق للنسفی' کتاب الطلاق' باب العدة ص ۱۴۴ ط مکتبه امدادیه ملتان
(۳) الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العدة ۳ /۵۲۲ ط سعید کراتشی
(٤) المصدر السابق

قال في رد المحتار(۱) من باب العدة معلقاً على قول الماتن و مبدئها في النكاح الفاسد بعدالتفريق السبب الموجب للعدة شبهة النكاح و رفع هذه الشبهة بالتفريق فلا يضر شارعته في العدة مالم ترفع الشبهة بالتفريق كما في الكافي وغيره – انتهى بحذف بعضه ہاں فقہاء نے اس صورت میں متارکت پر بھی کفایت کرلی ہے یعنی اگرچہ مفارقت نہیں ہوئی لیکن خاوند نے زبانی اظہار متارکت زوجہ سے کردیا ہے تو بھی عدت شروع ہو سکے گی مگر صورت حاضرہ میں نہ مفارقت ہوئی نہ اظہار متارکت پس عدت کیسے صحیح ہو گی ۔ قال في الدر المختار (۲)عطفاً على قوله التفريق المذكور سابقاً اوالمتاركة اى اظهار العزم على ترك وطئها بان يقول بلسانه تركتك بلا وطي و نحوه . اس سے معلوم ہوا کہ صرف قصد متارکت قلبی طور سے بھی کافی نہیں جب تک کہ ظاہر اس پر دلیل نہ ہو اور وہ اظہار لسانی ہے سوبدون اظہار لسانی عدت نہیں شروع کی جائے گی کنز میں جو صرف عزم ترک کہہ دیا ہے اس سے اظہار عزم مراد ہے ۔کما نبه عليه في رد المحتار هناك قال في العناية على هامش الفتح(۳) ص ۲۸۷ ج ۳– والعزم امر باطن لا يطلع عليه وله دليل ظاهر وهو الا خبا ر بذلك بان يقول تركت و طأها او نحوه في الفتح . اس سے معلوم ہوا کہ نکاح فاسداول کے بعد جب تک تفریق نہیں ہوئی اور نہ اظہار متارکت قولاً ہوا بلکہ برابر ازدواجی تعلقات وابستہ رہے ہوں اور بیوی خاوند کی طرح رہتے ہوئے عدت نہیں شروع ہو سکتی ۔ولذا قال في الفتح (۴)ص ۲۸۷ ج ۳ لا تثبت العدة مادام التمكن على وجه الشبهة قائماً ولا ينقطع التمكن كذلك الا بالتفريق اوالمتاركة صريحاً الحاصل سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ برابر ان کی رہائش میاں بیوی کی طرح ہوتی چلی آتی ہے کوئی متارکت یامفارقت ان میں نہیں ہوئی تواب نکاح ثانی عدت کے تمام پر جو سمجھا گیا ہے وہ غلط ہے عدت بدون ان مذکورہ دو صورتوں کے تمام نہیں ہو سکتی نکاح ثانی بھی قبل تمام عدت ہی ہوا ہے لہذا زوجین کو چاہئیے کہ آپس میں مفارقت کر کے تین حیض پورے ہو کر نکاح کریں ابتداء عدت جبھی سے معتبر ہو گی کہ تفریق ہو جائے یا قولی متارکت لیکن صرف قولی متارکت پر اعتماد کر کے نکاح غیر معتمد ہوگا کیونکہ ناکح یعنی زوج بوجہ فسق مفرط اس قابل نہیں کہ اس پر اعتماد کیا جائے کہ یہ حدود شرعیہ پر برابر قائم ہوگا ازدواجی تعلق سے اجتناب کیا ہوگا ولہذا تفریق ہی سے عدت پوری ہونی چاہئیے اور نکاح جدید کرانا چاہئیے اور تفریق اور متارکت کے بدون جو نکاح ہوا وہ فاسد ہے اور نکاح میں فاسد اور باطل ایک ہی حکم رکھتے ہیں ۔من باب العدة قال في ردالمحتار (۵) في بيان الفرق بينهما و عدمه لا فرق بين الباطل والفاسد في النكاح بخلاف البيع كما في نكاح الفتح والمنظومة اه – جزئیات فقہاء بھی اسی کو چاہتے ہیں ۔واللہ اعلم

(۱) هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/ ۵۲۲ ط سعيد كراتشي
(۲) الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/ ۵۲۲ ط سعيد كراتشي
(۳) العناية مع هامش الفتح للعلامة اكمل الدين محمد بن محمود البا برتي' كتاب الطلاق' باب العدة ۴/ ۳۳۰ ط مكتبه مصطفى البابي الحلبي بمصر
(۴) فتح القدير شرح الهداية لابن الهمام' كتاب الطلاق' باب العدة ۴/ ۳۳۱ ط مصطفى البابي الحلبي بمصر
(۵) هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب العدة' مطلب في النكاح الفاسد والباطل ۳/ ۵۱۶ ط سعيد كراتشي

(جواب ٤٠٤) (از حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ) ہو الموفق عدت طلاق میں معتدہ نے زید سے جو نکاح کیا وہ نکاح فاسد ہوا کیونکہ معتدۃ الغیر سے عدت کے اندر نکاح کرنا حرام ہے(۱) اس نکاح فاسد کے بعد زید نے منکوحہ سے وطی کر لی یہ وطی بالشبہ واقع ہوئی اور اس کی وجہ سے اس عورت پر ایک اور عدت واجب ہو گئی(۲) اس عدت کی ابتداء تفریق یا متارکت سے ہو گی(۳) اب عورت پر (بعد التفریق او المتارکتہ) دو عدتیں ہیں اور ان دونوں میں تداخل ہو جائے گا پہلی عدت طلاق کی بحق زوج اول ہے دوسری عدت وطی بالشبہ کی بحق زوج ثانی ہے جب پہلی عدت ختم ہو جائے گی تو زوج اول کا اور اس کے حق کا تعلق ختم ہو جائے گا زوج ثانی کی عدت باقی ہو گی اس زمانہ میں اگر زوج ثانی کے علاوہ کوئی تیسرا شخص نکاح کرے تو نکاح فاسد ہو گا کیونکہ شخص ثالث کا نکاح معتدۃ الغیر سے واقع ہو گا جو حرام ہے(۴) لیکن اگر زوج ثانی جس کی عدت میں تھی وہی تجدید نکاح کرے تو یہ جائز ہے کیونکہ ہر شخص اپنی معتدہ سے ایام عدت کے اندر نکاح کر سکتا ہے جب کہ عدت طلاق مغلظہ کی نہ ہو اور بعد عدت اس عورت سے نکاح حلال ہو تو عدت کے اندر اور عدت کے بعد دونوں حالتوں میں نکاح جائز ہے۔ وينكح مبانة بما دون الثلاث فى العدة و بعد ها بالا جماع و منع غيره لاشتباه النسب (درمختار)(۵) حرمة النكاح فى العدة وان كانت فى الأية عامة لكن خص منها الزوج بالا جماع فانه يتزوج معتدته بمادون الثلث (حاصل مافى رد المحتار) نكح معتدته نكاحاً صحيحاً ولو من فاسد (درمختار)(۶) هذا صريح فى انه يصح نكاح المعتدة بزوجها الذى وجبت العدة لحقه عليها .

پس صورت مسئولہ میں زید نے دوسرا نکاح اگر زوج اول کی طلاق کی عدت پوری ہو جانے کے بعد کیا ہے تو دوسرا نکاح صحیح ہو گیا ہاں زید کے علاوہ کوئی تیسرا شخص اس عورت سے نکاح کرتا تو تفریق یا متارکت کے بعد ایک عدت اور گزارنے کے بعد وہ نکاح صحیح ہوتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عورت ایام عدت میں کہیں جا سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) کوئی عورت مطلقہ دوسرا خاوند کرنے کے لئے اپنی عدت میں کسی مقررہ مکان میں بیٹھے وہاں

---

(۱) اما نكاح منكوحة الغير و معتدته فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب العدة مطلب النكاح الفاسد والباطل ۳/۵۱٦ ط سعيد كراتشى)

(۲) واذا وطئت المعتدة بشبهة ولو من المطلق وجبت عدة اخرى لتجدد السبب و تداخلتا والمرئى من الحيض منهما (الدر المختار مع هامش رد المحتار ' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/۵۱۹ ط سعيد كراتشى)

(۳) و مبدأها فى النكاح الفاسد بعد التفريق من القاضى بينهما ثم لو وطئها حد جوهرة وغير ها..... اوالمتاركة اى اظهار العزم من الزوج على ترك وطئها بان يقول بلسانه تركتك بلا وطء ونحوه (الدر المختار مع هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/۵۲۲'۵۲۳ ط سعيد كراتشى)

(٤) لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذا المعتدة هكذا فى السراج الوهاج (الفتاوىٰ الهندية' كتاب النكاح' الباب الثالث فى بيان المحرمات' القسم السادس المحرمات التى يتعلق بها حق الغير ۱/۲۸۰ ط ماجدية كوئته)

(٥) الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الرجعة ۳/٤٠٩ ط سعيد كراتشى

(٦) الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق باب العدة ۳/٥٢٤ ط سعيد كراتشى

سے دوسرے ملک کے مکان میں ویسے ہی خالی بیٹھنے کے لئے جاوے تو عدت میں نقصان ہوگا یا نہیں کہ پہلے دن عدت میں شمار کئے جائیں گے یا نہیں اگر عدت ٹوٹی ہے اور نئے سرے سے عدت کے دن شمار نہیں کئے اور پہلے کے دن شمار کر لئے یعنی تین حیض گن لئے اور نکاح کر لیا تو یہ نکاح ہو گیا یا نہیں یا پھر سے عدت کر کے نکاح کیا جائے گا؟ المستفتی نمبر ۱۸۱۸ آدم محمد یوسف (بھرانچ) ۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ م ۲۸ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰۵) بلا ضرورت مطلقہ کو اپنے گھر سے باہر نہیں جانا چاہئے(۱) لیکن اگر چلی جائے تو عدت کے دن از سر نو شمار نہیں کئے جاتے گزرے ہوئے دن بھی عدت میں شمار کئے جائیں گے اور سب دن شمار کر کے عدت پوری ہو جانے پر نکاح جائز ہوگا۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عدت ختم ہونے پر نکاح کر لیا' معلوم ہوا کہ حمل ہے' تو عدت کا کیا ہوگا' اور نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(سوال) (۱) زید نے ایک بیوہ سے جس کے دو لڑکے پہلے شوہر سے موجود ہیں عدت گزر جانے کے بعد نکاح کیا اس وقت حمل کا کوئی اثر معلوم نہیں ہوا مگر پانچ ماہ کے بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی وضع حمل کے بعد بھی طرفین ایک ہی مکان میں مع بچوں کے زن و شوہر کی طرح زندگی گزارتے رہے تقریباً دو برس کے بعد زید ایک کافی جائیداد چھوڑ کر راہی ملک عدم ہوا زید نے اپنے پیچھے بھی بیوی بچہ اور بھانجہ چھوڑا بھانجہ کی والدہ یعنی زید کی بہن زید کی زندگی میں ہی فوت ہو چکی تھی لہذا زید کا نکاح باقی رہا یا نہیں (۲) زید کا تجدید نکاح لازمی ٹھہرا یا نہیں (۳) طرفین کا بلا تجدید نکاح زن و شوہر کی طرح زندگی گزارنا کیسا ٹھہرا۔ (۴) تقسیم جائیداد کا کیا حل ہے؟ المستفتی نمبر ۱۸۳۹ مولوی محمد ابراہیم صاحب مدرسہ فیض الغرباء آرہ ۲۶ رجب ۱۳۵۶ھ م ۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۴۰۶) بیوہ کی عدت گزر جانے سے کیا مراد ہے یعنی خاوند کی موت پر چار ماہ دس روز گزرنے کے بعد نکاح کر لیا تھا تو گویا شوہر اول کی وفات کے نو سوا نو مہینے کے بعد بچہ ہوا تو یہ بچہ شوہر اول کا بچہ قرار پائے گا (۳) اور نکاح کا عدت کے اندر منعقد ہونا قرار دیا جائے گا اور یہ نکاح ناجائز ہوگا (۴) اور اگر شوہر اول کی موت پر

---

(۱) وتعتد ای معتدۃ طلاق و موت فی بیت و جبت فیہ ولا یخرجان منہ الا ان تخرج او ینھدم المنزل او تخاف انھدامہ او تلف مالھا او لا تجد کراء البیت و نحو ذلک من الضرورات فتخرج لا قرب موضع الیہ (الدر المختار' مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العدۃ ۳/ ۵۳۶ ط سعید کراتشی)

(۲) قال اللہ تعالی ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ (البقرۃ ۲۳۵)

(۳) واذا تزوجت المعتدۃ بزوج آخر ثم جاءت بولد ان جاءت بہ لاکثر من سنتین منذ طلقھا الاول او مات ولا قل من ستۃ اشھر منذ تزوجھا الثانی فالولد للاول (الفتاوی الھندیۃ' کتاب الطلاق' الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب ۱/ ۵۳۸ ط ماجدیہ' کوئٹہ)

(۴) اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ..... فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العدۃ مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۳/ ۵۱۶ ط سعید کراتشی)

زیادہ مدت گزر چکی تھی یعنی دو سال ہو چکے تھے تو یہ حمل زنا کا ہوگا(۱) اور نکاح جائز قرار دیا جائے گا(۲) مگر بچہ کا نسب شوہر دوم سے اس صورت میں بھی ثابت نہ ہوگا کیونکہ تاریخ نکاح سے چھ مہینے سے پہلے بچہ ہو گیا تو اس شوہر کا بچہ نہیں ہے(۳) بہر حال پہلی صورت میں تو نہ تو عورت وارث ہوگی نہ بچہ اور دوسری صورت میں عورت کو میراث ملے گی بچہ کو نہ ملے گی(۴) اور پہلی صورت میں تجدید نکاح لازم تھی دوسری صورت میں تجدید لازم نہ تھی پہلی صورت میں زید کی میراث بھانجہ کو ملے گی اور دوسری صورت میں جائیداد کا ربع بیوی کو اور ۳/۴ بھانجہ کو ملے گا۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عدت وفات میں بیوی کا نان و نفقہ شوہر کے ترکہ میں سے نہیں دیا جائے گا

(سوال) جب خاوند انتقال کر گیا تو اس کے وارث پر مہر و عدت کا نفقہ واجب ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۸۵۸ عبدالرحمٰن (خاندیس) ۳۰ رجب ۱۳۵۶ھ م ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰۷) زوج متوفی کے ترکہ میں سے زوجہ کا مہر ادا کیا جائے گا(۶) اور عدت کا نفقہ ترکہ میں سے نہیں دیا جائے گا۔(۷) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مطلقہ عورت عدت گزرنے کے بعد نکاح کر سکتی ہے
البتہ عدت کے اندر جو ہمبستری ہوئی ہے وہ حرام ہے

(سوال) ایک شخص نے ایک دوسرے شخص سے اس کو کچھ روپے دیکر اس کی عورت کو مطلقہ کرایا اور اس

---

(۱) وان جاء ت به لاكثر من سنتين منذ طلقها الاول او مات ولا قل من ستة اشهر منذ تزوجها الثاني لم يكن للاول ولا للثاني . (فتاویٰ الہندیۃ' کتاب الطلاق' الباب الخامس عشر في ثبوت النسب ۵۳۸/۱ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) کیونکہ عدت ختم ہونے کے بعد ہوا ہے' ولا تجب العدة على الزانية هذا قول ابي حنيفة و محمد كذافي شرح الطحاوي (الفتاویٰ الہندیۃ' کتاب الطلاق' الباب الثالث عشر في العدة ۵۲۶/۱ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۳) واذا تزوج الرجل امرة فجاء ت بالولد لا قل من ستة اشهر منذ تزوجها لم يثبت نسبه وان جاء ت به لستة اشهر فصاعدا يثبت نسبه منه اعترف به الزوج او سكت (الفتاویٰ الہندیۃ' کتاب الطلاق' الباب الخامس عشر في ثبوت النسب ۵۳۶/۱ ط مکتبہ ماجدیہ' کوئٹہ)

(۴) اس لئے کہ پہلی صورت میں نکاح فاسد تھا اور استحقاق ارث کے لئے نکاح کا صحیح ہونا ضروری ہے ويستحق الارث برحم و نكاح صحيح فلا توارث بفاسد ولا باطل اجماعا (درمختار) وقال في الرد (قوله و نكاح صحيح) ولو بلا وطء ولا خلوة اجماعا (قوله فلا توارث بفاسد) هو ما فقد شرطا من شروط الصحة كشهود ولا باطل كنكاح المتعة والموقت وان جهلت المدة او طالت في الاصح (ہامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الفرائض ۷۶۲/۶ ط سعید کراتشی) اور دوسری صورت میں چونکہ نکاح صحیح تھا اس لئے وہ وارث بنے گی اور بچہ کا نسب دونوں صورتوں میں اس آدمی سے ثابت نہیں لہذا وہ کسی صورت میں وارث نہیں بنے گا. فقط واللہ اعلم

(۵) هو كل قريب ليس بذى سهم ولا عصبة ولا يرث مع ذى سهم ولا عصبة سوى الزوجين لعدم الرد عليهما فيا خذ المنفرد جميع المال (درمختار) وقال في الرد (قوله فياخذ المنفرد) اى الواحد منهم من اى صنف كان جميع المال اى او ما بقى بعد فرض احد الزوجين (ہامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الفرائض باب توریث ذوی الارحام ۷۹۱/۶'۷۹۲ ط سعید کراتشی)

(۶) اس لئے کہ مہر قرض کی طرح ہوتا ہے اور میت کے ترکے کو تقسیم کرنے سے قبل اس پر واجب الاداء قرض ادا کرنا ضروری ہوتا ہے' لہذا مہر کی ادائیگی تقسیم ترکہ سے قبل ضروری ہے

(۷) لا نفقة لمتوفى عنها زوجها لان احتبا سها ليس لحق الزوج بل لحق الشرع (الہدایۃ' کتاب الطلاق' باب النفقة ۴۴۳/۲ ط مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان)

عورت کو اپنے گھر میں رکھ چھوڑا اور مطلقہ کرانے کے بعد دس دن تین ماہ جب گزر گئے تو اب اس سے نکاح کر لیا اور نکاح کے بعد کا اس کو حمل بھی رہ گیا اور ان دس دن تین ماہ میں عورت کو تین حیض بھی یقیناً ہو گئے اور اسی عرصہ میں اس سے ہمبستری بھی ہوتا رہا تو اب یہ نکاح جو اس عرصہ کے بعد کیا گیا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۵۵ عبدالرحمن صاحب (گوڑگانوہ) ۲۴ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰۸) عدت کے اندر ہمبستری تو حرام واقع ہوئی لیکن اگر عورت کو تین حیض آگئے تو اس شخص کا نکاح جو تین ماہ دس یوم کے بعد ہوا منعقد ہو گیا اور نکاح کے بعد وہ اس کی بیوی ہو گئی۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مطلقہ عورت عدت طلاق میں کسی مجبوری کی وجہ سے گھر سے نکل سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) طلاق کی عدت کسی مجبوری سے اس گھر میں پوری نہ کر سکے تو اپنے میکے میں کر سکتی ہے یا نہیں یا اور کوئی صورت اس سے آسان ہے؟ المستفتی نمبر ۱۹۷۱ نیاز محمد خاں (رہتک) ۲۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰۹) اگر اس گھر میں عدت پوری کرنا ممکن نہ ہو تو پھر جس گھر میں منتقل ہو وہی گھر عدت کا گھر ہو جاتا ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ایام عدت کا نفقہ بذمہ شوہر واجب ہے

(سوال) زید اپنی بیوی کے چال چلن سے مشکوک تھا کہ بیٹی والوں کے اصرار پر اس نے بشرائط اپنی بیوی کو رکھ لیا سب سے اول شرط یہ تھی کہ عورت کو دو سال تک اپنی نیک چلنی کا ثبوت دینا ہوگا اور اس درمیان میں زید کسی قسم کا تعلق خلوت وغیرہ بھی نہیں رکھے گا چنانچہ اس درمیان میں زید کی بیوی اپنا چال چلن ٹھیک نہ رکھ سکی اور ناجائز طریقہ سے حاملہ ہو گئی زید نے اس کو حاملہ پاکر طلاق دیدی تو اب سوال طلب امر یہ ہے کہ جب کہ زید ایک عرصہ سے نہ اپنی بیوی سے بولتا تھا نہ خلوت کرتا تھا تو ایام عدت کے کسی نان و نفقہ دینے کا ذمہ دار ہو سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۰۱ خدابخش مولابخش (بلند شہر) ۵ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۱۰) عدت کا نفقہ زید کے ذمہ ہوگا(۳) کیونکہ وہ بہر حال زید کی منکوحہ تھی اور زید کی طلاق کی عدت میں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) اس لئے کہ عدت میں نکاح جائز نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ " ولا تعزموا عقدة النکاح حتی یبلغ الکتاب اجله" (البقرة ۲۳۵)

(۲) وتعتد ان ای معتدة طلاق و موت فی بیت وجبت فیه ولا یخرج جان عنه الا ان تخرج او ینهدم المنزل او تخاف انهدامه او تلف مالها اولا تجد کراء البیت ونحو ذلك من الضرورات فتخرج لا قرب موضع الیه (الدرالمختار مع هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدة فصل فی الحداد ۳/۵۳۶ ط سعید کراتشی)

(۳) و تجب لمطلقة الرجعی والبائن والفرقة بلا معصیة (الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب النفقة ۳/۶۰۹ ط سعید کراتشی)

شوہر کے انتقال کے وقت بیوی جہاں تھی وہیں عدت گزارے!

(سوال) میں نے اپنے لڑکے کی شادی کی تھی ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا بیمار ہو گیا اور مر گیا مرنے سے ایک روز قبل اس کی بیوی آگئی لڑکے کی سسرال والوں نے اپنی لڑکی کے لے جانے کا تقاضہ کیا ہم نے بیوی کو نہیں بھیجا ابھی تک عدت کے دن بھی پورے نہیں ہوئے اب پھر وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری لڑکی کو بھیج دو ہم کو یہ اندیشہ ہے کہ وہ پھر اپنی لڑکی کو نہیں بھیجیں گے اس مسماۃ کا ایک دیور بھی ہے وہ حقدار ہے اور ہم مذہب حنفی ہیں عدت کے درمیان میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۱۱۳ عبدالمجید گنگاپاری (ضلع سہارنپور) ۱۰ شوال ۱۳۵۶ھ م ۱۴ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۱۱) عدت کے اندر عورت کو متوفی شوہر کے مکان میں رہنا لازم ہے(۱) مگر عدت کے بعد وہ اپنے میکے کو جا سکتی ہے اور دیور کا اس پر کوئی حق نہیں ہے وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے دیور کے ساتھ نکاح کرنے پر اس کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا(۲) اس کا مہر خاوند کے ترکہ میں سے ادا کرنا(۳) اور اس کو حصہ میراث دینا واجب ہے(۴) عدت کے اندر نکاح حرام ہے۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جب تک عورت ایسی عمر میں ہے 'جس میں حیض آنے کے قابل ہے تو اس کی عدت تین حیض ہے

(سوال) ایک شخص نے ایک عورت کو ۲۶ جون ۱۹۳۷ء کو طلاق دی اور ۲۶ جولائی ۱۹۳۷ء کو ایک ماہ ہوتا ہے اور ۲۶ اگست ۱۹۳۷ء کو دو ماہ ہوتے ہیں اور ۲۶ ستمبر ۱۹۳۷ء کو تین ماہ ہوتے ہیں یعنی کل ۳ یوم کم تین ماہ ہوئے اور پھر ہندہ کو حیض بھی تین نہیں گزرے چونکہ ہندہ کو حیض تین سال میں آتے ہیں اور ہندہ کی گود میں ایک دس ماہ کا شیر خوار بچہ بھی ہے اس کے لئے جناب والا فرمادیں کہ ہندہ کا نکاح ۳ یوم کم تین ماہ میں ہوا یا نہیں ہوا اور حیض کے لئے بھی مدت جو ہوتی ہے اس میں ۳ یوم کم ہوئے ہیں آیا کہ ان کا نکاح جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۲۰۹ فتح محمد صاحب ریاست جنید ۹ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۲۳ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۱۲) عورت جب کہ قابل حیض ہے (یعنی ابھی اس کی عمر حیض آنے کے قابل ہے) تو اس کی عدت تین حیض ہیں(۶) جب تین حیض آچکیں گے تب عدت ختم ہو گی اور نکاح جائز ہو گا انقضائے عدت

---

(۱) وتعتد ان ای معتدة طلاق و موت فی بیت و جبت فیه ولا یخر جان منه الا ان تخرج او ینهدم المنزل او تخاف انهدامه اوتلف مالها (الدر المختار مع هامش ردالمحتار' کتاب الطلاق' باب العدة ۳/۵۳۶ ط سعید کراتشی)
(۲) قال الله تعالیٰ " فلا تعضلوهن ان ینکحن ازواجهن اذا تراضوا بینهم بالمعروف" (البقرة ۲۳۲)
(۳) قال الله تعالیٰ :" وآتوا النساء صدقتهن نحلة "(النساء ۴) مہر کا ادا کرنا شوہر کے ذمہ واجب ہے اور جب اس نے ادا نہیں کیا اور اس کا انتقال ہو گیا تو وہ شوہر متوفی کے ذمہ قرض ہے لہذا مہر کی ادائیگی شوہر کے ترکہ میں سے تقسیم ترکہ سے قبل ضروری ہے' تتعلق بتركة الميت حقوق اربعة مرتبة الاول : يبدأ بتكفينه و تجهيزه من غير تبذير ولا تقصير ثم تقضى ديونه من جميع ما بقى من ماله (السراجي في الميراث ص ۳ ط مجيديه' ملتان)
(۴) قال الله تعالیٰ : " وللنساء نصيب مما ترك الوالدان والاقربون مما قل منه او كثر نصيبا مفروضا "(النساء ۷)
(۵) لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة كذافي السراج الوهاج (الفتاوى الهندية' كتاب النكاح' الباب الثالث في بيان المحرمات' القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير ۱/۲۸۰ ط ماجديه' كوئته)
(۶) وهي في حق الحرة تحيض لطلاق او فسخ بجميع اسبابه بعد الدخول حقيقة او حكما ثلاث حيض كوامل (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/۵۰۴ ط سعيد كراتشي)

سے پہلے نکاح جائز نہیں۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی

عدت کے دوران جو نکاح ہوا وہ صحیح نہیں اور جو بعد میں ہوا وہ صحیح ہے

(سوال) مسماۃ بتول کو اس کے شوہر نے تین طلاق تحریری کاغذ ایک روپیہ پر دیدی تھی بعد عدت وہ میرے نکاح میں آگئی اب عرصہ ڈیڑھ ماہ کا ہوا کہ وہ میرے یہاں سے پھر شوہر اول فتح محمد کے پاس چلی گئی اور بغیر طلاق اور بغیر نکاح کے وہ اس کے پاس ہے اور مسماۃ بتول کے لڑکا ایک سالہ گود میں ہے بعد بچہ ہونے کے مسماۃ مذکور کے ایام حیض عرصہ ڈھائی تین سال کے بعد آیا کرتے ہیں جس وقت مجھ سے نکاح ہوا اس کو طلاق کے وقت سے عرصہ تین ماہ ہو چکا تھا یعنی عدت طلاق تین ماہ ہو چکے تھے لہذا وہ عورت میرے نکاح میں ہے یا نہیں اور میرا نکاح درست ہے یا نہیں اب اس کا شوہر اول فتح محمد یہ کہتا ہے کہ میں اس کو روزینہ دیتا ہوں اور اپنے بچوں کی پرورش کراتا ہوں کیا بغیر میری رضامندی وہ اپنے بچوں کی پرورش کرا سکتا ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۲۲۴ نظیر خاں سپاہی ریاست جنید ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۲۵ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۱۳) عدت تین حیض آنے سے پوری ہوتی ہے(۲) اگر شوہر اول کی طلاق کے بعد تین حیض آچکے تھے تو تمہارا نکاح درست ہو گیا تھا اور اس صورت میں شوہر اول کو یہ حق نہیں کہ وہ اس عورت کو تمہاری اجازت کے بغیر بچوں کی پرورش کے لئے رکھ سکے لیکن اگر شوہر اول کی طلاق کے بعد اس کو تین حیض نہیں آئے تھے کہ تم نے نکاح کر لیا تو وہ نکاح عدت میں ہونے سے ناجائز ہوا(۳) تمہیں لازم ہے کہ اسے علیحدہ کر دو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی

عدت کے بارے میں ایک جواب پر اشکال اور اس کا جواب

(سوال) ہندہ سے خلوت صحیحہ واقع ہو چکی ہے بعد کو بوجہ ناچاقی ہندہ اپنے والدین کے گھر مقیم رہی پورے تین برس میں ہندہ کو خاوند نے مس تک نہیں کیا اور تین برس کے عرصہ میں ہندہ سے کوئی اولاد ہوئی بعد تین برس ہندہ کو طلاق دے دی تو جناب نے ہندہ پر تین حیض عدت واجب قرار دی اور علت عدت حضور نے اظہار حزن و سوگ تحریر فرمائی۔ جواباً گزارش ہے کہ صورت مذکورہ میں ہندہ تو قید سے آزاد ہوئی

---

(۱) اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ...... فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (ہامش رد المحتار ٗ کتاب الطلاق ٗ باب العدۃ ٗ مطلب فی النکاح الفاسد و الباطل ۳/۵۱۶ ط سعید کراتشی)

(۲) وھی فی حق حرۃ ولو کتابیۃ تحت مسلم تحیض لطلاق ولو رجعیا او فسخ بجمیع اسبابہ...... بعد الدخول حقیقۃ او حکما ثلاث حیض کوامل (الدر المختار مع ہامش رد المحتار ٗ کتاب الطلاق ٗ باب العدۃ ۳/۵۰۴ ط سعید کراتشی)

(۳) اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ..... فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ٗ باب العدۃ ٗ مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۳/۵۱۶ ط سعید کراتشی) وقال فی الہندیۃ ٗ لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ وکذا المعتدۃ ہکذا فی السراج الوہاج (الفتاوی الہندیۃ ٗ کتاب النکاح ٗ الباب الثالث فی بیان المحرمات ٗ القسم السادس المحرمات التی یتعلق بہا حق الغیر ۱/۲۸۰ ط مکتبہ ماجدیہ ٗ کوئٹہ)

کیونکہ خاوند نے تین برس نان و نفقہ وغیرہ تک ایک کوڑی بھی نہیں دی تو یہ تفرقہ ہندہ کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے اور مژدہ آبحیات ۔ تو اب حزن و سوگ کا اظہار خلاف عقل و خلاف قیاس ہے علت تحریر کردہ جناب کی مقصود ہے لہذا معلول کا مفقود ہونا اظہر من الشمس ہے اس لئے وجوب عدت غلط ہے۔
المستفتی نمبر ۲۶۲۴ شیر محمد عباسی ۲۵ جمادی الاول ۱۳۵۹ھ ۲ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ٤١٤) میرے پہلے جواب کی نقل آپ بھیجتے تو میں دیکھتا کہ میرے پورے جواب کا مطلب کیا تھا۔ غالباً آپ نے یہ لکھا ہوگا کہ عدت کا تقرر براءت رحم کے لئے ہوا ہے پس جب کہ ایسی صورت ہو کہ علوق کا شبہ نہ ہو مثلاً عورت کئی سال سے خاوند سے جدا ہو تو اس پر عدت واجب نہ ہونی چاہئیے اس کے جواب میں غالباً میں نے لکھا ہوگا کہ وجوب عدت کے صرف یہی وجہ نہیں ہے کہ براءت رحم معلوم ہو جائے بلکہ عدت واجب ہونے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ براءت رحم معلوم ہو جائے اور یہ بھی کہ نکاح کا تعلق جو ایک فطری تعلق اور نظام عالم کی بقاء و ترقی کا کفیل ہے اور دوام کا مستحق ہے اور جب یہ منقطع ہو تو موجب افسوس ہے یہ انقطاع اگر شوہر کی موت کی وجہ سے ہو تو زوجہ پر خواہ وہ صغیرہ یا آئسہ ہو سوگ بھی لازم ہے اور طلاق کی وجہ سے ہو تو جب بھی فی حد ذاتہ افسوس اور اظہار حزن کا موجب ہے(۱) اگرچہ خاص حالات میں خاص عورت کے لئے یہ قطع تعلق موجب مسرت اور سبب نجات ہی ہو گیا ہو چونکہ اصل فطرت کے تقاضے اور اس کے موجبات کلیہ کے موافق احکام وضع کئے جاتے ہیں جزئیات کی خصوصیات کا لحاظ نہیں کیا جاتا اس لئے حکم کلی یہ ہے کہ مدخولہ عورت کو جب طلاق دی جائے تو اس کو تین حیض کی عدت گزارنی ہوگی اور اس حکم کلی کی دلیل اور علت یہ آیت ہے و المطلقات یتربصن بانفسھن ثلثة قروء (۲) اور مطلقہ غیر مدخولہ کو اس حکم سے دوسری آیت نے علیحدہ کر دیا ہے وہ یہ ہے۔ اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدة تعتدونھا (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جس عورت کو طویل عرصے سے حیض نہ آتا ہو، اس کو امام مالکؒ کے مسلک پر عمل جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک عورت تیس سال عمر والی جس سے تین بچے بھی پیدا ہوئے دو برس سے حیض اس کا منقطع ہو گیا پھر شوہر نے تین طلاقیں دیدیں اس صورت میں بقول امام مالکؒ تین مہینے عدت کر کے زوج ثانی اختیار کر لیا تھا پھر زوج ثانی کو طلاق دیئے ہوئے نو دس مہینے گزر گئے بلکہ کچھ زائد مگر ہنوز انقطاع حیض بحال ہے

---

(۱) تحد مکلفة مسلمة ولو امة منکوحة بنکاح صحیح......، وان امرھا المطلق اوالمیت بترکه لانه حق الشرع اظهار التاسف علی فوات النکاح (الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدة ۳/ ۵۳۰ ط سعید کراتشي)
(۲) البقرة ۲۲۸
(۳) الاحزاب ٤٩

اب بقول امام مالکؒ اس عورت کا نکاح زوج اول کے واسطے حلال ہو گایا نہ اور حنفیہ کو بنابر ضرورت و مجبوری بقول امام مالکؒ فتویٰ اس مسئلہ میں دینا جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۶۳۴ محمد عبدالواحد صاحب (اکیاب) ۵ رجب ۱۳۵۹ھ ۱۰ اگست ۱۹۴۰ء

(جواب ٤١٥) ممتدة الطہر کی عدت امام مالکؒ کے نزدیک نو مہینے یا ایک سال گزرنے سے پوری ہوتی ہے مشہور قول نو مہینے کا ہے(۱) اور سائحانی نے تصریح کی ہے کہ امام مالکؒ کے مقلدین کے نزدیک معتمد یہ ہے کہ ایک سال میں عدت پوری ہو گی (۲) پس صورت مذکورہ میں تین مہینے کے بعد جو نکاح کیا وہ قطعاً عدت کے اندر ہوا پس یہ عورت زوج اول کے لئے حلال نہیں ہوئی۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عدت پوری ہونے میں اگر ایک دن بھی باقی ہو' تب بھی نکاح جائز نہیں

(سوال) ہندہ بیوہ کا شوہر مورخہ ٦ بھادوں و ۲۷ رجب ۱۳۶۰ھ کو صبح صادق کے ساتھ داہر وملک بقا ہوا (اور اہل دیہات عموماً تاریخ ولادت ووفات لکھنے کے عادی نہیں صرف تخمینہ سے کام لیا کرتے ہیں البتہ سرکاری چوکیدار لکھوا لیتے ہیں مگر ان کا اثبات بھی قابل اعتبار نہیں ہوتا کیونکہ بسا اوقات وہ بجہت بعض اغراض مقدم مؤخر لکھوا لیتے ہیں) اور شب ششم ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ میں زید نکاح خواں نے ورثاء ہندہ مذکور کے بتلانے پر تخمیناً مدت وفات مکمل خیال کرتے ہوئے ہندہ کا عقد نکاح عمرو کے ساتھ روبروئے بکر و خالد شاہدین کر دیا اور ہندہ غیر حامل ہے جس کے بعد دوسرے دن خویلد نکاح خواں ثانی نے جو زید نکاح خوان کا مخالف ہے علی الاعلان کہا کہ یہ نکاح فاسد ہے کیونکہ مدت عدت میں کیا گیا ہے بلکہ زید و بکر و خالد وغیرہم کے اپنے نکاح بھی فاسد ہو گئے لہذا زید وغیرہ کی امامت و دیگر معاملات دینی ناجائز ہیں چنانچہ اس نے زید

---

(۱) وان لم تميز او تاخر بلا سبب او مرضت تربصت تسعة اشهر ثم اعتدت بثلاثة كعدة من لم تحض (مختصر الشيخ خليل) وقال في شرحه جواهر الاكليل (تربصت) اى تاخرت (تسعة اشهر) استبراء على المشهور لزوال الريبة لانها مدة الحمل غالبا وهل تعتبر من يوم الطلاق او من يوم ارتفاع حيضها قولا ن (ثم اعتدت بثلاثة) اشهر حرة كانت او امة و حلت بتمام السنة...... و قيل التسعة عدة ايضا والصواب انه خلاف لفظي (جواهر الاكليل شرح مختصر الشيخ خليل للشيخ صالح عبدالسميع الازهرى' باب في العدة وما يتعلق بها ۱/۳۸۵ ط دار المعرفة بيروت) كذافى بداية المجتهد' كتاب الطلاق' بحث التى تطلق ولا تحيض وهى في سن الحيض ٤/٤٠٤)

(۲) و خرج بقوله ولم تحض الشابة الممتدة بالطهر بان حاضت ثم امتد طهرها' فتعتد بالحيض الى ان تبلغ سن الاياس جوهرة و غير ها وما في شرح الوهبانية من انقضائها بتسعة اشهر غريب مخالف بجميع الروايات فلا يفتى به...... نعم لوقضى مالكى بذلك نفذ كما في البحر والنهر (درمختار) وقال فى الرد' و رايت بخط شيخ مشايخنا السائحانى ان المعتمد عند المالكية انه لا بدلو فاء العدة من سنة كاملة تسعة اشهر لمدة الاياس وثلاثة اشهر لانقضاء العدة (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/٥٠٨ ط سعيد كراتشى)

(قلت) فان ارتفع الحيض عنها (قال) تنتقل الى عدة السنة كما وصفت لك تسعة اشهر من يوم انقطع الدم عنها ثم ثلاثة اشهر و عدتها من الطلاق انما هى الاشهر الثلاثة التى بعد التسعة والتسعة انما هى استبراء (قلت) وهذا قول مالك قال نعم (قلت) ارايت اذا طلق الرجل امراته و مثلها تحيض فارتفعت حيضتها قال قال مالك تجلس سنة من يوم طلقها زوجها فاذا مضت سنة فقد حلت (المدونة الكبرىٰ للامام مالك' كتاب العدة و طلاق السنة' باب ماجاء في عدة المرتابة والمستحاضة ۲/٤٢٦ ط دار صادر بيروت)

(۳) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والا صل فيه قوله تعالىٰ : فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره' والمراد الطلقة الثالثة (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط مكتبه ماجديه' كوئٹه)

وغیرہ پر عمداً ایسا کرنے کا بہتان لگا کر کسی عالم سے فتویٰ بھی اس مضمون کا منگایا ہے اس پر تحقیقات بالغہ کے بعد ہم کو یہی معلوم ہوا کہ زید نے جو نکاح ہندہ کا عمرو کے ساتھ کیا ہے وہ اس کے شوہر کے وقت وفات سے لیکر "۴ ماہ ۹ نوروز" اسلامی پر واقع و منعقد ہوا ہے یعنی ایک دن یا کم وبیش وفات میں سے باقی رہتا تھا جو سہوا خطا پر محمول ہے لہذا آپ فرمائیں کہ یہ عقد ہندہ کا عمرو کے ساتھ صحیح ہے یا فاسد اگر فاسد ہے تو کیوں حالانکہ چار ماہ مکمل اور عشرہ کا اکثر حصہ بھی گزر چکا تھا اور یہ قضیہ ہمارے علمائے احناف کے نزدیک بھی مسلم ہے کہ للاکثر حکم الکل۔

نیز یہ حکم فساد مذکورہ میں وما جعل علیکم فی الدین من حرج کے خلاف معلوم ہوتا ہے نیز فرمائیں کہ زید وبکر و خالد وغیرہم کے نکاح بھی فاسد ہو گئے یا نہیں اگر فاسد ہو گئے ہیں تو کیوں آیا یہ حکم فساد آیت من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان (۱) اور لیس علیکم جناح فیما اخطأتم بہ و لکن ما تعمدت قلوبکم (۲) کے خلاف نہیں یعنی شریعت محمدی ﷺ کے اندر مسلمان کے نکاح صحیح میں بغیر طلاق صریح وکنایہ کے فساد تب عارض ہوتا ہے کہ اس سے بلا جبر واکراہ غیر برضاء دل کلمہ کفر سرزد ہو یا ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار باہوش وحواس اس سے پایا جائے والا فلا کیونکہ امت مرحومہ کے مکرہین و خاطئین بآیات مذکورہ بالا معاف ہیں۔ المستفتی نمبر ۲۷۰۱ چودھری لال دین ولد شہاب (لائل پور) ۹ محرم ۱۳۶۱ھ م ۲۷ جنوری ۱۹۴۲ء

(جواب ۴۱۶) (۱) اگر عدت پوری ہونے میں ایک دن کی کمی رہی تو نکاح نہیں ہوا کیونکہ چار مہینے دس دن کی عدت قرآن مجید کی صریح نص میں ہے (۳) حدود مقررہ منصوصہ میں للاکثر حکم الکل کا قاعدہ جاری نہیں ہوتا چار رکعت والی نماز تین رکعتیں پڑھ لینے سے ادا نہیں ہوگی رمضان کے بیس پچیس روزے رکھ لینے سے فریضہ صیام ادا نہ ہوگا تین حیض والی عدت دو حیض آنے پر پوری نہ ہوگی چار مہینے دس دن کی عدت چار مہینے نو دن سے پوری نہ ہوگی اور ان احکام میں سے کسی میں ما جعل علیکم فی الدین من حرج کی مخالفت لازم نہیں آتی دین کا مسئلہ یہ ہے کہ متوفی عنہا زوجہا غیر حاملہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس سے کم مدت میں نکاح پڑھا دینا دین کا مسئلہ ہی نہیں لہذا آیت کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

زید وبکر، خالد (یعنی نکاح خواں وشاہدین) کے نکاح فاسد نہیں ہوئے خویلد کا یہ کہنا کہ ان لوگوں کے نکاح فاسد ہو گئے غلط ہے ان لوگوں نے غلطی سے ناتمام مدت کو کامل عدت سمجھا اور اپنے خیال میں معتدۃ کا نکاح نہیں پڑھایا بلکہ غیر معتدۃ کا پڑھایا ہے اس غلطی کے ارتکاب سے ان کے ایمان میں خلل آیا نہ

---

(۱) النحل : ۱۰۶
(۲) الاحزاب : ۵
(۳) قال اللہ تعالیٰ : " والذین یتوفون منکم و یذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر و عشر فاذا بلغن اجلھن فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسھن بالمعروف" (البقرۃ : ۲۳۴)

ان کے نکاح فاسد ہوئے(۱) ہاں ہندہ اور عمرو ناکح پر تجدید نکاح واجب ہے وہ ازسرنو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کرلیں ۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر سے الگ رہنے کے باوجود' مدخولہ پر طلاق کے بعد عدت لازم ہے

(سوال) متعلقہ ضرورت عدت

(جواب ۴۱۷) طلاق کے بعد عورت پر عدت لازم ہے' چاہے وہ کتنی ہی مدت سے خاوند سے جدا ہو۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(جواب دیگر ۴۱۸) اگر عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت حمل وضع ہونے تک ہے(۴) اور حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت تین حیض آنے تک ہوگی(۵) عدت ختم ہونے سے پہلے دوسرا نکاح نہیں کرسکتی(۶) اور زینت کی چیزوں زیور اور کپڑے سرخ و زرد کا استعمال نہ کرے۔(۷) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

انقضائے عدت سے پہلے نکاح کرنا حرام ہے

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی یوم طلاق سے بارہویں دن عورت نے عقد ثانی کرلیا یہ عقد جائز ہے یا نہیں اور اس صورت میں شوہر مذکور اس عورت کو حقوق شوہری ادا کرنے پر مجبور کرسکتا ہے؟

(جواب ۴۱۹) اگر یہ عورت جسکو طلاق دی گئی مدخولہ ہے یعنی خاوند اس سے صحبت یا خلوت کر چکا ہے اور حاملہ نہ تھی تو اس کی عدت تین حیض آنے کے بعد ختم ہوتی(۸) حاملہ کی عدت وضع حمل ہوتی

---

(۱) ولیس علیکم جناح فیما اخطاتم بہ ولکن ما تعمدت قلوبکم وکان اللہ غفوراً رحیما' (الاحزاب ۵)
(۲) اس لئے کہ عدت میں کیا گیا نکاح باطل ہے' اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ...... فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العدۃ' مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۳/۵۱۶ ط سعید)
(۳) قال اللہ تعالیٰ: " یا ایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن واحصوا العدۃ" (الطلاق : ۱)
(۴) قال اللہ تعالیٰ " واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن "(الطلاق ۴) و فی حق الحامل مطلقا......وضع جمیع حملھا (الدرالمختار مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العدۃ ۳/۵۱۱ ط سعید کراتشی)
(۵) قال اللہ تعالیٰ " والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلاثۃ قروء "(البقرۃ ۲۲۸) وھی فی حق حرۃ ....تحیض...' ثلاث حیض کوامل (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العدۃ ۳/۵۰۴ ط سعید)
(۶) قال اللہ تعالیٰ :" ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ (البقرۃ ۲۳۵)
(۷) تحد مکلفۃ مسلمۃ.... اذا کانت معتدۃ بت او موت بترک الزینۃ بحلی او حریرا وامتشاط بضیق الاسنان و الطیب والدھن والکحل و لبس المعصفر والمزعفر (تنویر الابصار و شرحہ مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العدۃ' فصل فی الحداد ۳/۵۳۰ - ۵۳۱ ط سعید کراتشی)
(۸) وھی فی حق حرۃ..... تحیض...... ثلاث حیض کوامل (الی ان قال) ان وطئت فی الکل ولو حکما کالخلوۃ (درمختار) وقال فی الرد (قولہ فی الکل) یعنی ان التقیید بالوطء شرط فی جمیع ما مر عن مسائل العدۃ بالحیض والعدۃ بالاشھر (ھامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب العدۃ ۳/۵۰۴' ۵۰۹ ط سعید کراتشی)

ہے (۱) انقضائے عدت سے پہلے نکاح کرنا حرام ہے (۲) اگر عدت کے اندر نکاح کیا گیا ہو تو اس کو فسخ کرنا واجب ہے اور جدید شوہر حقوق زوجیت ادا کرنے پر عورت کو مجبور نہیں کر سکتا (۳) انقضائے عدت کے بعد تجدید نکاح لازم ہے۔ اور اگر مطلقہ عورت غیر مدخولہ اور غیر خلوت شدہ تھی تو اس کے ذمہ کوئی عدت نہیں تھی (۴) اور اس کا نکاح درست ہو گیا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی

مدخولہ عورت پر طلاق کے بعد عدت گزارنی ضروری ہے اگرچہ وہ سال بھر شوہر سے الگ رہی ہو

(الجمعیۃ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور بکر نے اگلے ہی روز نکاح پڑھوالیا اور عدت تین ماہ دس دن پوری نہیں کی زوجہ زید ایک سال سے اپنے باپ کے ہاں بیٹھی تھی اور اپنے شوہر کے ہاں جانا نہیں چاہتی تھی اس واسطے شوہر نے مجبوراً طلاق دی اور طلاق نامہ لکھ دیا کیا زبان سے بھی تین مرتبہ طلاق دینا ضروری ہے ؟ اور جس شخص نے نکاح پڑھایا اور گواہان کے نکاح میں کچھ فرق آیا یا نہیں ؟ اور بکر جو مطلقہ کا شوہر بنا ہے اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے ؟

(جواب ۴۲۰) اگر زید کی بیوی مدخولہ تھی یا اس کے ساتھ خلوت ہو چکی تھی تو اس پر عدت لازم تھی (۵) اس کا کچھ اعتبار نہیں کہ وہ سال بھر سے ماں باپ کے یہاں بیٹھی تھی اس صورت میں دوسرا نکاح عدت کے اندر ہوا اور ناجائز و حرام ہوا (۶) مگر نکاح پڑھانے والے اور گواہوں کے نکاح نہیں ٹوٹے ہاں اگر ان کو یہ معلوم تھا کہ عورت معتدۃ ہے تو وہ سب گناہ گار ہوئے ان کو توبہ کرنی چاہئیے (۷) اور شوہر ثانی بکر کو لازم ہے کہ وہ اس عورت کو فوراً علیحدہ کردے اور جب عدت ختم ہو جائے تو پھر از سر نو نکاح پڑھائے طلاق دینے لکھ دینے سے بھی طلاق ہوتی ہے اگر خاوند اپنے ہاتھ سے طلاق لکھے یا اس کے کہنے سے کوئی اور لکھے

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ " واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن (الطلاق ٤) وفی حق الحامل مطلقا..... وضع جمیع حملھا (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العدۃ ۳/ ۵۱۱ ط سعید کراتشی)

(۲) اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ..... فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العدۃ' مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۳/ ۵۱٦ ط سعید کراتشی)

(۳) اس لئے کہ دونوں کے درمیان میں نکاح ہی منعقد نہیں ہوا' قال اللہ تعالیٰ ' ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ (البقرۃ ۲۳۵)

(٤) قال اللہ تعالیٰ " یا ایھا الذین آمنوا اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا فمتعوھن و سرحوھن سراحا جمیلا" (الاحزاب ٤۹)

(۵) قال اللہ تعالیٰ " والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلاثۃ قروء (البقرۃ ۲۲۸) و سبب وجوبھا عقد النکاح المتا کد بالتسلیم وما جری مجراہ من موت او خلوۃ ای صحیحۃ (درمختار) وقال فی الرد (قولہ بالتسلیم) ای بالوطء (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق ' باب العدۃ ۳/ ۵۰٤ ط سعید کراتشی)

(٦) اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ....... فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العدۃ' مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۳/ ۵۱٦ ط سعید کراتشی)

(۷) قال اللہ تعالیٰ : " الم یعلموا ان اللہ ھو یقبل التوبۃ عن عبادہ و یاخذ الصدقات وان اللہ ھو التواب الرحیم (التوبۃ ۱۰٤) وورد فی الحدیث الشریف: قال رسول اللہ ﷺ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ)(رواہ ابن ماجۃ باب ذکر التوبۃ ص ۳۲۳ ط میر محمد کراتشی)

تو پھر زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عدت وفات چار ماہ دس دن ہے' اس سے پہلے جو نکاح ہوا ہے وہ باطل ہے

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص مسمی درازخاں مورخہ ۳ مئی ۱۹۲۶ء کو فوت ہوا اس کی بیوہ مسماۃ حوا کا مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۲۶ء کو دوسرا عقد پڑھادیا گیا کیا یہ نکاح صحیح ہوا اگر ناجائز ہے تو کیا عدت ختم ہونے کے بعد دوبارہ نکاح پڑھانے کی ضرورت ہے کیا اس ناجائز نکاح کو پڑھادینے کا ذمہ دار قاضی بھی ہے ؟

(جواب ۴۲۱) عدت وفات (اگر زوجہ متوفی حاملہ نہ ہو) چار ماہ دس روز ہے(۲) اور صورت مسئولہ میں چار ماہ دس روز پورے ہونے سے پہلے نکاح پڑھایا گیا ہے پس عدم وضع حمل کی صورت میں یہ نکاح اندرون عدت ہوا اور ناجائز ہوا(۳) بعد انقضائے عدت تجدید نکاح لازم ہے اس ناجائز نکاح کی ذمہ داری عورت پر اور ان لوگوں پر ہے جن کو عدت پوری نہ ہونے کا علم تھا اور وہ نکاح میں ساعی اور شریک ہوئے اگر قاضی نکاح خواں کو بھی اس امر کا علم تھا تو وہ بھی گناہ میں شریک ہے۔(۴) محمد کفایت اللہ غفرلہ'

حاملہ عورت کی عدت بچہ کی پیدائش سے پوری ہوتی ہے اگرچہ شوہر کا انتقال ہو گیا ہو

(الجمعیۃ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید کی عورت کے کسی سے ناجائز تعلقات ہیں اسی زمانہ میں زید کا انتقال ہو گیا بکر نے بعد انتقال زید کے میعاد عدت گزرنے کے بعد اس عورت سے عقد کر لیا بعد عقد ہو جانے کے معلوم ہوا کہ عورت حاملہ تھی تو ایسی حالت میں نکاح جائز ہوا یا نہیں ؟

(جواب ۴۲۲) جب عورت زید کے نکاح میں تھی اور زید کی وفات کے وقت حاملہ تھی تو اس کی عدت چار ماہ دس روز نہ تھی بلکہ وضع حمل اس کی عدت تھی(۵) پس حالت حمل میں جو نکاح ہوا وہ ناجائز ہوا بعد وضع حمل تجدید نکاح کرنا ضروری ہے کیونکہ معتدۂ غیر سے عدت کے اندر نکاح کرنا حرام ہے۔(۶)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) کتب الطلاق ان مستبینا علی نحو لوح وقع ان نوی (درمختار) وقال فی الرد ' ولو قال للکاتب اکتب طلاق امراتی کان اقرار بالطلاق وان لم یکتب ولو استکتب من آخر کتابا بطلاقہا و قراہ علی الزوج فاخذہ الزوج و ختمہ و عنونہ و بعث بہ الیہا فاتاہا وقع ان اقرالزوج انہ کتابہ' (ہامش رد المحتار مع الدرالمختار' کتاب الطلاق مطلب فی الطلاق بالکتابۃ ۳/۲٤٦ ط سعید کراتشی)

(۲) قال اللہ تعالیٰ : والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسہن اربعۃ اشہر و عشرا (البقرۃ ۲۳٤)

(۳) اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ..... فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (ہامش رد المحتار ' کتاب الطلاق' باب العدۃ' مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۳/۵۱٦ ط سعید کراتشی)

(٤) قال اللہ تعالیٰ : ولیس علیکم جناح فیما اخطا تم بہ ولکن ما تعمدت قلوبکم وکان اللہ غفوراً رحیما (الاحزاب: ۵)

(۵) قال اللہ تعالیٰ : واولات الاحمال اجلہن ان یضعن حملہن (الطلاق : ٤)

(٦) لایجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ وکذا المعتدۃ ہکذا فی السراج الوہاج (الفتاوی الہندیۃ' کتاب النکاح' الباب الثالث فی بیان المحرمات' القسم السادس المحرمات التی یتعلق بہا حق الغیر ۱/۲۸۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

زانیہ عورت اگر شوہر والی نہ ہو' تو اس پر کوئی عدت لازم نہیں

(الجمعیۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک طوائف نے توبہ کی اور نکاح کیا اور عدت میں نہیں بیٹھی اس کا نکاح درست ہوا یا نہیں ؟

(جواب ٤٢٣) اگر یہ طوائف ناجائز پیشہ کرتی تھی اور کسی کی منکوحہ نہ تھی تو اس پر توبہ کے بعد کوئی عدت لازم نہ تھی(۱) توبہ کرتے ہی فوراً نکاح کرلینا جائز تھا۔(۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ'

ایک عورت کو دو سال سے حیض نہیں آیا' اس کی عدت کیسے پوری ہوگی؟

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۸ء)

(سوال) عورت مرضعہ کو جس کا شیر خوار بچہ ابھی پانچ ماہ کا ہے اس کے شوہر نے طلاق دیدی ہے اور عورت کو دو سال تک ایام رضاعت قبل ازیں بھی کبھی حیض نہیں آیا کیا عورت مذکورہ کی عدت حیض سے ہوگی یا مہینوں سے ؟

(جواب ٤٢٤) اس عورت کی عدت حیض سے ہی ہوگی مہینوں سے نہیں ہوگی۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مطلقہ عورت کو شوہر کے گھر میں عدت گزارنی لازم ہے

(سوال) ایک عورت اپنے شوہر سے طلاق لیکر بغرض عدت گزارنے کے اپنے ورثا کے پاس محض اس وجہ سے نہیں جانا چاہتی کہ ان کا رویہ درست نہیں ورثا میں عورت کی دادی اور باپ ہیں' طلاق کی عدت شوہر کے گھر گزارنا واجب ہے یا جہاں جی چاہے ؟المستفتی منشی محمد احسان اللہ' باڑہ ہندوراؤ' دہلی

(جواب ٤٢٥) مطلقہ پر شرعاً لازم ہوتا ہے کہ عدت خاوند کے مکان میں گزارے(۴) البتہ اگر طلاق بائن یا مغلظہ ہو تو خاوند سے پردہ کرنا ضروری ہے اور اگر طلاق رجعی ہو تو پردہ ضروری نہیں۔(۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی الجواب صحیح۔ محمد مظہر اللہ غفرلہ' امام مسجد فتح پوری' دہلی

---

(۱) ولا تجب العدة على الزانية وهذا قول ابی حنيفة و محمد كذافی شرح الطحاوی (الفتاوىٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب الثالث عشر فی العدة ۱/۵۲٦ ط ماجديه' كوئٹه)

(۲) (قوله فلا عدة لزنا) بل يجوز تزوج المزنی بها وان كانت حاملا' لكن يمنع عن الوطء حتى تضع والا فيندب له الاستبراء (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/۵۰۳ ط سعيد كراتشی)

(۳) والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلاثة قروء (البقرة ۲۲۸) والعدة فی حق من لم تحض.... بان بلغت سن الاياس او بلغت بالسن وخرج بقوله ولم تحض الشابة الممتدة بالطهر بان حاضت ثم امتد طهرها فتعتد بالحيض الى ان تبلغ سن الاياس جوهرة وغيرها (الدر المختار' مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق' باب العدة ۳/۵۰۷' ۵۰۸ ط ماجديه' كوئٹه)

(۴) وتعتدان ای معتدة طلاق و موت فی بيت وجبت فيه ولا يخرجان منه الا ان تخرج او ينهدم المنزل اوتخاف انهدامه او تلف مالها (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/۵۳٦ ط سعيد كراتشی)

(۵) (قوله ای معتدة طلاق وموت) قال فی الجوهرة هذا اذا كان الطلاق رجعيا فلو بائنا فلا بدمن سترة الا ان يكون فاسقا فانها تخرج' فافاد ان مطلقة الرجعی لاتخرج ولا تجب سترة ولو فاسقا لقيام الزوجية بينهما ولان غايته انه اذا وطئها صار مرجعا (هامش ردالمحتار مع الدرالمختار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/۵۳٦ ط سعيد كراتشی)

زمانہ عدت کا نفقہ شوہر پر لازم ہے

(سوال) ایک شخص اپنی عورت کو طلاق دے دیتا ہے اور پھر امدادی طور پر زمانہ عدت میں اس کے گزارے کا انتظام اپنی نگرانی میں کرنا چاہتا ہے تو کیا شرعاً یہ جائز ہے؟ المستفتی منشی محمد احسان اللہ باڑہ ہندوراؤ، دہلی

(جواب ۴۲۶) عدت کے زمانہ کا نفقہ تو خاوند کے ذمہ واجب ہے اس کو دینا لازم ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی الجواب صحیح محمد مظہر اللہ غفرلہ، امام مسجد فتح پوری، دہلی

سولھواں باب

حضانت

بچوں کا حق پرورش اور نان و نفقہ

(سوال) (۱) بعد طلاق ایک سالہ لڑکی کا مالک لڑکی کا باپ ہے یا اس کی ماں؟

(۲) لڑکی اگر ماں کے پاس رہے تو اس کے صرفہ خوراک و پوشاک و عقیقہ کے خرچ کا ذمہ دار تا سن بلوغت اس لڑکی کا باپ ہوگا یا نہیں؟

(۳) لڑکی کس عمر تک بالغ سمجھی جائے گی؟

(جواب ۴۲۷) (۱) لڑکی یا لڑکا بعد ان کی ماں کے طلاق دیئے جانے کے والد کے ہیں لیکن ماں کو حق پرورش حاصل ہے(۲) اور لڑکی بالغ ہونے تک ماں کے پاس رہ سکتی ہے بشرطیکہ لڑکی کے غیر محرم سے نکاح نہ کرلے(۳) اور کسی دوسری وجہ سے بھی اس کا حق پرورش ساقط نہ ہوجائے۔

(۲) بیشک لڑکی کے مصارف نفقہ باپ کے ذمہ ہوں گے۔(۴)

(۳) جب کہ لڑکی کو حیض آنے لگے یا احتلام ہوجائے یا حمل ہوجائے یا بصورت عدم ظہور ان علامات کے

---

(۱) وتجب لمطلقة الرجعة والبائن والفرقة بلا معصية..... النفقة والسكنى والكسوة وان طالت المدة (الدرالمختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة ۳/۶۰۹ ط سعيد كراتشي)

(۲) عن عبدالله بن عمر ان امراة قالت يارسول الله ان ابني هذا كان بطني له وعاء و ثديي له سقاء و حجري له حواء وان اباه طلقني واراد ان ينزعه مني فقال لها رسول الله ﷺ انت احق به مالم تنكحي (رواه ابوداؤد في سننه، كتاب الطلاق، باب من احق بالولد ۱/۳۱۰ ط سعيد كراتشي)

(۳) والام والجدة لام اولاب احق بالصغيرة حتى تحيض اى تبلغ في ظاهر الرواية (تنوير الابصار و شرحه مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق باب الحضانة ۳/۵٦٦ ط سعيد كراتشي) یہ تو ظاہر الروایۃ کے اعتبار سے ہے کہ لڑکی اپنی والدہ کے پاس سن بلوغت تک رہے گی لیکن مفتی بہ قول جو امام محمدؒ سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ لڑکی نو سال کی عمر تک اپنی والدہ کے پاس رہے گی پھر اس کے بعد والد اس کو لے سکتا ہے کما في تنوير الابصار و شرحه، وعن محمد ان الحكم في الام والجدة كذلك وبه يفتى لكثرة الفساد (درمختار) وقال في الرد (قوله به يفتى) قال في البحر بعد نقل تصحيحه والحاصل ان الفتوى على خلاف ظاهر الرواية (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۳/۵٦۷ ط سعيد كراتشي) وقال في الدر، والحاضنة يسقط حقها بنكاح غير محرمه اى الصغير (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۳/۵٦۵ ط سعيد كراتشي)

(٤) و نفقة الاولاد الصغار على الاب لا يشاركه فيها احد كمالا يشاركه في نفقة الزوجة لقوله تعالى: "وعلى المولود له رزقهن" والمولود له الاب (الهداية، كتاب الطلاق، باب النفقة ۲/٤٤٤ ط شركة علميه ملتان)

عمر پندرہ سال کی پوری ہو جائے۔(۱)

گذشتہ سالوں کا نفقہ بغیر قضائے قاضی یا بغیر رضائے شوہر واجب نہیں

(سوال) ہندہ بزمانہ حمل خود کو مطلقہ ہونا بیان کرتی ہے بعد وضع حمل لڑکا پیدا ہوا اب بچہ کے باپ زید سے ہندہ کا باپ یعنی بچہ کا نانا اس کے خرچ پرورش کا دعویٰ کرتا ہے کیا اس کو بموجودگی ہندہ بذات خود حق دعویٰ حاصل ہے ؟ بینوا توجروا

(جواب ۴۲۸) نانا نے نواسے پر جو کچھ بلا حکم قاضی یا رضائے والد خرچ کیا ہے وہ تبرع سمجھا جائے گا نانا کو یہ حق نہیں کہ نواسے کے والد سے اپنے خرچ کو وصول کرے یا اس کا دعویٰ کرے والنفقة لا تصير دينا الا بالقضاء او الرضاء (در مختار)(۲)

مطلقہ عورت بچہ کے باپ سے زمانہ گذشتہ کے اخراجات کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) ہندہ کو زمانہ حمل میں طلاق دی گئی وضع حمل کے بعد لڑکا پیدا ہوا تھا تین سال تک ہندہ نے بچہ کے باپ زید سے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کیا ساڑھے تین سال بعد ہندہ بچہ کے باپ سے زمانہ گذشتہ کے اخراجات کا مطالبہ کرتی ہے کیا اس کو گزشتہ خرچ کا مطالبہ کرنے کا حق زید سے ہے ؟

(جواب ۴۲۹) ہندہ کو یہ حق نہیں ہے کہ گذشتہ زمانے کا نفقہ یعنی بچہ پر جو کچھ خرچ کیا ہے اس کا مطالبہ بچہ کے باپ سے کرے گزشتہ زمانے کا نفقہ جب کہ بغیر حکم قاضی یا رضامندی باہمی کے ہوا ساقط ہو جاتا ہے۔ وان انفقت عليه (اى الصغيرة) من مالها او مسئلة الناس لا ترجع على الاب (ردالمختار)(۳)

بچوں کا خرچہ پرورش باپ کے ذمہ ہے البتہ گذشتہ مدت کا نفقہ اس کے ذمہ واجب نہیں

(سوال) (۱) زید کے ہندہ سے دو تین بچے ہیں نانا کے یہاں پرورش پاتے ہیں زید نے ان کا اب تک کچھ خرچ پورا نہیں کیا نانا وہ خرچہ زید سے پا سکتا ہے یا نہیں ؟

(۲) اگر زید ہندہ کو طلاق نہ دے اور نہ اپنے گھر بلالے اور عورت کوئی نافرمانی بھی نہ کرے تو اس صورت میں ہندہ از روئے شرع زید سے نفقہ پا سکتی ہے یا نہیں ؟ اور بچوں کا خرچ آئندہ کس کے ذمہ ہے ؟ بینوا توجروا

(جواب ۴۳۰) (۱) زید کے بچوں پر نانا نے جو کچھ خرچ کیا وہ تبرع ہے اور نانا وہ خرچہ زید سے وصول

---

(۱) بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والاصل هو الانزال والجارية بالاحتلام والحيض والحبل فان لم يوجد فيهما شئ فحتى يتم لكل منهما خمس عشر سنة به يفتى لقصر اعمار اهل زماننا (تنوير الابصار وشرحه مع هامش رد المحتار كتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ۶/۱۵۳ ط سعيد كراتشى)

(۲) تنوير الابصار وشرحه مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب النفقة ۳/۵۹۴ ط سعيد كراتشى

(۳) هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب النفقة مطلب فى مواضع لا يضمن فيها المنفق اذا قصد الاصلاح ۳/۶۳۴ ط سعيد كراتشى

نہیں کر سکتا۔(۱)
(۲) اگر عورت کو طلاق نہ دے اور نہ اپنے گھر بلائے لیکن اگر بلانا چاہے تو عورت انکار نہ کرے اس صورت میں عورت شوہر سے نفقہ پانے کی مستحق ہے(۲) بچوں کا خرچ پرورش ان کے باپ کے ذمہ ہے (۳)اور آئندہ کا نفقہ اس سے لیا جاسکتا ہے لیکن گذشتہ نفقہ لینے کا نانا کو استحقاق نہیں۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

باپ نہ ہونے کی صورت میں نابالغ اولاد کا نفقہ کس کے ذمہ پر واجب ہے ؟

(سوال) زید کا انتقال ہو گیا اور اپنے پیچھے ایک زوجہ ایک دختر ایک سالہ چھوڑ گیا صورت موجودہ میں زوجہ زید کو اس کا مہر اور مال متروکہ میں حصہ ملے گا؟ نیز دختر مذکور کی پرورش کون کرے گا؟ اور اس کا نفقہ کس پر اور کس عمر تک واجب ہو گا؟ بینوا توجروا
(جواب ۴۳۱) زوجہ زید کو اس کا پورا مہر ملے گا(۵)اور زید کے ترکہ میں سے اس کی زوجہ کو بحق ارث آٹھواں حصہ دیا جائے گا(۶) اور باقی اس کی لڑکی کا حق ہے جب کہ زید کا سوائے ان دو کے اور کوئی وارث نہ ہو(۷) لڑکی کی پرورش کا حق اس کی والدہ کو ہے(۸) اور نفقہ خود لڑکی کے مال میں سے لیا جائے گا(۹)اور جب اس کا مال نہ رہے تب ماں کے ذمہ ہو گا۔(۱۰) واللہ اعلم کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ

ماں کے بعد نانی کو حق پرورش ہے

(سوال) ایک شخص کا انتقال ہو گیا اور وہ تین لڑکیاں اور ایک لڑکا چھوڑ کر مر گیا اس کی زوجہ نے دوسرا شوہر کر لیا بچوں کی نانی اور دادی بھی موجود ہے لڑکیوں کا چچا اور سوتیلا بھائی بچوں کو ماں سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں کیونکہ بچے اپنا ورثہ طلب کرتے ہیں اور ماں اپنا مہر طلب کرتی ہے اور وہ دینے سے انکار کرتے ہیں ؟

---

(۱) والنفقة لا تصير دينا الا بالقضاء او الرضاء اى اصطلاحهما على قدر معين اصنافا (تنوير الابصار و شرحه مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب النفقة ۳/ ۵۹۴ ط سعيد كراتشى)
(۲) ولوهي في بيت ابيها اذا لم يطالبها الزوج بالنقلة به يفتى وكذا اذا طالبها ولم تمتنع او امتنعت للمهر (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب النفقة ۳/ ۵۷۵ ط سعيد كراتشى)
(۳) و تجب النفقة بانواعها على الحر لطفله يعم الانثى والجمع الفقير الحر (درمختار) وقال في الرد (قوله الفقير) اى ان لم يبلغ حد الكسب (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب النفقة ۳/ ۶۱۲ ط سعيد كراتشى)
(۴) دیکھئے حاشیہ نمبر ا
(۵) المهر يتاكد باحد معان ثلاثة' الدخول والخلوة الصحيحة و موت احد الزوجين (الفتاوىٰ الهندية' كتاب النكاح' الباب السابع في المهر' الفصل الثاني فيما يتاكد به المهر والمتعة ۱/ ۳۰۳ ط مكتبه ماجديه' كوئٹه)
(۶) قال الله تعالى : فان كان لكم ولد فلهن الثمن مما تركتم من بعد وصية توصون بها او دين (النساء ۱۲)
(۷) والثالث ان كان مع الاول اى الجنس الواحد من لا يرد عليه وهو الزوجان اعطى من لا يرد عليه فرض من اقل مخارجه و قسم الباقي على رؤس من يرد عليه (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الفرائض' باب العول ۶/ ۷۸۹ ط سعيد كراتشى)
(۸) والحضانة تثبت للام ولو كتابية او مجوسية او بعد الفرقة الا ان تكون مرتدة او فاجرة او غير مامونة (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق باب العدة ۳/ ۵۵۵ - ۵۵۶ ط سعيد كراتشى)
(۹) انما تجب النفقة على الاب اذا لم يكن للصغير مال اما اذا كان فالا صل ان نفقة الانسان في مال نفسه صغيرا كان او كبيرا (الهداية' كتاب الطلاق' باب النفقة ۲/ ۴۴۵ ط مكتبه شركة علميه ملتان)
(۱۰) وهي اولى بالتحمل من سائر الاقارب (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب النفقة ۳/ ۶۱۵ ط سعيد كراتشى)

(جواب ۴۳۲) نابالغ لڑکیوں کا حق پرورش ماں کو ہے مگر چونکہ اس نے دوسرا نکاح کرلیا ہے تواگر دوسرا خاوند بچوں کا ذی رحم محرم نہ ہو تو ماں کا حق حضانت ساقط ہو گیا۔ اب نانی مستحق ہے وان لم یکن له ام تستحق الحضانة بان کانت غیر اهل للحضانة او متزوجة بغیر محرم او ماتت فام الام اولیٰ من کل واحدة وان علت الخ (ہندیہ)(۱)

پرورش کا حق ماں کو کب تک حاصل ہے باپ پر خرچہ پرورش لازم ہے

(سوال) ہندہ مطلقہ کی گود میں ایک لڑکی نو ماہ کی ہے اس کا حق پرورش کس پر ہے باپ پر ہے یا ماں پر اگر ماں پر ہے تو کتنے روز تک ہے اس کی حد بیان فرمائیں اور اگر ہندہ بعد انقضائے عدت دوسرا نکاح کرے تو اس بچہ کو زید اس سے لے سکتا ہے ؟

(جواب ۴۳۳) مطلقہ کو اپنی لڑکی کا حق پرورش حاصل ہے(۲) نفقہ باپ کے ذمہ ہوگا(۳) لڑکی کے بالغ ہونے تک یہ حق اس کو ہے(۴) بشرطیکہ ماں لڑکی کے کسی غیر محرم سے نکاح نہ کرلے یا اور کسی وجہ سے حق حضانت ساقط نہ ہو جائے۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ماں کے ہوتے ہوئے پھوپھی کو حق پرورش نہیں

(سوال) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور طلاق کے وقت اس کے پاس اتنی رقم کی مالیت چھوڑی جو اس کے مہر اور ایام عدت کے مصارف سے بھی زیادہ تھی زید کے چھ بچے ہیں چار لڑکے اور دو لڑکیاں لڑکوں کی عمر ۱۴ سال ۱۲ سال ۷ سال ۴ ماہ ہے اور لڑکیوں کی عمر ۱۰ سال ۴ سال ہے زید اپنی زوجہ کے چال چلن سے مطمئن نہیں ہے اور چاہتا ہے کہ بچوں کو اپنی ہمشیرہ کے زیر تربیت رکھے تو کیا شرعاً اسے یہ حق حاصل ہے اور اگر ہے تو کس کس بچہ کے لئے اس کی زوجہ مطالبہ کے باوجود بچوں کو نہیں دیتی اور ان کے نان نفقہ کا مطالبہ کرتی ہے۔المستفتی نمبر ۴ فیاض احمد خاں آگرہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۳۴) جب تک زوجہ مطلقہ کسی ایسے شخص سے جو بچوں کا محرم نہ ہو نکاح نہ کرے بچوں کی

---

(۱) الفتاویٰ الہندیة' کتاب الطلاق' الباب السادس عشر فی الحضانة ۱/۵۴۱ ط ماجدیه' کوئٹه

(۲) واذا وقعت الفرقة بین الزوجین فالام احق بالولد لما روی ان امراة قالت یا رسول الله ان ابنی هذا کان بطنی له وعاء وحجری له حواء و ثدیی له سقاء و زعم ابوه انه ینزعه منی فقال علیه السلام انت احق به مالم تزوجی ولان الام اشفق واقدر علی الحضانة فکان الدفع الیها انظر (الهدایة' باب حضانة الولد ومن احق به ۲/۴۳۴ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان)

(۳) و تجب النفقة بانواعها علی الحر لطفله' الفقیر الحر (درمختار) وقال فی الرد (قوله الفقیر) ای ان لم یبلغ حد الکسب (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب النفقة ۳/۶۱۲ ط سعید کراتشی)

(۴) والحاضنة اما او غیرها .... والام والجدة لام اولاب احق بالصغیرة حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایة (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الحضانة ۳/۵۶۶ ط سعید کراتشی) اس مسئلہ کی مزید وضاحت جواب نمبر ۴۲۷ کے حاشیہ ۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) الحضانة تثبت للام' الا ان تکون مرتدة او فاجرة' او غیر مامونة...... او متزوجة بغیر محرم الصغیر (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الحضانة ۳/۵۵۵ ط سعید کراتشی)

پرورش کا حق اسی کو ہے۔(۱) سات سال سے کم عمر کا لڑکا اور نابالغ لڑکیاں اس کی پرورش میں رہیں گی(۲) اور ان کا نفقہ والد کے ذمہ ہوگا(۳) بچوں کی پھوپھی کا ماں کے ہوتے ہوئے اور قابل حضانت ہوتے ہوئے کوئی حق نہیں ہے۔(۴) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ‘ دہلی

ماں جب غیر سے شادی کرے‘ تو اس کا حق پرورش ختم ہو جاتا ہے

(سوال) زید نے انتقال کیا مال و اسباب وغیرہ چھوڑا دو بچے چھوڑے ایک لڑکا بعمر ۷ سال اور ایک لڑکی بعمر ۹ سال عورت نے بعد گزر جانے عدت کے غیر محرم سے نکاح کر لیا اور دونوں بچوں کے وارث تایا چچا زندہ ہیں وہ دونوں بچوں کو لینا چاہتے ہیں۔ المستفتی نمبر ۱۲ حافظ محمد اسمٰعیل دہلی‘ ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ م ۲۷ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۳۵) بچوں کی ماں نے جب کہ بچوں کے غیر محرم سے نکاح کر لیا ہے تو اس کا حق حضانت ساقط ہو گیا (۵) اور لڑکے کی عمر سات سال کی ہو گئی تو وہ حد حضانت سے نکل گیا (۶) لہذا لڑکا تو چچا یا تایا کو پرورش اور نگرانی کے لئے مل جائے گا (۷) رہی لڑکی جس کی عمر نو سال کی ہے تو وہ بلوغ تک نانی کے پاس رہ سکتی ہے (۸) بشرطیکہ نانی اس کی تعلیم و تربیت اچھی طرح کر سکے اور اس کے چال چلن کی طرف سے اعتماد ہو ورنہ وہ بھی چچا یا تایا کو مل جائے گی۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ‘

---

(۱) ایضا حوالہ سابقہ۵
(۲) والحاضنة اما او غیرها احق به ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع و به یفتی لانه الغالب .... والام والجدة لام او لاب احق بها بالصغیرة حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایة (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳/ ۵۶۶ ط سعید کراتشی) لڑکی کے بارے میں مفتی بہ قول نو سال کا ہے دیکھئے جواب ۴۲۷ حاشیہ نمبر ۳
(۳) نفقة الاولاد الصغار على الاب لا یشارکه فیها احد (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب السابع عشر فی النفقات ۱/ ۵۶۰ ط ماجدیه کوئٹه)
(٤) ثم ای بعد الام بان ماتت او لم تقبل او سقطت حقها (وتزوجت باجنبی ام الام ثم ام الاب و ان علت ثم الاخت لاب وام ثم لام ثم الاخت لاب ثم الخالات لذلك ثم العمات لذلك (تنوير الابصار و شرحه مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق ' باب الحضانة ۳/ ۵۶۲ ط سعید کراتشی)
(۵) الحضانة تثبت للام...... الا ان تکون مرتدة او غیر مامونة........ او متزوجة بغیر محرم الصغیر (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳/ ۵۵۵ ط سعید کراتشی)
(٦) والام والجدة احق بالغلام حتی یستغنی وقدر بسبع سنین وقال القدوری حتی یاکل وحده و یشرب وحده و یستنجی وحده و قدره ابوبکر الرازی بتسع سنین والفتوی على الاول (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس عشر فی الحضانة ۱/ ۵٤۲ ط ماجدیه کوئٹه)
(۷) و فی الفتح و یجبر الاب على اخذ الولد بعد استغنائه عن الام لان نفقته وصیانته علیه بالاجماع وفی شرح المجمع واذا استغنی الغلام عن الخدمة اجبر الاب او الوصی او الولی على اخذه لانه اقدر على تادیبه و تعلیمه و فی الخلاصة و غیرها واذا استغنی الغلام وبلغت الجاریة فالعصبة اولی یقدم الاقرب فالاقرب.(هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳/ ۵۶۶ ط سعید کراتشی)
(۸) والام والجدة لام او لاب احق بها بالصغیرة حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایة (درمختار) وقال فی الرد (قوله ای تبلغ) و بلوغها اما بالحیض والا نزال او السن الطحطاوی قال فی البحر لانها بعد الاستغناء تحتاج الی معرفة آداب النساء والمراة على ذلك اقدر (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳/ ۵۶٦ ط سعید کراتشی) یہ تو ظاہر الروایۃ کے مطابق ہے لیکن مفتی بہ قول کے مطابق ماں اور نانی کو حق پرورش صرف نو سال کی عمر تک حاصل ہے اس کے بعد والد یا لڑکی کے ولی اس کو لے سکتے ہیں ' کما فی الدر المختار' و عن محمد ان الحکم فی الام والجدة كذلك و به یفتی بکثرة الفساد (درمختار) وقال فی الرد (قوله و به یفتی) قال فی البحر بعد نقل تصحیحه والحاصل ان الفتوی على خلاف ظاهر الروایة (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳/ ۵٦۷ ط سعید کراتشی)

نابالغوں کا حق پرورش

(سوال) میری اہلیہ نے انتقال کیا دو بچیاں جن کی عمریں چار سالہ و دو سالہ ہیں چھوڑیں جو میری اولاد ہیں بعد انتقال اہلیہ کے میرے خسر نے میری ہر دو بچیوں کو حق حضانت نانی کا حق ظاہر کر کے مجھ سے لے لیں ان کی کفالت میرے ذمہ لگا کر سات روپے ماہوار صرف خوراک وغیرہ اور چار چار جوڑہ پارچہ سالانہ دس پانچ آدمی اہل محلہ جو شرعی مسائل سے بے بہرہ ہیں جمع کر کے ایک دباؤ ناجائز دیکر ان کے سامنے ایک تحریر مجھ سے لے لی جو مجبوراً مجھے دینا پڑی لیکن کوئی تحریر مجھ کو اس قسم کی نہ دی گئی اور نہ کوئی اطمینان دلایا گیا کہ مجھے یہ رقم آیا کب تک ادا کرنی ہوگی بچیوں کی تعلیم و تربیت اور آمد و رفت کے متعلق کوئی اطمینان نہیں دلایا گیا باوجودیکہ میں لڑکیوں کا باپ ہوں ہر طرح ان کی پرورش کر سکتا ہوں ان کے آرام و آسائش کے لئے ایک انا بطور خدمتی رکھ سکتا ہوں علاوہ ازیں اولاد کو میرے خیال ناقص میں کوئی متنفس والدین سے زیادہ آرام نہیں پہنچا سکتا۔ المستفتی نمبر ۱۳۳ حافظ عبدالرحمٰن صاحب (بھوپال) ۴ شعبان ۱۳۵۲ھ م ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ٤٣٦) بچوں اور بچیوں کی پرورش کا حق جن اقربا کو دیا گیا ہے وہ بچوں اور بچیوں کی غور و پرداخت اور ان کی خیر خواہی اور محبت کے لحاظ سے دیا گیا ہے (۱) نانی کو یہ حق حاصل ہے (۲) لیکن اگر لڑکیوں کا باپ انا مقرر کر کے ان کی پرورش کرنے اور ہر قسم کی غور و پرداخت کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور انا مقرر کرنے پر آمادہ ہے اور بچیوں کو بھی نانی سے علیحدہ رہنے میں کوئی کلفت نہ ہو تو بے شک باپ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بچیوں کی پرورش اپنی نگرانی میں کرائے اور نانی سے بچیوں کو واپس لے لے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

لڑکی کی پرورش کی کیا مدت ہے' اور اس کے بعد کا کیا حکم ہے؟

(سوال) (۱) زید میت نے اپنی ایک سالہ دختر مسماۃ زینب' منکوحہ ہندہ اور چار حقیقی بھائی چھوڑا ان میں سے زینب کا حق پرورش کس کو حاصل ہے؟

(۲) ہندہ اپنی دختر زینب کی عمر دس سال ہونے تک اس کے چچاؤں کے ساتھ رہ کر انہیں کے مکان میں انہیں کے مال سے اپنی تربیت میں پرورش کرتی تھیں کہ ہندہ کا بھائی آیا انہیں بھگا کر اپنے ہاں لے گیا اور ہندہ کا نکاح زینب کے غیر محرم سے کر دیا بدیں حالت زینب اپنی والدہ کے ساتھ غیر محرم کے مکان میں رہ سکتی ہے یا نہیں؟

---

(۱) ان الام اشفق واقدر علی الحضانۃ فکان الدفع الیها انظر (الهدایۃ' کتاب الطلاق' باب الحضانۃ ۲/۴۳۴ ط مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان)

(۲) ثم ای بعد الام بان ماتت او لم تقبل اواسقطت حقها او تزوجت باجنبی ام الام وان علت عند عدم اهلیۃ القربی (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق باب الحضانۃ ۳/۵۶۲ ط سعید کراتشی)

(۳) والحاضنۃ یسقط حقها بنکاح غیر محرمہ ای الصغیر وکذا بسکناها عند المبغضین له لما فی القنیۃ' لو تزوجت الام بآخر فامسکتہ ام الام فی بیت الراب فللاب اخذہ (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق باب الحضانۃ ۳/۵۶۵ ط سعید کراتشی)

(۳) نانی خالہ کے ہاں رہنے میں زینب کی طبعیت پر فسق اور جہالت کا برا اثر ہونے کا احتمال ہے تو اس حالت مخدوش میں ان کے نزدیک رہ سکتی ہے یا نہیں ؟
(۴) فی الحال چونکہ زینب کی عمر گیارہ سال کی ہو چکی ہے تو کیا اب بھی اس کو والدہ نانی وغیرہ کو پرورش کے لئے اپنے ہی پاس روک رکھنے کا حق حاصل ہے ؟
(۵) یتیم ویتیمہ کا حق حضانت و پرورش والدہ 'نانی' خالہ اور پھوپھی کو کس عمر تک حاصل ہے ؟ ان کے وارثین ولی اپنی حفاظت میں کب لے سکتے ہیں ؟
(۶) یتیمہ زینب کا نکاح بیاہ کا حق مندرجہ صدر وارثین میں کس کو حاصل ہے ؟
(۷) حقیقی چچا کی موجودگی میں اس کی والدہ ہندہ کو زینب کا نکاح کر دینے کا حق حاصل ہے یا نہیں ؟
(۸) اگر زینب کا نکاح اس کی والدہ یا نانی یا ماموں کرنا چاہیں تو چچاؤں کو اس کی مزاحمت کا حق حاصل ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا المستفتی نمبر ۸۹۱ محمد حسین قاسم بھائی (ضلع ناسک) ۵ صفر ۱۳۵۵ھ م ۲۷ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۳۷) نمبر ۵ میں ماں اور نانی لڑکی کی پرورش بلوغ تک کر سکتی ہیں بنا بر ظاہر روایت اور حد شہوت تک امام محمدؒ کی روایت کے بموجب۔ امام محمدؒ کی روایت کو مفتی بہ بھی کہا گیا ہے مگر دوسری روایت بوجہ ظاہر الروایت ہونے کے ترجیح رکھتی ہے اور امام محمدؒ کی روایت مفتی بہا ہونے کی جہت سے راجح ہے۔(۱) چچا کے سامنے ماں یا نانی کو ولایت تزویج حاصل نہیں (۲) چچا نابالغہ کا نکاح کر سکتا ہے۔(۳) ہاں نابالغہ کو خیار بلوغ حاصل ہوگا ۔ فقط اور سب جواب صحیح اور درست ہیں۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ 'دہلی

حق پرورش کی مدت

(سوال) لڑکی کا زمانہ رضاعت کس عمر تک ہے کہ مطلقہ بیوی اس کو بطور پرورش اپنے پاس رکھنے کی حق دار ہو سکتی ہے۔ المستفتی نمبر ۹۴۵ عبدالعلی خان (ریاست بھرت پور) یکم ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء

---

(۱) والام والجدة احق بها حتى تحيض اى تبلغ فى ظاهر الرواية..... وغير ها احق بها حتى تشتهى وقدر بتسع و به يفتى' و عن محمد ان الحكم فى الام والجدة كذا وبه يفتى لكثرة الفساد (درمختار) وقال فى الرد (قوله وبه يفتى) قال فى البحر بعد نقل تصحيحه والحاصل ان الفتوى على خلاف ظاهر الرواية (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳/۵۶۷ ط سعيد كراتشى)
(۲) الولى فى النكاح لا المال العصبة بنفسه بلاتوسط الانثى على ترتيب الارث والحجب (درمختار) وقال فى الرد (قوله لا المال) فانه الولى فيه الاب ووصيه والجد ووصيه والقاضى و نائبه فقط (هامش رد المحتار مع الدرالمختار' كتاب النكاح باب الولى ۳/۷۹ ط سعيد كراتشى) وقال فى الهندية' واقرب الا ولياء الى المراة الابن ثم ابن الابن و ان سفل ثم الاب ثم الجد ابو الاب وان علا كذافى المحيط.... ثم الاخ لاب وام ..... ثم العم لاب وام العم لاب ثم ابن العم (الفتاوىٰ الهندية ' كتاب النكاح' الباب الرابع فى الاولياء ۱/۲۹۳ ط مكتبه ماجديه' كوئٹه)
(۳) ايضاً حواله سابقه (۴) وان كان المزوج غير هما اى غير الاب وابيه..... لا يصح النكاح من غير كفؤ او بغبن فاحش وان كان من كفؤ رد بمهر المثل صح ولكن لهما خيار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ اوالعلم بالنكاح بعده (درمختار) وقال فى الرد : و حاصله انه اذا كان المزوج للصغير والصغيرة غير الاب والجد فلهما' الخيار بالبلوغ اوالعلم به (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب النكاح' باب الولى ۳/۶۷-۷۰ سعيد كراتشى)

(جواب ۴۳۸) لڑکی کی حضانت یعنی پرورش کا زمانہ بلوغ تک ہے یعنی وہ اپنی ماں یا نانی دادی کے پاس بلوغ تک رہ سکتی ہے(۱) بشرطیکہ ماں یا نانی یا دادی کا حق پرورش کسی وجہ سے ساقط نہ ہو گیا ہو۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نابالغوں کا حق پرورش کس کو ہے ؟

(سوال) ہندہ مطلقہ ہے اور اپنے میکے میں رہتی ہے مگر اس کے تین اولاد ہے زینہ چھ سات سال اور صبیہ چہار سالہ' یہ ہر دو اپنے والد زید کے پاس رہتے ہیں اور ایک دختر ڈھائی سالہ جو ہے وہ ہندہ کے پاس ہے اب ہندہ مواخذہ کرنا چاہتی ہے کہ یہ ہر سہ اولاد اپنی زیر نگرانی رکھے زید بملازمت تعلقہ افسری دو ڈھائی سو روپے ماہانہ پر دوسرے شہر میں ہے اب زید ہندہ کی خواہش پر اولاد کو اس کے سپرد کرے یا نہ کرے' حق حضانت کس کا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۰۰۶ علی ابن آدم' ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۳۹) لڑکے کی پرورش کی عمر سات سال تک ہے جب لڑکا سات سال کا ہو جائے تو عورت کا حق حضانت ساقط ہو جاتا ہے(۳) اور لڑکے کو اس کا باپ تعلیم و تربیت کی غرض سے اپنے پاس رکھ سکتا ہے (۴) لڑکیوں کی پرورش کی عمر ان کے بالغہ ہونے تک کی ہے لڑکیوں کی۔ والدہ لڑکیوں کے بالغ ہونے تک اپنے پاس رکھ سکتی ہے(۵) یہ حق حضانت اس وقت تک رہتا ہے کہ عورت بچوں کے غیر محرم کے ساتھ نکاح نہ کرلے۔(۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

سات سال کے بعد باپ لڑکے کو اس کی نانی سے لے سکتا ہے

(سوال) زید کی لڑکی شادی شدہ زیادہ تر اپنے پدر زید کے پاس رہی اخیر مرتبہ بیمار ہو کر اپنے شوہر کے یہاں سے زید کے یہاں آگئی اور یہیں' اس کا معالجہ شروع ہوا اس علاج میں زید نے کثیر مصارف کئے ایک عرصہ تک بیمار رہ کر وقت آچکا تھا انتقال ہو گیا اس کے مرنے پر تمامی مصارف بڑی تعداد کے ساتھ زید

---

(۱) والام والجدة لام اولاب احق بها بالصغيرة حتى تحيض اى تبلغ في ظاهر الرواية (الدر المختار مع هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳/۵٦٦ ط سعيد كراتشى) اب فتویٰ اس پر ہے کہ نو سال تک رہ سکتی ہے دیکھئے جواب ۴۲۷ کا حاشیہ ۳

(۲) والحضانة تثبت للام ولو بعدالفرقة الا ان تكون مرتدة او غير ما مونة..... او متزوجة بغير محرم الصغير او ابت ان تربيه مجانا والاب معسر والعمة تقبل ذلك على المذهب (تنوير الابصار و شرحه مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳/۵۵۵ ط سعيد كراتشى).

(۳) والحاضنة اماا و غير ها احق به اى بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى لانه الغالب (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳/۵٦٦ ط سعيد كراتشى)

(٤) و فى شرح المجمع واذا استغنى الغلام عن الخدمة اجبر الاب اوالوصى اوالولى على اخذه' لانه اقدر على تاديبه و تعليمه (هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق ' باب الحضانة ۳/۵٦٦ ط سعيد كراتشى)

(۵) والام والجدة لام اولاب احق بها بالصغيرة حتى تحيض اى تبلغ فى ظاهر الرواية (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳/۵٦٦ ط سعيد كراتشى) مزید تفصیل کے لئے دیکھئے جواب نمبر ۴۲۷ حاشیہ نمبر ۳

(٦) والحاضنة يسقط حقها بنكاح غير محرمه اى الصغير (الدر المختار مع هامش رد المحتار ' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳/۵٦۵ ط سعيد كراتشى)

کے یہاں ہی ہوئے اس نے ایک بچہ شیر خوار دو ڈھائی سالہ چھوڑا اس کی پرورش بھی بڑے پیمانہ پر زید کے یہاں ہوئی اس کی خالہ نے اس کو دودھ پلایا ایک نوکرانی بھی دودھ پلانے کے لئے رکھی گئی اس کی خدمت و پرورش میں زر کثیر صرف ہوا اور اس وقت تک وہ زید کے یہاں موجود ہے جب عمر اس کی ساڑھے تین سال کی ہوئی تو اس کی تعلیم شروع ہونے پر جملہ مصارف اچھی صورت میں ہوتے رہے بچہ کی عمر اس وقت دس سال کی ہے اب بکر اس کا باپ تعلیم کے نام سے اسکو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے بکر نے عقد ثانی بھی کر لیا ہے اس کی بھی اولاد ہے بچہ بکر کے پاس رہنا نہیں چاہتا ہے بکر پکڑ پکڑ کر لے جاتا ہے اور وہ پھر بھاگ کر آ جاتا ہے اس کو سمجھایا بھی جاتا ہے تو وہ وہاں جانے سے انکار کرتا ہے بکر کو اس کے ملنے والوں کے ذریعہ سے سمجھوایا بھی گیا کہ بقول تمہارے بچہ کو تم اپنے پاس رکھ کر تعلیم کرانا چاہتے ہو تو جس معیار پر تعلیم کرانے کا خیال ہے وہ لکھ کر دے دیا جائے اس معیار سے دو چند پیمانہ پر زید اس کا نانا اپنے مصارف سے تعلیم کرانے کے لئے تیار ہے مگر بکر اس کا باپ کسی اغراض یا ضد کی وجہ سے اس کو نہیں مانتا زید اس کے نانا کو بچہ کے رکھنے میں سوائے اس کے کہ بچہ آرام سے رہے اور دختر مرحومہ کی یادگار خدا قائم رکھے اور اس کی نسل کا سلسلہ خدا بڑھائے اور اپنی حیات میں ہی اگر چہ دختر مرحومہ شرعاً محروم الارث ہے اس دختر کے حقوق اپنے سامنے خوشی سے دے دیئے جائیں اس کے علاوہ اور اس کے ساتھ سلوک کیا جائے کوئی غرض وابستہ نہیں ہے اور جس قدر صرفہ زید نے زوجہ بکر کی بیماری اور تجہیز و تکفین میں کیا ہے اس کی ادائیگی کا بکر شرعاً ذمہ دار ہے یا نہیں ؟ اور اس طرح سے زید نے پسر بکر کی پرورش میں جو کچھ صرف کیا ہے اس کی واپسی بکر پر لازم ہے یا نہیں اور عدم ادائیگی مطالبات مذکورہ مانع سپردگی پسر ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۱۶۲ ہدایت محمد خاں (سرونج) ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م یکم ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۴۰) زید نے اپنی مرحومہ لڑکی کے علاج اور تجہیز و تکفین اور بچہ کی پرورش اور تعلیم میں بغیر امر واذن بکر جو مصارف کئے ہیں ان کا بکر سے مطالبہ نہیں کر سکتا یہ سب تبرع سمجھے جائیں گے (۱) بچہ کی عمر جب سات سال سے متجاوز ہو گئی تو باپ کو یہ حق حاصل ہے کہ بچہ کو اپنی نگرانی میں لے لے اور اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرے (۲) اگر بچہ کی تعلیم و تربیت نانا کے یہاں قابل اطمینان طریق پر ہو رہی ہے اور بچہ نانا کے یہاں رہنے میں خوش ہے تو اس کے باپ کو صلح و رضامندی کے ساتھ اس پر آمادہ کیا جائے کہ بچہ کو نانا کے یہاں چھوڑ دے جبراً بچہ کو اپنے یہاں رکھنے کا نانا کو حق نہیں ہے بالغ ہو جانے کے بعد بچہ نانا کے یہاں رہنا

---

(۱) و نقل المصنف تبعا للبحر عن الخلاصة' انفق الشریک علی العبد فی غیبة شریکه بلا اذن الشریک او القاضی فهو متطوع (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب النفقة ۳/۶۳۸' ۶۳۹ ط سعید کراتشی) وقال فی العنایة تحت قول الهدایة (و تجوز الکفالة بامر المکفول...... فان کفل بامره رجع بما ادی علیه وان کفل بغیر امره لم یرجع بما یؤدیه لانه متبرع بادائه) وان کفل بغیر امره لم یرجع لانه متبرع بادائه والمتبرع لا یجب (شرح العنایة علی فتح القدیر' کتاب الکفالة ۷/۱۹۰ ط مصر)

(۲) والحاضنة اما او غیرها احق به ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبه یفتی لانه الغالب (درمختار) وقال فی الرد' و فی الفتح' و یجبر الاب علی اخذ الولد بعد استغنائه عن الام لان نفقته و صیانته علیه بالاجماع و فی شرح المجمع' واذا استغنی الغلام عن الخدمة اجبر الاب او الوصی او الولی علی اخذه لانه اقدر علی تادیبه و تعلیمه (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الحضانة ۳/۵۶۶ ط سعید کراتشی)

پسند کرے تو اسے یہ اختیار حاصل ہوگا۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

بچہ کی پرورش کے متعلق ایک جواب پر اشکال اور اسکا جواب

(سوال) بعض سوالات کا جواب بالتصریح نہ ملنے سے تسکین نہیں ہوئی اگر بکر اپنی اہلیہ کا علاج کرتا تو زید کو کیا ضرورت تھی کہ وہ بکر کے مصارف کو روک کر اپنے مصارف شروع کر دیتا کیا شوہر کے یہ فرائض میں نہیں کہ بحالت بیماری اہلیہ اس کا علاج کرائے اور علاج میں جو مصارف ہوں ان کو برداشت کرے کیا یہ شوہر کے فرائض میں نہیں کہ اہلیہ کے مرنے پر اس کی تجہیز و تکفین کرے اور اس کے مصارف برداشت کرے مصارف کا بار اس وقت بکر پر نہیں پڑ سکتا کہ جب بکر مصارف کر رہا ہو اور زید اس کو روک کر اپنے مصارف شروع کرے یہی صورت پرورش بچہ کے مصارف کی ہے کیا ایسی صورت میں بھی ان مصارف پر تبرع ہو سکتا ہے ؟

(۲) زید یعنی نانا کو کیا ضرورت ہے کہ جبراً بچہ کو اپنے پاس رکھے یا مصارف برداشت کرے سوال تو یہ ہے کہ بچہ کسی تکلیف سے باپ کے پاس نہ رہنا چاہے اور اپنے نانا کے پاس خود رہنا پسند کرے تو کیا باپ اس کا جبراً بلا رضا مندی اس کی لے جا سکتا ہے کیا اس کے باپ کے دعوے پر عدالت بلا رضا مندی بچہ اس کو جبر کے ساتھ سپرد کر سکتی ہے کیا یہ بات اخلاقاً بھی درست ہو سکتی ہے ؟المستفتی نمبر ۱۲۳۳ ہدایت محمد خاں (سرونج) ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۳۱ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ٤٤١) (۱) شوہر پر زوجہ مریضہ کا علاج لازم نہیں (۲) ہاں شوہر پر تجہیز و تکفین لازم ہے (۳) لیکن فاتحہ ایصال ثواب وغیرہ لازم نہیں تجہیز و تکفین وغیرہ میں غالباً زیادہ سے زیادہ خرچ ہوتے ہیں اور وہ بھی اگر متوفیہ کے اقارب بغیر امر زوج کر دیں تو ان کی طرف سے یہ تبرع ہوتا ہے یہ ضروری نہیں کہ روک کر کرے بلکہ بغیر امر کرنے کی صورت بھی تبرع ہوگی۔

(۲) جب بچہ نابالغ ہے تو سمجھ اور ناسمجھی ظاہر ہے اس لئے اس کی اپنی مرضی غیر معتبر قرار دی گئی ہے ابھی اسکا احساس معتبر نہیں ہے کیونکہ ناسمجھی کی عمر ہے بے شک شارع نے اخلاق پیش نظر رکھ کر ضابطے بنائے اور ضابطہ کلیہ یہی ہے کہ بلوغ سے پہلے بچوں کی مرضی کا اعتبار نہ ہو ورنہ تمام نظام درہم برہم

---

(۱) والغلام اذا عقل واستغنی برایہ لیس للاب ضمہ الی نفسہ (درمختار) وقال فی الرد' (قولہ والغلام اذا عقل)... ثم المراد الغلام البالغ لان الکلام فیما بعد البلوغ و عبارۃ الزیلعی' ثم الغلام اذا بلغ رشید افلہ ان ینفرد الا ان یکون مفسدا مخوفا علیہ (ہامش رد المحتار' مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب الحضانۃ ۳/۵٦۸ ط سعید کراتشی)

(۲) ولا یجب الدواء للمرض ولا اجرۃ الطبیب ولا الفصد ولا الحجامۃ کذافی السراج الوہاج (الفتاوی الہندیۃ' کتاب الطلاق' الباب السابع عشر فی النفقات ۱/۵٤۹ ط ماجدیہ کوئٹہ) وقال فی الرد (قولہ کما لا یلزمہ مداواتہا) ای اتیانہ لہا بدواء المرض ولا اجرۃ الطبیب ولا الفصد ولا الحجامۃ ہندیۃ عن السراج(ہامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب النفقۃ ۳/۵۷۵ ط سعید کراتشی)

(۳) قال وہل یباع فی کفنہا ؟ ینبغی علی قول الثانی المفتی بہ نعم کما یباع فی کسوتہا (درمختار) وقال فی الرد (قولہ علی قول الثانی) ای من ان مؤنۃ تجہیزہا علی الزوج وان ترکت مالا' لان الکفن کالکسوۃ حال الحیاۃ (ہامش رد المحتار' مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب النفقۃ ۳/۵۹۸ ط سعید کراتشی)

ہو جائے گا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

ماں کے انتقال کے بعد ' نانی کو بچوں کی پرورش کا حق ہے

(سوال) ہندہ نے اپنے انتقال پر ایک بچہ دو برس کا چھوڑا اس بچہ کی پرورش کا حق اس کے باپ کو ہے یا نانا نانی کو پرورش کا خرچ کس کے ذمہ ہے اور یہ بچہ اپنے پرورش کنندہ کے پاس کب تک رہے گا ہندہ کے ترکہ اور مہر وغیرہ میں سے ۱۲ سہام کر کے اس بچہ کے ۵ سہام ہیں اس بچہ کے نانا نانی ہندہ کے شوہر پر مہر معاف کرنا چاہتے ہیں تو صرف وہ اپنا حق معاف کر سکتے ہیں یا بچہ کے جو ۵ سہام کا حصہ ہے وہ بھی معاف کر سکتے ہیں۔
المستفتی نمبر ۱۵۴۷ حافظ محمد یوسف صاحب (دہلی) ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۳ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۴۲) بچہ کی پرورش کا حق نانی کو ہے (۲) پرورش کا خرچ بچہ کے حصہ میں سے لیا جائے اور پھر باپ کے ذمہ ہوگا (۳) بچہ سات سال کی عمر تک نانی کے پاس رہے گا پھر باپ لے لے گا (۴) نانا نانی مہر میں سے اپنا حصہ معاف کر سکتے ہیں بچہ کا حصہ معاف کرنے کا انہیں حق نہیں ہے۔ (۵) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

وہ عورتیں جن کو بچوں کا حق پرورش ہے ' وہ موجود نہ ہوں تو حق پرورش کس کو حاصل ہوگا؟

(سوال) زید بحالت بیماری اپنے سوتیلے بھائی کو وصیت کر گیا کہ میری بیوی اور سہ سالہ لڑکی ہے تم ان دونوں کو اپنی نظر عنایت میں رکھنا اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دینا آج تک زید کی بیوی اور بچی زید کے سوتیلے بھائی کی زیر نگرانی رہے اب فی الحال زید کی بیوی نے غیر محرم سے نکاح کر لیا اب بچی کی پرورش کس کے پاس ہو بچی کی حقیقی نانی پر نانی بھی نہیں ہاں حقیقی نانا زندہ ہیں بچی کے حقیقی دادا دادی چچا وغیرہ

---

(۱) ولا خیار للغلام والجاریة ... ولنا انه لقصور عقله یختار من عنده الدعة لتخلیته بینه و بین اللعب فلا یتحقق النظر وقد صح ان الصحابة لم یخیروا (الهدایة' كتاب الطلاق' باب حضانة الولد ومن احق به ۴۳۶/۲ ط مكتبه شركة علمیه ملتان)

(۲) ثم ای بعد الام بان ماتت او لم تقبل او اسقطت حقها او تزوجت باجنبی ام الام وان علت عند عدم اهلیة القربی ثم ام الاب وان علت بالشرط المذكور (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق ' باب الحضانة ۵۶۲/۳ ط سعید كراتشی)

(۳) نفقة الاولاد الصغار علی الاب لا یشارك فیها احد.....ارضاع الصغیر اذ یوجد من ترضعه انما یجب علی الاب اذا لم یكن للصغیر مال واما اذا كان له مال فتكون مؤنة الرضاع فی مال الصغیر كذا فی المحیط (الفتاوی الهندیة' كتاب الطلاق' الباب السابع عشر فی النفقات' الفصل الرابع فی نفقة الاولاد ۵۶۰/۱ ط ماجدیه' كوئٹه)

(۴) والحاضنة اما او غیر ها احق به ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع و به یفتی لانه الغالب (درمختار) وقال فی الرد ' و فی الفتح' و یجبر الاب علی اخذ الولد بعد استغنائه عن الام لان نفقته و صیانته علیه بالا جماع و فی شرح المجمع' واذا استغنی الغلام عن الخدمة اجبر الاب اوالوصی اوالولی علی اخذه لانه اقدر علی تادیبه و تعلیمه (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۵۶۶/۳ ط سعید كراتشی)

(۵) وہ تصرف جس میں نابالغ کے لئے ضرر اور نقصان ہو' ولی کو بھی کرنے کا حق نہیں ہے' چہ جائے کہ غیر ولی جیسے نانا یہ تصرف کرے' لہذا صورت مسئولہ میں نانا نانی کو بچہ کے حصے کو معاف کرنے کا حق حاصل نہیں ہے' اس لئے کہ اس معاف کرنے میں بچہ کا نقصان ہے۔
والولایة فی مال الصغیر الی الاب ثم وصیه ثم وصی وصیه ثم الی اب الاب ثم الی وصیه.... و لیس لوصی الام ولایة التصرف فی تركة الام مع حضرة الاب (تنویر الابصار' وقال فی الرد' و فی جامع الفصولین' لیس للاب تحریر قنه بمال وغیره ولا ان یهب ماله ولو بعوض ولا اقراضه فی الاصح (هامش ردالمحتار مع الدرالمختار شرح تنویر الابصار' كتاب الوكالة' فصل لا یعد وكیل البیع والشراء والا جارة ۵۲۸/۵' ۵۲۹ ط سعید كراتشی)

نہیں بلکہ سوتیلے دادی چچا وغیرہ ہیں اب رہی یہ بات کہ بچے کا سوتیلا بھائی کہتا ہے میں اپنی اولاد کے ساتھ پرورش کروں گا اب شرع شریف کا کیا حکم ہے ؟اس بچی کی پرورش سوتیلی نانی یا بچی کی ماں یا حقیقی نانا کرے یا سوتیلی دادی یا سوتیلے چچا؟ المستفتی نمبر ۱۹۹۱ سوداگر عبدالرزاق صاحب ضلع کنتور ۲ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۴۳) ماں کا حق حضانت غیر محرم سے شادی کر لینے سے ساقط ہو گیا(۱) اور نانا اور سوتیلی نانی اور سوتیلے چچا اور سوتیلی دادی وغیرہ کا کوئی حق ہے نہیں (۲) اس لئے اب لڑکی کی پرورش اور تربیت کا انتظام اس کا ولی یعنی چچا کر سکتا ہے (۳) اور عورتوں میں سے جس کے پاس رہنا زیادہ انفع ہو اس کے پاس رکھ دی جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ماں کے بعد نانی کو' پھر دادی کو حق پرورش ہے

(سوال) ابراہیم حاجی محمد ہالائی میمن نے اپنی زوجہ مساۃ مریم بی بنت جو سب دادا میمن کو اس کی نافرمانی اور بد اخلاقی کے باعث طلاق دی بعد طلاق دینے کے مطلقہ مریم ایک لڑکی بھی سات سالہ رابعہ بانو ساتھ لے کر گئی اور مطلقہ نے ایک پٹھان مسمی عبدالستار سے نکاح کیا جس کے پانچ بچے ہیں مریم بی رابعہ بانو کو ساتھ رکھے ہوئے ہے۔ ایسی حالت میں جب کہ رابعہ بانو کی نانی ایک عرب کے ساتھ نکاح کر کے بیٹھی ہے اور ماں نے بھی غیر کفو پٹھان سے نکاح کر لیا ہے آیا پرورش کا حق اس کو ہے یا نہیں ؟ رابعہ بانو کی دادی حیات ہے ؟

(جواب ۴۴۴) جب کہ لڑکی کی ماں اور نانی دونوں نے لڑکی کے غیر محرم سے نکاح کر لیا ہے تو لڑکی کو رکھنے کا ان کا حق جاتا رہا (۴) لڑکی کو اس کی دادی رکھ سکتی ہے (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) والحضانة تثبت للام..... الا ان تكون مرتدة او فاجرة او غير مامونة......او متزوجة بغير محرم الصغير (تنوير الابصار و شرحه مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳/۵۵۵ ط سعيد كراتشي)

(۲) اس لئے کہ حق پرورش نابالغ میں ماں کے بعد نانی' نانی کے بعد دادی' دادی کے بعد بہن' بہن کے بعد خالہ اور خالہ کے بعد پھوپھی کو ہے' ان کے علاوہ دوسری عورتوں کو نہیں : كما في تنوير الابصار و شرحه' ثم اى بعد الام بان ماتت او لم تقبل اواسقطت حقها او تزوجت باجنبي ام الام وان علت عند عدم اهلية القربى ثم ام الاب وان علت ثم الاخت لاب وام ثم لام ثم الاخت لاب ثم الخالات كذلك ثم العمات كذلك (تنوير الابصار مع شرحه مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳/۵٦۲ ط سعيد كراتشي)

(۳) ثم العصبات بترتيب الارث فيقدم الاب ثم الجد ثم الاخ الشقيق ثم لاب ثم بنوه كذلك ثم العم ثم بنوه واذا اجتمعوا بالا روع ثم الاسن اختيار (درمختار) وقال في الرد (قوله ثم العم ثم بنوه) ينبغي ان يقول كذلك لما في البحر والفتح ثم العم شقيق الاب ثم لاب واما اولاده فيد فع اليهم الغلام لا الصغيرة لانهم غير محارم (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳/۵٦۳ ط سعيد كراتشي)

(٤) والحاضنة يسقط حقها بنكاح غير محرمه اى الصغير (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳/ ۵٦۵ ط سعيد كراتشي)

(۵) وان لم يكن له ام تستحق الحضانة بان كانت غير اهل للحضانة او متزوجة بغير محرم او ماتت فام الام اولى من كل واحدة وان علت فان لم يكن للام ام فام الاب اولى ممن سواها وان علت كذافي فتح القدير (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس عشر في الحضانة ۱/۵٤۱ ط ماجديه' كوئٹه)

بچی کا حق پرورش کب تک ہے ؟

(سوال) ایک شخص کا نکاح ۳۵ سال قبل ہوا تھا اس بیوی کے بطن سے ایک لڑکا جس کی عمر تقریباً ۲۵ سال ہے موجود ہے اور ایک لڑکی ہے جس کی عمر تقریباً دس سال ہے عرصہ پانچ سال ہوئے کہ ان میاں بیوی میں تنازعہ ہو گیا وجہ تنازعہ یہ ہوئی کہ ایک شخص جو برادری کا ہے اس کو عورت نے دینی بھائی بنایا اس کے خاوند نے کوئی بات دیکھ کر منع کیا اس پر وہ عورت خاوند سے علیحدہ ہو کر اس شخص کے ساتھ رہنے لگی چار سال متواتر ہو گئے پھر اس کے والدین اور رشتہ داروں نے اس عورت کو ہر چند سمجھایا لیکن وہ اپنے خاوند کے ہاں نہیں گئی پنچایت ہوئی پھر اس کو سمجھایا گیا مگر عورت نے صاف انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ میں اپنی دینی بھائی کو نہیں چھوڑ سکتی چاہے خاوند چھوٹ جائے اس پر اس کے خاوند نے طلاق دیدی اور پنچایت نے سر ہو کر فارغتی دلوادی اس کے بعد عورت نے اپنے اور لڑکی کے روٹی کپڑے کی بابت دعویٰ دائر کر دیا وہ درخواست خارج ہو گئی پھر عورت نے صرف لڑکی کی طرف سے درخواست دی لڑکی کی خوراک عدالت نے چار روپے ماہوار کے حساب سے روٹی کپڑے کی ڈگری دیدی لڑکی کی عمر دس سال ہے اس کا باپ اس کو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے آیا وہ رکھ سکتا ہے یا نہیں ؟

(جواب ٤٤٥) لڑکی بلوغ تک اپنی ماں کے پاس رہ سکتی ہے (۱) ہاں اگر باپ کوئی ایسی وجہ بتلائے کہ اس کی بنا پر لڑکی کو ماں کے پاس سے ہٹانا ضروری ہو تو پھر باپ لے سکے گا (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی

ماں ٗ نانی ٗ دادی اور بہن کے بعد ٗ حق پرورش خالہ کو ہے

(سوال) زید کا انتقال ہوا اس نے ایک زوجہ اور ایک دو سالہ لڑکی چھوڑی دو سال گزرنے پر زوجہ نے نکاح ثانی کر لیا زید مرحوم کا نہ کوئی حقیقی وارث ہے نہ اس کی بیوہ کی حقیقی ماں موجود ہے البتہ اس کا حقیقی باپ اور بہن زندہ ہے اب زید کی بچی کی پرورش کون کرے زید کا سوتیلا بھائی اور زید کی سوتیلی ماں کہتے ہیں ہم پرورش کریں گے۔المستفتی نمبر ۲۰۰۳ عبدالقادر (ضلع گنگور) ۵ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٤٦) اگر ہندہ کی حقیقی بہن یعنی بچی کی خالہ موجود ہے اور وہ پرورش کرنے پر راضی اور تیار ہے تو اس کو حق حضانت حاصل ہے (۳) اور اگر وہ انکار کر دے تو پھر ماں (جس کا حق حضانت بوجہ نکاح غیر محرم کے ساقط ہو چکا ہے) اور سوتیلی دادی یا سوتیلا چچا یا حقیقی نانا ان میں سے جو بچی کی تربیت اور نگرانی اچھی

---

(۱) والام والجدة لام اولاب احق بها با لصغيرة حتى تحيض اى تبلغ في ظاهر الرواية (الدر المختار مع هامش رد المحتار ' كتاب الطلاق ' باب الحضانة ٣/٥٦٦ ط سعيد كراتشي) مزید تفصیل کے لئے دیکھئے جواب ۴۲۷ کا حاشیہ ۳ ۔

(۲) والحاضنة يسقط حقها بنكاح غير محرمه اى الصغير وكذا بسكناها عند المبغضين له لما في القنية لوتزوجت الام بآخر فامسكته ام الام في بيت الراب فللاب اخذه (الدر المختار مع هامش رد المحتار ' كتاب الطلاق ' باب الحضانة ٣/٥٦٥)ط سعيد كراتشي

(۳) ثم اى بعد الام بان ماتت او لم تقبل اواسقطت حقها او تزوجت باجنبي ام الام ثم ام الاب وان علت ثم الاخت لاب وام ثم لام ثم الاخت لاب ثم الخالات كذلك ثم العمات كذلك (تنوير الابصار و شرحه مع هامش ردالمحتار ' كتاب الطلاق ' باب الحضانة ٣/٥٦٢ ط سعيد كراتشي)

طرح کر سکے اس کے پاس بچی کو رکھ دیا جائے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جواب دیگر (۴۴۷) (۲۰۰۶) تین خالہ زندہ ہیں تو ان میں سے کسی ایک کی پرورش میں بچی رہ سکتی ہے(۲) سوتیلے چچا اور سوتیلی دادی کو حق حضانت حاصل نہیں ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی ۹ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۴ نومبر ۱۹۳۷ء

سترھواں باب
ایلاء

کسی نے اپنی بیوی سے کہا "جب تک تم تین پارے قرآن شریف نہ پڑھ لے اس وقت تک مجھ پر حرام ہے" تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص نے اپنی منکوحہ سے یوں کہا کہ (جب تک تو تین پارے قرآن شریف کے نہ پڑھ لے اس وقت تک مجھ پر حرام ہے) اس کے بعد اس نے قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا اسی درمیان میں کہ وہ قرآن شریف پڑھتی تھی اور ابھی تین پارے پورے نہ ہوئے تھے کہ ایک ماہ کچھ دن کے بعد اس عورت سے جماع کر لیا جماع کے بعد اس عورت نے یہ کہا کہ تم نے تو قسم کھائی تھی ایسا کیوں کیا اس کے جواب میں اس نے کہا کہ اب تو میں تو ایسا کر لیا آئندہ کے لئے وہی بات رہی چنانچہ اس کو عرصہ سات ماہ کا ہو چکا اور ابھی تک تین پارے پورے نہیں ہوئے نہ کسی قسم کا کوئی کفارہ ادا کیا نہ صحبت کی پس اس صورت میں وہ عورت اس کے نکاح میں باقی ہے یا نہیں اگر نکاح سے باہر ہو گئی تو دوبارہ اس سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں، یا ان تین پاروں کے پورا کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں اور پورا لفظاً پڑھا جائے یا یاد کرایا جائے یا کفارہ ادا کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں اور کفارہ کیا ہونا چاہئے؟ المستفتی نمبر ۱۴۹۸ مولوی عبدالحق صاحب۔ (ضلع مراد آباد) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۱۶ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۴۸) تین پارے پڑھنے سے پہلے جو وطی کر لی ہے اس میں کفارہ یمین واجب ہوا (۱) یعنی دس مسکینوں کو فی مسکین پونے دو سیر گیہوں دینا چاہئے۔ (۲)

---

(۱) وانت خبیر بان ھذا مفروض فیما اذا کان مستحق للحضانۃ اقرب منہ فلو لم یکن غیرہ وکان الولد ذکرا یبقی عندہ وکذا لو کان انثی لا تشتہی (ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الحضانۃ ۳/۵۶۶ ط سعید کراتشی)

(۲) ثم ای بعد الام ما تت او لم تقبل او اسقطت حقہا او تزوجت باجنبی ام الام وان علت ثم ام الاب وان علت ثم الاخت لاب وام ثم لام ثم الاخت لاب ثم الخالات کذلک ثم العمات..... ثم العصبات بترتیب الارث فیقدم الاب ... واذا اجتمعوا فالا ورع ثم الاسن اختیار (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الحضانۃ ۳/۵۶۳ ط سعید کراتشی)

اس کے بعد پھر اس نے یہ کہا کہ آئندہ کے لئے وہی بات رہی یہ از سر نو ایلاء ہوا اس وقت سے چار ماہ گزرنے تک تین پارے نہ ہوئے اور درمیان میں وطی واقع نہ ہوئی تو چار ماہ گزرنے پر طلاق بائن ہو گئی (۳) اب تجدید نکاح کی ضرورت ہے اور ایلاء ختم ہو گیا تجدید نکاح کر کے وہ بیوی سے مقاربت کر سکتا ہے (۴) لیکن تین پارے پورے ہونے سے قبل جو وطی واقع ہو گی اس میں اسے کفارہ یمین دینا ہو گا تین پارے ناظرہ پڑھ لینا قسم پوری ہو جانے کیلئے کافی ہو گا۔ حفظ ہونے کی ضرورت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

قسم کھا کر کہا "تو مجھ پر حرام ہے 'اب میں تجھ سے صحبت نہیں کروں گا' اس کے بعد بالکل ہمبستری نہیں کی' تو کیا حکم ہے؟

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) زید اپنی عورت کو طرح طرح کی اذیتیں خلاف شرع دیتا ہے اور بار ہا امر ممنوع کے ارتکاب پر جبر کرتا ہے مثلاً صوم ماہ رمضان میں وطی کرتا ہے ہر چند عورت منع کرتی ہے مگر نہیں مانتا ایک روز اپنی عورت کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا لیکن ان دنوں میں جب کہ پورے نو ماہ کی حاملہ تھی عورت سے بار بار یہ کلمات کہتا رہتا ہے۔

(۱) اگر میں تجھ سے ہم بستری کروں یا کلام کروں تو گویا اپنی ماں بہن سے کروں' ان کلمات کے کہنے کے بعد آٹھ نو ماہ سے بالکل ہم بستری نہیں کی۔

(۲) اور یہ بھی کہا ہے کہ قسم ہے خدا کی تو مجھ پر حرام ہے اب میں تجھے بالکل حرام کر چکا ہوں۔

(۳) اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ جو تیرے تین بچے پیدا ہوئے ہیں ان میں سے ایک بھی میرا نہیں ہے ایک فلاں کا ایک فلاں کا۔

(۴) اور یہ بھی کہا ہے کہ میں تجھ سے بہت زمانہ سے عہد کر چکا ہوں کہ اب تجھ سے صحبت نہیں کروں گا اب میرے اور تیرے درمیان میاں بیوی کے سے تعلقات نہیں ہیں اب تجھے بازار کی رنڈی کی طرح گھر میں رکھتا ہوں۔

---

(۱) وهذا القسم فيه الكفارة لآية : واحفظوا ايمانكم. فقد ان حنث (تنوير الابصار وشرحه مع حاشية رد المحتار، كتاب الايمان ۳/ ۷۰۸ ط سعيد كراتشي)

(۲) قال الله تعالىٰ " فكفارته اطعام عشرة مسكين من اوسط ما تطعمون اهليكم او كسوتهم او تحرير رقبة (المائدة ۸۹) وكفارته تحرير رقبة او اطعام عشرة مساكين او كسوتهم (درمختار) وقال الرد (قوله عشرة مساكين) اى تحقيقا او تقديرا حتى لو اعطى مسكينا واحدا فى عشرة ايام كل يوم نصف صاع يجوز (الدر المختار مع حاشية رد المحتار" كتاب الايمان ۳/ ۷۲۵ ط سعيد كراتشي)

(۳) فان وطئها في الاربعة الاشهر حنث في يمينه و لزمته الكفارة و يسقط الايلاء وان لم يقربها حتى مضت اربعة اشهر بانت منه بتطليقة (الهداية' كتاب الطلاق' باب الايلاء، ۲/ ۴۰۱ ط شركة علميه ملتان)

(۴) اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة و بعد انقضائها (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس في الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/ ۴۷۲ ط مكتبه ماجديه' كوئته)

(جواب ۴۴۹) عبارت نمبر ۲ اور نمبر ۴ سے کم از کم ایلاء ضرور ثابت ہوتا ہے(۱) اور جب کہ ان الفاظ کے کہنے کے بعد چار ماہ تک اس نے اپنی بی بی سے وطی نہ کی اور علیحدگی رکھی تو عورت پر طلاق بائن پڑ گئی(۲) اور بعد انقضائے عدت وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ غفرلہ 'مدرسہ امینیہ' دہلی

اٹھارھواں باب
ظہار

کسی نے کہا "اگر میں اس سے زندگی کروں گا' تو اسی کے نطفہ سے پیدا ہوں گا" تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید کی بیوی اور زید کی والدہ میں فساد ہوا اور زید کی والدہ نے زید سے شکایت کی زید نے سخت غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ کی غیر موجودگی میں یہ کہا کہ "اگر میں اس سے زندگی کروں گا تو اسی کے نطفہ سے پیدا ہوں گا" اس کا کیا حکم ہے ؟ المستفتی نمبر ۴۲۰ عیسیٰ خاں مدرس مدرسہ نسواں (ضلع امراؤتی)
۱۹ رجب ۱۳۵۳ھ ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۵۰) یہ قسم ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ زید اپنی بیوی کے ساتھ میاں بیوی کے تعلقات اور خانہ داری کے تعلقات رکھ سکتا ہے اور قسم کا کفارہ ادا کرنا لازم ہے(۴) کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے یا ہر مسکین کو پونے دو سیر گیہوں دیدے یا دس مسکینوں کو ایک ایک چادر دیدے اس کی قدرت نہ ہو تو تین روزے متواتر پے در پے رکھ لے۔(۵) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کسی نے کہا "وہ عورتیں جو اپنے خاوندوں کی تابعدار ہیں' وہ ماؤں سے مشابہ ہیں باعتبار شفقت و محبت کرنے کے' تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) (۱) زید نے اپنی بیوی سے باہم بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ صاحب اخلاق جلالی فرماتے ہیں کہ

---

(۱) واذا قال الرجل لامرأته واللہ لا اقربك او قال واللہ لا اقربك اربعة اشهر فهو مول لقوله تعالىٰ " للذين يؤلون من نسائهم تربص اربعة اشهر بالآية (الهداية' كتاب الطلاق' باب الايلاء ۲/۴۰۱ ط مكتبه شركة علميه ملتان) .
(۲) وان لم يقربها حتى مضت اربعة اشهر بانت منه بتطليقة (الهداية' باب الايلاء ۲/۴۰۱ ط مكتبه شركة علميه ملتان) وقال في الدر' و حكمه وقوع طلقة بائنة ان برو لم يطا (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الايلاء ۳/۴۲۴ ط سعيد كراتشي)
(۳) قال اللہ تعالىٰ " واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن اذا تراضوا بينهم بالمعروف (البقرة ۲۳۲)
(۴) وهذا القسم فيه الكفارة لاية "واحفظوا ايمانكم" فقط ان حنث (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الايمان ۳/۷۰۸ ط سعيد كراتشي)
(۵) قال اللہ تعالىٰ " فكفارته اطعام عشرة مسكين من اوسط ما تطعمون اهليكم او كسوتهم او تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلثة ايام ذلك كفارة ايمانكم اذا حلفتم (المائدة ۸۹) وكفارته تحرير رقبة اواطعام عشرة مساكين كما مر في الظهار او كسوتهم..... وان عجز عنها كلها وقت الاداء صيام ثلاثة ايام ولاء (تنوير الابصار و شرحه مع هامش رد المحتار' كتاب الايمان ۳/۷۲۵ ط سعيد كراتشي)

حکماء کے نزدیک وہ عورتیں جو اپنے خاوندوں پر مہربان ہیں اور شفقت سے پیش آتی ہیں اور ان کی تابعدار اور وفادار ہیں وہ ماؤں سے مشابہ ہیں باعتبار شفقت اور محبت کرنے کے کیا زید کے اس کہنے سے ظہار واقع ہو گیا نہیں (۲) ظہار کے باب میں سورہ مجادلہ میں ابتدا کی جو آیت ہے کس آیت تک ظہار کا تذکرہ ختم ہو جاتا ہے ؟ ذلك لتؤمنوا بالله ورسوله تک یا وللكفرين عذاب اليم تک
(۳) اور اگر ظہار واقع ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے جس سے تلافی ظہار ہو جائے۔ المستفتی نمبر ۱۵۳۱ غلام محمد (ضلع حصار) ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۴ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۵۱) زید کے اس تذکرہ سے ظہار نہیں ہوا(۱) قرآن پاک میں ظہار کا تذکرہ جس آیت پر ختم ہوتا ہے وہ عذاب اليم پر ختم ہوتی ہے۔(۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ ”تو میری بہن کے برابر ہے“ تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) ایک آدمی نے اپنی عورت کو حالت غصہ میں دو مرتبہ اپنی بہن کے برابر ہونے کے الفاظ کہہ دیئے ہیں یعنی یہ کہا ہے کہ تو میری بہن کے برابر ہے یہ دو مرتبہ کہا ہے پھر بعد میں عورت کے رشتہ داروں سے یہ بھی کہا کہ اس عورت کو تم اپنے گھر لے جاؤ کیونکہ میں نے اس کو دو مرتبہ بہن کے برابر ہونا کہہ دیا ہے تو اب میں رکھنا نہیں چاہتا ہوں بعد میں گھر میں رہنے دیا ہے اب للہ یہ بتلائیں کہ ان دونوں کے نکاح میں فساد ہے کہ نہیں اور فساد ہے تو کس طرح کا یعنی طلاق ہے تو رجعی ہے یا طلاق بائن ہے یا طلاق مغلظہ یا طلاق نہ ہو تو ظہار ہی ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۸۱۸ آدم محمد یوسف (بہرائچ) ۲۲ رجب ۱۳۵۶ھ م ۲۸ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۵۲) طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہے ہوں تو طلاق بائن ہے(۳) اور تجدید نکاح کرنا لازم ہے حلالہ کی ضرورت نہیں(۴) اور طلاق کی نیت نہ ہو بلکہ عزت میں بہن کے برابر کہا ہو تو کچھ نہیں ظہار نہیں ہے۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) وان نوى بانت على مثل امي او كامي وكذا لوحذف على خانية برا اوظهارا او طلاقا صحت نيته ووقع مانواه لانه كناية والاينوشيا او حذف الكاف لغا وتعين الادنى اى البر يعني الكرامة (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الظهار ۳ / ۴۷۰ ط سعيد كراتشي)
(۲) دیکھئے سورۃ المجادلۃ آیت ۱-۲-۳-۴
(۳) وان نوى بانت على مثل امي او كامي وكذا لوحذف على خانية برا او ظهارا او طلاقا صحت نيته ووقع مانواه لانه كناية (درمختار) وقال في الرد (قوله لانه كناية) اى من كنايات الظهار والطلاق قال في البحر واذا نوى به الطلاق كان بائنا كلفظ الحرام (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب الظهار ۳/ ۴۷۰ ط سعيد كراتشي)
(۴) وينكح مبانته بما دون الثلاث في العدة وبعدها بالاجماع (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الرجعة ۳/ ۴۰۹ ط سعيد كراتشي
(۵) والا ينو شيئا او حذف الكاف لغا وتعين الادنى اى البر يعني الكرامة (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الظهار ۳/ ۴۷۰ ط سعيد كراتشي)

بیوی کو ماں کہہ دیا تو نکاح نہیں ٹوٹا

(سوال) ایک شخص نے اپنی منکوحہ بیوی کو غصہ کی حالت میں یہ لفظ کہہ دیا کہ میری ماں ادھر سے ادھر آجا زوجہ کو ماں کہنے میں کوئی طلاق تو نہیں پڑتی اگر طلاق پڑتی ہے تو کیسی یا ظہار ہو کر کفارہ دینا ہو گا یا کچھ بھی نہ ہو گا یہ لفظ کہتے وقت نیت نہ طلاق کی تھی نہ ظہار کی۔ المستفتی نمبر ۱۹۱۵ ملا عبدالغنی صاحب امام مسجد (جے پور) ۱۸ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٥٣) اس لفظ کے کہنے سے نہ طلاق ہوئی نہ ظہار لغو اور مہمل لفظ تھا بیکار گیا۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

بیوی کو طلاق کی نیت سے ماں کہا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) بیوی کو بہ نیت طلاق ماں کہہ دینا۔

(جواب ٤٥٤) اگر اپنی بیوی کو تکرار میں ماں یا بہن یا بیٹی طلاق کی نیت سے کہہ دے تو طلاق بائن ہو جاتی ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر نے بیوی سے کہا "اگر میں تم سے صحبت کروں' تو اپنی ماں سے صحبت کروں" تو کیا حکم ہے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۷ء)

(سوال) (۱) اگر کوئی شخص غصہ کے ساتھ اپنی بی بی سے کہے کہ اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے صحبت کروں (۲) ایک شخص اپنی بیوی کو کہتا ہے کہ میں تیرا باپ ہوں تو میری بیٹی ہے یا یہ کہتا ہے کہ تو میری ماں ہے میں تیرا بیٹا ہوں یا تو میری ماں اور میں تیرا باپ کیا حکم ہے ؟

(جواب ٤٥٥) (۱) یہ کلام مہمل اور بیہودہ ہے نہ اس سے طلاق پڑتی ہے اور نہ ظہار ہوتا ہے (۳) (۲) یہ سب الفاظ مہمل اور بیہودہ ہیں مگر ان سے طلاق نہیں ہوتی۔(۴) محمد کفایت اللہ غفر لہ'

---

(۱) وان نوى بانت على مثل امي او كامي وكذا لوحذف على خانية برا او ظهار او طلاقا صحت نيته ووقع مانواه لانه كناية والا ينو شيئا او حذف الكاف لغا وتعين الادنى يعني الكرامة (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الظهار ۳/ ۴۷۰ ط سعيد كراتشي)

(۲) بلا حرف تشبیہ اپنی بیوی کو "تو میری ماں ہے یا تو میری بہن ہے" (انت امي او انت اختي) کہنے سے طلاق واقع نہ ہوگی خواہ نیت [illegible] بہ نیت طلاق کیونکہ یہ لفظ نہ طلاق و ظہار کے صریح الفاظ میں شامل ہے نہ کنایات میں بلکہ حضرات فقہاء نے اسے الغاء [illegible] قال في الدر المختار: وان نوى بانت على مثل امي او كامي وكذا لوحذف على خانية برا او ظهارا او طلاقا صحت نيته ووقع ما نواه لانه كناية والا ينو شيئا او حذف الكاف لغا (در مختار) وقال في الرد (قوله او حذف الكاف) بان قال انت امي (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب الظهار ۳/ ۴۷۰ ط سعيد كراتشي) لہذا صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی اور حضرت مفتی اعظم نے جو وقوع طلاق کا قول لیا ہے لعله مبنی مسامحة الشيخ والا صل ما حررناه من اقوال الفقهاء اس کی تائید جواب ۴۵۵ سے ہو رہی ہے۔

(۳) لو قال ان وطئتك وطئت امي فلا شيء عليه كذا في غاية السروجي (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب التاسع في الظهار ۱/ ۵۰۷ ط مكتبه ماجديه' كوئٹه) (۴) والا ينو شيئا او حذف الكاف لغا وتعين الادنى اي البر يعني الكرامة ويكره قوله انت امي [illegible] ونحوه (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق باب الظهار ۳/ ۴۷۰ ط سعيد كراتشي)

شوہر نے کہا "یہ تو میری ماں ہے" پھر اس کے بعد طلاق نامہ بھی تحریر کر دیا' تو کیا حکم ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۶ مارچ ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید نے اپنی لڑکی نابالغہ کا عقد بکر نابالغ کے ساتھ کر دیا تھا بالغ ہونے سے پیشتر لا علمی کی حالت میں دونوں کو باہمد گر صرف کھیل کود کا موقع ملتا رہا بالغ ہونے کے بعد جب لڑکی کو بکر کے ہاں بھیجا گیا تو بکر نے اپنے والدین سے کہا کہ مجھے اس سے کیا واسطہ یہ یہاں کیوں بلائی گئی ہے صورت حال یہ ہے کہ بکر آوارہ اور بد چلن اور مندرجہ رجسٹر پولیس ہے لڑکی والوں نے جب یہ کہا کہ اچھا ہم اس کو واپس لے جاتے ہیں اس کا زاد راہ تو دے دو اس نے جواب دیا کہ یہ تو میری ماں ہے اس کا کرایہ کیسا؟ بکر نے سادہ کاغذ پر دو شاہدوں کے دستخط سے ایک طلاق نامہ بھی تحریر کر دیا ہے اگر طلاق ہو گئی تو عدت کا شمار اسی وقت سے ہو گا یا دوسرا طلاق نامہ قانون رائج الوقت کے مطابق لکھوایا جائے۔

(جواب ۴۵۶) زید نے جب طلاق نامہ تحریر کر دیا ہے تو طلاق ہو گئی(۱) اسی تاریخ سے عدت شمار ہو گی بشرطیکہ طلاق نامہ کے الفاظ تنجیز طلاق کے ہوں دوسرا طلاق نامہ لکھوانے کی وقوع طلاق کے لئے تو ضرورت نہیں ہاں حجت اور ثبوت کے لئے لکھوا لینے کا مضائقہ نہیں مگر عدت پہلے ہی طلاق نامہ کی تحریر کے وقت سے شمار ہو گی۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ "تو آج سے میری ماں ہے اور میں آج سے تیرا بیٹا ہوں" تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص نے اپنی بیوی کو معمولی لڑائی کی وجہ سے کہا کہ تو آج سے میری ماں ہے اور میں آج سے تیرا بیٹا ہوں اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ چھوڑنے کی وجہ سے کہا ہے کیونکہ میں اس کو چھوڑنا چاہتا ہوں؟

(جواب ۴۵۷) یہ الفاظ تو لغو ہیں اگر طلاق دینا ہے تو صاف الفاظ میں دیدے ان الفاظ سے طلاق نہیں ہوئی۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) کتب الطلاق' ان مستبینا علی نحو لوح وقع ان نوی و قیل مطلقا (در مختار) وقال فی الرد ولو قال للکاتب اکتب طلاق امراتی کان اقرارا بالطلاق وان لم یکتب (ہامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' مطلب فی الطلاق بالکتابۃ ۳/۲۴۶ ط سعید کراتشی)

(۲) بان کتب اما بعد' فانت طالق' فکما کتب ہذا یقع الطلاق وتلزمہا العدۃ من وقت الکتابۃ وان علق طلاقہا بمجی الکتاب بان کتب' اذا جاء ک کتابی فانت طالق فجاء ہا الکتاب فقراہ او لم تقرا یقع الطلاق کذافی الخلاصۃ (ہامش رد المحتار' کتاب الطلاق' مطلب فی الطلاق' بالکتابۃ ۳/۲۴۶ ط سعید کراتشی)

(۳) لو قال لہا انت امی لا یکون مظاہرا و ینبغی ان یکون مکروہا و مثلہ ان یقول یا ابنتی ویا اختی و نحوہ (الفتاوی الہندیۃ' کتاب الطلاق' الباب التاسع فی الظہار ۱/۵۰۷ ط ماجدیہ' کوئٹہ)

انیسواں باب
متفرقات

عورت بھاگ کر دوسرے کے پاس چلی گئی تو بغیر طلاق کے اس سے نکاح کرنا جائز نہیں

(سوال) ایک شخص کے نکاح میں دو عورتیں تھیں ان میں سے ایک آپس کی رنجش و لڑائی جھگڑے کی وجہ سے کسی اور شخص کے ہمراہ بھاگ نکلی اور چودہ پندرہ سال اس کے ساتھ رہی اولاد بھی ہوئی اب وہ شخص جس کے ساتھ نکلی تھی دو سال ہو چکے فوت ہو چکا ہے اگر اس وقت کوئی اور آدمی اس عورت سے نکاح کرنا چاہے تو کیا اس کو اصلی خاوند سے طلاق نامہ حاصل کرنا چاہئے اور عدت ختم ہونے پر نکاح کرنا چاہئے ؟
المستفتی نمبر ۷۴ شہباز خاں پنشنر (ضلع کرنال) ۴ رمضان ۱۳۵۲ھ م یکم جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۵۸) ہاں اس عورت کا چونکہ جائز خاوند موجود ہے اس لئے کسی دوسرے مرد کو اس کے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے اصلی خاوند سے طلاق لینی ضروری ہے (۱) اور جب خاوند طلاق دیدے گا تو عورت کو عدت بھی گزارنی ہوگی (۲) بعد انقضائے عدت کوئی دوسرا شخص نکاح کر سکے گا۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

گاؤں کے سرداروں نے طلاق دینے پر جو رقم شوہر سے لی ہے' اس کا حکم

(سوال) کلثوم اور بکر کے درمیان عرصہ سے ناجائز تعلق تھا جس کی وجہ سے کلثوم حاملہ ہوئی بعد از ظہور حمل محلہ کے سرداروں کو اطلاع ملی سرداروں نے دونوں کا نکاح کرا دیا بعد از نکاح حمل سابق سے ایک لڑکی پیدا ہوئی کچھ مدت کے بعد بکر نے کلثوم کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تو سرداروں نے کہا کہ تجھے دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنا پڑے گا بجز اس کے چارہ نہیں ہے یا تو اس کو زوجیت میں رکھو یا پچاس روپے ادا کرو کیونکہ اگر تم اس کو طلاق دیدو گے تو چونکہ تمہاری حرکت ناشائستہ کی وجہ سے بیچاری ایک گونہ قابل نفرت ہو گئی لہذا اب دوسری جگہ شادی کرنے میں ضرور کچھ روپیہ دینا پڑے گا ہاں اگر یہ روپیہ نہ لگے تو اس کو کار خیر میں خرچ کر دیا جائے گا چنانچہ روپیہ لے لیا گیا حسن اتفاق سے دوسری جگہ شادی کرنے میں اس میں سے ایک روپیہ بھی خرچ نہ ہوا وہ روپیہ کلثوم کے والد کے پاس امانت رکھا ہے اب سردار لوگ دریافت کرتے ہیں کہ یہ روپیہ

---

(۱) اس لئے کہ کسی کی منکوحہ سے نکاح کرنا شریعت میں جائز نہیں ہے' لقوله تعالى : حرمت عليكم امهاتكم... والمحصنات من النساء الا ما ملكت ايمانكم كتاب الله عليكم (النساء ٢٤) اما نكاح منكوحة الغير و معتدته..... فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب العدة' مطلب في النكاح الفاسد والباطل ٣/٥١٦ ط سعيد كراتشي)
(۲) قال الله تعالى : والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلاثة قروء (البقرة ٢٢٨)
(۳) قال الله تعالى : واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن اذا تراضوا بينهم بالمعروف (البقرة ٢٣٢)۔

کار خیر میں خرچ کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۷۳ مولوی کبڈ صاحب (نواکھالی) ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ٤٥٩) یہ روپیہ کسی نیک کام میں خرچ نہیں ہو سکتا بلکہ بکر کو واپس دینا چاہئے (۱) اگر بکر واپس نہ لے اور کہہ دے کہ کسی نیک کام میں خرچ کردو تو بیشک کسی نیک کام میں خرچ ہو سکے گا۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

چند کلمات کے اصطلاحی معنی

(سوال) مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی اصطلاحی تحریر فرمائیے اگر بذریعہ تحریر جواب نہ دے سکیں تو تشریف لا کر حل فرمائیں صرف آمدورفت پیش کیا جائے گا نمبر ۳، ۴، ۵، ۶ کی خاص تشریح کی ضرورت ہے کیونکہ لکھا ہے ان اشخاص کے دینے سے طلاق نہیں پڑتی (۱) مجنون (۲) صبی (۳) معتوہ (۴) برسم (۵) مغمی علیہ (۶) مدہوش (۷) نائم (۸) حبل (۹) احبال ۔ المستفتی نمبر ۱۲۰۲ طاہر خاں صاحب (ضلع گونڈہ) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۴ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٦٠)

نمبر شمار	الفاظ	معنی اصطلاحی
(۱)	مجنون	دیوانہ پاگل
(۲)	صبی	نابالغ بچہ
(۳)	معتوہ	یہ دونوں قریب المعنی ہیں ایسے شخص کو کہتے ہیں جو بالکل پاگل تو نہ ہو مگر اس کے حواس اس درجہ کے مختل ہوں کہ اس کے نادرست افعال غالب اور درست کم ہوں۔
(۴)	برسم	
(۵)	مغمی علیہ	بیماری یا صدمہ سے بے ہوش ہونے والا
(۶)	مدہوش	جس کے اوسان اور حواس فوری طور پر خطا ہو جائیں
(۷)	نائم	سونے والا
(۸)	حبل	حمل — یہ دونوں لفظ اس فہرست میں نہیں ہیں جو ایسے لوگوں کے متعلق ہے جن کی طلاق واقع نہیں ہوتی یہ لفظ علامات بلوغ میں ذکر کئے جاتے ہیں۔
(۹)	احبال	حاملہ کر دینا

---

(۱) اس لئے کہ یہ روپیہ جرمانہ کا ہے اور شرعاً مالی جرمانہ وصول کرنا جائز نہیں ہے لہذا جس سے وصول کیا گیا ہے وہ رقم اسی کی ہے لہذا اگر وہ اپنے مال کو صدقہ کرنے پر رضامند ہو جائے تو پھر کوئی حرج نہیں ورنہ جائز نہیں، کما في الدر المختار: لا باخذ مال في المذهب بحر (درمختار) وقال في الرد (قوله لا باخذ مال في المذهب)... و عندهما و باقي الائمة لا يجوز (قوله فيه) اذ لا يجوز لاحد من المسلمين اخذ مال احد بغير سبب شرعي و في المجتبى لم يذكر كيفية الاخذ واري ان ياخذها فيمسكها فان ايس من توبته يصرفه الى ما يرى و في شرح الآثار التعزير بالمال كان في ابتداء الاسلام ثم نسخ (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الحدود' باب التعزير' مطلب في التعزير باخذ المال ٤/ ٦١ ط سعيد كراتشي)

جناب من السلام علیکم : الفاظ کے معانی لکھ دیئے گئے ان میں ناقابل حل کون سی بات ہے مجھے آنے کی فرصت نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عورت کا کسی شخص کے ساتھ بھاگ جانے سے' نکاح نہیں ٹوٹتا

(سوال) ایک مسلمان عورت کی شادی ہو کر عرصہ گزرا اس وقت چھ سات اولاد موجود ہیں وہ عورت غیر قوم کے ایک فرد کے ساتھ فرار ہو گئی دو تین ماہ بعد اس کا بڑا لڑکا اس کو تلاش کر کے لایا اور گھر میں رہنے لگی اور مرد بھی اس سے راضی ہو گیا پس ایسی عورت کا نکاح قائم رہ سکتا ہے یا نہیں اور وہ اپنے شوہر سے زندگی گزار سکتی ہے یا نہیں۔ المستفتی نمبر ۱۹۱۹ سید ابراہیم صاحب (گوداوری) ۱۹ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٦١) ہاں نکاح قائم ہے فرار ہونے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کسی نے کہا "تو مجھ پر تین طلاقیں حرام ہے" جب کہ اس کے سامنے نہ اس کی بیوی تھی اور نہ کوئی دوسرا شخص' تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) ایک شخص اپنی منکوحہ کے حق میں بحالت غضب کہتا ہے کہ تو مجھ پر تین طلاقیں حرام ہے حالانکہ اس وقت نہ اس کی منکوحہ موجود تھی نہ کوئی دیگر شخص ؟ المستفتی نمبر ۲۰۲۰ مولوی محمد عبداللہ شاہ (میانوالی) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٦٢) یہ لفظ خطاب (تو) کس کو کہا تھا پورا واقعہ لکھنا چاہئے تھا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر نے لوگوں کے کہنے سے اپنی بیوی کو طلاق دی' تو طلاق واقع ہو گئی

(سوال) ایک شخص گنوار ہے اور بالکل ناواقف ہے اس نے اپنی بیوی کو لوگوں کے کہنے سے طلاق دیدی ہے اور پندرہ دن کے بعد دونوں میاں بیوی رجوع ہو گئے ہیں رجوع ہونے پر لوگوں نے دریافت کیا کہ تم نے طلاق کیسی دی ہے تو اس نے جواب دیا کہ جب لوگوں نے مجبور کیا تو مجبوری کی وجہ سے زبانی طلاق دی ہے میرے دل کے اندر یہ تھا کہ دس بیس دن کے بعد ہم ایک ہو جائیں گے اس کا کیا حکم ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۰۷۴ عبدالغنی صاحب' گوڑگانواں ۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٦٣) اگر طلاق ایک یا دو دفعہ کہی تھی تو رجوع کر لینا جائز ہے(۲) اور تین مرتبہ طلاق دیدی تھی تو پھر

---

(۱) فرار ہونا فسخ نکاح کا موجب نہیں ہے۔

(۲) اذا طلق الرجل تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة ۲/ ۳۹٤ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

تایازاد بہن سے شادی ہو جائے' تو وہ بیوی بن جاتی ہے' اور جب طلاق پڑ جائے تو وہ تایازاد بہن ہی رہتی ہے

(سوال) میرے بابا کی ایک لڑکی تھی اس کی شادی میرے بابا نے کردی پندرہ برس کے بعد شوہر انتقال کر گیا کچھ روز کے بعد بابا نے میرے ساتھ نکاح کردیا چار برس کے بعد کچھ آپس میں لڑائی جھگڑا ہوا ہے جس کے سبب سے میں نے طلاق دیدیا ہے میرے بابا نے کل جائیداد لڑکی کے نام سے لگادیا اب وہ جائیداد میرے بابا کی لڑکی نے میرے نام ہبہ کردیا ہے جب میں نے لڑکی کو طلاق دے دیا ہے تو وہ ہماری رشتہ میں کون ٹھہری بہن یا اور کچھ' عدالت فتویٰ طلب کرتی ہے۔ المستفتی نمبر ۲۲۹۳ محمد زکریا خاں (ضلع فیض آباد)
۶ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۶ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ٤٦٤) بابا سے مراد شاید تایا ہے تایا کی لڑکی تایازاد بہن ہوتی ہے اور اس سے شادی ہو جائے تو بی بی بن جاتی ہے جب تم نے طلاق دیدی تو بیوی نہیں رہی وہی پہلا رشتہ یعنی تایازاد بہن ہونے کا قائم ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

فسخ نکاح کے لئے جن لوگوں نے عورت کو مرتد ہونے کی ترغیب دی ہے' وہ سب مرتد ہو گئے

(سوال) زید کی لڑکی کے ساتھ بکر کے لڑکے کا عقد ہوا بعد عقد لڑکی رخصت کرا کر سسرال لائی گئی اور اپنے شوہر کے ساتھ رہتی رہی' مگر عرصہ تین ماہ بعد وہ مفرور ہو کر اپنے باپ کے گھر چلی گئی پتہ چلنے پر اس کے شوہر کا بھائی اس کو بلانے کے لئے گیا تو اس کے ماں باپ نے بھیجنے سے انکار کر دیا بعدہ لڑکے کی والدہ گئی مگر اس نے پھر بھی رخصت نہیں کیا پھر اس کا شوہر بذات خود گیا اور کہا سنا مگر لڑکی کے والدین اس کو لے کر دوسری جگہ فرار ہو گئے اور رخصت نہ کیا اسی طرح پر بہت عرصہ گزر گیا وہ گھر ہی رہتی رہی لڑکی کے والدین نے نکاح ثانیہ کرنا چاہا تو کوئی نکاح پڑھانے کو تیار نہ ہوتا تھا کیونکہ اس کے پہلے شوہر نے طلاق نہیں دی لڑکی کے والد کے ایک پیر صاحب ہیں جو کہ عالم بھی ہیں اور وعظ و نصیحت کا بھی کام کرتے ہیں وہ تشریف لے گئے ان سے عقد ثانی کے لئے کہا گیا لڑکی کے والدین نے بھی اور اس کی برادری کے ..... لوگوں نے مولوی صاحب کو مجبور کیا تو انہوں نے یہ ترکیب بتائی جس کا نام شرعی حیلہ رکھا کہ لڑکی بت پرستی کرے بت پرست ہونے پر وہ مرتد ہو جائے گی اور نکاح اس کا فسخ ہو جائے گا تب نکاح ثانی بلا طلاق دیئے پہلے شوہر کے

(۱) وان كان الطلاق ثلاثا فی الحرة اوثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والا صل فيه قوله تعالىٰ : " فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية: كتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فيماتحل به المطلقة ۲/ ۳۹۹ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

ہو جائے گا مولوی صاحب کی اس ترکیب پر عمل درآمد ہوا اور شرعی حیلہ عمل میں آگیا اور عقد ثانی کر دیا گیا جس کو عرصہ ہو گیا اور اس کے دوسرے شوہر سے اس کے تین بچے بھی ہیں اب دوسرے شوہر کے اور لڑکی کے درمیان انہیں لوگوں نے جدائی کرادی جو پہلے شوہر کے چھڑانے میں شریک تھے اب دوسرا شوہر برادری کے مجبور کرنے پر یہ کہتا ہے کہ پہلے شوہر سے لڑکی طلاق حاصل کرلے تو میں اس کو رکھوں گا اور پہلے شوہر کو اب مجبور کیا جاتا ہے کہ تم طلاق دو اور وہ وہی لوگ ہیں اور ایک کثیر جماعت ہے چونکہ پہلا شوہر بھی اسی برادری کا ہے اس لئے اس کو ہر طرح سے قوم کے لوگ تنگ اور پریشان کرتے ہیں اور دھمکیاں دیتے ہیں اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ جن لوگوں کی ترغیب سے لڑکی نے بت پرستی کی ان کے لئے اسلامی اور شرعی حکم کیا ہے اور لڑکی کے ساتھ ہی ساتھ وہ کس حکم میں داخل ہیں اور جو لوگ اس عقد میں شریک تھے ان کا عقد فسخ ہو گیا یا باقی ہے۔ المستفتی نمبر ۲۳۰۶ امیر محمد و نور الدین صاحبان چوہٹہ بازار (ریوان)
۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۲ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۶۵) جن لوگوں نے لڑکی کو بت پرستی کی ترغیب دی اور بت پرستی کرائی وہ سب کافر اور مرتد ہو گئے (۱) اور ان کے نکاح ٹوٹ گئے (۲) ان سب کو توبہ اور تجدید اسلام و تجدید نکاح کرنا لازم ہے (۳) جو لوگ کہ بت پرستی کی ترغیب دینے میں شامل نہ تھے دوسرے نکاح میں شریک تھے وہ کافر نہیں ہوئے شوہر اول کو ایسی صورت میں طلاق دے دینا مناسب ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

میاں بیوی کا آپس میں نباہ نہ ہو سکے' تو طلاق دے دینا چاہئیے

(سوال) زید کی لڑکی کے ساتھ بکر کے لڑکے کا عقد ہوا عقد ہو جانے کے بعد لڑکی گھر لائی گئی کچھ دن بعد معلوم ہوا کہ لڑکی حاملہ ہے اور یہ حمل اس کے میکے کا ہے اس نے لڑکی کے والدین کو بلا کر لڑکی ان کے سپرد کر دی اور برادری کے لوگ اکٹھے ہوئے اور پنچایت کی پنچوں نے یہ بات طے کی کہ اس معاملہ کی پوری تحقیقات کرنے کے بعد جیسا ہو گا ہم لوگ فیصلہ کریں گے جس کو عرصہ پندرہ بیس سال کا ہوا مگر اب تک کوئی بات طے نہیں ہوئی ظاہری طور پر مگر باطنی طور پر اس کا عقد ثانی کر دیا گیا اور یہ اس طرح پر ہوا کہ قوم کے لوگوں میں سے دو یا تین آدمی شاہد ہو گئے کہ پہلے شوہر نے طلاق دی ہے مگر یہ شاہد جھوٹے تھے بعد میں جب مولوی صاحب جنہوں نے نکاح پڑھایا تھا ان کو معلوم ہوا کہ شاہد جھوٹے تھے اس پر انہوں نے یہ کہا کہ

---

(۱) ومن امر امراۃ بان ترتد...... ' کفر الآخر (شرح فقہ الاکبر ص ۲۲۵)
(۲) وارتداد احدھما فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار مع ھامش رد المحتار ' کتاب النکاح' باب نکاح الکافر ۱۹۳/۳ ط سعید کراتشی)
(۳) وما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا وما فیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ و تجدید النکاح (درمختار) وقال فی الرد (قولہ والتوبۃ) ای تجدید الاسلام (قولہ تجدید النکاح) ای احتیاط کما فی الفصول العمادیۃ (ھامش رد المحتار مع الدر المختار' باب المرتد ۲۴۷/۴ ط سعید کراتشی)
(۴) بل یستحب لومؤذیۃ او تارکۃ صلاۃ....... و تجب لوفات الامساک بالمعروف (درمختار) وقال فی الرد' (قولہ مؤذیۃ) اطلقہ فتشمل المؤذیۃ لہ او لغیرہ بقولھا او بفعلھا (ھامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق ۲۲۹/۳ ط سعید کراتشی)

شاہدوں کا نکاح فسخ ہو گیا اور میر ابھی نکاح فسخ ہو گیا لڑکی کا شوہر ثانی انتقال کر گیا تب لڑکی ایک اہل ہنود کے پاس چلی گئی اور اب تک موجود ہے۔ اور اب برادری کے لوگ پہلے شوہر سے طلاق طلب کرتے ہیں جواب یہ دیا جاتا ہے کہ لڑکی خود آکر طلاق طلب کرے تو کہا جاتا ہے کہ لڑکی کو کون تلاش کرے تم طلاق دو تب برادری کے قابل ہو گے اس میں کیا کرنا چاہئیے۔ المستفتی نمبر ۲۳۰۶ امیر محمد و نور الدین صاحبان سوداگران چوہٹہ بازار (راولپنڈی)

(جواب ٤٦٦) شوہر اول کو طلاق دے دینا چاہئیے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی۔

طلاق' مہر اور نکاح کے متعلق چند احکام

(سوال) (۱) زید نے ایک عورت سے شادی کی اپنے گھر لایا تو اس کو نماز کو کہا اس نے انکار کیا بلکہ غسل کو کہا غسل سے بھی انکار کیا اور خاوند کی قربت اور نزدیکی سے بھی احتراز کیا نہ پکاوے نہ کھاوے چند روز تک اسی طرح کرتی رہی اس کے بعد اپنے والد صاحب کے ساتھ رات کو بھاگ گئی کچھ دنوں کے بعد پھر لائے پھر اسی طرح سے کرنے لگی پھر زنجیروں سے باندھ دیا اور مکان کا باہر سے کنڈا لگا دیا پھر بعد عشاء کے خاوند نے آکر دیکھا کہ مکان کا چراغ گل ہوا ہے اور ہاتھ کی زنجیریں کھلی ہوئی ہیں خاوند نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہوا عورت نے کہا کہ تیرے باپ نے کھول دی حالانکہ خاوند کا باپ نماز کے لئے مسجد میں تھا پھر دھمکایا تو بیان کیا کہ تیرے بھائی نے کھول دی۔ حالانکہ خاوند کے بھائی نماز میں تھے پھر مار کے دھمکایا تو بیان کیا کہ فلاں آدمی نے کھولی ہے پھر دریافت کیا کہ وہ یہاں کیوں آیا بیان کیا کہ میں نے اس کو خود بلایا تھا لہذا اس کی اسی طرح کی حرکتوں پر خاوند نے کہا کہ اسکو میں نہیں رکھتا میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے دفع کرو۔ پھر اس کے باپ کے یہاں بھیج دیا جس کسی نے دریافت کیا کہ تم اپنی عورت کو لے آؤ خاوند نے بیان کیا کہ میں نے اسکو چھوڑ دیا ہے اور واقعی اس کی اس طرح کی حرکت دیکھ کر خاوند بیزار ہو گیا تو کیا اس کو طلاق ہو گئی ہے یا اب اور طلاق دینے کی ضرورت ہے۔

(۲) اس کا مہر عہ/ ہے آیا وہ معاف ہو گیا ہے یا اس کو دینا پڑے گا؟

(۳) آپس میں آٹا ساٹا یعنی اسکے بدلے میں خاوند کی طرف سے ان کو لڑکی دی ہوتی ہے وہ لڑکی اور اس کا خاوند نابالغ ہیں اگر لڑکی کو طلاق لیویں تو کیا نابالغ دس بارہ برس کے لڑکے یا اس کے باپ سے طلاق ہو سکتی ہے یا کہ نہیں؟

(۴) جبکہ آپس میں دونوں طرف سے لڑکی دینی لینی اقرار کر کے نکاح کرتے ہیں تو یہ نکاح درست ہے یا آٹا ساٹا کرنا ناجائز ہے؟

---

(۱) الا صح حظرہ ای منعه الا لحاجة..... بل یستحب لو مؤذیة او تارکة صلاة غایة و مفاده ان لا اثم بمعاشرة من لا تصلی و یجب لو فات الامساك بالمعروف (الدر المختار مع ہامش رد المحتار' کتاب الطلاق ۳/۲۲۷.۲۲۹ ط سعید کراتشی)

(۵) جب کہ ایک طرف کی لڑکی یا لڑکا مر گیا تو دوسری طرف والوں کو اپنی لڑکی بھیجنے میں کچھ عذر یا انکار ہو سکتا ہے یا کہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۲۷ عبدالغنی صاحب (کرنال) ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۹ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۶۷) (۱) لفظ چھوڑ دی اگر طلاق کی نیت سے کہا ہے تو طلاق ہو گئی۔(۱)

(۲) مہر پورا ادا کرنا ہوگا۔(۲)

(۳) نابالغ کی طرف سے طلاق نہیں ہو سکتی۔(۳)

(۴) یہ رسم آٹے سانٹے کی ناجائز ہے نکاح تو ہو جاتا ہے مگر فریقین گناہ گار ہوتے ہیں۔(۴)

(۵) ایک طرف سے کوئی مر جائے تو دوسری طرف والوں کو لڑکی روکنے کا حق نہیں اور نہ دوسری لڑکی کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر روپیہ لیکر اپنی بیوی کو حقوق زوجیت سے دستبردار ہو گیا تو وہ خلع کے حکم میں ہے

(سوال) (۱) ایک عورت مسماۃ فاطمہ کا دعویٰ ہے کہ مجھے میرے شوہر زید اور باپ نے مل کر بکر مشتری پر فروخت کیا ہے اس دعوے کے ثبوت کے لئے عورت کا اقرار اور بیع کا زبان زد عوام ہونا کافی ہے یا نہیں؟
(۲) منکوحہ عورت کو فروخت کرنے سے خلع ہو کر فسخ نکاح اول کا اور جواز نکاح ثانی کا ہو سکتا ہے یا نہیں؟
(۳) بصورت جواز نکاح ثانی کے یہ ضروری ہے کہ بکر مشتری کے ساتھ ہو یا جہاں عورت چاہتی ہے۔ المستفتی نمبر ۲۳۸۱ مقصر شاہ مہتمم مدرسہ اسلامیہ کھیوڑہ (جہلم) ۲۵ صفر ۱۳۵۸ھ م ۱۶ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۶۸) اگر یہ ثابت ہو جائے کہ شوہر نے کسی سے روپیہ لیکر اپنی بیوی اس کو دیدی اور زوجیت کے حقوق سے دست بردار ہو گیا تو یہ خلع کے حکم میں ہو جائیگا(۵) اور زوجہ اس کے نکاح سے نکل جائے گی اور جس نے رقم دی ہے اس کی زوجہ نہیں ہوگی نہ باندی بنے گی بلکہ اگر اس نے عورت کے کہنے سے رقم ادا کی ہے تو وہ اپنی رقم عورت سے لے سکے گا۔(۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) فالکنایات لا تطلق بہا قضاء الا بنیۃ او دلالۃ الحال وھی حالۃ مذاکرۃ الطلاق او الغضب.....' فنحو اخرجی واذھبی و قومی یحتمل رداو نحو خلیۃ بریۃ حرام بائن یصلح سبا و نحوا عتدی واستبرئی رحمک.....' سرحتک فارقتک لا یحتمل السب والرد (تنویر الابصار مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الکنایات ۳/۲۹۶، ۳۰۰ ط سعید کراتشی)
(۲) ویتاکد عند وطء او خلوۃ صحت من الزوج او موت احدھما (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب النکاح' باب المھر ۳/۱۰۲ ط سعید کراتشی)
(۳) ولا یقع طلاق المولی علی امراۃ عبدہ والمجنون والصبی والمعتوہ والمبرسم (تنویر الابصار مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق ۲/۲۴۲ ط سعید کراتشی) وقال فی الھدایۃ' ولا یقع طلاق الصبی والمجنون والنائم (الھدایۃ' کتاب الطلاق ۲/۳۵۸ ط مکتبہ ماجدیہ' ملتان) (۴) ووجب مھر المثل فی الشغار ھو ان یزوجہ بنتہ علی ان یزوجہ الآخر او اختہ مثلا معاوضۃ بالعقدین وھو منھی عنہ لخلوہ عن المھر (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب النکاح' باب المھر ۳/۱۰۶ سعید کراتشی) (۵) فان خالعھا الاب علی مال ضامنا لہ ای ملتزما لا کفیلا لعدم وجوب المال علیھا اصح المال علیہ کالخلع من الاجنبی فالاب اولی (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الخلع ۳/۴۵۸ ط سعید کراتشی) (۶) من قام عن غیرہ بواجب بامرہ رجع بما دفع وان لم یشترطہ کالآمر بالانفاق علیہ و بقضاء دینہ (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب الکفالۃ ۵/۳۳۳ ط سعید کراتشی) وقال ایضا و فیہ قال انفق علی او علی عیالی او علی اولادی ففعل' قیل یرجع بلا شرط و قیل لا ولو قضی دینہ بامرہ بلا شرطہ (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب النفقۃ ۳/۶۱۷' ۶۱۸ ط سعید کراتشی)

طلاق مغلظہ کے بعد بیوی شوہر پر حرام ہو جاتی ہے

(سوال) مسمی غلام نبی ولد محب اللہ نے اپنی زوجہ مسماۃ برکت دایہ کو بوجہ خلش باہمی بمعاوضہ معافی حقوق زوجیت اور مبلغ پچاس روپے علاوہ معافی حقوق کے زوجہ مذکورہ سے لے کر طلاق دیدی اور طلاق نامہ تحریر کر کے دے دیا کچھ عرصہ بعد غلام نبی مذکور نے مسماۃ برکت پر پھر زوجیت کا دعویٰ کرادیا چنانچہ بعد تحقیقات عدالت طلاق مغلظہ ثابت ہو گئی اس واقعہ کے بعد مسماۃ برکت نے اپنی دختر جو غلام نبی کی صلب سے ہے اس کی شادی کرنی چاہی اور اپنی برادری کو شادی دختر میں مدعو کیا اہل برادری نے مسماۃ برکت سے کہا کہ تو اگر اپنے شوہر غلام نبی سے پھر نکاح کرلے تو برادری تیرے شریک ہے ورنہ ذات باہر ہے مسماۃ برکت نے کہا کہ مجھے یہ بات کسی طرح گوارا نہیں اس لئے کہ ایک تو یہ بات خلاف حکم خدا اور رسول ہے دوسرے مجھے مسمی مذکور سے ہمیشہ تکالیف پہنچی ہے پھر کس طرح میں اس سے نکاح ثانی کروں مگر برادری کے لوگ مسماۃ برکت کو اسی بات پر مجبور کرتے رہے آخر کار مسماۃ برکت نے تنگ آکر یہ کہا کہ قاضی شہر اللہ ورسول کے موافق جو فیصلہ کردیں گے وہ مجھے منظور ہوگا مسماۃ برکت اہل برادری سے علیحدہ قاضی صاحب شہر کے پاس گئی اور کہا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق مغلظہ دیدی ہے جو بعد تحقیقات عدالت سے بھی ثابت ہو چکی ہے اب اہل برادری مجھے مجبور کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ تو پھر اس سے نکاح کرلے اس بارے میں خدا اور رسول کا کیا حکم ہے؟

قاضی صاحب نے فرمایا تم کو جب طلاق مغلظہ ثابت ہو چکی ہے تو کسی اور شخص سے اول نکاح کر اور وہ بعد نکاح تجھے طلاق دیدے تو ایام عدت گزار کر پھر شوہر مذکور سے نکاح کی مجاز ہو سکتی ہے مسماۃ برکت نے کہا کہ مجھے نکاح کرنا نہیں اور جب کہ خدا اور رسول کا حکم یہی ہے تو پھر آپ میری برادری کے لوگوں سے بھی فرمادیں تاکہ وہ مجھے خلاف شرع امر پر مجبور نہ کریں۔

دوسرے جلسہ میں قاضی صاحب شہر کے پاس مسماۃ برکت اہل برادری کے ساتھ گئی برادری والوں میں سے ایک دو آدمیوں نے قاضی صاحب سے کچھ تنہائی میں بات چیت کی قاضی صاحب نے ان دونوں کی بات چیت سن کر کہا کہ جس وقت مسماۃ برکت کو اس کے شوہر نے طلاق دی تھی اس وقت برادری میں سے بھی کوئی شخص موجود تھا برادری والوں نے جواب دیا کہ اس وقت کوئی موجود نہیں تھا یہ سن کر قاضی صاحب نے فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو پھر طلاق نہیں ہوئی مسماۃ برکت اور غلام نبی بدستور آپس میں زوجین ہیں اور قاضی صاحب نے کچھ شکر ایک پیالے میں گھولی اور شربت زوجین کو پلا کر فرمایا کہ جاؤ تم اسی طرح میاں بیوی ہو جس طرح تھے۔

مسماۃ برکت قاضی صاحب کے اس فیصلہ سے سخت پریشان ہے اور کسی طرح غلام نبی کی زوجیت میں رہنا نہیں چاہتی اس لئے مندرجہ ذیل امور بطلب جواب شرعی پیش ہیں :-

(۱) جو طلاق نامہ محولہ بالا مسمی غلام نبی نے مسماۃ برکت کو دیا تھا اور اس طلاق نامہ کی بناپر عدالت سے طلاق مغلظہ واقع ہو کر زوجین میں جدائی کا فیصلہ ہو چکا تھا تو اب قاضی صاحب کے قول کے موافق کیا وہ شوہر

عالم نہیں طلاق دہندہ اور کیا وہ زوجہ مسماۃ برکت مطلقہ بغیر نکاح کے اور حلالہ کے پھر زوجین ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) اور کیا بغیر شرکت اہل برادری طلاق شرعی نہیں ہو سکتی جیسا کہ قاضی صاحب کا ارشاد ہے۔

(۳) قاضی صاحب نے باوجود علم فیصلہ عدالت معاملہ مذکورہ میں اہل برادری کے کہنے سننے پر سابقہ نکاح برقرار رکھتے ہوئے شوہر و زوجہ کو زوجین قرار دیا ہے ان کا یہ فتویٰ مانے جانے کے لائق ہے یا نہیں اور ایسے قاضی صاحب عالم ہیں یا جاہل اور آئندہ بھی ان کا کوئی حکم شرعی امور میں مانا جا سکتا ہے یا نہیں ایسے خلاف شرع حکم دینے پر وہ قضاۃ کے عہدہ سے معزول کئے جا سکتے ہیں یا نہیں اور وہ مسلمان بھی رہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۷۲ مسماۃ برکت دایہ (جھالاوار) ۸ جمادی الاول ۱۳۶۰ھ م ۵ جون ۱۹۴۱ء

(جواب ۴۶۹) (۱) طلاق نامہ محولہ بالا اگر عدالت شرعیہ میں مقبول ہو چکا ہے اور وقوع طلاق کا فیصلہ حاکم عدالت کر چکا ہے تو طلاق کا حکم صحیح اور واجب التعمیل ہے (۱) اور اب یہ زوجین باہم میاں بیوی نہیں رہتے۔(۲)

(۲) برادری کا ایک فرد بھی موجود نہ ہو جب بھی طلاق ہو سکتی ہے شہادت شرعیہ برادری پر منحصر نہیں ہے۔(۳)

(۳) قاضی صاحب کا یہ فیصلہ بظاہر بالکل غلط ہے اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عالم نہیں ہیں جو ایسا جاہلانہ فیصلہ انہوں نے کر دیا جس عورت کو شرعی عدالت مطلقہ مغلظہ مان چکی ہے وہ اس کو اور اسکے خاوند کو شربت پلا کر میاں بیوی بنا دیتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

بیوی قید شریعت نہ ہو تو طلاق دینا کیسا ہے؟

(سوال) کیا مرد پر کسی وقت طلاق دینا واجب بھی ہو جاتا ہے؟ کسی شخص نے اپنی بیوی کو مارا بھی سمجھایا بھی مگر وہ نماز نہیں پڑھتی تو کیا اگر وہ اپنی بیوی کو طلاق نہ دے تو گنہگار ہوگا؟ ایسی صورت میں طلاق کی ترغیب دینے والا کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۸۵۷ عبدالسعید شاہجہانپور مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۴۲ء

(جواب ۴۷۰) طلاق دینا بعض اوقات مستحب اور بعض اوقات مرد پر واجب بھی ہو جاتا ہے در مختار میں

---

(۱) (القضاء) هو فصل الخصومات وقطع المنازعات وقيل غير ذلك (درمختار) وقال في الرد (قوله وقيل غير ذلك) منه قول العلامة قاسم انه انشاء الزام في مسائل الاجتهاد المتقاربة فيما يقع فيه النزاع لمصالح الدنيا (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب القضاء ٥/ ٣٥١ ط سعيد كراتشي) وفي الدر' والقضاء ملزم على الخصم (كتاب القضاء ٥/ ٣٥٥) وقال ايضا امر القاضي حكم (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب القضاء ٥/ ٤٢٥ ط سعيد كراتشي)

(۲) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالى " فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ٢/ ٣٩٩ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۳) ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح و طلاق ووكالة ووصية..... رجلان اورجل وامراتان (الدر المختار' مع هامش رد المحتار' كتاب الشهادة ٥/ ٤٦٥ ط سعيد كراتشي)

ہے بل یستحب لو موذیۃ او تارکۃ صلوۃ ویجب لو فات الامساک بالمعروف (۱) بے نماز عورت کو طلاق دینا واجب نہیں اور شوہر طلاق نہ دینے سے گناہ گار نہ ہوگا اسی اوپر والی عبارت میں بے نماز عورت کی طلاق کو مستحب کہا ہے واجب نہیں کہا اور تارک صلوۃ کے آگے لکھا ہے۔ و مفادہ ان لا اثم بمعاشرۃ من لا تصلی (۲) ترغیب دینے والا گناہ گار اور امر منکر کا مرتکب نہیں ہے کیونکہ بے نمازی عورت کو طلاق دینا اگرچہ واجب نہیں تاہم ممنوع بھی نہیں ہے۔ وعن ابن مسعودؓ لان القی اللہ تعالیٰ وصداقہا بذمتی خیر من ان اعاشر امراۃ لا تصلی (۳)

میاں بیوی طلاق کے منکر ہیں اور ایک آدمی تین طلاق کی گواہی دیتا ہے، تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید نے خالد کو الزام دیا کہ اے خالد تو نے اپنی منکوحہ ہندہ کو میرے سامنے تین طلاقیں دیں اور خالد و ہندہ سراسر انکار کرتے ہیں اب زید اور خالد نے فیصلے کے لئے ایک قاضی صاحب پر اتفاق کیا مگر ہندہ نے سراسر انکار کیا کہ یہ قاضی صاحب ضرور میرے خلاف فیصلہ کریں گے اب زید اور خالد فیصلے کے لئے قاضی صاحب کے پاس حاضر ہوئے تو زید نے بحیثیت مدعی کے یہ دعویٰ کیا کہ خالد نے میرے روبرو اپنی منکوحہ ہندہ کو تین طلاقیں دیں اور خالد نے اس دعوے سے انکار کیا اب قاضی صاحب نے مدعی سے شہادت کا مطالبہ کیا تو مدعی نے دو گواہ پیش کئے قاضی صاحب نے خالد سے سوال کیا کہ ان دو گواہوں کی شہادت پر جو فیصلہ مرتب ہوگا وہ تجھے منظور ہے یا نہیں؟ خالد نے کہا کہ اگر فلاں گواہ بکر حلف اٹھا کر شہادت دے تو مجھے منظور ہے اب قاضی صاحب نے گواہ مسمی بکر کو کہا کہ زید نے جو دعویٰ کیا ہے اس کے ثبوت کے لئے قسم اٹھا کر تو شہادت دینے کے لئے تیار ہے یا نہیں؟ بکر گواہ نے جواب میں کہا کہ پہلے خالد قسم اٹھائے کہ میں نے ہندہ کو تین طلاق نہیں دی تب میں قسم اٹھاؤں گا قاضی نے بکر گواہ سے کہا کہ مدعا علیہ کا حق قسم کھانے کا نہیں ہے لہذا قسم تمہیں اٹھانی پڑے گی۔

بیان بکر گواہ :- واللہ باللہ تعالیٰ خالد نے میرے سامنے ہندہ کو تین طلاق دی۔

بیان عمرو گواہ :- کہ خالد نے میرے سامنے تین طلاق دی اگر میری شہادت کاذبہ ہو تو میری منکوحہ مجھ پر طلاق ہے۔

قاضی صاحب نے فیصلہ سنادیا کہ خالد کی منکوحہ ہندہ تین طلاق خالد پر حرام ہے۔

اب علماء کا آپس میں اختلاف ہو گیا اکثر علماء کی یہ رائے ہے کہ قاضی صاحب کا فیصلہ نافذ نہیں ہوا ان کے دلائل متعدد ہیں۔

دلیل نمبر ۱ :- مدعی صرف زید ہے اور مدعا علیہ خالد اور ہندہ زوجین۔ جب تک ان تینوں کا

---

(۱) الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق ۳/ ۲۲۹ ط سعید کراتشی
(۲) المصدر السابق ۳/ ۲۹۹
(۳) رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق ۳/ ۲۲۹ ط سعید کراتشی

اتفاق ایک حاکم پر نہ ہو تب تک حاکم کا فیصلہ نافذ نہیں ہوتا یہاں اگرچہ زید اور خالد نے ایک حاکم پر اتفاق کیا ہے مگر ہندہ جس پر فیصلہ نافذ کیا گیا ہے جب قبل از فیصلہ اس نے کہہ دیا کہ یہ قاضی صاحب ضرور میرے خلاف فیصلہ کریں گے مجھے ان کا فیصلہ ہرگز منظور نہیں تو بغیر ہندہ کی رضا کے فیصلہ ہرگز نافذ نہیں ہو سکتا۔

دلیل نمبر ۲ :- مدعی اور گواہ فاسق معلن ہیں اور صاحب مروت بھی نہیں اور مدعا علیہ کی صداقت کا چپہ چپہ اقرار کرتا ہے ایسے فساق اور فجار کی شہادت مقبول نہیں ہو سکتی۔

دلیل نمبر ۳ :- شاہد مسمی عمرو نے کہا کہ اگر میں شہادت میں کاذب ہوں تو میری منکوحہ مجھ پر طلاق ہے یہ بیان دلالت کرتا ہے کہ عمرو یقیناً کاذب ہے اگر سچا ہوتا تو کہتا کہ اگر میں اپنی شہادت میں کاذب ہوں تو میری منکوحہ تین طلاق حرام ہے اس لئے کہ یہی خوف کا کلمہ ہے۔

دلیل نمبر ۴ :- عمرو نے شہادت دینے کے بعد اپنی منکوحہ کو دو گواہوں کے سامنے زبانی رجوع کیا اگر عمرو اپنی شہادت میں سچا ہوتا تو منکوحہ کو رجوع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

دلیل نمبر ۵ :- اگر اب بھی مدعی و شاہد کو یہ کہا جائے کہ تم یہ کہہ دو کہ اگر ہم اس دعوے و شہادت میں کاذب ہوں تو ہم پر اپنی منکوحہ تین طلاق حرام ہے تو وہ ہرگز یہ بیان دینے پر تیار نہیں ہیں حالانکہ فساق و فجار سے جب تک ایسا کلمہ نہ کہلایا جائے تب تک اس پر یقین مشکل ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل جھوٹے ہیں۔

دلیل نمبر ۶ :- عمرو نے جب یہ کہا کہ اگر مدعا علیہ قسم اٹھائے تب میں قسم اٹھاؤں گا پھر بعد ازاں اگرچہ قاضی کے کہنے پر اس نے قسم اٹھائی ہے مگر یہ قول شاہد کا دلالت کرتا ہے کہ شاہد واقعہ میں کاذب ہے اگر سچا ہوتا تو یہ کلمہ نہ کہتا۔

دلیل نمبر ۷ :- مدعی کی بھانجی بھی خالد کی منکوحہ ہے اب اگر خالد کی پہلی منکوحہ بھی آباد رہے تو مدعی کی بھانجی کو تکلیف ہوتی ہے لہذا مدعی نے اپنی بھانجی کی تکلیف کو مد نظر رکھتے ہوئے خالد پر یہ الزام لگایا ہے۔

فریق ثانی کہتا ہے کہ قاضی صاحب کا فیصلہ نافذ ہے اس کے دلائل یہ ہیں۔

دلیل نمبر ۱ :- مدعا علیہ اس وقت خالد ہی قرار دیا جائے اور ہندہ جس پر فیصلہ نافذ ہوا ہے وہ مدعا علیہ نہیں ہے اگر بالفرض ہندہ کو بھی مدعا علیہ قرار دیا جائے تو خالد اصل ہے اور ہندہ فرع ہے جب اصل نے فیصلہ ہونے سے پیشتر قاضی صاحب کی قضا کو منظور کر لیا تو فرع کا انکار لغو ہو جائے گا۔

دلیل نمبر ۲ :- گواہ اگرچہ فاسق ہیں اور معلن بھی ہیں اور صاحب مروت بھی نہیں اور مشہور فساق و فجار میں سے ہیں مگر جب مدعا علیہ نے یہ کہہ دیا کہ ان کی شہادت پر جو فیصلہ ہو وہ مجھے منظور ہے اب ان کے فسق و فجور کی طرف توجہ نہ کی جائے گی۔

بقیہ دلائل کے متعلق کوئی رد نہیں پیش کیا جاتا۔ المستفتی مرزا خاں

(جواب ۴۷۱) کسی شخص کا یہ کہنا کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے جب کہ زوج اور زوجہ

دونوں طلاق کے منکر ہوں یہ دعویٰ نہیں ہے کیونکہ دعویٰ اپنا حق طلب کرنے کا نام ہے(۱) اور ظاہر ہے کہ یہ اجنبی اس اخبار میں اپنا کوئی حق طلب نہیں کر رہا بلکہ ایک حق اللہ یعنی حرمت زوجہ علی زوجہا کی خبر دے رہا ہے جو حقیقتہً شہادت ہے(۲) پس اس کا یہ قول دعویٰ قرار نہیں دیا جا سکتا اور اس بنا پر اس کا یہ قول غیر مجلس قضا میں لغو ہے(۳) اور اسی لغو قول کی وجہ سے یہ خصم نہیں بن سکتا اور جب یہ خصم نہیں ہوا تو اس کی اور زوج کی جانب سے تحکیم صحیح نہیں ہوئی کیونکہ تحکیم خصمین کی طرف سے ہوتی ہے(۴) اور صورت مسئولہ میں خصمین کا وجود ہی نہیں ہوا پس حکم کے سامنے جو شہادتیں ہوئیں وہ بھی غیر معتبر اور حکم کا فیصلہ بھی غیر معتبر۔

ہاں اس معاملے میں یہ اجنبی بھی ایک شاہد ہے اور طلاق کی شہادت دینے کے لئے دعویٰ بھی شرط نہیں(۵) مگر شہادت ادا کرنے کے لئے مجلس قضا شرط ہے(۶) اگر یہ اجنبی قاضی شرعی کے سامنے مجلس قضا میں جا کر شہادت دیتا کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے اور قاضی اس شہادت پر کارروائی کرتا تو وہ درست ہوتی بشرطیکہ شاہد کی طرف سے ادائے شہادت میں تاریخ طلاق سے غیر ضروری تاخیر نہ ہوئی ہوتی(۷) قاضی شرعی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ حقوق اللہ کی حفاظت کے لئے کارروائی کرے اور حکم اس وقت قاضی کے قائم مقام ہو سکتا ہے جب خصمین اس کو اپنی طرف سے فیصلے کا حق دیں(۸) اور جب تک خصومت متحقق نہ ہو تحکیم متحقق نہیں ہو سکتی پس صورت مسئولہ میں لفظ قاضی صاحب سے مراد اگر حکم ہے جیسا کہ ظاہر ہے تو میرے نزدیک یہ تمام کارروائی عبث ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ دوسرے علمائے متحرین سے بھی تحقیق کی جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

حضرت اقدس دامت فیوضہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ سوال وجواب بغرض استصواب ارسال خدمت کر رہا ہوں جو جواب میں نے لکھا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ براہ کرم جواب سے خوش وقت فرمائیں

---

(۱) الدعوی هی قول مقبول عند القاضی یقصد به طلب حق قبل غیره او دفعه عن حق نفسه (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الدعوی ۵/ ۵۴۱ ط سعید کراتشی)

(۲) الشهادة هی اخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشهادة فی مجلس القاضی ولو بلا دعوی (تنویر الابصار و شرحه مع هامش رد المحتار' کتاب الشهادات ۵/ ۴۶۱ ط سعید کراتشی)

(۳) قال الطحطاوی تحت قول الدر المختار (قوله فی مجلس القاضی) خرج به اخباره فی غیر مجلسه فلا یعتبر بخلاف القاضی فانه یتقید بمجلس حکمه السعین من الامام و بمحل ولایته (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار' کتاب الشهادات ۳/ ۲۲۷ ط دار المعرفة بیروت)

(۴) التحکیم هو تولیة الخصمین حاکما یحکم بینهما ورکنه لفظه الدال علیه مع قبول الآخر ذلک (تنویر الابصار مع هامش رد المحتار' کتاب القضاء' باب التحکیم ۵/ ۴۲۸ ط سعید کراتشی)

(۵) والذی تقبل فیها الشهادة حسبة بدون الدعوی اربعة عشر منها الوقف (درمختار) وقال فی الرد (قوله اربعة عشر) وهی الوقف و طلاق الزوجة و تعلیق طلاقها (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الوقف' مطلب المواضع التی تقبل فیها الشهادة حسبة بلا دعوی ۴/ ۴۰۹ ط سعید کراتشی)

(۶) فهو اخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشهادة فی مجلس القضاء هکذا فی فتح القدیر (الفتاوی الهندیة' کتاب الشهادة' الباب الاول فی تعریفها و رکنها' ۳/ ۴۵۰ ط مکتبه ماجدیه' کوئٹه)

(۷) شاهد الحسبة اذا اخرها لغیر عذر لا تقبل لفسقه اشباه عن القنیة (هامش رد المحتار' کتاب الوقف' مطلب المواضع التی تقبل فیها الشهادة حسبة بلا دعوی ۴/ ۴۱۰ ط سعید کراتشی)

(۸) اما المحکم فشرطه اهلیة القضاء و یقضی فیما سوی الحدود والقصاص (هامش رد المحتار' کتاب القضاء ۵/ ۳۵۴ ط سعید کراتشی)

مطمئن فرمائیں۔ خادم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۸ رجب ۱۳۵۱ھ

(جواب)(از حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)الجواب صحیح قال فی الاشباہ فالدعوی حسبۃ لاتجوز والشہادۃ حسبۃ بلا دعوی جائزۃ فی ھذہ المواضع فلتحفظ والمواضع الوقف و طلاق الزوجۃ و تعلیق طلاقہا و حریۃ الامۃ و تدبیرھا والخلع و ھلال رمضان والنسب وحد الزنا وحد الشرب والا یلاء والظہار و حرمۃ المصاھرۃ وقال الحموی فی شرحہ شہادۃ الحسبۃ لیست دعوی من الشاہد وانما ھو مجرد شہادۃ وھذا خلاف کلام العلماء الشافعیۃ لانہم یقولون ان الشاہد حسبۃ مدع ایضا فہی عندہ شہادۃ و دعوی اھ ص (۱) ۲۳۸

واذا لم یکن مدعیا عندنا لم یصح تحکیمہ مع الزوج رجلا لیقضی بینہما فان القضاء والتحکیم لا یصحان بدون الدعوی وھو ظاہر فقضاء الحکم لیس بقضاء نعم صرحوا بان المراۃ کالقاضی فی باب الطلاق یجوز لہا سماع شہادۃ الشہود علی طلاق زوجہا فان شہد عندھا شہود عدول بان زوجہا طلقہا ثلاثا لزمہا العمل بشہادتہم وان لم یکونوا عدولا فلا . واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب .

مولانا دامت فیوضہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں شرمندہ ہوں کہ کئی روز کے بعد جواب لکھ رہا ہوں اب قویٰ مضمحل ہوگئے مشاغل کا بھی بعد ہجوم ہے اور علمی لیاقت پہلے ہی سے مفقود ہے یہ اسباب ہیں تاخیر جواب کے۔احتیاطاً مولوی ظفر احمد سے بھی مشورہ کیا انہوں نے جدا پرچے پر اپنی رائے لکھی ہے جس کا حاصل آپ کے موافق ہے صرف شہود عدول کا حکم بڑھایا ہے سوال میں گواہوں کو تو فاسق معلن لکھا ہے مگر زید کی عدالت یا فسق سے تعرض نہیں کیا البتہ اس کی بھانجی کے تعلق کو موجب اشتباہ لکھا ہے اب یہ امر قابل غور ہے کہ کیا صرف یہ شبہ عدم وثوق کے لئے کافی ہے یا زید میں کوئی دوسرا مانع بھی ہے بہر حال اگر یہ عادل یا مقبول القول نہ ہو تو شہادت تو تھی ہی نہیں جیسا اصل جواب میں مفصل لکھا ہے صرف اخبار تھا وہ مخبر کے غیر عادل ہونے سے مقبول نہیں اور اگر زید عادل ہے تو المراۃ کالقاضی (۲) کا جزئیہ قابل نظر ہے اور عادل ہونے کی صورت میں شاید عدد شرط نہ ہو یاد نہیں۔ فقط

عدت والی عورت سے زمانہ عدت میں زنا کیا' پھر عدت کے بعد اس سے نکاح کیا' تو کیا حکم ہے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۳۶ء)

(سوال) ایک شخص رئیس اپنے جاگر کے واسطے دوسرے کی منکوحہ عورت جبراً لایا اور کئی مہینے کے بعد کچھ

---

(۱) الاشباہ والنظائر 'کتاب القضاء والشہادات والدعاوی ۲ / ۲۰۵،۴ ط ادارۃ القرآن و العلوم الاسلامیہ کراتشی)

(۲) والمراۃ کالقاضی اذا سمعتہ او اخبرھا عدل لا یحل لہا تمکینہ والفتوی علی انہ لیس لہا قتلہ ولا تقتل نفسہا بل تفدی نفسہا بمال او تہرب (ھامش رد المحتار' مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب الصریح' مطلب فی قول البحر' ان الصریح یحتاج فی وقوعہ دیانۃ الی النیۃ ۳ / ۲۵۱ ط سعید کراتشی)

رہ چہ دیگر شوہر سے طلاق لے لیا اور عدت کے اندر اپنے نوکر کو رہنے اور زنا کرنے کا حکم دیا اور عدت ہی میں اپنے چاکر سے نکاح کرادیا وہ نکاح درست ہوا یا نہیں؟

(جواب ۴۷۲) دوسرے شخص کی منکوحہ کو نکال لانا اور عدت کے اندر عورت کے پاس دوسرے شخص کو رکھنا اور زنا کرانا یہ سب گناہ اور ظلم اور فسق ہے۔ ان امور کا مرتکب سخت فاسق و فاجر اور ظالم ہے اور عدت کے اندر جو نکاح کردیا ہے وہ نکاح درست نہ ہوا۔(۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

تم الجزء السادس من كفايت المفتى و يليه الجزء السابع اوله كتاب الوقف

---

(۱) قال الله تعالىٰ : ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب اجله (البقرة: ۲۳۵) و في الهندية: لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة كذافى السراج الوهاج (الفتاوى الهندية: كتاب النكاح: الباب الثالث فى بيان المحرمات: القسم السادس المحرمات التى يتعلق بها حق الغير ۱ / ۲۸۰ ط ماجدية: كوئته)

(۲) قال الله تعالى : واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن اذا تراضوا بينهم بالمعروف (البقرة: ۲۳۲)